فرهنگ کے ساتھ

(اُردو)

کلیاتِ اقبال

علّامہ محمّد اقبالؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلیاتِ اقبال (اُردو)

Government of Pakistan
Ministry of Culture

Iqbal Academy
Pakistan

With Compliments

Iqbal Academy Pakistan

6th floor, Aiwan-e-Iqbal, Egerton Road Lahore
Tel: +92-42-6314510, 9203573 Fax: +92-42-6314496

فرہنگ کے ساتھ

کلیاتِ اقبال (اُردو)

علّامہ محمّد اقبال

مکتبۂ جمال
تیسری منزل، حسن مارکیٹ
اُردو بازار لاہور فون نمبر: 7232731
E-mail: maktaba_jamal@email.com

جملہ حقوق کتابت وفرھنگ محفوظ

2005 ء

مکتبہ جمال نے

پریس تایا سنز پرنٹر

چھپوا کر شائع کیا۔

قیمت -/600روپے

12$ڈالر

بانگِ درا

علّامہ محمّد اقبال

مکتبۂ جمال

تیسری منزل، حسن مارکیٹ

اُردو بازار لاہور فون نمبر: 7232731

E-mail: maktaba_jamal@email.com

فہرست

دیباچہ 13

حصہ اوّل

(.....۱۹۰۵ء تک)

1 ہمالہ 25

2 گُلِ رنگیں 29

3 عہدِ طفلی 32

4 مرزا غالبؔ 33

5 ابرِ کوہسار 36

6 ایک مکڑا اور مکھی 38

7 ایک پہاڑ اور گلہری 42

8 ایک گائے اور بکری 44

9 بچّے کی دعا 48

10 ہمدردی 49

11 ماں کا خواب 50

12 پرندے کی فریاد 52
13 خفتگانِ خاک سے استفسار 54
14 شمع و پروانہ 58
15 عقل و دِل 60
16 صدائے درد 62
17 آفتاب (ترجمہ گایتری) 64
18 شمع 66
19 ایک آرزو 71
20 آفتابِ صبح 75
21 دردِ عشق 79
22 گُلِ پژمُردہ 82
23 سیّد کی لوحِ تُربت 84
24 ماہِ نو 87
25 انسان اور بزمِ قدرت 89
26 پیامِ صبح 92
27 عشق اور موت 94
28 زُہد اور رِندی 98
29 شاعر 103
30 دِل 104
31 موجِ دریا 106
32 رُخصت اے بزمِ جہاں! 107
33 طفلِ شِیر خوار 111

34 تصویرِ درد 113
35 نالۂ فراق 124
36 چاند 127
37 بلالؓ 129
38 سرگزشتِ آدم 132
39 ترانۂ ہندی 136
40 جگنو 138
41 صبح کا ستارہ 141
42 ہندوستانی بچوں کا قومی گیت 144
43 نیا شوالا 146
44 داغ 148
45 اَبر 152
46 ایک پرندہ اور جگنو 153
47 بچہ اور شمع 155
48 کنارِ راوی 158
49 التجائے مسافر 160

غزلیات

1 گلزارِ ہست و بود نہ بیگانہ وار دیکھ 165
2 نہ آتے، ہمیں اس میں تکرار کیا تھی 166
3 عجب واعظ کی دِیں داری ہے یارب! 167

4 لاؤں وہ تنکے کہیں سے آشیانے کے لیے 168
5 کیا کہوں اپنے چمن سے میں جدا کیونکر ہوا 170
6 انوکھی وضع ہے، سارے زمانے سے نرالے ہیں 172
7 ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی 174
8 کہوں کیا آرزوئے بے دِلی مجھ کو کہاں تک ہے 176
9 جنھیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں، زمینوں میں 178
10 ترے عشق کی انتہا چاہتا ہُوں 181
11 کُشادہ دستِ کرم جب وہ بے نیاز کرے 182
12 سختیاں کرتا ہوں دِل پر، غیر سے غافل ہوں میں 184
13 مجنوں نے شہر چھوڑا تو صحرا بھی چھوڑ دے 186

حصہ دوم

(۱۹۰۵ء سے ۱۹۰۸ء تک)

1 محبت 189
2 حقیقتِ حُسن 192
3 پیام 194
4 سوامی رام تیرتھ 196
5 طلبۂ علی گڑھ کالج کے نام 198
6 اخترِ صبح 200
7 حُسن و عشق 201
8 .....کی گود میں بلّی دیکھ کر 203

9 کلی 205
10 چاند اور تارے 207
11 وصال 209
12 سُلیمیٰ 211
13 عاشقِ ہرجائی 212
14 کوششِ ناتمام 217
15 نوائے غم 219
16 عشرتِ امروز 221
17 انسان 223
18 جلوۂ حُسن 225
19 ایک شام 226
20 تنہائی 227
21 پیامِ عشق 228
22 فراق 230
23 عبدالقادر کے نام 232
24 صِقلیّہ 235

غزلیات

1 زندگی انساں کی اک دَم کے سوا کچھ بھی نہیں 239
2 الٰہی عقلِ خجستہ پے کو ذرا سی دیوانگی سِکھا دے 240
3 زمانہ دیکھے گا جب مِرے دل سے محشر اُٹھے گا گفتگو کا 242

4 چمک تیری عیاں بجلی میں، آتش میں، شرارے میں 245
5 یوں تو اے بزمِ جہاں! دلکش تھے ہنگامے ترے 247
6 مثالِ پرتوِ مے طوفِ جام کرتے ہیں 248
7 زمانہ آیا ہے بے حجابی کا، عام دیدارِ یار ہوگا 250

حصہ سوم

(۱۹۰۸ء سے .....)

1 بلادِ اسلامیہ 254
2 ستارہ 258
3 دو ستارے 260
4 گورستانِ شاہی 261
5 نمودِ صبح 270
6 تضمین بر شعرِ انیسی شاملو 272
7 فلسفۂ غم 274
8 پھول کا تحفہ عطا ہونے پر 279
9 ترانۂ ملّی 281
10 وطنیّت 283
11 ایک حاجی مدینے کے راستے میں 286
12 قطعہ (کل ایک شوریدہ خواب گاہِ نبیؐ پہ رو رو کے کہہ رہا تھا)... 288
13 شکوہ 289
14 چاند 304

15 رات اور شاعر 306
16 بزمِ انجم 309
17 سیرِ فلک 312
18 نصیحت 314
19 رام 317
20 موٹر 318
21 انسان 320
22 خطاب بہ جوانانِ اسلام 321
23 غرّۂ شوال یا ہلالِ عید 324
24 شمع اور شاعر 328
25 مُسلم 343
26 حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں 346
27 شفاخانۂ حجاز 348
28 جوابِ شکوہ 350
29 ساقی 367
30 تعلیم اور اس کے نتائج 368
31 قُربِ سلطان 369
32 شاعر 372
33 نویدِ صبح 374
34 دُعا 376
35 عید پر شعر لکھنے کی فرمائش کے جواب میں 378
36 فاطمہ بنتِ عبداللہ 380

37	شبنم اور ستارے	383
38	محاصرۂ ادرنہ	386
39	غلام قادر رُہیلہ	388
40	ایک مکالمہ	391
41	میں اور تُو	393
42	تضمین بر شعرِ ابو طالب کلیم	395
43	شبلی اور حالی	397
44	ارتقا	399
45	صدیقؓ	401
46	تہذیبِ حاضر	404
47	والدہ مرحومہ کی یاد میں	406
48	شعاعِ آفتاب	419
49	عُرفی	421
50	ایک خط کے جواب میں	423
51	نانک	425
52	کفر و اسلام	427
53	بلالؓ	429
54	مسلمان اور تعلیمِ جدید	431
55	پھولوں کی شہزادی	433
56	تضمین بر شعرِ صائب	435
57	فردوس میں ایک مکالمہ	437
58	مذہب	440

59 جنگِ یرمُوک کا ایک واقعہ 442
60 مذہب 444
61 پیوستہ رہ شجر سے، اُمیدِ بہار رکھ 445
62 شبِ معراج 447
63 پھول 448
64 شیکسپیئر 450
65 میں اور تُو 452
66 اسیری 454
67 دریُوزۂ خلافت 455
68 ہمایوں 456
69 خضرِ راہ 458
70 طلوعِ اسلام 477

غزلیات

1 اے بادِ صبا! کملی والےؐ سے جا کہیو پیغام مرا 492
2 یہ سرودِ قُمری و بلبل فریبِ گوش ہے 493
3 نالہ ہے بلبلِ شوریدہ ترا خام ابھی 495
4 پردہ چہرے سے اُٹھا، انجمن آرائی کر 497
5 پھر بادِ بہار آئی، اقبالؔ غزل خواں ہو 499
6 کبھی اے حقیقتِ منتظر! نظر آ لباسِ مجاز میں 500
7 تہِ دام بھی غزل آشنار ہے طائرانِ چمن تو کیا 502

8 گرچہ تُو زندانیِ اسباب ہے 503

ظریفانہ

1 مشرق میں اصولِ دِین بن جاتے ہیں 504
2 لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی 504
3 شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں 505
4 یہ کوئی دن کی بات ہے اے مردِ ہوش مند! 505
5 تعلیمِ مغربی ہے بہت جرأت آفریں 506
6 کچھ غم نہیں جو حضرتِ واعظ ہیں تنگ دست 506
7 تہذیب کے مریض کو گولی سے فائدہ! 507
8 اِنتہا بھی اس کی ہے؟ آخر خریدیں کب تلک 507
9 ہم مشرق کے مسکینوں کا دل مغرب میں جا اٹکا ہے 508
10 'اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہے' 509
11 ہاتھوں سے اپنے دامنِ دُنیا نکل گیا 509
12 وہ مِس بولی، ارادہ خودکشی کا جب کیا میں نے 510
13 نادان تھے اس قدر کہ نہ جانی عرب کی قدر 510
14 ہندوستاں میں جُزوِ حکومت ہیں کونسلیں 511
15 ممبری امپیریل کونسل کی کچھ مشکل نہیں 511
16 دلیلِ مہر و وفا اس سے بڑھ کے کیا ہوگی 512
17 فرما رہے تھے شیخ طریقِ عمل پہ وعظ 513
18 دیکھیے چلتی ہے مشرق کی تجارت کب تک 514

19 گائے اک روز ہوئی اُونٹ سے یوں گرمِ سخن 515
20 رات مچھر نے کہہ دیا مجھ سے 517
21 یہ آیۂ نو جیل سے نازل ہوئی مجھ پر 517
22 جان جائے ہاتھ سے جائے نہ ست 518
23 محنت و سرمایہ دُنیا میں صف آرا ہو گئے 518
24 شام کی سرحد سے رُخصت ہے وہ رندِ لم یزل 519
25 تکرار تھی مزارع و مالک میں ایک روز 520
26 اُٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں 521
27 کارخانے کا ہے مالک مَردکِ ناکردہ کار 521
28 سُنا ہے میں نے کل یہ گفتگو تھی کارخانے میں 522
29 مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے 523

دیباچہ

شیخ عبدالقادر بیرسٹرایٹ لاء سابق مدیرِ ''مخزن''

کسے خبر تھی کہ غالبؔ مرحوم کے بعد ہندوستان میں پھر کوئی ایسا شخص پیدا ہوگا جو اُردو شاعری کے جسم میں ایک نئی روح پھُونک دے گا اور جس کی بدولت غالبؔ کا بے نظیر تخیّل اور نرالا اندازِ بیان پھر وجود میں آئیں گے اور ادبِ اُردو کے فروغ کا باعث ہوں گے؛ مگر زبانِ اُردو کی خوش اقبالی دیکھیے کہ اس زمانے میں اقبالؔ سا شاعر اسے نصیب ہوا جس کے کلام کا سِکّہ ہندوستان بھر کی اُردو داں دُنیا کے دلوں پر بیٹھا ہوا ہے اور جس کی شہرت روم وایران بلکہ فرنگستان تک پہنچ گئی ہے۔

غالبؔ اور اقبالؔ میں بہت سی باتیں مشترک ہیں۔ اگر میں تناسخ کا قائل ہوتا تو ضرور کہتا کہ مرزا اسداللہ خاں غالبؔ کو اُردو اور فارسی کی شاعری سے جو عشق تھا، اُس نے اُن کی روح کو عدم میں جا کر بھی چین نہ لینے دیا اور مجبور کیا کہ وہ پھر کسی جسدِ خاکی میں جلوہ افروز ہو کر شاعری کے چمن کی آبیاری کرے؛ اور اُس نے پنجاب کے ایک گوشے میں جسے سیالکوٹ کہتے ہیں، دوبارہ جنم لیا اور محمد اقبال نام پایا۔

جب شیخ محمد اقبال کے والد بزرگوار اور ان کی پیاری ماں ان کا نام تجویز کر رہے ہوں گے تو قبولِ دُعا کا وقت ہوگا کہ اُن کا دیا ہوا نام اپنے پورے معنوں میں صحیح ثابت ہوا اور اُن کا اقبال مند بیٹا ہندوستان میں تحصیلِ علم سے فارغ ہو کر انگلستان پہنچا، وہاں کیمبرج میں کامیابی سے وقت ختم کر کے جرمنی گیا اور علمی دنیا کے اعلیٰ مدارج طے کر کے

واپس آیا۔ شیخ محمد اقبال نے یورپ کے قیام کے زمانے میں بہت سی فارسی کتابوں کا مطالعہ کیا اور اس مطالعے کا خلاصہ ایک محققانہ کتاب کی صورت میں شائع کیا جسے فلسفۂ ایران کی مختصر تاریخ کہنا چاہیے۔ اسی کتاب کو دیکھ کر جرمنی والوں نے شیخ محمد اقبال کو ڈاکٹر کا علمی درجہ دیا۔ سرکارِ انگریزی کو، جس کے پاس مشرقی زبانوں اور علوم کی نسبت براہِ راست اطلاع کے ذرائع کافی نہیں، جب ایک عرصے کے بعد معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب کی شاعری نے عالم گیر شہرت پیدا کر لی ہے تو اُس نے بھی ازراہِ قدردانی سَر کا ممتاز خطاب انہیں عطا کیا۔ اب وہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کے نام سے مشہور ہیں لیکن ان کا نام جس میں یہ لطفِ خداداد ہے کہ نام کا نام ہے اور تخلّص کا تخلّص، ان کی ڈاکٹری اور سَری سے زیادہ مشہور اور مقبول ہے۔

سیالکوٹ میں ایک کالج ہے جس میں علمائے سلَف کی یادگار اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنے والے ایک بزرگ مولوی سیّد میر حسن[1] صاحب علومِ مشرقی کا درس دیتے ہیں۔ حال میں انھیں گورنمنٹ سے خطابِ شمس العلما بھی مِلا ہے۔ ان کی تعلیم کا یہ خاصہ ہے کہ جو کوئی ان سے فارسی یا عربی سیکھے، اُس کی طبیعت میں اُس زبان کا صحیح مذاق پیدا کر دیتے ہیں۔ اقبالؔ کو بھی اپنی ابتدائے عمر میں مولوی سیّد میر حسن سا استاد ملا۔ طبیعت میں علمِ ادب سے مناسبت قدرتی طور پر موجود تھی۔ فارسی اور عربی کی تحصیل مولوی صاحب موصوف سے کی۔ سونے پر سُہاگا ہو گیا۔ ابھی اسکول ہی میں پڑھتے تھے کہ کلامِ موزوں زبان سے نکلنے لگا۔ پنجاب میں اُردو کا رواج اس قدر ہو گیا تھا کہ ہر شہر میں زباں دانی اور شعر و شاعری کا چرچا کم و بیش موجود تھا۔ سیالکوٹ میں بھی شیخ محمد اقبال کی طالب علمی کے دنوں میں ایک چھوٹا سا مشاعرہ ہوتا تھا۔ اُس کے لیے اقبالؔ نے کبھی کبھی غزل لکھنی شروع کر دی۔ شعرائے اُردو میں اُن دنوں نواب مرزا خاں صاحب داغؔ دہلوی کا بہت شہرہ تھا اور نظامِ دکن کے استاد ہونے سے اُن کی شہرت اور بھی بڑھ گئی تھی۔ لوگ، جو اُن کے

---

[1] ۲۵ ستمبر ۱۹۲۹ء کو حضرت کا وصال ہو گیا ہے۔

پاس جانہیں سکتے تھے، خط و کتابت کے ذریعے دُور ہی سے اُن سے شاگردی کی نسبت پیدا کرتے تھے۔ غزلیں ڈاک میں اُن کے پاس جاتی تھیں اور وہ اصلاح کے بعد واپس بھیجتے تھے۔ پچھلے زمانے میں جب ڈاک کا یہ انتظام نہ تھا، کسی شاعر کو اتنے شاگرد کیسے میسّر آسکتے تھے۔ اب اس سہولت کی وجہ سے یہ حال تھا کہ سیکڑوں آدمی اُن سے غائبانہ تلمّذ رکھتے تھے اور اُنھیں اس کام کے لیے ایک عملہ اور محکمہ رکھنا پڑتا تھا۔ شیخ محمد اقبال نے بھی اُنھیں خط لکھا اور چند غزلیں اصلاح کے لیے بھیجیں۔ اس طرح اقبالؔ کو اُردو زباں دانی کے لیے بھی ایسے استاد سے نسبت پیدا ہوئی جو اپنے وقت میں زبان کی خوبی کے لحاظ سے فنِ غزل میں یکتا سمجھا جاتا تھا۔ گو اس ابتدائی غزل گوئی میں وہ باتیں تو موجود نہ تھیں جن سے بعد ازاں کلامِ اقبالؔ نے شہرت پائی، مگر جنابِ داغؔ پہچان گئے کہ پنجاب کے ایک دور اُفتادہ ضلع کا یہ طالب علم کوئی معمولی غزل گو نہیں۔ اُنھوں نے جلد کہہ دیا کہ کلام میں اصلاح کی گنجائش بہت کم ہے، اور یہ سلسلہ تلمّذ کا بہت دیر قائم نہیں رہا۔ البتہ اس کی یاد دونوں طرف رہ گئی۔ داغؔ کا نام اُردو شاعری میں ایسا پایہ رکھتا ہے کہ اقبالؔ کے دل میں داغؔ سے اس مختصر اور غائبانہ تعلق کی بھی قدر ہے اور اقبالؔ نے داغؔ کی زندگی ہی میں قبولِ عام کا وہ درجہ حاصل کر لیا تھا کہ داغؔ مرحوم اس بات پر فخر کرتے تھے کہ اقبالؔ بھی اُن لوگوں میں شامل ہے جن کے کلام کی اُنھوں نے اصلاح کی۔ مجھے خود دکن میں اُن سے ملنے کا اتفاق ہوا اور میں نے خود ایسے فخریہ کلمات اُن کی زبان سے سنے۔

سیالکوٹ کے کالج میں ایف اے کے درجے تک تعلیم تھی۔ بی اے کے لیے شیخ محمد اقبالؔ کو لاہور آنا پڑا۔ اُنھیں علمِ فلسفہ کی تحصیل کا شوق تھا اور اُنھیں لاہور کے اساتذہ میں ایک نہایت شفیق استاد ملا جس نے فلسفے کے ساتھ اُن کی مناسبت دیکھ کر انھیں خاص توجہ سے پڑھانا شروع کیا۔ پروفیسر آرنلڈ صاحب، جو اب سر ٹامس آرنلڈ ہو گئے ہیں اور انگلستان میں مقیم ہیں، غیر معمولی قابلیت کے شخص ہیں۔ قوتِ تحریر اُن کی بہت اچھی ہے اور وہ علمی جستجو اور تلاش کے طریقِ جدید سے خوب واقف ہیں۔ اُنھوں نے چاہا کہ اپنے

شاگرد کو اپنے مذاق اور اپنے طرزِ عمل سے حصہ دیں، اور وہ اس ارادے میں بہت کچھ کامیاب ہوئے۔ پہلے اُنھوں نے علی گڑھ کالج کی پروفیسری کے زمانے میں اپنے دوست مولانا شبلی مرحوم کے مذاقِ علمی کے پُختہ کرنے میں کامیابی حاصل کی تھی، اب اُنھیں یہاں ایک اور جوہرِ قابل نظر آیا جس کے چمکانے کی آرزو اُن کے دل میں پیدا ہوئی۔ اور جو دوستی اور محبت استاد اور شاگرد میں پہلے دن سے پیدا ہوئی، وہ آخرش شاگرد کو استاد کے پیچھے پیچھے انگلستان لے گئی اور وہاں یہ رشتہ اور بھی مضبوط ہو گیا، اور آج تک قائم ہے۔ آرنلڈ خوش ہے کہ میری محنت ٹھکانے لگی اور میرا شاگرد علمی دنیا میں میرے لیے بھی باعثِ شہرت افزائی ہوا اور اقبالؔ معترف ہے کہ جس مذاق کی بنیاد سیّد میر حسن نے ڈالی تھی اور جسے درمیان میں داغؔ کے غائبانہ تعارف نے بڑھایا تھا، اُس کے آخری مرحلے آرنلڈ کی شفیقانہ رہبری سے طے ہوئے۔

اقبالؔ کو اپنی علمی منازل طے کرنے میں اچھے اچھے رہبر ملے اور بڑے بڑے علما سے سابقہ پڑا۔ ان لوگوں میں کیمبرج یونیورسٹی کے ڈاکٹر میک ٹیگرٹ، براؤن، نکلسن اور سارلی قابلِ ذکر ہیں۔ پروفیسر نکلسن تو ہمارے شکریے کے خاص طور پر مستحق ہیں کیونکہ اُنھوں نے اقبالؔ کی مشہور فارسی نظم ''اسرارِ خودی'' کا انگریزی ترجمہ کر کے اور اُس پر دیباچہ اور حواشی لکھ کر یورپ اور امریکہ کو اقبالؔ سے رُوشناس کیا۔ اسی طرح ہندوستان کی علمی دنیا میں جتنے نامور اُس زمانے میں موجود تھے مثلاً مولانا شبلیؔ مرحوم، مولانا حالیؔ مرحوم، اکبرؔ مرحوم، سب سے اقبالؔ کی ملاقات اور خط و کتابت رہی اور اُن کے اثرات اقبالؔ کے کلام پر اور اقبالؔ کا اثر اُن کی طبائع پر پڑتا رہا۔ مولانا شبلیؔ نے بہت سے خطوط میں اور حضرتِ اکبرؔ نے نہ صرف خطوں میں بلکہ بہت سے اشعار میں اقبالؔ کے کمال کا اعتراف کیا ہے، اور اقبالؔ نے اپنی نظم میں ان باکمالوں کی جابجا تعریف کی ہے۔

ابتدائی مشق کے دنوں کو چھوڑ کر اقبالؔ کا اُردو کلام بیسویں صدی کے آغاز سے کچھ پہلے شروع ہوتا ہے۔ ۱۹۰۱ء سے غالباً دو تین سال پہلے میں نے اُنہیں پہلی مرتبہ لاہور

کے ایک مشاعرے میں دیکھا۔ اس بزم میں ان کو ان کے چند ہم جماعت کھینچ کر لے آئے اور انہوں نے کہہ سُن کر ایک غزل بھی پڑھوائی۔ اس وقت تک لاہور میں لوگ اقبالؔ سے واقف نہ تھے۔ چھوٹی سی غزل تھی۔ سادہ سے الفاظ۔ زمین بھی مشکل نہ تھی۔ مگر کلام میں شوخی اور بے ساختہ پن موجود تھا۔ بہت پسند کی گئی۔ اس کے بعد دو تین مرتبہ پھر اسی مشاعرے میں انھوں نے غزلیں پڑھیں اور لوگوں کو معلوم ہوا کہ ایک ہونہار شاعر میدان میں آیا ہے۔ مگر یہ شہرت پہلے پہلے لاہور کے کالجوں کے طلبہ اور بعض ایسے لوگوں تک محدود رہی جو تعلیمی مشاغل سے تعلق رکھتے تھے۔ اتنے میں ایک ادبی مجلس قائم ہوئی جس میں مشاہیر شریک ہونے لگے اور نظم ونثر کے مضامین کی اس میں مانگ ہوئی۔ شیخ محمد اقبال نے اس کے ایک جلسے میں اپنی وہ نظم جس میں کوہِ ہمالہ سے خطاب ہے، پڑھ کر سنائی۔ اس میں انگریزی خیالات تھے اور فارسی بندشیں۔ اس پر خوبی یہ کہ وطن پرستی کی چاشنی اس میں موجود تھی۔ مذاقِ زمانہ اور ضرورتِ وقت کے موافق ہونے کے سبب بہت مقبول ہوئی اور کئی طرف سے فرمائشیں ہونے لگیں کہ اسے شائع کیا جائے، مگر شیخ صاحب یہ عذر کر کے کہ ابھی نظرِ ثانی کی ضرورت ہے، اُسے اپنے ساتھ لے گئے اور وہ اُس وقت چھپنے نہ پائی۔ اس بات کو تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ میں نے ادبِ اُردو کی ترقی کے لیے رسالہ 'مخزن' جاری کرنے کا ارادہ کیا۔ اس اثنا میں شیخ محمد اقبال سے میری دوستانہ ملاقات پیدا ہو چکی تھی۔ میں نے ان سے وعدہ لیا کہ اس رسالے کے حصۂ نظم کے لیے وہ نئے رنگ کی نظمیں مجھے دیا کریں گے۔ پہلا رسالہ شائع ہونے کو تھا کہ میں ان کے پاس گیا اور میں نے ان سے کوئی نظم مانگی۔ انھوں نے کہا ''ابھی کوئی نظم تیار نہیں'' میں نے کہا 'ہمالہ' والی نظم دے دیجیے اور دوسرے مہینے کے لیے کوئی اور لکھیے۔ انھوں نے اس نظم کے دینے میں پس وپیش کی کیونکہ انہیں یہ خیال تھا کہ اس میں کچھ خامیاں ہیں، مگر میں دیکھ چکا تھا کہ وہ بہت مقبول ہوئی، اس لیے میں نے زبردستی وہ نظم ان سے لے لی اور 'مخزن' کی پہلی جلد کے پہلے نمبر میں جو اپریل ۱۹۰۱ء میں نکلا، شائع کر دی۔ یہاں سے گویا اقبالؔ

کی اُردو شاعری کا پبلک طور پر آغاز ہوا اور ۱۹۰۵ء تک، جب وہ ولایت گئے، یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس عرصے میں وہ عموماً 'مخزن' کے ہر نمبر کے لیے کوئی نہ کوئی نظم لکھتے تھے اور جوں جوں لوگوں کو ان کی شاعری کا حال معلوم ہوتا گیا، جا بجا مختلف رسالوں اور اخباروں سے فرمائشیں آنے لگیں اور انجمنیں اور مجالس درخواستیں کرنے لگیں کہ اُن کے سالانہ جلسوں میں لوگوں کو وہ اپنے کلام سے محظوظ کریں۔ شیخ صاحب اُس وقت طالب علمی سے فارغ ہو کر گورنمنٹ کالج میں پروفیسر ہو گئے تھے اور دن رات علمی صحبتوں اور مشاغل میں بسر کرتے تھے۔ طبیعت زوروں پر تھی، شعر کہنے کی طرف جس وقت مائل ہوتے تو غضب کی آمد ہوتی تھی۔ ایک ایک نشست میں بے شمار شعر ہو جاتے تھے۔ ان کے دوست اور بعض طالب علم جو پاس ہوتے، پنسل کاغذ لے کر لکھتے جاتے اور وہ اپنی دُھن میں کہتے جاتے۔ میں نے اُس زمانے میں انھیں کبھی کاغذ قلم لے کر فکرِ سخن کرتے نہیں دیکھا۔ موزوں الفاظ کا ایک دریا بہتا یا ایک چشمہ اُبلتا معلوم ہوتا تھا۔ ایک خاص کیفیت رِقّت کی عموماً ان پر طاری ہوتی تھی۔ اپنے اشعار سُریلی آواز میں ترنّم سے پڑھتے تھے، خود وجد کرتے اور دوسروں کو وجد میں لاتے تھے۔ یہ عجیب خصوصیت ہے کہ حافظہ ایسا پایا ہے کہ جتنے شعر اس طرح زبان سے نکلیں، اگر وہ ایک مسلسل نظم کے ہوں تو سب کے سب دُوسرے وقت اور دُوسرے دن اُسی ترتیب سے حافظے میں محفوظ ہوتے ہیں جس ترتیب سے وہ کہے گئے تھے، اور درمیان میں خود وہ اُنھیں قلمبند بھی نہیں کرتے۔ مجھے بہت سے شعرا کی ہم نشینی کا موقع ملا ہے اور بعض کو میں نے شعر کہتے بھی دیکھا اور سُنا ہے، مگر یہ رنگ کسی اور میں نہیں دیکھا۔ اقبالؔ کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ بایں ہمہ موزُونیِ طبع وہ حسبِ فرمائش شعر کہنے سے قاصر ہے۔ جب طبیعت خود مائلِ نظم ہو تو جتنے شعر چاہے کہہ دے مگر یہ کہ ہر وقت اور ہر موقع پر حسبِ فرمائش وہ کچھ لکھ سکے، یہ قریب قریب ناممکن ہے۔ اسی لیے جب ان کا نام نکلا اور فرمائشوں کی بھرمار ہوئی تو انھیں اکثر فرمائشوں کی تعمیل سے انکار ہی کرنا پڑا۔ اسی طرح انجمنوں اور مجالس کو بھی وہ عموماً جواب ہی دیتے

رہے۔ فقط لاہور کی انجمن حمایتِ اسلام کو بعض وجوہ کے سبب یہ موقع ملا کہ اس کے سالانہ جلسوں میں کئی سال متواتر اقبالؔ نے اپنی نظم سنائی جو خاص اُسی جلسے کے لیے لکھی جاتی تھی اور جس کی فکر وہ پہلے سے کرتے رہتے تھے۔

اوّل اوّل جو نظمیں جلسۂ عام میں پڑھی جاتی تھیں، تحت اللّفظ پڑھی جاتی تھیں، اور اس طرز میں بھی ایک لطف تھا۔ مگر بعض دوستوں نے ایک مرتبہ جلسۂ عام میں شیخ محمد اقبالؔ سے بہ اصرار کہا کہ وہ نظم ترنّم سے پڑھیں۔ ان کی آواز قُدرتاً بلند اور خوش آئند ہے۔ طرزِ ترنّم سے بھی خاصے واقف ہیں۔ ایسا سماں بندھا کہ سکوت کا عالم چھا گیا اور لوگ جُھومنے لگے۔ اس کے دو نتیجے ہوئے۔ ایک تو یہ کہ ان کے لیے تحت اللّفظ پڑھنا مشکل ہوگیا، جب کبھی پڑھیں لوگ اصرار کرتے ہیں کہ لَے سے پڑھا جائے، اور دوسرا یہ کہ پہلے تو خواص ہی ان کے کلام کے قدردان تھے اور اُس کو سمجھ سکتے تھے، اِس کشش کے سبب عوام بھی کھنچ آئے۔ لاہور میں جلسۂ حمایتِ اسلام میں جب اقبالؔ کی نظم پڑھی جاتی ہے تو دس دس ہزار آدمی ایک وقت میں جمع ہوتے ہیں اور جب تک نظم پڑھی جائے، لوگ دم بخود بیٹھے رہتے ہیں۔ جو سمجھتے ہیں وہ بھی محو اور جو نہیں سمجھتے وہ بھی محوِ ہوتے ہیں۔

۱۹۰۵ء سے ۱۹۰۸ء تک اقبالؔ کی شاعری کا ایک دوسرا دور شروع ہوا۔ یہ وہ زمانہ ہے جو انھوں نے یورپ میں بسر کیا۔ گو وہاں انھیں شاعری کے لیے نسبتۂ کم وقت ملا اور ان نظموں کی تعداد جو وہاں کے قیام میں لکھی گئیں، تھوڑی ہے مگر ان میں ایک خاص رنگ وہاں کے مشاہدات کا نظر آتا ہے۔ اُس زمانے میں دو بڑے تغیر ان کے خیالات میں آئے۔ ان تین سالوں میں سے دو سال ایسے تھے جن میں میرا بھی وہیں قیام تھا اور اکثر ملاقات کے موقعے ملتے رہتے تھے۔ ایک دن شیخ محمد اقبال نے مجھ سے کہا کہ ان کا ارادہ مصمّم ہوگیا ہے کہ وہ شاعری کو ترک کر دیں اور قسم کھالیں کہ شعر نہیں کہیں گے اور جو وقت شاعری میں صرف ہوتا ہے، اُسے کسی اور مفید کام میں صَرف کریں گے۔ میں نے ان سے کہا کہ ان کی شاعری ایسی شاعری نہیں ہے جسے ترک کرنا چاہیے بلکہ ان کے کلام میں

وہ تاثیر ہے جس سے ممکن ہے کہ ہماری درماندہ قوم اور ہمارے کم نصیب ملک کے امراض کا علاج ہو سکے، اس لیے ایسی مفید خداداد طاقت کو بیکار کرنا درست نہ ہوگا۔ شیخ صاحب کچھ قائل ہوئے، کچھ نہ ہوئے اور یہ قرار پایا کہ آرنلڈ صاحب کی رائے پر آخری فیصلہ چھوڑا جائے۔ اگر وہ مجھ سے اتفاق کریں تو شیخ صاحب اپنے ارادۂ ترکِ شعر کو بدل دیں اور اگر وہ شیخ صاحب سے اتفاق کریں تو ترکِ شعر اختیار کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ علمی دنیا کی خوش قسمتی تھی کہ آرنلڈ صاحب نے مجھ سے اتفاقِ رائے کیا اور فیصلہ یہی ہُوا کہ اقبالؔ کے لیے شاعری کو چھوڑنا جائز نہیں اور جو وقت وہ اس شغل کی نذر کرتے ہیں، وہ ان کے لیے بھی مفید ہے اور ان کے ملک وقوم کے لیے بھی مفید ہے۔ ایک تغیر جو ہمارے شاعر کی طبیعت میں آیا تھا، اس کا تو یوں خاتمہ ہوا مگر دوسرا تغیر ایک چھوٹے سے آغاز سے ایک بڑے انجام تک پہنچا یعنی اقبالؔ کی شاعری نے فارسی زبان کو اُردو زبان کی جگہ اپنا ذریعۂ اظہارِ خیال بنالیا۔

فارسی میں شعر کہنے کی رغبت اقبالؔ کی طبیعت میں کئی اسباب سے پیدا ہوئی ہوگی، اور میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے اپنی کتاب حالاتِ تصوّف کے متعلق لکھنے کے لیے جو کتب بینی کی، اُس کو بھی ضرور اس تغیرِ مذاق میں دخل ہوگا۔ اس کے علاوہ جوں جوں اُن کا مطالعہ علمِ فلسفہ کے متعلق گہرا ہوتا گیا اور دقیق خیالات کے اظہار کو جی چاہا تو انھوں نے دیکھا کہ فارسی کے مقابلے میں اُردو کا سرمایہ بہت کم ہے اور فارسی میں کئی فقرے اور جملے سانچے میں ڈھلے ہوئے ایسے ملتے ہیں جن کے مطابق اُردو میں فقرے ڈھالنے آسان نہیں، اس لیے وہ فارسی کی طرف مائل ہوگئے۔ مگر بظاہر جس چھوٹے سے واقعے سے ان کی فارسی گوئی کی ابتدا ہوئی ہے، وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ وہ ایک دوست کے ہاں مدعو تھے جہاں ان سے فارسی اشعار سنانے کی فرمائش ہوئی اور پوچھا گیا کہ وہ فارسی شعر بھی کہتے ہیں یا نہیں۔ انہیں اعتراف کرنا پڑا کہ انھوں نے سوائے ایک آدھ شعر کبھی کہنے کے فارسی لکھنے کی کوشش نہیں کی۔ مگر کچھ ایسا وقت تھا اور اس فرمائش نے ایسی تحریک ان کے دل

میں پیدا کی کہ دعوت سے واپس آ کر، بستر پر لیٹے ہوئے، باقی وقت وہ شاید فارسی اشعار کہتے رہے اور صبح اُٹھتے ہی جو مجھ سے ملے تو دو تازہ غزلیں فارسی میں تیار تھیں جو انھوں نے زبانی مجھے سنائیں۔ ان غزلوں کے کہنے سے انھیں اپنی فارسی گوئی کی قوت کا حال معلوم ہوا جس کا پہلے انھوں نے اس طرح امتحان نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد ولایت سے واپس آنے پر گو کبھی کبھی اُردو کی نظمیں بھی کہتے تھے مگر طبیعت کا رُخ فارسی کی طرف ہو گیا۔ یہ ان کی شاعری کا تیسرا دَور ہے جو ۱۹۰۸ء کے بعد سے شروع ہوا اور جواب تک چل رہا ہے۔ اس عرصے میں اُردو نظمیں بھی بہت سی ہوئیں اور اچھی اچھی، جن کی دُھوم مچ گئی۔ مگر اصل کام جس کی طرف وہ متوجہ ہو گئے، وہ ان کی فارسی مثنوی 'اَسرارِ خودی' تھی۔ اس کا خیال دیر تک ان کے دماغ میں رہا اور رفتہ رفتہ دماغ سے صفحۂ قرطاس پر اُترنے لگا، اور آخر ایک مستقل کتاب کی صورت میں ظہور پذیر ہوا جس سے اقبالؔ کا نام ہندوستان سے باہر بھی مشہور ہو گیا۔

فارسی میں اقبالؔ کے قلم سے تین کتابیں اس وقت تک نکلی ہیں: 'اسرارِ خودی'، 'رموزِ بے خودی' اور 'پیامِ مشرق'۔ ایک سے ایک بہتر! پہلی کتاب سے دُوسری میں زبان زیادہ سادہ اور عام فہم ہو گئی ہے اور تیسری دُوسری سے زیادہ سلیس ہے۔ جو لوگ اقبالؔ کے اُردو کلام کے دلدادہ ہیں، وہ فارسی نظموں کو دیکھ کر مایوس ہوئے ہوں گے۔ مگر انھیں یاد رکھنا چاہیے کہ فارسی نے وہ کام کیا جو اُردو سے نہیں ہو سکتا تھا۔ تمام اسلامی دنیا میں جہاں فارسی کم و بیش متداول ہے، اقبالؔ کا کلام اس ذریعے سے پہنچ گیا اور اس میں ایسے خیالات تھے جن کی ایسی وسیع اشاعت ضروری تھی، اور اسی وسیلے سے یورپ اور امریکہ والوں کو ہمارے ایسے قابلِ قدر مصنّف کا حال معلوم ہوا۔ 'پیامِ مشرق' میں ہمارے مصنّف نے یورپ کے ایک نہایت بلند پایہ شاعر گوئٹے کے 'سلامِ مغرب' کا جواب لکھا ہے اور اس میں نہایت حکیمانہ خیالات کا اظہار بہت خوبصورتی سے کیا گیا ہے۔ اس کے اشعار میں بعض بڑے بڑے عُقدے حل ہوئے ہیں جو پہلے آسان طریق سے بیان نہیں ہوئے

تھے۔ مُدّت سے بعض رسائل اور اخبارات میں ڈاکٹر محمد اقبال کو 'ترجمانِ حقیقت' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور ان کتابوں کے خاص خاص اشعار سے یہ ثابت ہے کہ وہ اس لقب سے ملقّب ہونے کے مستحق ہیں، اور جس کسی نے یہ لقب ان کے لیے پہلے وضع کیا ہے، اُس نے کوئی مبالغہ نہیں کیا۔

فارسی گوئی کا ایک اثر اقبالؔ کے اُردو کلام پر یہ ہوا ہے کہ جو نظمیں اُردو میں دورِ سوم میں لکھی گئی ہیں، اُن میں سے اکثر میں فارسی ترکیبیں اور فارسی بندشیں پہلے سے بھی زیادہ ہیں اور بعض جگہ فارسی اشعار پر تضمین کی گئی ہے۔ گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اشہبِ قلم جو فارسی کے میدان میں گامزن ہے، اُس کی باگ کسی قدر تکلّف کے ساتھ اُردو کی طرف موڑی جا رہی ہے۔

اقبالؔ کا اُردو کلام جو وقتاً فوقتاً ۱۹۰۱ء سے لے کر آج تک رسالوں اور اخباروں میں شائع ہوا اور انجمنوں میں پڑھا گیا، اُس کے مجموعے کی اشاعت کے بہت لوگ خواہاں تھے۔ ڈاکٹر صاحب کے احباب بارہا تقاضا کرتے تھے کہ اُردو کلام کا مجموعہ شائع کیا جائے مگر کئی وجوہات سے آج تک مجموعۂ اُردو شائع نہیں ہو سکا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ آخر اب شائقینِ کلامِ اُردو کی یہ دیرینہ آرزو بَر آئی اور اقبالؔ کی اُردو نظموں کا مجموعہ شائع ہوتا ہے جو دو سو بانوے صفحوں پر مشتمل ہے اور تین حصوں پر منقسم ہے..... حصۂ اوّل میں ۱۹۰۵ء تک کی نظمیں ہیں، حصۂ دوم میں ۱۹۰۵ء سے ۱۹۰۸ء تک کی اور حصۂ سوم میں ۱۹۰۸ء سے لے کر آج تک کا اُردو کلام ہے۔ یہ دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ اُردو میں آج تک کوئی ایسی کتاب اشعار کی موجود نہیں ہے جس میں خیالات کی یہ فراوانی ہو اور اس قدر مطالب و معانی یکجا ہوں۔ اور کیوں نہ ہو، ایک صدی کے چہارم حصے کے مطالعے اور تجربے اور مشاہدے کا نچوڑ اور سیر و سیاحت کا نتیجہ ہے۔ بعض نظموں میں ایک ایک شعر اور ایک ایک مصرع ایسا ہے کہ اُس پر ایک مستقل مضمون لکھا جا سکتا ہے۔ یہ مختصر سا مضمون جو بطور دیباچہ لکھا گیا ہے، اس میں مختلف نظموں کی تنقید یا مختلف اوقات کی نظموں کے

باہم مقابلے کی گنجائش نہیں، اس کے لیے اگر ہو سکا تو میں کوئی اور موقع تلاش کروں گا۔ سرِ دست میں صاحبانِ ذوق کو مبارک باد دیتا ہوں کہ اُردو کُلّیاتِ اقبالؔ اُن کے سامنے رسالوں اور گُلدستوں کے اوراقِ پریشاں سے نکل کر ایک مجموعۂ دل پذیر کی شکل میں جلوہ گر ہے، اور اُمید ہے کہ جو لوگ مُدّت سے اس کلام کو یکجا دیکھنے کے مشتاق تھے، وہ اس مجموعے کو شوق کی نگاہوں سے دیکھیں گے اور دل سے اس کی قدر کریں گے۔

آخر میں اُردو شاعری کی طرف سے میں یہ درخواست قابل مصنف سے کرتا ہوں کہ وہ اپنے دل و دماغ سے اُردو کو وہ حصہ دیں جس کی وہ مستحق اور محتاج ہے۔ خود انھوں نے غالبؔ کی تعریف میں چند بند لکھے ہیں جن میں ایک شعر میں اُردو کی حالت کا صحیح نقشہ کھینچا ہے ؎

گیسوئے اُردو ابھی منّت پذیرِ شانہ ہے
شمع یہ سودائیِ دلسوزیِ پروانہ ہے

ہم ان کا یہ شعر پڑھ کر ان سے یہ کہتے ہیں کہ جس احساس نے یہ شعر ان سے نکلوایا تھا، اُس سے کام لے کر اب وہ پھر کچھ عرصے کے لیے گیسوئے اُردو کے سنوارنے کی طرف متوجہ ہوں اور ہمیں موقع دیں کہ ہم اسی مجموعۂ اُردو کو جو اس قدر دیر کے بعد چھپا ہے، ایک دوسرے کُلّیاتِ اُردو کا پیش خیمہ سمجھیں۔

حصہ اوّل

(..... ۱۹۰۵ء تک)

ہمالہ

اے ہمالہ! اے فصیلِ کشورِ ہندوستاں
چومتا ہے تیری پیشانی کو جھک کر آسماں
تجھ میں کچھ پیدا نہیں دیرینہ روزی کے نشاں
تو جواں ہے گردشِ شام و سحر کے درمیاں
ایک جلوہ تھا کلیمِ طورِ سینا کے لیے
تُو تجلّی ہے سراپا چشمِ بینا کے لیے
امتحانِ دیدۂ ظاہر میں کوہستاں ہے تُو
پاسباں اپنا ہے تُو، دیوارِ ہندُستاں ہے تُو
مطلعِ اوّل فلک جس کا ہو وہ دِیواں ہے تُو
سُوئے خَلوَت گاہِ دل دامن کشِ انساں ہے تُو
برف نے باندھی ہے دستارِ فضیلت تیرے سَر
خندہ زن ہے جو کُلاہِ مہرِ عالَم تاب پر

تیری عمرِ رفتہ کی اک آن ہے عہدِ کُہن
وادیوں میں ہیں تری کالی گھٹائیں خیمہ زن
چوٹیاں تیری ثریّا سے ہیں سرگرمِ سخن
تُو زمیں پر اور پہنائے فلک تیرا وطن

چشمۂ دامن ترا آئینۂ سیّال ہے
دامنِ موجِ ہَوا جس کے لیے رُومال ہے

ابر کے ہاتھوں میں رہوارِ ہوا کے واسطے
تازیانہ دے دیا برقِ سرِ کُہسار نے
اے ہمالہ کوئی بازی گاہ ہے تُو بھی، جسے
دستِ قُدرت نے بنایا ہے عناصر کے لیے

ہائے کیا فرطِ طرَب میں جُھومتا جاتا ہے ابر
فیلِ بے زنجیر کی صورت اُڑا جاتا ہے ابر

جنبشِ موجِ نسیمِ صبح گہوارہ بنی
جُھومتی ہے نشّۂ ہستی میں ہر گُل کی کلی
یوں زبانِ برگ سے گویا ہے اس کی خامشی
دستِ گُل چیں کی جھٹک میں نے نہیں دیکھی کبھی

کہہ رہی ہے میری خاموشی ہی افسانہ مرا
کُنجِ خلوت خانۂ قُدرت ہے کاشانہ مرا

آتی ہے ندّی فرازِ کوہ سے گاتی ہوئی
کوثر و تسنیم کی موجوں کو شرماتی ہوئی
آئنہ سا شاہدِ قُدرت کو دِکھلاتی ہوئی
سنگِ رہ سے گاہ بچتی گاہ ٹکراتی ہوئی
چھیڑتی جا اس عراقِ دل نشیں کے ساز کو
اے مسافر دل سمجھتا ہے تری آواز کو

لیلیِ شب کھولتی ہے آ کے جب زُلفِ رسا
دامنِ دل کھینچتی ہے آبشاروں کی صدا
وہ خموشی شام کی جس پر تکلّم ہو فِدا
وہ درختوں پر تفکّر کا سماں چھایا ہُوا
کانپتا پھرتا ہے کیا رنگِ شفق کُہسار پر
خوشنما لگتا ہے یہ غازہ ترے رُخسار پر

اے ہمالہ! داستاں اُس وقت کی کوئی سُنا
مسکنِ آبائے انساں جب بنا دامن ترا
کچھ بتا اُس سیدھی سادی زندگی کا ماجرا
داغ جس پر غازۂ رنگِ تکلّف کا نہ تھا
ہاں دکھا دے اے تصوّر پھر وہ صبح و شام تُو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایّام تُو

ہمالہ: ہمالہ کے معنی ہیں برف کا گھر' دنیا کے سب سے اونچے پہاڑ کا نام جو برصغیر پاک و ہند کے شمال میں واقع ہے. **فصیل:** شہر کی چار دیواری. **کشور:** مُلک. **پیدا:** ظاہر. **دیرینہ روزی:** بہت پرانے زمانے کا ہونا. **جواں ہے:** جوں کی توں ہے. **گردشِ شام وسحر:** وقت گزرنے کا عمل. **کلیم:** مراد حضرت موسیٰؑ. **طورِ سینا:** وادی سینا کا وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰؑ کو خدا کا جلوہ نظر آیا. **سراپا:** سر سے پاؤں تک. **چشمِ بینا:** بصیرت والی آنکھ. **دیدہ:** آنکھ. **ظاہر بیں:** ظاہر پر نظر رکھنا. **کوہستاں:** پہاڑ. **پاسباں:** محافظ. **مَطلعِ اوّل:** غزل کا پہلا شعر. **سوئے خلوت گاہ:** تنہائی کی جگہ کی طرف. **دامن کش:** دامن کھینچنے والا. **دستارِ فضیلت:** عظمت کی پگڑی. **خندہ زن ہے:** ہنس رہا ہے. **کلاہ:** ٹوپی **مہر:** سورج. **عالَم تاب:** دنیا کو روشن کرنے والا. **عمرِ رفتہ:** گزری ہوئی عمر. **عہدِ کہن:** پرانا زمانہ. **خیمہ زن:** خیمہ لگائے ہوئے. **ثریا:** وہ ستارے جو آسمان پر گچھے کی صورت میں نظر آتے ہیں سات سہیلیوں کا جھمکا. **سخن:** بات. **پہنائے فلک:** آسمان کی وسعت. **چشمۂ دامن:** وادی میں بہنے والا چشمہ. **آئینۂ سیّال:** بہتا ہوا آئینہ (شفاف پانی). **دامن:** پلّو. **موجِ ہوا:** ہوا کی لہر. **ابر:** بادل. **رہوارِ ہوا:** ہوا کا گھوڑا. **برق:** بجلی. **سرِ کوہسار:** پہاڑ کے اوپر. **بازی گاہ:** کھیل کا میدان. **دست:** ہاتھ. **فرطِ طرب:** بے حد خوشی. **فیل:** ہاتھی. **بے زنجیر:** کھلا. **جُنبش:** ہلنا. **موجِ نسیمِ صبح:** صبح کی ہوا کی لہر. **گہوارہ:** جھولا جس میں بچوں کو سُلاتے ہیں. **جھومنا:** خوشی یا مستی کی حالت میں سر اور ہاتھوں کو ہلانا. **نشۂ ہستی:** زندگی کی مستی. **برگ:** پتّا. **گویا:** بولنے والی. **دستِ گُل چیں:** پھول توڑنے والے کا ہاتھ. **کُنج:** کونہ. **کاشانہ:** گھر. **فرازِ کوہ:** پہاڑ کی بلندی. **کوثر و تسنیم:** بہشت کی دو ندیوں کا نام. **شاہدِ قدرت:** قدرت کا محبوب. **سنگِ راہ:** راستے کا پتھر. **گاہ:** کبھی. **عراق:** راگنی. **دل نشیں:** مراد دل میں اثر پیدا کرنے والا. **چھیڑنا:** بجانا. **لیلیٰ شب:** رات کی سیاہی. **زلفِ رَسا:** لمبی زلف. **دامنِ دل کھینچنا:** دل کو خوب لبھانے کی حالت. **تکلّم:** گفتگو. **تفکّر:** سوچ بچار. **شفق:** صبح اور شام کی سرخی، عموماً شام کی سرخی مراد ہوتی ہے. **غازہ:** سُرخی' ابٹن. **رخسار:** گال. **مسکن:** رہنے کی جگہ. **آبائے انساں:** انسان کے باپ دادا. **رنگِ تکلّف:** بناوٹ کا رنگ. **تصور:** خیال. **گردشِ ایام:** دنوں کی گردش.

گُلِ رنگیں

تُو شناسائے خراشِ عُقدۂ مشکل نہیں
اے گُلِ رنگیں ترے پہلو میں شاید دل نہیں

زیبِ محفل ہے، شریکِ شورشِ محفل نہیں
یہ فراغت بزمِ ہستی میں مجھے حاصل نہیں

اس چمن میں مَیں سراپا سوز و سازِ آرزو
اور تیری زندگانی بے گُدازِ آرزو

توڑ لینا شاخ سے تجھ کو مِرا آئیں نہیں
یہ نظر غیر از نگاہِ چشمِ صورت بیں نہیں

آہ! یہ دستِ جفا جُو اے گُلِ رنگیں نہیں
کس طرح تجھ کو یہ سمجھاؤں کہ میں گُل چیں نہیں

کام مجھ کو دیدۂ حکمت کے اُلجھیڑوں سے کیا
دیدۂ بلبل سے میں کرتا ہوں نظّارہ ترا

سَو زبانوں پر بھی خاموشی تجھے منظور ہے
راز وہ کیا ہے ترے سینے میں جو مستور ہے
میری صورت تُو بھی اک برگِ ریاضِ طُور ہے
میں چمن سے دُور ہوں، تُو بھی چمن سے دُور ہے
مطمئن ہے تُو، پریشاں مثلِ بُو رہتا ہوں میں
زخمیِ شمشیرِ ذوقِ جُستجو رہتا ہوں میں

یہ پریشانی مری سامانِ جمعیّت نہ ہو
یہ جگر سوزی چراغِ خانۂ حکمت نہ ہو
ناتوانی ہی مری سرمایۂ قُوّت نہ ہو
رشکِ جامِ جم مرا آئینۂ حیرت نہ ہو
یہ تلاشِ مُتصل شمعِ جہاں افروز ہے
تَوسنِ اِدراک انساں کو خرام آموز ہے

شناسا: واقف. خراش: چبھن. گُلِ رنگیں: رنگدار پھول. عُقدۂ مشکل: مشکل کی گرہ. زیبِ محفل: محفل کی رونق. شورش: رونق، ہنگامہ. ہستی: زندگی. سراپا: سر سے پاؤں تک. سوز وسازِ آرزو: آرزو میں گھلنا. بے گدازِ آرزو: مراد آرزو کی لذت سے خالی. نظر: مراد نقطۂ نگاہ. چشمِ صورت بیں: ظاہر کو دیکھنے والی آنکھ. غیر: سوائے. دستِ جفا جو: ظالم ہاتھ. گُل چیں: پھول توڑنے والا. دیدۂ حکمت: چیزوں کی چھان بین کرنے والی آنکھ افلسفیانہ سوچ کی نگاہ. اُلجھیڑا: بکھیڑا، جھگڑا. سَو زبان: بہت سی بتیوں کو سَو زبانیں کہا. مستور: چُھپا ہوا. میری صورت: میری طرح. برگ: پھول کی پتّی. ریاضِ طُور: طور کا باغ (جہاں موسیٰؑ کو خدا کا جلوہ نظر آیا) شمشیر: تلوار. ذوقِ جستجو: تلاش کا شوق. سامانِ جمعیّت: دل کی تسلی کا سامان. جگر سوزی: دل جلانا، جی جلانا. خانۂ حکمت: مراد فلسفیانہ سوچوں کا گھر. رشک: کسی کی خوبی دیکھ کر خود میں اس خوبی کی خواہش کرنا. جامِ

جم: جمشید کا پیالہ ' روایت ہے کہ ایران کے قدیم بادشاہ جمشید کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں سے دنیا نظر آتی تھی. آئینۂ حیرت: مراد حیرانی میں ڈوب جانے کی حالت. تلاشِ متصل: لگاتار تلاش. توسن: گھوڑا. ادراک: عقل. خرام آموز: چال سکھانے والا

عہدِ طفلی

تھے دیارِ نَو زمین و آسماں میرے لیے
وسعتِ آغوشِ مادر اک جہاں میرے لیے
تھی ہر اک جنبش نشانِ لطفِ جاں میرے لیے
حرفِ بے مطلب تھی خود میری زباں میرے لیے

درد، طفلی میں اگر کوئی رُلاتا تھا مجھے
شورشِ زنجیرِ در میں لُطف آتا تھا مجھے

تکتے رہنا ہائے! وہ پہروں تلک سُوئے قمر
وہ پھٹے بادل میں بے آوازِ پا اُس کا سفر
پوچھنا رہ رہ کے اُس کے کوہ و صحرا کی خبر
اور وہ حیرت دروغِ مصلحت آمیز پر

آنکھ وقفِ دید تھی، لب مائلِ گُفتار تھا
دل نہ تھا میرا، سراپا ذوقِ اِستفسار تھا

عہدِ طفلی: بچپن کا زمانہ. دیارِ نو: نیا ملک' نیا شہر. آغوشِ مادر: ماں کی گود. لطفِ جاں: روح کے لیے مزے کی بات. شورش: شور. زنجیرِ در: دروازے کی کُنڈی. پہروں تلک: بڑی دیر تک. سُوئے قمر: چاند کی طرف. پھٹا بادل: ٹکڑیوں میں بٹا ہوا بادل کہ کہیں ہو اور کہیں نہ ہو. آوازِ پا: پاؤں کی آواز. رہ رہ کے: بار بار. کوہ: پہاڑ. دروغِ مصلحت آمیز: ایسا جھوٹ جس میں کوئی بھلائی ہو. وقفِ دید: دیکھنے میں مصروف. لب: ہونٹ. مائلِ گفتار: بولنے پر تیار. ذوقِ استفسار: سوال کرنے کا شوق.

مرزا غالبؔ

فکرِ انساں پر تری ہستی سے یہ روشن ہُوا
ہے پرِ مرغِ تخیل کی رسائی تا کُجا
تھا سراپا روح تُو، بزمِ سخن پیکر ترا
زیبِ محفل بھی رہا، محفل سے پنہاں بھی رہا

دید تیری آنکھ کو اُس حُسن کی منظور ہے
بن کے سوزِ زندگی ہر شے میں جو مستور ہے

محفلِ ہستی تری بربط سے ہے سرمایہ دار
جس طرح ندّی کے نغموں سے سکوتِ کوہسار
تیرے فردوسِ تخیل سے ہے قدرت کی بہار
تیری کِشتِ فکر سے اُگتے ہیں عالَم سبزہ وار

زندگی مُضمَر ہے تیری شوخیِ تحریر میں
تابِ گویائی سے جنبش ہے لبِ تصویر میں

نطق کو سَو ناز ہیں تیرے لبِ اعجاز پر
محوِ حیرت ہے ثریّا رفعتِ پرواز پر
شاہدِ مضموں تصدّق ہے ترے انداز پر
خندہ زن ہے غنچۂ دِلّی گُلِ شیراز پر
آہ! تُو اُجڑی ہوئی دِلّی میں آرامیدہ ہے
گُلشنِ ویمر میں تیرا ہم نوا خوابیدہ ہے

لطفِ گویائی میں تیری ہمسری ممکن نہیں
ہو تخیل کا نہ جب تک فکرِ کامل ہم نشیں
ہائے! اب کیا ہو گئی ہندوستاں کی سرزمیں
آہ! اے نظّارہ آموزِ نگاہِ نکتہ بیں
گیسوئے اُردو ابھی منّت پذیرِ شانہ ہے
شمع یہ سودائیِ دِلسوزیِ پروانہ ہے

اے جہان آباد! اے گہوارۂ علم و ہنر
ہیں سراپا نالۂ خاموش تیرے بام و در
ذرّے ذرّے میں ترے خوابیدہ ہیں شمس و قمر
یوں تو پوشیدہ ہیں تیری خاک میں لاکھوں گُہر
دفن تجھ میں کوئی فخرِ روزگار ایسا بھی ہے؟
تجھ میں پنہاں کوئی موتی آب دار ایسا بھی ہے؟

مرزا غالب: اردو، فارسی کے مشہور شاعر (۱۷۹۷ء-۱۸۶۹ء) **فکر**: سوچ. **روشن ہونا**: ظاہر ہونا. **مُرغِ تخیل**: خیال کا پرندہ. **رسائی**: پہنچ. **تا کُجا**: کہاں تک. **بزمِ سخن**: مراد شاعری. **پیکر**: جسم. **زیبِ محفل**: بزم سجانے والا، محفل کی رونق. **دید**: دیکھنا. **حسن**: خوبصورتی. **منظور**: قبول. **سوزِ زندگی**: زندگی کی حرارت. **ہر شے میں**: ہر چیز میں. **مستور**: چھپا ہوا. **محفلِ ہستی**: دنیا کی محفل. **بربط**: سارنگی. **سرمایہ دار**: مال دار. **فردوسِ تخیل**: خیالی جنت. **کِشت**: کھیتی. **عالَم**: جہان. **سبزہ وار**: ہرا بھرا. **مضمر**: پوشیدہ. **تابِ گویائی**: بولنے کی طاقت. **نُطق**: زبان. **لبِ اعجاز**: وہ لب جس کی باتیں معجزہ ہوں. **محوِ حیرت**: حیرانی میں گُم. **رفعت پرواز**: بلند پرواز. **شاہد**: محبوب، حَسین. **تصدق**: قربان. **انداز**: مراد شعر گوئی کا طریقہ. **خندہ زن**: ہنسی/مذاق اُڑانے والا. **غنچۂ دِلّی**: دِلّی کی کلی مراد غالب. **گُلِ شیراز**: شیراز کا پھول (حافظ شیرازی، سعدی شیرازی). **آرامیدہ ہے**: آرام کر رہا ہے، دفن ہے. **گلشنِ ویمر**: جرمنی کے شہر ویمر کا باغ، ویمر میں جرمنی کے مشہور شاعر گوئٹے (۱۷۴۹ء- ۱۸۳۲ء) کی قبر ہے. **ہم نوا**: ہم زبان. **خوابیدہ**: سویا ہوا یعنی دفن ہے. **لطفِ گویائی**: بولنے کا مزہ. **ہمسری**: برابری. **فکرِ کامل**: غور کرنے کی پوری پوری قوت. **نظارہ آموز**: دیدار سکھانے والا. **گیسوئے اُردو**: اُردو کی زُلفیں، یعنی اُردو زبان. **منّت پذیر**: احسان مند. **شانہ**: کنگھی. **شمع**: مراد اُردو زبان. **سودائی**: مشتاق. **دل سوزیٔ پروانہ**: مراد پتنگے کی محبت. **جہان آباد**: دہلی کا پرانا نام. **گہوارہ**: مرکز، تربیت گاہ. **نالۂ خاموش**: ایسی فریاد جس میں آواز نہ ہو. **بام و در**: چھت اور دروازے. **شمس و قمر**: سورج اور چاند، مراد بڑی بڑی ہستیاں. **گُہر**: گوہر یعنی علم و فضل والے. **فخرِ روزگار**: زمانے کے لیے فخر کا باعث. **آبدار**: چمک دار.

ابرِ کوہسار

ہے بلندی سے فلک بوس نشیمن میرا
ابرِ کُہسار ہُوں گُل پاش ہے دامن میرا
کبھی صحرا، کبھی گلزار ہے مسکن میرا
شہر و ویرانہ مرا، بحر مرا، بَن میرا
کسی وادی میں جو منظور ہو سونا مجھ کو
سبزۂ کوہ ہے مخمل کا بچھونا مجھ کو
مجھ کو قُدرت نے سکھایا ہے دُر افشاں ہونا
ناقۂ شاہدِ رحمت کا حُدی خواں ہونا
غم زدائے دلِ افسردۂ دہقاں ہونا
رونقِ بزمِ جوانانِ گلستاں ہونا
بن کے گیسو رُخِ ہستی پہ بکھر جاتا ہوں
شانۂ موجۂ صرصر سے سنور جاتا ہوں

دُور سے دیدۂ اُمّید کو ترساتا ہوں
کسی بستی سے جو خاموش گزر جاتا ہوں
سَیر کرتا ہُوا جس دم لبِ جو آتا ہوں
بالیاں نہر کو گرداب کی پہناتا ہوں
سبزۂ مزرعِ نوخیز کی اُمّید ہُوں میں
زادۂ بحر ہوں، پروردۂ خورشید ہُوں میں

چشمۂ کوہ کو دی شورشِ قُلزُم میں نے
اور پرندوں کو کیا محوِ ترنّم میں نے
سر پہ سبزے کے کھڑے ہو کے کہا قُم میں نے
غنچۂ گُل کو دیا ذوقِ تبسّم میں نے
فیض سے میرے نمونے ہیں شبستانوں کے
جھونپڑے دامنِ کُہسار میں دہقانوں کے

ابرِ کوہسار: پہاڑ کا بادل. **فلک بوس:** آسمان کو چومنے والا، بہت بلند. **نشیمن:** ٹھکانا، مسکن. **گُل پاش:** پھول برسانے والا. **گلزار:** جہاں گلاب کے پھول زیادہ ہوں، باغ. **بَن:** جنگل. **سبزۂ کوہ:** پہاڑ پر اُگا ہوا سبزہ. **مخمل کا بچھونا:** مراد نرم آرام دہ بچھونا. **دُر افشاں:** موتی بکھیرنے والا. **ناقہ:** اونٹنی. **شاہدِ رحمت:** رحمت کا محبوب مراد رحمت. **حُدی خواں:** گیت گانے والا. **غم زدا:** دُکھ مٹانے والا. **دلِ افسردہ:** بجھا ہوا مایوس دل. **دہقان:** کسان. **جوانانِ گلستان:** مراد پھول. **گیسو:** زلفیں، سیاہ رنگ کی طرف اشارہ. **رُخِ ہستی:** دنیا کا چہرہ. **موجۂ صرصر:** آندھی کی لہر. **سنور جانا:** مراد سلیقے سے سمٹ جانا. **دیدۂ اُمید:** وہ آنکھیں جو بارش کی آس لگائے ہوتی ہیں. **لبِ جو:** ندی کا کنارہ. **بالیاں:** جمع بالی، کانوں کے بُندے. **مزرع:** کھیتی. **نوخیز:** نئی نئی اُگی ہوئی. **زادۂ بحر:** سمندر کی اولاد. **پروردۂ خورشید:** جسے سورج نے پالا ہو. **شورشِ قلزم:** سمندر کا شور. **محوِ ترنم:** گانے میں مصروف. **قُم:** اُٹھ کھڑا ہو. **ذوقِ تبسم:** مسکرانے کا شوق. **شبستانوں:** جمع شبستان، رات گزارنے کی جگہیں. **دامنِ کہسار:** پہاڑ کا دامن.

ایک مکڑا اور مکھی

(ماخوذ)

بچّوں کے لیے

اک دن کسی مکھی سے یہ کہنے لگا مکڑا
اس راہ سے ہوتا ہے گزر روز تمہارا
لیکن مری کٹیا کی نہ جاگی کبھی قسمت
بھولے سے کبھی تم نے یہاں پاؤں نہ رکھا
غیروں سے نہ ملیے تو کوئی بات نہیں ہے
اپنوں سے مگر چاہیے یوں کھنچ کے نہ رہنا
آؤ جو مرے گھر میں تو عزّت ہے یہ میری
وہ سامنے سیڑھی ہے جو منظور ہو آنا
مکھی نے سُنی بات جو مکڑے کی تو بولی
حضرت! کسی نادان کو دیجے گا یہ دھوکا
اس جال میں مکھی کبھی آنے کی نہیں ہے
جو آپ کی سیڑھی پہ چڑھا، پھر نہیں اُترا

مکڑے نے کہا واہ! فریبی مجھے سمجھے
تم سا کوئی نادان زمانے میں نہ ہوگا
منظور تمہاری مجھے خاطر تھی وگرنہ
کچھ فائدہ اپنا تو مرا اس میں نہیں تھا
اُڑتی ہوئی آئی ہو خدا جانے کہاں سے
ٹھہرو جو مرے گھر میں تو ہے اس میں بُرا کیا!
اس گھر میں کئی تم کو دکھانے کی ہیں چیزیں
باہر سے نظر آتا ہے چھوٹی سی یہ کُٹیا
لٹکے ہوئے دروازوں پہ باریک ہیں پردے
دیواروں کو آئینوں سے ہے میں نے سجایا
مہمانوں کے آرام کو حاضر ہیں بچھونے
ہر شخص کو ساماں یہ میسّر نہیں ہوتا
مکھی نے کہا خیر، یہ سب ٹھیک ہے لیکن
میں آپ کے گھر آؤں، یہ اُمّید نہ رکھنا
ان نرم بچھونوں سے خدا مجھ کو بچائے
سو جائے کوئی ان پہ تو پھر اُٹھ نہیں سکتا
مکڑے نے کہا دل میں، سُنی بات جو اُس کی
پھانسوں اسے کس طرح یہ کم بخت ہے دانا

سَو کام خوشامد سے نکلتے ہیں جہاں میں
دیکھو جسے دنیا میں خوشامد کا ہے بندا
یہ سوچ کے مکھی سے کہا اُس نے بڑی بی!
اللہ نے بخشا ہے بڑا آپ کو رُتبا
ہوتی ہے اُسے آپ کی صورت سے محبت
ہو جس نے کبھی ایک نظر آپ کو دیکھا
آنکھیں ہیں کہ ہیرے کی چمکتی ہوئی کنیاں
سَر آپ کا اللہ نے کلغی سے سجایا
یہ حُسن، یہ پوشاک، یہ خوبی، یہ صفائی
پھر اس پہ قیامت ہے یہ اُڑتے ہوئے گانا
مکھی نے سُنی جب یہ خوشامد تو پسیجی
بولی کہ نہیں آپ سے مجھ کو کوئی کھٹکا
انکار کی عادت کو سمجھتی ہوں بُرا میں
سچ یہ ہے کہ دل توڑنا اچھا نہیں ہوتا
یہ بات کہی اور اُڑی اپنی جگہ سے
پاس آئی تو مکڑے نے اُچھل کر اُسے پکڑا
بھوکا تھا کئی روز سے، اب ہاتھ جو آئی
آرام سے گھر بیٹھ کے مکھی کو اُڑایا

مکڑا: جالا بُن کر اُس میں رہنے والا کیڑا۔ کُٹیا: جھونپڑی۔ قسمت جاگنا: اچھے دن آنا۔ غیر: اجنبی / ناواقف لوگ۔ کھنچ کے رہنا: دُور دُور رہنا۔ منظور ہونا: پسند آنا، چاہنا۔ نادان: ناسمجھ۔ جال میں آنا: دھوکے میں آنا۔ فریبی: دھوکا دینے والا۔ خاطر: تواضع، دعوت، آؤ بھگت۔ دکھانے کی چیزیں: خوبصورت چیزیں۔ باریک پردے: پتلے نازک پردے۔ میسّر ہونا: حاصل ہونا۔ اُٹھ نہیں سکتا: یعنی مارا جاتا ہے۔ پھانسنا: قابو میں لانا۔ کم بخت: بدنصیب۔ دانا: عقل مند۔ بڑی بی: محترمہ۔ رُتبا: رُتبہ، شان، عزت۔ کنیاں: جمع کنی، باریک سا ٹکڑا۔ کلغی: تاج۔ پوشاک: لباس۔ سجانا: خوبصورت بنانا، سجاوٹ کی چیزیں لگانا۔ پسیجی: نرم پڑ گئی۔ کھٹکا: ڈر۔ دل توڑنا: مایوس کر دینا۔

ایک پہاڑ اور گلہری

(ماخوذ از ایمرسن)

بچّوں کے لیے

کوئی پہاڑ یہ کہتا تھا اک گلہری سے
تجھے ہو شرم تو پانی میں جا کے ڈوب مرے
ذرا سی چیز ہے، اس پر غرور، کیا کہنا
یہ عقل اور یہ سمجھ، یہ شعور، کیا کہنا!
خدا کی شان ہے ناچیز چیز بن بیٹھیں
جو بے شعور ہوں یوں باتمیز بن بیٹھیں
تری بساط ہے کیا میری شان کے آگے
زمیں ہے پست مری آن بان کے آگے
جو بات مجھ میں ہے، تجھ کو وہ ہے نصیب کہاں
بھلا پہاڑ کہاں، جانور غریب کہاں!
کہا یہ سُن کے گلہری نے، مُنہ سنبھال ذرا
یہ کچّی باتیں ہیں دل سے انہیں نکال ذرا

جو میں بڑی نہیں تیری طرح تو کیا پروا
نہیں ہے تُو بھی تو آخر مری طرح چھوٹا
ہر ایک چیز سے پیدا خدا کی قدرت ہے
کوئی بڑا، کوئی چھوٹا، یہ اُس کی حکمت ہے
بڑا جہان میں تجھ کو بنا دیا اُس نے
مجھے درخت پہ چڑھنا سکھا دیا اُس نے
قدم اُٹھانے کی طاقت نہیں ذرا تجھ میں
نری بڑائی ہے، خوبی ہے اور کیا تجھ میں
جو تُو بڑا ہے تو مجھ سا ہُنر دِکھا مجھ کو
یہ چھالیا ہی ذرا توڑ کر دِکھا مجھ کو

نہیں ہے چیز نکمّی کوئی زمانے میں
کوئی بُرا نہیں قُدرت کے کارخانے میں

گلہری: چوہے سے ملتا جلتا مٹیلے سفید رنگ کا جانور جو دوڑ کر درخت پر چڑھ جاتا ہے. **پانی میں ڈوب مرنا:** غیرت سے مرجانا. **شعور:** سمجھ. **ناچیز:** ذلیل، حقیر. **چیز بن بیٹھنا:** خود کو بڑا سمجھنا. **خدا کی شان ہے:** بہت عجیب بات ہے. **بے شعور:** ناسمجھ. **باتمیز:** تہذیب والا. **بساط:** حیثیت. **پست:** نیچے. **آن بان:** ٹھاٹھ باٹھ، شان وشوکت. **منہ سنبھالنا:** زبان کو قابو میں رکھنا. **کچی باتیں:** فضول باتیں. **دل سے نکالنا:** خیال میں نہ لانا. **کیا پروا:** کوئی فکر نہیں. **پیدا:** ظاہر. **قدم اُٹھانا:** چلنا. **نری:** خالی خولی. **چھالیا:** سپاری کی ڈلی جو کتر کر پان میں رکھتے ہیں. **قدرت کا کارخانہ:** خدا کی کاریگری.

ایک گائے اور بکری

(ماخوذ)

بچّوں کے لیے

اِک چراگہ ہری بھری تھی کہیں
تھی سراپا بہار جس کی زمیں

کیا سماں اُس بہار کا ہو بیاں
ہر طرف صاف ندّیاں تھیں رواں

تھے اناروں کے بے شمار درخت
اور پیپل کے سایہ دار درخت

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آتی تھیں
طائروں کی صدائیں آتی تھیں

کسی ندّی کے پاس اک بکری
چرتے چرتے کہیں سے آ نکلی

جب ٹھہر کر اِدھر اُدھر دیکھا
پاس اک گائے کو کھڑے پایا

پہلے جھک کر اُسے سلام کیا
پھر سلیقے سے یوں کلام کیا

کیوں بڑی بی! مزاج کیسے ہیں
گائے بولی کہ خیر اچھے ہیں

کٹ رہی ہے بُری بھلی اپنی
ہے مصیبت میں زندگی اپنی

جان پر آ بنی ہے، کیا کہیے
اپنی قسمت بُری ہے، کیا کہیے

دیکھتی ہوں خدا کی شان کو میں
رو رہی ہوں بُروں کی جان کو میں

زور چلتا نہیں غریبوں کا
پیش آیا لکھا نصیبوں کا

آدمی سے کوئی بھلا نہ کرے
اس سے پالا پڑے، خدا نہ کرے

دُودھ کم دوں تو بڑبڑاتا ہے
ہُوں جو دُبلی تو بیچ کھاتا ہے

ہتھکنڈوں سے غلام کرتا ہے
کِن فریبوں سے رام کرتا ہے

اس کے بچوں کو پالتی ہوں میں
دُودھ سے جان ڈالتی ہوں میں

بدلے نیکی کے یہ بُرائی ہے
میرے اللہ! تری دُہائی ہے

سُن کے بکری یہ ماجرا سارا
بولی، ایسا گِلہ نہیں اچّھا

بات سچّی ہے بے مزا لگتی
میں کہوں گی مگر خدا لگتی

یہ چراگہ، یہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
یہ ہری گھاس اور یہ سایا

ایسی خوشیاں ہمیں نصیب کہاں
یہ کہاں، بے زباں غریب کہاں!

یہ مزے آدمی کے دَم سے ہیں
لطف سارے اسی کے دَم سے ہیں

اس کے دَم سے ہے اپنی آبادی
قید ہم کو بھلی کہ آزادی!

سَو طرح کا بَنوں میں ہے کھٹکا
واں کی گُزران سے بچائے خدا

ہم پہ احسان ہے بڑا اس کا
ہم کو زیبا نہیں گِلا اس کا

قدر آرام کی اگر سمجھو
آدمی کا کبھی گِلہ نہ کرو

گائے سُن کر یہ بات شرمائی
آدمی کے گِلے سے پچھتائی

دل میں پرکھا بھلا بُرا اُس نے
اور کچھ سوچ کر کہا اُس نے

یوں تو چھوٹی ہے ذات بکری کی
دل کو لگتی ہے بات بکری کی

چراگہ: چراگاہ یعنی گھاس والی جگہ. جہاں جانور چرتے ہیں. کہیں: کسی جگہ. سراپا: پوری طرح. بہار: مراد سرسبز، تازہ. سماں: نظارہ. رواں: جاری. طائروں: جمع طائر، پرندے. سایہ دار: جس کا سایہ ہو، سائے والا. چرتے چرتے: گھاس کھاتے کھاتے. آنکلنا: اتفاق سے یا اچانک آجانا. جھک کر: مراد ادب سے. سلیقہ: اچھا طریقہ. خیر: شکر ہے، ہاں. بُری بھلی: اچھی بری. جان پر آبننا: عذاب میں پڑنا. خدا کی شان دیکھنا: خدا کی بے نیازی پر سوچنا. بُروں کی جان کو رونا: ظالموں کو بددعائیں دینا. زور چلنا: بس چلنا. پیش آنا: سامنے آنا. پالا پڑنا: واسطہ ہونا. بڑبڑانا: چپکے چپکے بُرا بھلا کہنا. ہتھکنڈے: جمع ہتھکنڈا، چالاکیاں. غلام کرنا: قابو میں کرنا، خدمتگار بنانا. رام کرنا: قابو میں لانا، فرماں بردار بنانا. جان ڈالنا: صحتمند بنانا. ماجرا: قصہ. بے مزہ لگنا: اچھی نہ لگنا. خدا لگتی کہنا: سچی، انصاف کی بات کہنا. چراگہ: چراگاہ. نصیب کہاں: حاصل نہیں ہیں. آدمی کے دَم سے: انسان کی وجہ سے. لطف: مزہ. بھلی: اچھی. طرح: قسم. بَنوں: جمع بَن، جنگل. کھٹکا: ڈر. واں: وہاں، یعنی جنگل. گزران: وقت گزارنا. احسان: نیکی. زیبا: اچھا. قدر: قیمت، اہمیت. پچھتائی: شرمندہ ہوئی. پرکھا: جانچا. بھلا: اچھا. دل کو لگنا: اچھا لگنا.

بچے کی دعا

(ماخوذ)

بچّوں کے لیے

لب پہ آتی ہے دُعا بن کے تمنّا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری
دُور دنیا کا مرے دَم سے اندھیرا ہو جائے
ہر جگہ میرے چمکنے سے اُجالا ہو جائے
ہو مرے دَم سے یونہی میرے وطن کی زینت
جس طرح پھول سے ہوتی ہے چمن کی زینت
زندگی ہو مری پروانے کی صورت یا رب
علم کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یا رب!
ہو مرا کام غریبوں کی حمایت کرنا
دردمندوں سے، ضعیفوں سے محبت کرنا
مرے اللہ! بُرائی سے بچانا مجھ کو
نیک جو راہ ہو، اُس رَہ پہ چلانا مجھ کو

تمنّا: خواہش، آرزو. کی صورت: کی طرح. اُجالا: روشنی. زینت: خوبصورتی، نکھار. پروانہ: پتنگا. حمایت کرنا: مدد کرنا. دردمند: دُکھی لوگ.

ہمدردی

(ماخوذ از ولیم کوپر)

بچّوں کے لیے

ٹہنی پہ کسی شجر کی تنہا بلبل تھا کوئی اُداس بیٹھا
کہتا تھا کہ رات سر پہ آئی اُڑنے چُگنے میں دن گزارا
پہنچوں کس طرح آشیاں تک ہر چیز پہ چھا گیا اندھیرا
سُن کر بُلبل کی آہ و زاری جگنو کوئی پاس ہی سے بولا
حاضر ہُوں مدد کو جان و دل سے کیڑا ہوں اگرچہ میں ذرا سا
کیا غم ہے جو رات ہے اندھیری مَیں راہ میں روشنی کروں گا
اللہ نے دی ہے مجھ کو مشعل چمکا کے مجھے دِیا بنایا

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچّھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

شجر: درخت. آشیاں: گھونسلا، آشیانہ. آہ وزاری: رونا پیٹنا. شعل: شمع. دیا: چراغ. جہان: دُنیا.

ماں کا خواب

(ماخوذ)

بچّوں کے لیے

میں سوئی جو اِک شب تو دیکھا یہ خواب
بڑھا اور جس سے مرا اِضطراب

یہ دیکھا کہ میں جا رہی ہوں کہیں
اندھیرا ہے اور راہ ملتی نہیں

لرزتا تھا ڈر سے مرا بال بال
قدم کا تھا دہشت سے اُٹھنا محال

جو کچھ حوصلہ پا کے آگے بڑھی
تو دیکھا قطار ایک لڑکوں کی تھی

زُمرّد سی پوشاک پہنے ہوئے
دِیے سب کے ہاتھوں میں جلتے ہوئے

وہ چُپ چاپ تھے آگے پیچھے رواں
خدا جانے جانا تھا اُن کو کہاں

اِسی سوچ میں تھی کہ میرا پسر
مجھے اُس جماعت میں آیا نظر

وہ پیچھے تھا اور تیز چلتا نہ تھا
دِیا اُس کے ہاتھوں میں جلتا نہ تھا

کہا میں نے پہچان کر، میری جاں!
مجھے چھوڑ کر آگئے تم کہاں؟

جُدائی میں رہتی ہوں مَیں بے قرار
پروتی ہوں ہر روز اشکوں کے ہار

نہ پروا ہماری ذرا تم نے کی
گئے چھوڑ، اچھی وفا تم نے کی!

جو بچّے نے دیکھا مرا پیچ و تاب
دیا اُس نے مُنہ پھیر کر یوں جواب

رُلاتی ہے تجھ کو جدائی مری
نہیں اس میں کچھ بھی بھلائی مری

یہ کہہ کر وہ کچھ دیر تک چُپ رہا
دِیا پھر دکھا کر یہ کہنے لگا

سمجھتی ہے تُو ہو گیا کیا اسے؟
ترے آنسوؤں نے بُجھایا اسے!

شب: رات. اضطراب: پریشانی. محال: بہت مشکل، ناممکن. زمرّد: سبز رنگ کا ہیرا، مراد سبز رنگ. پسر: بیٹا.
اشکوں: اشک کی جمع، آنسو. پیچ و تاب: بے قراری، بے چینی.

پرندے کی فریاد

بچّوں کے لیے

آتا ہے یاد مجھ کو گزرا ہوا زمانا
وہ باغ کی بہاریں، وہ سب کا چہچہانا
آزادیاں کہاں وہ اب اپنے گھونسلے کی
اپنی خوشی سے آنا، اپنی خوشی سے جانا
لگتی ہے چوٹ دل پر، آتا ہے یاد جس دَم
شبنم کے آنسوؤں پر کلیوں کا مُسکرانا
وہ پیاری پیاری صورت، وہ کامنی سی مورت
آباد جس کے دم سے تھا میرا آشیانا
آتی نہیں صدائیں اُس کی مرے قفس میں
ہوتی مری رہائی اے کاش میرے بس میں!

کیا بدنصیب ہوں میں گھر کو ترس رہا ہوں
ساتھی تو ہیں وطن میں، مَیں قید میں پڑا ہوں
آئی بہار، کلیاں پھولوں کی ہنس رہی ہیں
میں اس اندھیرے گھر میں قسمت کو رو رہا ہوں

اس قید کا الٰہی! دُکھڑا کسے سُناؤں
ڈر ہے یہیں قفس میں مَیں غم سے مر نہ جاؤں

جب سے چمن چُھٹا ہے، یہ حال ہو گیا ہے
دل غم کو کھا رہا ہے، غم دل کو کھا رہا ہے
گانا اسے سمجھ کر خوش ہوں نہ سُننے والے
دُکھتے ہوئے دلوں کی فریاد یہ صدا ہے

آزاد مجھ کو کر دے، او قید کرنے والے!
میں بے زباں ہوں قیدی، تو چھوڑ کر دُعا لے

دل پر چوٹ لگنا: بہت دُکھ پہنچنا. شبنم کے آنسو: اوس کے قطرے. مُسکرانا: کِھلنا. کامنی: حسین اور نازک. مُورت: صورت، شکل. آشیانا: آشیانہ، گھونسلا. قفس: پنجرہ. اے کاش: افسوس کہ. بَس: اختیار. ترسنا: ملنے کے شوق میں پھڑکنا. کلیوں کا ہنسنا: کلیوں کا کِھلنا. قسمت کو رونا: مُراد بدقسمتی پر دُکھ کا اظہار کرنا. چُھٹنا: جدا ہونا' دور ہونا.

خُفتگانِ خاک سے اِستفسار

مہرِ روشن چُھپ گیا، اُٹھی نقابِ رُوئے شام
شانۂ ہستی پہ ہے بکھرا ہوا گیسوئے شام
یہ سیہ پوشی کی تیّاری کسی کے غم میں ہے
محفلِ قدرت مگر خورشید کے ماتم میں ہے
کر رہا ہے آسماں جادُو لبِ گفتار پر
ساحرِ شب کی نظر ہے دیدۂ بیدار پر
غوطہ زن دریائے خاموشی میں ہے موجِ ہَوا
ہاں، مگر اک دُور سے آتی ہے آوازِ دَرا
دل کہ ہے بے تابیِ اُلفت میں دنیا سے نفُور
کھینچ لایا ہے مجھے ہنگامۂ عالَم سے دُور
منظرِ حِرماں نصیبی کا تماشائی ہُوں میں
ہم نشینِ خُفتگانِ کُنجِ تنہائی ہُوں میں

تھم ذرا بے تابیِ دل! بیٹھ جانے دے مجھے
اور اس بستی پہ چار آنسو گرانے دے مجھے

اے مَے غفلت کے سرمستو! کہاں رہتے ہو تم؟
کچھ کہو اُس دیس کی آخر، جہاں رہتے ہو تم

وہ بھی حیرت خانۂ اِمروز و فردا ہے کوئی؟
اور پیکارِ عناصر کا تماشا ہے کوئی؟

آدمی واں بھی حصارِ غم میں ہے محصور کیا؟
اُس ولایت میں بھی ہے انساں کا دل مجبور کیا؟

واں بھی جل مرتا ہے سوزِ شمع پر پروانہ کیا؟
اُس چمن میں بھی گُل و بُلبل کا ہے افسانہ کیا؟

یاں تو اک مصرع میں پہلو سے نکل جاتا ہے دل
شعر کی گرمی سے کیا واں بھی پگھل جاتا ہے دل؟

رشتہ و پیوند یاں کے جان کا آزار ہیں
اُس گلستاں میں بھی کیا ایسے نُکیلے خار ہیں؟

اِس جہاں میں اک معیشت اور سَو اُفتاد ہے
رُوح کیا اُس دیس میں اِس فکر سے آزاد ہے؟

کیا وہاں بجلی بھی ہے، دہقاں بھی ہے، خرمن بھی ہے؟
قافلے والے بھی ہیں، اندیشۂ رہزن بھی ہے؟

تنکے چُنتے ہیں وہاں بھی آشیاں کے واسطے؟
خِشت و گِل کی فکر ہوتی ہے مکاں کے واسطے؟

واں بھی انساں اپنی اصلیّت سے بیگانے ہیں کیا؟
امتیازِ ملّت و آئیں کے دیوانے ہیں کیا؟

واں بھی کیا فریادِ بُلبل پر چمن روتا نہیں؟
اِس جہاں کی طرح واں بھی دردِ دل ہوتا نہیں؟

باغ ہے فردوس یا اک منزلِ آرام ہے؟
یا رُخِ بے پردۂ حُسنِ ازَل کا نام ہے؟

کیا جہنّم معصیت سوزی کی اک ترکیب ہے؟
آگ کے شعلوں میں پنہاں مقصدِ تادیب ہے؟

کیا عوض رفتار کے اُس دیس میں پرواز ہے؟
موت کہتے ہیں جسے اہلِ زمیں، کیا راز ہے؟

اضطرابِ دل کا ساماں یاں کی ہست و بُود ہے
علمِ انساں اُس ولایت میں بھی کیا محدود ہے؟

دِید سے تسکین پاتا ہے دلِ مہجُور بھی؟
'لن ترانی' کہہ رہے ہیں یا وہاں کے طُور بھی؟

جستجو میں ہے وہاں بھی رُوح کو آرام کیا؟
واں بھی انساں ہے قتیلِ ذوقِ اِستفہام کیا؟

آہ! وہ کِشور بھی تاریکی سے کیا معمور ہے؟
یا محبت کی تجلّی سے سراپا نُور ہے؟
تم بتا دو راز جو اس گنبدِ گرداں میں ہے
موت اِک چُبھتا ہوا کانٹا دلِ انساں میں ہے

خفتگان: جمع خفتہ، قبروں میں سونے والے، مُردے. خاک: مٹی، مُراد قبر. استفسار: سوال. مہرِ روشن: چمکتا ہوا سورج. رُوئے شام: شام کا چہرہ. شانۂ ہستی: مُراد کائنات کا کندھا. گیسوئے شام: رات کی زُلفیں. سیہ پوشی: کالا لباس پہننے کی حالت. خورشید: سورج. لبِ گفتار: بولنے والے ہونٹ. جادو کرنا: اشارہ ہے نیند کی طرف. ساحرِ شب: رات کا جادوگر. دیدۂ بیدار: جاگتی ہوئی آنکھیں. غوطہ زن: ڈُبکی لگانے والا. دریائے خاموشی: رات کے وقت ہر طرف چھائی ہوئی خاموشی. آوازِ درا: گھنٹے کی آواز. بیتابیِ اُلفت: محبت کے سبب ہونے والی بے چینی. نفور: نفرت کرنے والا. ہنگامۂ عالَم: اِس دنیا کا غُل غپاڑا. حِرماں نصیبی: محرومی، مایوسی. کُنجِ تنہائی: الگ تھلگ رہنے کا کونا. تھم: رُک. چار آنسو گرنا: تھوڑی دیر تک رونا. مَے غفلت: بے ہوشی کی شراب، غفلت مُراد موت. سَر مستو: سَرمست کی جمع، مدہوش لوگو. دیس: مُلک. حیرت خانۂ امروز و فردا: آج کل. پیکارِ عناصر: مُراد آگ، پانی، مٹی، ہوا کا آپس میں ٹکراؤ جو پیدائش یا فنا کا سبب بنتا ہے. حصار: قلعہ. محصور: قید. ولایت: مُلک. سوز: جلنے کی حالت. مصرع: شعر کا ایک ٹکڑا. دل پہلو سے نکل جانا: دل کا تڑپ اُٹھنا. شعر کی گرمی: شعر میں جذبے اُبھارنے والی تاثیر. رشتہ و پیوند: رشتے داریاں اور آپس کے تعلقات. یاں کے: اِس دنیا کے. جان کا آزار: روح کے لیے تکلیف کا باعث. نکیلے خار: نوکیلے / تیز کانٹے. معیشت: زندگی. سَو اُفتاد: کئی مصیبتیں. خرمن: غلّے کا ڈھیر. خشت و گِل: اینٹ اور گارا امتیازِ ملت و آئین، قوم اور شرع کا فرق. دردِ دِل: ہمدردی. فردوس: جنت. منزلِ آرام: آرام کرنے کا ٹھکانا. رُخِ بے پردہ: مراد کُھلا چہرہ. حُسنِ ازل: قدرت کا حسن. معصیت سوزی: گناہ جلانے کا عمل. مقصدِ تادیب: ادب سکھانے / تنبیہ کی غرض. رفتار: زمین پر چلنا. ہست و بود: مراد موجودات کی دنیا، یہ کائنات. محدود: مراد تھوڑا / مختصر. دید: مراد محبوبِ حقیقی کا دیدار. مہجور: ہجر / فراق کا شکار. لن ترانی: تو مجھے نہیں دیکھ سکتا (کوہِ طور پر حضرت موسیٰؑ کی درخواست پر خدا کا جواب). طُور: طورِ سینا، مذکورہ پہاڑ. جستجو: تلاش. قتیل: مارا ہوا. ذوقِ استفہام: سوال پوچھنے کا شوق. کشور: مُلک. معمور: بھری ہوئی. سراپا: پورے طور پر. گنبدِ گرداں: آسمان. چبھتا ہوا کانٹا: ایسا خیال جو دل کو بے چین رکھتا ہو

شمع و پروانہ

پروانہ تجھ سے کرتا ہے اے شمع! پیار کیوں؟
یہ جانِ بے قرار ہے تجھ پر نثار کیوں؟
سیماب وار رکھتی ہے تیری ادا اسے
آدابِ عشق تُو نے سِکھائے ہیں کیا اسے؟
کرتا ہے یہ طواف تری جلوہ گاہ کا
پُھونکا ہُوا ہے کیا تری برقِ نگاہ کا؟
آزارِ موت میں اسے آرامِ جاں ہے کیا؟
شعلے میں تیرے زندگیِ جاوِداں ہے کیا؟
غم خانۂ جہاں میں جو تیری ضیا نہ ہو
اس تُفتہ دل کا نخلِ تمنا ہرا نہ ہو
گِرنا ترے حضور میں اس کی نماز ہے
ننھے سے دل میں لذّتِ سوز و گداز ہے

کچھ اس میں جوشِ عاشقِ حُسنِ قدیم ہے
چھوٹا سا طُور تُو، یہ ذرا سا کلیم ہے

پروانہ، اور ذوقِ تماشائے روشنی
کیڑا ذرا سا، اور تمنائے روشنی!

جانِ بیقرار: بے چین روح. **سیماب وار:** پارے کی طرح، بے قرار. **جلوہ گاہ:** مراد روشنی کی جگہ. **پھونکا ہوا:** جلایا ہوا. **برقِ نگاہ:** نگاہوں کی بجلی. **آزار:** تکلیف، دُکھ. **آرامِ جاں:** روح کا سکون. **زندگیِ جاوداں:** ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی. **غم خانۂ جہاں:** مراد یہ دنیا جو دکھوں کا گھر ہے. **تفتہ دل:** جس کا دل جلا ہو، مراد عاشق. **نخلِ تمنا:** خواہش کا درخت، آرزو. **ہرا ہونا:** سرسبز ہونا، آرزو پوری ہونا. **حضور:** خدمت. **لذتِ سوز و گداز:** عشق کی تپش اور گرمی کا مزہ. **حُسنِ قدیم:** مراد محبوبِ حقیقی کا حسن و جمال. **کلیم:** مراد حضرت موسیٰؑ. **تماشائے روشنی:** روشنی دیکھنے کا عمل.

عقل و دِل

عقل نے ایک دن یہ دل سے کہا
بھُولے بھٹکے کی رہنما ہُوں میں
ہُوں زمیں پر، گزر فلک پہ مرا
دیکھ تو کس قدر رَسا ہُوں میں
کام دنیا میں رہبری ہے مرا
مثلِ خضرِ خجستہ پا ہُوں میں
ہُوں مُفسّر کتابِ ہستی کی
مظہرِ شانِ کبریا ہُوں میں
بوند اک خون کی ہے تُو لیکن
غیرتِ لعلِ بے بہا ہُوں میں
دل نے سُن کر کہا یہ سب سچ ہے
پر مجھے بھی تو دیکھ، کیا ہُوں میں
رازِ ہستی کو تُو سمجھتی ہے
اور آنکھوں سے دیکھتا ہُوں میں

ہے تجھے واسطہ مظاہر سے
اور باطن سے آشنا ہُوں میں
علم تجھ سے تو معرفت مجھ سے
تُو خدا جُو، خدا نما ہُوں میں
علم کی انتہا ہے بے تابی
اس مرض کی مگر دوا ہُوں میں
شمع تُو محفلِ صداقت کی
حُسن کی بزم کا دِیا ہُوں میں
تُو زمان و مکاں سے رشتہ بپا
طائرِ سِدرہ آشنا ہُوں میں
کس بلندی پہ ہے مقام مرا
عرش ربِّ جلیل کا ہُوں میں!

رَسا: پہنچی ہوئی. خضر: روایتی ولی جو بھولے ہوؤں کو راستہ دکھاتے ہیں. خجستہ پا: مبارک قدموں والا. کتابِ ہستی: مراد زندگی کی کتاب. مظہر: ظاہر ہونے کی جگہ. شانِ کبریا: خدا کی شان/ عظمت. لعلِ: موتی. بے بہا: انمول. مظاہر: جمع مظہر، مراد نظر آنے والی چیزیں. خدا جو: خدا کو تلاش کرنے والی. خدا نما: خدا کا پتا بتانے والا. مرَض: بیماری. محفلِ صداقت: سچائی کی بزم. حُسن: خوبصورری. زمان و مکان: وقت اور جگہ، یہ دنیا. رشتہ بپا: جس کے پاؤں میں دھاگا بندھا ہو، قیدی. طائر: پرندہ. سدرہ آشنا: مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق بیری کا وہ درخت جو ساتویں آسمان پر ہے اور جس سے آگے کوئی نہیں جا سکتا، حضرت جبرائیلؑ کے مقام سے واقف. ربِّ جلیل: بڑی عظمت والا خدا.

صدائے درد

جل رہا ہوں کَل نہیں پڑتی کسی پہلو مجھے
ہاں ڈبو دے اے محیطِ آبِ گنگا تُو مجھے
سرزمیں اپنی قیامت کی نفاق انگیز ہے
وصل کیسا، یاں تو اک قُربِ فراق انگیز ہے
بدلے یک رنگی کے یہ نا آشنائی ہے غضب
ایک ہی خرمن کے دانوں میں جدائی ہے غضب
جس کے پھولوں میں اخوّت کی ہَوا آئی نہیں
اُس چمن میں کوئی لطفِ نغمہ پیرائی نہیں
لذّتِ قُربِ حقیقی پر مِٹا جاتا ہُوں میں
اِختلاطِ موجہ و ساحل سے گھبراتا ہُوں میں
دانۂ خرمن نما ہے شاعرِ مُعجز بیاں
ہو نہ خرمن ہی تو اس دانے کی ہستی پھر کہاں

حُسن ہو کیا خود نما جب کوئی مائل ہی نہ ہو
شمع کو جلنے سے کیا مطلب جو محفل ہی نہ ہو
ذوقِ گویائی خموشی سے بدلتا کیوں نہیں
میرے آئینے سے یہ جوہر نکلتا کیوں نہیں

کب زباں کھولی ہماری لذّتِ گفتار نے!
پھونک ڈالا جب چمن کو آتشِ پیکار نے

گل نہ پڑنا: چین نہ آنا، بیقراری. **کسی پہلو**: کسی طرح بھی. **محیط**: دریا کا گھیرا. **آبِ گنگا**: دریائے گنگا کا پانی جو کہ ہندوؤں کا بہت مقدس دریا ہے. **قیامت کی**: بیحد، بہت زیادہ. **نفاق انگیز**: نا اتفاقی ڈالنے والا. **قُربِ فراق آمیز**: ایسی نزدیکی جس میں دُوری شامل ہو. **غضب ہے**: دُکھ کی بات ہے. **خرمن**: کھلیان، غلّے کا ڈھیر. **نغمہ پیرائی**: گیت گانا. **قُربِ حقیقی**: مراد صحیح معنوں میں دوستی / بھائی چارا. **مِٹا جانا**: کسی چیز / بات سے بیحد لگاؤ ہونا. **اختلاط**: میل جول. **موجہ و ساحل**: لہر اور کنارہ. **دانۂ خرمن نما**: ایسا دانہ جس سے پورے کھلیان کا پتا چل جائے. **شاعرِ معجز بیاں**: معجزے کی سی فصیح شاعری کرنے والا. **مائل**: توجہ کرنے / دیکھنے والا. **خود نما**: اپنے حُسن کی نمائش کرنے والا. **ذوقِ گویائی**: بولنے کا شوق / اشتیاق. **جوہر**: مراد چمک دمک. **زبان کھولنا**: بولنا. **لذّتِ گفتار**: بولنے کا مزہ. **پھونک ڈالا**: جلا ڈالا. **آتشِ پیکار**: لڑائی کی آگ.

آفتاب

(ترجمہ گایَتری)

اے آفتاب! رُوح و روانِ جہاں ہے تُو
شیرازہ بندِ دفترِ کون و مکاں ہے تُو
باعث ہے تُو وجود و عدم کی نمود کا
ہے سبز تیرے دَم سے چمن ہست و بود کا
قائم یہ عُنصروں کا تماشا تجھی سے ہے
ہر شے میں زندگی کا تقاضا تجھی سے ہے
ہر شے کو تیری جلوہ گری سے ثبات ہے
تیرا یہ سوز و ساز سراپا حیات ہے
وہ آفتاب جس سے زمانے میں نور ہے
دل ہے، خرد ہے، روحِ رواں ہے، شعور ہے
اے آفتاب! ہم کو ضیائے شعور دے
چشمِ خرد کو اپنی تجلّی سے نور دے

ہے محفلِ وجود کا ساماں طراز تُو
یزدانِ ساکنانِ نشیب و فراز تُو

تیرا کمال ہستیِ ہر جاندار میں
تیری نمود سلسلۂ کوہسار میں

ہر چیز کی حیات کا پروردگار تُو
زائیدگانِ نور کا ہے تاجدار تُو

نے ابتدا کوئی نہ کوئی انتہا تری
آزادِ قیدِ اوّل و آخر ضیا تری

آفتاب: سورج. گایتری: ہندوؤں کی مقدس کتاب رگ وید کی ایک بہت قدیم اور مشہور دعا. روح ورواں: مراد جس پر انسانی زندگی کا دار و مدار ہے. شیرازہ بند: مراد کائنات کے انتظام کو مضبوط بنانے والا. دفترِ کون و مکاں: مراد یہ کائنات جس کے مختلف جُز ہیں. باعث: وجہ. نمود: ظاہر ہونے کی حالت. ہست و بود: کائنات، دنیا. تقاضا: صلاحیت، اہلیت. جلوہ گری: ظاہر ہونے کی کیفیت. ثبات: قیام. سوز و ساز: مراد تپش اور گرمی. ضیائے شعور: سمجھ بوجھ کی روشنی. محفلِ وجود: مراد کائنات. ساماں طراز: مراد انتظام / بندوبست کرنے والا. یزداں: اچھائیوں کا خدا. نشیب و فراز: مراد زمین اور اوپر کی دنیا. ہستی: زندگی. سلسلۂ کوہسار: پہاڑوں کی قطار. پروردگار: پالنے والا. زائیدگانِ نور: نور / روشنی سے پیدا ہونے والے، ہندوؤں کے دیوتا. تاجدار: بادشاہ. قیدِ اوّل و آخر: یعنی ابتدا اور انتہا کی پابندی.

شمع

بزمِ جہاں میں مَیں بھی ہوں اے شمع! دردمند
فریاد در گرہ صفَتِ دانۂ سپند

دی عشق نے حرارتِ سوزِ دروں تجھے
اور گُل فروشِ اشکِ شفَق گوں کیا مجھے

ہو شمعِ بزمِ عیش کہ شمعِ مزار تُو
ہر حال اشکِ غم سے رہی ہمکنار تُو

یک بیں تری نظر صفَتِ عاشقانِ راز
میری نگاہ مایۂ آشوبِ امتیاز

کعبے میں، بُت کدے میں ہے یکساں تری ضیا
مَیں امتیازِ دیر و حرم میں پھنسا ہُوا

ہے شان آہ کی ترے دُودِ سیاہ میں
پوشیدہ کوئی دل ہے تری جلوہ گاہ میں؟

جلتی ہے تُو کہ برقِ تجلّی سے دُور ہے
بے درد تیرے سوز کو سمجھے کہ نور ہے
تُو جل رہی ہے اور تجھے کچھ خبر نہیں
بینا ہے اور سوزِ درُوں پر نظر نہیں
میں جوشِ اضطراب سے سیماب وار بھی
آگاہِ اضطرابِ دلِ بے قرار بھی
تھا یہ بھی کوئی ناز کسی بے نیاز کا
احساس دے دیا مجھے اپنے گُداز کا
یہ آگہی مری مجھے رکھتی ہے بے قرار
خوابیدہ اس شرر میں ہیں آتش کدے ہزار
یہ امتیازِ رفعت و پستی اسی سے ہے
گُل میں مہک، شراب میں مستی اسی سے ہے
بُستان و بُلبل و گُل و بُو ہے یہ آگہی
اصلِ کشاکشِ من و تُو ہے یہ آگہی
صبحِ ازل جو حُسن ہُوا دلستانِ عشق
آوازِ 'کُن' ہوئی تپش آموزِ جانِ عشق
یہ حکم تھا کہ گلشنِ 'کُن' کی بہار دیکھ
ایک آنکھ لے کے خوابِ پریشاں ہزار دیکھ

مجھ سے خبر نہ پوچھ حجابِ وجود کی
شامِ فراق صبح تھی میری نمود کی

وہ دن گئے کہ قید سے مَیں آشنا نہ تھا
زیبِ درختِ طُور مرا آشیانہ تھا

قیدی ہوں اور قفس کو چمن جانتا ہوں میں
غربت کے غم کدے کو وطن جانتا ہوں میں

یادِ وطن فسردگیِ بے سبب بنی
شوقِ نظر کبھی، کبھی ذوقِ طلب بنی

اے شمع! انتہائے فریبِ خیال دیکھ
مسجودِ ساکنانِ فلک کا مآل دیکھ

مضموں فراق کا ہوں، ثریّا نشاں ہُوں میں
آہنگِ طبعِ ناظمِ کون و مکاں ہُوں میں

باندھا مجھے جو اُس نے تو چاہی مری نمود
تحریر کر دیا سرِ دیوانِ ہست و بود

گوہر کو مُشتِ خاک میں رہنا پسند ہے
بندش اگرچہ سُست ہے، مضموں بلند ہے

چشمِ غلَط نِگر کا یہ سارا قصور ہے
عالَم ظہورِ جلوۂ ذوقِ شعور ہے

یہ سلسلہ زمان و مکاں کا، کمند ہے
طوقِ گلوئے حُسنِ تماشا پسند ہے

منزل کا اشتیاق ہے، گم کردہ راہ ہُوں
اے شمع! میں اسیرِ فریبِ نگاہ ہُوں

صیّاد آپ، حلقۂ دامِ ستم بھی آپ
بامِ حرم بھی، طائرِ بامِ حرم بھی آپ!

میں حُسن ہوں کہ عشقِ سراپا گداز ہوں
کھلتا نہیں کہ ناز ہوں میں یا نیاز ہوں

ہاں، آشنائے لب ہو نہ رازِ کُہن کہیں
پھر چھڑ نہ جائے قصۂ دار و رَسَن کہیں

بزمِ جہاں: دنیا. فریاد در گرہ: ہر وقت فریاد پر تیار. دانۂ سپند: ہرمل. سوزِ دروں: جذبۂ عشق کی گرمی. گل بروشِ اشکِ شفق گوں: شفق کی طرح سُرخ آنسوؤں کے پھول بیچنے والا، یعنی محبوب سے دُوری کے سبب خون کے آنسو رونے والا. بزمِ عیش: مراد خوشیوں کی محفل. ہمکنار رہنا: بغلگیر / ساتھ ساتھ رہنا. یک بیں: مراد ہر جگہ ایک ہی طرح روشنی دینے والی. عاشقانِ راز: بھید / حقیقت کے عاشق. مایۂ آشوبِ امتیاز: تفریق پیدا کرنے کے فتنے کا سبب. دَیر و حرم: مندر اور کعبہ، ہندو اور مسلمان. آہ کی شان: آہ کی سی کیفیت. روِ سیاہ: کالا دھواں. جلوہ گاہ: مراد روشنی کی جگہ. برقِ تجلّی: جلوہ کی بجلی مراد محبوبِ حقیقی کا جلوہ. سوز: جلنے کی حالت. بینا: نظر والی. سوزِ دروں: عشق کے سبب دل کی تپش. جوشِ اضطراب: سخت بے چینی کی حالت. سیماب وار: پارے کی طرح. بے نیاز: یعنی محبوبِ حقیقی جو کسی کا محتاج نہیں. گداز: عشق میں گھلنے کی حالت. خوابیدہ: سوئے ہوئے. شرر: چنگاری. آتشکدے: جمع آتش کدہ، آتش پرستوں کی عبادت گاہیں. رِفعت: بلندی. بستان: بوستان، باغ. اصل: بنیاد، جڑ. کشاکش: کھینچا تانی. من و تُو: مَیں اور تُو. دِلستاں: دل لینے /

چھینے والا. صبحِ ازل: کائنات کے وجود میں آنے سے بھی پہلے کی صبح. آوازِ "کُن": ہوجا کی آواز. قرآنی آیت ہے، خدا جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو فرماتا ہے "ہوجا" اور وہ پیدا ہو جاتی ہے. تپش آموز: عشق میں تڑپ سکھانے والی. جانِ عشق: عاشق کی روح. خوابِ پریشاں: مراد خدا کی قدرت کے نظارے جو مختلف صورتوں میں ہیں. حجابِ وجود: ایسا پردہ جو وجود یعنی مخلوق اور خالق کے درمیان ہے. نمود: ظاہر ہونا، وجود میں آنا. وہ دن گئے: وہ وقت / زمانہ گزر گیا. درختِ طور: جس پر خدا نے حضرت موسیٰ کو اپنا جلوہ دکھایا. قفس: پنجرہ. غربت: پردیس. وطن: اصلی گھر. فسردگی: اداسی. فریبِ خیال: غلط فہمی. مسجود: جسے سجدہ کیا جائے. ساکنان: جمع ساکن، رہنے والے. مآل: انجام. فراق کا مضمون: مراد انسان جو اصل سے جُدا ہے. ثریّا: سات ستاروں کا گروہ، سات سہیلیاں. آہنگ: ارادہ. طبعِ ناظمِ کون و مکاں: دنیا کا انتظام کرنے والا یعنی خدا. سرِ دیوانِ ہست و بود: کائنات کے دیوان (شعروں کا مجموعہ) کے شروع میں. گوہر: موتی، روح. مُشتِ خاک: مٹی کی مُٹھی، انسانی جسم. بندش: شعر میں الفاظ کا استعمال. مضمون بلند ہونا: شعر میں بیان کردہ مضمون عمدہ ہونا. چشمِ غلط نگر: حقیقت کو صحیح طور پر نہ دیکھنے والی آنکھ. عالَم: دنیا. ظہور: ظاہر ہونے کی حالت. جلوۂ ذوقِ شعور: فہم اور سمجھ بوجھ کے ذوق / شوق کی تجلّی. زمان و مکاں: کائنات. کمند: رسّی کا پھندا. طوقِ گلوئے حُسن: حُسن کے گلے کا حلقہ. تماشا پسند: دلچسپ چیزوں کو دیکھنے کا شوقین. منزل: عالمِ بالا جو انسان کا اصل ٹھکانا ہے. گُم کردہ راہ: راستہ بھولا / بھٹکا ہوا. فریبِ نگاہ: نظر کا دھوکا. حلقۂ دامِ ستم: ظلم کے جال کا حلقہ. بامِ حرم: کعبہ کی چھت. عشقِ سراپا گداز: ایسا عشق جو سارے جسم کو پگھلا دے. کھلتا نہیں: واضح / صاف نہیں ہوتا. ناز: مراد محبوب. نیاز: عاجزی، مراد عاشق. آشنائے لب ہونا: زبان پر آنا. رازِ کہن: پرانا بھید / حقیقت. چھڑ جانا: شروع ہوجانا. قصۂ دار و رسن: رسّی باندھ کر پھانسی کے تختے پر چڑھانے کی کہانی منصور حلاج کی طرف اشارہ ہے جنہیں انا الحق کہنے کے باعث سولی پر چڑھا دیا گیا.

ایک آرزُو

دُنیا کی محفلوں سے اُکتا گیا ہوں یا رب!
کیا لطف انجمن کا جب دل ہی بُجھ گیا ہو

شورش سے بھاگتا ہوں، دل ڈھونڈتا ہے میرا
ایسا سکوت جس پر تقریر بھی فِدا ہو

مرتا ہوں خامشی پر، یہ آرزو ہے میری
دامن میں کوہ کے اک چھوٹا سا جھونپڑا ہو

آزاد فکر سے ہُوں، عُزلت میں دن گزاروں
دنیا کے غم کا دل سے کانٹا نکل گیا ہو

لذت سرود کی ہو چڑیوں کے چہچہوں میں
چشمے کی شورشوں میں باجا سا بج رہا ہو

گُل کی کلی چٹک کر پیغام دے کسی کا
ساغر ذرا سا گویا مجھ کو جہاں نُما ہو

ہو ہاتھ کا سَرھانا، سبزے کا ہو بچھونا
شرمائے جس سے جَلوَت، خَلوَت میں وہ ادا ہو

مانوس اس قدر ہو صورت سے میری بلبل
ننھے سے دل میں اُس کے کھٹکا نہ کچھ مِرا ہو

صف باندھے دونوں جانب بُوٹے ہرے ہرے ہوں
ندّی کا صاف پانی تصویر لے رہا ہو

ہو دل فریب ایسا کُہسار کا نظارہ
پانی بھی موج بن کر، اُٹھ اُٹھ کے دیکھتا ہو

آغوش میں زمیں کی سویا ہُوا ہو سبزہ
پھِر پھِر کے جھاڑیوں میں پانی چمک رہا ہو

پانی کو چُھو رہی ہو جُھک جُھک کے گُل کی ٹہنی
جیسے حَسین کوئی آئینہ دیکھتا ہو

مہندی لگائے سورج جب شام کی دُلھن کو
سُرخی لیے سنہری ہر پھول کی قبا ہو

راتوں کو چلنے والے رہ جائیں تھک کے جس دم
اُمّید اُن کی میرا ٹوٹا ہوا دِیا ہو

بجلی چمک کے اُن کو کُٹیا مری دکھا دے
جب آسماں پہ ہر سُو بادل گھِرا ہُوا ہو

پچھلے پہر کی کوئل، وہ صبح کی مؤذّن
میں اُس کا ہم نوا ہُوں، وہ میری ہم نوا ہو

کانوں پہ ہو نہ میرے دَیر و حرم کا احساں
روزن ہی جھونپڑی کا مجھ کو سحر نما ہو

پھولوں کو آئے جس دَم شبنم وضو کرانے
رونا مرا وضو ہو، نالہ مری دُعا ہو

اس خامشی میں جائیں اتنے بلند نالے
تاروں کے قافلے کو میری صدا درا ہو

ہر درد مند دل کو رونا مرا رُلا دے
بے ہوش جو پڑے ہیں، شاید انھیں جگا دے

اُکتا جانا: تنگ آنا، بیزار ہو جانا. انجمن: بزم، باہم مِل بیٹھنے کی جگہ. دل بجھ جانا: کوئی خواہش نہ رہنا. شورش: غُل غپاڑا، ہنگامہ. تقریر: بولنے کی حالت. بھاگنا: مراد پسند نہ کرنا. دامن: وادی. فکر سے آزاد: غموں دکھوں سے نجات پانے والا. عزلت: تنہائی. دن گزارنا: زندگی بسر کرنا. سرود: نغمہ، گیت. چہچہوں: جمع چہچہا، پرندوں کے بولنے کی آواز. شورشوں: جمع شورش، غُل، شور. چٹک کر: کِھل کر. کسی کا: مراد محبوبِ حقیقی / خالقِ کائنات کا. ساغر: شراب کا پیالہ. جامِ جہاں نما: ایسا پیالہ جس میں دنیا نظر آئے۔ ایران کے قدیم بادشاہ جمشید کے

پاس ایسا پیالہ تھا سبزہ: گھاس. جلوت: بزم، انجمن. مانوس: جان پہچان رکھنے والا. صف باندھے: قطاروں کی صورت میں. تصویر لینا: عکس اُتارنا. دل فریب: دل کو بھانے والا. کہسار: پہاڑ. آغوش: گود، پہلو. حسین: خوبصورت. شام کی دلہن: مراد شام. مہندی: اشارہ ہے شفق کی طرف. سُرخی: چہرے کو مَلنے والا غازہ. قبا: لباس. کٹیا: جھونپڑی. ہر سُو: ہر طرف. بادل گھرنا: بادل چھا جانا. مؤذن: اذان دینے والا. روزن: سوراخ. سحر نما: صبح کا دکھانے والا. نالہ: فریاد، رونا. درا: قافلے کی گھنٹی. دردمند: غمگین، دکھوں کا مارا. بے ہوش: غافل، عمل اور جدوجہد نہ کرنے والا.

آفتابِ صبح

شورشِ مے خانۂ انساں سے بالا تر ہے تُو
زینتِ بزمِ فلک ہو جس سے وہ ساغر ہے تُو
ہو دُرِ گوشِ عروسِ صبح وہ گوہر ہے تُو
جس پہ سیمائے اُفق نازاں ہو وہ زیور ہے تُو
صفحۂ ایام سے داغِ مِدادِ شب مِٹا
آسماں سے نقشِ باطل کی طرح کوکب مِٹا
حُسن تیرا جب ہُوا بامِ فلک سے جلوہ گر
آنکھ سے اُڑتا ہے یک دم خواب کی مے کا اثر
نور سے معمور ہو جاتا ہے دامانِ نظر
کھولتی ہے چشمِ ظاہر کو ضیا تیری مگر
ڈھونڈتی ہیں جس کو آنکھیں وہ تماشا چاہیے
چشمِ باطن جس سے کُھل جائے وہ جلوا چاہیے

شوقِ آزادی کے دُنیا میں نہ نکلے حوصلے
زندگی بھر قید زنجیرِ تعلّق میں رہے
زیر و بالا ایک ہیں تیری نگاہوں کے لیے
آرزو ہے کچھ اسی چشمِ تماشا کی مجھے

آنکھ میری اور کے غم میں سرِشک آباد ہو
امتیازِ ملّت و آئیں سے دل آزاد ہو

بستۂ رنگِ خصوصیّت نہ ہو میری زباں
نوعِ انساں قوم ہو میری، وطن میرا جہاں

دیدۂ باطن پہ رازِ نظمِ قدرت ہو عیاں
ہو شناسائے فلک شمعِ تخیل کا دُھواں

عقدۂ اضداد کی کاوِش نہ تڑپائے مجھے
حُسنِ عشق انگیز ہر شے میں نظر آئے مجھے

صدمہ آ جائے ہَوا سے گُل کی پتّی کو اگر
اشک بن کر میری آنکھوں سے ٹپک جائے اثر

دل میں ہو سوزِ محبت کا وہ چھوٹا سا شرر
نور سے جس کے ملے رازِ حقیقت کی خبر

شاہدِ قدرت کا آئینہ ہو، دل میرا نہ ہو
سر میں جُز ہمدردیِ انساں کوئی سودا نہ ہو

تُو اگر زحمت کشِ ہنگامۂ عالَم نہیں
یہ فضیلت کا نشاں اے نیّرِ اعظم نہیں
اپنے حُسنِ عالَم آرا سے جو تُو محرَم نہیں
ہمسرِ یک ذرّۂ خاکِ درِ آدم نہیں
نورِ مسجودِ مَلَک گرمِ تماشا ہی رہا
اور تُو منّت پذیرِ صبحِ فردا ہی رہا

آرزو نورِ حقیقت کی ہمارے دل میں ہے
لیلیِ ذوقِ طلب کا گھر اسی محمل میں ہے
کس قدر لذّت کُشودِ عُقدۂ مشکل میں ہے
لطفِ صد حاصل ہماری سعیِ بے حاصل میں ہے
دردِ اِستفہام سے واقف ترا پہلو نہیں
جستجوئے رازِ قدرت کا شناسا تُو نہیں

آفتاب: سورج. شورش: شور، ہنگامہ، غل غپاڑا. میخانۂ انساں: مراد یہ دنیا. بالاتر: بہت اونچا. زینت: سجاوٹ. بزمِ فلک: مراد چاند ستارے وغیرہ. ساغر: شراب کا پیالہ. دُر: موتی، بُندا. گوش: کان. عروس: دُلھن. گوہر: موتی. سیمائے افق: افق کا ماتھا. نازاں ہونا: فخر کرنا. صفحۂ ایام: مراد زمانے کا صفحہ یعنی خود زمانہ. مدادِ شب: رات کی سیاہی. مٹا: رگڑ کر صاف کر دے. نقشِ باطل: مراد غلط تحریر. کوکب: ستارہ. بامِ فلک: آسمان کی چھت. جلوہ گر: روشن. اثر اُڑنا: اثر ختم ہونا. خواب کی مَے: مراد نیند. معمور: بھرا ہوا. دامانِ نظر: نظر کی جھولی. چشمِ باطن: ضمیر کی آنکھ، بصیرت. جلوا: جلوہ، روشنی. حوصلہ نکلنا: آرزو پوری ہونا. زنجیرِ تعلق: مراد دنیاوی دلچسپیوں کی زنجیر. زیر و بالا: نیچے اور اوپر. چشمِ تماشا: دیکھنے والی آنکھ. سرشک آباد: آنسوؤں کا

گھر. امتیازِ ملّت و آئیں: قوم اور شرع کا فرق جس سے انسانوں کے فرقے بن گئے. بستہ رنگ خصوصیّت: خاص گروہ سے تعلق ہونے کی حالت. نوع: قسم، گروہ، جماعت. دیدۂ باطن: دل / ضمیر کی آنکھ، بصیرت. نظمِ قدرت: قدرت کا نظم، قدرت کا بندوبست / انتظام. شناسائے فلک: آسمان سے واقف یعنی آسمان تک پہنچنے والا. تخیّل: چند معلوم باتوں کو ذہن میں لا کر اُن سے ایک نیا خیال نکالنا. عقدۂ اَضداد کی کاوش: مراد انسانوں کے باہمی اختلافات اور دشمنی وغیرہ کی اُلجھن. سوزِ محبت: محبت کی آگ. شرر: چنگاری. رازِ حقیقت: اصلی راز. شاہدِ قدرت: حسین قدرت، مراد محبوبِ حقیقی. ہمدردیِ انساں: انسانوں کے دُکھ درد میں شریک ہونا. سودا: شوق، دُھن. زحمت کش: تکلیف اُٹھانے والا. ہنگامۂ عالَم: دنیا کا شور، غُل. نیّرِ اعظم: سب سے زیادہ روشنی پھیلانے والا، یعنی سورج. حُسنِ عالَم آرا: دنیا کو سجانے والا حُسن / روشنی. ہمسر: برابر کی شان والا. خاکِ درِ آدم: انسان کے دروازے کی مٹی، مراد حقیر شے. نورِ مسجودِ مَلک: وہ نور جسے فرشتوں نے سجدہ کیا، مراد آدمؑ کا نور. گرمِ تماشا: مسلسل نظارے میں مصروف رہنے والا. منّت پذیر: احسان مند. صبحِ فردا: آنے والے کل کی صبح. نورِ حقیقت: حقیقتِ کائنات کو جاننے کی روشنی. لیلیٰ: مجنوں کی محبوبہ، مراد محبوبہ. ذوقِ طلب: جستجو / تلاش کا شوق. محمل: کجاوہ جو اونٹ پر سواری کی خاطر رکھا جاتا ہے. کشودِ عقدۂ مشکل: پیچیدہ مسئلے حل کرنے کی حالت. صد حاصل: مراد بہت سے فائدے / نتیجے. سعیِ بے حاصل: ایسی کوشش جس کا کوئی نتیجہ نہ نکلے. دردِ استفہام: سوال کرنے / جستجو و تلاش کی تکلیف.

دردِ عشق

اے دردِ عشق! ہے گُہرِ آب دار تُو
نا محرموں میں دیکھ نہ ہو آشکار تُو!

پنہاں تہِ نقاب تری جلوہ گاہ ہے
ظاہر پرست محفلِ نَو کی نگاہ ہے

آئی نئی ہَوا چمنِ ہست و بود میں
اے دردِ عشق! اب نہیں لذّت نمود میں

ہاں، خود نمائیوں کی تجھے جستجو نہ ہو
منّت پذیرِ نالۂ بُلبل کا تُو نہ ہو!

خالی شرابِ عشق سے لالے کا جام ہو
پانی کی بوند گریۂ شبنم کا نام ہو

پنہاں درُونِ سینہ کہیں راز ہو ترا
اشکِ جگر گداز نہ غمّاز ہو ترا

گویا زبانِ شاعرِ رنگیں بیاں نہ ہو
آوازِ نَے میں شکوۂ فُرقت نہاں نہ ہو

یہ دَور نکتہ چیں ہے، کہیں چُھپ کے بیٹھ رہ
جس دل میں تُو مکیں ہے، وہیں چُھپ کے بیٹھ رہ

غافل ہے تجھ سے حیرتِ علم آفریدہ دیکھ!
جویا نہیں تری نگہِ نارسیدہ دیکھ

رہنے دے جستجو میں خیالِ بلند کو
حیرت میں چھوڑ دیدۂ حکمت پسند کو

جس کی بہار تُو ہو یہ ایسا چمن نہیں
قابل تری نمود کے یہ انجمن نہیں

یہ انجمن ہے کُشتۂ نظّارۂ مجاز
مقصد تری نگاہ کا خلوت سرائے راز

ہر دل مے خیال کی مستی سے چُور ہے
کچھ اور آجکل کے کلیموں کا طُور ہے

گہرِ آب دار: چمکدار موتی. نامحرم: ناواقف، غیر، بیگانہ. پنہاں: چُھپا ہوا. تہِ نقاب: پردے کے نیچے. جلوہ گاہ: ظاہر ہونے کی جگہ. ظاہر پرست: ظاہر کی دنیا ہی کو سب کچھ سمجھنے والی. محفلِ نَو: نئی بزم. چمنِ ہست و بود: مراد یہ دنیا. نمود: ظاہر ہونے / سامنے آنے کی حالت. خود نمائیوں: جمع خود نمائی، خود کو ظاہر کرنے کی حالتیں. ہاں: دیکھ، خبردار. نالۂ بلبل: بلبل کا رونا یعنی چہچہانا جس میں سوز ہوتا ہے. گریہ: رونا. درونِ سینہ: دل میں. اشک جگر گداز: ایسے پُرسوز آنسو جو جگر کو پگھلا دیں. غماز: چغلی کھانے یعنی بھید کھول دینے والا. گویا: بولنے والی. رنگیں بیاں: دل کش اشعار کہنے والا. نَے: بانسری. نکتہ چیں: عیب نکالنے والا، اعتراض کرنے والا. مکیں: ٹھکانا کیے ہوئے. حیرتِ علم آفریدہ: علم کی پیدا کردہ حیرانی. جویا: تلاش کرنے والی. نگہِ

نارسیدہ: ناتجربہ کار نگاہ. خیالِ بلند: اعلیٰ سوچ. دیدۂ حکمت پسند: فلسفے کو پسند کرنے والی نگاہ. کشتۂ نظارۂ مجاز: مراد ظاہری حُسن پر مرنے والا. یہ انجمن: یہ زمانہ. خلوت سرائے راز: مراد کائنات کی حقیقت کی تنہائی کی جگہ یعنی منزل. مَے خیال: تصور اور سوچ کی شراب. چُور ہے: ڈُوبا ہوا ہے. آج کل کے کلیم: موجودہ دَور کے فلسفی جو جذبۂ عشق سے خالی ہیں لیکن فلسفیانہ دلیلوں سے خدا کا جلوہ دیکھنا چاہتے ہیں. طور: طورِ سینا جہاں حضرت موسیٰؑ کو خدا کا جلوہ نظر آیا تھا.

گُلِ پژمُردہ

کس زباں سے اے گُلِ پژمُردہ تجھ کو گُل کہوں
کس طرح تجھ کو تمنّائے دلِ بُلبل کہوں
تھی کبھی موجِ صبا گہوارۂ جُنباں ترا
نام تھا صحنِ گلستاں میں گُلِ خنداں ترا
تیرے احساں کا نسیمِ صبح کو اقرار تھا
باغ تیرے دم سے گویا طبلۂ عطّار تھا
تجھ پہ برساتا ہے شبنم دیدۂ گریاں مرا
ہے نہاں تیری اُداسی میں دلِ ویراں مرا
میری بربادی کی ہے چھوٹی سی اک تصویر تُو
خواب میری زندگی تھی جس کی ہے تعبیر تُو
ہمچو نَے از نیستانِ خود حکایت می کنم
بشنو اے گُل! از جدائی ہا شکایت می کنم

گُلِ پژمُردہ: مرجھایا ہوا پھول. تمنائے دلِ بلبل: بلبل کے دل کی آرزو. مَوجِ صبا: صبح کی ہَوا کی لہر. گہوارۂ جُنباں: ہلتا ہوا پنگوڑا. اُجھولا. گُلِ خنداں: کِھلا ہوا پھول. نسیم صبح: صبح کی نرم ہَوا. تیرے دَم سے: تیری وجہ سے. طبلۂ عطار: عطر بیچنے والے کا خوشبوؤں سے بھرا ہوا ڈبہ. شبنم برسانا: آنسو بہانا. دیدۂ گریاں: روتی ہوئی آنکھیں. نہاں: چُھپا ہوا. دلِ ویراں: افسردہ دل. تعبیر: خواب کا مطلب.

☆ (مثنوی رومی کے سب سے پہلے شعر میں اضافہ ہے): میں بانسری کی طرح اپنے نرسلوں (بانسوں کے جنگل) کی داستان بیان کر رہا ہوں۔ اے پھول تو سُن، میں (اپنی اصل سے) دُور رہنے کی شکایت کر رہا ہوں۔

سیّد کی لوحِ تُربت

اے کہ تیرا مرغِ جاں تارِ نفَس میں ہے اسیر
اے کہ تیری رُوح کا طائر قفس میں ہے اسیر
اس چمن کے نغمہ پیراؤں کی آزادی تو دیکھ
شہر جو اُجڑا ہوا تھا، اُس کی آبادی تو دیکھ
فکر رہتی تھی مجھے جس کی وہ محفل ہے یہی
صبر و استقلال کی کھیتی کا حاصل ہے یہی
سنگِ تُربت ہے مِرا گرویدۂ تقریر دیکھ
چشمِ باطن سے ذرا اس لوح کی تحریر دیکھ
مدّعا تیرا اگر دُنیا میں ہے تعلیمِ دِیں
ترکِ دُنیا قوم کو اپنی نہ سکھلانا کہیں
وا نہ کرنا فرقہ بندی کے لیے اپنی زباں
چُھپ کے ہے بیٹھا ہوا ہنگامۂ محشر یہاں

وصل کے اسباب پیدا ہوں تری تحریر سے
دیکھ! کوئی دل نہ دُکھ جائے تری تقریر سے

محفلِ نَو میں پرانی داستانوں کو نہ چھیڑ
رنگ پر جو اَب نہ آئیں اُن فسانوں کو نہ چھیڑ

تُو اگر کوئی مدبّر ہے تو سُن میری صدا
ہے دلیری دستِ اربابِ سیاست کا عصا

عرضِ مطلب سے جھجک جانا نہیں زیبا تجھے
نیک ہے نیّت اگر تیری تو کیا پروا تجھے

بندۂ مومن کا دل بیم و ریا سے پاک ہے
قُوّتِ فرماں روا کے سامنے بے باک ہے

ہو اگر ہاتھوں میں تیرے خامۂ معجز رقم
شیشۂ دل ہو اگر تیرا مثالِ جامِ جم

پاک رکھ اپنی زباں، تلمیذِ رحمانی ہے تُو
ہو نہ جائے دیکھنا تیری صدا بے آبرو!

سونے والوں کو جگا دے شعر کے اعجاز سے
خرمنِ باطل جلا دے شعلۂ آواز سے

سیّد: مراد سر سیّد احمد خان جنھوں نے علی گڑھ میں مسلمانوں کی اعلیٰ تعلیم کے لیے کالج کھولا جو اب مسلم یونیورسٹی سے موسوم ہے۔ سیّد نے ۱۸۹۸ء میں وفات پائی. لوحِ تربت: قبر پر لگا ہوا کتبہ. مرغِ جاں: روح کا پرندہ.

تارِ نفس: سانس کی ڈوری. قفس: پنجرہ، مراد جسم. نغمہ پیرا: گیت گانے / چہچہانے والے. فکر رہنا: تلاش میں رہنا. صبر و استقلال: قوتِ برداشت اور ثابت قدمی. سنگِ تربت: قبر پر لگا ہوا پتھر. گرویدۂ تقریر: تقریر کا شوق رکھنے والا. چشمِ باطن: مراد بصیرت. لوح: تختی. مُدعا: مقصد. وا کرنا: کھولنا. چُھپ کے بیٹھا ہے: مراد ابھی دبا ہوا ہے. ہنگامۂ محشر: قیامت کا فساد. وصل: مراد اتفاق و محبت. دل دُکھنا: دل کو تکلیف پہنچنا. محفلِ نو: نئی دنیا. پُرانی داستان چھیڑنا: پُرانے مسئلے چھیڑنا یا ان کو ہوا دینا. رنگ پر آنا: مقبول ہونا. مدبّر: سیاست دان. صدا: آواز. عرضِ مطلب: اپنی بات بیان کرنا. جھجک جانا: رُک جانا. بیم و ریا: خوف اور دکھاوا. خامۂ معجز رقم: ایسی تحریر لکھنے والا قلم جو دوسرا نہ لکھ سکے. شیشۂ دل: مراد دل. جامِ جم: قدیم ایرانی بادشاہ جمشید کا شراب کا پیالہ جس میں دنیا نظر آتی تھی. پاک رکھ اپنی زباں: کسی کو بُرا بھلا نہ کہہ، گالی گلوچ نہ کر. تلمیذِ رحمانی: خدا کا شاگرد، عربی مقولہ ہے: "الشعراء تلامیذ الرحمٰن" شاعر خدا کے شاگرد ہیں. صدا: مراد شاعری. سونے والے: غافل. جگا دے: ان میں جوش و جذبہ پیدا کر دے. اعجاز: معجزہ، کرامت. خرمنِ باطل: باطل طاقتوں کا کھلیان. شعلۂ آواز: شعلے کی طرح جذباتی آواز.

ماہِ نَو

ٹُوٹ کر خورشید کی کَشتی ہوئی غرقابِ نیل
ایک ٹکڑا تیرتا پھرتا ہے رُوئے آبِ نیل
طشتِ گردُوں میں ٹپکتا ہے شفق کا خونِ ناب
نشترِ قُدرت نے کیا کھولی ہے فصدِ آفتاب
چرخ نے بالی چُرا لی ہے عُروسِ شام کی
نیل کے پانی میں یا مچھلی ہے سیمِ خام کی
قافلہ تیرا رواں بے منّتِ بانگِ درا
گوشِ انساں سُن نہیں سکتا تری آوازِ پا
گھٹنے بڑھنے کا سماں آنکھوں کو دِکھلاتا ہے تُو
ہے وطن تیرا کدھر، کس دیس کو جاتا ہے تُو
ساتھ اے سیّارۂ ثابت نما لے چل مجھے
خارِ حسرت کی خلش رکھتی ہے اب بے کل مجھے
نور کا طالب ہوں، گھبراتا ہوں اس بستی میں مَیں
طفلکِ سیماب پا ہوں مکتبِ ہستی میں مَیں

ماہِ نو: پہلی رات کا چاند، ہلال. خورشید: سورج. غرقابِ نیل ہوئی: مصر کے دریائے نیل میں ڈوب گئی. ایک ٹکڑا: اشارہ ہے ہلال کی طرف. تیرتا پھرتا ہے: یعنی اس کا عکس ہلتے پانی میں پڑ رہا ہے. طشتِ گردوں: آسمان کی تھالی. شفق: آسمان کی سُرخی. خونِ ناب: خالص خون. نشتر: زخم چیرنے کا باریک اوزار. فصد کھولنا: نشتر سے رگ میں سے گندا خون نکالنا. بالی: کان کا بُندا. عروسِ شام: شام یا رات کی دُلہن. سیم خام: کچی چاندی. بے منّت: احسان کے بغیر. بانگِ درا: قافلے کی گھنٹی کی آواز. گوش: کان. آوازِ پا: پاؤں کی آواز. سیّارۂ ثابت نما: ایسا چلنے والا ستارہ جو ایک جگہ پر ٹکے ہوئے ستارہ کی طرح دکھائی دیتا ہے. خارِ حسرت: آرزو کا کانٹا، مراد دل کی آرزو. خلش: چبھن. بے کل: بے چین، بیقرار. طالب: مانگنے / چاہنے والا. طِفلک: چھوٹا سا بچہ. سیماب پا: جس کے پاؤں پارے کی طرح حرکت ہی میں رہتے ہوں. مکتبِ ہستی: یہ دنیا جو انسان کے لیے مقامِ عبرت و درس ہے.

اِنسان اور بزمِ قُدرت

صبح خورشیدِ دُرَخشاں کو جو دیکھا میں نے
بزمِ معمورۂ ہستی سے یہ پوچھا میں نے
پرتوِ مہر کے دَم سے ہے اُجالا تیرا
سیمِ سیّال ہے پانی ترے دریاؤں کا
مہر نے نور کا زیور تجھے پہنایا ہے
تیری محفل کو اسی شمع نے چمکایا ہے
گُل و گُلزار ترے خُلد کی تصویریں ہیں
یہ سبھی سُورۂ 'والشّمس' کی تفسیریں ہیں
سُرخ پوشاک ہے پھولوں کی، درختوں کی ہری
تیری محفل میں کوئی سبز، کوئی لال پری
ہے ترے خیمۂ گردُوں کی طِلائی جھالر
بدلیاں لال سی آتی ہیں اُفق پر جو نظر
کیا بھلی لگتی ہے آنکھوں کو شفق کی لالی
مَے گُلرنگ خُمِ شام میں تُو نے ڈالی

رُتبہ تیرا ہے بڑا، شان بڑی ہے تیری
پردۂ نور میں مستور ہے ہر شے تیری
صبح اک گیت سراپا ہے تری سطوت کا
زیرِ خورشید نشاں تک بھی نہیں ظلمت کا
مَیں بھی آباد ہوں اس نور کی بستی میں مگر
جل گیا پھر مری تقدیر کا اختر کیونکر؟
نور سے دُور ہوں ظلمت میں گرفتار ہوں میں
کیوں سِیَہ روز، سِیَہ بخت، سِیَہ کار ہوں میں؟
مَیں یہ کہتا تھا کہ آواز کہیں سے آئی
بامِ گردُوں سے وہ یا صحنِ زمیں سے آئی
ہے ترے نور سے وابستہ مری بود و نبود
باغباں ہے تری ہستی پئے گُلزارِ وجود
انجمن حُسن کی ہے تُو، تری تصویر ہُوں میں
عشق کا تُو ہے صحیفہ، تری تفسیر ہُوں میں
میرے بگڑے ہوئے کاموں کو بنایا تُو نے
بار جو مجھ سے نہ اُٹھا وہ اُٹھایا تُو نے
نورِ خورشید کی محتاج ہے ہستی میری
اور بے منّتِ خورشید چمک ہے تیری

ہو نہ خورشید تو ویراں ہو گلستاں میرا
منزلِ عیش کی جا نام ہو زِنداں میرا
آہ، اے رازِ عیاں کے نہ سمجھنے والے!
حلقۂ دامِ تمنّا میں اُلجھنے والے
ہائے غفلت کہ تری آنکھ ہے پابندِ مجاز
ناز زیبا تھا تجھے، تُو ہے مگر گرمِ نیاز
تُو اگر اپنی حقیقت سے خبردار رہے
نہ سِیَہ روز رہے پھر نہ سِیَہ کار رہے

بزمِ قدرت: قدرت کی محفل، مراد یہ کائنات. **خورشیدِ درخشاں**: چمکتا ہوا سورج. **معمورۂ ہستی**: آباد دنیا. **پرتوِ مہر**: سورج کی روشنی. **دَم**: وجہ، سبب. **سیم سیّال**: بہتی ہوئی چاندی. **محفل کو چمکانا**: محفل روشن کرنا. **خلد**: بہشت. **سورۂ "والشمس"**: پارہ ۳۰ کی ایک سورۃ جس کا آغاز "والشمس" سے ہوتا ہے، یعنی اللہ نے سورج کی قسم کھائی ہے. **خیمۂ گردوں**: آسمان کا خیمہ. **طلائی جھالر**: سونے کی جھالر. **اُفق**: آسمان کا دور کا کنارہ. **لالی**: سُرخی. **مے گلرنگ**: سُرخ رنگ کی شراب. **خم شام**: شام کا مٹکا. **مستور**: چھپی ہوئی. **سَطوت**: شان و شوکت. **زیر**: نیچے. **ظلمت**: تاریکی، اندھیرا. **اختر**: ستارہ. **کیونکر**: کس طرح. **گرفتار**: قابو میں آیا ہوا، پکڑا ہوا. **سیَہ روز**: جس کا دن تاریک ہو، بدقسمت. **بامِ گردوں**: آسمان کی چھت. **وابستہ**: بندھی ہوئی، مُنسلک. **بود و نبود**: ہونا نہ ہونا. **ہستی**: زندگی. **پئے گلزارِ وجود**: ہستی کے باغ کے لیے. **صحیفہ**: کتاب. **بگڑے کام بنانا**: جو کام غلط ہوئے ہوں انھیں ٹھیک کرنا. **بے منّتِ خورشید**: سورج کے احسان کے بغیر. **ویراں**: ایسی جگہ جہاں کوئی آبادی وغیرہ نہ ہو. **منزلِ عیش کی جا**: عیش کے ٹھکانے کی بجائے. **زنداں**: قید خانہ. **رازِ عیاں**: کھلا بھید. **حلقۂ دامِ تمنا**: آرزو کے جال کا حلقہ. **اُلجھنے والا**: پھنسنے والا. **ہائے غفلت**: ہائے یہ سستی. **پابندِ مجاز**: غیر حقیقی باتوں کو دیکھنے کی عادی. **ناز**: نخرہ. **زیبا**: لائق. **گرمِ نیاز**: عاجزی میں مصروف.

پیامِ صبح

(ماخوذ از لانگ فیلو)

اُجالا جب ہوا رخصت جبینِ شب کی افشاں کا
نسیمِ زندگی پیغام لائی صبحِ خنداں کا

جگایا بُلبلِ رنگیں نوا کو آشیانے میں
کنارے کھیت کے شانہ ہلایا اُس نے دہقاں کا

طلسمِ ظلمتِ شب سُورۂ والنُّور سے توڑا
اندھیرے میں اُڑایا تاجِ زر شمعِ شبستاں کا

پڑھا خوابیدگانِ دَیر پر افسونِ بیداری
برہمن کو دیا پیغام خورشیدِ دُرَخشاں کا

ہوئی بامِ حرم پر آ کے یوں گویا مؤذّن سے
نہیں کھٹکا ترے دل میں نمودِ مہرِ تاباں کا؟

پُکاری اس طرح دیوارِ گُلشن پر کھڑے ہو کر
چٹک او غنچۂ گُل! تُو مؤذّن ہے گلستاں کا

دیا یہ حکم صحرا میں چلو اے قافلے والو!
چمکنے کو ہے جگنو بن کے ہر ذرّہ بیاباں کا

سُوئے گورِ غریباں جب گئی زِندوں کی بستی سے
تو یوں بولی نظارہ دیکھ کر شہرِ خموشاں کا

ابھی آرام سے لیٹے رہو، مَیں پھر بھی آؤں گی
سُلا دوں گی جہاں کو، خواب سے تم کو جگاؤں گی

لانگ فیلو: مشہور امریکی شاعر، پیدائش ۱۸۰۷ء۔ نظموں کا پہلا مجموعہ بنام ''آہنگِ شب'' ۱۸۳۹ء میں شائع ہوا. **رخصت ہونا:** چلے جانا. **جبینِ شب:** رات کی پیشانی. **افشاں:** گوٹے کی کترن، سجاوٹ کے لیے ماتھے پر لگائی جاتی ہے. **نسیم:** صبح کی خوشگوار ہَوا. **صبحِ خنداں:** ہنستی ہوئی صبح. **رنگیں نوا:** دل کو بھانے والا نغمہ. **شانہ ہلانا:** کسی کو جگانے کے لیے ہلانا. **دہقاں:** کسان. **طلسم توڑنا:** جادو کا اثر ختم کرنا. **سورۂ ''والنور'':** قرآن کریم کی ۲۴ ویں سورۃ، مراد سورج. **تاجِ زر توڑا:** مراد سنہری روشنی ختم کردی. **شمع شبستان:** رات کی محفل کی موم بتی. **خوابیدگان:** جمع خوابیدہ، سوئے ہوئے. **دَیر:** مندر. **برہمن:** ہندوؤں کا مذہبی رہنما. **خورشیدِ درخشاں:** چمکتا ہوا سورج. **بامِ حرم:** کعبہ کی چھت. **گویا ہوئی:** کہنے لگی. **نمود:** طلوع ہونا. **مہرِ تاباں:** روشن سورج. **او غنچہ:** ارے کلی. **سوئے گورِ غریباں:** عدم کے مسافروں کی قبروں کی طرف. **زندوں کی بستی:** چلتے پھرتے انسانوں کی دنیا. **شہرِ خموشاں:** قبرستان. **خواب:** نیند. **سُلا دوں گی:** مراد مار دوں گی. **جگا دوں گی:** قیامت کے دن مُردوں کو زندہ کر دوں گی.

عشق اور موت

(ماخوذ از ٹینی سن)

سُہانی نمودِ جہاں کی گھڑی تھی
تبسم فشاں زندگی کی کلی تھی
کہیں مہر کو تاجِ زر مِل رہا تھا
عطا چاند کو چاندنی ہو رہی تھی
سِیَہ پیرہن شام کو دے رہے تھے
ستاروں کو تعلیمِ تابندگی تھی
کہیں شاخِ ہستی کو لگتے تھے پتّے
کہیں زندگی کی کلی پھُوٹتی تھی
فرشتے سِکھاتے تھے شبنم کو رونا
ہنسی گُل کو پہلے پہل آ رہی تھی
عطا درد ہوتا تھا شاعر کے دل کو
خودی تِشنہ کامِ مَے بے خودی تھی

اُٹھی اوّل اوّل گھٹا کالی کالی
کوئی حور چوٹی کو کھولے کھڑی تھی
زمیں کو تھا دعویٰ کہ مَیں آسماں ہوں
مکاں کہہ رہا تھا کہ مَیں لامکاں ہوں
غرَض اس قدر یہ نظارہ تھا پیارا
کہ نظّارگی ہو سراپا نظارا
مَلَک آزماتے تھے پرواز اپنی
جبینوں سے نورِ ازَل آشکارا
فرشتہ تھا اک، عشق تھا نام جس کا
کہ تھی رہبری اُس کی سب کا سہارا
فرشتہ کہ پُتلا تھا بے تابیوں کا
مَلَک کا مَلَک اور پارے کا پارا
پئے سیر فردوس کو جا رہا تھا
قضا سے مِلا راہ میں وہ قضا را
یہ پُوچھا ترا نام کیا، کام کیا ہے
نہیں آنکھ کو دِید تیری گوارا
ہُوا سُن کے گویا قضا کا فرشتہ
اجل ہوں، مرا کام ہے آشکارا

اُڑاتی ہوں مَیں رختِ ہستی کے پُرزے
بجھاتی ہوں میں زندگی کا شرارا
مری آنکھ میں جادوئے نیستی ہے
پیامِ فنا ہے اسی کا اشارا
مگر ایک ہستی ہے دنیا میں ایسی
وہ آتش ہے مَیں سامنے اُس کے پارا
شرر بن کے رہتی ہے انساں کے دل میں
وہ ہے نورِ مطلق کی آنکھوں کا تارا
ٹپکتی ہے آنکھوں سے بن بن کے آنسو
وہ آنسو کہ ہو جن کی تلخی گوارا
سُنی عشق نے گفتگو جب قضا کی
ہنسی اُس کے لب پر ہوئی آشکارا
گِری اُس تبسّم کی بجلی اجل پر
اندھیرے کا ہو نور میں کیا گزارا
بقا کو جو دیکھا فنا ہو گئی وہ
قضا تھی، شکارِ قضا ہو گئی وہ

ٹینی سن: مشہور انگریزی شاعر (۱۸۰۹ء۔۱۸۹۲ء)۔ سُہانی: دل پر اچھا اثر کرنے والی۔ نمودِ جہاں: دنیا کی پیدائش۔ تبسم فشاں: مسکراہٹیں بکھیرنے والی۔ تاجِ زر: سونے کا تاج، یعنی سنہری روشنی۔ تابندگی: چمکنے کی

حالت. کلی پھوٹنا: کلی کِھلنا. گل کو ہنسی آنا: مراد پھول کا کِھلنا. درد: مراد جذبۂ عشق. تشنہ کام: پیاسا. مَے بے خودی: حالت وَجد کی شراب. خودی: اپنے وجود کا احساس. چوٹی: چٹیا، گندھے ہوئے بال. حور: جنت کی عورت، خوبصورت عورت. دعویٰ: اپنی بات کی سچائی پر زور دینے کی حالت. آسماں ہُوں: بلند ہُوں، بلند مرتبہ ہُوں. مکاں: مراد یہ وجود کی دنیا. لامکاں: عالَمِ بالا/اوپر کی دنیا. نظّارگی: دیکھنے کی کیفیت. سراپا: پوری طرح. مَلک: فرشتہ. جبینوں: جمع جبین، پیشانیاں. نورِ ازل: کائنات کی تخلیق سے بھی پہلے کا نور. پُتلا: مجسمہ. پارا: سفید مائع دھات جو ہر وقت ہلتی رہتی ہے. پَے سیر: سیر کے واسطے. فردوس: جنت. قضا: خدائی حکم. قضارا: اتفاق سے، اچانک. دید: دیکھنے کی کیفیت. گوارا: قابل برداشت. گویا ہوا: کہنے لگا. اجل: موت. رختِ ہستی کے پُرزے اُڑانا: زندگی کے لباس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا، زندگی ختم کر دینا. زندگی کا شرارا بجھانا: مارنا، زندگی ختم کر دینا. جادوئے نیستی: ختم کر دینے کا جادو. پیامِ فنا: موت کا سندیسہ. ہستی: بقا. آتش: آگ. شرر: چنگاری. نورِ مُطلق: مکمل نور. آنکھوں کا تارا: بہت پیارا. تلخی: کڑواہٹ. تبسّم: مُسکراہٹ. گزارا: نباہ. بجلی گرنا: مصیبت آپڑنا. بقا: باقی رہنے کی حالت. شکارِ قضا ہوگئی: فنا ہوگئی.

زُہد اور رِندی

اک مولوی صاحب کی سُناتا ہوں کہانی
تیزی نہیں منظور طبیعت کی دِکھانی

شُہرہ تھا بہت آپ کی صُوفی مَنَشی کا
کرتے تھے ادب اُن کا اعالی و ادانی

کہتے تھے کہ پنہاں ہے تصوّف میں شریعت
جس طرح کہ الفاظ میں مُضمَر ہوں معانی

لبریز مَے زُہد سے تھی دل کی صراحی
تھی تہ میں کہیں دُردِ خیالِ ہمہ دانی

کرتے تھے بیاں آپ کرامات کا اپنی
منظور تھی تعداد مُریدوں کی بڑھانی

مُدّت سے رہا کرتے تھے ہمسائے میں میرے
تھی رِند سے زاہد کی ملاقات پُرانی

حضرت نے مرے ایک شناسا سے یہ پوچھا
اقبالؔ، کہ ہے قُمریِ شمشادِ معانی

پابندیِ احکامِ شریعت میں ہے کیسا؟
گو شعر میں ہے رشکِ کلیمِ ہَمَدانی

سنتا ہوں کہ کافر نہیں ہندو کو سمجھتا
ہے ایسا عقیدہ اثرِ فلسفہ دانی

ہے اس کی طبیعت میں تشیُّع بھی ذرا سا
تفضیلِ علیؓ ہم نے سُنی اس کی زبانی

سمجھا ہے کہ ہے راگ عبادات میں داخل
مقصود ہے مذہب کی مگر خاک اُڑانی

کچھ عار اسے حُسن فروشوں سے نہیں ہے
عادت یہ ہمارے شُعَرا کی ہے پُرانی

گانا جو ہے شب کو تو سَحَر کو ہے تلاوت
اس رمز کے اب تک نہ کُھلے ہم پہ معانی

لیکن یہ سُنا اپنے مُریدوں سے ہے مَیں نے
بے داغ ہے مانندِ سحَر اس کی جوانی

مجموعۂ اضداد ہے، اقبالؔ نہیں ہے
دل دفترِ حکمت ہے، طبیعت خفقانی

رِندی سے بھی آگاہ، شریعت سے بھی واقف
پُوچھو جو تصوّف کی تو منصور کا ثانی

اس شخص کی ہم پر تو حقیقت نہیں کُھلتی
ہوگا یہ کسی اور ہی اسلام کا بانی

القصّہ بہت طول دیا وعظ کو اپنے
تا دیر رہی آپ کی یہ نغز بیانی

اس شہر میں جو بات ہو، اُڑ جاتی ہے سب میں
مَیں نے بھی سُنی اپنے اَحِبّا کی زبانی

اک دن جو سرِ راہ مِلے حضرتِ زاہد
پھر چھڑ گئی باتوں میں وہی بات پُرانی

فرمایا، شکایت وہ محبت کے سبب تھی
تھا فرض مرا راہ شریعت کی دِکھانی

مَیں نے یہ کہا کوئی گِلہ مجھ کو نہیں ہے
یہ آپ کا حق تھا زرَہِ قُربِ مکانی

خم ہے سرِ تسلیم مرا آپ کے آگے
پیری ہے تواضع کے سبب میری جوانی

گر آپ کو معلوم نہیں میری حقیقت
پیدا نہیں کچھ اس سے قصورِ ہمہ دانی

مَیں خود بھی نہیں اپنی حقیقت کا شناسا
گہرا ہے مرے بحرِ خیالات کا پانی

مجھ کو بھی تمنّا ہے کہ 'اقبال' کو دیکھوں
کی اس کی جُدائی میں بہت اشک فشانی

اقبالؔ بھی 'اقبال' سے آگاہ نہیں ہے
کچھ اس میں تمسخر نہیں واللہ نہیں ہے

زُہد: پارسائی. رِندی: مذہب سے دوری. طبیعت کی تیزی: مزاج کی تیزی. دکھانا: ظاہر کرنا. منظور: پسند. صوفی مَنَشی: صوفیوں کی سی زندگی بسر کرنا. اعالی: جمع اعلیٰ، بڑے بڑے لوگ. ادانی: جمع ادنیٰ، عام یا معمولی لوگ. پنہاں: چھپی ہوئی. تصوف: دنیا سے بے نیاز اور اللہ کی ذات میں فنا ہونا. مضمر: چھپے ہوئے. معانی: جمع معنیٰ، مطلب. لبریز: بھری ہوئی. مَے زُہد: پارسائی کی شراب. صراحی: شراب کا بڑی ٹونٹی والا برتن، مراد دل. دُرد: تلچھٹ، مَیل. خیالِ ہمہ دانی: سب کچھ جاننے کا گھمنڈ. کرامات: جمع کرامت، ایسے کام جو عام آدمی کی طاقت سے باہر ہوں. رِند: مذہب سے دور. شناسا: واقف، جاننے والا. قُمری: فاختہ. شمشاد: ایک سیدھا لمبا درخت. معانی: معنوں یعنی شاعری میں نئے نئے مضامین پیدا کرنا. احکامِ شریعت: شریعت کے حکم. رشک: دوسروں کی خوبی خود میں پیدا کرنے کی خواہش. کلیم ہمدانی: ابو طالب کلیم، فارسی کا مشہور شاعر اور مغلیہ بادشاہ

شاہجہاں کے دربار کا مَلک الشعراء، وفات ۱۶۵۱ء. **عقیدہ**: اعتقاد، مذہبی خیال. **فلسفہ دانی**: علم فلسفہ جاننا. **تشیّع**: شیعہ عقیدہ رکھنے والے. **تفضیل**: فضیلت. **علی**: حضرت علی کرم اللہ وجہہ. **راگ**: موسیقی، گانا. **عبادات**: جمع عبادت. **مقصود**: غرض، مقصد. **مگر**: شاید. **مذہب کی خاک اُڑانا**: مذہب کو ذلیل کرنا. **عار**: شرم، غیرت. **حُسن فروش**: حُسن بیچنے والی، مراد بازاری عورتیں. **سحر کو**: صبح کے وقت. **رمز**: بھید. **معانی کھلنا**: حقیقتِ حال ظاہر ہونا، سمجھ میں آنا. **بے داغ**: بے عیب. **مانندِ سحر**: صبح کی طرح. **مجموعۂ اضداد**: ایسا شخص جس میں متضاد یعنی باہم مخالف باتیں جمع ہوں. **دفترِ حکمت**: فلسفہ کی کتاب. **خفقانی**: مالیخولیا/ دل دھڑکنے کی بیماری میں مبتلا. **منصور**: مراد حسین بن منصور حلاج جنھیں ''انا الحق'' کہنے پر پھانسی دے دی گئی تھی. **ثانی**: مانند. **حقیقت کھلنا**: اصل بات کا پتا چلنا. **القصّہ**: مختصر یہ کہ. **تا دیر**: دیر تک. **نغز بیانی**: بڑی پیاری گفتگو. **بات اُڑ جانا**: بات مشہور ہو جانا. **اَحبا**: جمع حبیب، دوست. **سرِ راہ ملنا**: راستے میں اچانک ملاقات ہونا. **بات چھڑنا**: باتیں شروع ہو جانا. **راہ دکھانا**: صحیح راستے پر ڈالنا. **حق**: فرض، ایسی اجازت جو اخلاقی طور پر کسی کو دی جائے. **زرہِ قُربِ مکانی**: ہمسائیگی میں رہنے کی وجہ سے. **خم ہے**: جھکا ہوا ہے. **سرِ تسلیم خم ہونا**: دوسروں کی مرضی پر راضی رہنا. **پیری**: بڑھاپا. **تواضع**: عاجزی، انکسار، جُھکنا. **شناسا**: جاننے والا. **بحرِ خیالات**: خیالوں کا سمندر. **اقبال کو دیکھوں**: خود اپنی حقیقت سے واقف ہو جاؤں. **اشک فشانی**: آنسو بہانے کی حالت. **اقبال**: عروج، بلندی. **تمسخر**: مذاق. **واللہ**: خدا کی

شاعر

قوم گویا جسم ہے، افراد ہیں اعضائے قوم
منزلِ صنعت کے رَہ پیما ہیں دست و پائے قوم
محفلِ نظمِ حکومت، چہرۂ زیبائے قوم
شاعرِ رنگیں نوا ہے دیدۂ بینائے قوم
مبتلائے درد کوئی عُضو ہو روتی ہے آنکھ
کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ

گویا: جیسے. اعضاء: جمع عضو، جسم کے حصے. منزلِ صنعت: کاریگری کی منزل، دستکاری کا شعبہ. رَہ پیما: راستہ چلنے والے. دست و پائے قوم: قوم کے ہاتھ پاؤں، وہ افراد جو جماعتی کام انجام دینے والے ہیں. محفلِ نظم حکومت: حکومت کے انتظامی امور چلانے والے. چہرۂ زیبا: خوبصورت چہرہ. رنگیں نوا: خوش آواز. دیدۂ بینا: بصیرت والی نگاہ. مبتلائے درد: تکلیف میں گرفتار. ہمدرد: دوسروں کی تکلیف کا احساس رکھنے والی.

دل

قصّۂ دار و رَسَن بازیِ طفلانۂ دل
التجائے 'اَرِنی' سُرخیِ افسانۂ دل

یا رب اس ساغرِ لبریز کی مے کیا ہوگی
جادۂ مُلکِ بقا ہے خطِ پیمانۂ دل

ابرِ رحمت تھا کہ تھی عشق کی بجلی یا رب!
جل گئی مزرعِ ہستی تو اُگا دانۂ دل

حُسن کا گنجِ گراں مایہ تجھے مِل جاتا
تُو نے فرہاد! نہ کھودا کبھی ویرانۂ دل

عرش کا ہے کبھی کعبے کا ہے دھوکا اس پر
کس کی منزل ہے الٰہی! مرا کاشانۂ دل

اس کو اپنا ہے جُنوں اور مجھے سَودا اپنا
دل کسی اور کا دیوانہ، میں دیوانۂ دل

تُو سمجھتا نہیں اے زاہدِ ناداں اس کو
رشکِ صد سجدہ ہے اک لغزشِ مستانۂ دل

خاک کے ڈھیر کو اِکسیر بنا دیتی ہے
وہ اثر رکھتی ہے خاکسترِ پروانۂ دل

عشق کے دام میں پھنس کر یہ رِہا ہوتا ہے
برق گرتی ہے تو یہ نخل ہرا ہوتا ہے

قصۂ دار و رسن: سُولی اور رسّی کی داستان، حضرت حسین بن منصور حلاّج کو "اَنا الحق" کہنے پر پھانسی دیے جانے کا واقعہ. بازیٔ طفلانہ: بچوں کا کھیل. "اَرِنی": مجھے اپنا جلوہ دکھا، حضرت موسیٰؑ کے واقعہ کی طرف اشارہ. سُرخی: مضمون کا عنوان. لبریز: بھرا ہوا. جادہ: راستہ. مُلکِ بقا: ہمیشہ قائم رہنے والی سلطنت. خط پیمانۂ دل: مراد دل کی رگیں جن میں خون دوڑتا ہے. ابرِ رحمت: کرم کی بارش کرنے والا بادل. مزرعِ ہستی: زندگی کی کھیتی. گنجِ گراں مایہ: بہت قیمتی خزانہ. فرہاد: شیریں کا عاشق، جسے کوہ کن بھی کہا جاتا ہے۔ وہ افسانوی سنگ تراش جو خسرو بادشاہ ایران کی ملکہ شیرین پر عاشق ہو گیا تھا. عرش: تخت، چھت. دھوکا: شک. کاشانہ: گھر، آشیانہ. سودا: دیوانگی، عشق کی مستی. دیوانہ: مراد عاشق. رشکِ صد سجدہ: سیکڑوں سجدوں سے بھی بڑھ کر. لغزشِ مستانہ: عشق کی مستی میں گر گر کر اُٹھنا. خاک کا ڈھیر: معمولی شے، مراد انسان. اکسیر: نہایت مفید، نہایت موثر. خاکسترِ: راکھ. دام: جال. برق: آسمانی بجلی. نخل: درخت. ہرا ہونا: سبز ہونا، پھلنا پھولنا.

موجِ دریا

مضطرب رکھتا ہے میرا دلِ بے تاب مجھے
عینِ ہستی ہے تڑپ صورتِ سیماب مجھے
موج ہے نام مرا، بحر ہے پایاب مجھے
ہو نہ زنجیر کبھی حلقۂ گرداب مجھے
آب میں مثلِ ہَوا جاتا ہے تَوسن میرا
خارِ ماہی سے نہ اٹکا کبھی دامن میرا
مَیں اُچھلتی ہوں کبھی جذبِ مہِ کامل سے
جوش میں سر کو پٹکتی ہوں کبھی ساحل سے
ہُوں وہ رہرو کہ محبت ہے مجھے منزل سے
کیوں تڑپتی ہوں، یہ پوچھے کوئی میرے دل سے
زحمتِ تنگیِ دریا سے گریزاں ہوں مَیں
وسعتِ بحر کی فُرقت میں پریشاں ہوں مَیں

مُضطرب: بے چین. عینِ ہستی: مراد حقیقی طور پر زندگی. صورتِ سیماب: پارے کی طرح ہر دَم ہلتے یا تڑپتے رہنا. پایاب: تھوڑا سا پانی جس سے انسان پیدل گزر جائے. زنجیر: مراد رکاوٹ. حلقۂ گرداب: بھنور کا چکر. آب: پانی. تَوسَن: گھوڑا. خارِ ماہی: مچھلی کا کانٹا. دامن: قمیض کا نچلا حصہ، کنارا. جذب: کشش. مہِ کامل: چودھویں کا چاند. سر کو پٹکنا: سر مارنا. زحمت: تکلیف. تنگیِ دریا: دریا کا محدود ہونا. گریزاں: بھاگنے والی. وسعتِ بحر: سمندر کا پھیلاؤ.

رُخصت اے بزمِ جہاں!

(ماخوذ از ایمرسن)

رُخصت اے بزمِ جہاں! سُوئے وطن جاتا ہوں مَیں
آہ! اس آباد ویرانے میں گھبراتا ہوں مَیں
بسکہ مَیں افسردہ دل ہوں، درخورِ محفل نہیں
تُو مرے قابل نہیں ہے، مَیں ترے قابل نہیں
قید ہے دربارِ سُلطان و شبستانِ وزیر
توڑ کر نکلے گا زنجیرِ طلائی کا اسیر
گو بڑی لذّت تری ہنگامہ آرائی میں ہے
اجنبیّت سی مگر تیری شناسائی میں ہے
مدّتوں تیرے خود آراؤں سے ہم صحبت رہا
مدّتوں بے تاب موجِ بحر کی صورت رہا
مدّتوں بیٹھا ترے ہنگامۂ عشرت میں مَیں
روشنی کی جستجو کرتا رہا ظلمت میں مَیں

مدّتوں ڈھونڈا کِیا نظّارۂ گُل، خار میں
آہ، وہ یوسف نہ ہاتھ آیا ترے بازار میں
چشمِ حیراں ڈھونڈتی اب اور نظّارے کو ہے
آرزو ساحل کی مجھ طوفان کے مارے کو ہے

چھوڑ کر مانندِ بُو تیرا چمن جاتا ہوں مَیں
رُخصت اے بزمِ جہاں! سُوئے وطن جاتا ہوں مَیں

گھر بنایا ہے سکُوتِ دامنِ کُہسار میں
آہ! یہ لذّت کہاں موسیقیِ گفتار میں
ہم نشینِ نرگسِ شہلا، رفیقِ گُل ہوں مَیں
ہے چمن میرا وطن، ہمسایۂ بُلبل ہوں مَیں
شام کو آواز چشموں کی سُلاتی ہے مجھے
صبح فرشِ سبز سے کوئل جگاتی ہے مجھے

بزمِ ہستی میں ہے سب کو محفل آرائی پسند
ہے دلِ شاعر کو لیکن کُنجِ تنہائی پسند

ہے جُنوں مجھ کو کہ گھبراتا ہوں آبادی میں مَیں
ڈھونڈتا پھرتا ہوں کس کو کوہ کی وادی میں مَیں؟
شوق کس کا سبزہ زاروں میں پھراتا ہے مجھے
اور چشموں کے کناروں پر سُلاتا ہے مجھے؟

طعنہ زن ہے تُو کہ شَیدا کُنجِ عُزلت کا ہوں مَیں
دیکھ اے غافل! پیامی بزمِ قُدرت کا ہوں مَیں
ہم وطن شمشاد کا، قُمری کا مَیں ہم راز ہوں
اس چمن کی خامشی میں گوش بر آواز ہوں
کچھ جو سنتا ہوں تو اَوروں کو سُنانے کے لیے
دیکھتا ہوں کچھ تو اَوروں کو دِکھانے کے لیے
عاشقِ عُزلت ہے دل، نازاں ہُوں اپنے گھر پہ مَیں
خندہ زن ہُوں مسندِ دارا و اسکندر پہ مَیں
لیٹنا زیرِ شجر رکھتا ہے جادُو کا اثر
شام کے تارے پہ جب پڑتی ہو رہ رہ کر نظر
عِلم کے حیرت کدے میں ہے کہاں اس کی نمود!
گُل کی پتّی میں نظر آتا ہے رازِ ہست و بود

ایمرسن: مشہور امریکی شاعر، فلسفی، مقالہ نگار جو ہرفن مولا تھا (۱۸۰۳ء۔۱۸۸۲ء). بزمِ جہاں: دنیا کی محفل. سُوئے وطن: وطن کی طرف. آباد ویرانہ: یہ دنیا جو دیکھنے میں آباد ہے لیکن شاعر کا ہم خیال کوئی نہیں. بسکہ: بہت زیادہ. درخورِ محفل: محفل کے قابل. دربارِ سلطان: بادشاہ کا دربار. شبستان: رات گزارنے کی جگہ، مراد محل. زنجیرِ طلائی: سونے کی زنجیر. ہنگامہ آرائی: مزاءِ دنیا کی رونق، چہل پہل. اجنبیت: بے گانگی. شناسائی: واقفیت، اپنایت. خود آرا: خود کو سجانے والا. ہم صحبت: پاس اُٹھنے بیٹھنے والا. موجِ بحر: سمندر کی لہر. صورت: مانند. ہنگامۂ عشرت: عیش و عشرت کی محفلیں. ظلمت: تاریکی. ڈھونڈا کیا: تلاش کرتا رہا. نظارۂ گُل: پھول کو دیکھنے کی کیفیت. خار: کانٹا. یوسف: نہایت حسین، حضرت یوسفؑ کی طرف اشارہ جن کو فروخت کر دیا گیا تھا.

ہاتھ آنا: مِلنا، حاصل ہونا. چشمِ حیراں: حیرانی میں ڈوبی ہوئی آنکھیں. طوفان کا مارا: زمانے کا ستایا ہوا. بُو: خوشبو. چمن: مراد دنیا. دامن کہسار: پہاڑ کی وادی. موسیقی گفتار: باتوں کی سُر تال یعنی باتیں. ہم نشیں: ساتھ بیٹھنے والا. نرگسِ شہلا: ایک زرد یا سیاہ رنگ کا پھول جس کی شکل آنکھ سے ملتی جلتی ہے. رفیقِ گل: پھولوں کا دوست یا ساتھی. فرشِ سبز: مراد سبزہ. کوئل: سیاہ رنگ کا خوش آواز پرندہ. محفل آرائی: بزم سجانا. کُنجِ تنہائی: تنہائی کا کونا الگ تھلگ جگہ جہاں کوئی نہ ہو. شوق: عشق. سبزہ زار: جہاں سبزہ بہت ہو. طعنہ زن: طعنے دینے والا. شیدا: محبت کرنے والا. کُنج: کونا. عزلت: تنہائی. پیامی: پیغام لے جانے والا، قاصد. بزمِ قدرت: کائنات. شمشاد: سَرو کی طرح کا لمبا درخت. قُمری: فاختہ. ہمراز: ایک دوسرے کے بھید جاننے والے. گوش بر آواز: کان لگا کر بات سننے. نازاں: فخر کرنے والا. خندہ زن: ہنسنے والا. مسند: تخت. دارا: ایران کا مشہور بادشاہ جسے سکندرِ اعظم نے شکست دی تھی. سکندر: دنیا کا ایک عظیم فاتح. زیرِ شجر: درخت کے نیچے. جادو کا اثر رکھنا: مراد آدمی پر پُر کیف حالت طاری کرنا. رہ رہ کر: بار بار. علم کا حیرت کدہ: حیرانی کا مقام. رازِ ہست و بود: کائنات کا راز، کائنات کی حقیقت.

طفلِ شِیر خوار

میں نے چاقو تجھ سے چھینا ہے تو چِلّاتا ہے تُو
مہرباں ہوں مَیں، مجھے نامہرباں سمجھا ہے تُو
پھر پڑا روئے گا اے نووارِدِ اقلیمِ غم
چُبھ نہ جائے دیکھنا! باریک ہے نوکِ قلم
آہ! کیوں دُکھ دینے والی شے سے تجھ کو پیار ہے
کھیل اس کاغذ کے ٹکڑے سے، یہ بے آزار ہے
گیند ہے تیری کہاں، چینی کی بلی ہے کدھر؟
وہ ذرا سا جانور ٹُوٹا ہوا ہے جس کا سر
تیرا آئینہ تھا آزادِ غبارِ آرزو
آنکھ کُھلتے ہی چمک اُٹھا شرارِ آرزو
ہاتھ کی جنبش میں، طرزِ دید میں پوشیدہ ہے
تیری صورت، آرزو بھی تیری نوزائیدہ ہے
زندگانی ہے تری آزادِ قیدِ امتیاز
تیری آنکھوں پر ہوَیدا ہے مگر قُدرت کا راز

جب کسی شے پر بگڑ کر مجھ سے، چلّاتا ہے تُو
کیا تماشا ہے رَدِی کاغذ سے مَن جاتا ہے تُو
آہ! اس عادت میں ہم آہنگ ہوں مَیں بھی ترا
تُو تلوّن آشنا، مَیں بھی تلوّن آشنا
عارضی لذّت کا شیدائی ہوں، چلّاتا ہوں مَیں
جلد آ جاتا ہے غصّہ، جلد مَن جاتا ہوں مَیں
میری آنکھوں کو لُبھا لیتا ہے حُسنِ ظاہری
کم نہیں کچھ تیری نادانی سے نادانی مری
تیری صورت گاہ گریاں گاہ خنداں مَیں بھی ہوں
دیکھنے کو نوجواں ہُوں، طفلِ ناداں مَیں بھی ہوں

طفلِ شیر خوار: دودھ پیتا بچہ. چلّانا: چیخنا. مہرباں: محبت کرنے والا. نامہرباں: بے رحم. نووارد: نیا نیا داخل ہونے والا. اقلیمِ غم: دکھوں کا مُلک، مراد دنیا. نوکِ قلم: قلم کا باریک سِرا. بے آزار: جس سے کوئی تکلیف نہ پہنچے. چینی کی بلّی: چینی مٹی کا بنی ہوئی بلی، کھلونا. آزاد: پاک. غبارِ آرزو: تمناؤں کی گرد. آنکھ کھلتے ہی: ہوش سنبھالتے ہی. شرارِ آرزو: خواہش کی چنگاری. جنبش: حرکت. طرزِ دید: دیکھنے کا انداز. پوشیدہ: چھپی ہوئی. نوزائندہ: نئی نئی پیدا ہوئی. آزادِ قیدِ امتیاز: مراد لوگوں میں فرق کرنے کی قید / عادت سے بَری. ہویدا: ظاہر، کھلا. بگڑ کر: ناراض ہو کر. چلّاتا ہے: روتا ہے. مَن جانا: راضی ہو جانا. کیا تماشا ہے: عجیب بات ہے. ہم آہنگ: ساتھی. تلون آشنا: جس کا مزاج ہر پل بدلتا رہے. عارضی: وقتی. شیدائی: عاشق. لبھا لینا: بہلانا. حسن ظاہری: ظاہری خوبصورتی. نادانی: ناسمجھی. گاہ: کبھی. گریاں: روتی ہوئی. خنداں: ہنستی ہوئی. طفلِ ناداں: ناسمجھ بچہ.

تصویرِ درد

نہیں منّت کشِ تابِ شنیدن داستاں میری
خموشی گفتگو ہے، بے زبانی ہے زباں میری
یہ دستورِ زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری
اُٹھائے کچھ ورَق لالے نے، کچھ نرگس نے، کچھ گُل نے
چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری
اُڑالی قُمریوں نے، طُوطیوں نے، عندلیبوں نے
چمن والوں نے مِل کر لُوٹ لی طرزِ فُغاں میری
ٹپک اے شمع آنسو بن کے پروانے کی آنکھوں سے
سراپا درد ہُوں، حسرت بھری ہے داستاں میری
الٰہی! پھر مزا کیا ہے یہاں دنیا میں رہنے کا
حیاتِ جاوداں میری، نہ مرگِ ناگہاں میری!

مرا رونا نہیں، رونا ہے یہ سارے گلستاں کا
وہ گُل ہوں مَیں، خزاں ہر گُل کی ہے گویا خزاں میری

"دریں حسرت سرا عمریست افسونِ جرس دارم
ز فیضِ دل تپیدن ہا خروشِ بے نفَس دارم"

ریاضِ دہر میں ناآشنائے بزمِ عشرت ہُوں
خوشی روتی ہے جس کو، مَیں وہ محرومِ مسرّت ہُوں
مری بگڑی ہوئی تقدیر کو روتی ہے گویائی
مَیں حرفِ زیرِ لب، شرمندۂ گوشِ سماعت ہُوں
پریشاں ہوں میں مُشتِ خاک، لیکن کچھ نہیں کُھلتا
سکندر ہُوں کہ آئینہ ہُوں یا گردِ کدورت ہُوں
یہ سب کچھ ہے مگر ہستی مری مقصد ہے قُدرت کا
سراپا نور ہو جس کی حقیقت، مَیں وہ ظلمت ہُوں
خزینہ ہوں، چُھپایا مجھ کو مُشتِ خاکِ صحرا نے
کسی کو کیا خبر ہے مَیں کہاں ہوں کس کی دولت ہوں!
نظر میری نہیں ممنونِ سیرِ عرصۂ ہستی
مَیں وہ چھوٹی سی دُنیا ہوں کہ آپ اپنی ولایت ہُوں
نہ صہبا ہوں نہ ساقی ہوں، نہ مستی ہوں نہ پیمانہ
مَیں اس مے خانۂ ہستی میں ہر شے کی حقیقت ہُوں

مجھے رازِ دو عالَم دل کا آئینہ دِکھاتا ہے
وہی کہتا ہوں جو کچھ سامنے آنکھوں کے آتا ہے

عطا ایسا بیاں مجھ کو ہُوا رنگیں بیانوں میں
کہ بامِ عرش کے طائر ہیں میرے ہم زبانوں میں
اثر یہ بھی ہے اک میرے جُنونِ فتنہ ساماں کا
مرا آئینۂ دل ہے قضا کے راز دانوں میں
رُلاتا ہے ترا نظّارہ اے ہندوستاں! مجھ کو
کہ عبرت خیز ہے تیرا فسانہ سب فسانوں میں
دیا رونا مجھے ایسا کہ سب کچھ دے دیا گویا
لکھا کلکِ ازَل نے مجھ کو تیرے نوحہ خوانوں میں
نشانِ برگِ گُل تک بھی نہ چھوڑ اس باغ میں گل چیں!
تری قسمت سے رزم آرائیاں ہیں باغبانوں میں
چُھپا کر آستیں میں بجلیاں رکھّی ہیں گردُوں نے
عنادِل باغ کے غافل نہ بیٹھیں آشیانوں میں
سُن اے غافل صدا میری، یہ ایسی چیز ہے جس کو
وظیفہ جان کر پڑھتے ہیں طائر بوستانوں میں
وطن کی فکر کر ناداں! مصیبت آنے والی ہے
تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

ذرا دیکھ اس کو جو کچھ ہو رہا ہے، ہونے والا ہے
دَھرا کیا ہے بھلا عہدِ کُہن کی داستانوں میں
یہ خاموشی کہاں تک؟ لذّتِ فریاد پیدا کر
زمیں پر تُو ہو اور تیری صدا ہو آسمانوں میں
نہ سمجھو گے تو مِٹ جاؤ گے اے ہندوستاں والو!
تمھاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

یہی آئینِ قدرت ہے، یہی اسلوبِ فطرت ہے
جو ہے راہِ عمل میں گام زن، محبوبِ فطرت ہے

ہوَیدا آج اپنے زخمِ پنہاں کر کے چھوڑوں گا
لہو رو رو کے محفل کو گلستاں کر کے چھوڑوں گا
جلانا ہے مجھے ہر شمعِ دل کو سوزِ پنہاں سے
تری تاریک راتوں میں چراغاں کر کے چھوڑوں گا
مگر غنچوں کی صورت ہوں دلِ درد آشنا پیدا
چمن میں مُشتِ خاک اپنی پریشاں کر کے چھوڑوں گا
پرونا ایک ہی تسبیح میں ان بکھرے دانوں کو
جو مشکل ہے، تو اس مشکل کو آساں کر کے چھوڑوں گا
مجھے اے ہم نشیں رہنے دے شغلِ سینہ کاوی میں
کہ مَیں داغِ محبّت کو نمایاں کر کے چھوڑوں گا

دِکھا دوں گا جہاں کو جو مری آنکھوں نے دیکھا ہے
تجھے بھی صورتِ آئینہ حیراں کر کے چھوڑوں گا

جو ہے پردوں میں پنہاں، چشمِ بینا دیکھ لیتی ہے
زمانے کی طبیعت کا تقاضا دیکھ لیتی ہے

کِیا رفعت کی لذّت سے نہ دل کو آشنا تُو نے
گزاری عمر پستی میں مثالِ نقشِ پا تُو نے
رہا دل بستۂ محفل، مگر اپنی نگاہوں کو
کِیا بیرونِ محفل سے نہ حیرت آشنا تُو نے
فدا کرتا رہا دل کو حسینوں کی اداؤں پر
مگر دیکھی نہ اس آئینے میں اپنی ادا تُو نے
تعصّب چھوڑ ناداں! دہر کے آئینہ خانے میں
یہ تصویریں ہیں تیری جن کو سمجھا ہے بُرا تُو نے
سراپا نالۂ بیدادِ سوزِ زندگی ہو جا
سپند آسا گرہ میں باندھ رکھی ہے صدا تُو نے
صفائے دل کو کیا آرائشِ رنگِ تعلّق سے
کفِ آئینہ پر باندھی ہے او ناداں! حنا تُو نے
زمیں کیا، آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے
غضب ہے سطرِ قرآں کو چلیپا کر دیا تُو نے!

زباں سے گر کِیا توحید کا دعویٰ تو کیا حاصل!
بنایا ہے بُتِ پندار کو اپنا خدا تُو نے
کنویں میں تُو نے یوسف کو جو دیکھا بھی تو کیا دیکھا
ارے غافل! جو مُطلق تھا مقیّد کر دیا تُو نے
ہوس بالائے منبر ہے تجھے رنگیں بیانی کی
نصیحت بھی تری صورت ہے اک افسانہ خوانی کی
دِکھا وہ حُسنِ عالَم سوز اپنی چشمِ پُرنم کو
جو تڑپاتا ہے پروانے کو، رُلواتا ہے شبنم کو
نِرا نظّارہ ہی اے بُوالہوس مقصد نہیں اس کا
بنایا ہے کسی نے کچھ سمجھ کر چشمِ آدم کو
اگر دیکھا بھی اُس نے سارے عالَم کو تو کیا دیکھا
نظر آئی نہ کچھ اپنی حقیقت جام سے جم کو
شجر ہے فرقہ آرائی، تعصب ہے ثمر اس کا
یہ وہ پھل ہے کہ جنت سے نِکلواتا ہے آدم کو
نہ اُٹھا جذبۂ خورشید سے اک برگِ گُل تک بھی
یہ رفعت کی تمنّا ہے کہ لے اُڑتی ہے شبنم کو
پھرا کرتے نہیں مجروحِ اُلفت فکرِ درماں میں
یہ زخمی آپ کر لیتے ہیں پیدا اپنے مرہم کو

محبّت کے شرر سے دل سراپا نور ہوتا ہے
ذرا سے بیج سے پیدا ریاضِ طُور ہوتا ہے

دوا ہر دُکھ کی ہے مجروحِ تیغِ آرزو رہنا
علاجِ زخم ہے آزادِ احسانِ رفو رہنا

شرابِ بے خودی سے تا فلک پرواز ہے میری
شکستِ رنگ سے سیکھا ہے مَیں نے بن کے بُو رہنا

تھمے کیا دیدۂ گریاں وطن کی نوحہ خوانی میں
عبادت چشمِ شاعر کی ہے ہر دم باوضو رہنا

بنائیں کیا سمجھ کر شاخِ گُل پر آشیاں اپنا
چمن میں آہ! کیا رہنا جو ہو بے آبرو رہنا

جو تُو سمجھے تو آزادی ہے پوشیدہ محبت میں
غلامی ہے اسیرِ امتیازِ ما و تُو رہنا

یہ استغنا ہے، پانی میں نِگوں رکھتا ہے ساغر کو
تجھے بھی چاہیے مثلِ حبابِ آبجُو رہنا

نہ رہ اپنوں سے بے پروا، اسی میں خیر ہے تیری
اگر منظور ہے دُنیا میں او بیگانہ خُو! رہنا

شرابِ رُوح پرور ہے محبّت نوعِ انساں کی
سِکھایا اس نے مجھ کو مست بے جام و سبُو رہنا

محبت ہی سے پائی ہے شِفا بیمار قوموں نے
کِیا ہے اپنے بختِ خُفتہ کو بیدار قوموں نے

بیابانِ محبت دشتِ غربت بھی، وطن بھی ہے
یہ ویرانہ قفس بھی، آشیانہ بھی، چمن بھی ہے

محبت ہی وہ منزل ہے کہ منزل بھی ہے، صحرا بھی
جرَس بھی، کارواں بھی، راہبر بھی، راہزن بھی ہے

مرَض کہتے ہیں سب اس کو، یہ ہے لیکن مرَض ایسا
چُھپا جس میں علاجِ گردشِ چرخِ کُہن بھی ہے

جَلانا دل کا ہے گویا سراپا نُور ہو جانا
یہ پروانہ جو سوزاں ہو تو شمعِ انجمن بھی ہے

وہی اک حُسن ہے، لیکن نظر آتا ہے ہر شے میں
یہ شیریں بھی ہے گویا، بیستُوں بھی، کوہکن بھی ہے

اُجاڑا ہے تمیزِ مِلّت و آئیں نے قوموں کو
مرے اہلِ وطن کے دل میں کچھ فکرِ وطن بھی ہے؟

سکوُت آموز طولِ داستانِ درد ہے ورنہ
زباں بھی ہے ہمارے مُنہ میں اور تابِ سخن بھی ہے

"نمی گردید کوتہ رشتۂ معنی رہا کردم
حکایت بود بے پایاں، بخاموشی ادا کردم"

منت کش: احسان اُٹھانے والی. تابِ شنیدن: سننے کی طاقت. بے زبانی: کچھ نہ بولنے کی کیفیت، خاموشی. دستور: طریقہ، قانون. زباں بندی: بولنے پر پابندی. ورق: کتاب کے صفحے. لالے: لالہ، مشہور سُرخ پھول. نرگس: آنکھ سے ملتا جلتا زرد رنگ کا پھول. گُل: مراد گلاب. اُڑالی: چُرالی. قمریوں: جمع قُمری، فاختاؤں. طوطیوں: جمع طوطی. عندلیبوں: جمع عندلیب، بلبلوں. طرزِ فغاں: فریاد کرنے کا انداز. سراپا: سر سے پاؤں تک. حسرت بھری: افسوس سے پُر. حیاتِ جاوداں: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی. پھر مزا کیا ہے: یعنی کوئی لطف نہیں. مرگِ ناگہاں: اچانک موت. خزاں: پت جھڑ کا موسم. ..... ☆ مدت ہو چلی ہے کہ میں حسرتوں کی اس سرائے، یعنی دنیا، میں گھنٹے کی سی حالت سے دوچار ہوں، اس لیے کہ دل کے تڑپنے سے اٹھنے والی آوازوں کا شور مجھ میں برپا ہے۔ (یہ شعر مرزا بیدل کا ہے). ریاضِ دہر: زمانے کا باغ، دنیا. بزمِ عشرت: عیش و نشاط کی محفل. مسرّت: خوشی. گویائی: بولنے کی قوت. بگڑی ہوئی تقدیر: بدقسمتی. حرفِ زیرِ لب: وہ بات جو منہ سے نہ نکلی ہو. شرمندۂ گوشِ سماعت: سننے والے کانوں سے شرمندہ ہونے والی، وہ بات جو سنی نہیں گئی. پریشاں: اداس، بکھرا ہوا، بکھری ہوئی. مشت خاک: مٹی کی مُٹھی. سکندر: سکندر مقدونی، مشہور یونانی فاتح (ولادت ۳۵۵ ق م وفات ۳۲۳ ق م) کہتے ہیں اس نے آئینہ ایجاد کیا تھا. گردِ کدورت: ناراضگی کا غبار. ہستی: زندگی، وجود. مقصد: غرض. حقیقت: اصلیت. ظلمت: تاریکی، اندھیرا. خزینہ: خزانہ. ممنونِ احسان مند. سیرِ عرصۂ ہستی: زندگی کے میدان کی سیر. ولایت: مُلک، حکومت. صہبا: شراب. ساقی: شراب پلانے والا. مستی: شراب کا نشہ. پیمانہ: شراب کا جام. میخانۂ ہستی: زندگی کا شراب خانہ، یہ دنیا. رازِ دو عالم: دونوں دنیاؤں کی حقیقت. عطا ہوا: مراد خدا کی طرف سے ملا. بیاں: مراد شاعری. رنگیں بیان: مراد دل کش شعر کہنے والا. بامِ عرش: عرش کی چھت. طائر: پرندہ. ہم زبان: مراد ساتھی. جنونِ فتنہ ساماں: وہ دیوانگی جو فتنے اٹھائے یعنی عشق. آئینۂ دل: ایسا دل جس پر قدرت کے راز ظاہر ہوتے ہیں. قضا: خدائی حکم، قدرت. رازدان: بھیدوں سے واقف. نظارہ: دیدار. رُلاتا ہے: یعنی بہت دکھ پہنچاتا ہے. عبرت خیز: مراد دردناک جس سے دوسروں کو تنبیہ ہو. کلکِ ازل: قدرت کا قلم. نوحہ خواں: مرثیہ پڑھنے والا، ماتم کرنے والا. برگِ گل: پھول کی پتی. گل چیں: پھول توڑنے والا. تری قسمت سے: مراد تیری خوش بختی ہے کہ. رزم آرئیاں: لڑائی جھگڑے، فسادات. باغبانوں: جمع باغبان، مالی. آستیں: قمیص، کُرتے کی بانہ. بجلیاں: جمع بجلی مراد تباہی کے سامان. گردُوں: آسمان. عنادل: جمع عندلیب، بلبل. آشیانوں: جمع آشیانہ، گھونسلے. وظیفہ: ہر روز پڑھی جانے والی تسبیح. بوستان: باغ. مصیبت آنے والی ہے: مُلک کے حالات تباہی کی طرف جا رہے ہیں. عہدِ کہن: پرانا زمانہ. داستان: کہانی. دُہرا کیا ہے: کیا فائدہ ہے. لذتِ فریاد: پُر اثر انداز

میں دل کا درد بیان کرنا. اُسلوبِ فطرت: قدرت کا دستور. گامزن: چلنے والا. محبوب: پیارا، عزیز. ہویدا: ظاہر. زخمِ پنہاں: پوشیدہ زخم. لہو رونا: خون کے آنسو رونا جو انتہائی غم کی علامت ہے. گلستاں: پھولوں کا باغ. سوزِ پنہاں: دل کی تپش. صورت: مانند. دردآشنا: درد کے لطف / مزے سے باخبر. مشتِ خاک: مٹھی بھر خاک. پریشاں کرنا: بکھیرنا. ایک ہی تسبیح میں پرونا: اتفاق و اتحاد پیدا کرنا. ہم نشیں: ساتھی. شغل: مشغلہ، کام. سینہ کاوی: غم کھانا. داغ: دھبہ. صورتِ آئینہ: آئینے کی طرح. پردہ: اوٹ. چشمِ بینا: بصیرت کی آنکھ. تقاضا: ضرورت، خواہش. رفعت: بلندی. پستی: ذلت. نقشِ پا: پاؤں کے نشان. دل بستۂ محفل: جس کا دل بزم میں لگا ہو. بیرونِ محفل: محفل سے باہر. حیرت آشنا: حیران پریشان ہونے والا. ادا: طور طریقہ. تعصّب: بے جا حمایت. ناداں: ناسمجھ، کم عقل. دہر: زمانہ. آئینہ خانہ: ایسا گھر جس کی دیواروں پر آئینے لگے ہوں. سراپا: پوری طرح. نالہ: فریاد. سوزِ زندگی: زندگی کی حرارت جس سے انسان میں قوتِ عمل پیدا ہوتی ہے. سپند آسا: کالے دانے کی طرح. گرہ میں باندھ رکھنا: سنبھال رکھنا. صفائے دل: دل کی پاکیزگی. آرائش: سجاوٹ، رونق. رنگِ تعلق: دنیاوی تعلقات کا رنگ. کفِ آئینہ پر حنا باندھنا: بے فائدہ قسم کا کام کرنا. کج بینی: مراد غلط باتیں سوچنا. غضب ہے: دکھ کی بات ہے. سطرِ قرآں: مراد قرآنی آیات. چلیپا کر دیا: مراد باطل کر دیا. توحید کا دعویٰ: خدا کی وحدت پر ایمان کا پُرزور اظہار. بت پندار: تکبر کا بت. یوسف: حضرت یوسفؑ جن کو ان کے بھائی کنویں میں چھوڑ گئے تھے. مُطلق: آزاد. مقیّد: قید کیا گیا، قیدی. ہوس: لالچ، حرص. بالائے منبر: منبر کے اوپر، مسجد میں وعظ کہنے کی جگہ پر. رنگیں بیانی: لچھے دار باتیں کرنا. صورت: شکل، مثال. افسانہ خوانی: کہانی پڑھنا یعنی سُنانا. حُسن عالم سوز: دنیا کو جلا ڈالنے والا حُسن. چشمِ پُرنم: روتی ہوئی آنکھیں. پروانہ: پتنگا. رُلوانا: رُلانا، اوس کے قطرے گرنا. شبنم: اوس. نرا: صرف. بُوالہوس: بہت لالچی. چشمِ آدم: انسان کی آنکھ. عالَم: دنیا. جام: شراب کا پیالہ. جم: جمشید، ایرانی بادشاہ جس کے جام میں دنیا نظر آتی تھی. شجر: درخت. فرقہ آرائی: فرقہ پرستی. آدم: مراد حضرت آدمؑ. جذبۂ خورشید: سورج کی کشش. برگِ گُل: پھول کی پتّی. مجروحِ اُلفت: مراد محبت کے مارے ہوئے. درماں: علاج. مرہم: دوا، دارو. شرر: چنگاری. ریاضِ طور: طور کا باغ، طور جہاں حضرت موسیٰؑ کو خدا کا جلوہ نظر آیا تھا. مجروح: زخمی. تیغ: تلوار. آزادِ احسانِ رفو: زخم میں ٹانکے بھروانے کے احسان سے بچنا. شرابِ بیخودی: مدہوشی کی شراب. تا فلک: آسمان تک. شکست رنگ: رنگ اُڑنا. تھمنا: رُکنا. دیدۂ گریاں: روتی ہوئی آنکھیں. وطن کی نوحہ خوانی: وطن کی غلامی کے غم پر دکھ کا اظہار. با وضو: جس کا وضو قائم ہو. آشیاں: گھونسلا. آہ: افسوس، دکھ کی بات ہے. بے آبرو رہنا: ذلت کی زندگی گزارنا. پوشیدہ: چھپی ہوئی. امتیازِ ما و تُو: مَیں اور تُو میں فرق پیدا کرنا. استغنا: بے نیازی. نگوں: اُلٹا. حباب: بلبلہ.

آبجو: ندی. بے پروا: خیال نہ کرنے والا. بیگانہ خو: مراد دوسروں سے غیروں کی طرح ملنے والا. شرابِ روح پرور: روح کو تازہ رکھنے والی شراب. محبت نوعِ انساں کی: انسانوں کے ساتھ محبت سے پیش آنا. مست رہنا: بے خودی کی حالت میں رہنا. بے جام و سبو: شراب کے پیالے وغیرہ کے بغیر. بیمار قومیں: باہم لڑنے جھگڑنے والی قومیں. بختِ خفتہ: سویا ہوا نصیبہ. بیدار کرنا: جگانا. بیابان: جنگل، ویرانہ. دشتِ غربت: پردیس کا جنگل. ویرانہ: غیر آباد جگہ. قفس: پنجرہ. جرس: گھنٹا. راہبر: راستہ دکھانے والا. راہزن: راہ مار، لٹیرا. گردشِ چرخِ کہن: پرانے آسمان کا چکر، مراد نصیبے کا چکر. دل کا جلانا: دوسروں کے ساتھ محبت اور ہمدردی کرنا. سراپا نور ہو جانا: پورے طور پر روشنی بن جانا. سوزاں: جلتا ہوا، جلنے والا. شمع انجمن: مراد محفل کی رونق. وہی اک حُسن: محبوبِ حقیقی کا حُسن. شیریں: فرہاد کی محبوبہ. بیستوں: ایران کا وہ پہاڑ جسے فرہاد نے شیریں کے کہنے پر دودھ کی نہر بہانے کے لیے کھودا تھا. کوہکن: پہاڑ کھودنے والا، مراد فرہاد. اُجاڑا ہے: تباہ کیا ہے. تمیزِ ملّت و آئیں: تعصب کی بنا پر مذہب، فرقوں یا وطن میں فرق کرنے کا عمل. فکرِ وطن: وطن کی حفاظت کا خیال. سکوت آموز: خاموشی سکھانے والا. طولِ داستان: کہانی کی طوالت. ..... ☆☆ باتوں کا سلسلہ ختم ہونے ہی کو نہ آ رہا تھا، داستان بہت طویل تھی اس لیے میں نے وہ خاموشی سے، یعنی خاموش رہ کر، بیان کر دی۔ (یہ شعر نظیری نیشاپوری کا ہے)

نالۂ فراق

(آرنلڈ کی یاد میں)

جا بسا مغرب میں آخر اے مکاں تیرا مکیں
آہ! مشرق کی پسند آئی نہ اس کو سرزمیں
آ گیا آج اس صداقت کا مرے دل کو یقیں
ظُلمتِ شب سے ضیائے روزِ فرقت کم نہیں
"تاز آغوشِ وداعش داغِ حیرت چیدہ است
ہمچو شمعِ کشتہ در چشمم نگہ خوابیدہ است"
کُشتۂ عُزلت ہوں، آبادی میں گھبراتا ہوں میں
شہر سے سودا کی شدّت میں نکل جاتا ہوں میں
یادِ ایّامِ سلَف سے دل کو تڑپاتا ہوں میں
بہرِ تسکیں تیری جانب دوڑتا آتا ہوں میں
آنکھ کو مانوس ہے تیرے در و دیوار سے
اجنبیّت ہے مگر پیدا مری رفتار سے

ذرّہ میرے دل کا خورشید آشنا ہونے کو تھا
آئنہ ٹوٹا ہوا، عالَم نُما ہونے کو تھا
نخل میری آرزوؤں کا، ہرا ہونے کو تھا
آہ! کیا جانے کوئی مَیں کیا سے کیا ہونے کو تھا

ابرِ رحمت دامن از گلزارِ من برچید و رفت
اندکے بر غنچہ ہائے آرزُو بارید و رفت

تُو کہاں ہے اے کلیمِ ذروۂ سینائے علم
تھی تری موجِ نفَس بادِ نشاط افزائے علم
اب کہاں وہ شوق رہ پیمائیِ صحرائے علم
تیرے دم سے تھا ہمارے سر میں بھی سودائے علم

"شورِ لیلیٰ کو کہ باز آرایشِ سودا کند
خاکِ مجنوں را غبارِ خاطرِ صحرا کند"

کھول دے گا دشتِ وحشت عقدۂ تقدیر کو
توڑ کر پہنچوں گا مَیں پنجاب کی زنجیر کو
دیکھتا ہے دیدۂ حیراں تری تصویر کو
کیا تسلّی ہو مگر گرویدۂ تقریر کو

"تابِ گویائی نہیں رکھتا دہَن تصویر کا
خامشی کہتے ہیں جس کو، ہے سخن تصویر کا"

نالۂ فراق: کسی کی جدائی میں رونا۔ **آرنلڈ:** سر ٹامس آرنلڈ۔ اپنے وقت کے فلسفہ کے عظیم پروفیسر ۱۸۹۷ء سے گورنمنٹ کالج لاہور میں تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ ان ہی کے کہنے پر علامہ اقبال نے فلسفہ میں ایم اے کیا۔ ۱۹۰۴ء میں انگلینڈ چلے گئے۔ **جا بسا:** مقیم ہوگیا۔ **مغرب:** مراد انگلستان۔ **مکیں:** رہنے والا۔ **مشرق کی سر زمیں:** مراد اُس وقت کا پاکستانی علاقہ (لاہور) **ظلمتِ شب:** رات کا اندھیرا۔ **روزِ فرقت:** جدائی کا دن۔

.....۱۔ جب سے اُس نے اس (محبوب) کی جدائی (رخصتی) کی گود سے حیرانی کا زخم چنا یعنی اٹھایا ہے اس وقت سے نگاہ، بجھی ہوئی شمع کی طرح میری آنکھ میں سوگئی ہے (مرزا عبدالقادر بیدل کا شعر) **کشتۂ عزلت:** تنہائی کا مارا ہوا۔ **سودا کی شدت:** دیوانگی کا زیادہ ہونا۔ **ایامِ سلف:** گزرے ہوئے دن۔ **دل کو تڑپانا:** بیحد بے چینی میں رہنا۔ **بہر تسکیں:** آرام کی خاطر۔ **جانب:** طرف۔ **گو:** اگرچہ۔ **مانوس:** مراد پہلے سے دیکھا ہوا ہوئے۔ **اجنبیت:** غیریت، ناواقف ہونے کی حالت۔ **میرے دل کا ذرّہ:** میرا ننھا سا دل۔ **خورشید آشنا:** سورج سے واقف یعنی علم کی روشنی سے منوّر۔ **ٹوٹا ہوا آئنہ:** مراد ٹوٹا ہوا دل۔ **عالَم نما:** جس میں دنیا نظر آئے۔ **نخل:** درخت۔ **ہرا ہونا:** سرسبز ہونا، پھل پھول دینے لگنا۔

.....۲۔ رحمت کے بادل نے میرے باغ سے اپنا پلّو اٹھالیا (یعنی پوری طرح نہ برسا) اور چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے لیے وہ میری تمنا کی کلیوں پر برسا اور چلا گیا۔ **کلیمِ ذرّۂ سینائے علم:** علم کے طورِ سینا کا کلیم (کلیم حضرت موسیٰؑ کا لقب) مراد بہت بڑا عالم۔ **موجِ نفس:** سانس کی ہَوا۔ **بادِ نشاط افزائے علم:** علم کی مسرت ولذت بڑھانے والی ہَوا۔ **شوقِ رہ پیمائیِ صحرائے علم:** علم کے جنگل میں چلنے کا شوق۔

.....۳۔ لیلیٰ کا چرچا کہاں ہے؟ کہ وہ پھر سے دیوانگی کی سجاوٹ کرے یعنی دیوانگی میں اضافہ کرے اور مجنوں کی خاک کو صحرا کے دل کا غبار بنا دے۔ (مرزا بیدل کا شعر) **سودائے علم:** مراد علم سے عشق کا جذبہ۔ **عقدہ:** گرہ۔ **دست وحشت:** مراد شوق کی دیوانگی۔ **پنجاب کی زنجیر:** اشارہ ہے گورنمنٹ کالج لاہور کی ملازمت کی طرف جو باہر جانے میں رکاوٹ تھی۔ **دیدۂ حیراں:** پھٹی پھٹی نگاہیں۔ **گرو دیدۂ تقریر:** مراد باتیں سننے کا عاشق۔

.....۴۔ تصویر کے منہ / زبان میں بولنے کی طاقت نہیں ہے۔ جس چیز کو خاموشی کہتے ہیں وہی تصویر کا باتیں کرنا ہے۔ (امیر مینائی کا شعر ہے)

چاند

میرے ویرانے سے کوسوں دُور ہے تیرا وطن
ہے مگر دریائے دل تیری کشش سے موجزن
قصد کس محفل کا ہے؟ آتا ہے کس محفل سے تُو؟
زرد رُو شاید ہُوا رنجِ رہِ منزل سے تُو
آفرینش میں سراپا نور تُو، ظُلمت ہُوں میں
اس سِیَہ روزی پہ لیکن تیرا ہم قسمت ہُوں میں
آہ! میں جلتا ہوں سوزِ اشتیاقِ دید سے
تُو سراپا سوز داغِ منّتِ خورشید سے
ایک حلقے پر اگر قائم تری رفتار ہے
میری گردش بھی مثالِ گردشِ پرکار ہے
زندگی کی رہ میں سرگرداں ہے تُو، حیراں ہوں مَیں
تُو فروزاں محفلِ ہستی میں ہے، سوزاں ہوں مَیں
مَیں رہِ منزل میں ہُوں، تُو بھی رہِ منزل میں ہے
تیری محفل میں جو خاموشی ہے، میرے دل میں ہے

تُو طلب خُو ہے تو میرا بھی یہی دستور ہے
چاندنی ہے نور تیرا، عشق میرا نور ہے

انجمن ہے ایک میری بھی جہاں رہتا ہوں میں
بزم میں اپنی اگر یکتا ہے تُو، تنہا ہوں مَیں

مِہر کا پرتَو ترے حق میں ہے پیغامِ اجل
محو کر دیتا ہے مجھ کو جلوۂ حُسنِ ازل

پھر بھی اے ماہِ مبیں! مَیں اور ہوں تُو اور ہے
درد جس پہلو میں اُٹھتا ہو، وہ پہلو اور ہے

گرچہ مَیں ظلمت سراپا ہوں، سراپا نور تُو
سیکڑوں منزل ہے ذوقِ آگہی سے دُور تُو

جو مری ہستی کا مقصد ہے، مجھے معلوم ہے
یہ چمک وہ ہے، جبیں جس سے تری محروم ہے

کوسوں دُور: یعنی ہزاروں میل دُور. تیرا وطن: مراد چاند کی آسمانی منزل. دریائے دل: دل کا سمندر، مراد دل. موجزن: جوش مارنے والا. کشش: اپنی طرف کھینچنا، رغبت. قصد: ارادہ. زرد رُو: پیلے چہرے والا. رنجِ رہِ منزل: ٹھکانے کے راستے میں پہنچنے والی تکلیف. آفرینش: پیدائش. سراپا نور: مکمل روشنی. ظلمت: تاریکی، سیاہی. سیہ روزی: تاریک دن والا ہونا، بدقسمت. ہم قسمت: ایک سی قسمت / مقدر والا. سوز اشتیاقِ دید سے: دیکھنے کے شوق کی تپش سے. فروزاں: روشن. محفل ہستی: دنیا. سوزاں: جلتا ہوا. انجمن: محفل. یکتا: بے مثال. مہر: سورج. پرتو: چمک. جلوہ حسن احسن: محبوب حقیقی کا جلوہ. اجل: موت. ماہ مبین: روشن مہینہ. ذوق آگہی: علم کا شوق. جبیں: پیشانی.

بلالؓ

چمک اُٹھا جو ستارہ ترے مقدّر کا
حبَش سے تجھ کو اُٹھا کر حجاز میں لایا
ہوئی اسی سے ترے غم کدے کی آبادی
تری غلامی کے صدقے ہزار آزادی
وہ آستاں نہ چُھٹا تجھ سے ایک دَم کے لیے
کسی کے شوق میں تُو نے مزے ستم کے لیے
جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبّت میں کچھ مزا ہی نہیں
نظر تھی صورتِ سلمانؓ ادا شناس تری
شرابِ دید سے بڑھتی تھی اور پیاس تری
تجھے نظارے کا مثلِ کلیمؑ سودا تھا
اویسؓ طاقتِ دیدار کو ترستا تھا
مدینہ تیری نگاہوں کا نور تھا گویا
ترے لیے تو یہ صحرا ہی طُور تھا گویا

تری نظر کو رہی دید میں بھی حسرتِ دید
خنک دلے کہ تپید و دمے نیاسائید
گری وہ برق تری جانِ ناشکیبا پر
کہ خندہ زن تری ظلمت تھی دستِ موسیٰؑ پر
تپش ز شعلہ گرفتند و بر دلِ تو زدند
چہ برقِ جلوہ بخاشاکِ حاصلِ تو زدند!
ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری
اذاں ازل سے ترے عشق کا ترانہ بنی
نماز اُس کے نظارے کا اک بہانہ بنی
خوشا وہ وقت کہ یثرِب مقام تھا اس کا
خوشا وہ دور کہ دیدار عام تھا اس کا

بلالؓ: حضرت بلالؓ، کنیت ابوعبداللہ، حبشی غلام تھے۔ ولادت مکہ میں ہوئی۔ اسلام قبول کرنے پر ان کے آقا نے ان پر ظلم ڈھائے۔ حضور اکرمؐ سے بیحد عقیدت تھی۔ مسجدِ نبوی میں اذان وہی دیا کرتے تھے۔ حضور اکرمؐ کے وصال کے بعد شام چلے گئے جہاں ۶۴۱ء میں فوت ہوئے۔ **چمک اُٹھا:** روشن ہوا۔ **حبش:** افریقہ کا علاقہ، باشندوں کا رنگ کالا ہوتا ہے۔ **حجاز:** عرب کا مشہور صوبہ۔ **اُٹھا کر لانا:** مراد پہنچانا۔ **غمکدہ:** دکھوں کا گھر، دل۔ **آستاں:** چوکھٹ، مراد حضور اکرمؐ کا درِ مبارک۔ **دَم:** پَل، گھڑی۔ **جفا:** سختی، ظلم۔ **صورتِ سلماںؓ:** حضرت سلمانؓ فارسی کی مانند حضرت سلمان فارسیؓ مشہور صحابی تھے۔ حضورؐ نے انھیں ''سلیمان الخیر'' کا لقب دیا تھا۔ ۶۵۳ء بمقام مداین فوت ہوئے، حضرت بلالؓ کی طرح حضورؐ کے شیدائی تھے۔ **دید:** نظارہ، محبوب کا دیدار۔ **پیاس**

بڑھنا: مراد حضورؐ سے محبت میں زیادہ اضافہ ہونا. **مثلِ کلیم:** حضرت موسیٰؑ کی طرح، جنھوں نے خدا سے اپنا جلوہ دکھانے کی درخواست کی تھی. **سودا:** مراد شوق و جذبہ. **اویسؓ:** حضرت اویسؓ قرنی۔ حضور اکرمؐ کے نادیدہ عاشق، حضورؐ نے انھیں ''خیر التابعین'' کا لقب عطا فرمایا تھا۔ وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے۔ ۶۵۷ء میں شہید ہوئے. **طاقتِ دیدار:** حضورؐ کے دیدار کو برداشت کرنے کی ہمت. **ترستا تھا:** مراد انھیں شدید خواہش تھی. **نگاہوں کا نور:** آنکھوں کی روشنی، مراد بیحد عزیز. **طور:** طورِ سینا جہاں حضرت موسیٰؑ کو خدائی جلوہ نظر آیا. **حسرت:** افسوس، مراد شدید آرزو..... ☆ وہ دل بڑا مبارک ہے جو تڑپا اور ایک پل کو بھی نہ ٹھہرا یعنی جذبۂ عشق سے تڑپتا رہا. **برق:** آسمانی بجلی. **جانِ ناشکیبا:** عشق کے سبب بے صبر روح. **خندہ زن:** ہنسی اُڑانے والی. **دستِ موسیٰؑ:** حضرت موسیٰؑ کا ہاتھ، جب وہ جیب سے باہر نکالتے تو وہ بہت روشن ہوتا..... ☆☆ (ضا و قدر نے) شعلے سے حرارت لی اور اسے ترے دل پر مارا یعنی دل میں جذبۂ عشق پیدا کیا، تجلّی کی کیسی بجلی تیری فصل کی خاشاک پر گرائی گئی۔ **ادائے دید:** دیکھنے کا انداز. **سراپا نیاز:** سر سے پاؤں تک عاجزی. **ازل:** شروع ہی سے. **خوشا:** بہت اچھا. **یثرب:** مدینہ منورہ کا پرانا نام. **مقام:** رہنے کی جگہ. **دیدارِ عام:** کھلا دیدار.

سرگزشتِ آدم

سُنے کوئی مِری غربت کی داستاں مجھ سے
بھلایا قصّۂ پیمانِ اوّلیں میں نے
لگی نہ میری طبیعت ریاضِ جنت میں
پیا شعور کا جب جامِ آتشیں میں نے
رہی حقیقتِ عالَم کی جستجو مجھ کو
دِکھایا اوجِ خیالِ فلک نشیں میں نے
مِلا مزاج تغیّر پسند کچھ ایسا
کِیا قرار نہ زیرِ فلک کہیں میں نے
نکالا کعبے سے پتھر کی مورتوں کو کبھی
کبھی بُتوں کو بنایا حرم نشیں میں نے
کبھی میں ذوقِ تکلّم میں طُور پر پہنچا
چُھپایا نورِ ازل زیرِ آستیں میں نے

کبھی صلیب پہ اپنوں نے مجھ کو لٹکایا
کِیا فلک کو سفر، چھوڑ کر زمیں میں نے

کبھی میں غارِ حرا میں چُھپا رہا برسوں
دیا جہاں کو کبھی جامِ آخریں میں نے

سُنایا ہند میں آکر سرُودِ ربّانی
پسند کی کبھی یوناں کی سر زمیں میں نے

دیارِ ہند نے جس دَم مری صدا نہ سُنی
بسایا خطۂ جاپان و مُلکِ چِیں میں نے

بنایا ذرّوں کی ترکیب سے کبھی عالَم
خلافِ معنیِ تعلیمِ اہلِ دِیں میں نے

لہو سے لال کِیا سیکڑوں زمینوں کو
جہاں میں چھیڑ کے پیکارِ عقل و دِیں میں نے

سمجھ میں آئی حقیقت نہ جب ستاروں کی
اسی خیال میں راتیں گزار دیں میں نے

ڈرا سکیں نہ کلیسا کی مجھ کو تلواریں
سِکھایا مسئلۂ گردشِ زمیں میں نے

کشش کا راز ہویدا کیا زمانے پر
لگا کے آئنۂ عقلِ دُوربیں میں نے

کیا اسیر شعاعوں کو، برقِ مُضطر کو
بنا دی غیرتِ جنت یہ سرزمیں میں نے

مگر خبر نہ ملی آہ! رازِ ہستی کی
کیا خرد سے جہاں کو تہِ نگیں میں نے

ہوئی جو چشمِ مظاہر پرست وا آخر
تو پایا خانۂ دل میں اُسے مکیں میں نے

سرگزشت: واقعہ، کہانی. **آدم**: حضرت آدمؑ، انسان. **غربت**: پردیس یا سفر میں رہنے کی حالت. **پیمانِ اوّلیں**: وہ عہد جو انسان سے عالمِ ارواح میں لیا گیا تھا جس کا ذکر قرآن مجید میں سورہ ۷، آیہ ۱۷۲ میں ہے. **طبیعت لگنا**: دل لگنا، دل کو پسند آنا. **ریاض**: باغ. **شعور**: عقل، تمیز. **جامِ آتشیں**: عشق کا جوش و جذبہ پیدا کرنے والا جام. **حقیقتِ عالم**: کائنات کی اصل، کائنات کیا ہے؟ **جستجو**: تلاش. **اوج**: بلندی. **خیالِ فلک نشیں**: مراد بہت بلند خیال. **تغیر پسند**: ہر گھڑی کوئی تبدیلی چاہنے والا. **قرار**: مراد آرام، ٹھکانا. **زیرِ فلک**: آسمان کے نیچے. **پتھر کی مُورتیں**: پتھر کے بنے ہوئے بُت. **حرم نشیں**: مراد کعبہ میں رکھے ہوئے. **ذوقِ تکلّم**: بات کرنے کا جذبہ. حضرت موسیٰؑ کی طرف اشارہ ہے جنھوں نے خدا سے کلام کیا اور کلیم اللہ کہلائے. **نورِ ازل**: حضرت موسیٰؑ کے "یدِ بیضا" کی طرف اشارہ ہے۔ جب وہ اپنا ہاتھ جیب سے باہر نکالتے تو وہ بہت روشن ہوتا. **آستیں**: قمیص کا وہ حصہ جس میں بازو ہوتا ہے. **صلیب**: پھانسی کا تختہ، حضرت عیسیٰؑ کی طرف اشارہ ہے جنھیں صلیب پر چڑھایا گیا تھا. **فلک کو سفر کرنا**: مراد عیسیٰؑ جو آسمان پر زندہ اُٹھا لیے گئے تھے. **مَیں**: یعنی حضور اکرمؐ. **غارِ حرا**: وہ غار جہاں حضور اکرمؐ بہت عرصہ عبادت میں مصروف رہے. **جامِ آخریں**: آخری جام مراد دین اسلام، ایک مکمل دین. **ہند**: ہندوستان. **سرودِ ربّانی**: خدائی ترانہ. **مَیں**: مراد افلاطون. **سرزمین**: مُلک. **دیار**: مُلک. **مری صدا**: میر

یعنی مہاتما بدھ کا پیغام. خطہ: علاقہ، مُلک. ذرّوں کی ترکیب: حضرت عیسیٰؑ سے چار صدی قبل کے فلسفی دیم قراطیس نے یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ کائنات مادے کے ذروں سے مل کر بنی ہے اور خدا نہیں ہے. عالَم: کائنات. خلافِ معنیِ تعلیمِ اہلِ دِیں: مذہبی راہنماؤں نے مذہب کا جو تصور دیا اس کے برعکس. مَیں: مراد دیم قراطیس. لہو سے لال کرنا: جنگ یا فساد سے انسانی خون زمین پر بہانا. سیکڑوں زمینیں: بہت سے مُلک. چھیڑ کے: شروع کر کے. پیکارِ عقل و دِیں: عقل اور مذہب کی لڑائی جو وسطی زمانوں میں عیسائیوں اور فلسفیوں کے درمیان رہی۔ کلیسا کے مطابق رومن کیتھولک یعنی عیسائی حق پر ہیں اور یونانی فلسفہ عقل کو درست کہتا تھا. حقیقت: اصلیت، یعنی وہ کیا ہیں. راتیں گزار دیں: یعنی سونے کی بجائے مدتوں رات رات بھر جاننے کی کوشش میں جاگتا رہا. مَیں: مراد ہیئت دان گلیلیو (۱۵۶۴ء۔۱۶۴۲ء). کلیسا: گرجا. مسئلۂ گردشِ زمیں: یہ سائنسی مسئلہ کہ زمین ساکن نہیں بلکہ حرکت میں رہتی ہے. مَیں: مراد نکولس کپرنیکس جس نے یہ نظریہ پیش کیا. کشش: نیوٹن (۱۶۴۲ء۔۱۷۲۶ء) کا پیش کردہ نظریہ کہ زمین اشیا کو اپنی طرف کھینچتی ہے. ہویدا کرنا: ظاہر کرنا. عقلِ دُوربیں: دُور تک دیکھنے والی عقل. اسیر: قید، گرفتار. برقِ مضطر: بے چین بجلی، مراد ایکس ریز. مَیں: مراد ولہم کولر اوڈرنگٹن (۱۸۴۵ء۔۱۹۲۳ء) اور مائیکل فراڈے (۱۷۹۱ء۔۱۸۶۷ء). غیرتِ جنت: جو جنت کے لیے باعثِ رشک ہو. یہ سرزمین: یہ دُنیا. خبر نہ ملی: ظاہر نہ ہوا. رازِ ہستی: زندگی کی حقیقت. خرد: عقل، علم و فلسفہ. تہِ نگیں کرنا: اپنا ماتحت بنانا. چشمِ مظاہر پرست: کائنات کی ظاہر کی چیزیں دیکھنے والی آنکھ. وا ہونا: کُھلنا. خانۂ دل: یعنی دل میں. مکیں: رہنے والا. اُسے: یعنی خدا کو.

جگنو

جگنو کی روشنی ہے کاشانۂ چمن میں
یا شمع جل رہی ہے پھولوں کی انجمن میں
آیا ہے آسماں سے اُڑ کر کوئی ستارہ
یا جان پڑ گئی ہے مہتاب کی کِرن میں
یا شب کی سلطنت میں دن کا سفیر آیا
غُربت میں آکے چمکا، گمنام تھا وطن میں
تُکمہ کوئی گرا ہے مہتاب کی قبا کا
ذرّہ ہے یا نمایاں سورج کے پیرہن میں
حُسنِ قدیم کی یہ پوشیدہ اک جھلک تھی
لے آئی جس کو قُدرت خَلوَت سے انجمن میں
چھوٹے سے چاند میں ہے ظلمت بھی روشنی بھی
نکلا کبھی گہن سے، آیا کبھی گہن میں
پروانہ اک پتنگا، جگنو بھی اک پتنگا
وہ روشنی کا طالب، یہ روشنی سراپا

ہر چیز کو جہاں میں قدرت نے دلبری دی
پروانے کو تپش دی، جگنو کو روشنی دی
رنگیں نوا بنایا مُرغانِ بے زباں کو
گُل کو زبان دے کر تعلیمِ خامشی دی
نظّارۂ شفق کی خوبی زوال میں تھی
چمکا کے اس پری کو تھوڑی سی زندگی دی
رنگیں کِیا سحَر کو بانکی دُلھن کی صورت
پہنا کے لال جوڑا شبنم کی آرسی دی
سایہ دیا شجَر کو، پرواز دی ہَوا کو
پانی کو دی روانی، موجوں کو بے کلی دی
یہ امتیاز لیکن اک بات ہے ہماری
جگنو کا دن وہی ہے جو رات ہے ہماری
حُسنِ ازل کی پیدا ہر چیز میں جھلک ہے
انساں میں وہ سخن ہے، غنچے میں وہ چٹک ہے
یہ چاند آسماں کا شاعر کا دل ہے گویا
واں چاندنی ہے جو کچھ، یاں درد کی کسک ہے
اندازِ گفتگو نے دھوکے دیے ہیں ورنہ
نغمہ ہے بُوئے بلبل، بُو پھول کی چہک ہے

کثرت میں ہو گیا ہے وحدت کا راز مخفی
جگنو میں جو چمک ہے، وہ پھول میں مہک ہے
یہ اختلاف پھر کیوں ہنگاموں کا محل ہو
ہر شے میں جبکہ پنہاں خاموشیِ ازل ہو

جگنو: رات کو اُڑنے والا کیڑا جس میں سے روشنی نکلتی ہے۔ **کاشانہ**: گھر، محل۔ **مہتاب**: چاندنی، چاند۔ **شب**
رات۔ **سفیر**: کسی ملک کا ایلچی۔ **غربت**: پردیس۔ **تکمہ**: بٹن۔ **پیرہن**: لباس، قمیص۔ **حُسنِ قدیم**: مراد قدرت
حسن جو ازل سے ہے۔ **جھلک**: چمک۔ **ظلمت**: تاریک، اندھیرا۔ **گہن**: گرہن، وہ دھبا جو کسی خاص وقت میں
چاند یا سورج کو لگتا ہے۔ **طالب**: مانگنے والا۔ **سراپا**: پورے طور پر۔ **دلبری**: پیار اہونا۔ **تپش**: تڑپ۔ **رنگیں نوا**: خوش
آواز۔ **مرغان**: جمع مرغ، پرندے۔ **گُل**: پھول۔ **شفق**: وہ سرخی جو صبح و شام کے وقت آسمان پر نظر آتی ہے۔
زوال: اُتار، دن کا ڈھلنا۔ **سحر**: صبح۔ **بانکی**: مراد خوبصورت۔ **رنگیں کرنا**: رنگ دار بنانا۔ **آرسی**: آئینہ۔ **شجر**: درخت
روانی بہنا۔ **بے کلی**: بے چینی۔ **امتیاز**: فرق۔ **حُسنِ ازل**: قدرت کا حُسن۔ **پیدا**: ظاہر۔ **سخن**: بات کرنا۔ **غنچہ**: کلی
چٹک: کھلنا۔ **واں**: وہاں، آسمان پر۔ **کسک**: ٹیس۔ **اندازِ گفتگو**: بات کرنے کا طریقہ۔ **نغمہ**: ترانہ، مراد چہچہا
چہک: پرندے کا چہچہانا۔ **کثرت**: بہت تعداد میں ہونا۔ **وحدت**: ایک ہونا۔ **محل**: موقع۔ **خاموشیِ ازل**: ہمیشہ
سے خاموشی

صبح کا ستارہ

لُطفِ ہمسایگیِ شمس و قمر کو چھوڑوں
اور اس خدمتِ پیغامِ سحَر کو چھوڑوں
میرے حق میں تو نہیں تاروں کی بستی اچھی
اس بلندی سے زمیں والوں کی پستی اچھی
آسماں کیا، عدم آباد وطن ہے میرا
صبح کا دامنِ صد چاک کفن ہے میرا
میری قسمت میں ہے ہر روز کا مرنا جینا
ساقیِ موت کے ہاتھوں سے صَبُوحی پینا
نہ یہ خدمت، نہ یہ عزت، نہ یہ رفعت اچھی
اس گھڑی بھر کے چمکنے سے تو ظلمت اچھی
میری قُدرت میں جو ہوتا تو نہ اختر بنتا
قعرِ دریا میں چمکتا ہوا گوہر بنتا
واں بھی موجوں کی کشاکش سے جو دل گھبراتا
چھوڑ کر بحر کہیں زیبِ گلو ہو جاتا

ہے چمکنے میں مزا حُسن کا زیور بن کر
زینتِ تاجِ سرِ بانوئے قَیصر بن کر
ایک پتھر کے جو ٹکڑے کا نصیبا جاگا
خاتمِ دستِ سلیماں کا نگیں بن کے رہا
ایسی چیزوں کا مگر دَہر میں ہے کام شکست
ہے گُہر ہائے گراں مایہ کا انجام شکست
زندگی وہ ہے کہ جو ہو نہ شناسائے اجل
کیا وہ جینا ہے کہ ہو جس میں تقاضائے اجل
ہے یہ انجام اگر زینتِ عالَم ہو کر
کیوں نہ گر جاؤں کسی پھول پہ شبنم ہو کر!
کسی پیشانی کے افشاں کے ستاروں میں رہوں
کسی مظلوم کی آہوں کے شراروں میں رہوں
اشک بن کر سرِ مژگاں سے اٹک جاؤں میں
کیوں نہ اُس بیوی کی آنکھوں سے ٹپک جاؤں میں
جس کا شوہر ہو رواں ہو کے زرہ میں مستور
سُوئے میدانِ وغا، حُبِّ وطن سے مجبور
یاس و اُمید کا نظّارہ جو دِکھلاتی ہو
جس کی خاموشی سے تقریر بھی شرماتی ہو

جس کو شوہر کی رضا تابِ شکیبائی دے
اور نگاہوں کو حیا طاقتِ گویائی دے
زرد، رُخصت کی گھڑی، عارضِ گُلگُوں ہوجائے
کششِ حُسن غمِ ہجر سے افزوں ہوجائے
لاکھ وہ ضبط کرے پر میں ٹپک ہی جاؤں
ساغرِ دیدۂ پُرنم سے چھلک ہی جاؤں
خاک میں مِل کے حیاتِ ابدی پا جاؤں
عشق کا سوز زمانے کو دِکھاتا جاؤں

صبح کا ستارہ: ستارہ زُہرہ جو صبح کے وقت طلوع اور بہت روشن ہوتا ہے. **لطفِ ہمسائگی:** ایک دوسرے کے قریب رہنے کا مزہ. **شمس:** سورج. **قمر:** چاند. **پیغامِ سحر:** مراد صبح چڑھنے کا پتا دینا. **بستی:** آبادی، مراد آسمان. **عدم آباد:** فنا کی دنیا. **دامنِ صد چاک:** قمیص کی ایسی جھولی جو کئی جگہ سے پھٹی ہو. **کفن:** وہ سفید کھلا کپڑا جس میں مُردے کو لپیٹا جاتا ہے. **ساقیِ موت:** موت کی شراب پلانے والا، مراد سورج. **صبوحی:** صبح کی شراب، مراد ستارے کا غروب ہونا. **رفعت:** بلندی. **گھڑی بھر:** تھوڑی دیر. **قدرت:** مراد اختیار. **اختر:** ستارہ. **قعرِ دریا:** سمندر کی گہرائی. **گوہر:** موتی. **واں:** وہاں یعنی سمندر میں. **کشاکش:** کھینچا تانی. **بحر:** سمندر. **زیبِ گلو:** گلے کی سجاوٹ. **تاجِ سرِ بانوئے قیصر:** روم کے بادشاہ کی ملکہ کے سر کا تاج. **نصیبا جاگا:** قسمت چمکی. **خاتمِ دستِ سلیمانؑ:** حضرت سلیمانؑ کے ہاتھ کی انگوٹھی. **نگیں:** نگینہ، نگ. **شکست:** ٹوٹنے کا عمل. **گہر ہائے گراں مایہ:** بہت قیمتی موتی. **شناسائے اجل:** موت سے واقف. **تقاضائے اجل:** مراد لازمی فنا ہونا. **افشاں:** مقیش کی باریک کرن جو عورتیں سر پر چھڑکتی ہیں. **شراروں:** چنگاریوں. **اشک:** آنسو. **سرِ مژگاں:** پلکیں. **زرہ:** فولاد کا جالی دار کرتا جو جنگ میں پہنتے ہیں. **مستور:** چُھپا ہوا. **سوئے میدانِ وغا:** میدانِ جنگ کی طرف. **حُبِّ وطن:** وطن کی محبت. **یاس:** نا اُمیدی. **تابِ شکیبائی:** صبر کی طاقت. **طاقتِ گویائی:** بولنے کی قوت. **عارضِ گُلگوں:** گلاب کی طرح سُرخ گال. **کششِ حُسن:** خوبصورتی کی دل کشی. **غمِ ہجر:** محبوب سے دُوری کا دکھ. **افزوں:** زیادہ. **ساغرِ دیدۂ پُرنم:** آنسوؤں سے بھری ہوئی آنکھوں کا جام. **چھلک جانا:** لبالب ہو کے نیچے گر جانا. **حیاتِ اَبدی:** ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی. **سوز:** تپش، گرمی.

ہندوستانی بچوں کا قومی گیت

چشتیؒ نے جس زمیں میں پیغامِ حق سُنایا
نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا
تاتاریوں نے جس کو اپنا وطن بنایا
جس نے حجازیوں سے دشتِ عرب چھڑایا
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

یُونانیوں کو جس نے حیران کر دیا تھا
سارے جہاں کو جس نے علم و ہُنر دیا تھا
مٹّی کو جس کی حق نے زر کا اثر دیا تھا
تُرکوں کا جس نے دامن ہیروں سے بھر دیا تھا
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

ٹُوٹے تھے جو ستارے فارس کے آسماں سے
پھر تاب دے کے جس نے چمکائے کہکشاں سے
وحدت کی لے سُنی تھی دنیا نے جس مکاں سے
میرِ عربؐ کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

بندے کلیمؑ جس کے، پربت جہاں کے سینا
نوحؑ نبی کا آکر ٹھہرا جہاں سفینا
رفعت ہے جس زمیں کی بامِ فلک کا زینا
جنت کی زندگی ہے جس کی فضا میں جینا
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

قومی گیت: قومی ترانہ. **پیغامِ حق**: خدا کا پیغام. **چشتی**: حضرت خواجہ معین الدین چشتی، برصغیر کے مشہور صوفی، مزار بھارت کے شہر اجمیر میں ہے (وفات ۱۲۳۲ء). **نانک**: مراد سکھوں کے گرو بابا نانک، انھوں نے پنجاب میں توحید کا درس دیا. **چمن**: مراد مُلک. **وحدت**: خدا کی توحید. **تاتاری**: ترکستان کے باشندے. مراد مغلیہ خاندان کے بادشاہ (ظہیر الدین بابر سے بہادر شاہ ظفر تک) جنھوں نے برصغیر پر ۱۶ویں صدی سے ۱۹ویں صدی عیسوی تک دو سو برس سے زیادہ حکومت کی. **حجازی**: حجاز کے رہنے والے، مراد مسلمان. **دشتِ عرب**: عرب کا ریگستان. **یونانی**: مراد یونان کے فلسفی جو برصغیر کے فلسفے سے حیران ہوئے تھے. **علم و ہنر**: مختلف قسم کے علوم اور فنون. **زر**: سونا. **دامن ہیروں سے بھرنا**: دولت سے مالا مال کر دینا. **فارس کا آسمان**: مراد ایران کا مُلک. **جو ستارے ٹوٹے**: مراد جن اہلِ علم و معرفت نے وہاں سے ہجرت کی. **تاب دینا**: چمکانا، پالش کرنا. **کہکشاں**: لکیر سے ملتے جلتے چھوٹے چھوٹے ستارے. **لَے**: سُر، مراد گیت. **مکاں**: مُلک. **میرِ عربؐ**: حضور اکرمؐ. **ٹھنڈی ہوا**: مراد توحید کا جھونکا. **کلیم**: اللہ سے باتیں کرنے والے (حضرت موسیٰؑ کی طرح). **پربت**: پہاڑ. **سینا**: وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے باتیں کیں. **نوحِ نبی**: حضرت نوحؑ، جن کی دعا سے طوفان (نوح) آیا. **سفینا**: کشتی. **بامِ فلک**: آسمان کی چھت. **زینا**: سیڑھی

نیا شِوالا

سچ کہہ دوں اے برہمن! گر تُو بُرا نہ مانے
تیرے صنم کدوں کے بُت ہوگئے پُرانے
اپنوں سے بَیر رکھنا تُو نے بُتوں سے سیکھا
جنگ و جدَل سِکھایا واعظ کو بھی خدا نے
تنگ آکے میں نے آخر دَیر و حرم کو چھوڑا
واعظ کا وعظ چھوڑا، چھوڑے ترے فسانے
پتھر کی مُورتوں میں سمجھا ہے تُو خدا ہے
خاکِ وطن کا مجھ کو ہر ذرّہ دیوتا ہے
آ، غیریت کے پردے اک بار پھر اُٹھا دیں
بچھڑوں کو پھر ملا دیں، نقشِ دوئی مٹا دیں
سُونی پڑی ہوئی ہے مُدّت سے دل کی بستی
آ، اِک نیا شِوالا اس دیس میں بنا دیں

دُنیا کے تیرتھوں سے اونچا ہو اپنا تیرتھ
دامانِ آسماں سے اس کا کلَس ملا دیں
ہر صبح اُٹھ کے گائیں منتر وہ میٹھے میٹھے
سارے پُجاریوں کو مے پیت کی پلا دیں
شکتی بھی، شانتی بھی بھگتوں کے گیت میں ہے
دھرتی کے باسیوں کی مُکتی پریت میں ہے

شِوالا: ہندوؤں کی عبادت گاہ، مندر. صنم کدوں: جمع صنم کدہ، بتوں کے گھر. جنگ و جدل: مار دھاڑ، لڑائی جھگڑا. واعظ: مسلمانوں کا مذہبی رہنما. دَیر و حرم: مراد غیر مسلموں اور مسلمانوں کی عبادت گاہیں. پتھر کی مورتیں: پتھر سے تراشے ہوئے بت. دیوتا: پرمیشر، نبی، فرشتہ مراد مقدس، پوجنے کے قابل. غیریت: اپنے نہ ہونا. پَردے اُٹھانا: رُکاوٹیں ختم کرنا. نقشِ دُوئی: دو ہونے کا نشان. سُونی: اُجاڑ. دل کی بستی: مراد دل جو محبت کا مرکز ہے. تیرتھ: مقدس مقام جس کی زیارت کرتے ہیں. اُونچا: بلند مرتبہ. دامان: دامن، پلو. کلس: گنبد کے اوپر کا نوکدار حصہ. منتر: ہندوؤں کی مقدس کتاب کے الفاظ. پیت: پیار، محبت. شکتی: طاقت، زور. شانتی: امن، سکون. بھگت: ہندوؤں کا متقی، دیندار. باسیوں: جمع باسی، باشندے. مکتی: بخشش، نجات.

داغؔ

عظمتِ غالبؔ ہے اک مُدّت سے پیوندِ زمیں
مہدیِ مجروحؔ ہے شہرِ خموشاں کا مکیں
توڑ ڈالی موت نے غربت میں مِینائے امیرؔ
چشمِ محفل میں ہے اب تک کیفِ صہبائے امیرؔ
آج لیکن ہمنوا! سارا چمن ماتم میں ہے
شمعِ روشن بُجھ گئی، بزمِ سخن ماتم میں ہے
بلبلِ دِلّی نے باندھا اُس چمن میں آشیاں
ہم نوا ہیں سب عنادِل باغِ ہستی کے جہاں
چل بسا داغؔ، آہ! میّت اس کی زیبِ دوش ہے
آخری شاعر جہان آباد کا خاموش ہے
اب کہاں وہ بانکپن، وہ شوخیِ طرزِ بیاں
آگ تھی کافورِ پیری میں جوانی کی نہاں
تھی زبانِ داغؔ پر جو آرزو ہر دل میں ہے
لیلیِ معنی وہاں بے پردہ، یاں محمل میں ہے

اب صبا سے کون پوچھے گا سکُوتِ گُل کا راز
کون سمجھے گا چمن میں نالۂ بُلبل کا راز
تھی حقیقت سے نہ غفلت فکر کی پرواز میں
آنکھ طائر کی نشیمن پر رہی پرواز میں
اور دِکھلائیں گے مضموں کی ہمیں باریکیاں
اپنے فکرِ نکتہ آرا کی فلک پیمائیاں
تلخیِ دوراں کے نقشے کھینچ کر رُلوائیں گے
یا تخیّل کی نئی دُنیا ہمیں دِکھلائیں گے
اس چمن میں ہوں گے پیدا بُلبلِ شیراز بھی
سیکڑوں ساحر بھی ہوں گے، صاحبِ اعجاز بھی
اُٹھیں گے آزر ہزاروں شعر کے بُت خانے سے
مے پلائیں گے نئے ساقی نئے پیمانے سے
لِکھی جائیں گی کتابِ دل کی تفسیریں بہت
ہوں گی اے خوابِ جوانی! تیری تعبیریں بہت
ہو بہو کھینچے گا لیکن عشق کی تصویر کون؟
اُٹھ گیا ناوَک فگن، مارے گا دل پر تیر کون؟
اشک کے دانے زمینِ شعر میں بوتا ہُوں میں
تُو بھی روائے خاکِ دِلّی! داغؔ کو روتا ہُوں میں

اے جہان آباد! اے سرمایۂ بزمِ سخن!
ہو گیا پھر آج پامالِ خزاں تیرا چمن
وہ گُلِ رنگیں ترا رخصت مثالِ بُو ہُوا
آہ! خالی داغؔ سے کاشانۂ اُردو ہُوا
تھی نہ شاید کچھ کشش ایسی وطن کی خاک میں
وہ مہِ کامل ہُوا پنہاں دکن کی خاک میں
اُٹھ گئے ساقی جو تھے، مے خانہ خالی رہ گیا
یادگارِ بزمِ دہلی ایک حالیؔ رہ گیا
آرزو کو خون رُلواتی ہے بیدادِ اجل
مارتا ہے تیر تاریکی میں صیّادِ اجل
کُھل نہیں سکتی شکایت کے لیے لیکن زباں
ہے خزاں کا رنگ بھی وجہِ قیامِ گُلستاں
ایک ہی قانونِ عالم گیر کے ہیں سب اثر
بُوئے گُل کا باغ سے، گُل چیں کا دنیا سے سفر

داغ: اُردو کے مشہور شاعر، نواب مرزا خاں۔ ۱۸۳۱ء میں دہلی میں پیدا اور ۱۹۰۵ء میں بمقام حیدر آباد دکن فوت اور دفن ہوئے. عظمت: بڑائی. غالب: اردو فارسی کے مشہور شاعر اسداللہ خان غالب (۱۷۹۷ء۔ ۱۸۶۹ء). مہدی مجروح: غالب کے عزیز شاگرد۔ دہلی کے رہنے والے تھے۔ ۱۹۰۲ء میں فوت ہوئے. پیوند زمیں: مراد زمین میں دفن. شہرِ خموشاں: قبرستان. مِینا توڑ ڈالی: مراد اس دنیا سے اُٹھالیا. امیر: اُردو کے

مشہور شاعر امیر احمد مینائی، امیر تخلص۔ ولادت ۱۸۲۸ء لکھنؤ۔ ۷۳ برس کی عمر میں حیدر آباد دکن میں فوت ہوئے۔
کیفِ صہبائے امیر: امیر مینائی کی شراب یعنی شاعری کی مستی۔ **ماتم**: مرنے والے کا افسوس۔ **سارا چمن**: مراد پورا ملک۔ **شمعِ روشن**: مراد داغ دہلوی۔ **بزمِ سخن**: شاعری کی محفل۔ **بلبلِ دلّی**: مراد داغ جو ایک خوش فکر شاعر تھا۔ **عنادل**: جمع عندلیب، بلبلیں۔ **باغِ ہستی**: زندگی کا باغ۔ **چل بسا**: مر گیا۔ **زیبِ دوش**: کندھوں کے لیے سجاوٹ کا باعث۔ **جہان آباد**: دہلی کا پرانا نام۔ **خاموش ہے**: مر گیا ہے۔ **بانکپن**: مراد انوکھا پن۔ شوخی طرزِ بیاں: شعر کہنے کا ایسا انداز جس میں چلبلا پن ہو۔ **کافورِ پیری**: مراد بڑھاپے کی ٹھنڈک۔ **زبانِ داغ**: مراد داغ کی شاعری۔ **لیلیٰ معنی**: مراد شعروں میں پیدا کیے گئے عمدہ مضامین۔ **وہاں**: داغ کی شاعری میں۔ **بے پردہ**: مراد ذہن سے باہر شعر کی صورت میں۔ **محمل میں ہونا**: مراد ذہن ہی میں رہنا۔ **صبا**: صبح کی ہوا۔ **سکوتِ گل**: پھول کی خاموشی۔ **نالۂ بلبل**: مراد بلبل کا چہکنا۔ **فکر کی پرواز**: شاعری میں تخیل کی بلندی۔ **طائر**: پرندہ۔ **نشیمن**: گھونسلا۔ **مضمون کی باریکیاں**: شعری مضمونوں گہرائیاں۔ **فکر نکتہ آرا**: ایسا تخیل جو گہرے، دلکش مضامین پیدا کرے۔ **فلک پیمائی**: آسمان پر پرواز کی حالت۔ **تلخیِ دوراں**: زمانے کی تکلیفیں۔ **نقشہ کھینچنا**: لفظوں میں تصویر کھینچنا۔ **تخیل کی نئی دنیا**: نئے نئے خیالات۔ **بلبلِ شیراز**: مراد شیخ سعدی شیرازی (۱۱۹۳ء۔۱۲۹۱ء)۔ شیراز میں دفن ہیں۔ ان کا مزار "سعدیہ" کہلاتا ہے۔ **صاحبِ اعجاز**: انسانی بس سے باہر کے کام کرنے والا۔ **آزر**: اپنے زمانے کے مشہور بت ساز، مراد شاعر۔ **اُٹھیں گے**: پیدا ہوں گے۔ **شعر کا بت خانہ**: مراد شاعری۔ **کتابِ دل**: مراد دل کے جذبے۔ **خوابِ جوانی**: مراد جوانی کی خواہشیں۔ **تعبیر**: خواب کا نتیجہ بیان کرنا۔ **تصویر کھینچنا**: مراد لفظوں میں بیان کرنا۔ **اُٹھ گیا**: مر گیا۔ **ناوک فگن**: تیر چلانے والا۔ **دل پر تیر مارنا**: مراد دل کش شعروں سے متاثر کرنا۔ **دانہ**: بیج، مراد اشک۔ **زمین شعر میں بونا**: شعر کی صورت میں دکھ کا اظہار کرنا۔ **سرمایہ**: دولت، پونجی۔ **بزمِ سخن**: شعر و شاعری کی محفل۔ **پامال**: مراد تباہ۔ **گلِ رنگیں**: رنگدار پھول، مراد داغ۔ **مثالِ بو**: خوشبو کی طرح۔ **کاشانۂ اُردو**: مراد اُردو زبان کا گھر۔ **مہِ کامل**: پورا چاند۔ دکن حیدر آباد دکن جو اس وقت ایک مسلم ریاست تھی۔ **میخانہ**: شراب خانہ، مراد مُلکِ ادب۔ **بزمِ دہلی**: مراد دہلی کا ادبی ماحول۔ **حالیؔ**: مولانا الطاف حسین حالیؔ اُردو کے مشہور شاعر اور غالب کے شاگرد۔ (۱۸۳۷ء۔۱۹۱۴ء)۔ **خون رُلوانا**: بہت دکھ دینا۔ **بیدادِ اجل**: موت کی سختی۔ **صیّاد**: شکاری۔ **زبان کھلنا**: بات زبان پر لانا۔ **رنگ**: مراد موسم۔ **وجہِ قیامِ گلستاں**: باغ کے قائم رہنے کا سبب۔ **قانونِ عالمگیر**: پوری دنیا میں رائج دستور۔ **گل چیں**: پھول توڑنے والا۔ دنیا سے سفر: مراد دنیا سے اُٹھ / مر جانا۔

ابر

اُٹھی پھر آج وہ پُورب سے کالی کالی گھٹا
سیاہ پوش ہُوا پھر پہاڑ سربن کا
نہاں ہُوا جو رُخِ مہر زیرِ دامنِ ابر
ہَوائے سرد بھی آئی سوارِ توسنِ ابر
گرج کا شور نہیں ہے، خموش ہے یہ گھٹا
عجیب مے کدۂ بے خروش ہے یہ گھٹا
چمن میں حکمِ نشاطِ مدام لائی ہے
قبائے گُل میں گُہر ٹانکنے کو آئی ہے
جو پھول مہر کی گرمی سے سو چلے تھے، اُٹھے
زمیں کی گود میں جو پڑ کے سو رہے تھے، اُٹھے
ہوا کے زور سے اُبھرا، بڑھا، اُڑا بادل
اُٹھی وہ اور گھٹا، لو! برس پڑا بادل
عجیب خیمہ ہے کُہسار کے نہالوں کا
یہیں قیام ہو وادی میں پھرنے والوں کا

ابر: بادل. پورب: مشرق. گھٹا: بدلی. سیاہ پوش: کالے لباس والا. سربن: ایبٹ آباد کے مشرق میں پہاڑی چوٹی کا نام. نہاں ہونا: چھپنا. رُخِ مہر: سورج کا چہرہ. دامن ابر: بادل کا پلّو. توسن: گھوڑا. گرج: بادل کی کڑک. بے خروش: شور سے خالی. نشاطِ مدام: ہمیشہ ہمیشہ کی خوشی. نہال: درخت. وادی: گھاٹی، دو پہاڑوں کے درمیان جگہ.

ایک پرندہ اور جگنو

سرِ شام ایک مرغِ نغمہ پَیرا
کسی ٹہنی پہ بیٹھا گا رہا تھا

چمکتی چیز اک دیکھی زمیں پر
اُڑا طائر اُسے جگنو سمجھ کر

کہا جگنو نے او مرغِ نوا ریز!
نہ کر بیکس پہ منقارِ ہوس تیز

تجھے جس نے چہک، گُل کو مہک دی
اُسی اللہ نے مجھ کو چمک دی

لباسِ نور میں مستور ہوں میں
پتنگوں کے جہاں کا طُور ہوں میں

چمک تیری بہشتِ گوش اگر ہے
چمک میری بھی فردوسِ نظر ہے

پروں کو میرے قُدرت نے ضیا دی
تجھے اُس نے صدائے دل رُبا دی

تری منقار کو گانا سِکھایا
مجھے گُلزار کی مشعل بنایا

چمک بخشی مجھے، آواز تجھ کو
دیا ہے سوز مجھ کو، ساز تجھ کو

مخالف ساز کا ہوتا نہیں سوز
جہاں میں ساز کا ہے ہم نشیں سوز

قیامِ بزمِ ہستی ہے اِنھی سے
ظہورِ اوج و پستی ہے اِنھی سے

ہم آہنگی سے ہے محفل جہاں کی
اِسی سے ہے بہار اس بوستاں کی

سرِ شام: شام کے وقت. نغمہ پیرا: مراد چہچہانے والا. مرغِ نوا ریز: چہچہانے والا پرندہ. بیکس: جس کا کوئی نہ ہو. منقارِ ہوس: لالچ کی چونچ. تیز کرنا: مراد چونچ مارنا. چہک: چہچہانے کی حالت. پتنگوں: جمع پتنگا، شمع پر جلنے والے کیڑے. طُور: وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰؑ کو خدا کا جلوہ نظر آیا تھا. بہشتِ گوش: کانوں کے لیے بہشت کی طرح خوش گوار. فردوسِ نظر: آنکھ کے لیے بہشت کی طرح خوشگوار. ضیا: روشنی. صدائے دِلربا: دل کو لبھانے والی آواز. گلزار: باغ، چمن. مشعل: چراغ دان. ساز: مراد ترنّم. قیام: قائم/ آباد رہنا. بزمِ ہستی: مراد دنیا، کائنات. ظہور: ظاہر ہونے کی جگہ. اَوج: بلندی. ہم آہنگی: ہم خیال ہونے کی کیفیت. بوستاں: باغ، چمن.

بچّہ اور شمع

کیسی حیرانی ہے یہ اے طِفلکِ پروانہ خُو!
شمع کے شعلوں کو گھڑیوں دیکھتا رہتا ہے تُو
یہ مری آغوش میں بیٹھے ہوئے جنبش ہے کیا
روشنی سے کیا بغل گیری ہے تیرا مدّعا؟
اس نظارے سے ترا ننّھا سا دل حیران ہے
یہ کسی دیکھی ہوئی شے کی مگر پہچان ہے
شمع اک شعلہ ہے لیکن تُو سراپا نور ہے
آہ! اس محفل میں یہ عُریاں ہے تُو مستور ہے
دستِ قُدرت نے اسے کیا جانے کیوں عُریاں کِیا!
تجھ کو خاکِ تیرہ کے فانوس میں پنہاں کیا
نور تیرا چُھپ گیا زیرِ نقابِ آگہی
ہے غبارِ دیدۂ بینا حجابِ آگہی
زندگانی جس کو کہتے ہیں فراموشی ہے یہ
خواب ہے، غفلت ہے، سرمستی ہے، بے ہوشی ہے یہ

محفلِ قُدرت ہے اک دریائے بے پایانِ حُسن
آنکھ اگر دیکھے تو ہر قطرے میں ہے طوفانِ حُسن
حُسن، کوہستاں کی ہیبت ناک خاموشی میں ہے
مِہر کی ضوگستری، شب کی سیہ پوشی میں ہے
آسمانِ صبح کی آئینہ پوشی میں ہے یہ
شام کی ظُلمت، شفق کی گُل فروشی میں ہے یہ
عظمتِ دیرینہ کے مِٹتے ہوئے آثار میں
طفلکِ ناآشنا کی کوششِ گفتار میں
ساکنانِ صحنِ گُلشن کی ہم آوازی میں ہے
ننھے ننھے طائروں کی آشیاں سازی میں ہے
چشمۂ کُہسار میں، دریا کی آزادی میں حُسن
شہر میں، صحرا میں، ویرانے میں، آبادی میں حُسن
رُوح کو لیکن کسی گُم گشتہ شے کی ہے ہوَس
ورنہ اس صحرا میں کیوں نالاں ہے یہ مثلِ جرَس!
حُسن کے اس عام جلوے میں بھی یہ بے تاب ہے
زندگی اس کی مثالِ ماہیِ بے آب ہے

شمع: موم بتی. طفلک: چھوٹا سا بچہ. پروانہ خو: پتنگے کی سی عادت والا. گھڑیوں: جمع گھڑی، دیر تک. جنبش: ہلنا جُلنا. بغل گیری: گلے ملنا. مُدّعا: مقصد، خواہش. سراپا نور: مکمل روشنی. عُریاں: ظاہر. مستور: چُھپا ہوا. خاکِ

تیرہ کافانوس: سیاہ مٹی کا شمعدان، مراد جسم. زیر: نیچے. نقابِ آگہی: شعور کا پردہ. غبار: گرد. دیدۂ بینا: دیکھنے والی آنکھ مراد بصیرت. سرمستی: بہت نشے کی حالت. محفلِ قدرت: مراد کائنات. دریائے بے پایاں: بہت وسیع سمندر. طوفانِ حُسن: مراد حسن کی بیحد کثرت. ہیبت ناک خاموشی: ایسی خاموشی جس سے ڈر آئے. مہر: سورج. ضوگستری: روشنی پھیلانا. سیہ پوشی: کالا لباس، مراد اندھیرا. آسمانِ صبح: مراد صبح سویرے آسمان کا منظر. آئینہ پوشی: مراد آئینے کی طرح صاف شفاف ہونا. گل فروشی: پھول بیچنا. عظمتِ دیرینہ: پرانی بزرگی مراد بادشاہوں کی شان و شوکت. مٹتے ہوئے آثار: تباہ ہوتی ہوئی نشانیاں. گفتار: بول چال. ساکنان: جمع ساکن، رہنے والے، پرندے. صحنِ گلشن: باغ کا آنگن. ہم آوازی: ایک آواز ہونا. آشیاں سازی: گھونسلا بنانا. چشمہ کہسار: پہاڑوں سے نکلنے والا چشمہ. دریا کی آزادی: دریا کا کسی رُکاوٹ کے بغیر بہنا. گم گشتہ شے: کھوئی ہوئی چیز. نالاں: نالہ کرتا ہوا، روتا ہوا. مثلِ جرس: گھنٹے کی طرح. عام جلوہ: مراد حُسنِ قدرت کا ہر جگہ نظر آنا. ماہیِ بے آب: پانی سے باہر کی مچھلی، جو تڑپتی رہتی ہے.

کنارِ راوی

سکوتِ شام میں محوِ سرود ہے راوی
نہ پوچھ مجھ سے جو ہے کیفیت مرے دل کی
پیام سجدے کا یہ زیر و بم ہُوا مجھ کو
جہاں تمام سوادِ حرم ہُوا مجھ کو
سرِ کنارۂ آبِ رواں کھڑا ہوں میں
خبر نہیں مجھے لیکن کہاں کھڑا ہوں میں
شرابِ سُرخ سے رنگیں ہُوا ہے دامنِ شام
لیے ہے پیرِ فلک دستِ رعشہ دار میں جام
عدم کو قافلۂ روزِ تیز گام چلا
شفق نہیں ہے، یہ سورج کے پھول ہیں گویا
کھڑے ہیں دُور وہ عظمت فزائے تنہائی
منارِ خواب گہِ شہسوارِ چغتائی
فسانۂ ستمِ انقلاب ہے یہ محل
کوئی زمانِ سَلَف کی کتاب ہے یہ محل
مقام کیا ہے، سرودِ خموش ہے گویا
شجر، یہ انجمنِ بے خروش ہے گویا

رواں ہے سینۂ دریا پہ اک سفینۂ تیز
ہُوا ہے موج سے ملّاح جس کا گرم ستیز
سبک روی میں ہے مثلِ نگاہ یہ کشتی
نِکل کے حلقۂ حدِّ نظر سے دُور گئی
جہازِ زندگیِ آدمی رواں ہے یونہی
ابد کے بحر میں پیدا یونہی، نہاں ہے یونہی
شکست سے یہ کبھی آشنا نہیں ہوتا
نظر سے چُھپتا ہے لیکن فنا نہیں ہوتا

راوی: پنجاب کا مشہور دریا جو لاہور سے بھی گزرتا ہے. محوِ سرود: گانے میں مشغول. سجدے کا پیام: مراد اللہ کے حضور جھکنے کا اشارہ. زیر و بم: مراد لہروں کا ابھرنا گرنا. جہاں: کائنات. سوادِ حرم: کعبہ کا نواح، مراد سجدوں کی جگہ. سر کنارہ: کنارے پر. پیرِ فلک: آسمان کا بوڑھا، مراد پرانا آسمان. دست رعشہ دار: کانپتا ہوا ہاتھ. جام: شراب کا پیالہ، مراد سورج جو ڈوبنے والا ہے. عدم: فنا، نیستی. روزِ تیز گام: تیز تیز قدم اُٹھانے والا دن. سورج کے پھول: سورج جب ڈوب رہا ہو تو اس وقت کی شعاعیں جو سرخ پھولوں کی طرح ہوتی ہیں. عظمت فزائے تنہائی: اکیلے پن کی بڑائی میں اضافہ کرنے والے. خوابگہِ شہسوارِ چغتائی: مراد مقبرہ جہانگیر بادشاہ، جسے شاہجہاں نے ۱۰۳۷ھ میں تعمیر کرایا اور جو لاہور میں دریائے راوی کے کنارے واقع ہے. ستم: ظلم، سختی. انقلاب: تبدیلیوں کی حالت، وقت کا بدلتے رہنا. محل: جگہ، مقام. زمانِ سَلَف: پرانا گزرا ہوا زمانہ. سرودِ خموش: ایسا گیت جس میں آواز نہ ہو. شجر: درخت. انجمنِ بے خروش: ایسی محفل جس میں شور نہ ہو. رواں: جاری. سینۂ دریا: مراد پانی کی سطح. پہ: پر. سفینہ: کشتی. ملاح: کشتی چلانے والا. گرم ستیز: مقابلہ کرنے میں مصروف. سبک روی: تیز چلنا. مثلِ نگاہ: نگاہ کی طرح. حلقہ: دائرہ. حدِّ نظر: نظر کی آخری پہنچ. جہازِ زندگیِ آدمی: مراد انسانی زندگی. ابد: ہمیشگی. بحر: سمندر. نہاں: چھپا ہوا. شکست: ٹوٹنے کا عمل.

اِلتجائے مُسافر

(بہ درگاہِ حضرت محبوبِ الٰہیؒ، دہلی)

فرشتے پڑھتے ہیں جس کو وہ نام ہے تیرا
بڑی جناب تری، فیض عام ہے تیرا
ستارے عشق کے تیری کشش سے ہیں قائم
نظامِ مہر کی صورت نظام ہے تیرا
تری لحد کی زیارت ہے زندگی دل کی
مسیح و خضر سے اُونچا مقام ہے تیرا
نہاں ہے تیری محبت میں رنگِ محبوبی
بڑی ہے شان، بڑا احترام ہے تیرا
اگر سیاہ دلم، داغِ لالہ زارِ تو ام
وگر کشادہ جبینم، گُلِ بہارِ تو ام
چمن کو چھوڑ کے نکلا ہوں مثلِ نکہتِ گُل
ہُوا ہے صبر کا منظور امتحاں مجھ کو

چلی ہے لے کے وطن کے نگار خانے سے
شرابِ علم کی لذّت کشاں کشاں مجھ کو
نظر ہے ابرِ کرم پر، درختِ صحرا ہُوں
کِیا خدا نے نہ محتاجِ باغباں مجھ کو
فلک نشیں صفَتِ مِہر ہُوں زمانے میں
تری دعا سے عطا ہو وہ نَردباں مجھ کو
مقام ہم سفروں سے ہو اس قدر آگے
کہ سمجھے منزلِ مقصود کارواں مجھ کو
مری زبانِ قلم سے کسی کا دل نہ دُکھے
کسی سے شکوہ نہ ہو زیرِ آسماں مجھ کو
دلوں کو چاک کرے مثلِ شانہ جس کا اثر
تری جناب سے ایسی ملے فُغاں مجھ کو
بنایا تھا جسے چُن چُن کے خار و خس میں نے
چمن میں پھر نظر آئے وہ آشیاں مجھ کو
پھر آ رکھوں قدمِ مادر و پدر پہ جبیں
کِیا جنھوں نے محبّت کا رازداں مجھ کو
وہ شمعِ بارگہِ خاندانِ مرتضوی
رہے گا مثلِ حرم جس کا آستاں مجھ کو

نفَس سے جس کے کِھلی میری آرزو کی کلی
بنایا جس کی مروّت نے نکتہ داں مجھ کو
دعا یہ کر کہ خداوندِ آسمان و زمیں
کرے پھر اس کی زیارت سے شادماں مجھ کو
وہ میرا یوسفِ ثانی، وہ شمعِ محفلِ عشق
ہُوئی ہے جس کی اُخُوّت قرارِ جاں مجھ کو
جلا کے جس کی محبّت نے دفترِ من و تُو
ہَوائے عیش میں پالا، کِیا جواں مجھ کو
ریاضِ دہر میں مانندِ گُل رہے خنداں
کہ ہے عزیز تر از جاں وہ جانِ جاں مجھ کو
شگفتہ ہو کے کلی دل کی پھول ہو جائے!
یہ التجائے مسافر قبول ہو جائے!

التجا: عرض، درخواست. مسافر: مراد زیارت کرنے والا پردیسی. بہ: میں. درگاہ: مراد مزار، روضہ. حضرت محبوب الٰہی: حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ، نام محمد، برصغیر کے مشہور صوفی، ولادت بدایوں (۱۲۳۶ء) وفات دہلی (۱۳۲۳ء). جناب: درگاہ. فیض: فائدہ پہنچانے کا عمل. کشش: اپنی طرف مائل کرنے/ کھینچنے کی حالت. نظامِ مہر: سورج کے نکلنے اور ڈوبنے کا سلسلہ. صورت: مانند، طرح. لحد: قبر، مزار. مسیح: حضرت عیسیٰؑ جن کا لقب مسیح اللہ ہے. خضر: حضرت خضرؑ، روایتی پیغمبر جو بھولوں بھٹکوں کو راستہ دکھاتے ہیں. رنگِ محبوبی: پیارے/ عزیز ہونے کا رنگ. احترام: قدر و عزت. چمن: مراد وطن. نکہت: خوشبو. نگار خانہ: تصویر خانہ، مراد دلچسپیوں کا مرکز یعنی وطن. شرابِ علم کی لذّت: مراد علم حاصل کرنے کا بیحد شوق. کشاں کشاں: کھینچ کھینچ کر. ابرِ کرم:

وطن. شرابِ علم کی لذّت: مراد علم حاصل کرنے کا بیحد شوق. کشاں کشاں: کھینچ کھینچ کر. ابرِ کرم: مہربانی کا بادل. درختِ صحرا: صحرا کا درخت محتاج: کسی سے اپنی ضرورت پوری کروانے والا. فلک نشیں: آسمان پر بیٹھنے والا، مراد بلند مرتبہ. صفتِ مہر: سورج کی طرح. نردباں: سیڑھی، ذریعہ. ہم سفروں: جمع ہم سفر، مراد ساتھی. منزلِ مقصود: جس جگہ پہنچنے کا ارادہ ہو. زبانِ قلم: مراد تحریر. دل دُکھنا: تکلیف پہنچنا. زیرِ آسماں: مراد دنیا میں. دلوں کو چاک کرنا: دلوں پر بہت اثر کرنا. شانہ: کنگھی. فُغاں: فریاد، شاعری. خار و خس: کانٹے، تنکے، گھاس پھوس، گھر بنانے کا معمولی ساز و سامان. مادر و پدر: ماں اور باپ. جبیں: ماتھا. راز داں: حقیقت سے باخبر. وہ شمع: مراد علامہ کے استاد شمس العلما سید میر حسن سیالکوٹی. بارگہِ خاندانِ مرتضوی: حضرت علیؓ کے خاندان کی درگاہ/ آستانہ. مثلِ حرم: کعبہ کی طرح قابلِ احترام. آستاں: چوکھٹ. نفس: دم، سانس. آرزو کی کلی کِھلنا: خواہش پوری ہونا. نکتہ داں: باریک باتیں جاننے والا. شاد ماں: خوش. یوسفِ ثانی: دوسرا یوسفؑ، مراد علامہ کے بھائی شیخ عطا محمد جنھوں نے ان کی تعلیم و تربیت کا خرچ برداشت کیا اور بہت محبت سے رکھا. اخوت: بھائی چارا، بھائی ہونا. قرارِ جاں: جان کے لیے سکون کا باعث. دفترِ من و تُو: مَیں اور تو کی کتاب، مراد غیریت. ہوائے عیش: بہت خوشی و مسرّت کی فضا. پالا: پرورش کیا. ریاضِ دہر: زمانے کا باغ. مانندِ گُل: پھول کی طرح. خنداں: ہنستا مسکراتا. عزیز تر از جاں: جان سے زیادہ پیارا. جانِ جاں: مراد محبوب، بہت پیارا/ عزیز. شگفتہ ہونا: کِھلنا. قبول ہونا: منظور ہونا.

نفَس سے جس کے کِھلی میری آرزو کی کلی
بنایا جس کی مروّت نے نکتہ داں مجھ کو
دعا یہ کر کہ خداوندِ آسمان و زمیں
کرے پھر اس کی زیارت سے شادماں مجھ کو
وہ میرا یوسفِ ثانی، وہ شمعِ محفلِ عشق
ہُوئی ہے جس کی اُخُوّت قرارِ جاں مجھ کو
جلا کے جس کی محبت نے دفترِ من و تُو
ہَوائے عیش میں پالا، کِیا جواں مجھ کو
ریاضِ دہر میں مانندِ گُل رہے خنداں
کہ ہے عزیز تر از جاں وہ جانِ جاں مجھ کو
شگفتہ ہو کے کلی دل کی پھول ہو جائے!
یہ التجائے مسافر قبول ہو جائے!

التجا: عرض، درخواست. مسافر: سفر کرنے والا مراد زیارت کرنے والا پردیسی. بہ: میں. درگاہ: مراد مزار، روضہ
حضرت محبوب الٰہی: حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ، نام محمد، برصغیر کے مشہور صوفی، ولادت بدایوں (۱۲۳۶ء ۱۱
وفات دہلی (۱۳۲۳ء). فیض: فائدہ پہنچانے کا عمل. کشش: اپنی طرف کھینچنے کی حالت. نظامِ مہر: سورج کے
نکلنے اور ڈوبنے کا سلسلہ. صورت: مانند، طرح. لحد: قبر، مزار. مسیح: حضرت عیسیٰؑ جن کا لقب مسیح اللہ ہے. خضر
حضرت خضرؑ، روایتی پیغمبر جو بھولوں بھٹکوں کو راستہ دکھاتے ہیں. رنگِ محبوبی: عزیز ہونے کا رنگ. ☆ اگر میں
سیاہ دل والا ہُوں تو میں تیرے لالہ کے باغ کا داغ ہوں، اور اگر میں کُھلی پیشانی والا ہوں تو تیری بہار کا پھول
ہوں۔ احترام: قدر و عزت. چمن: مراد وطن. نکہت: خوشبو. نگار خانہ: تصویر خانہ، مراد دلچسپیوں کا مرکز یعنی

غزلیات

شمس سے جس کے کھلی میری آرزو کی کلی
بنایا جس کی مروت نے نکتہ داں مجھ کو
دعا یہ کر کہ خداوند آسمان و زمیں
کرے پھر اس کی زیارت سے شادماں مجھ کو
وہ میرا یوسفِ ثانی، وہ شمعِ محفلِ عشق
ہوئی ہے جس کی اخوت قرارِ جاں مجھ کو
جلا کے جس کی محبت نے فتنۂ حسن و تو
ہوائے عیش میں پالا کیا جواں مجھ کو
ریاضِ دہر میں مانندِ گل رہے خنداں
کہ ہے عزیز تر از جاں وہ جانِ جاں مجھ کو
شگفتہ ہو کے کلی دل کی پھول ہو جائے!
یہ التجائے مسافر قبول ہو جائے!

التجا: عمل، درخواست، مسافر: سفر کرنے والا، مراد زیارت کرنے والا، پیر، یہ، میں، درگاہ: مراد مزار، روضہ
حضرت محبوب الٰہی: حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نام محمد، دہلی کے مشہور صوفی، ولادت بدایوں (۱۳۳۶ء)
وفات دہلی (۱۳۲۳ء)، فیض: فائدہ، چھپانے کا عمل، کشش: اپنی طرف کھینچنے کی حالت، حطام مہر: سورج
نکلنے اور ڈوبنے کا سلسلہ، صورت: مانند، طرح، لحد: قبر، مزار، مسیح: حضرت عیسیٰ جن کا لقب مسیح اللہ ہے
حضرت خضر: روایتی پیغمبر جو بھولوں بھٹکوں کو راستہ دکھاتے ہیں، رنگِ محبوبی: عزیز ہونے کا رنگ، جو اگر
سیاہ دل کو الاؤں تو میں تیرے لالہ کے باغ کا داغ ہوں، اور اگر میں کھلی پیشانی والا ہوں تو تیری بہار کا
ہوں، احترام: قدر و عزت، چمن: مراد دل، نکہت: خوشبو، نگار خانہ: تصویر خانہ، مراد دلچسپیوں کا مرکز

(۱)

گلزارِ ہست و بُود نہ بیگانہ وار دیکھ
ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ

آیا ہے تُو جہاں میں مثالِ شرار دیکھ
دَم دے نہ جائے ہستیِ ناپائدار دیکھ

مانا کہ تیری دِید کے قابل نہیں ہوں میں
تُو میرا شوق دیکھ، مرا انتظار دیکھ

کھولی ہیں ذوقِ دِید نے آنکھیں تری اگر
ہر رہ گزر میں نقشِ کفِ پائے یار دیکھ

گلزارِ ہست و بود: مراد یہ دنیا. بیگانہ وار: غیروں کی طرح. دیکھنے کی چیز: دل لبھانے والی چیز. مثالِ شرار: مراد چنگاری کی طرح تھوڑی زندگی والا. دَم دینا: دھوکا دینا. ہستیِ ناپایدار: فانی زندگی. دِید: دیدار. قابل: لائق، مناسب. ذوقِ دِید: محبوب کے دیکھنے کا شوق. رہ گزر: راستہ. نقش: نشان. کفِ پائے یار: محبوب کے پاؤں کے تلوے.

(۲)

نہ آتے، ہمیں اس میں تکرار کیا تھی
مگر وعدہ کرتے ہوئے عار کیا تھی

تمھارے پیامی نے سب راز کھولا
خطا اس میں بندے کی سرکار کیا تھی

بھری بزم میں اپنے عاشق کو تاڑا
تری آنکھ مستی میں ہُشیار کیا تھی!

تامّل تو تھا اُن کو آنے میں قاصد
مگر یہ بتا طرزِ انکار کیا تھی

کھنچے خود بخود جانبِ طُور موسیٰؑ
کشش تیری اے شوقِ دیدار کیا تھی!

کہیں ذکر رہتا ہے اقبالؔ تیرا
فسوں تھا کوئی، تیری گفتار کیا تھی

تکرار: جھگڑا. عار: شرم. پیامی: پیغام لانے لے جانے والا. راز کھولنا: بھید کی بات بتا دینا. بندہ: غلام، اپنے لیے عاجزی کا لفظ. سرکار: آقا، محبوب کے لیے ادب کا لفظ. بھری بزم میں: مراد سب حاضرین کے سامنے. تاڑنا: جان لینا. مستی: نشہ، مدہوشی. ہُشیار: ہوشیار، ہوش میں رہنے والی. تامّل: سوچ. طرز: طریقہ، انداز. کھنچے: کشش کے سبب آگے بڑھے. جانب: طرف. طُور: طورِ سینا، جہاں حضرت موسیٰؑ نے خدا کا جلوہ دیکھا. ذکر رہنا: کسی کے متعلق باتیں ہونا. فسوں: افسوں، جادو. گفتار: باتیں، مراد شاعری.

(۳)

عجب واعظ کی دِیں داری ہے یا رب!
عداوت ہے اسے سارے جہاں سے

کوئی اب تک نہ یہ سمجھا کہ انساں
کہاں جاتا ہے، آتا ہے کہاں سے

وہیں سے رات کو ظُلمت مِلی ہے
چمک تارے نے پائی ہے جہاں سے

ہم اپنی دردمندی کا فسانہ
سُنا کرتے ہیں اپنے رازداں سے

بڑی باریک ہیں واعظ کی چالیں
لرَز جاتا ہے آوازِ اذاں سے

عجب: حیران کرنے والی. واعظ: مسجد کے منبر پر کھڑے ہو کر وعظ کرنے والا مولوی. دِیں داری: شریعت کی پابندی. عداوت: دشمنی. ظلمت: اندھیرا. دردمندی: تکلیف. فسانہ: افسانہ، کہانی. رازداں: واقف حال. باریک: گہری. چالیں: جمع چال، دھوکا دینے کے طریقے. لرز جانا: کانپ کانپ اُٹھنا.

(۴)

لاؤں وہ تنکے کہیں سے آشیانے کے لیے
بجلیاں بے تاب ہوں جن کو جَلانے کے لیے

وائے ناکامی، فلک نے تاک کر توڑا اُسے
میں نے جس ڈالی کو تاڑا آشیانے کے لیے

آنکھ مِل جاتی ہے ہفتاد و دو ملّت سے تری
ایک پیمانہ ترا سارے زمانے کے لیے

دل میں کوئی اس طرح کی آرزو پیدا کروں
لوٹ جائے آسماں میرے مٹانے کے لیے

جمع کر خرمن تو پہلے دانہ دانہ چُن کے تُو
آ ہی نکلے گی کوئی بجلی جلانے کے لیے

پاس تھا ناکامیِ صیّاد کا اے ہم صفیر
ورنہ مَیں اور اُڑ کے آتا ایک دانے کے لیے!

اس چمن میں مرغِ دل گائے نہ آزادی کا گیت
آہ! یہ گلشن نہیں ایسے ترانے کے لیے

بیتاب: بے چین. **وائے ناکامی:** نامرادی پر افسوس ہے. **فلک:** آسمان. **تاک کر:** نشانہ باندھ کر. **تاڑا:** دیکھا، چنا. **ہفتاد و دو ملّت:** بہتر فرقے. **آنکھ مل جانا:** نظر سے نظر مل جانا. **پیمانہ:** جام، پیالہ. **لوٹ جانا:** تڑپ جانا. **خرمن:** فصل کا ڈھیر. **پاس:** لحاظ. **صیّاد:** شکاری. **ہم صفیر:** ساتھ چہچہانے والا، ساتھی پرندہ. **مرغِ دل:** دل کا پرندہ، دل. **گلشن:** باغ.

(۵)

کیا کہوں اپنے چمن سے مَیں جُدا کیونکر ہوا
اور اسیرِ حلقۂ دامِ ہَوا کیونکر ہوا

جائے حیرت ہے بُرا سارے زمانے کا ہُوں میں
مجھ کو یہ خِلعت شرافت کا عطا کیونکر ہوا

کچھ دکھانے دیکھنے کا تھا تقاضا طُور پر
کیا خبر ہے تجھ کو اے دل فیصلا کیونکر ہوا

ہے طلب بے مدّعا ہونے کی بھی اک مدّعا
مرغِ دل دامِ تمنّا سے رِہا کیونکر ہوا

دیکھنے والے یہاں بھی دیکھ لیتے ہیں تجھے
پھر یہ وعدہ حشر کا صبر آزما کیونکر ہوا

حُسنِ کامل ہی نہ ہو اس بے حجابی کا سبب
وہ جو تھا پردوں میں پنہاں، خود نما کیونکر ہوا

موت کا نسخہ ابھی باقی ہے اے دردِ فراق!
چارہ گر دیوانہ ہے، مَیں لادوا کیونکر ہوا

تُو نے دیکھا ہے کبھی اے دیدۂ عبرت کہ گُل
ہو کے پیدا خاک سے رنگیں قبا کیونکر ہوا

پُرسشِ اعمال سے مقصد تھا رُسوائی مری
ورنہ ظاہر تھا سبھی کچھ، کیا ہوا، کیونکر ہوا

میرے مٹنے کا تماشا دیکھنے کی چیز تھی
کیا بتاؤں اُن کا میرا سامنا کیونکر ہوا

اسیر: قیدی. حلقۂ دامِ ہَوا: ہوس کے جال کی ڈوری کی گرہ ہوا. جائے حیرت: مراد حیرانی کی بات، حیرانی کا مقام. مَیں: مراد انسان. شرافت کا خلعت: مراد انسان کے تمام مخلوق میں اشرف ہونے کا خاص لباس. تقاضا: اصرار. طلب: خواہش. بے مدّعا ہونا: کوئی مقصد یعنی آرزو نہ ہونا. دامِ تمنّا: خواہش کا جال. رِہا ہونا: آزاد ہونا. حشر: قیامت. صبر آزما: صبر کو آزمانے والا، تکلیف دینے والا. حُسنِ کامل: مکمل حُسن، مراد قدرت کا حُسن. بے حجابی: پردے کے بغیر ہونا. وہ: مراد محبوبِ حقیقی. پنہاں: چُھپا ہوا. خود نما: خود کو ظاہر کرنے والا. نسخہ: کاغذ کی پرچی جس پر طبیب دوا تجویز کرتا ہے. دردِ فراق: محبوب سے دوری کا دکھ. چارہ گر: طبیب، حکیم. دیوانہ: پاگل. لا دوا: لا علاج. دیدۂ عبرت: سبق حاصل کرنے والی آنکھ. رنگیں قبا: سُرخ لباس والا. پُرسشِ اعمال: عملوں کے بارے میں پوچھ گچھ.

نظّارے کو یہ جنبشِ مژگاں بھی بار ہے
نرگس کی آنکھ سے تجھے دیکھا کرے کوئی

کھل جائیں، کیا مزے ہیں تمنّائے شوق میں
دو چار دن جو میری تمنّا کرے کوئی

ظاہر کی آنکھ: سامنے والی آنکھیں. دیدۂ دل: دل کی آنکھیں، بصیرت. تماشا کرنا: دیکھنا. منصور: حسین بن حلاّج (ولادت ۸۵۸ء) فارس کے ایک قصبہ سے تعلق تھا۔ ''اَنا الحق'' کہنے پر علمائے وقت نے ان کے خلاف فتویٰ دیا، جس پر خلیفۂ بغداد، مقتدر کے حکم پر انھیں پھانسی دی گئی. لبِ گویا: بولتا ہوا ہونٹ، مراد زبان. پیامِ موت: مراد موت کا باعث. دعویٰ کرنا: مراد اظہار کرنا. دید: محبوب کا دیدار. انتہائے عشق: مراد عشق کا مکمل جذبہ رکھنے والا. عذر آفرین: بہانے تراشنے والا. جُرم: گناہ، خطا. محشر: قیامت. عذرِ تازہ: نیا بہانہ. ہم نشیں: ساتھی. اَڑ بیٹھنا: ضد کرنا. طور: طورِ سینا. کلیم: حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ. جنبشِ مژگاں: پلکوں کا جھپکنا.

(۶)

انوکھی وضع ہے، سارے زمانے سے نرالے ہیں
یہ عاشق کون سی بستی کے یا رب رہنے والے ہیں

علاجِ درد میں بھی درد کی لذّت پہ مرتا ہوں
جو تھے چھالوں میں کانٹے، نوکِ سوزن سے نکالے ہیں

پھلا پھُولا رہے یا رب! چمن میری اُمیدوں کا
جگر کا خون دے دے کر یہ بُوٹے میں نے پالے ہیں

رُلاتی ہے مجھے راتوں کو خاموشی ستاروں کی
نرالا عشق ہے میرا، نرالے میرے نالے ہیں

نہ پوچھو مجھ سے لذّت خانماں برباد رہنے کی
نشیمن سیکڑوں میں نے بنا کر پھونک ڈالے ہیں

نہیں بیگانگی اچھی رفیقِ راہِ منزل سے
ٹھہر جا اے شرر، ہم بھی تو آخر مٹنے والے ہیں

(۷)

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدۂ دل وا کرے کوئی

منصور کو ہُوا لب گویا پیامِ موت
اب کیا کسی کے عشق کا دعویٰ کرے کوئی

ہو دِید کا جو شوق تو آنکھوں کو بند کر
ہے دیکھنا یہی کہ نہ دیکھا کرے کوئی

میں انتہائے عشق ہوں، تُو انتہائے حُسن
دیکھے مجھے کہ تجھ کو تماشا کرے کوئی

عذر آفرینِ جرمِ محبت ہے حُسنِ دوست
محشر میں عذرِ تازہ نہ پیدا کرے کوئی

چُھپتی نہیں ہے یہ نگہِ شوق ہم نشیں!
پھر اور کس طرح اُنھیں دیکھا کرے کوئی

اَڑ بیٹھے کیا سمجھ کے بھلا طُور پر کلیمؑ
طاقت ہو دِید کی تو تقاضا کرے کوئی

نظّارے کو یہ جنبشِ مژگاں بھی بار ہے
نرگس کی آنکھ سے تجھے دیکھا کرے کوئی

کھل جائیں، کیا مزے ہیں تمنّائے شوق میں
دو چار دن جو میری تمنّا کرے کوئی

ظاہر کی آنکھ: ماتھے والی آنکھیں. دیدۂ دل: مراد بصیرت کی آنکھ. تماشا کرنا: مراد کائنات میں قدرت کی نشانیاں دیکھنا. منصور: حسین بن حلاّج (ولادت ۸۵۸ء) فارس کے ایک قصبہ سے تعلق تھا۔ ''اَنا الحق'' کہنے پر علمائے وقت نے ان کے خلاف فتویٰ دیا، جس پر خلیفۂ بغداد، مقتدر کے حکم پر انھیں پھانسی دی گئی. لبِ گویا: مراد زبان. پیامِ موت: مراد موت کا باعث. دعویٰ کرنا: مراد اظہار کرنا. دید: محبوب کا دیدار. انتہائے عشق: مراد عشق کا پورا/ مکمل جذبہ رکھنے والا. عذر آفرین: بہانے گھڑنے/ تراشنے والا. جُرم: گناہ، خطا. محشر: قیامت. عذرِ تازہ: نیا بہانہ. ہم نشیں: ساتھی. اَڑ بیٹھنا: ضد/ اصرار کرنا. طور: طورِ سینا. کلیم: حضرت موسیٰ ''کلیم اللہ'. جنبشِ مژگاں: پلکوں کا جھپکنا.

(۸)

کہوں کیا آرزوئے بے دِلی مجھ کو کہاں تک ہے
مرے بازار کی رونق ہی سودائے زیاں تک ہے

وہ مے کش ہوں فروغِ مے سے خود گُلزار بن جاؤں
ہوائے گُل فراقِ ساقیِ نامہرباں تک ہے

چمن افروز ہے صیّاد میری خوش نوائی تک
رہی بجلی کی بے تابی، سو میرے آشیاں تک ہے

وہ مُشتِ خاک ہُوں، فیضِ پریشانی سے صحرا ہُوں
نہ پُوچھو میری وسعت کی، زمیں سے آسماں تک ہے

جرس ہُوں، نالہ خوابیدہ ہے میرے ہر رگ و پے میں
یہ خاموشی مری وقتِ رحیلِ کارواں تک ہے

سکُونِ دل سے سامانِ کشودِ کار پیدا کر
کہ عقدہ خاطرِ گرداب کا آبِ رواں تک ہے

چمن زارِ محبّت میں خموشی موت ہے بُلبل!
یہاں کی زندگی پابندیِ رسمِ فُغاں تک ہے

جوانی ہے تو ذوقِ دید بھی، لُطفِ تمنّا بھی
ہمارے گھر کی آبادی قیامِ میہماں تک ہے

زمانے بھر میں رُسوا ہُوں مگر اے وائے نادانی!
سمجھتا ہوں کہ میرا عشق میرے رازداں تک ہے

آرزوئے بیدلی: دل دینے کا شوق، عاشقی کی تمنا. سودائے زیاں: گھاٹے کا کاروبار. مَے کش: شراب پینے والا. فروغ: چمک، روشنی. گلزار: گلاب کے پھولوں کا باغ. ہَوائے گل: پھول کی خواہش. ساقی: شراب پلانے والا. نامہرباں: بے رحم، بے وفا. چمن افروز: باغ کو رونق دینے والا. صیّاد: شکاری. خوش نوائی: خوش آواز. رہی بجلی کی بیتابی: بجلی کی بے چینی. سو: تو وہ. مشتِ خاک: مٹی کی مُٹھی. فیضِ پریشانی سے: پریشانی کے باعث. جرس: گھنٹی. نالہ: شور، فریاد. خوابیدہ: سویا ہوا. ہر رگ و پے میں: نس نس. رحیلِ کارواں: قافلے کا روانہ ہونا. سکونِ دل: دل کا قرار/چین. سامان پیدا کرنا: چارہ ڈھونڈنا، بندوبست کرنا. کشودِ کار: مشکل کا حل. عقدہ: گرہ، گانٹھ. خاطر گرداب: بھنور کا دل. آبِ رواں: بہتا ہوا پانی. چمن زار: جہاں کئی چمن ہوں، مراد باغ. پابندیِ رسمِ فغاں: فریاد کی رسم کو باقاعدگی سے نبھانا. ذوقِ دید: دیدارِ محبوب کا شوق. لطفِ تمنا: خواہش کا مزہ. قیام: ٹھہرنا. اے وائے: افسوس ہے، افسوس کی بات ہے. رازداں: واقفِ کار.

(۹)

جنھیں مَیں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں
وہ نکلے میرے ظلمت خانۂ دل کے مکینوں میں

حقیقت اپنی آنکھوں پر نمایاں جب ہوئی اپنی
مکاں نکلا ہمارے خانۂ دل کے مکینوں میں

اگر کچھ آشنا ہوتا مذاقِ جبہہ سائی سے
تو سنگِ آستانِ کعبہ جا مِلتا جبینوں میں

کبھی اپنا بھی نظّارہ کِیا ہے تُو نے اے مجنوں
کہ لیلیٰ کی طرح تُو خود بھی ہے محمل نشینوں میں

مہینے وصل کے گھڑیوں کی صورت اُڑتے جاتے ہیں
مگر گھڑیاں جُدائی کی گزرتی ہیں مہینوں میں

مجھے روکے گا تُو اے ناخدا کیا غرق ہونے سے
کہ جن کو ڈوبنا ہو، ڈوب جاتے ہیں سفینوں میں

چُھپایا حُسن کو اپنے کلیم اللہ سے جس نے
وہی ناز آفریں ہے جلوہ پَیرا نازنینوں میں

جلا سکتی ہے شمعِ کُشتہ کو موجِ نفَس ان کی
الٰہی! کیا چُھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں

تمنّا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

نہ پُوچھ ان خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

ترستی ہے نگاہِ نارسا جس کے نظارے کو
وہ رونق انجمن کی ہے انھی خلوَت گزینوں میں

کسی ایسے شرر سے پھُونک اپنے خرمنِ دل کو
کہ خورشیدِ قیامت بھی ہو تیرے خوشہ چینوں میں

محبّت کے لیے دل ڈھونڈ کوئی ٹُوٹنے والا
یہ وہ مے ہے جسے رکھتے ہیں نازک آبگینوں میں

سراپا حُسن بن جاتا ہے جس کے حُسن کا عاشق
بھلا اے دل حَسیں ایسا بھی ہے کوئی حسینوں میں

پھڑک اُٹھا کوئی تیری ادائے 'مَا عَرَفنَا' پر
ترا رُتبہ رہا بڑھ چڑھ کے سب ناز آفرینوں میں

نمایاں ہو کے دِکھلا دے کبھی ان کو جمال اپنا
بہت مُدّت سے چرچے ہیں ترے باریک بینوں میں

خموش اے دل! بھری محفل میں چلّانا نہیں اچھا
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

بُرا سمجھوں انھیں، مجھ سے تو ایسا ہو نہیں سکتا
کہ میں خود بھی تو ہوں اقبالؔ اپنے نکتہ چینوں میں

جنھیں: مراد محبوبِ حقیقی. ظلمت خانہ: تاریک گھر / جگہ. مکین: رہنے والا. مکاں: رہنے کی جگہ. آشنا: واقف، باخبر. مذاقِ جبہہ سائی: ماتھا گھِسانے یعنی سجدہ کرنے کا ذوق. سنگِ آستانِ کعبہ: کعبہ کی چوکھٹ کا پتھر. جبینوں: جمع جبیں، ماتھے. مجنوں: لیلیٰ کا عاشق. لیلیٰ: عرب کی مشہور حسینہ جس کا رنگ کالا تھا. محمل نشین: اونٹ پر لدے کجاوہ میں بیٹھنے والی. وصل: محبوب سے ملاپ. گھڑیوں کی صورت: مراد بڑی تیزی سے. مہینوں میں: مراد بہت آہستہ. ناخُدا: ملاح، کشتی چلانے والا. غرق ہونا: ڈوبنا. سفینوں: جمع سفینہ، کشتیاں. کلیم اللہ: خدا سے باتیں کرنے والا، حضرت موسیٰؑ کا لقب. جس نے: مراد خدا نے. ناز آفریں: ادا پیدا کرنے والا، مراد ناز و ادا کرنے والا. جلوہ پیرا: مراد اپنا حُسن ظاہر کرنے والا. نازنینوں: جمع نازنین، مراد کُل مخلوقات جس میں خدا کا جلوہ ہے. شمعِ کشتہ: بجھی ہوئی موم بتی. موجِ نفس: سانس کی لہر، پھونک. اہلِ دل: مراد عشق کا جذبہ رکھنے والے. دردِ دل: مراد عشقِ الٰہی. گوہر: موتی، دولت. خزینوں: جمع خزینہ، خزانے. خرقہ پوش: گدڑی پہننے والا، صوفی. ارادت: عقیدت، اعتقاد. یدِ بیضا: روشن ہاتھ، حضرت موسیٰؑ کا ایک معجزہ. نگاہِ نارسا: محبوب تک نہ پہنچنے والی نظر. خلوت گزیں: تنہائی اختیار کرنے والا، اللہ والا. شرر: چنگاری. پھونکنا: جلانا. خرمن: غلّے کا ڈھیر. خورشیدِ قیامت: قیامت کے روز نکلنے والا سورج. خوشہ چیں: مراد فیض حاصل کرنے والا. ٹوٹنے والا دل: ذرا سی ٹھیس سے متاثر ہونے والا دل. نازک: جو مضبوط نہ ہو. مَے: شراب. آبگینوں: جمع آبگینہ، شیشے کا برتن. سراپا: پورے طور پر، مکمل. بھلا: خدا جانے. پھڑک اُٹھا: تڑپ اُٹھا، عش عش کر اُٹھا. ادا: انداز. ''مَا عَرَفنَاکَ'': حضورِ اکرمؐ کی حدیث ہے ''ہم نے اے خدا تجھے ویسا ہی پہچانا ہے جیسا پہچاننے کا حق ہے''. بڑھ چڑھ کے رہنا: بہت زیادہ ہونا. نمایاں ہونا: سامنے آنا. جمال: حُسن. چرچے: جمع چرچا، شہرتیں. باریک بیں: جس کا فہم بہت تیز ہو. چلّانا: زور سے بولنا. ادب: دوسروں کا پاس لحاظ. قرینہ: سلیقہ، ڈھنگ. نکتہ چیں: عیب ڈھونڈنے والا.

(۱۰)

ترے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
مری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں

ستم ہو کہ ہو وعدۂ بے حجابی
کوئی بات صبر آزما چاہتا ہوں

یہ جنت مبارک رہے زاہدوں کو
کہ میں آپ کا سامنا چاہتا ہوں

ذرا سا تو دل ہُوں مگر شوخ اتنا
وہی لن ترانی سُنا چاہتا ہوں

کوئی دَم کا مہماں ہوں اے اہلِ محفل
چراغِ سحر ہوں، بجھا چاہتا ہوں

بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی
بڑا بے ادب ہوں، سزا چاہتا ہوں

انتہا: اخیر. سادگی: بھولپن. ستم: ظلم، سختی. بے حجابی: مراد کھل کر سامنے آنا. صبر آزما: جس سے قوتِ برداشت پرکھی جائے. زاہدوں: جمع زاہد، عبادت گزار. آپ کا سامنا: مراد خدا کا سامنے ہونا. شوخ: گستاخ، بے خوف. ''لن ترانی'': تو مجھے نہیں دیکھ سکتا، طور پر حضرت موسیٰؑ کی درخواست پر خدا کا جواب. کوئی دَم کا مہماں: مراد فانی انسان. اہلِ محفل: دنیا والے. چراغِ سحر: صبح سویرے کا چراغ جسے کسی وقت بھی بجھایا جاسکتا ہے. بے ادب: گستاخ.

(۱۱)

کُشادہ دستِ کرم جب وہ بے نیاز کرے
نیازمند نہ کیوں عاجزی پہ ناز کرے

بٹھا کے عرش پہ رکّھا ہے تُو نے اے واعظ!
خدا وہ کیا ہے جو بندوں سے احتراز کرے

مری نگاہ میں وہ رِند ہی نہیں ساقی
جو ہوشیاری و مستی میں امتیاز کرے

مدام گوش بہ دل رہ، یہ ساز ہے ایسا
جو ہو شکستہ تو پیدا نوائے راز کرے

کوئی یہ پوچھے کہ واعظ کا کیا بگڑتا ہے
جو بے عمل پہ بھی رحمت وہ بے نیاز کرے

سخن میں سوز، الٰہی کہاں سے آتا ہے
یہ چیز وہ ہے کہ پتھر کو بھی گداز کرے

تمیزِ لالہ و گُل سے ہے نالۂ بُلبل
جہاں میں وا نہ کوئی چشمِ امتیاز کرے

غرورِ زُہد نے سِکھلا دیا ہے واعظ کو
کہ بندگانِ خدا پر زباں دراز کرے

ہَوا ہو ایسی کہ ہندوستاں سے اے اقبالؔ
اُڑا کے مجھ کو غبارِ رہِ حجاز کرے

کشادہ کرنا: کھولنا. دستِ کرم: بخشش کا ہاتھ. وہ بے نیاز: مراد خدا تعالیٰ. نیاز مند: عاجزی کرنے والا. ناز کرنا: فخر کرنا. احتراز کرنا: بچنا، دور رہنا. رند: شراب پینے والا. ساقی: شراب پلانے والا. ہوشیاری: ہوش میں ہونا. مستی: مدہوشی، ہوش میں نہ ہونا. امتیاز کرنا: فرق کرنا. مُدام: ہمیشہ. گوش بہ دل رہنا: دل کی طرف کان لگائے رہنا. ساز: موسیقی کا آلہ. شکستہ: ٹوٹا ہوا، محبت میں چُور. پیہ' کرنا: نکالنا. نوائے راز: بھید کا گیت. واعظ: مسجد میں وعظ کرنے والا. بے عمل: جس نے کوئی نیک عمل نہ کیا ہو. رحمت: مہربانی، بخشش. سُن: بات، شاعری. سوز: تپش، گرمی، تاثر. گداز کرنا: پگھلانا. تمیز: فرق کرنا. لالہ و گل: مختلف قسم کے پھول. نالۂ بلبل: بلبل کا چہچہانا. وا کرنا: کھولنا. چشمِ امتیاز: فرق کرنے والی آنکھ. غرور: خود کو بڑا کہنا. غبار: گرد، مٹی. رہِ حجاز: حجاز کا راستہ، مراد اسلام اور حضور اکرمؐ سے عقیدت.

(۱۲)

سختیاں کرتا ہُوں دل پر، غیر سے غافل ہُوں میں
ہائے کیا اچھی کہی ظالم ہُوں میں، جاہل ہُوں میں

میں جبھی تک تھا کہ تیری جلوہ پیرائی نہ تھی
جو نمودِ حق سے مِٹ جاتا ہے وہ باطل ہُوں میں

علم کے دریا سے نکلے غوطہ زن گوہر بدست
وائے محرومی! خزف چینِ لبِ ساحل ہُوں میں

ہے مری ذلّت ہی کچھ میری شرافت کی دلیل
جس کی غفلت کو مَلک روتے ہیں وہ غافل ہُوں میں

بزمِ ہستی! اپنی آرائش پہ تُو نازاں نہ ہو
تُو تو اک تصویر ہے محفل کی اور محفل ہُوں میں

ڈھونڈتا پھرتا ہوں اے اقبالؔ اپنے آپ کو
آپ ہی گویا مسافر، آپ ہی منزل ہُوں میں

سختی کرنا: ظلم کرنا. غیر: مراد اللہ کے سوا جو کچھ ہے. کیا اچھی کہی: بڑی اچھی بات کہی. ظالم ہُوں، جاہل ہُوں: ایک قرآنی آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں انسان کو "ظلوماً جھولا" (ظالم، جاہل) کہا گیا ہے. جبھی

تک: اُس وقت تک. جلوہ پیرائی: مراد خدا کی تجلی ظاہر ہونا. نمودِ حق: حق کا ظہور. مِٹ جانا: فنا ہو جانا. باطل: جس کی کوئی حقیقت نہ ہو. غوطہ زن: ڈبکی لگانے والا. گوہر بدست: ہاتھوں میں موتی لیے. وائے محرومی: افسوس ہے بے نصیبی پر. خزف چین: ٹھیکریاں چننے والا. لبِ ساحل: کنارے پر. شرافت: شریف ہونا. جس کی: مراد انسان کی. غفلت: لاپروائی، بھول چوک. مَلک: فرشتہ. روتے ہیں: افسوس کرتے ہیں. بزمِ ہستی: کائنات. آرائش: سجاوٹ. نازاں ہونا: فخر کرنا. محفل ہُوں مَیں: باعث رونق ہوں میں. اپنے آپ کو ڈھونڈنا: خود کو تلاش کرنا.

(۱۳)

مجنوں نے شہر چھوڑا تو صحرا بھی چھوڑ دے
نظّارے کی ہوس ہو تو لیلیٰ بھی چھوڑ دے

واعظ! کمالِ ترک سے مِلتی ہے یاں مُراد
دنیا جو چھوڑ دی ہے تو عقبیٰ بھی چھوڑ دے

تقلید کی روِش سے تو بہتر ہے خودکُشی
رستہ بھی ڈھونڈ، خضر کا سودا بھی چھوڑ دے

مانندِ خامہ تیری زباں پر ہے حرفِ غیر
بیگانہ شے پہ نازشِ بے جا بھی چھوڑ دے

صفِ کلام کیا جو نہ ہو دل میں دردِ عشق
بسمل نہیں ہے تُو تو تڑپنا بھی چھوڑ دے

شبنم کی طرح پھولوں پہ رو، اور چمن سے چل
اس باغ میں قیام کا سودا بھی چھوڑ دے

ہے عاشقی میں رسم الگ سب سے بیٹھنا
بُت خانہ بھی، حرم بھی، کلیسا بھی چھوڑ دے

سوداگری نہیں، یہ عبادت خدا کی ہے
اے بے خبر! جزا کی تمنّا بھی چھوڑ دے

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

جینا وہ کیا جو ہو نفَسِ غیر پر مدار
شہرت کی زندگی کا بھروسا بھی چھوڑ دے

شوخی سی ہے سوالِ مکرّر میں اے کلیم!
شرطِ رضا یہ ہے کہ تقاضا بھی چھوڑ دے

واعظ ثبوت لائے جو مے کے جواز میں
اقبالؔ کو یہ ضد ہے کہ پینا بھی چھوڑ دے

نظّارے کی ہوس: محبوبِ حقیقی کو دیکھنے کی شدید خواہش. کمالِ ترک: دنیا اور آخرت سے پوری طرح بے نیاز ہو جانا. عقبیٰ: آخرت. تقلید: پیروی، کسی کے پیچھے چلنا. روِش: طریقہ. خودکُشی: اپنے ہاتھوں خود کو مار لینا. خضر: مرادِ رہنما. سودا: خیال. مانندِ خامہ: قلم کی طرح. حرفِ غیر: غیر اللہ کی بات. بیگانہ: غیر. شے: چیز. نازشِ بے جا: غلط قسم کا فخر. لطفِ کلام: شاعری کا مزہ. دردِ عشق: عشق کا شدید جذبہ. بسمل: زخمی. رسم: دستور. سب سے الگ بیٹھنا: دور رہنا. بتخانہ: مندر. حرم: کعبہ. کلیسا: گرجا. سوداگری: کاروبار. جزا: ثواب. پاسبان: حفاظت کرنے والا. نفسِ غیر: دوسرے کی ذات، کوئی دوسرا. مَدار: انحصار. شوخی: گستاخی. سوالِ مکرر: بار بار سوال کرنا. کلیم: مراد حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ جنھوں نے اللہ سے اپنا جلوہ دکھانے پر اصرار کیا. شرطِ رضا: خدا کی مرضی پر خوش رہنے کی شرط. ثبوت لانا: دلیل پیش کرنا. مے: شراب. ضد: اصرار.

حصّہ دوم

(۱۹۰۵ء سے ۱۹۰۸ء تک)

محبّت

عروسِ شب کی زُلفیں تھیں ابھی ناآشنا خَم سے
ستارے آسماں کے بے خبر تھے لذّتِ رَم سے

قمر اپنے لباسِ نَو میں بیگانہ سا لگتا تھا
نہ تھا واقف ابھی گردش کے آئینِ مسلّم سے

ابھی امکاں کے ظُلمت خانے سے اُبھری ہی تھی دُنیا
مذاقِ زندگی پوشیدہ تھا پہنائے عالَم سے

کمالِ نظمِ ہستی کی ابھی تھی ابتدا گویا
ہوَیدا تھی نگینے کی تمنّا چشمِ خاتَم سے

سُنا ہے عالَمِ بالا میں کوئی کیمیاگر تھا
صفا تھی جس کی خاکِ پا میں بڑھ کر ساغرِ جم سے

لکھا تھا عرش کے پائے پہ اک اِکسیر کا نسخہ
چُھپاتے تھے فرشتے جس کو چشمِ رُوحِ آدم سے

نگاہیں تاک میں رہتی تھیں لیکن کیمیاگر کی
وہ اس نسخے کو بڑھ کر جانتا تھا اسمِ اعظم سے

بڑھا تسبیح خوانی کے بہانے عرش کی جانب
تمنائے دِلی آخر بَر آئی سعیِ پیہم سے

پھرایا فکرِ اجزا نے اُسے میدانِ امکاں میں
چُھپے گی کیا کوئی شے بارگاہِ حق کے محرم سے

چمک تارے سے مانگی، چاند سے داغِ جگر مانگا
اُڑائی تیرگی تھوڑی سی شب کی زُلفِ برہم سے

تڑپ بجلی سے پائی، حُور سے پاکیزگی پائی
حرارت لی نفَسہائے مسیحِ ابنِ مریمؑ سے

ذرا سی پھر ربوبیّت سے شانِ بے نیازی لی
مَلَک سے عاجزی، اُفتادگی تقدیرِ شبنم سے

پھر ان اجزا کو گھولا چشمۂ حیواں کے پانی میں
مرکّب نے محبّت نام پایا عرشِ اعظم سے

مُہوِّس نے یہ پانی ہستیِ نوخیز پر چھڑکا
گرہ کھولی ہُنر نے اُس کے گویا کارِ عالَم سے

ہوئی جنبش عیاں، ذرّوں نے لُطفِ خواب کو چھوڑا
گلے ملنے لگے اُٹھ اُٹھ کے اپنے اپنے ہمدم سے
خرامِ ناز پایا آفتابوں نے، ستاروں نے
چٹک غنچوں نے پائی، داغ پائے لالہ زاروں نے

عروسِ شب: رات کی دلہن. زلفیں: جمع زلف، بالوں کا لچھا. خَم: مُڑے ہونا. لذتِ رَم: بھاگنے کی لذت. قمر: چاند. لباسِ نو: نیا لباس. بیگانہ سا لگنا: غیر غیر سا معلوم ہونا. گردش: چکر کاٹنے کا عمل. آئینِ مسلّم: مانا ہوا اصول. ظلمت خانہ: تاریک جگہ. اُبھرنا: اوپر کو اُٹھنا. مذاقِ زندگی: زندگی گزارنے کا ذوق. پہنائے عالم: کائنات کا پھیلاؤ. کمالِ تنظیمِ ہستی: کائنات کی ترتیب کا مکمل ہونا. ہویدا: ظاہر. چشمِ خاتم: انگوٹھی کی آنکھ. عالمِ بالا: اوپر کی دنیا. کیمیا گر: تانبے کو سونا بنانے والا، مراد حضورِ اکرمؐ کا نورِ مبارک جس کی روشنی سے ساری کائنات پیدا ہوئی. صفا: پاکیزگی. خاکِ پا: پاؤں کی گرد. ساغرِ جم: ایران کے قدیم بادشاہ جمشید کا شراب کا پیالہ. اکسیر: لازمی اثر کرنے والی دوا. نسخہ: کاغذ کا پرچہ جس پر حکیم دوائیں تجویز کرتا ہے. تاک میں رہنا: گھات میں رہنا. اسمِ اعظم: خدا تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک بزرگ تر نام جس کے ورد سے دعا فوراً قبول ہوتی ہے. تسبیح خوانی: اللہ کے نام کا ورد کرنا. تمنائے دِلی بر آنا: دل کی خواہش پوری ہونا. سعیِ پیہم: لگاتار کوشش. پھرانا: تلاش میں مصروف رکھنا. اجزا: جمع جُز، حصے، جن سے کوئی چیز ترکیب پاتی ہے. میدانِ امکاں: مراد یہ کائنات. بارگاہِ حق: خدا کا دربار. محرم: واقف، بھید جاننے والا. داغِ جگر: مراد وہ داغ جو چاند میں ہوتا ہے. تیرگی: سیاہی، تاریکی. اُڑانا: چُرانا. شب: رات. زُلف برہم: بکھرے ہوئے بال. پاکیزگی: پاک صاف ہونے کی حالت. نفسہائے: جمع نفس، سانس، پھونکیں. مسیحِ ابنِ مریم: حضرت مریمؑ کے بیٹے حضرت عیسیٰؑ مسیح اللہ جو اپنے دَم سے مُردوں کو زندہ کرتے تھے. ربوبیت: پروردگاری. شانِ بے نیازی: بے پروائی کا انداز. مَلَک: فرشتہ. عاجزی: خود کو کمتر سمجھنا. اُفتادگی: گرنا. اجزا: جمع جُز، حصے، ٹکڑے. چشمۂ حیواں: آبِ حیات کا چشمہ. مرکّب: کئی چیزیں اکٹھی ملائی ہوئیں. عرشِ اعظم: خدا کا تخت. مُہوّس: لالچی، کیمیا گر. ہستیِ نوخیز: تازہ تازہ وجود میں آئی ہوئی زندگی. گرہ کھولنا: مشکل حل کرنا. ہُنر: کاریگری. کارِ عالم: دنیا کا کاروبار. جنبش: ہلنا. عیاں: ظاہر. لطفِ خواب: نیند کا مزہ. ہمدم: ساتھی. خرامِ ناز: ادا سے چلنا. آفتابوں: جمع آفتاب، سورج. چٹک: کھِلنا. داغ: نشان. لالہ زار: لالہ کے پھولوں کا باغ.

حقیقتِ حُسن

خدا سے حُسن نے اک روز یہ سوال کیا
جہاں میں کیوں نہ مجھے تُو نے لازوال کیا

مِلا جواب کہ تصویر خانہ ہے دُنیا
شبِ درازِ عدَم کا فسانہ ہے دُنیا

ہوئی ہے رنگِ تغیّر سے جب نمود اس کی
وہی حَسیں ہے حقیقت زوال ہے جس کی

کہیں قریب تھا، یہ گفتگو قمر نے سُنی
فلک پہ عام ہوئی، اخترِ سحَر نے سُنی

سحَر نے تارے سے سُن کر سُنائی شبنم کو
فلک کی بات بتا دی زمیں کے محرم کو

بھر آئے پھول کے آنسو پیامِ شبنم سے
کلی کا ننھا سا دل خون ہو گیا غم سے
چمن سے روتا ہوا موسمِ بہار گیا
شباب سیر کو آیا تھا، سوگوار گیا

لازوال: جسے فنا نہ ہو. تصویر خانہ: وہ گھر جس میں تصویریں ہوں، مختلف صورتوں کا مرقع. شبِ درازِ عدم: فنا کی لمبی رات. رنگِ تغیر: بدلتے رہنے کا انداز. نمود: ظاہر ہونا. حسیں: خوبصورت. حقیقت: اصلیت. زوال: فنا، اُتار. گفتگو: بات چیت. قمر: چاند. فلک: آسمان. عام ہونا: مراد پھیل جانا. اخترِ سحر: صبح کا تارا. شبنم: اوس. محرم: واقف، رازدان. آنسو بھر آنا: آنسو نکل آنا. دل خون ہونا: سخت دکھ بھرا ہونا. شباب: جوانی. سیر کو آنا: مراد تھوڑی دیر کے لیے کہیں آنا. سوگوار: غم کا مارا ہوا.

پیام

عشق نے کر دیا تجھے ذوقِ تپش سے آشنا
بزم کو مثلِ شمع بزم حاصلِ سوز و ساز دے

شانِ کرم پہ ہے مدار عشقِ گرہ کشائے کا
دَیر و حرم کی قید کیا! جس کو وہ بے نیاز دے

صورتِ شمع نور کی مِلتی نہیں قبا اُسے
جس کو خدا نہ دہر میں گریۂ جاں گداز دے

تارے میں وہ، قمر میں وہ، جلوہ گہِ سحر میں وہ
چشمِ نظارہ میں نہ تُو سُرمۂ امتیاز دے

عشق بلند بال ہے رسم و رہِ نیاز سے
حُسن ہے مستِ ناز اگر تُو بھی جوابِ ناز دے

پیرِ مغاں! فرنگ کی مے کا نشاط ہے اثر
اس میں وہ کیفِ غم نہیں، مجھ کو تو خانہ ساز دے
تجھ کو خبر نہیں ہے کیا! بزمِ کہن بدل گئی
اب نہ خدا کے واسطے ان کو مئے مجاز دے

ذوقِ تپش: تڑپ/بیقراری کا شوق. آشنا: واقف. مثل: مانند، طرح. حاصلِ سوز و ساز: عشقِ حقیقی میں پیدا ہونے والے جذبے. شانِ کرم: مہربانی/بخشش کا انداز. مدار: انحصار. عشق گرہ کشائے: مشکلیں حل کرنے والا عشق. دَیر و حرم: مندر اور کعبہ. قید: پابندی. وہ بے نیاز: مراد خدا تعالیٰ. صورتِ شمع: شمع/موم بتی کی طرح. قبا: آگے سے کھلا ہوا لمبا کوٹ. دہر: زمانہ. گریۂ جاں گداز: روح کو پگھلانے والا رونا. وہ: مراد خدا تعالیٰ. جلوہ گہِ سحر: صبح کی تجلی کی جگہ، مراد صبح. چشمِ نظارہ: دیکھنے والی آنکھ. سُرمۂ امتیاز: دو یا زیادہ چیزوں میں فرق کرنے والا سرمہ. بلند بال ہونا: مراد بہت بلند ہونا. رسم و رہِ نیاز: عاجزی کے طور طریقے. مستِ ناز: اپنی اداؤں میں مگن. جوابِ ناز دینا: مراد حُسن والا ناز ہی اختیار کرنا. پیرِ مُغاں: آتش پرستوں کا پیشوا، شراب بیچنے والا. مَے: شراب، مراد زندگی گزارنے کے طریقے. نشاط: خوشی، مسرّت. کیفِ غم: غم کا خُمار. خانہ ساز: مراد دیسی شراب یعنی اپنے یہاں کی اسلامی معاشرت اور علوم. بزمِ کہن: پرانی محفل، مراد مسلمان جو کبھی ہندوستان میں حکمران تھے اب غلام ہیں. مَے مجاز: مراد دنیاوی شراب یعنی صرف دنیا ہی سے تعلق جسے ''ماسوا اللہ'' کہتے ہیں.

سوامی رام تیرتھ

ہم بغل دریا سے ہے اے قطرۂ بے تاب تُو
پہلے گوہر تھا، بنا اب گوہرِ نایاب تُو
آہ! کھولا کس ادا سے تُو نے رازِ رنگ و بُو
میں ابھی تک ہوں اسیرِ امتیازِ رنگ و بُو
مِٹ کے غوغا زندگی کا شورشِ محشر بنا
یہ شرارہ بُجھ کے آتش خانۂ آزر بنا
نفیِ ہستی اک کرشمہ ہے دلِ آگاہ کا
'لا' کے دریا میں نہاں موتی ہے 'اِلّا اللہ' کا
چشمِ نابینا سے مخفی معنیِ انجام ہے
تھم گئی جس دَم تڑپ، سیماب سیمِ خام ہے
توڑ دیتا ہے بُتِ ہستی کو ابراہیمِ عشق
ہوش کا دارُو ہے گویا مستیِ تسنیمِ عشق

سوامی رام تیرتھ: تیرتھ رام سوامی جو محبت سے خدا ملنے کا نظریہ رکھتے تھے۔ (۱۸۷۳ء۔۱۹۰۶ء)۔ گوجرانوالہ کے ایک گاؤں سے تعلق تھا۔ دریائے گنگا میں ڈوب کر فوت ہوئے. ہم بغل: ملا ہوا. قطرۂ بیتاب: بے چین قطرہ. گوہرِ نایاب: نہ ملنے والا اور عجیب موتی. ادا: انداز. رنگ و بو: رنگ اور خوشبو یعنی کائنات. اسیرِ امتیاز: فرق کرنے کا قیدی. غوغا: شور، ہنگامہ. شورشِ محشر: قیامت کا ہنگامہ. شرارہ: چنگاری. آتش خانہ: آتش پرستوں کا عبادت خانہ جہاں ہر وقت آگ جلتی رہتی ہے. آزر: حضرت ابراہیمؑ کے دور کا مشہور بت تراش. نفیِ ہستی: اپنے وجود کی نفی. کرشمہ: انوکھی بات. دلِ آگاہ: باخبر دل. لا: مراد کوئی معبود نہیں. اِلا اللہ: خدا کے سوا. نہاں: چُھپا ہوا. چشمِ نابینا: اندھی آنکھ. مخفی: چُھپا ہوا. معنیِ انجام: خاتمہ. تھم گئی: رُک گئی. تڑپ: بے چین رہنے کی حالت. سیماب: پارا. سیم خام: کچی چاندی. بُتِ ہستی: وجود کا بت. ابراہیمِ عشق: عشق کو حضرت ابراہیمؑ سے تشبیہ دی ہے جنھوں نے بت خانہ میں رکھے ہوئے بت توڑ ڈالے تھے. ہوش: عقل. دارُو: دوا. تسنیم: جنت کی ایک ندی.

طلبۂ علی گڑھ کے نام

اَوروں کا ہے پیام اور، میرا پیام اور ہے
عشق کے دردمند کا طرزِ کلام اور ہے

طائرِ زیرِ دام کے نالے تو سُن چکے ہو تم
یہ بھی سنو کہ نالۂ طائرِ بام اور ہے

آتی تھی کوہ سے صدا رازِ حیات ہے سکُوں
کہتا تھا مُورِ ناتواں لُطفِ خِرام اور ہے

جذبِ حرم سے ہے فروغ انجمنِ حجاز کا
اس کا مقام اور ہے، اس کا نظام اور ہے

موت ہے عیشِ جاوداں، ذوقِ طلب اگر نہ ہو
گردشِ آدمی ہے اور، گردشِ جام اور ہے

شمعِ سحر یہ کہہ گئی سوز ہے زندگی کا ساز
غم کدۂ نمود میں شرطِ دوام اور ہے

بادہ ہے نیم رس ابھی، شوق ہے نارسا ابھی
رہنے دو خُم کے سر پہ تم خشت کلیسیا ابھی

طلبہ: جمع طالب، مراد طالب علم. علی گڑھ کالج: برصغیر کا مشہور کالج جو اب علی گڑھ یونیورسٹی ہے۔ سرسیّد احمد خان مرحوم نے اس کی بنیاد رکھی. اَوروں: جمع اور، دوسروں. عشق کا دردمند: مراد عشق کے جذبے سے سرشار. طرزِ کلام: بات کرنے کا انداز. طائرِ زیرِ دام: جال میں پھنسا ہوا پرندہ. طائرِ بام: چھت پر بیٹھا ہوا پرندہ. کوہ: پہاڑ. رازِ حیات: زندگی کی حقیقت. سکوں: ٹھہراؤ، ایک جگہ ٹکے رہنا. مورِ ناتواں: کمزور چیونٹی. لطفِ خرام: حرکت میں رہنے کا مزہ. جذبِ حرم: کعبہ کی کشش، مرکز اسلام سے وابستگی. فروغ: روشنی، رونق. انجمنِ حجاز: مراد ملتِ اسلامیہ. مقام: مرتبہ، شان. نظام: طور طریقے. عیشِ جاوداں: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی. ذوقِ طلب: مراد دنیاوی خواہشات رکھنا. گردشِ آدمی: انسان کا چلنا پھرنا. سوز: مراد عشق کی تپش. زندگی کا ساز: زندگی کی کامیابی کا سامان. غمکدۂ نمود: مراد دنیا جو دکھوں کا گھر ہے. شرطِ دوام: ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے کی پابندی. بادہ: شراب. نیم رس: آدھ پکی. شوق: جذبۂ عشق. نارسا: بے اثر. خُم: مٹکا. سر پہ: اُوپر. خشتِ کلیسیا: گرجے کی اینٹ، مراد یورپی تہذیب کا اثر لینا.

اخترِ صبح

ستارہ صبح کا روتا تھا اور یہ کہتا تھا
مِلی نگاہ مگر فرصتِ نظر نہ مِلی
ہوئی ہے زندہ دمِ آفتاب سے ہر شے
اماں مجھی کو تہِ دامنِ سحَر نہ مِلی
بساط کیا ہے بھلا صبح کے ستارے کی
نفَس حباب کا، تابندگی شرارے کی
کہا یہ میں نے کہ اے زیورِ جبینِ سحَر!
غمِ فنا ہے تجھے! گنبدِ فلک سے اُتر
ٹپک بلندیِ گردُوں سے ہمرہِ شبنم
مرے ریاضِ سخن کی فضا ہے جاں پرور
میں باغباں ہوں، محبت بہار ہے اس کی
بِنا مثالِ ابد پائدار ہے اس کی

اخترِ صبح: ایک خاص ستارہ جو صبح کے وقت طلوع اور بہت روشن ہوتا ہے. فرصتِ نظر: دیکھنے کی مہلت. دمِ آفتاب: سورج کا وجود. تہِ دامنِ سحر: صبح کے پلّو کے نیچے، مراد صبح کے وقت. بساط: اوقات، حوصلہ. نفس: وجود. حباب: بلبلا. تابندگی: چمک. جبینِ سحر: صبح کا ماتھا. غمِ فنا: مٹنے کا دکھ. گنبدِ فلک: مراد آسمان. بلندیِ گردُوں: آسمان کی اُونچائی. ہمرہِ شبنم: اوس کے ساتھ. ریاضِ سخن: شاعری کا باغ. جاں پرور: روح کو تازہ کرنے والا. بِنا: بنیاد. مثالِ ابد: ہمیشگی کی طرح.

حُسن و عشق

جس طرح ڈُوبتی ہے کشتیِ سیمینِ قمر
نورِ خورشید کے طوفان میں ہنگامِ سحَر
جیسے ہو جاتا ہے گُم، نور کا لے کر آنچل
چاندنی رات میں مہتاب کا ہم رنگ کنول
جلوۂ طُور میں جیسے یدِ بیضائے کلیم
مَوجۂ نکہتِ گُلزار میں غنچے کی شمیم
ہے ترے سیلِ محبّت میں یونہی دل میرا

تُو جو محفل ہے تو ہنگامۂ محفل ہُوں میں
حُسن کی برق ہے تُو، عشق کا حاصل ہُوں میں
تُو سحَر ہے تو مرے اشک ہیں شبنم تیری
شامِ غربت ہُوں اگر مَیں تو شفق تُو میری
مرے دل میں تری زُلفوں کی پریشانی ہے
تری تصویر سے پیدا مری حیرانی ہے
حُسن کامل ہے ترا، عشق ہے کامل میرا

ہے مرے باغِ سخن کے لیے تُو بادِ بہار
میرے بے تاب تخیل کو دیا تُو نے قرار
جب سے آباد ترا عشق ہوا سینے میں
نئے جوہر ہوئے پیدا مرے آئینے میں
حُسن سے عشق کی فطرت کو ہے تحریکِ کمال
تجھ سے سرسبز ہوئے میری اُمیدوں کے نہال
قافلہ ہو گیا آسُودۂ منزل میرا

کشتیِ سیمینِ قمر: چاند کی چاندی ایسی سفید کشتی. نورِ خورشید: سورج کی روشنی. طوفان: مراد تیزی. ہنگامِ سحر: صبح کے وقت. آنچل: دوپٹا. مہتاب کا ہمرنگ: چاندنی جیسے رنگ والا، سفید. کنول: سفید رنگ کا پھول. جلوۂ طُور: طور پر اللہ تعالیٰ کی تجلّی جو حضرت موسیٰؑ نے دیکھی. یدِ بیضا: سفید ہاتھ، حضرت موسیٰؑ کا ایک معجزہ. کلیم: مراد حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ. مَوجہ: لہر. نکہت گلزار: باغ کی خوشبو. شمیم: خوشبو، مہک. سیلِ محبت: محبت کی طغیانی. ہنگامۂ محفل: محفل کی رونق. برق: بجلی. حاصل: فصل، پیداوار. اشک: آنسو. غربت: پردیس. شفق: آسمان پر صبح اور شام پھیلنے والی سُرخی. پریشانی: بکھرے ہونے کی حالت. حیرانی: کسی چیز میں کھو جانا. باغِ سخن: شاعری کا باغ یعنی شاعری. بادِ بہار: موسمِ بہار کی ہوا. بیتاب: بے چین. تخیل: خیال کی قوت. جوہر: آئینے کی چمک دمک، خوبی. فطرت: مزاج، پیدائش. تحریکِ کمال: مکمل ہونے کی رغبت دلانا. سرسبز: تروتازہ. نہال: درخت. آسودۂ منزل: اپنے ٹھکانے پر آرام سے پہنچ جانے والا.

.....کی گود میں بلّی دیکھ کر

تجھ کو دُزدیدہ نگاہی یہ سِکھا دی کس نے
رمز آغازِ محبت کی بتا دی کس نے
ہر ادا سے تری پیدا ہے محبت کیسی
نیلی آنکھوں سے ٹپکتی ہے ذکاوت کیسی
دیکھتی ہے کبھی ان کو، کبھی شرماتی ہے
کبھی اُٹھتی ہے، کبھی لیٹ کے سو جاتی ہے
آنکھ تیری صفَتِ آئنہ حیران ہے کیا
نورِ آگاہی سے روشن تری پہچان ہے کیا
مارتی ہے انھیں پونچھوں سے، عجب ناز ہے یہ
چھیڑ ہے، غصّہ ہے یا پیار کا انداز ہے یہ؟
شوخ تُو ہوگی تو گودی سے اُتاریں گے تجھے
گِر گیا پھول جو سینے کا تو ماریں گے تجھے

کیا تجسّس ہے تجھے، کس کی تمنّائی ہے
آہ! کیا تُو بھی اسی چیز کی سَودائی ہے

خاص انسان سے کچھ حُسن کا احساس نہیں
صورتِ دل ہے یہ ہر چیز کے باطن میں مکیں

شیشۂ دہر میں مانندِ مَے ناب ہے عشق
رُوحِ خورشید ہے، خونِ رگِ مہتاب ہے عشق

دلِ ہر ذرّہ میں پوشیدہ کسک ہے اس کی
نور یہ وہ ہے کہ ہر شے میں جھلک ہے اس کی

کہیں سامانِ مسرّت، کہیں سازِ غم ہے
کہیں گوہر ہے، کہیں اشک، کہیں شبنم ہے

دُزدیدہ نگاہی: آنکھ چرا کر دیکھنا. رمز: بھید. آغاز: شروع. ادا: انداز، ناز. ذکاوت: ذہن کی تیزی، ذہانت. ٹپکنا: مراد ظاہر ہونا. صفتِ آئنہ: آئینے کی طرح. نورِ آگاہی: باخبری کی روشنی. عجب ناز: حیران کرنے والی ادا. شوخ: شریر. تجسّس: کھوج، تلاش. تمنّائی: خواہش رکھنے والی. سودائی: شیدائی، دیوانی. احساس: محسوس کرنے کی حالت. صورتِ دل: دل کی طرح. باطن: ضمیر. مکیں: رہنے والا. شیشۂ دہر: زمانے کی صُراحی، زمانہ. مَے ناب: خالص شراب. خورشید: سورج. رگِ مہتاب: چاند کی نس. پوشیدہ: چھپی ہوئی. کسک: ٹیس، درد. جھلک: چمک. سامانِ مسرّت: خوشی کا سبب. سازِ غم: دکھ کا سامان. گوہر: موتی. اشک: آنسو. شبنم: اوس.

کلی

جب دِکھاتی ہے سحَر عارضِ رنگیں اپنا
کھول دیتی ہے کلی سینۂ زرّیں اپنا

جلوہ آشام ہے یہ صبح کے مے خانے میں
زندگی اس کی ہے خورشید کے پیمانے میں

سامنے مِہر کے دل چیر کے رکھ دیتی ہے
کس قدر سینہ شگافی کے مزے لیتی ہے

مرے خورشید! کبھی تُو بھی اُٹھا اپنی نقاب
بہرِ نظّارہ تڑپتی ہے نگاہِ بے تاب

تیرے جلوے کا نشیمن ہو مرے سینے میں
عکس آباد ہو تیرا مرے آئینے میں

زندگی ہو ترا نظّارہ مرے دل کے لیے
روشنی ہو تری گہوارہ مرے دل کے لیے

ذرّہ ذرّہ ہو مرا پھر طرَب اندوزِ حیات
ہو عیاں جوہرِ اندیشہ میں پھر سوزِ حیات
اپنے خورشید کا نظّارہ کروں دُور سے میں
صفَتِ غُنچہ ہم آغوش رہوں نور سے میں
جانِ مُضطَر کی حقیقت کو نمایاں کر دوں
دل کے پوشیدہ خیالوں کو بھی عُریاں کر دوں

سحر: صبح. عارض: گال، چہرہ. سینۂ زرّیں: سنہری سینہ. سینہ کھولنا: مراد کِھلنا. جلوہ آشام: جلوے کی خواہش مند. خورشید: سورج. مہر: سورج. پیمانہ: پیالہ. دل چیر کے رکھ دینا: مراد کلی کا کِھلنا. سینہ شگافی: سینہ پھیر دینا. خورشید: مراد محبوب. بہرِ نظّارہ: دیکھنے کے لیے. نشیمن: گھونسلا، ٹھکانا. آباد ہونا: مراد پڑنا. زندگی ہونا: طاقت کا باعث ہونا. گہوارہ: پنگوڑا. طرب اندوزِ حیات: زندگی کی خوشیاں حاصل کرنے والا. جوہرِ اندیشہ: غور و فکر کی اصل. سوزِ حیات: زندگی کی تپش / حرارت. صفت غنچہ: کلی کی طرح. ہم آغوش: مراد ساتھ مل کر رہنے والا. جانِ مضطر: بے چین روح. حقیقت: اصلیت، کیفیت. عُریاں: ننگے، مراد ظاہر.

چاند اور تارے

ڈرتے ڈرتے دمِ سحر سے تارے کہنے لگے قمر سے
نظّارے رہے وہی فلک پر ہم تھک بھی گئے چمک چمک کر
کام اپنا ہے صبح و شام چلنا چلنا، چلنا، مدام چلنا
بے تاب ہے اس جہاں کی ہر شے کہتے ہیں جسے سکوں، نہیں ہے
رہتے ہیں ستم کشِ سفر سب تارے، انساں، شجر، حجر سب
ہوگا کبھی ختم یہ سفر کیا
منزل کبھی آئے گی نظر کیا

کہنے لگا چاند، ہم نشینو اے مزرعِ شب کے خوشہ چینو!
جنبش سے ہے زندگی جہاں کی یہ رسمِ قدیم ہے یہاں کی
ہے دوڑتا اشہبِ زمانہ کھا کھا کے طلب کا تازیانہ
اس رہ میں مقام بے محل ہے پوشیدہ قرار میں اجل ہے
چلنے والے نکل گئے ہیں جو ٹھہرے ذرا، کچل گئے ہیں
انجام ہے اس خرام کا حُسن
آغاز ہے عشق، انتہا حُسن

دَمِ سحر: صبح کی پھونک. فلک: آسمان. مدام: ہمیشہ. ستم کشِ سفر: سفر کی سختیاں سہنے والے. شجر: درخت. حجر: پتھر. ہم نشینو: جمع ہم نشین، ساتھیو. مزرعِ شب: رات کی کھیتی. خوشہ چینو: جمع خوشہ چین، فصل کٹنے کے بعد گرے ہوئے دانے وغیرہ اُٹھانے والے اوالو. جنبش: حرکت. رسمِ قدیم: پرانا دستور. اشہب: گھوڑا. طلب: خواہش، تمنا. تازیانہ: چابک. مقام: ٹھہرنا، رکنا. بے محل: بے موقع. قرار: ٹھہراؤ. اجل: موت. چلنے والے مراد حرکت میں رہنے والے. کچل جانا: پس جانا. خرام: ٹہلنا، چلنا. آغاز: شروع. انتہا: اخیر، انجام.

وِصال

جستجو جس گُل کی تڑپاتی تھی اے بلبل مجھے
خوبیِ قسمت سے آخر مِل گیا وہ گُل مجھے

خود تڑپتا تھا، چمن والوں کو تڑپاتا تھا میں
تجھ کو جب رنگیں نوا پاتا تھا، شرماتا تھا میں

میرے پہلو میں دلِ مضطر نہ تھا، سیماب تھا
ارتکابِ جُرمِ اُلفت کے لیے بے تاب تھا

نامرادی محفلِ گُل میں مری مشہور تھی
صبح میری آئنہ دارِ شبِ دیجور تھی

از نفَس در سینۂ خوں گشتہ نشتر داشتم
زیرِ خاموشی نہاں غوغاے محشر داشتم

اب تاثّر کے جہاں میں وہ پریشانی نہیں
اہلِ گُلشن پر گراں میری غزل خوانی نہیں

عشق کی گرمی سے شعلے بن گئے چھالے مرے
کھیلتے ہیں بجلیوں کے ساتھ اب نالے مرے
غازۂ اُلفت سے یہ خاکِ سیہ آئینہ ہے
اور آئینے میں عکسِ ہمدمِ دیرینہ ہے
قید میں آیا تو حاصل مجھ کو آزادی ہوئی
دل کے لُٹ جانے سے میرے گھر کی آبادی ہوئی
ضَو سے اس خورشید کی اختر مرا تابندہ ہے
چاندنی جس کے غبارِ راہ سے شرمندہ ہے
یک نظر کردی و آدابِ فنا آموختی
اے خنک روزے کہ خاشاکِ مرا وا سوختی

وصال: ملاقات. خوبیِ قسمت: خوش قسمتی. گُل: پھول. رنگیں نوا: خوش آواز. پہلو: مراد سینہ. دلِ مضطر: بے
چین دل. سیماب: پارا. اِرتکابِ جُرم: جرم کرنا. اُلفت: محبت. نامرادی: بے نصیب ہونا، محرومی. آئینہ دار
عیب یا خوبی ظاہر کرنے والا. شبِ دیجور: کالی اور لمبی رات. ☆ میرے خون شدہ سینے میں سانس، نشتر کی طرح
چل رہا تھا۔ میری خاموشی کے نیچے قیامت کا شور برپا تھا. نالہ: رونے کی آواز. غازہ: سرخی. ہم دم دیرینہ: پرا
ساتھی. ضو: روشنی، پرتو. اختر: صبح کا ستارہ، تابندہ. ☆☆ اے محبوب! تو نے ایک نظر ڈالی اور مجھے فنا ہونے کے
طور طریقے سکھا دیے۔ وہ دن بڑا مبارک دن تھا جب تو نے میری گھاس پھونس کو جلا ڈالا تھا۔

سُلَیمیٰ

جس کی نمود دیکھی چشمِ ستارہ بیں نے
خورشید میں، قمر میں، تاروں کی انجمن میں
صُوفی نے جس کو دل کے ظُلمت کدے میں پایا
شاعر نے جس کو دیکھا قُدرت کے بانکپن میں
جس کی چمک ہے پیدا، جس کی مہک ہویدا
شبنم کے موتیوں میں، پھولوں کے پیرہن میں
صحرا کو ہے بسایا جس نے سکوت بن کر
ہنگامہ جس کے دَم سے کاشانۂ چمن میں
ہر شے میں ہے نمایاں یوں تو جمال اس کا
آنکھوں میں ہے سُلَیمیٰ! تیری کمال اس کا

سلیمیٰ: غالباً کوئی محبوبہ مراد ہے. نمود: ظاہر ہونے کی حالت. ستارہ بیں: ستاروں کو دیکھنے والا، نجومی. قمر: چاند. ظلمت کدہ: تاریک گھر. بانکپن: بانکا. پیدا: ظاہر. مہک: خوشبو. ہویدا: ظاہر. شبنم: اوس. پیرہن: لباس. بسانا: آباد کرنا. سکوت: خاموشی. ہنگامہ: رونق. کاشانہ: گھر. دَم: مراد وجہ. نمایاں: ظاہر. جمال: حُسن. کمال: مکمل ہونے کی حالت، مہارت.

عاشقِ ہرجائی

(۱)

ہے عجب مجموعۂ اضداد اے اقبالؔ تُو
رونقِ ہنگامۂ محفل بھی ہے، تنہا بھی ہے

تیرے ہنگاموں سے اے دیوانۂ رنگیں نوا!
زینتِ گُلشن بھی ہے، آرائشِ صحرا بھی ہے

ہم نشیں تاروں کا ہے تُو رفعتِ پرواز سے
اے زمیں فرسا، قدم تیرا فلک پیما بھی ہے

عینِ شغلِ مے میں پیشانی ہے تیری سجدہ ریز
کچھ ترے مسلک میں رنگِ مشربِ مِینا بھی ہے

مثلِ بُوئے گُل لباسِ رنگ سے عُریاں ہے تُو
ہے تو حکمت آفریں، لیکن تجھے سَودا بھی ہے

جانبِ منزل رواں بے نقشِ پا مانندِ موج
اور پھر اُفتادہ مثلِ ساحلِ دریا بھی ہے

حُسنِ نسوانی ہے بجلی تیری فطرت کے لیے
پھر عجب یہ ہے کہ تیرا عشق بے پروا بھی ہے

تیری ہستی کا ہے آئینِ تفنّن پر مدار
تُو کبھی ایک آستانے پر جبیں فرسا بھی ہے؟

ہے حسینوں میں وفا ناآشنا تیرا خطاب
اے تلوّن کیش! تُو مشہور بھی، رُسوا بھی ہے

لے کے آیا ہے جہاں میں عادتِ سیماب تُو
تیری بے تابی کے صدقے، ہے عجب بے تاب تُو

(۲)

عشق کی آشفتگی نے کردیا صحرا جسے
مُشتِ خاک ایسی نہاں زیرِ قبا رکھتا ہُوں میں

ہیں ہزاروں اس کے پہلو، رنگ ہر پہلو کا اور
سینے میں ہیرا کوئی ترشا ہوا رکھتا ہُوں میں

دل نہیں شاعر کا، ہے کیفیّتوں کی رستخیز
کیا خبر تجھ کو، درُونِ سینہ کیا رکھتا ہُوں میں

آرزو ہر کیفیت میں اک نئے جلوے کی ہے
مضطرب ہوں، دل سکوں نا آشنا رکھتا ہُوں میں

گو حَسینِ تازہ ہے ہر لحظہ مقصودِ نظر
حُسن سے مضبوط پیمانِ وفا رکھتا ہُوں میں

بے نیازی سے ہے پیدا میری فطرت کا نیاز
سوز و سازِ جستجو مثلِ صبا رکھتا ہُوں میں

موجبِ تسکیں تماشائے شرارِ جستہ اے
ہو نہیں سکتا کہ دل برق آشنا رکھتا ہُوں میں

ہر تقاضا عشق کی فطرت کا ہو جس سے خموش
آہ! وہ کامل تجلّی مُدّعا رکھتا ہُوں میں

جستجو کُل کی لیے پھرتی ہے اجزا میں مجھے
حُسن بے پایاں ہے، دردِ لادوا رکھتا ہُوں میں

زندگی اُلفت کی درد انجامیوں سے ہے مری
عشق کو آزادِ دستورِ وفا رکھتا ہُوں میں

سچ اگر پُوچھے تو افلاسِ تخیل ہے وفا
دل میں ہر دَم اک نیا محشر بپا رکھتا ہُوں میں

فیضِ ساقی شبنم آسا، ظرفِ دل دریا طلب
تشنۂ دائم ہوں آتش زیرِ پا رکھتا ہُوں میں

مجھ کو پیدا کرکے اپنا نکتہ چیں پیدا کیا
نقش ہوں، اپنے مصوّر سے گِلا رکھتا ہُوں میں

محفلِ ہستی میں جب ایسا تنک جلوہ تھا حُسن
پھر تخیل کس لیے لا انتہا رکھتا ہُوں میں

در بیابانِ طلب پیوستہ می کوشیم ما
موجِ بحریم و شکستِ خویش بر دوشیم ما

---

(۱)

ہرجائی: بے وفا. **مجموعۂ اَضداد:** جس میں ایک دوسرے کی مخالف عادتیں جمع ہوں. **عجب:** حیران کرنے والا. **رونقِ ہنگامۂ محفل:** محفل کے شور شرابے کی رونق. **تنہا:** دوسروں سے الگ تھلگ رہنے والا. **دیوانہ:** سودائی، عاشق. **رنگیں نوا:** دل کش شعر کہنے والا. **رفعتِ پرواز:** اُڑان کی بلندی. **زمین فرسا:** مراد زمین پر چلنے والا. **فلک پیما:** آسمان پر چلنے والا. **عین:** مراد ایک ہی وقت. **شغلِ مے:** شراب پینے کا مشغلہ. **سجدہ ریز:** سجدے میں گرا ہوا. **مَسلک:** راستہ، مذہب. **رنگ:** انداز، طریقہ. **مَشربِ مینا:** شراب کی صراحی کا مذہب. **لباسِ رنگ:** مراد دِکھاوا، ظاہری ٹیپ ٹاپ. **عُریاں:** ننگا، لباس کے بغیر. **حکمت آفریں:** عقل و دانش کی باتیں کرنے والا، فلسفی. **رَواں:** جاری. **بے نقشِ پا:** پاؤں کے نشانوں کے بغیر. **مانندِ موج:** لہر کی طرح. **اُفتادہ:** گرا ہوا. **ساحلِ دریا:** سمندر کا کنارہ. **حُسنِ نسوانی:** عورت کی خوبصورتی. **بجلی:** مراد آفت. **فطرت:** طبیعت. **عجب:** حیرانی کی بات. **بے پروا:** پروا نہ کرنے والا. **ہستی:** زندگی. **آئینِ تفنّن:** دل لگی کا دستور. **مَدار:** انحصار. **آستانہ:** چوکھٹ. **جبیں فرسا:** ماتھا رگڑنے والا. **وفا ناآشنا:** وفا سے ناواقف. **خطاب:** وہ خاص نام جس سے کسی کو بلایا جائے. **تلوّن کیش:** جس کا مزاج بدلتا رہے. **عادتِ سیماب:** پارے کی طرح بے چین طبیعت.

صدقے: واری، قربان.

(۲)

آشفتگی: بکھرے ہونے کی حالت، دیوانگی. مشتِ خاک: مٹی کی مٹھی. قبا: ایک خاص قسم کا لمبا اور کھلا لباس. رستخیز: قیامت. درونِ سینہ: دل کے اندر. مضطرب: بے چین. سکوں نا آشنا: جسے آرام کی خبر نہ ہو، بے چین. گو: اگرچہ. حسینِ تازہ: نیا محبوب. مقصودِ نظر: مراد دیکھنے کی آرزو. پیمانِ وفا: وفا کا عہد. نیاز: عاجزی. سوز و سازِ جستجو: مراد عشق کی تپش اور اس کا مزہ. مثلِ صبا: ہوا کی طرح. موجبِ تسکین: سکون کا باعث. تماشائے شرارِ جستہ: کسی اُچھلتی ہوئی چنگاری کو دیکھنا. برق آشنا: مراد حُسنِ مطلق سے لگاؤ رکھنے والا. خموش: خاموش مراد ختم یا پورا. کامل تجلی: مکمل دیدار. مُدعا: آرزو. کُل: تمام. اَجزا: جمع جُز، حصے، مراد کائنات کی ہر مخلوق خدا کی ذات کا حصہ ہے. بے پایاں: جس کی کوئی حد نہ ہو. دردِ لا دوا: ایسا دکھ جس کا کوئی علاج نہ ہو. دردانجامی: جس کا انجام غم پر ہو. دستورِ وفا: وفا کا قاعدہ قانون. افلاسِ تخیل: سوچ کی قوت جس منزل پر ہے اس سے آگے بڑھنے سے اس کا محروم ہونا. بپا رکھنا: قائم رکھنا. فیضِ ساقی: شراب پلانے والے کی سخاوت. شبنم آسا: اوس جیسا. ظرف: برتن، حوصلہ. دریا طلب: دریا مانگنے والا. تشنہ دائم: ہمیشہ کا پیاسا. آتش زیر پا رکھنا: بہت بے قرار ہونا. نکتہ چیں: عیب ڈھونڈنے والا. نقش: تصویر. مُصوّر: تصویر بنانے والا، مراد خدا. گِلہ، شکایت. محفلِ ہستی: مراد دنیا. تنگ جلوہ: مراد تھوڑی دیر تک رہنے والا. تخیل: لفظی طور پر خیال میں لانا. لا انتہا: جس کی کوئی حد اا خیر نہ ہو. ☆ خواہشوں کے بیابان میں ہم لگاتار کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ہم سمندر کی لہر ہیں اور اپنی ٹوٹ پھوٹ اپنے کندھوں پر لیے ہوتے ہیں۔

کوششِ ناتمام

فُرقتِ آفتاب میں کھاتی ہے پیچ و تاب صبح
چشمِ شفق ہے خوں فشاں اخترِ شام کے لیے

رہتی ہے قیسِ روز کو لیلیِ شام کی ہوس
اخترِ صبح مضطرب تابِ دوام کے لیے

کہتا تھا قطبِ آسماں قافلۂ نجوم سے
ہمرہو، میں ترس گیا لُطفِ خرام کے لیے

سوتوں کو ندّیوں کا شوق، بحر کا ندّیوں کو عشق
موجۂ بحر کو تپش ماہِ تمام کے لیے

حُسنِ ازل کہ پردۂ لالہ و گُل میں ہے نہاں
کہتے ہیں بے قرار ہے جلوۂ عام کے لیے

رازِ حیات پوچھ لے خضرِ خجستہ گام سے
زندہ ہر ایک چیز ہے کوششِ ناتمام سے

فرقتِ آفتاب: سورج کی جدائی. پیچ و تاب کھانا: بے چین ہونا. چشمِ شفق: آسمان کی سُرخی کی آنکھ، مراد خود شفق. خوں فشاں: خون بکھیرنے والی. اخترِ شام: شام کا ستارہ. قیسِ روز: دن کا مجنوں. لیلیٰ شام: شام کی لیلیٰ. تابِ دوام: ہمیشہ کی چمک. قطبِ آسماں: آسمان کا قطب نامی ستارہ جو اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتا. نجوم: جمع نجم، ستارے. ہمرہو: جمع ہمرہ، ہمراہی، ساتھیو. لطفِ خرام: ٹہلنے یعنی چلنے کا مزہ. سوتوں: جمع سوت، پانی کے چشمے. موجۂ بحر: سمندر کی لہر الہریں. تپش: تڑپ، بے چینی. ماہِ تمام: پورا چاند جس سے سمندر میں اونچی لہریں اُٹھتی ہیں. حُسنِ ازل: جمال. لالہ و گل: پھول. جلوۂ عام: کھلا دیدار. رازِ حیات: زندگی کی حقیقت. خضر: حضرت خضرؑ، ایک روایتی پیغمبر جنھوں نے آبِ حیات پیا. خجستہ گام: مبارک قدموں والا.

نوائے غم

زندگانی ہے مری مثلِ ربابِ خاموش
جس کی ہر رنگ کے نغموں سے ہے لبریز آغوش

بربطِ کون و مکاں جس کی خموشی پہ نثار
جس کے ہر تار میں ہیں سیکڑوں نغموں کے مزار

محشرستانِ نوا کا ہے اَمیں جس کا سکوت
اور منّت کشِ ہنگامہ نہیں جس کا سکوت

آہ! اُمّید محبّت کی بَر آئی نہ کبھی
چوٹ مضراب کی اس ساز نے کھائی نہ کبھی

مگر آتی ہے نسیمِ چمنِ طُور کبھی
سمتِ گردُوں سے ہَوائے نفَسِ حور کبھی

چھیڑ آہستہ سے دیتی ہے مرا تارِ حیات
جس سے ہوتی ہے رِہا روحِ گرفتارِ حیات

نغمۂ یاس کی دھیمی سی صدا اُٹھتی ہے
اشک کے قافلے کو بانگِ دَرا اُٹھتی ہے

جس طرح رفعتِ شبنم ہے مذاقِ رَم سے
میری فطرت کی بلندی ہے نوائے غم سے

امیں: امانت رکھنے والا. سکوت: خاموشی. منّت کشِ ہنگامہ: شور شرابے کا احسان اُٹھانے والا. اُمید بَر آنا: آرزو پوری ہونا. مِضراب: چھلا جس سے ستار بجاتے ہیں. نسیم: صبح کی نرم ہوا. چمنِ طور: طور کا باغ، جہاں موسیٰؑ نے خدا کا جلوہ دیکھا. گردُوں: آسمان. ہَوائے نفسِ حور: حور کے سانس کی ہَوا. تار چھیڑنا: ساز بجانا. حیات: زندگی. رِہا: آزاد. گرفتارِ حیات: زندگی میں قید. نغمۂ یاس: مایوسی کی لَے. صدا: آواز. بانگِ درا: قافلے کے روانہ ہوتے وقت گھنٹی کی آواز. رفعت: بلندی، بڑائی. مذاقِ رم: مراد بھاگ جانے کا شوق.

عشرتِ امروز

نہ مجھ سے کہہ کہ اجل ہے پیامِ عیش و سرور
نہ کھینچ نقشۂ کیفیتِ شرابِ طہور

فراقِ حُور میں ہو غم سے ہمکنار نہ تُو
پری کو شیشۂ الفاظ میں اُتار نہ تُو

مجھے فریفتۂ ساقیِ جمیل نہ کر
بیانِ حور نہ کر، ذکرِ سلسبیل نہ کر

مقامِ امن ہے جنّت، مجھے کلام نہیں
شباب کے لیے موزُوں ترا پیام نہیں

شباب، آہ! کہاں تک اُمیدوار رہے
وہ عیش، عیش نہیں، جس کا انتظار رہے

وہ حُسن کیا کہ جو محتاجِ چشمِ بینا ہو
نمود کے لیے منّت پذیرِ فردا ہو

عجیب چیز ہے احساس زندگانی کا
عقیدہ 'عشرتِ امروز' ہے جوانی کا

عشرت: عیش / خوشی. **امروز:** آج. **اجل:** موت. **عیش و سرور:** سُکھ چین اور خوشی. **نقشہ کھینچنا:** منظر کشی کرنا. **شرابِ طہور:** پاکیزہ شراب جو جنت میں ملے گی. **فراق:** جدائی. **حور:** حورا کی جمع، جنت کی خوبصورت عورتیں. **ہمکنار ہونا:** بغل گیر ہونا. **شیشۂ الفاظ میں اُتارنا:** لفظوں میں قابو کرنا. **فریفتہ:** دیوانہ، عاشق. **جمیل:** حسین، خوبصورت. **بیان:** ذکر. **سلسبیل:** بہشت کی ایک نہر. **مقامِ امن:** سکون اور آرام کی جگہ. **مجھے کلام نہیں:** مجھے اعتراض نہیں. **شباب:** جوانی. **موزوں:** مناسب، ٹھیک. **اُمیدوار:** تمنا رکھنے والا. **محتاج:** حاجت مند. **چشمِ بینا:** دیکھنے والی آنکھ. **منّت پذیر:** احسان اُٹھانے والا. **فردا:** آنے والا کل. **احساس:** کسی حس کے ذریعے معلوم کرنا. **عقیدہ:** یقین، ایمان.

انسان

قُدرت کا عجیب یہ ستم ہے!
انسان کو راز جُو بنایا راز اس کی نگاہ سے چُھپایا
بے تاب ہے ذوقِ آگہی کا کھلتا نہیں بھید زندگی کا

حیرت آغاز و انتہا ہے
آئینے کے گھر میں اور کیا ہے

ہے گرمِ خرام موجِ دریا دریا سُوئے بحر جادہ پیما
بادل کو ہَوا اُڑا رہی ہے شانوں پہ اُٹھائے لا رہی ہے
تارے مستِ شرابِ تقدیر زندانِ فلک میں پا بہ زنجیر
خورشید، وہ عابدِ سحر خیز لانے والا پیامِ 'برخیز'
مغرب کی پہاڑیوں میں چُھپ کر پیتا ہے مَے شفق کا ساغر
لذت گیرِ وجود ہر شے سرمستِ مَے نمود ہر شے

کوئی نہیں غم گُسارِ انساں
کیا تلخ ہے روزگارِ انساں!

عجیب ستم: انوکھا ظلم، سختی. راز جو: حقیقت تلاش کرنے والا. ذوق: شوق، لطف. آگہی: آگاہی، باخبری. گرمِ خرام: چلنے میں مصروف. سوئے بحر: سمندر کی طرف. جادہ پیما: راستہ چلنے والا. شانوں: جمع شانہ، کندھے.

مست: نشے میں، مدہوش. زندانِ فلک: آسمان کا قید خانہ. پا بہ زنجیر: جس کے پاؤں میں زنجیر ڈالی گئی ہو
خورشید: سورج. عابدِ سحر خیز: صبح سویرے اُٹھ کر عبادت کرنے والا. "برخیز": اُٹھ کھڑے ہو. مَے شفق
آسمانی سُرخی کی شراب. لذت گیر وجود: زندگی کی لذت اُٹھانے والی. سرمست: نشے میں چُور. مَے نمود: ظا
ہونے کی شراب. روزگار تلخ ہونا: وقت ناگوار ہونا.

جلوۂ حُسن

جلوۂ حُسن کہ ہے جس سے تمنّا بے تاب
پالتا ہے جسے آغوشِ تخیل میں شباب

ابدی بنتا ہے یہ عالَمِ فانی جس سے
ایک افسانۂ رنگیں ہے جوانی جس سے

جو سِکھاتا ہے ہمیں سر بہ گریباں ہونا
منظرِ عالَمِ حاضر سے گُریزاں ہونا

دُور ہو جاتی ہے اِدراک کی خامی جس سے
عقل کرتی ہے تاثّر کی غلامی جس سے

آہ! موجود بھی وہ حُسن کہیں ہے کہ نہیں
خاتَمِ دہر میں یا رب وہ نگیں ہے کہ نہیں

تمنا: آرزو. آغوش: گود. شباب: جوانی. ابدی: ہمیشہ کا. عالَمِ فانی: فنا ہونے والی دنیا. افسانۂ رنگیں: دلچسپ کہانی. سر بہ گریباں ہونا: سوچ بچار / غور کرنا. منظر: نظارہ. عالَمِ حاضر: موجودہ دنیا. گریزاں ہونا: بھاگنا، دُور ہونا. اِدراک: عقل فہم، سمجھ. خامی: مراد کمی، نقص. تاثّر: اثر قبول کرنا. خاتَمِ دہر: زمانے کی انگوٹھی. نگیں: نگینہ.

ایک شام

(دریائے نیکر، ہائیڈل برگ، کے کنارے)

خاموش ہے چاندنی قمر کی
شاخیں ہیں خموش ہر شجر کی
وادی کے نوا فروش خاموش
کُہسار کے سبز پوش خاموش
فطرت بے ہوش ہو گئی ہے
آغوش میں شب کے سو گئی ہے
کچھ ایسا سکوت کا فُسوں ہے
نیکر کا خرام بھی سکوں ہے
تاروں کا خموش کارواں ہے
یہ قافلہ بے درا رواں ہے
خاموش ہیں کوہ و دشت و دریا
قُدرت ہے مُراقبے میں گویا

اے دِل! تُو بھی خموش ہوجا
آغوش میں غم کو لے کے سوجا

دریائے نیکر: جرمنی کے ایک دریا کا نام. ہائیڈل برگ: جرمنی کا مشہور شہر. قمر: چاند. چاندنی: روشنی. شجر: درخت. وادی: دو پہاڑوں کے درمیان کی زمین. نوا فروش: مراد چہچہانے والے، پرندے. کہسار: پہاڑ. جگہ. سبز پوش: مراد درخت، پودے. بیہوش: بے سُدھ. شب: رات. فسوں: افسوں، جادو. خرام: مراد بہنا. سکوں: ٹھہراؤ، خاموشی. بے درا: گھنٹی (کی آواز) کے بغیر. رواں ہے: چل رہا ہے. کوہ: پہاڑ. دشت: جنگل. مراقبہ: مراد سوچوں میں ڈوبی ہوئی.

تنہائی

تنہائیِ شب میں ہے حزِیں کیا
انجم نہیں تیرے ہم نشیں کیا؟

یہ رفعتِ آسمانِ خاموش
خوابیدہ زمیں، جہانِ خاموش

یہ چاند، یہ دشت و در، یہ کُہسار
فطرت ہے تمام نسترن زار

موتی خوش رنگ، پیارے پیارے
یعنی ترے آنسوؤں کے تارے

کس شے کی تجھے ہَوس ہے اے دل!
قُدرت تری ہم نفَس ہے اے دل!

حزیں: غمگین. انجم: جمع نجم، ستارے. رفعت: بلندی. خوابیدہ: سوئی ہوئی. دشت و در: جنگل اور بیابان. نسترن زار: جہاں سیوتی کے سفید پھول ہوں. خوش رنگ: اچھے رنگوں والے. شے: چیز. ہم نفس: ساتھی، دوست.

پیامِ عشق

سُن اے طلب گارِ دردِ پہلو! میں ناز ہُوں، تُو نیاز ہو جا
میں غزنوی سومناتِ دل کا ہُوں تُو سراپا ایاز ہو جا

نہیں ہے وابستہ زیرِ گردُوں کمال شانِ سکندری سے
تمام ساماں ہے تیرے سینے میں، تُو بھی آئینہ ساز ہو جا

غرَض ہے پیکارِ زندگی سے کمال پائے ہلال تیرا
جہاں کا فرضِ قدیم ہے تُو، ادا مثالِ نماز ہو جا

نہ ہو قناعت شعار گُل چیں! اسی سے قائم ہے شان تیری
وفورِ گُل ہے اگر چمن میں تو اور دامن دراز ہو جا

گئے وہ ایّام، اب زمانہ نہیں ہے صحرا نوَردیوں کا
جہاں میں مانندِ شمعِ سوزاں میانِ محفل گداز ہو جا

وجود افراد کا مجازی ہے، ہستیِ قوم ہے حقیقی
فِدا ہو مِلّت پہ یعنی آتش زنِ طلسمِ مجاز ہو جا

یہ ہند کے فرقہ ساز اقبالؔ آزری کر رہے ہیں گویا
بچا کے دامن بتوں سے اپنا غُبارِ راہِ حجاز ہو جا

دردِ پہلو: مراد دردِ دل، عشق. ناز: حسن، محبوب. نیاز: مراد عاشق. غزنوی: سلطان محمود غزنوی (۹۶۷ء۔ ۱۰۳۰ء) جس نے سومنات کے بت توڑے تھے، مراد بت شکن. سومناتِ دل: مرادِ دل کا بتخانہ. ایاز: سلطان محمود غزنوی کا غلام جس سے انھیں محبت تھی. زیر گردُوں: آسمان کے نیچے، دنیا میں. شانِ سکندری: سکندر اعظم کا سا عزت و مرتبہ. آئینہ ساز: یعنی اپنے فن میں ماہر. پیکارِ زندگی: زندگی کی تگ و دَو / دَوڑ دھوپ. کمال پانا: کامل / پورا ہونا. ہلال: پہلی رات کا چاند. جہاں: دنیا. فرضِ قدیم: پرانا فرض. مثالِ نماز: نماز کی طرح. قناعت شعار: تھوڑی چیز پر خوش ہونے والا. گُل چیں: پھول توڑنے والا. قائم: برقرار. وفورِ گُل: پھولوں کی کثرت. دامن دراز: لمبی جھولی والا. ایّام: جمع یوم، دن. صحرا نوردیوں: جمع صحرا نوردی، جنگلوں بیابانوں میں پھرنا. شمعِ سوزاں: جلتی ہوئی موم بتی. میانِ محفل: محفل کے اندر. گداز ہو جا: پگھل جا. وجود: زندگی. مجازی: جو حقیقی نہ ہو. ہستیِ قوم: قوم کا وجود. آتش زن: آگ لگانے والا. طلسمِ مجاز: مجاز کا جادو. فرقہ ساز: فرقہ پرست. آزری: بت تراش. دامن بچانا: کسی بُرائی سے بچ کے رہنا. غبارِ راہِ حجاز ہو جا: حجاز کے راستے کی گرد بن جا، مراد حضورِ اکرمؐ کے عشق میں ڈوب جا.

فراق

تلاشِ گوشۂ عُزلت میں پھر رہا ہُوں مَیں
یہاں پہاڑ کے دامن میں آ چُھپا ہُوں مَیں

شکستہ گیت میں چشموں کے دلبری ہے کمال
دُعائے طِفلکِ گفتار آزما کی مثال

ہے تختِ لعلِ شفَق پر جلوسِ اخترِ شام
بہشتِ دیدۂ بینا ہے حُسنِ منظرِ شام

سکوتِ شامِ جُدائی ہُوا بہانہ مجھے
کسی کی یاد نے سِکھلا دیا ترانہ مجھے

یہ کیفیت ہے مری جانِ ناشکیبا کی
مری مثال ہے طفلِ صغیرِ تنہا کی

اندھیری رات میں کرتا ہے وہ سرود آغاز
صدا کو اپنی سمجھتا ہے غیر کی آواز

یونہی میں دل کو پیامِ شکیب دیتا ہُوں
شبِ فراق کو گویا فریب دیتا ہُوں

گوشۂ عُزلت: تنہائی کا کونا. **دامن**: وادی. **شکستہ گیت**: وہ گیت جس کی آواز ٹوٹی ہوئی معلوم ہو پانی کے پہاڑ سے ٹکرا ٹکرا کر گرنے کی آواز. **دِلبری**: دِل کشی، دل لبھانے کا عمل. **کمال**: بہت زیادہ. **طفلکِ گفتار آزما**: وہ معصوم بچہ جو ابھی باتیں کرنا سیکھ رہا ہو. **مثال**: طرح، مانند. **تختِ لعلِ شفق**: دن اور شام کے وقت آسمان پر پھیلنے والی سُرخی کو سُرخ تخت کہا. **جلوس**: مراد تخت پر بیٹھنا. **اختر**: ستارہ. **بہشتِ دیدۂ بینا**: ظاہری آنکھ کے لیے بہشت کی مانند. **حسنِ منظرِ شام**: شام کے وقت کا خوبصورت نظارہ. **شامِ جدائی**: محبوب سے دُوری کی شام. **ترانہ سکھانا**: گانا سکھانا. **کیفیت**: حالت. **ناشکیبا**: بے چین، بیقرار. **طفلِ صغیر**: چھوٹا معصوم بچہ. **سرود**: گانا، مراد رونا. **غیر**: کوئی دوسرا. **پیامِ شکیب**: صبر کا پیغام. **شبِ فراق**: جدائی کی رات. **گویا**: جیسے. **فریب دینا**: دھوکا دینا.

عبدالقادر کے نام

اُٹھ کہ ظلمت ہوئی پیدا اُفقِ خاوَر پر
بزم میں شعلہ نوائی سے اُجالا کر دیں

ایک فریاد ہے مانندِ سپند اپنی بساط
اسی ہنگامے سے محفل تہ و بالا کر دیں

اہلِ محفل کو دِکھا دیں اثرِ صَیقلِ عشق
سنگِ اِمروز کو آئینۂ فردا کر دیں

جلوۂ یوسفِ گُم گشتہ دِکھا کر ان کو
تپش آمادہ تر اَز خونِ زُلیخا کر دیں

اس چمن کو سبق آئینِ نمُو کا دے کر
قطرۂ شبنمِ بے مایہ کو دریا کر دیں

رختِ جاں بُت کدۂ چیں سے اُٹھا لیں اپنا
سب کو محوِ رُخِ سُعدیٰ و سُلیمیٰ کر دیں

دیکھ! یثرِب میں ہُوا ناقۂ لیلیٰ بیکار
قیس کو آرزوئے نَو سے شناسا کر دیں

بادہ دیرینہ ہو اور گرم ہو ایسا کہ گداز
جگرِ شیشہ و پیمانہ و مِینا کر دیں

گرم رکھتا تھا ہمیں سردیِ مغرب جو داغ
چیر کر سینہ اُسے وقفِ تماشا کر دیں

شمع کی طرح جییں بزم گہِ عالَم میں
خود جلیں، دیدۂ اغیار کو بینا کر دیں

"ہر چہ در دل گذرد وقفِ زباں دارد شمع
سوختن نیست خیالے کہ نہاں دارد شمع"

عبدالقادر: شیخ عبدالقادر جو اقبال کے پُرانے ساتھی تھے۔ ولادت بمقام لدھیانہ ۱۸۷۲ء۔ انھوں نے ۱۹۰۱ء میں اپنا اُردو کا مشہور رسالہ "مخزن" نکالا۔ وہ اُردو ادب کے محسن تھے۔ وفات ۹ فروری ۱۹۵۰ء بمقام لاہور. ظلمت: اندھیرا. اُفقِ خاور: مشرق کا آسمانی کنارہ. بزم: محفل. شعلہ نوائی: دِلوں میں عمل کی آگ تیز کرنے والی شاعری. فریاد: مراد پُر جوش شاعری. سپند: سیاہ دانہ: جو آگ پر پڑنے سے چٹختا ہے. بساط: حیثیت. ہنگامہ: مراد کوشش، جدوجہد. تہ و بالا کرنا: مراد انقلاب پیدا کر دینا. صیقل: پالش، زنگ صاف کرنا. سنگِ امروز: آج کا پتھر. آئینۂ فردا: کل کا آئینہ. یوسفِ گم گشتہ: کھویا ہوا یوسف"، مراد پُرانے صاحبِ کمال بزرگ جنھیں لوگ بھول گئے ہیں. تپش آمادہ تر از خونِ زلیخا: مراد پرانے بزرگوں کی پیروی کے سلسلے میں زلیخا کے خون سے بھی زیادہ بیقرار. آئینِ نمو: بڑھنے پھولنے کا دستور. شبنمِ بے مایہ: بے حقیقت اوس. دریا کر

دیں: مراد بے حقیقت سے عظیم بنا دیں. رختِ جاں: روح کا سامان، مراد دل و جان. بتکدۂ چیں: مراد اسلام سے ہٹ کر ہر طرح کی رائج الوقت تعلیم وغیرہ. محو: مصروف، متوجہ. رخِ سعدیٰ و سلیمیٰ: عرب کی مشہور حسیناؤں سعدیٰ و سلیمیٰ کا چہرہ، مراد عرب تہذیب و معاشرت کی خوبیاں. ناقۂ لیلیٰ بیکار ہوا: مراد اونٹوں پر سفر کا سلسلہ ختم ہوا. قیس: مجنوں کا اصل نام، مراد مسلمان. آرزوئے نو: نئی تمنا، مراد ترقی کے جدید رجحانات. بادۂ دیرینہ: پرانی شراب، مراد اسلام اور حضور اکرمؐ سے محبت کا جذبہ. گداز کرنا: پگھلا دینا. جگر شیشۂ و پیمانہ و مینا: مراد پوری اُمت مسلمہ کے دل. سردیِ مغرب: مراد یورپ کی زندگی جو بے کیف اور جذبۂ عشق سے خالی ہے. داغ: حضور اکرمؐ سے محبت کی تپش / گرمی. وقفِ تماشا: مراد عام و خاص اس کو دیکھ لیں. بزم گہِ عالم: مراد دنیا. دیدۂ اغیار: مراد دوسرے لوگوں کی آنکھیں. ☆ شمع کے دل پر جو کچھ گزرتی ہے وہ زبان پر لے آتی ہے، جلنا کوئی خیال نہیں ہے کہ شمع اسے چھپا کر رکھے۔ (یہ شعر مرزا عبدالقادر بیدل کا ہے)

صِقلیہ

(جزیرۂ سسلی)

رو لے اب دل کھول کر اے دیدۂ خونابہ بار
وہ نظر آتا ہے تہذیبِ حجازی کا مزار

تھا یہاں ہنگامہ ان صحرا نشینوں کا کبھی
بحر بازی گاہ تھا جن کے سفینوں کا کبھی

زلزلے جن سے شہنشاہوں کے درباروں میں تھے
بجلیوں کے آشیانے جن کی تلواروں میں تھے

اک جہانِ تازہ کا پیغام تھا جن کا ظُہور
کھا گئی عصرِ کُہن کو جن کی تیغِ ناصبور

مُردہ عالَم زندہ جن کی شورشِ پُیم سے ہُوا
آدمی آزاد زنجیرِ توہّم سے ہُوا

غلغلوں سے جس کے لذّت گیر اب تک گوش ہے
کیا وہ تکبیر اب ہمیشہ کے لیے خاموش ہے؟

آہ اے سِسلی! سمندر کی ہے تجھ سے آبرو
رہنما کی طرح اس پانی کے صحرا میں ہے تُو

زیب تیرے خال سے رُخسارِ دریا کو رہے
تیری شمعوں سے تسلّی بحرپیما کو رہے

ہو سُبک چشمِ مسافر پر ترا منظر مدام
موج رقصاں تیرے ساحل کی چٹانوں پر مدام

تُو کبھی اُس قوم کی تہذیب کا گہوارہ تھا
حُسنِ عالَم سوز جس کا آتشِ نظّارہ تھا

نالہ کش شیراز کا بلبل ہُوا بغداد پر
داغ رویا خُون کے آنسو جہان آباد پر

آسماں نے دولتِ غرناطہ جب برباد کی
ابنِ بدرُوں کے دلِ ناشاد نے فریاد کی

غم نصیب اقبالؔ کو بخشا گیا ماتم ترا
چن لیا تقدیر نے وہ دل کہ تھا محرم ترا

ہے ترے آثار میں پوشیدہ کس کی داستاں
تیرے ساحل کی خموشی میں ہے اندازِ بیاں

درد اپنا مجھ سے کہہ، مَیں بھی سراپا درد ہُوں
جس کی تُو منزل تھا، میں اُس کارواں کی گرد ہُوں

رنگ تصویرِ کہن میں بھر کے دکھلا دے مجھے
قصّہ ایّامِ سلَف کا کہہ کے تڑپا دے مجھے

مَیں ترا تحفہ سُوئے ہندوستاں لے جاؤں گا
خود یہاں روتا ہوں، اَوروں کو وہاں رُلواؤں گا

صِقلیہ: سسلی، بحیرۂ روم کا مشہور جزیرہ جہاں مسلمانوں نے زوردار حکومت کی۔ ابھی تک اسلامی تمدّن کے آثار وہاں موجود ہیں۔ ۱۰۷۱ء کے بعد نارمنوں نے اس پر قبضہ کرلیا. دیدۂ خونناب بار: خالص خون برسانے / رونے والی آنکھ. تہذیبِ حجازی: مراد اسلامی تہذیب وتمدن. مزار: مسلمانوں کی وہاں حکومت ختم ہونے کے سبب سے مزار کہا. ہنگامہ: رونق، چہل پہل. صحرانشین: مرادعرب مسلمان جو ریگستانوں میں رہا کرتے تھے. بازی گاہ: کھیلنے کی جگہ. سفینوں: جمع سفینہ، کشتیاں. تلواروں میں بجلیوں کے آشیانے: مراد تلواریں آسمانی بجلی کی طرح چمکدار اور فنا کرنے والی تھیں. جہانِ تازہ کا پیغام: مراد اسلامی تہذیب وتمدن. ظہور: ظاہر ہونا، مراد وہاں حکومت ہونا. عصرِ کہن: پرانا زمانہ، مراد اُس ملک کی اپنی تہذیب و معاشرت. تیغِ ناصبور: بے چین تلوار. مُردہ عالَم: مراد جذبوں اور ولولوں سے عاری قوم. شورشِ "قُم": مراد اُن کے جوش انگیز نعرے (قُم: قرآنی آیت کا ایک لفظ۔ حضرت عیسیٰؑ "اللہ کے حکم سے اُٹھ" کہہ کر مُردے کو زندہ کرتے تھے). زنجیرِ توہّم: وہم پرستی کی بیڑی یعنی وہم پرستی. غُلغلوں: جمع غُلغلہ، شور، بلند آواز. لذّت گیر: مزہ لینے والا. گوش: کان. رہنما: راستہ دکھانے والا. زیب: آرائش. خال: تِل، مراد جزیرہ. رُخسارِ دریا: سمندر کا گال، یعنی سمندر. بحر پیما: سمندر / سمندروں کا سفر کرنے والا. سبک ہونا: مراد دِل کشی کا سبب ہونا. مُدام: ہمیشہ. گہوارہ: مراد مرکز. اُس قوم: مرادعرب مسلمان. حسن عالَم سوز: دنیا کو جلانے والا حُسن، مراد دِلوں میں عشق کی آگ بھڑکانے والا حُسن. آتشِ نظّارہ: مراد جسے دیکھ کر آنکھیں چکاچوند ہو جائیں. نالہ کش: مراد ماتم کرنے / رونے والا. شیراز کا بلبل: مراد شیخ سعدی، فارسی کا مشہور شاعر اور گلستان و بوستان کا مصنف (۱۱۹۳ء۔ ۱۲۹۱ء). بغداد پر: مراد

خلافت عبّاسیہ (بغداد) کی تباہی و بربادی پر ایک دل ہلا دینے والا مرثیہ لکھا. داغ: مراد داغؔ دہلوی، اُردو کا مشہور شاعر جس نے انگریزوں کے ہاتھوں دلی کے اُجڑنے پر "شہر آشوب" لکھا تھا. جہان آباد: دہلی کا پرانا نام. دولتِ غرناطہ: ہسپانیہ کی ایک ریاست غرناطہ کی حکومت، یہ ریاست مسلمانوں کی گذشتہ عظمت کی آخری یادگار تھی۔ یہ فتح ہوئی تو مسلمان ہسپانیہ سے ہمیشہ کے لیے نکل گئے. ابن بدرُوں: ایک مشہور عرب شاعر جس نے غرناطہ کی تباہی پر مرثیہ لکھا تھا (بعض کا خیال ہے یہ مرثیہ اس شاعر نے نہیں بلکہ ابو محمد عبدالمجید ابن عبدون الفہری (گیارھویں تا بارھویں صدی عیسوی) نے لکھا. دلِ ناشاد: غمزدہ دل. غم نصیب: جس کے مقدر میں غم ہو. ماتم ترا: یعنی صقلیہ کا ماتم. محرم: واقف حال. آثار: جمع اثر، نشانیاں، مراد عمارتیں وغیرہ. کس کی: اس سوال کا جواب ہے، مسلمانوں کی. ساحل: سمندر کا کنارہ. اندازِ بیاں: بات کرنے کا ڈھنگ. سراپا: پورے طور پر. اُس کارواں: مراد مسلمانوں کا قافلہ یعنی ان کی حکومت. گرد: مٹی، مراد مسلم فاتحین کا عقیدت مند. تصویرِ کہن: پرانی تصویر، مراد اُس دَور کا نقشہ. قصّہ: کہانی، مراد واقعات. ایامِ سلف: گزرے ہوئے دن (جب مسلمان وہاں حکمران تھے). تحفہ: سوغات. اَوروں کو: یعنی دوسرے مسلمانوں کو.

غزلیات

(۱)

زندگی انساں کی اک دَم کے سوا کچھ بھی نہیں
دم ہَوا کی موج ہے، رَم کے سوا کچھ بھی نہیں

گُل تبسم کہہ رہا تھا زندگانی کو مگر
شمع بولی، گریۂ غم کے سوا کچھ بھی نہیں

رازِ ہستی راز ہے جب تک کوئی محرم نہ ہو
کھل گیا جس دَم تو محرم کے سوا کچھ بھی نہیں

زائرانِ کعبہ سے اقبالؔ یہ پوچھے کوئی
کیا حرم کا تحفہ زمزم کے سوا کچھ بھی نہیں

دَم: سانس. رَم: بھاگنا. تبسّم: مسکراہٹ. گریۂ غم: دکھ درد کا رونا. رازِ ہستی: زندگی کا بھید، یعنی زندگی کیا ہے؟.
محرم: واقف حال. کھل گیا: ظاہر ہو گیا. دم: پَل، گھڑی. زائران: جمع زائر، زیارت کرنے والے. حرم: کعبہ.
زمزم: آبِ زمزم، زمزم وہ چشمہ جو کعبہ اور صفا و مروہ کے درمیان، حضرت اسمٰعیلؑ کی شیر خواری کے دِنوں میں، پیاس کے سبب ان کے ایڑیاں رگڑنے سے پیدا ہوا تھا، یہ چشمہ آج بھی جاری اور کعبہ کے اندر ہے جہاں سے حاجی تحفے اور تبرک کے طور پر اس کا پانی لے کر آتے ہیں.

(۲)

الٰہی عقلِ خجستہ پے کو ذرا سی دیوانگی سِکھا دے
اسے ہے سودائے بخیہ کاری، مجھے سرِ پیرہن نہیں ہے

مِلا محبت کا سوز مجھ کو تو بولے صبحِ ازل فرشتے
مثالِ شمعِ مزار ہے تُو، تری کوئی انجمن نہیں ہے

یہاں کہاں ہم نفَس میسّر، یہ دیس نا آشنا ہے اے دل!
وہ چیز تُو مانگتا ہے مجھ سے کہ زیرِ چرخِ کہن نہیں ہے

نرالا سارے جہاں سے اس کو عرب کے معمارؐ نے بنایا
بِنا ہمارے حصارِ مِلّت کی اتّحادِ وطن نہیں ہے

کہاں کا آنا، کہاں کا جانا، فریب ہے امتیازِ عقبیٰ
نمود ہر شے میں ہے ہماری، کہیں ہمارا وطن نہیں ہے

مُدیرِ 'مخزن' سے کوئی اقبالؔ جا کے میرا پیام کہہ دے
جو کام کچھ کر رہی ہیں قومیں، اُنھیں مذاقِ سخن نہیں ہے

خجستہ پَے: مبارک قدموں والی. دیوانگی: مراد عشق کا جذبہ. سودا: خبط، جنون. بخیہ کاری: ٹانکے بھرنا، مراد دنیا کے معاملات کو ٹھیک کرنا. سرِ پیرہن: لباس کی فکر. صبحِ ازل: مراد کائنات کے وجود میں آتے وقت. شمعِ مزار:

قبر پر جلنے والی موم بتی، مراد تنہا۔ **انجمن**: بزم، محفل، مراد ساتھی، دوست۔ **ہم نفس**: یعنی ساتھی۔ **میسّر**: حاصل۔ **زیرِ چرخِ کہن**: پرانے آسمان کے نیچے، دنیا میں۔ **نرالا**: انوکھا، عجیب۔ **عرب کا معمار**: مراد حضور اکرمؐ۔ **پِنا**: بنیاد۔ **حصارِ ملّت**: قوم کا قلعہ، مراد ملّتِ اسلامیہ۔ **اتحادِ وطن**: مراد جغرافیائی حدود کو وطن قرار دینا۔ **مخزن**: اُردو کا وہ مشہور رسالہ جو سَر شیخ عبدالقادر نے لاہور سے ۱۹۰۱ء میں جاری کیا۔ **مذاقِ سخن**: شعر و شاعری کا شوق۔

(۳)

زمانہ دیکھے گا جب مرے دل سے محشر اُٹھے گا گفتگو کا
مری خموشی نہیں ہے، گویا مزار ہے حرفِ آرزو کا

جو موجِ دریا لگی یہ کہنے، سفر سے قائم ہے شان میری
گہر یہ بولا صدف نشینی ہے مجھ کو سامان آبرو کا

نہ ہو طبیعت ہی جن کی قابل، وہ تربیت سے نہیں سنورتے
ہُوا نہ سرسبز رہ کے پانی میں عکس سروِ کنارِ جُو کا

کوئی دل ایسا نظر نہ آیا نہ جس میں خوابیدہ ہو تمنّا
الٰہی تیرا جہان کیا ہے، نگار خانہ ہے آرزو کا

کُھلا یہ مر کر کہ زندگی اپنی تھی طلسمِ ہوس سراپا
جسے سمجھتے تھے جسمِ خاکی، غُبار تھا کُوئے آرزو کا

اگر کوئی شے نہیں ہے پنہاں تو کیوں سراپا تلاش ہُوں میں
نِگہ کو نظّارے کی تمنّا ہے، دل کو سودا ہے جستجو کا

چمن میں گُل چیں سے غنچہ کہتا تھا، اتنا بیدرد کیوں ہے انساں
تری نگاہوں میں ہے تبسّم شکستہ ہونا مرے سُبو کا

ریاضِ ہستی کے ذرّے ذرّے سے ہے محبت کا جلوہ پیدا
حقیقتِ گُل کو تُو جو سمجھے تو یہ بھی پیماں ہے رنگ و بُو کا

تمام مضموں مرے پرانے، کلام میرا خطا سراپا
ہُنر کوئی دیکھتا ہے مجھ میں تو عیب ہے میرے عیب جُو کا

سپاس شرطِ ادب ہے ورنہ کرم ترا ہے ستم سے بڑھ کر
ذرا سا اک دل دیا ہے، وہ بھی فریب خوردہ ہے آرزو کا

کمالِ وحدت عیاں ہے ایسا کہ نوکِ نشتر سے تُو جو چھیڑے
یقیں ہے مجھ کو گرے رگِ گُل سے قطرہ انسان کے لہو کا

گیا ہے تقلید کا زمانہ، مجاز رختِ سفر اُٹھائے
ہوئی حقیقت ہی جب نمایاں تو کس کو یارا ہے گفتگو کا

جو گھر سے اقبالؔ دور ہُوں میں، تو ہوں نہ محزُوں عزیز میرے
مثالِ گوہر وطن کی فرقت کمال ہے میری آبرو کا

گفتگو کا محشر اُٹھنا: مراد انقلاب پیدا کرنے والی شاعری کا آغاز ہونا. حرفِ آرزو: تمنا کی بات. شان قائم رہنا: زندگی برقرار رہنا، زندگی کی علامت ہونا. صدف نشینی: سیپی میں رہنا. آبرو کا سامان: عزت کا باعث. قابل ہونا: اہلیت رکھنا. سروِ کنارِ جو: ندی کے کنارے اُگا ہوا سرو کا درخت. خوابیدہ: سوئی ہوئی. آرزو کا نگار خانہ: مراد مختلف اور بہت سی آرزوؤں کا گھر. کھلا: ظاہر ہُوا، پتا چلا. طلسمِ ہوس: ہوس کا جادو. جسمِ خاکی: مٹی کا بدن. کوئے آرزو: تمنا کا کوچہ. پنہاں: چھپی ہوئی. سودا: جنون، دیوانگی. جستجو: تلاش. گل چیں: پھول

توڑنے والا. **بیدرد**: ظالم. **تبسّم**: مسکراہٹ. **شکستہ ہونا**: ٹوٹنا. **سبو**: پیالہ. **ریاضِ ہستی**: زندگی کا باغ. **جلوہ**: روشنی. **پیمان**: وعدہ. **رنگ و بو**: رنگ اور خوشبو. **عیب جو**: دوسروں میں بُرائیاں ڈھونڈنے والا. **سپاس**: شکریہ. **شرطِ ادب**: احترام کے لیے لازمی بات. **ستم**: ظلم. **فریب خوردہ**: جس نے دھوکا کھایا ہو. **کمالِ وحدت**: مراد ساری کائنات پورے طور پر ایک وحدت کی حامل ہے. **عیاں**: ظاہر. **نوکِ نشتر سے چھیڑنا**: مراد نشتر سے چیرنا. **مجاز**: مراد اشاروں کنایوں میں بات. **رختِ سفر اُٹھانا**: مراد چلنے ہونے کے لیے تیار ہونا. **حقیقت**: اصل بات، اصلیت. **یارا**: ہمت، طاقت. **محزوں**: غم زدہ. **مثالِ گوہر**: موتی کی طرح کہ سیپی سے نکل کر قیمتی بنتا ہے. **فرقت**: جدائی.

(۴)

چمک تیری عیاں بجلی میں، آتش میں، شرارے میں
جھلک تیری ہویدا چاند میں، سورج میں، تارے میں

بلندی آسمانوں میں، زمینوں میں تری پستی
روانی بحر میں، اُفتادگی تیری کنارے میں

شریعت کیوں گریباں گیر ہو ذوقِ تکلّم کی
چُھپا جاتا ہُوں اپنے دل کا مطلب استعارے میں

جو ہے بیدار انساں میں وہ گہری نیند سوتا ہے
شجر میں، پھول میں، حیواں میں، پتّھر میں، ستارے میں

مجھے پھُونکا ہے سوزِ قطرۂ اشکِ محبّت نے
غضب کی آگ تھی پانی کے چھوٹے سے شرارے میں

نہیں جنسِ ثوابِ آخرت کی آرزو مجھ کو
وہ سوداگر ہُوں، مَیں نے نفع دیکھا ہے خسارے میں

سکوں ناآشنا رہنا اسے سامانِ ہستی ہے
تڑپ کس دل کی یارب چُھپ کے آ بیٹھی ہے پارے میں

صدائے لن ترانی سُن کے اے اقبالؔ مَیں چُپ ہوں
تقاضوں کی کہاں طاقت ہے مجھ فُرقت کے مارے میں

تیری: مراد خدا تعالیٰ کی. **آتش:** آگ. **شرارہ:** چنگاری. **جھلک:** چمک. **ہُویدا:** ظاہر. **روانی:** جاری. **اُفتادگی:** ایک جگہ پڑے رہنا. **شریعت:** اسلام کے دینی اصول اور مسئلے. **گریباں گیر:** گریباں پکڑنے والا، گلا پکڑنے والا. **ذوقِ تکلّم:** بات چیت کرنے کا شوق. **استعارہ:** مراد اشارہ کنایہ. **دل کا مطلب:** دل کی بات. **شجر:** درخت. **حیواں:** جانور. **پھُونکا ہے:** جلایا ہے. **سوز:** تپش، گرمی. **غضب کی:** مراد بہت تیز. **جنس:** مال، سودا. **خسارہ:** نقصان. **سکوں ناآشنا:** آرام/چین سے ناواقف. **سامانِ ہستی:** زندہ رہنے کا باعث. **پارا:** وہ مادّہ دھات جو ہر وقت ہلتی رہتی ہے. **صدا:** آواز. **"لَن ترانی":** تو مجھے نہیں دیکھ سکتا (طور پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے یہ فرمایا تھا). **تقاضوں:** جمع تقاضا، کسی بات پر اصرار کرنا. **فرقت کا مارا:** محبوب سے دُوری کا شکار.

(۵)

یُوں تو اے بزمِ جہاں! دلکش تھے ہنگامے ترے
اک ذرا افسردگی تیرے تماشاؤں میں تھی

پا گئی آسودگی کوئے محبت میں وہ خاک
مُدّتوں آوارہ جو حکمت کے صحراؤں میں تھی

کس قدر اے مے! تجھے رسمِ حجاب آئی پسند
پردۂ انگور سے نکلی تو مِیناؤں میں تھی

حُسن کی تاثیر پر غالب نہ آ سکتا تھا علم
اتنی نادانی جہاں کے سارے داناؤں میں تھی

میں نے اے اقبالؔ یورپ میں اُسے ڈھونڈا عبث
بات جو ہندوستاں کے ماہ سیماؤں میں تھی

یوں تو: اگرچہ. **بزمِ جہاں:** دنیا کی محفل، یعنی دنیا. **دل کش:** دل کو بھانے والے. **ہنگامے:** جمع ہنگامہ، رونق، چہل پہل. **تماشاؤں:** جمع تماشا، نظارے. **آسودگی:** آرام، سکون. **کوئے محبت:** محبت کا کوچہ / گلی. **خاک:** مراد انسان. **مُدتوں:** ایک عرصہ تک. **آوارہ:** گھومنے پھرنے والا. **حکمت:** عقل، فلسفہ، دانائی. **رسمِ حجاب:** پردے کا طور طریقہ. **پردۂ انگور:** مراد انگور میں. **مِیناؤں:** جمع مِینا، شراب کی صراحیاں. **تاثیر:** اثر ہونا. **علم:** مراد عقل و فلسفہ. **داناؤں:** جمع دانا، عقلمند، فلسفی. **عبث:** بیکار، فضول. **ماہ سیماؤں:** چاند کی سی پیشانی والیاں، مراد حسینائیں.

(۶)

مثالِ پرتوِ مے طوفِ جام کرتے ہیں
یہی نماز ادا صبح و شام کرتے ہیں

خصوصیت نہیں کچھ اس میں اے کلیم تری
شجر حجر بھی خدا سے کلام کرتے ہیں

نیا جہاں کوئی اے شمع! ڈھونڈیے کہ یہاں
ستم کشِ تپشِ ناتمام کرتے ہیں

بھلی ہے ہم نفَسو اِس چمن میں خاموشی
کہ خوشنواؤں کو پابندِ دام کرتے ہیں

غرض نشاط ہے شغلِ شراب سے جن کی
حلال چیز کو گویا حرام کرتے ہیں

بھلا نبھے گی تری ہم سے کیونکر اے واعظ!
کہ ہم تو رسمِ محبّت کو عام کرتے ہیں

الٰہی سِحر ہے پیرانِ خرقہ پوش میں کیا!
کہ اک نظر سے جوانوں کو رام کرتے ہیں

میں اُن کی محفلِ عشرت سے کانپ جاتا ہُوں
جو گھر کو پھونک کے دنیا میں نام کرتے ہیں

ہرے رہو وطنِ مازنی کے میدانو!
جہاز پر سے تمھیں ہم سلام کرتے ہیں

جو بے نماز کبھی پڑھتے ہیں نماز اقبالؔ
بُلا کے دَیر سے مجھ کو امام کرتے ہیں

مثال: طرح، مانند. **پرتو**: چمک مے، شراب. **طوفِ جام**: شراب کے پیالے کے اردگرد چکر کاٹنا. **کلیم**: مراد حضرت موسیٰؑ جن کا خطاب کلیم اللہ ہے. **حَجَر**: پتھر. **ستم کش**: سختی / ظلم جھیلنے والا. **تپشِ ناتمام**: ادھوری تڑپ / گرمی. **بھلی**: اچھی. **ہم نفسو**: ساتھیو. **خوش نواؤں**: جمع خوش نوا، دل کش آواز میں چہچہانے والے پرندے. **پابندِ دام**: جال میں گرفتار. **نشاط**: خوشی، مسرّت. **شغل**: مشغلہ، تفریح. **حلال**: جس کا کھانا پینا جائز ہو. **بھلا**: خدا جانے. **نبھنا**: ایک دوسرے کے ساتھ موافقت / اتفاق کرنا. **رسم محبت عام کرنا**: محبت کے طور طریقے سب میں پھیلانا. **سحر**: جادو. **پیرانِ خرقہ پوش**: گدڑی پہننے والے بوڑھے، مراد اللہ والے. **رام کرنا**: مطیع کرنا، مرید بنالینا. **محفلِ عشرت**: عیش و نشاط کی محفل. **کانپ جاتا ہوں**: ڈر جاتا ہوں. **پھونک کے**: جلا کر. **نام کرنا**: شہرت حاصل کرنا. **ہرے رہو**: خدا کرے تروتازہ سرسبز رہو. **مازنی**: یوسف مازنی، اٹلی کا محبِ وطن۔ عمر بھر جمہوری قدروں کو مضبوط کرنے میں مصروف رہا (پیدائش، جنوری ۱۸۰۵ء وفات ۱۸۷۲ء). **سلام**: مراد احترام. **بے نماز**: نماز نہ پڑھنے والا. **دَیر**: مندر، بت کدہ. **امام**: نماز پڑھانے والا.

مارچ ۱۹۰۷ء

زمانہ آیا ہے بے حجابی کا، عام دیدارِ یار ہوگا
سکوت تھا پردہ دار جس کا، وہ راز اب آشکار ہوگا

گزر گیا اب وہ دَور ساقی کہ چُھپ کے پیتے تھے پینے والے
بنے گا سارا جہان میخانہ، ہر کوئی بادہ خوار ہوگا

کبھی جو آوارۂ جنوں تھے، وہ بستیوں میں پھر آبسیں گے
برہنہ پائی وہی رہے گی، مگر نیا خارزار ہوگا

سُنا دیا گوشِ منتظر کو حجاز کی خامشی نے آخر
جو عہد صحرائیوں سے باندھا گیا تھا، پھر اُستوار ہوگا

نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو اُلٹ دیا تھا
سُنا ہے یہ قُدسیوں سے مَیں نے، وہ شیر پھر ہوشیار ہوگا

کِیا مرا تذکرہ جو ساقی نے بادہ خواروں کی انجمن میں
تو پیرِ میخانہ سُن کے کہنے لگا کہ منہ پھٹ ہے، خوار ہوگا

دیارِ مغرب کے رہنے والو! خدا کی بستی دکاں نہیں ہے
کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو، وہ اب زرِ کم عِیار ہوگا

تمھاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خود کُشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا، ناپائدار ہوگا

سفینۂ برگِ گُل بنا لے گا قافلہ مُورِ ناتواں کا
ہزار موجوں کی ہو کشاکش مگر یہ دریا سے پار ہوگا

چمن میں لالہ دِکھاتا پھرتا ہے داغ اپنا کلی کلی کو
یہ جانتا ہے کہ اس دِکھاوے سے دل جلوں میں شمار ہوگا

جو ایک تھا اے نگاہ تُو نے ہزار کر کے ہمیں دکھایا
یہی اگر کیفیت ہے تیری تو پھر کسے اعتبار ہوگا

کہا جو قُمری سے مَیں نے اک دن، یہاں کے آزاد پا بہ گِل ہیں
تو غُنچے کہنے لگے، ہمارے چمن کا یہ رازدار ہوگا

خدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں، بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اُس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

یہ رسمِ بزمِ فنا ہے اے دل! گناہ ہے جنبشِ نظر بھی
رہے گی کیا آبرو ہماری جو تُو یہاں بے قرار ہوگا

میں ظلمتِ شب میں لے کے نکلوں گا اپنے درماندہ کارواں کو
شرر فشاں ہوگی آہ میری، نفَس مرا شعلہ بار ہوگا

نہیں ہے غیر از نمود کچھ بھی جو مدّعا تیری زندگی کا
تو اک نفَس میں جہاں سے مِٹنا تجھے مثالِ شرار ہوگا

نہ پوچھ اقبالؔ کا ٹھکانا، ابھی وہی کیفیت ہے اُس کی
کہیں سرِ رہ گزار بیٹھا ستم کشِ انتظار ہوگا

بے حجابی: بے پردگی. دیدارِ یار: محبوب کا نظر آنا. سکوت: خاموشی. پردہ دار: چُھپانے والا. راز: بھید. آشکار: ظاہر. بادہ خوار: شراب پینے والا. میخانہ: شراب خانہ. آوارۂ جنوں: عشقِ حق کی دیوانگی میں جگہ جگہ گھومنے والے صوفیا. آبسنا: آباد ہونا، آ رہنا. برہنہ پائی: ننگے پاؤں ہونا. کارزار: کانٹوں کی جگہ، مراد جدوجہد کا مقام. گوشِ منتظر: انتظار کرنے والا کان. حجاز کی خامُشی: مراد اسلام کی زبانِ حال. عہد باندھا جانا: قول و قرار ہونا، مراد اسلام قبول کرنے کے موقع پر عربوں سے رحمت نازل ہونے کا وعدہ. صحرائیوں: مراد عربوں. اُستوار: پکّا. رُوما: مراد روم کی مشرقی سلطنت قسطنطنیہ، جس کے عیسائی حکمران عباسی خلفا سے ڈرتے تھے. اُلٹ دینا: ختم کر دینا، مٹا دینا. قدسیوں: جمع قدسی، فرشتے. وہ شیر: مراد مسلمان مجاہد. تذکرہ: ذکر. پیر میخانہ: پیرِ مغاں، شراب خانہ چلانے والا. مُنہ پھٹ: صاف صاف بات کر دینے والا. دیارِ مغرب: یورپ. خدا کی بستی: دنیا. زرِ کم عیار: گھٹیا ہونا، مراد یورپ کی تہذیب و معاشرت. خود گشی: اپنے ہاتھوں خود کو مار ڈالنا. شاخِ نازک: کمزور ٹہنی. آشیانہ: گھونسلا. ناپائدار: کمزور. سفینہ: کشتی. برگِ گل: پھول کی پتی. مُوئے ناتواں: کمزور چیونٹی، مراد لگاتار جدوجہد کرنے والا انسان. ہزار: مراد کتنی ہی. کشاکش: کھینچا تانی. لالہ: مشہور پھول. داغ: عشق کا زخم. دِکھاوا: ظاہری بات، ریاکاری. دِل جلوں: جمع دِل جلا، مراد ناکام عاشق. شامل ہونا: مراد شامل ہونا. کیفیت: حالت. قُمری: فاختہ کی قسم کا ایک پرندہ. پابہ گِل: جس کے پاؤں کیچڑ میں دھنسے ہوں مراد حکومت کا غلام. رازدار: بھیدوں سے واقف. بنوں: جمع بَن، جنگل، صحرا، بیاباں. بندہ: غلام. رسم: طور طریقہ. بزمِ فنا: مراد دنیا. جنبشِ نظر: نگاہ کا ہلنا. آبرو: عزت. بے قرار: بے چین. ظلمتِ شب: رات کا اندھیرا. درماندہ کارواں: پیچھے رہا ہوا قافلہ، مراد اس دَور کے مسلمان جو ہر طرح سے پست زندگی گزار رہے تھے. شرر فشاں: چنگاریاں بکھیرنے والی، مراد اسلام سے محبت کا جذبہ و تپش پیدا کرنے والی. نفس: سانس. شعلہ بار: شعلہ برسانے والا. نمود: ظاہر ہونے کی حالت. مُدعا: مقصد. مِٹنا: ختم ہونا. مثالِ شرار: چنگاری کی طرح. سرِ رہ گزار: مراد راستے میں. ستم کش انتظار: انتظار کا ظلم اُٹھانے والا.

حصّہ سوم

(۱۹۰۸ء سے.....)

بلادِ اسلامیہ

سرزمیں دِلّی کی مسجودِ دلِ غم دیدہ ہے
ذرّے ذرّے میں لہو اَسلاف کا خوابیدہ ہے
پاک اس اُجڑے گلستاں کی نہ ہو کیونکر زمیں
خانقاہِ عظمتِ اسلام ہے یہ سرزمیں
سوتے ہیں اس خاک میں خیر الامم کے تاجدار
نظمِ عالَم کا رہا جن کی حکومت پر مدار
دل کو تڑپاتی ہے اب تک گرمیِ محفل کی یاد
جل چکا حاصل مگر محفوظ ہے حاصل کی یاد
ہے زیارت گاہِ مسلم گو جہان آباد بھی
اس کرامت کا مگر حق دار ہے بغداد بھی
یہ چمن وہ ہے کہ تھا جس کے لیے سامانِ ناز
لالۂ صحرا جسے کہتے ہیں تہذیبِ حجاز
خاک اس بستی کی ہو کیونکر نہ ہمدوشِ اِرم
جس نے دیکھے جانشینانِ پیمبرؐ کے قدم

جس کے غنچے تھے چمن ساماں، وہ گلشن ہے یہی
کانپتا تھا جن سے روما، اُن کا مدفن ہے یہی
ہے زمینِ قُرطبہ بھی دیدۂ مسلم کا نور
ظلمتِ مغرب میں جو روشن تھی مثلِ شمعِ طُور
بجھ کے بزمِ ملّتِ بیضا پریشاں کر گئی
اور دِیا تہذیبِ حاضر کا فروزاں کر گئی
قبر اُس تہذیب کی یہ سرزمینِ پاک ہے
جس سے تاکِ گلشنِ یورپ کی رگ نم ناک ہے
خِطّۂ قُسطنطنیہ یعنی قیصر کا دیار
مہدیِ اُمّت کی سطوَت کا نشانِ پائدار
صورتِ خاکِ حرم یہ سر زمیں بھی پاک ہے
آستانِ مسند آرائے شہِ لولاکؐ ہے
نکہتِ گُل کی طرح پاکیزہ ہے اس کی ہوا
تُربتِ ایّوب انصاریؓ سے آتی ہے صدا
اے مسلماں! ملّتِ اسلام کا دل ہے یہ شہر
سیکڑوں صدیوں کی کُشت وخوں کا حاصل ہے یہ شہر
وہ زمیں ہے تُو مگر اے خواب گاہِ مُصطفیٰؐ
دید ہے کعبے کو تیری حجِّ اکبر سے مِرا

خاتمِ ہستی میں تُو تاباں ہے مانندِ نگیں
اپنی عظمت کی ولادت گاہ تھی تیری زمیں
تجھ میں راحت اُس شہنشاہِ معظّم کو مِلی
جس کے دامن میں اماں اقوامِ عالَم کو مِلی
نام لیوا جس کے شاہنشاہ عالَم کے ہوئے
جانشیں قیصر کے، وارث مسندِ جم کے ہوئے
ہے اگر قومیّتِ اسلام پابندِ مقام
ہند ہی بنیاد ہے اس کی، نہ فارس ہے نہ شام
آہ یثرِب! دیس ہے مسلم کا تُو، ماوا ہے تُو
نُقطۂ جاذب تاثّر کی شعاعوں کا ہے تُو
جب تلک باقی ہے تُو دنیا میں، باقی ہم بھی ہیں
صبح ہے تو اِس چمن میں گوہرِ شبنم بھی ہیں

بلادِ اسلامیہ: اسلامی ممالک / شہر. مسجود: جسے سجدہ کیا جائے، مراد لائق احترام. دلِ غم دیدہ: دُکھ بھرا دل. اَسلاف: جمع سلف، پرانے بزرگ. خوابیدہ: سویا ہوا، مراد بکھرا ہوا. اُجڑا گلستاں: تباہ شدہ باغ یعنی دلّی جو ۱۸۵۷ء میں تباہ ہوئی. خانقاہ: درویشوں کے رہنے کی جگہ. عظمتِ اسلام: اسلام کی بڑائی. خیر الامم: اُمتوں میں سب سے اچھی اُمت (قرآن کریم میں اُمت مُسلمہ کے لیے کہا گیا "خَیرَ اُمَّۃ") تاجدار: بادشاہ، مراد حضرت نظام الدین اولیاؒ. نظمِ عالَم: دنیا کا انتظام. مدار: انحصار. گرمیِ محفل: محفل کی رونق. حاصل: کھیت یا باغ کی فصل / پیداوار. زیارت گاہ: مقدس مقام جہاں لوگ بطور عقیدت جاتے ہیں. بغداد: عراق کا مشہور اور بہت پرانا شہر۔ عباسی خلفا کا دار الخلافہ تھا۔ اس دَور میں وہاں علم کو خوب ترقی ہوئی۔ ۱۲۵۸ء میں منگول سردار

ہلاکو خان (چنگیز کا پوتا) نے وہاں بہت تباہی مچائی۔ قتل عام کے علاوہ کتاب خانے تک جلادیے۔ **سامانِ ناز:** فخر کا باعث۔ **لالۂ صحرا:** مراد تہذیب حجاز یعنی اسلامی تمدن۔ **ارم:** شداد کی بنائی ہوئی جنت۔ **ہمدوشِ ارم:** جنت کی برابری کرنے والی۔ **جانشینان:** جمع جانشین، اپنے بزرگوں کی جگہ بیٹھنے والے مراد عباسی خلفا۔ **چمن ساماں:** باغ کی طرح تر و تازہ۔ **گلشن:** باغ یعنی بغداد۔ **مدفن:** دفن ہونے کی جگہ۔ **قُرطبہ:** ہسپانیہ یعنی سپین کا مشہور شہر جہاں دنیا کی سب سے بڑی اور خوبصورت مسجد ہے۔ **دیدۂ مسلم:** مسلمانوں کی آنکھ۔ **ظلمتِ مغرب:** یورپ کی تاریکی مراد یورپ کا دورِ جہالت۔ **روشن تھی:** مراد وہاں علوم وفنون کا دور دورہ تھا۔ **مثلِ شمعِ طُور:** کوہِ طور کی شمع کی طرح۔ **بجھ کے:** یعنی مِٹ کر، تباہ ہو کر۔ **بزمِ ملتِ بیضا:** اُمت مسلمہ کی روشن محفل۔ **پریشان:** منتشر، بکھری ہوئی۔ **فروزاں:** روشن۔ **اس تہذیب:** اسلامی تہذیب۔ **سرزمین پاک:** مقدس الائقِ احترام شہر۔ **تاک:** انگور کی بیل۔ **تاکِ گلشنِ یورپ کی رگ نمناک ہے:** مراد قُرطبہ والے علوم وفنون اب یورپی ملکوں کے علوم وفنون کی زندگی کا باعث بن رہے ہیں۔ **قُسطنطنیہ:** جو اَب ترکی کا شہر اور استنبول کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۴۵۳ء میں تُرک سلطان محمد فاتح نے فتح کیا تھا۔ ۱۹۳۳ء تک ترکی کا پایۂ تخت رہا۔ **قیصر:** روم کے بادشاہوں کا لقب۔ **دیار:** شہر۔ **مہدیِ اُمت:** مراد سلطان محمد فاتح۔ **سطوت:** شان وشوکت، دبدبہ۔ **صورتِ خاکِ حرم:** کعبہ کی سرزمین کی طرح۔ **آستان:** دہلیز، درگاہ۔ **مسند آرا:** تخت کو زینت دینے والا۔ **شہ لولاکؐ:** مراد حضور اکرمؐ۔ **نکہتِ گُل:** پھول کی خوشبو۔ **تربت:** قبر، مزار۔ **ایوب انصاری:** حضرت ایوب انصاریؓ، نام خالد۔ کنیت ابو ایوب۔ انھوں نے عقبہ کی گھاٹی میں حضور اکرمؐ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ مدینہ میں حضورؐ کی میزبانی کا شرف انھی کو نصیب ہوا تھا۔ ایک جہاد پر جا رہے تھے کہ عام وبا پھیلنے کے سبب ۶۷۲ء میں فوت ہو گئے۔ **کشت وخوں:** قتل وغارت۔ **حاصل:** پیداوار، ثمرہ۔ **خوابگاہ:** آرام کی جگہ، مزار، روضہ۔ **دید:** دیکھنا۔ **حجِ اکبر:** بڑا حج۔ **سوا:** بڑھ کر۔ **خاتم ہستی:** وجود/ کائنات کی انگوٹھی۔ **تاباں:** روشن، چمکدار۔ **مانندِ نگیں:** نگینے کی طرح۔ **اپنی:** یعنی مسلمانوں کی۔ **ولادت گاہ:** پیدا ہونے کی جگہ۔ **شہنشاہِ معظم:** بہت بڑا بادشاہ، مراد حضور اکرمؐ۔ **دامن:** سرپرستی۔ **اماں:** پناہ۔ **اقوامِ عالَم:** دنیا کی بڑی بڑی قومیں۔ **شاہنشاہ عالَم:** دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ۔ **نام لیوا:** مراد حضورؐ کا نام مبارک لینے میں فخر کرنے والے۔ **وارث:** مالک۔ **مسندِ جم:** ایران کے قدیم بادشاہ جمشید کا تخت، مراد بڑے بادشاہوں کے تخت۔ **قومیت:** ایک وطن کے حوالے سے ایک قوم ہونا۔ **پابند مقام:** مراد جغرافیائی حدوں کی پابند۔ **ہند:** ہندوستان۔ **فارس:** ایران کا پرانا نام۔ **شام:** اسلامی ملک کا نام۔ **یثرب:** مدینہ منورہ کا پرانا نام۔ **مسلم:** مسلمان۔ **ماوا:** پناہ کی جگہ۔ **نقطۂ جاذب:** اپنی طرف کھینچنے والا مرکز۔ **تاثر:** مراد جذبۂ عشق۔ **شعاعوں:** جمع شعاع، کرنیں۔ **گوہرِ شبنم:** مراد اوس کے قطرے۔

ستارہ

قمر کا خوف کہ ہے خطرۂ سحر تجھ کو
مآلِ حُسن کی کیا مِل گئی خبر تجھ کو؟

متاعِ نور کے لُٹ جانے کا ہے ڈر تجھ کو
ہے کیا ہراسِ فنا صورتِ شرر تجھ کو؟

زمیں سے دُور دیا آسماں نے گھر تجھ کو
مثالِ ماہ اُڑھائی قبائے زر تجھ کو

غضب ہے پھر تری ننھی سی جان ڈرتی ہے!
تمام رات تری کانپتے گزرتی ہے

چمکنے والے مسافر! عجب یہ بستی ہے
جو اوج ایک کا ہے، دوسرے کی پستی ہے

اجل ہے لاکھوں ستاروں کی اک ولادتِ مہر
فنا کی نیند مَے زندگی کی مستی ہے

وداعِ غنچہ میں ہے رازِ آفرینشِ گُل
عدم، عدم ہے کہ آئینہ دارِ ہستی ہے!

سکُوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں
ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

قمر: چاند. خطرۂ سحر: صبح کا اندیشہ / ڈر. مآل: انجام. متاع: پونجی، دولت. لُٹ جانا: لُوٹا جانا. ہراس: خوف. شرر: چنگاری. مثالِ ماہ: چاند کی طرح. اُڑھائی: پہنائی. قبائے زر: سونے کی قبا (ایک خاص قسم کا کھلا لمبا لباس). غضب ہے: کتنی بُری بات ہے. مسافر: ستارے کو چلتے رہنے کی وجہ سے مسافر کہا. اوج: بلندی. اَجل: موت. ولادتِ مہر: مراد سورج کا طلوع ہونا. مَے زندگی: زندگی کی شراب. وداعِ غنچہ: مراد کلی کے کھلنے کا عمل. آفرینشِ گُل: مراد پھول بننا. عدم: فنا، نیستی. آئینہ دارِ ہستی: زندگی کا مظہر / دکھانے والا. محال: ناممکن. قدرت کا کارخانہ: مراد قدرت کا نظام. ثبات: قرار، ٹکے رہنا. تغیر: تبدیلی، بدلتے رہنے کی حالت.

دو ستارے

آئے جو قِراں میں دو ستارے
کہنے لگا ایک، دوسرے سے
یہ وصل مدام ہو تو کیا خوب
انجامِ خرام ہو تو کیا خوب
تھوڑا سا جو مہرباں فلک ہو
ہم دونوں کی ایک ہی چمک ہو
لیکن یہ وصال کی تمنّا
پیغامِ فراق تھی سراپا
گردش تاروں کا ہے مقدّر
ہر ایک کی راہ ہے مقرّر
ہے خواب ثباتِ آشنائی
آئین جہاں کا ہے جُدائی

قِران: دوستاروں کا ایک برج میں جمع ہونا. وصل: آپس میں ملنا. کیا خوب: بہت اچھا ہے. انجامِ خرام: چلنے کا خاتمہ. فلک: آسمان. سراپا: مکمل اپورے طور پر. ہے خواب: مراد جس کی کوئی حقیقت نہیں. ثباتِ آشنائی: دوستی کا مستقل ہونا.

گورستانِ شاہی

آسماں، بادل کا پہنے خرقۂ دیرینہ ہے
کچھ مکدّر سا جبینِ ماہ کا آئینہ ہے
چاندنی پھیکی ہے اس نظّارۂ خاموش میں
صبحِ صادق سو رہی ہے رات کی آغوش میں
کس قدر اشجار کی حیرت فزا ہے خامشی
بربطِ قُدرت کی دھیمی سی نوا ہے خامشی
باطنِ ہر ذرّۂ عالَم سراپا درد ہے
اور خاموشی لبِ ہستی پہ آہِ سرد ہے
آہ! جولاں گاہِ عالم گیر یعنی وہ حصار
دوش پر اپنے اُٹھائے سیکڑوں صدیوں کا بار
زندگی سے تھا کبھی معمور، اب سنسان ہے
یہ خموشی اس کے ہنگاموں کا گورستان ہے

اپنے سُکّانِ کُہن کی خاک کا دِلدادہ ہے
کوہ کے سر پر مثالِ پاسباں اِستادہ ہے

ابر کے روزن سے وہ بالائے بامِ آسماں
ناظرِ عالَم ہے نجمِ سبز فامِ آسماں

خاک بازی وسعتِ دنیا کا ہے منظر اسے
داستاں ناکامیِ انساں کی ہے ازبر اسے

ہے ازل سے یہ مسافر سُوئے منزل جا رہا
آسماں سے انقلابوں کا تماشا دیکھتا

گو سکُوں ممکن نہیں عالَم میں اختر کے لیے
فاتحہ خوانی کو یہ ٹھہرا ہے دم بھر کے لیے

رنگ و آبِ زندگی سے گل بدامن ہے زمیں
سیکڑوں خوں گشتہ تہذیبوں کا مدفن ہے زمیں

خواب گہ شاہوں کی ہے یہ منزلِ حسرت فزا
دیدۂ عبرت! خراجِ اشکِ گُلگُوں کر ادا

ہے تو گورستاں مگر یہ خاک گردُوں پایہ ہے
آہ! اک برگشتہ قسمت قوم کا سرمایہ ہے

مقبروں کی شان حیرت آفریں ہے اس قدر
جنبشِ مژگاں سے ہے چشمِ تماشا کو حذر

کیفیت ایسی ہے ناکامی کی اس تصویر میں
جو اُتر سکتی نہیں آئینۂ تحریر میں

سوتے ہیں خاموش، آبادی کے ہنگاموں سے دُور
مضطرب رکھتی تھی جن کو آرزوئے ناصبور

قبر کی ظُلمت میں ہے اُن آفتابوں کی چمک
جن کے دروازوں پہ رہتا تھا جبیں گُستر فلک

کیا یہی ہے اُن شہنشاہوں کی عظمت کا مآل
جن کی تدبیرِ جہاں بانی سے ڈرتا تھا زوال

رعبِ فغفوری ہو دنیا میں کہ شانِ قیصری
ٹل نہیں سکتی غنیمِ موت کی یورش کبھی

بادشاہوں کی بھی کِشتِ عمر کا حاصل ہے گور
جادۂ عظمت کی گویا آخری منزل ہے گور

شورشِ بزمِ طرَب کیا، عُود کی تقریر کیا
دردمندانِ جہاں کا نالۂ شب گیر کیا

عرصۂ پیکار میں ہنگامۂ شمشیر کیا
خون کو گرمانے والا نعرۂ تکبیر کیا

اب کوئی آواز سوتوں کو جگا سکتی نہیں
سینۂ ویراں میں جانِ رفتہ آ سکتی نہیں

روح، مُشتِ خاک میں زحمت کشِ بیداد ہے
کوچہ گردِ نَے ہُوا جس دم نفَس، فریاد ہے

زندگی انساں کی ہے مانندِ مُرغِ خوش نوا
شاخ پر بیٹھا، کوئی دم چہچہایا، اُڑ گیا

آہ! کیا آئے ریاضِ دہر میں ہم، کیا گئے!
زندگی کی شاخ سے پُھوٹے، کِھلے، مُرجھا گئے

موت ہر شاہ و گدا کے خواب کی تعبیر ہے
اس ستم گر کا ستم انصاف کی تصویر ہے

سلسلہ ہستی کا ہے اک بحرِ ناپیدا کنار
اور اس دریائے بے پایاں کی موجیں ہیں مزار

اے ہوَس! خوں رو کہ ہے یہ زندگی بے اعتبار
یہ شرارے کا تبسم، یہ خسِ آتش سوار

چاند، جو صورت گرِ ہستی کا اک اعجاز ہے
پہنے سیمابی قبا محوِ خرامِ ناز ہے

چرخِ بے انجم کی دہشت ناک وسعت میں مگر
بیکسی اس کی کوئی دیکھے ذرا وقتِ سحَر

اک ذرا سا ابر کا ٹکڑا ہے، جو مہتاب تھا
آخری آنسو ٹپک جانے میں ہو جس کی فنا

زندگی اقوام کی بھی ہے یونہی بے اعتبار
رنگہائے رفتہ کی تصویر ہے ان کی بہار

اس زیاں خانے میں کوئی ملّتِ گردُوں وقار
رہ نہیں سکتی ابد تک بارِ دوشِ روزگار

اس قدر قوموں کی بربادی سے ہے خوگر جہاں
دیکھتا بے اعتنائی سے ہے یہ منظر جہاں

ایک صورت پر نہیں رہتا کسی شے کو قرار
ذوقِ جدّت سے ہے ترکیبِ مزاجِ روزگار

ہے نگینِ دہر کی زینت ہمیشہ نامِ نَو
مادرِ گیتی رہی آبستنِ اقوامِ نَو

ہے ہزاروں قافلوں سے آشنا یہ رہ گزر
چشمِ کوہِ نور نے دیکھے ہیں کتنے تاجوَر

مصر و بابل مٹ گئے، باقی نشاں تک بھی نہیں
دفترِ ہستی میں ان کی داستاں تک بھی نہیں

آدبایا مہرِ ایراں کو اجل کی شام نے
عظمتِ یونان و روما لُوٹ لی ایّام نے

آہ! مسلم بھی زمانے سے یونہی رخصت ہُوا
آسماں سے ابرِ آذاری اُٹھا، برسا، گیا

ہے رگِ گُل صبح کے اشکوں سے موتی کی لڑی
کوئی سورج کی کرن شبنم میں ہے اُلجھی ہوئی

سینۂ دریا شعاعوں کے لیے گہوارہ ہے
کس قدر پیارا لبِ جُو مہر کا نظّارہ ہے

محوِ زینت ہے صنوبر، جُوئبار آئینہ ہے
غنچۂ گُل کے لیے بادِ بہار آئینہ ہے

نعرہ زن رہتی ہے کوئل باغ کے کاشانے میں
چشمِ انساں سے نہاں، پتّوں کے عُزلت خانے میں

اور بلبل، مُطربِ رنگیں نوائے گُلستاں
جس کے دم سے زندہ ہے گویا ہوائے گُلستاں

عشق کے ہنگاموں کی اُڑتی ہوئی تصویر ہے
خامۂ قُدرت کی کیسی شوخ یہ تحریر ہے

باغ میں خاموش جلسے گُلستاں زادوں کے ہیں
وادیِ کُہسار میں نعرے شباں زادوں کے ہیں

زندگی سے یہ پُرانا خاک داں معمور ہے
موت میں بھی زندگانی کی تڑپ مستور ہے

پتّیاں پھولوں کی گرتی ہیں خزاں میں اس طرح
دستِ طفلِ خُفتہ سے رنگیں کھلونے جس طرح

اس نشاط آباد میں گو عیش بے اندازہ ہے
ایک غم، یعنی غمِ مِلّت ہمیشہ تازہ ہے

دل ہمارے یادِ عہدِ رفتہ سے خالی نہیں
اپنے شاہوں کو یہ اُمّت بھولنے والی نہیں

اشک باری کے بہانے ہیں یہ اُجڑے بام و در
گریۂ پیہم سے بینا ہے ہماری چشمِ تر

دہر کو دیتے ہیں موتی دیدۂ گریاں کے ہم
آخری بادل ہیں اک گزرے ہوئے طوفاں کے ہم

ہیں ابھی صدہا گُہر اس ابر کی آغوش میں
برق ابھی باقی ہے اس کے سینۂ خاموش میں

وادیِ گُل، خاکِ صحرا کو بنا سکتا ہے یہ
خواب سے اُمّیدِ دہقاں کو جگا سکتا ہے یہ

ہو چکا گو قوم کی شانِ جلالی کا ظُہور
ہے مگر باقی ابھی شانِ جمالی کا ظُہور

گورستانِ شاہی: دکن میں قطب شاہی بادشاہوں کا قبرستان۔ علامہ نے وہاں کی زیارت کی تھی جس کا نتیجہ یہ نظم ہے. خرقۂ دیرینہ: پرانی گدڑی. مکدر: دُھندلا، مَیلا. جبینِ ماہ: چاند کی پیشانی. پھیکی: ہلکی روشنی. صبح صادق: نور کا تڑکا، سورج طلوع ہونے سے ذرا پہلے کی روشنی. سو رہی ہے: مراد ابھی طلوع نہیں ہوئی. اشجار: جمع شجر، درخت. حیرت فزا: حیرانی بڑھانے والی. بربط: باجا. نوا: لَے، سُر. ہر ذرۂ عالَم: دنیا کی چھوٹی سے

چھوٹی چیز. سراپا درد: پورے طور پر تکلیف. لبِ ہستی: وجود کے ہونٹ. جولاں گاہ: تگ و دو کا مقام. عالمگیر: دنیا کو گھیرنے والا، مراد بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے جہاں (گولکنڈہ کا مقام) ۱۶۸۷ء میں مشہور قلعہ فتح کرنے کے لیے حملہ کیا تھا. حصار: قلعہ. دوش: کندھا. معمور: آباد. سُکّانِ کُہن: پرانے رہنے والے (سُکّان جمع ساکن). دلدادہ: عاشق. مثالِ پاسباں: محافظ کی طرح. استادہ: ایستادہ، کھڑا. روزن: سوراخ. بالائے بامِ آسماں: آسمان کی چھت کے اُوپر. ناظرِ عالَم: دنیا کو دیکھنے والا. سبز فام: ہرے رنگ کا. خاکبازی: مٹی سے کھیلنا. ازبر: منہ زبانی یاد. سوئے منزل: منزل کی طرف. انقلابوں: جمع انقلاب، تبدیلیاں. اختر: ستارہ. فاتحہ خوانی: سورہ فاتحہ پڑھنا. رنگ و آب: سجاوٹ / رونق کا سامان. گُل بدامن: جھولی میں پھول لیے ہوئے. خوں گشتہ: خون میں ڈوبا ہوا. تہذیبوں: جمع تہذیب، مل کر زندگی گزارنے کے طور طریقے. خواب گہ: خواب گاہ، آرام کی جگہ، مدفن. حسرت فزا: افسوس بڑھانے والی. دیدۂ عبرت: نصیحت حاصل کرنے والی آنکھ. خراج: محصول، ٹیکس. اشکِ گُلگُوں: خون کے آنسو. خاک گردُوں پایہ: آسمان کے سے مرتبے والی یعنی بلند زمین. برگشتہ قسمت: جس کے نصیب پھوٹ گئے ہوں. حیرت آفریں: حیرانی پیدا کرنے والی. جنبشِ مژگاں: پلکوں کا ہلنا. چشمِ تماشا: دیکھنے والی آنکھ. حذر: بچنے کی حالت. آئینۂ تحریر میں نہ اُترنا: جس کا لکھا جانا بہت مشکل ہو. آرزوئے ناصبور: بے چین تمنا، پوری نہ ہونے والی خواہش. جبیں گستر: ماتھا رکھنے والا. تدبیر جہانبانی: حکومت کرنے کے انداز پر غور و فکر. رعبِ فغفوری: چین کے بادشاہوں کا دبدبہ. ٹلنا: رُکنا، دُور ہونا. غنیم: دشمن، لٹیرا. یورش: حملہ. کشتِ عمر: زندگی کی کھیتی. جادہ: راستہ. شورشِ بزمِ طرب: عیش و نشاط کی محفل کا شور و ہنگامہ. عُود کی تقریر: مراد باجے کی تان / سُر. نالۂ شب گیر: راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر رونا. عرصۂ پیکار: میدانِ جنگ. ہنگامۂ شمشیر: مراد تلوار کا مسلسل چلنا. سینۂ ویراں: مراد مُردہ جسم. جانِ رفتہ: نکلی ہوئی روح. مُشتِ خاک: مٹھی بھر مٹی، جسمِ انسانی. زحمت کشِ بیداد: ظلم کی تکلیف اُٹھانے والی. کوچہ گردِ نَے: بانسری میں گھومنے والا. خوش نوا: دل کش آواز میں چہچہانے والا. ریاضِ دہر: زمانے کا باغ. کیا آئے، کیا گئے: مراد بہت تھوڑی مدت کے لیے آئے. پھُوٹے: اُگے. بحرِ ناپیدا کنار: بہت وسیع سمندر. بے پایاں: جو کہیں ختم نہ ہوتا ہو، بہت وسیع. خون رونا: بہت دکھ کے ساتھ رونا. خسِ آتش سوار: آگ پر پڑا ہوا تنکا. صورت گرِ ہستی: کائنات کی تصویر بنانے والا، خالقِ کائنات. سیمابی قبا: چاندنی لباس، مراد چاند کی روشنی. خرامِ ناز: ادا سے ٹہلنا. چرخِ بے انجم: ستاروں کے بغیر آسمان. بیکسی: تنہائی. مہتاب: چاند. رنگہائے رفتہ: اُڑے ہوئے رنگ، مراد وہ حالتیں جو فنا ہو چکیں. زیاں خانہ: وہ جگہ جہاں نقصان ہی نقصان ہو. گردوں وقار: آسمان کے سے مرتبے والی. بارِ دوشِ روزگار: زمانے کے کندھے کا بوجھ. خوگر: عادی. بے اعتنائی

بے پروائی. قرار: ٹھہراؤ. ذوقِ جدّت: ہر گھڑی نئی چیز کا شوق. ترکیبِ مزاج: مزاج کا کئی چیزوں سے بننا. نگینِ دہر: زمانے کا نگینہ. نامِ نو: نیا نام، نئی بات. مادرِ گیتی: زمانے کی ماں یعنی زمانہ. آبستن: حاملہ ہونا. کوہِ نور: ایک مشہور ہیرے کا نام جو کئی بادشاہوں کے تاجوں میں لگا، آخر میں ملکہ برطانیہ کے تاج کی زینت بنا. تاجور: بادشاہ. بابل: عیسیٰؑ سے چار ہزار سال پہلے عراق کا پایۂ تخت تھا. مصر: مشہور اور قدیم مُلک جہاں فرعونوں نے حکومت کی. دفترِ ہستی: کائنات کی کتاب. آدبایا: قابو کیا، پکڑ لیا. مہرِ ایراں: آریا مہر، مراد ایران جو قدیم میں سورج کی پرستش کرنے والا تھا اور ایرانی قوم کو عروج حاصل تھا. یونان و روما: دو ملک جو قدیم تہذیبوں کے سبب مشہور ہیں. ابرِ آذاری: موسمِ بہار کا بادل، مراد مسلمانوں کے شاندار کارنامے، فتوحات وغیرہ. سینۂ دریا: مراد دریا کے پانی کی سطح. گہوارہ: پنگوڑا، جھولا. لب جو: ندی کا کنارہ. محوِ زینت: خود کو سجانے میں مصروف. صنوبر: سرو کی قسم کا درخت جو ہمیشہ سبز رہتا ہے. جوئبار: ندی. باد: ہوا. نعرہ زن: چہچہا رہی. کاشانہ: محل، گھونسلا. عزلت خانہ: تنہائی کی جگہ. مُطرب: گانے والا. رنگیں نوا: دل کش چہچہاہٹ والی. ہوائے گلستاں: باغ کی فضا. خامہ: قلم. شوخ تحریر: دل کو لبھانے والی عبارت. گلستاں زادہ: مراد پھول، پودے وغیرہ. شباں زادہ: چرواہے کا بیٹا. پرانا خاکداں: دنیا. طفلِ خفتہ: سویا ہوا بچہ. نشاط آباد: خوشیوں کا شہر، دنیا. عہدِ رفتہ: مراد گذرا ہوا شاندار دَور. اشکباری: آنسو بہانے کی حالت. بام و در: چھتیں اور دروازے، مراد قبرستان / مقبرہ. گریۂ پیہم: مسلسل / لگاتار رونا. بینا: دیکھنے والی. چشمِ تر: گیلی یعنی روتی آنکھ. دہر: زمانہ. موتی: مراد آنسو. دیدۂ گریاں: روتی ہوئی آنکھیں. صدہا: سیکڑوں. گہر: گوہر، موتی. آغوش: گود. برق: بجلی. وادیِ گُل: پھولوں کا باغ یعنی سرسبز اور آباد جگہ / مقام. خاکِ صحرا: تباہ شدہ / اُجڑی ہوئی سرزمین. خواب: نیند. دہقان: کسان، مراد جدوجہد کرنے والا آدمی. ہو چکا: ختم ہو گیا ہے. شانِ جلالی: مراد مسلمانوں کا اپنی طاقت اور رعب و دبدبہ دکھانے کا زبردست انداز. شانِ جمالی: مراد اچھے اخلاق اور پُر تاثیر تدبّر. ظہور: ظاہر ہونا.

نمودِ صبح

ہو رہی ہے زیرِ دامانِ اُفق سے آشکار
صبح یعنی دخترِ دوشیزۂ لیل و نہار

پا چکا فرصت درُودِ فصلِ انجم سے سپہر
کِشتِ خاور میں ہُوا ہے آفتاب آئینہ کار

آسماں نے آمدِ خورشید کی پا کر خبر
محملِ پروازِ شب باندھا سرِ دوشِ غبار

شعلۂ خورشید گویا حاصلِ اس کھیتی کا ہے
بوئے تھے دہقانِ گردُوں نے جو تاروں کے شرار

ہے رواں نجمِ سحر، جیسے عبادت خانے سے
سب سے پیچھے جائے کوئی عابدِ شب زندہ دار

کیا سماں ہے جس طرح آہستہ آہستہ کوئی
کھینچتا ہو میان کی ظلمت سے تیغِ آب دار

مطلعِ خورشید میں مُضمَر ہے یوں مضمونِ صبح
جیسے خلوت گاہِ مِینا میں شرابِ خوش گوار

ہے تہِ دامانِ بادِ اختلاط انگیزِ صبح
شورشِ ناقوس، آوازِ اذاں سے ہمکنار

جاگے کوئل کی اذاں سے طائرانِ نغمہ سنج
ہے ترنّم ریز قانونِ سحر کا تار تار

نمود: طلوع، ظاہر ہونا. زیر: نیچے. دامانِ اُفق: مراد آسمان کا دور کا کنارہ. آشکار: ظاہر. دختر: بیٹی. دوشیزہ: کنواری. لیل: رات. نہار: دن. ورود فصلِ انجم: ستاروں کا ڈوب جانا. سپہر: آسمان. کشتِ خاور: مشرق کی کھیتی. آئینہ کار: مراد شیشے / آئینے کی طرح روشن. آمدِ خورشید: سورج کا آنا / چڑھنا. محمل: کجاوہ، اونٹ کا ہودہ. پروازِ شب: رات کا اُڑنا / ختم ہونا. سر دوش غبار: گرد کے کندھے پر. دہقانِ گردُوں: آسمان کا کسان. شرار: چنگاریاں. رواں: جاری. نجم سحر: صبح کا ستارہ. عابدِ شب زندہ دار: راتوں کو جاگ کر عبادت کرنے والا. کیا: کتنا اچھا. سماں: منظر، نظارہ. میان: تلوار کا غلاف. ظلمت: تاریکی. تیغ آب دار: تیز چمکتی تلوار. مطلع: طلوع ہونے کی جگہ. مُضمر: چُھپا ہوا. خلوت گاہ: تنہائی کی جگہ. مِینا: شراب کی صراحی. خوشگوار: مزے دار. تہِ دامانِ بادِ اختلاط انگیز: آپس میں میل ملاپ اور محبت پیدا کرنے والی ہوا کے دامن کے نیچے. شورشِ ناقوس: گھنٹل کا (جو بتخانوں میں بجایا جاتا ہے) شور. ہمکنار: ساتھ ملا ہوا. کوئل کی اذاں: مراد کوئل کی چہکار. طائرانِ نغمہ سنج: مراد چہچہانے والے پرندے. ترنّم ریز: سُریں بکھیرنے والا. قانونِ سحر: صبح / سحر کا قانون. تار تار: ٹکڑے ٹکڑے، ریزہ ریزہ.

تضمین بر شعرِ انیسی شاملو

ہمیشہ صورتِ بادِ سحر آوارہ رہتا ہوں
محبت میں ہے منزل سے بھی خوشتر جادہ پیمائی

دلِ بیتاب جا پہنچا دیارِ پیرِ سنجر میں
میسّر ہے جہاں درمانِ دردِ ناشکیبائی

ابھی ناآشنائے لب تھا حرفِ آرزو میرا
زباں ہونے کو تھی منّت پذیرِ تابِ گویائی

یہ مرقد سے صدا آئی، حرم کے رہنے والوں کو
شکایت تجھ سے ہے اے تارکِ آئینِ آبائی!

ترا اے قیس کیونکر ہو گیا سوزِ دروں ٹھنڈا
کہ لیلیٰ میں تو ہیں اب تک وہی اندازِ لیلائی

نہ تخمِ 'لاالٰہ' تیری زمینِ شور سے پھوٹا
زمانے بھر میں رُسوا ہے تری فطرت کی نازائی

تجھے معلوم ہے غافل کہ تیری زندگی کیا ہے
کُنشتی ساز، معمورِ نوا ہائے کلیسائی

ہُوئی ہے تربیت آغوشِ بیت اللہ میں تیری
دلِ شوریدہ ہے لیکن صنم خانے کا سودائی

"وفا آموختی از ما، بکارِ دیگراں کردی
ربودی گوہرے از ما نثارِ دیگراں کردی"

تضمین بر شعر: شعر پر گرہ لگانا، کسی دوسرے شاعر کے شعر کو مضمون کی نسبت سے اپنے شعروں میں کھپانا. **ایسی شاملو:** مشہور شاعر، ایران سے برصغیر آیا اور ایک عرصہ تک عبدالرحیم خانِ خانان کے دربار سے وابستہ رہا۔ ۱۰۱۳ھ بمقام براہ پور فوت ہوا. **صورتِ بادِ سحر:** صبح کی ہوا کی طرح. **خوشتر:** زیادہ اچھی. **جادہ پیمائی:** مراد سفر میں رہنا. **دیار:** شہر. **پیرِ سنجرؒ:** مراد مشہور ولی اللہ حضرت خواجہ معین الدینؒ چشتی اجمیری (وفات ۶۳۲ھ) مزار اجمیر میں ہے. **درمان:** علاج، دوا. **دردِ ناشکیبائی:** بے صبری کا دُکھ. **ناآشنائے لب:** یعنی ہونٹوں پر نہیں آیا تھا. **حرفِ آرزو:** خواہش / تمنا کی بات. **منت پذیر:** احسان اُٹھانے والی. **تابِ گویائی:** بولنے کی طاقت. **حرم کے رہنے والے:** مراد مسلمان. **تارک:** چھوڑنے والا. **آئینِ آبائی:** اپنے بزرگوں کا دستور. **قیس:** مجنوں کا نام، مراد عاشق. **سوزِ دروں:** دل کی تپش، جذبۂ عشق. **لیلیٰ:** مجنوں کی محبوبہ، مراد محبوبہ. **لیلائی:** محبوبہ ہونے کی کیفیت. **تخم:** بیج. **"لا الٰہ":** مراد اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں. **زمینِ شور:** بنجر زمین جس میں کچھ نہ اُگتا ہو. **پھوٹا:** اُگا. **رُسوا:** ذلیل. **فطرت:** مزاج، طبیعت. **نازائی:** بانجھ پن. **غافل:** بے خبر، سُستی کا مارا. **کنشتی ساز:** آتش کدہ بنانے والا، یہودیوں غیر مسلموں کے سے عمل. **معمور:** آباد. **نوا ہائے کلیسائی:** عیسائیت کے نغمے، مراد عیسائیوں کے سے طور طریقے. **آغوش:** گود. **بیت اللہ:** خدا کا گھر. **دلِ شوریدہ:** دیوانہ دل. **صنم خانہ:** بتوں کا گھر. **سودائی:** دیوانہ، عاشق. ☆ وفا کرنے کا انداز تو نے ہم سے سیکھا لیکن اسے تو دوسروں کے کام لایا، گویا تو نے ہمارا ایک موتی اُڑایا اور دوسروں پر واری کر دیا۔

فلسفۂ غم

(میاں فضل حسین صاحب بیرسٹرایٹ لاء لاہور کے نام)

گو سراپا کیفِ عشرت ہے شرابِ زندگی
اشک بھی رکھتا ہے دامن میں سحابِ زندگی
موجِ غم پر رقص کرتا ہے حبابِ زندگی
ہے 'الم' کا سُورہ بھی جُزوِ کتابِ زندگی
ایک بھی پتّی اگر کم ہو تو وہ گُل ہی نہیں
جو خزاں نادیدہ ہو بلبل، وہ بلبل ہی نہیں

آرزو کے خون سے رنگیں ہے دل کی داستاں
نغمۂ انسانیت کامل نہیں غیر از فُغاں
دیدۂ بینا میں داغِ غم چراغِ سینہ ہے
روح کو سامانِ زینت آہ کا آئینہ ہے
حادثاتِ غم سے ہے انساں کی فطرت کو کمال
غازہ ہے آئینۂ دل کے لیے گردِ ملال

غم جوانی کو جگا دیتا ہے لُطفِ خواب سے
ساز یہ بیدار ہوتا ہے اسی مِضراب سے
طائرِ دل کے لیے غم شہپرِ پرواز ہے
راز ہے انساں کا دل، غم انکشافِ راز ہے
غم نہیں غم، رُوح کا اک نغمۂ خاموش ہے
جو سرودِ بربطِ ہستی سے ہم آغوش ہے
شام جس کی آشنائے نالۂ 'یا رب' نہیں
جلوہ پیرا جس کی شب میں اشک کے کوکب نہیں
جس کا جامِ دل شکستِ غم سے ہے نا آشنا
جو سدا مستِ شرابِ عیش و عشرت ہی رہا
ہاتھ جس گُل چیں کا ہے محفوظ نوکِ خار سے
عشق جس کا بے خبر ہے ہجر کے آزار سے
کُلفتِ غم گرچہ اُس کے روز و شب سے دُور ہے
زندگی کا راز اُس کی آنکھ سے مستور ہے
اے کہ نظمِ دہر کا اِدراک ہے حاصلِ تجھے
کیوں نہ آساں ہو غم و اَندوہ کی منزل تجھے
ہے ابد کے نسخۂ دیرینہ کی تمہید عشق
عقلِ انسانی ہے فانی، زندۂ جاوید عشق

عشق کے خورشید سے شامِ اجل شرمندہ ہے
عشق سوزِ زندگی ہے، تا ابد پائندہ ہے
رخصتِ محبوب کا مقصد فنا ہوتا اگر
جوشِ اُلفت بھی دلِ عاشق سے کر جاتا سفر
عشق کچھ محبوب کے مرنے سے مر جاتا نہیں
رُوح میں غم بن کے رہتا ہے، مگر جاتا نہیں
ہے بقائے عشق سے پیدا بقا محبوب کی
زندگانی ہے عدم ناآشنا محبوب کی
آتی ہے ندّی جبینِ کوہ سے گاتی ہوئی
آسماں کے طائروں کو نغمہ سکھلاتی ہوئی
آئنہ روشن ہے اُس کا صورتِ رُخسارِ حُور
گِر کے وادی کی چٹانوں پر یہ ہو جاتا ہے چُور
نہر جو تھی، اُس کے گوہر پیارے پیارے بن گئے
یعنی اس اُفتاد سے پانی کے تارے بن گئے
جُوئے سیمابِ رواں پھٹ کر پریشاں ہو گئی
مضطرب بوندوں کی اک دُنیا نمایاں ہو گئی
ہجر، ان قطروں کو لیکن وصل کی تعلیم ہے
دو قدم پر پھر وہی جُو مثلِ تارِ سیم ہے

ایک اصلیّت میں ہے نہرِ روانِ زندگی
گِر کے رفعت سے ہجومِ نوعِ انساں بن گئی
پستیِ عالَم میں مِلنے کو جُدا ہوتے ہیں ہم
عارضی فُرقت کو دائم جان کر روتے ہیں ہم
مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
یہ حقیقت میں کبھی ہم سے جُدا ہوتے نہیں
عقل جس دم دہر کی آفات میں محصور ہو
یا جوانی کی اندھیری رات میں مستور ہو
دامنِ دل بن گیا ہو رزم گاہِ خیر و شر
راہ کی ظلمت سے ہو مشکل سُوئے منزل سفر
خضرِ ہمّت ہو گیا ہو آرزو سے گوشہ گیر
فکر جب عاجز ہو اور خاموش آوازِ ضمیر
وادیِ ہستی میں کوئی ہم سفر تک بھی نہ ہو
جادہ دِکھلانے کو جگنو کا شرر تک بھی نہ ہو
مرنے والوں کی جبیں روشن ہے اس ظُلمات میں
جس طرح تارے چمکتے ہیں اندھیری رات میں

میاں فضل حسین: علامہ اقبال کے ہم جماعت جن کے والد کی وفات پر یہ نظم لکھی پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر بھی رہے۔ گو: اگرچہ۔ کیفِ عشرت: مزے اُڑانے کا نشہ۔ سحاب: بادل۔ حباب: بُلبُلا۔ ''اَلَم'': قرآن

کریم کی سُورۃ، نیز بمعنی رنج، دکھ. **خزاں نادیدہ**: جس نے خزاں نہ دیکھی ہو. **نغمۂ انسانیت**: انسانیت کا ترانہ/ گیت، مراد خود انسان. **غیر از فغاں**: فریاد/ رونے کے سوا. **دیدۂ بینا**: مراد بصیرت والی نگاہ. **داغِ غم**: دُکھ کا زخم. **چراغِ سینہ**: مراد دل کو روشن کرنے والا. **سامانِ زینت**: سجاوٹ کا باعث. **غازہ**: سُرخی پاؤڈر. **گردِ ملال**: دکھ کی خاک. **لطفِ خواب**: نیند کا مزہ. **مضراب**: ستار بجانے کا چھلا. **شہپر پرواز**: اُڑنے کے بڑے پَر. **انکشافِ راز**: بھید کھل جانا/ ظاہر ہو جانا. **سرود**: گیت، نغمہ. **بربطِ ہستی**: زندگی کا باجا، زندگی. **ہم آغوش**: مراد ساتھ ملا ہوا. **نالۂ "یارب"**: اللہ کے حضور فریاد. **جلوہ پیرا**: مراد موجود. **کوکب**: ستارہ/ ستارے. **شکست**: ٹوٹ پھوٹ. **سدا**: ہمیشہ. **شرابِ عیش و عشرت**: مراد خوشیوں، مسرتوں اور مزے کی زندگی. **گُل چیں**: پھول توڑنے والا. **خار**: کانٹا. **آزار**: تکلیف. **کلفت**: تکلیف. **نظمِ دہر**: زمانے کا انتظام/ بندوبست. **اِدراک**: سمجھ، شعور. **اندوہ**: غم، رنج. **نسخۂ دیرینہ**: بہت پرانی کتاب. **تمہید**: دیباچہ، کتاب کا آغاز. **زندۂ جاوید**: ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ. **خورشید**: سورج. **شامِ اجل**: موت کی شام/ رات. **سوزِ زندگی**: زندگی کی تپش/ حرارت. **رخصت**: چلے جانا، مرنا. **جوشِ الفت**: محبت کی شدت. **بقا**: باقی رہنا. **عدم ناآشنا**: نیستی/ فنا سے ناواقف. **جبینِ کوہ**: پہاڑ کا ماتھا، مراد پہاڑ کے اوپر سے. **صورتِ رخسارِ حور**: حور کے چہرے کی طرح. **افتاد**: گرنے کی حالت. **مصیبت جوئے سیمابِ رواں**: بہتے ہوئے پارے کی ندی. **پریشاں ہونا**: بکھر جانا، منتشر ہونا. **مثلِ تارِ سیم**: چاندی کے تار کی طرح، مراد شفاف پانی والی. **اصلیت میں**: حقیقت میں، دراصل. **نہرِ روانِ زندگی**: زندگی کی بہتی ہوئی نہر. **نوعِ انساں**: مراد سب انسان. **پستیِ عالَم**: دنیا کی نیچائی. **دائم**: ہمیشہ کے لیے. **محصور**: گھری/ پھنسی ہوئی. **دامن**: جھولی، پلّو. **رزم گاہ**: جنگ کا میدان. **سوئے منزل**: پڑاؤ کی طرف. **خضر**: ایک روایتی ولی جو بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھاتے ہیں. **گوشہ گیر**: کونے/ تنہائی میں رہنے والا. **ضمیر**: باطن، دل. **جادہ**: راستہ. **شرر**: چنگاری، مراد مختصر سی چمک. **ظلمات**: جمع ظلمت، اندھیرے.

پھول کا تحفہ عطا ہونے پر

وہ مستِ ناز جو گلشن میں جا نکلتی ہے
کلی کلی کی زباں سے دُعا نکلتی ہے

''الٰہی! پھولوں میں وہ انتخاب مجھ کو کرے
کلی سے رشکِ گُلِ آفتاب مجھ کو کرے''

تجھے وہ شاخ سے توڑیں! زہے نصیب ترے
تڑپتے رہ گئے گلزار میں رقیب ترے

اُٹھا کے صدمۂ فُرقت وِصال تک پہنچا
تری حیات کا جوہر کمال تک پہنچا

مرا کنول کہ تصدّق ہیں جس پہ اہلِ نظر
مرے شباب کے گُلشن کو ناز ہے جس پر

کبھی یہ پھول ہم آغوشِ مدّعا نہ ہُوا
کسی کے دامنِ رنگیں سے آشنا نہ ہُوا

شگفتہ کر نہ سکے گی کبھی بہار اسے
فسردہ رکھتا ہے گُل چیں کا انتظار اسے

مستِ ناز: ناز نخرے میں ڈوبی ہوئی. **انتخاب کرنا:** چننا. **رشکِ گُلِ آفتاب:** آفتاب کے پھول یعنی سورج کے لیے رشک کا باعث بہتر. **زہے نصیب:** کیا خوش بختی کی بات ہے. **رقیب:** محافظ، مقابل، حریف. **گلزار:** باغ. **صدمہ اُٹھانا:** دُکھ جھیلنا. **وصال:** محبوب سے ملاقات. **جوہر:** خوبی. **کمال:** انتہا. **کنول:** پانی میں کھلنے والا سفید پھول. **تصدّق:** واری، قربان. **اہلِ نظر:** بصیرت والے. **شباب:** جوانی. **ہم آغوشِ مدعا:** آرزو پالینے والا. **دامنِ رنگیں:** خوبصورت پلّو. **شگفتہ کرنا:** (پھول) کِھلانا.

ترانۂ ملّی

چین و عرب ہمارا، ہندوستاں ہمارا
مسلم ہیں ہم، وطن ہے سارا جہاں ہمارا
توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا
دنیا کے بُت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اُس کے پاسباں ہیں، وہ پاسباں ہمارا
تیغوں کے سائے میں ہم پَل کر جواں ہوئے ہیں
خنجر ہلال کا ہے قومی نشاں ہمارا
مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری
تھمتا نہ تھا کسی سے سیلِ رواں ہمارا
باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سَو بار کرچکا ہے تُو امتحاں ہمارا
اے گلسِتانِ اُندلس! وہ دن ہیں یاد تجھ کو
تھا تیری ڈالیوں پر جب آشیاں ہمارا
اے موجِ دجلہ! تُو بھی پہچانتی ہے ہم کو
اب تک ہے تیرا دریا افسانہ خواں ہمارا

اے ارضِ پاک! تیری حُرمت پہ کٹ مرے ہم
ہے خُوں تری رگوں میں اب تک رواں ہمارا
سالارِ کارواں ہے میرِ حجازؐ اپنا
اس نام سے ہے باقی آرامِ جاں ہمارا
اقبالؔ کا ترانہ بانگِ درا ہے گویا
ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا

ترانۂ ملّی: قومی گیت. سارا جہاں وطن ہونا: مراد مسلمان جغرافیائی حدوں کا قائل نہیں، سارا جہان اس کا وطن ہے. توحید: خدا کی وحدت. امانت: مراد عقیدہ. سینوں میں: دِلوں میں. نام ونشاں: مراد ہستی / وجود. پہلا وہ گھر خدا کا: کعبہ شریف جس کی تعمیر حضرت ابراہیمؑ نے کی تھی. پاسباں: حفاظت کرنے والا. تیغوں کا سایہ: تلواروں کا سایہ یعنی بزرگوں نے جو جہاد کیے. پَل کر جواں ہوئے ہیں: بڑے ہوئے. ہلال: پہلی کے چاند کو خنجر کہا. قومی نشاں: مراد ہندوستان کے مسلمانوں کا اسلامی نشان. مغرب کی وادیاں: مراد یورپ کے ملک. گونجی اذاں ہماری: ہماری اذانوں کی آواز بلند ہوئی. سیلِ رواں: بڑھتا ہوا سیلاب مراد بڑھتے ہوئے عظیم لشکر. دبنا: ڈرنا. گلستانِ اندلس: مراد اندلس کا باغ یعنی ہسپانیہ / سپین جسے مسلمان مجاہدین نے پہلی صدی ہجری میں فتح کیا اور ایک مدت تک وہاں ٹھاٹھ سے حکومت کی. تھا تیری ڈالیوں پر جب آشیاں ہمارا: جب تری جگہ ہمارا ٹھکانا تھا مذکورہ حکومت کی طرف اشارہ ہے. دجلہ: دریائے دجلہ جس کے کنارے شہر بغداد آباد ہے جو عباسی خلیفوں کے زمانے میں دارالخلافہ اور علوم وفنون وغیرہ کے لحاظ سے بہت ترقی پر تھا. ارضِ پاک: مراد سرزمینِ حجاز جس کی حدود میں مکہ اور مدینہ واقع ہیں. کٹ مرنا: جہاد میں شہید ہونا. ہے خوں تری رگوں میں اب تک رواں ہمارا: مراد حجاز کی عزت وتوقیر بڑھانے کے لیے پرانے مسلمانوں نے کس قدر قربانیاں دیں. سالارِ کارواں: قافلے کا سربراہ، ملّتِ اسلامیہ کے سالار. آرامِ جاں: روح کا سکون. بانگِ درا: قافلے کی روانگی کے وقت گھنٹی کی آواز. جادہ پیما: مراد جدوجہد اور عمل کے لیے سرگرم. کارواں: قافلہ ملّت.

وطنیّت

(یعنی وطن بحیثیت ایک سیاسی تصور کے)

اس دور میں مے اور ہے، جام اور ہے جم اور
ساقی نے بنا کی روشِ لُطف و ستم اور
مسلم نے بھی تعمیر کیا اپنا حرم اور
تہذیب کے آزر نے ترشوائے صنم اور
ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے، وہ مذہب کا کفن ہے

یہ بُت کہ تراشیدۂ تہذیبِ نوی ہے
غارت گرِ کاشانۂ دینِ نبوی ہے
بازو ترا توحید کی قُوّت سے قوی ہے
اسلام ترا دیس ہے، تُو مُصطفوی ہے
نظّارۂ دیرینہ زمانے کو دِکھا دے
اے مُصطفوی خاک میں اس بُت کو مِلا دے!

ہو قیدِ مَقامی تو نتیجہ ہے تباہی
رہ بحر میں آزادِ وطن صورتِ ماہی
ہے ترکِ وطن سُنّتِ محبوبِؐ الٰہی
دے تُو بھی نبوّت کی صداقت پہ گواہی

گفتارِ سیاست میں وطن اور ہی کچھ ہے
ارشادِ نبوّت میں وطن اور ہی کچھ ہے

اقوامِ جہاں میں ہے رقابت تو اسی سے
تسخیر ہے مقصودِ تجارت تو اسی سے
خالی ہے صداقت سے سیاست تو اسی سے
کمزور کا گھر ہوتا ہے غارت تو اسی سے

اقوام میں مخلوقِ خدا بٹتی ہے اس سے
قومیّتِ اسلام کی جڑ کٹتی ہے اس سے

جم: مراد قدیم ایرانی بادشاہ جمشید، جس نے پہلی مرتبہ انگور سے شراب تیار کروائی. ساقی: شراب پلانے والا، مراد انگریز حکمران. پنا کی: بنیاد رکھی، اختیار کی. روش: طریقہ. مسلم: مراد ملّتِ اسلامیہ. حرم: مراد مَسلک، دستور. تہذیب کا آزر: مراد موجودہ تہذیب جو انسان کو خدا سے دور رکھتی ہے (آزر: مراد بت تراش). ترشوانا: بنوانا، چھلوانا. تازہ خدا: نئے نئے آقا. مذہب کا کفن: مذہب کا خاتمہ. غارت گر: تباہ کرنے والی. کاشانہ: گھر. دین نبویؐ: دین اسلام. دیس: مُلک. مُصطفَوی: مراد حضور اکرم محمد مصطفیٰؐ کا پیرو، مسلمان. نظارۂ دیرینہ: پرانا منظر. قیدِ مقامی: خاص سرزمین کو وطن قرار دینا. آزادِ وطن: جغرافیائی حدوں سے آزاد. صورتِ ماہی: مچھلی کی طرح. ترکِ وطن: وطن چھوڑنا، ہجرت کرنا. محبوبِ الٰہیؐ: مراد حضور اکرمؐ.

صداقت: سچائی. گفتارِ سیاست: سیاسی بات چیت. ارشادِ نبوت: مراد حضور اکرمؐ نے جو کچھ فرمایا.
رقابت: دشمنی. تسخیر: قابو میں لانا، فتح کرنا. مقصودِ تجارت: تجارت کا مقصد. قومیت اسلام: امت مسلمہ. جڑ کٹنا: تباہ ہونا، مٹنا.

ایک حاجی مدینے کے راستے میں

قافہ لُوٹا گیا صحرا میں اور منزل ہے دُور
اس بیاباں یعنی بحرِ خشک کا ساحل ہے دُور

ہم سفر میرے شکارِ دشنۂ رہزن ہوئے
بچ گئے، جو ہو کے بے دِل سُوئے بیت اللہ پھرے

اُس بخاری نوجواں نے کس خوشی سے جان دی!
موت کے زہراب میں پائی ہے اُس نے زندگی

خنجرِ رہزن اُسے گویا ہلالِ عید تھا
'ہائے یثرِب' دل میں، لب پر نعرۂ توحید تھا

خوف کہتا ہے کہ یثرِب کی طرف تنہا نہ چل
شوق کہتا ہے کہ تُو مسلم ہے، بے باکانہ چل

بے زیارت سُوئے بیت اللہ پھر جاؤں گا کیا
عاشقوں کو روزِ محشر منہ نہ دِکھلاؤں گا کیا

خوفِ جاں رکھتا نہیں کچھ دشت پیمائے حجاز
ہجرتِ مدفونِ یثرِبؐ میں یہی مخفی ہے راز

گو سلامت محملِ شامی کی ہمراہی میں ہے
عشق کی لذّت مگر خطروں کی جاں کاہی میں ہے

آہ! یہ عقلِ زیاں اندیش کیا چالاک ہے
اور تاثّر آدمی کا کس قدر بے باک ہے

بحرِ خشک: بیابان کو خشک سمندر کہا. **ساحل**: کنارہ یعنی آخری حد. **دَشنۂ رہزن**: لٹیرے کا خنجر. **بیدل ہونا**: غم زدہ ہونا. **سُوئے بیت اللہ**: خدا کے گھر کی طرف. **پھرے**: واپس ہوئے، لوٹ گئے. **بخاری**: بخارا کا رہنے والا. **زہراب**: زہر ملا پانی. **ہلالِ عید**: عید کا چاند جسے دیکھ کر بہت خوشی منائی جاتی ہے. **"ہائے یثرب"**: مراد مدینے کی آرزو جو پوری نہ ہوئی. **نعرۂ توحید**: اللہ اکبر. **شوق**: عشق، محبت. **بیباکانہ**: کسی خوف کے بغیر. **بے زیارت**: زیارت کے بغیر. **دشت پیمائے حجاز**: حجاز کا راستہ طے کرنے والا. **ہجرت**: اپنا شہر چھوڑ کر (دینی مصلحت کی خاطر) کسی دوسرے شہر میں آباد ہونا. **مدفونِ یثرب**: مدینے میں دفن. **مخفی**: چھپا ہوا. **سلامت**: حفاظت. **محملِ شامی**: وہ کجاوہ جو حج کے موقع پر، ملک شام سے، غلافِ کعبہ کے ساتھ بھیجا جاتا ہے. **ہمراہی میں**: ساتھ چلنے میں. **جاں کاہی**: جان گھٹنا. **زیاں اندیش**: گھاٹے کا سوچنے والی. **تاثّر**: مراد عشق کا جذبہ.

قطعہ

کل ایک شوریدہ خواب گاہِ نبیؐ پہ رو رو کے کہہ رہا تھا
کہ مصر و ہندوستاں کے مسلم بنائے مِلّت مٹا رہے ہیں

یہ زائرانِ حریمِ مغرب ہزار رہبر بنیں ہمارے
ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے ناآشنا رہے ہیں

غضب ہیں یہ 'مُرشدانِ خود بیں' خدا تری قوم کو بچائے!
بگاڑ کر تیرے مسلموں کو یہ اپنی عزّت بنا رہے ہیں

سُنے گا اقبالؔ کون ان کو، یہ انجمن ہی بدل گئی ہے
نئے زمانے میں آپ ہم کو پُرانی باتیں سُنا رہے ہیں!

قطعہ: ٹکڑا، مراد چند شعروں پر مشتمل نظم. شوریدہ: دیوانہ. خوابگاہ: مراد روضۂ مبارک. بنائے مِلّت: ملّت کی بنیاد/ عمارت. زائران: جمع زائر، زیارت کرنے والے، مراد تعلیم پانے والے، سیاحت کرنے والے. حریمِ مغرب: مراد یورپ کی درس گاہیں اور شہر وغیرہ. ہزار رہبر: یعنی خواہ کتنے ہی لیڈر بن جائیں. غضب ہیں: مراد بڑے چالاک اور مکار ہیں. مُرشدانِ خود بیں: صرف اپنی عزت اور نفع پر نظر رکھنے والے رہنما، مغرور راہ نما. بگاڑ کر: سوچیں بدل کر، گمراہ کر کے. عزت بنانا: بڑے آدمی بننا، شہرت پانا. پرانی باتیں: مراد نیک جذبوں اور جہد و عمل کی باتیں.

شِکوَہ

کیوں زیاں کار بنوں، سُود فراموش رہوں
فکرِ فردا نہ کروں محوِ غمِ دوش رہوں
نالے بلبل کے سُنوں اور ہمہ تن گوش رہوں
ہم نوَا میں بھی کوئی گُل ہوں کہ خاموش رہوں

جُرأت آموز مری تابِ سخن ہے مجھ کو
شِکوَہ اللہ سے 'خاکم بدہن' ہے مجھ کو

ہے بجا شیوۂ تسلیم میں مشہور ہیں ہم
قصّۂ درد سُناتے ہیں کہ مجبور ہیں ہم
سازِ خاموش ہیں، فریاد سے معمور ہیں ہم
نالہ آتا ہے اگر لب پہ تو معذور ہیں ہم

اے خدا! شِکوۂ اربابِ وفا بھی سُن لے
خوگرِ حمد سے تھوڑا سا گِلا بھی سُن لے

تھی تو موجود ازل سے ہی تری ذاتِ قدیم
پھول تھا زیبِ چمن پر نہ پریشاں تھی شمیم
شرطِ انصاف ہے اے صاحبِ الطافِ عمیم
بُوئے گُل پھیلتی کس طرح جو ہوتی نہ نسیم
ہم کو جمعِیّتِ خاطر یہ پریشانی تھی
ورنہ اُمّت ترے محبوبؐ کی دیوانی تھی؟

ہم سے پہلے تھا عجب تیرے جہاں کا منظر
کہیں مسجود تھے پتھر، کہیں معبود شجر
خوگرِ پیکرِ محسوس تھی انساں کی نظر
مانتا پھر کوئی اَن دیکھے خدا کو کیونکر
تجھ کو معلوم ہے لیتا تھا کوئی نام ترا؟
قُوّتِ بازوئے مسلم نے کِیا کام ترا

بس رہے تھے یہیں سلجوق بھی، تُورانی بھی
اہلِ چِیں چین میں، ایران میں ساسانی بھی
اسی معمورے میں آباد تھے یونانی بھی
اسی دنیا میں یہودی بھی تھے، نصرانی بھی
پر ترے نام پہ تلوار اُٹھائی کس نے
بات جو بگڑی ہوئی تھی، وہ بنائی کس نے

تھے ہمیں ایک ترے معرکہ آراؤں میں
خشکیوں میں کبھی لڑتے، کبھی دریاؤں میں
دِیں اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں
شان آنکھوں میں نہ جچتی تھی جہاں داروں کی
کلمہ پڑھتے تھے ہم چھاؤں میں تلواروں کی
ہم جو جیتے تھے تو جنگوں کی مصیبت کے لیے
اور مرتے تھے ترے نام کی عظمت کے لیے
تھی نہ کچھ تیغ زنی اپنی حکومت کے لیے
سر بکف پھرتے تھے کیا دہر میں دولت کے لیے؟
قوم اپنی جو زر و مالِ جہاں پر مرتی
بُت فروشی کے عوض بُت شِکَنی کیوں کرتی!
ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اَڑ جاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میداں سے اُکھڑ جاتے تھے
تجھ سے سرکش ہُوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے
تیغ کیا چیز ہے، ہم توپ سے لڑ جاتے تھے
نقش توحید کا ہر دل پہ بٹھایا ہم نے
زیرِ خنجر بھی یہ پیغام سُنایا ہم نے

تُو ہی کہہ دے کہ اُکھاڑا درِ خیبر کس نے
شہر قیصر کا جو تھا، اُس کو کِیا سَر کس نے
توڑے مخلوق خداوندوں کے پیکر کس نے
کاٹ کر رکھ دیے کفّار کے لشکر کس نے
کس نے ٹھنڈا کِیا آتشکدۂ ایراں کو؟
کس نے پھر زندہ کِیا تذکرۂ یزداں کو؟

کون سی قوم فقط تیری طلب گار ہوئی
اور تیرے لیے زحمت کشِ پیکار ہوئی
کس کی شمشیر جہاں گیر، جہاں دار ہوئی
کس کی تکبیر سے دنیا تری بیدار ہوئی
کس کی ہیبت سے صنم سہمے ہوئے رہتے تھے
مُنہ کے بَل گِر کے 'ھُوَاللہُ اَحَد' کہتے تھے

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقتِ نماز
قبلہ رُو ہو کے زمیں بوس ہوئی قومِ حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

خروش آموزِ بلبل ہو، گرہ غنچے کی وا کر دے
کہ تُو اس گُلستاں کے واسطے بادِ بہاری ہے

پھر اُٹھی ایشیا کے دل سے چنگاری محبت کی
زمیں جولاں گہِ اَطلس قبایانِ تتاری ہے

بیا پیدا خریدار ست جانِ ناتوانے را
"پس از مدّت گذار افتاد بر ما کاروانے را"

بیا ساقی نوائے مرغِ زار از شاخسار آمد
بہار آمد نگار آمد، نگار آمد قرار آمد

کشید ابرِ بہاری خیمہ اندر وادی و صحرا
صدائے آبشاراں از فرازِ کوہسار آمد

سرت گردم تو ہم قانونِ پیشیں ساز دہ ساقی
کہ خیلِ نغمہ پردازاں قطار اندر قطار آمد

کنار از زاہداں برگیر و بے باکانہ ساغر کش
پس از مدّت ازیں شاخِ کہن بانگِ ہزار آمد

بہ مشتاقاں حدیثِ خواجۂ بدر و حنین آور
تصرّف ہائے پنہانش بچشمم آشکار آمد

دگر شاخِ خلیلؑ از خونِ ما نم ناک می گردد
ببازارِ محبت نقدِ ما کامل عِیار آمد

سرِ خاکِ شہیدے برگ ہاے لالہ می پاشم
کہ خونش با نہالِ ملّتِ ما سازگار آمد

"بیا تا گُل بیفشانیم و مے در ساغر اندازیم
فلک را سقف بشگافیم و طرحِ دیگر اندازیم"

طلوع: سورج کا نکلنا، مراد اسلام کی اشاعت. **تنک تابی:** ہلکی روشنی، ٹمٹماہٹ. **اُفق:** آسمان کا کنارہ. **آفتاب اُبھرا:** سورج نکلا ہے، اشارہ ہے اس دَور کی طرف جب مسلمان غفلت کا شکار تھے کہ اچانک مصطفیٰ کمال اتا ترک اُٹھے اور کفار کے بڑھتے قدم رک گئے۔ اس واقعے نے مسلمانوں میں ہمت پیدا کر دی. **دَورِ گراں خوابی:** گہری نیند سونے یعنی غفلت کا زمانہ. **عروقِ مردہ:** بے جان رگیں. **مشرق:** مشرق بالخصوص مسلم ممالک. **خونِ زندگی دوڑا:** بیداری کی لہر پیدا ہوگئی. **سینا و فارابی:** بوعلی سینا اور محمد بن طرخان ابونصر فارابی، دونوں مشہور فلسفی، مراد تمام فلسفی. **مسلماں کر دیا:** صحیح معنوں میں اسلام کا شیدائی بنا دیا. **طوفانِ مغرب:** یورپ کا ہنگامہ، اشارہ ہے ۱۹۱۴ء کی عالمگیر جنگ کی طرف جس نے مسلمانوں کو اپنا وجود برقرار رکھنے پر چوکنا کر دیا. **تلاطم ہا:** تلاطم کی جمع، تھپیڑے، پانی کی طغیانی. **گوہر:** موتی مراد مسلمان. **سیرابی:** تازگی، چمک دمک. **درگاہِ حق:** خدا کی بارگاہ. **شکوہِ ترکمانی:** ترکوں کا سا دبدبہ اور شوکت. **ذہنِ ہندی:** ہندوستان کے لوگوں کی سی دانائی اور بصیرت. **نطقِ اعرابی:** عربوں کی زبان یعنی عربوں کی سی فصاحت. ا۔ جب تو اپنے سننے والوں میں گیت سننے کا ذوق شوق نہ دیکھے تو پھر اپنی لے کو تیز اور مزید تیکھا کر دے۔ **غنچوں:** کلیوں یعنی مسلمانوں. **بلبل:** ایک پرندے کا نام مراد شاعر، خود علامہ اقبال. **شاخسار:** درخت کا اوپر کا حصہ جو بہت ٹہنیوں والا ہوتا ہے. **تڑپ:** بے چینی،

جذبۂ عشق کے سبب بیقراری. تقدیرِ سیمابی: پارے کی طرح ہلتے رہنے کی حالت. چشمِ پاک بیں: صاف یا واضح دیکھنے والی آنکھ. برگستواں: گھوڑے کا ساز اور زین، مراد ظاہری سجاوٹ. جگر تابی: دل کی تڑپ، باطن کی بیقراری. ضمیر لالہ: یعنی مسلمان کا باطن / دل. آرزو: خواہش، عظمتِ اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی کی خواہش. چمن کا ذرّہ ذرّہ: یعنی ملّت کا ہر ہر فرد. شہید: مارا ہوا یعنی شیدائی. سرشک: آنسو. نیساں: بارش کا وہ قطرہ جو سیپی کے منہ میں پڑ کر موتی بنتا ہے. خلیل اللہ: خدا کا دوست، حضرت ابراہیمؑ کا لقب. دریا: یعنی مسلمان، ملت اسلامیہ. ملتِ بیضا: روشن قوم، ملتِ اسلامیہ. شیرازہ بندی: یعنی اتفاق، تنظیم اور اتحاد. شاخِ ہاشمی: یعنی مسلمان قوم، دنیائے اسلام. برگ و بر: پتے اور پھل، شادابی، یعنی پرانی عظمت اور دبدبہ. ۲۔ اس شیرازی محبوب نے تبریز اور کابل کا دل اڑا لیا ہے۔ صبا: صبح کی نرم خوشگوار ہوا. بوئے گل: پھول کی خوشبو. ہم سفر: سفر کا ساتھی. عثمانیوں: ترک، جن کے جدِّ بزرگ کا نام عثمان تھا. کوہِ غم ٹوٹا: اشارہ ہے ۱۹۱۴ء کی عالمگیر جنگ کی طرف جس میں بیشمار ترک مارے گئے تھے. خونِ صد ہزار انجم: لاکھوں ستاروں کا خون یعنی ان کا ڈوبنا، غروب ہونا. جہانبانی: دنیا پر حکومت کرنے کا طور طریقہ. جہاں بینی: دُنیا کے حالات و واقعات اور تقاضوں پر گہری نظر ہونا. دشوار تر: زیادہ مشکل. کار: کام. جگر خون ہونا: سخت کوشش کرنا، تکالیف برداشت کرنا. چشمِ دل: دل کی آنکھیں، بصیرت. ہزاروں سال: ایک طویل مدت تک. بے نوری: آنکھوں کا روشن نہ ہونا. نرگس: وہ پھول جسے اس کی شکل کی بنا پر آنکھ سے تشبیہ دیتے ہیں. دیدہ ور: آنکھوں والا، صاحبِ نظر. نوا پیرا ہونا: چہچہانا. بلبل: ایک پرندہ مراد شاعر. کبوتر: مشہور پرندہ، مراد کمزور اور محکوم مسلمان. شاہیں کا جگر: مراد شاہین کی سی جرات، دلیری اور بے خوفی. حدیث: بات. سوز و ساز: جلنے اور بنانے کی حالت. لم یزل: ہمیشہ باقی رہنے والا. دست: ہاتھ. قدرت: قوت، طاقت، اقتدار. یقیں پیدا کر: اپنی صلاحیتوں پر اعتماد پیدا کر. مغلوبِ گماں: شک اور بے اعتباری کا شکار. پرے ہے: یعنی بلند تر ہے. چرخ: آسمان. گردِ راہ: مسافر کے پاؤں کے پیچھے اُڑنے والی مٹی. یکیں: رہنے والا. آنی: وقتی، فانی. ازل تیرا ابد تیرا: یعنی وقت تیرے قبضے میں ہے. خدا کا آخری پیغام: قرآن مجید کو ماننے والا. حنا بندِ عروسِ لالہ: دُنیا کے باغ کی دلھن کو مہندی لگانے والا. خونِ جگر تیرا: تیری توحید پرستی اور حسنِ عمل یا جذبۂ جہاد. معمارِ جہاں: دنیا کی تعمیر کرنے والا، توحید پرستی کے سبب اسے امن و سکون کی دنیا بنانے والا. ممکناتِ زندگانی: انسانی زندگی کی فلاح و بہبود اور ترقی سے متعلق / ممکن ہو سکنے والی باتیں. جوہرِ مضمر: خدا تعالیٰ کی چھپی ہوئی نعمتیں. جہانِ آب و گل: پانی اور مٹی کی دنیا، یہ کائنات. عالمِ جاوید: ایسی دنیا جسے کبھی فنا نہیں، ابدی دنیا. نبوت: نبی ہونے کا مرتبہ.

ارمغان: تحفہ. سرگزشت: ماجرا، واقعہ. پیدا: ظاہر. زمین ایشیا: براعظم ایشیا. سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا: یعنی پھر سے بچاؤ، عدل وانصاف اور دلیری جیسی خوبیاں اپنا لے. امامت: پیشوائی، رہبری. مقصودِ فطرت: قدرت کی اصل غرض. رمز مسلمانی: مسلمان ہونے کا راز. اخوت کی جہانگیری: دنیا میں انسانی بھائی چارے کا پھیلاؤ. بتانِ رنگ وخوں: رنگ، نسل، قبیلے وغیرہ کا تعصب. ملت میں گم ہو جا: اتحاد واتفاق سے ایک قوم بن جا. نہ تُورانی نہ افغانی: یعنی علاقائی قومیتیں ختم ہو جائیں. میانِ شاخساراں: ٹہنیوں کے درمیان، یعنی ایک ملت کی بجائے قبیلوں، خاندانوں کی باتیں. صحبت: باہم مل بیٹھنے کی حالت، حضوری. پرواز: اُڑنے کی قوت، بلندی کی طرف بڑھنے کی طاقت. شاہین قہستانی: پہاڑی علاقے کا شاہین، عقاب کی قسم کا ایک پرندہ جو تیز اور بلندی کی طرف اُڑتا ہے. گمان آبادِ ہستی: یہ دنیا جس میں رہنے والے وہم و گمان اور شک وشبہ کا شکار رہتے ہیں. شبِ تاریک: اندھیری رات. قندیلِ رہبانی: ترکِ دنیا کرنے والے کا چراغ. قیصر وکسریٰ کا استبداد: مراد شخصی حکومتوں کا ظلم وستم. زورِ حیدرؓ: حضرت علیؓ کی قوتِ بازو. فقر بوذرؓ: حضرت ابوذر غفاریؓ کی صبر وقناعت جو مشہور ہے. صدقِ سلمانیؓ: حضرت سلمان فارسیؓ کی سچائی، حضور اکرمؐ کو آپؓ کی سچائی پر پورا بھروسا تھا. احرارِ ملت: قوم کے آزاد لوگ، یعنی مسلمان جو نسلی، قبائلی تعصبات سے آزاد ہیں. جادہ پیما: راستہ طے کرنے والے، یعنی عمل میں سرگرم. تجمل: شان وشوکت. تماشائی: دیکھنے والے. شگافِ در: دروازے، کسی پٹ کا چھوٹا سا سوراخ/رخنہ. صدیوں: بہت عرصے سے، سیکڑوں برسوں سے. زندانی: قیدی. ثباتِ زندگی: وجود یا زندگی کا پائدار ہونا، ہمیشہ قائم رہنا. محکم: مضبوط، پختہ، پکا. المانی: المان یعنی جرمنی کا رہنے والا. پائندہ تر: زیادہ قائم رہنے والا، زیادہ مضبوط. تورانی: توران/ترکی کا باشندہ. انگارۂ خاکی: انسان (اس کے دل کے سوز کی بنا پر انگارہ کہا). بال وپر روح الامیں: حضرت جبرئیل کی سی قوتِ پرواز، محبوبِ حقیقی تک پہنچنے کی قوت. شمشیریں: تلواریں. تدبیریں: کوششیں، منصوبے. ذوقِ یقیں: پکا ایمان. زنجیریں کٹ جانا: ہر طرح کی رکاوٹیں ختم ہو جانا، آزادی حاصل کرنا. مردِ مومن: پکے ایمان والا مسلمان. ولایت: مراد کسی بادشاہ کا مُلک، حکومت، سلطنت. علم اشیا: کائنات کی اشیا کی حقیقت جاننے کا علم. نکتہ ایماں: ایمان کی گہری بات. تفسیریں: وضاحتیں، تشریحات. براہیمیؑ نظر: حضرت ابراہیمؑ کی سی بصیرت. تصویریں بنانا: نقشہ بنانا. تمیزِ بندہ وآقا: غلام اور آقا میں فرق کرنا. فسادِ آدمیت: انسانیت کا بگاڑ/تباہی. حذر: بچو، ڈرو. چیرہ دست: زور سے کام نکالنے والا. فطرت کی تعزیریں: قدرت کی سزائیں. خاکی: مٹی کا بنا ہوا، انسان. نوری: فرشتہ. لہو ٹپکنا: قطرہ قطرہ خون کرنا. یقیں محکم: پکا ایمان. عمل پیہم: مسلسل اور

لگاتار جدوجہد. فاتحِ عالم: دنیا کو فتح کرنے والی. جہادِ زندگانی: مراد زندگی کی کشاکش. مَردوں: دلیروں، مجاہدوں. شمشیریں: تلواریں، شمشیر کی جمع ۳۔ ایک انسان کے لیے کن چیزوں کی ضرورت ہے؟ (آگے جواب ہے کہ یہ باتیں ہونی چاہئیں) بلند فطرتی اور وسیع النظری، خالص مسلک یعنی محبوبِ حقیقی کی محبت، پُرجوش دل، دنیوی حرص و ہوس سے پاک نگاہ اور جذبۂ عشق کے سبب بے چین روح۔ عقابی شان سے: مراد رعب و دبدبہ سے، اشارہ ہے یونانیوں کے ترکوں پر حملے کی طرف. بے بال و پر نکلے: یعنی یونانی اس حملے میں شکست کھا گئے. ستارے شام کے، خونِ شفق میں ڈوب کر نکلے: یعنی جس طرح آسمانی سرخی میں ستاروں کی روشنی ہلکی پڑ جاتی ہے اور سرخی ہٹتے ہی وہ چمکنے لگتے ہیں، اسی طرح ترک، یونانی لشکر کے اس حملے میں جوابی کاروائی کر کے سرخرو ٹھہرے. زیرِ دریا تیرنے والے: یونانیوں کی آبدوز کشتیاں جنھیں ترکوں نے ڈبو دیا تھا. طمانچے: تھپیڑے. غبارِ رہ گزر: راستے کی گرد (یعنی یونانی). کیمیا: زر سازی. جبینیں خاک پر رکھنے والے: اللہ کے حضور سجدے کرنے والے مراد ترک مسلمان. اکسیر گر: کیمیا بنانے والے. نرم رَو قاصد: آہستہ چلنے والا پیامی، یعنی پیدل. پیامِ زندگی لایا: مسلمانوں کی بیداری کا باعث بنا. خبر دیتی تھیں جن کو بجلیاں: مراد یونانی فوج جو فون اور ٹیلیگراف سے لیس تھی. وہ بے خبر نکلے: یعنی وہ یہ سب کچھ ہوتے ہوئے شکست کھا گئے. حرم رسوا ہوا: عربوں کی غداری کی طرف اشارہ ہے جو انھوں نے ترکوں سے کی. پیرِ حرم: یعنی حجاز کا گورنر شریف مکہ جس نے غداری کی. کم نگاہی: انجام کا خیال نہ کرنے کی حرکت. جوانانِ تتاری: ترکی فوج کے جوان. صاحب نظر: اہلِ نظر، بصیرت والے. زمیں سے: زمین کو خطاب کرتے ہوئے. نوریانِ آسماں پرواز: آسمانوں پر اُڑنے والے فرشتے. یہ خاکی: یہ مٹی کے بنے ہوئے، انسان یعنی ترک. زندہ تر: زیادہ جاندار، قوی، جذبوں والے. پائندہ تر: زیادہ بقا والے، زیادہ ثابت قدم. تابندہ تر: زیادہ روشن. صورتِ خورشید: سورج کی طرح. سرمایۂ تعمیرِ ملت: پوری قوم کی سربلندی اور ترقی کا باعث. یہی قوت: یعنی ہر فرد کا یقین محکم. صورت گر: یعنی بنانے والی. رازِ کن فکاں: "کن فکاں" یعنی اس کائنات کا بھید / حقیقت. خودی: اپنی چھپی ہوئی صلاحیتوں اور شخصیت کا احساس. ترجماں: توحیدِ خداوندی سے آگاہ ہو کر دوسروں کو بتانے والا. ٹکڑے ٹکڑے کرنا: قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کر دینا. نوعِ انساں: مراد تمام انسان، انسانوں کی جماعت. اخوت کا بیاں ہو جا: بھائی چارے کا درس دینے والا بن جا. محبت کی زباں: باہمی اتفاق اور محبت کا پیغام. یہ ہندی..... تُورانی: مراد مختلف تعصبات میں بٹے ہوئے. شرمندۂ ساحل: مراد خاص حدوں تک خود کو محدود کرنے والا. اُچھل کر: یعنی اس علاقائی نظریے سے باہر نکل کر. بے کراں ہو جا: وسیع یعنی علاقائی حدود

سے آزاد ہو کر پوری ملت اور انسانیت کی بات کرنے والا بن جا۔ غبار آلودۂ رنگ و نسب: تنگ نظری کی مٹی میں اٹا ہوا۔ بال و پر تیرے: تیری قوتیں اور صلاحیتیں۔ مرغِ حرم: یعنی مسلمان۔ اُڑنا: یعنی ارتقا کی فضا میں اُڑنے کا عمل۔ پرفشاں ہونا: پر پھڑپھڑانا تاکہ مٹی اور گرد جھڑ جائے۔ حلقۂ شام و سحر: مراد ہر قسم کے تعصبات وغیرہ۔ جاوداں: ہمیشہ کی زندگی پانے والا، بقا کا مالک۔ مصافِ زندگی: زندگی کا میدانِ جنگ، یعنی زندگی کی تگ و دو اور کشمکش۔ سیرتِ فولاد: فولاد کی سی خوبی، مصیبتوں میں بھی ثابت قدم رہنے کی عادت۔ شبستانِ محبت: مراد دنیا بھر کے مسلمانوں کی بزمِ محبت۔ حریر و پرنیاں: ریشم کی دو قسمیں، مراد نرم۔ سیلِ تند رو: پانی کا تیز چلنے والا طوفان۔ کوہ و بیاباں سے: پہاڑ اور اُجاڑ، یعنی مصیبتوں، تکلیفوں اور اسلام کے دشمنوں سے ٹکراتے ہوئے۔ گلستاں: باغ۔ جوئے نغمہ خواں: گاتی ہوئی ندی، مراد فائدہ پہنچانے والا۔ سازِ فطرت: قدرت کا باجا۔ نوا: لَے، سُر۔ صید زبوں: برے حالوں والا شکار۔ شہریاری: بادشاہت، ایک فرد کی حکومت۔ قیامت ہے: کتنے دکھ کی بات ہے۔ شکاری: ظلم و ستم کرنے والا۔ خیرہ کرنا: چندھیا دینا۔ چمک: ظاہری ٹیپ ٹاپ۔ تہذیبِ حاضر: موجودہ دور کا تمدن جس پر یورپی تہذیب کی چھاپ ہے۔ صناعی: کاریگری۔ جھوٹے نگ: وہ نگینے جو اصلی نہ ہوں۔ ریزہ کاری: چھوٹے ٹکڑوں کو جوڑ کر نگینہ بنانے کا کام۔ خردمندان: جمع خردمند، دانا، فلسفی۔ پنجۂ خونیں: خون سے لتھڑا ہوا ہاتھ۔ تیغِ کارزاری: جنگ کی تلوار۔ تدبر: غور و فکر، سوچ بچار کرنے کی حالت۔ فسوں کاری: جادوگری۔ پنا: بنیاد۔ سرمایہ داری: بہت زیادہ دولتمند ہونا۔ عمل: جدوجہد، انسانیت کی خیرخواہی کے لیے کام کرنا۔ نوری: نور سے بنا ہوا، فرشتہ یعنی نیک۔ ناری: آگ سے بنا ہوا، شیطان یعنی بُرا۔ خروش آموزِ بلبل: بلبل یعنی مسلمانوں کو باہمی اتفاق و محبت کی باتیں سکھانے والا۔ گرہ غنچے کی وا کر دے: کلی کی گانٹھ کھول دے، یعنی مسلمانوں کا باہمی نفاق دور کر دے۔ اس گلستاں: ملت اسلامیہ۔ جولانگہ: میدان جہاں گھوڑے دوڑاتے ہیں۔ اطلس قبایانِ تتاری: چمکیلا لباس پہننے والے ترک، مراد ترک جہاد کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ ۴۔ آ کہ کمزور جان کا خریدار پیدا ہو گیا ہے ایک مدت کے بعد ایک قافلہ ہماری طرف سے گزرا ہے۔ ۵۔ اے ساقی آ جا کہ شاخوں پر سے پریشان حال پرندے کی چہکار سنائی دی ہے یعنی بہار آ گئی ہے، محبوب آ گیا اور جب محبوب آ گیا تو دل کو قرار آ گیا۔ ۶۔ موسمِ بہار کے بادل نے وادی اور صحرا میں خیمے لگا لیے ہیں اور پہاڑ پر سے آبشاروں کے گرنے کی آواز آنے لگی ہے۔ ۷۔ اے ساقی! تیرے قربان جاؤں تو بھی ذرا پہلے والا ساز چھیڑ دے کہ گیت گانیوالے قطار در قطار آ گئے ہیں۔ ۸۔ زاہدوں / پرہیزگاروں سے کنارہ کشی کر لے اور بے خوف ہو کر جام چڑھا کیونکہ ایک مدت کے بعد اس پرانی ٹہنی سے بلبل کی آواز ترکوں کا جہاد وغیرہ

سنائی دی ہے۔ ۹۔ عاشقوا، کہ جنگِ بدر (۲ھ/ ۶۲۳ء میں لڑی گئی) اور جنگِ حنین (۸ھ/ ۶۲۹ء) کے سردار یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، کی باتیں سُنا جن کے باطنی تصرف میری آنکھوں کو صاف دکھائی دے رہے ہیں۔ ۱۰۔ اب پھر شاخِ خلیل ہمارے خون سے تر و تازہ ہو رہی ہے یعنی محبت کی منڈی میں ہماری نقدی خالص اور کھری قرار پائی ہے۔ ۱۱۔ میں اُس شہید کی قبر پر لالہ کی پتیاں بکھیرتا ہوں جس کا خون ہماری ملت کے پودے کے لیے مفید ثابت ہوا۔ ۱۲۔ (یہ حافظ شیرازی کا شعر ہے) آ کہ ہم پھول بکھیریں اور شراب جام میں انڈیلیں، اس طرح آسمان کی چھت پھاڑ ڈالیں اور ایک نئی زندگی کی بنیاد رکھیں۔

غزلیات

(۱)

اے بادِ صبا! کملی والےؐ سے جا کہیو پیغام مرا
قبضے سے اُمّت بیچاری کے دِیں بھی گیا، دُنیا بھی گئی

یہ موجِ پریشاں خاطر کو پیغام لبِ ساحل نے دیا
ہے دُور وصالِ بحر ابھی، تُو دریا میں گھبرا بھی گئی!

عزّت ہے محبت کی قائم اے قیس! حجابِ محمل سے
محمل جو گیا عزّت بھی گئی، غیرت بھی گئی، لیلا بھی گئی

کی ترک تگ و دو قطرے نے تو آبروئے گوہر بھی مِلی
آوارگیِ فطرت بھی گئی اور کشمکشِ دریا بھی گئی

نکلی تو لبِ اقبالؔ سے ہے، کیا جانیے کس کی ہے یہ صدا
پیغامِ سکُوں پہنچا بھی گئی، دل محفل کا تڑپا بھی گئی

غزلیات: جمع غزل، شاعری کی ایک صنف / ہیئت. کملی والا: حضور اکرمؐ. دِیں قبضے سے جانا: یعنی مسلمانوں کا مذہب سے دُور ہو جانا. دنیا قبضے سے جانا: آزادی سے محروم ہو جانا. موج: لہر. پریشاں خاطر: جس کا دل بے چینی کا شکار ہو. وصال: ملاپ. بحر: سمندر. قیس: مجنوں. حجابِ محمل: کجاوے کا پردہ. ترک کرنا: چھوڑ دینا. تگ و دَو: بھاگ دوڑ، جدوجہد. آبروئے گوہر: موتی کی عزت، شان. آوارگی: بے مقصد اِدھر اُدھر گھومنا پھرنا. کشمکش: کھینچا تانی. صدا: آواز، شاعری.

(۲)

یہ سرودِ قُمری و بلبل فریبِ گوش ہے
باطنِ ہنگامہ آبادِ چمن خاموش ہے

تیرے پیمانوں کا ہے یہ اے مَے مغرب اثر
خندہ زن ساقی ہے، ساری انجمن بے ہوش ہے

دہر کے غم خانے میں تیرا پتا ملتا نہیں
جُرم تھا کیا آفرینش بھی کہ تو رُوپوش ہے

آہ! دُنیا دل سمجھتی ہے جسے، وہ دل نہیں
پہلوئے انساں میں اک ہنگامۂ خاموش ہے

زندگی کی رہ میں چل، لیکن ذرا بچ بچ کے چل
یہ سمجھ لے کوئی مِینا خانہ بارِ دوش ہے

جس کے دم سے دلّی و لاہور ہم پہلو ہوئے
آہ، اے اقبالؔ! وہ بلبل بھی اب خاموش ہے

سرود: گانا، چہچہاہٹ. قُمری: فاختہ کی قسم کا ایک پرندہ جس کی گردن میں ایک حلقہ بنا ہوتا ہے. فریبِ گوش: کانوں کے لیے دھوکا. باطن: ضمیر، اندر. ہنگامہ آبادِ چمن: باغ میں رونق / چہل پہل برپا کرنے والا. پیمانہ:

شراب کا پیالہ. مَے مغرب: یورپ کی شراب، یورپ کی تہذیب وتمدن جو مسلمانوں نے اختیار کی. خندہ زن: ہنسنے والا. ساقی: پلانے والا، مراد انگریز حکمران. ساری انجمن بیہوش ہے: محفل کے سارے آدمی بے ہوش ہو چکے ہیں، مراد انگریز کی سیاست نے پوری ملتِ اسلامیہ کو غفلت میں ڈال رکھا ہے. دہر: زمانہ، دنیا. غم خانہ: دکھوں کا گھر. تیرا: یعنی خدا کا. جُرم: خطا، غلطی. آفرینش: مراد کائنات کا پیدا کرنا. رُوپوش: منہ چُھپانے والا، غائب، سامنے نظر نہ آنے والا. پہلو: بغل. ہنگامۂ خاموش: ایسا شور وغل جس کی آواز نہ ہو. بچ بچ کے چل: ہر معاملے میں پوری احتیاط سے کام لے. مینا خانہ: شراب کی بوتلوں کا ڈھیر. بارِ دوش: کندھے کا بوجھ، ذمہ داری. ہم پہلو ہونا: ساتھی ہونا. جس کے دَم سے: جس کے سبب سے، اشارہ ہے میرزا ارشد گورگانی دہلوی کی طرف جن کی وجہ سے لاہور میں شعر وشاعری کا چرچا رہا۔ یہ شعر ان کی وفات پر کہا گیا.

(۳)

نالہ ہے بلبلِ شوریدہ ترا خام ابھی
اپنے سینے میں اسے اور ذرا تھام ابھی

پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

عشق فرمودۂ قاصد سے سبک گامِ عمل
عقل سمجھی ہی نہیں معنیِ پیغام ابھی

شیوۂ عشق ہے آزادی و دہر آشوبی
تو ہے زُناریِ بُت خانۂ ایام ابھی

عذرِ پرہیز پہ کہتا ہے بگڑ کر ساقی
ہے ترے دل میں وہی کاوشِ انجام ابھی

سعیِ پیہم ہے ترازُوئے کم و کیفِ حیات
تیری میزاں ہے شمارِ سحر و شام ابھی

ابرِ نیساں! یہ تنک بخشیِ شبنم کب تک
مرے کُہسار کے لالے ہیں تہی جام ابھی

بادہ گردانِ عجم وہ، عرَبی میری شراب
مرے ساغر سے جھجکتے ہیں مے آشام ابھی

خبر اقبالؔ کی لائی ہے گلستاں سے نسیم
نو گرفتار پھڑکتا ہے تہِ دام ابھی

شوریدہ: دیوانی، پریشان. خام: کچا، بے اثر. تھامنا: روکے رکھنا. مصلحت اندیش: بھلائی کا سوچنے والی. بے خطر: بے خوف ہوکر. آتشِ نمرود: حضرت ابراہیمؑ کے زمانے کے بادشاہ نمرود کی بھڑکائی ہوئی آگ جس میں آپؑ کو ڈالا گیا اور جو خدا کے حکم سے گلزار بن گئی. عشق: اشارہ ہے حضرت ابراہیمؑ کی طرف جو محبوبِ حقیقی کے عشق سے سرشار تھے. محو: مصروف، ڈوبی ہوئی. تماشائے لبِ بام: چھت پر سے نظارہ کرنے کا عالَم. فرمودۂ قاصد: یعنی حضور اکرمؐ نے جو کچھ فرمایا/ حکم دیا. سبک گامِ عمل: تیزی سے عمل کرنے والا. معنی پیغام: حکم کا مطلب. دہر آشوبی: دنیا میں ہنگامے پیدا کرنا. زناری: گلے میں دھاگا ڈالنے والا، مراد پوجا کرنے والا. بُت خانۂ ایام: مراد زمانے کی گردش. عذرِ پرہیز: بچنے کی معذرت/ بہانہ. کاوش: فکر، خلش. سعی پیہم: لگاتار کوشش/ جدوجہد. کم و کیف: کتنا اور کیسا. ترازو: یعنی پیمانہ، میزان. شمارِ سحر و شام: یعنی گردشِ وقت میں الجھے رہنا. ابر نیساں: موسمِ بہار کا بادل. تنک بخشی: بہت کم دینا. کہسار: جہاں بہت سی پہاڑیاں ہوں، پہاڑ. تہی جام: خالی پیالے والے. بادہ گردانِ عجم: یعنی غیر اسلامی شرب پینے والے، مراد غیر اسلامی درس گاہوں میں تعلیم پانے والے. عربی میری شراب: یعنی اسلامی خیالات کی حامل شاعری. ساغر: شراب کا پیالہ. مے آشام: شراب پینے والے. نسیم: صبح کی ہوا. نو گرفتار: نیا قیدی. تہِ دام: جال کے نیچے.

(۴)

پردہ چہرے سے اُٹھا، انجمن آرائی کر
چشمِ مہر و مہ و انجم کو تماشائی کر

تُو جو بجلی ہے تو یہ چشمکِ پنہاں کب تک
بے حجابانہ مرے دل سے شناسائی کر

نفَسِ گرم کی تاثیر ہے اعجازِ حیات
تیرے سینے میں اگر ہے تو مسیحائی کر

کب تلک طُور پہ دریوزہ گری مثلِ کلیم
اپنی ہستی سے عیاں شعلۂ سینائی کر

ہو تری خاک کے ہر ذرّے سے تعمیرِ حرم
دل کو بیگانۂ اندازِ کلیسائی کر

اس گلستاں میں نہیں حد سے گزرنا اچھا
ناز بھی کر تو بہ اندازۂ رعنائی کر

پہلے خوددار تو مانندِ سکندر ہو لے
پھر جہاں میں ہوسِ شوکتِ دارائی کر

مِل ہی جائے گی کبھی منزلِ لیلیٰ اقبالؔ!
کوئی دن اور ابھی بادیہ پیمائی کر

پردہ چہرے سے اُٹھا: اے محبوبِ حقیقی کھل کر سامنے آ. انجمن آرائی کر: پردے سے باہر نکل کر سامنے آ. مہ و انجم: سورج اور چاند اور ستارے مراد کائنات. تماشائی کر: دیکھنے والے بنا. چشمکِ پنہاں: کنکھیوں سے دیکھنا. بے حجابانہ: کھلے طور پر. شناسائی: واقفیت، دوستی. نفس گرم: گرم سانس، عشق کی تپش. اعجازِ حیا زندہ کرنے کا معجزہ/ کرامت. مسیحائی: مُردوں کو زندہ کرنے کا عمل. طور: وادیِ ایمن کا پہاڑ، کوہِ طور. در گری: بھیک مانگنے کی کیفیت. مثلِ کلیم: حضرت موسیٰؑ کی طرح. ہستی: وجود. شعلۂ سینائی: وہ روشنی جو موسیٰؑ کو طورِ سینا پر نظر آئی. خاک کا ہر ذرّہ: یعنی جسم کا رُواں رُواں. تعمیرِ حرم: اسلامی شعائر پر پورا عمل یا اس کی اشاعت و ترقی کے لیے جدوجہد. بیگانہ: اجنبی. اندازِ کلیسائی: مغربی طور طریقے. حد سے گزرنا: ۱۶۱ سے بڑھ جانا. ناز: ادا، غمزہ. باندازۂ رعنائی: خوبصورتی. سکندر: سکندرِ رومی/ یونانی (۳۵۵ ق م ۳۲۳ ق م). شوکتِ دارائی: ایران کے قدیم بادشاہ دارا کی سی شان. منزلِ لیلیٰ: محبوب کا ٹھکانا. بادیہ پیمائی: محبوب کی تلاش میں جنگلوں بیابانوں میں پھرنا.

(۵)

پھر بادِ بہار آئی، اقبالؔ غزل خواں ہو
غنچہ ہے اگر گُل ہو، گُل ہے تو گُلستاں ہو

تُو خاک کی مُٹھی ہے، اجزا کی حرارت سے
برہم ہو، پریشاں ہو، وسعت میں بیاباں ہو

تُو جنسِ محبت ہے، قیمت ہے گراں تیری
کم مایہ ہیں سوداگر، اس دیس میں ارزاں ہو

کیوں ساز کے پردے میں مستور ہو لَے تیری
تُو نغمۂ رنگیں ہے، ہر گوش پہ عُریاں ہو

اے رہروِ فرزانہ! رستے میں اگر تیرے
گلشن ہے تو شبنم ہو، صحرا ہے تو طوفاں ہو

ساماں کی محبت میں مُضمَر ہے تن آسانی
مقصد ہے اگر منزل، غارت گرِ ساماں ہو

غزل خواں: غزل پڑھنے والا، شعر کہنے والا. برہم ہو: بکھر جا. پریشاں ہو: پھیل جا. جنس: سودا. گراں: بھاری، زیادہ. کم مایہ: کم قیمت، سستا. سوداگر: تاجر، سودا خریدنے، بیچنے والا. ارزاں: سستا یعنی تاکہ ہر ایک کے لیے قابل قبول ہو. مستور: چھپی ہوئی. لَے: سُر. نغمۂ رنگیں: یعنی دل کش شعر کہنے والا. گوش: کان، مراد سننے والے. عُریاں: ظاہر، یعنی جسے سب سنیں اور سمجھیں. فرزانہ: دانا، عقل مند. تن آسانی: آرام طلبی. غارت گر: تباہ کرنے والا، مراد دلچسپی نہ لینے والا.

(۶)

کبھی اے حقیقتِ مُنتظَر! نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

طرَب آشنائے خروش ہو، تُو نوَا ہے محرمِ گوش ہو
وہ سرود کیا کہ چُھپا ہوا ہو سکُوتِ پردۂ ساز میں

تُو بچا بچا کے نہ رکھ اسے، ترا آئنہ ہے وہ آئنہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئنہ ساز میں

دمِ طوف کرمکِ شمع نے یہ کہا کہ وہ اثرِ کُہن
نہ تری حکایتِ سوز میں، نہ مری حدیثِ گداز میں

نہ کہیں جہاں میں اَماں مِلی، جو اَماں مِلی تو کہاں مِلی
مرے جُرمِ خانہ خراب کو ترے عفوِ بندہ نواز میں

بزمِ انجم

سورج نے جاتے جاتے شامِ سیَہ قبا کو
طشتِ اُفق سے لے کر لالے کے پھول مارے
پہنا دیا شفَق نے سونے کا سارا زیور
قُدرت نے اپنے گہنے چاندی کے سب اُتارے
محمل میں خامشی کے لیلائے ظُلمت آئی
چمکے عُروسِ شب کے موتی وہ پیارے پیارے
وہ دُور رہنے والے ہنگامۂ جہاں سے
کہتا ہے جن کو انساں اپنی زباں میں 'تارے'

محوِ فلک فروزی تھی انجمن فلک کی
عرشِ بریں سے آئی آواز اک مَلَک کی

اے شب کے پاسبانو، اے آسماں کے تارو!
تابندہ قوم ساری گردُوں نشیں تمھاری

چھیڑو سرُود ایسا، جاگ اُٹھیں سونے والے
رہبر ہے قافلوں کی تابِ جبیں تمھاری
آئینے قسمتوں کے تم کو یہ جانتے ہیں
شاید سُنیں صدائیں اہلِ زمیں تمھاری
رُخصت ہوئی خموشی تاروں بھری فضا سے
وسعت تھی آسماں کی معمور اس نوا سے

"حُسنِ ازَل ہے پیدا تاروں کی دلبری میں
جس طرح عکسِ گُل ہو شبنم کی آرسی میں
آئینِ نو سے ڈرنا، طرزِ کُہن پہ اَڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں
یہ کاروانِ ہستی ہے تیز گام ایسا
قومیں کچل گئی ہیں جس کی رواروی میں
آنکھوں سے ہیں ہماری غائب ہزاروں انجم
داخل ہیں وہ بھی لیکن اپنی برادری میں
اک عمر میں نہ سمجھے اس کو زمین والے
جو بات پا گئے ہم تھوڑی سی زندگی میں
ہیں جذبِ باہمی سے قائم نظام سارے
پوشیدہ ہے یہ نکتہ تاروں کی زندگی میں"

انجم: جمع نجم، ستارے. شامِ سیہ قبا: اندھیرے کی وجہ سے کالے لباس والی شام کہا. طشت: تسلا، تھال. لالے کے پھول: مراد آسمان کے کنارے پر پھیلی ہوئی سُرخی. شفق: آسمان پر صبح اور شام کے وقت پھیلنے والی سُرخی. چاندی کے گہنے: مراد دن کی سفیدی اور روشنی. لیلائے ظلمت: تاریکی / اندھیرے کی لیلیٰ، مراد اندھیرا. عروسِ شب: رات کی دلہن. موتی: مراد ستارے. ہنگامۂ جہاں: دنیا کی رونق، چہل پہل. محو: مصروف. فلک فروزی: آسمان کو روشن کرنے کا عمل. فلک کی انجمن: مراد چاند ستارے. مَلک: فرشتہ. پاسبانو: جمع پاسبان، چوکیدار، حفاظت کرنے والے. تابندہ: روشن. قوم: یعنی چاند تارے. گردوں نشیں: آسمان پر بیٹھنے والی. سرود: گیت، نغمہ. رہبر: راستہ دکھانے والی. تابِ جبیں: ماتھے / پیشانی کی چمک. آئینے قسمتوں کے: یہ عام خیال ہے کہ ستاروں کی گردش سے تقدیریں بنتی یا بگڑتی ہیں. صدا: آواز. اہلِ زمیں: مراد انسان. معمور: بھری ہوئی، پُر. نوا: آواز. حُسنِ ازل: قدرت کا حُسن. دلبری: پیارا ہونا. عکسِ گُل: پھول کی تصویر. آرسی: مراد چھوٹا سا آئینہ. آئینِ نو: مراد زمانے کے موجودہ دستور / نئے تقاضے. طرزِ کہن: مراد پُرانا اندازِ زندگی. کٹھن: دشوار، مشکل. کاروانِ ہستی: زندگی کا قافلہ یعنی زندگی. تیز گام: بہت تیز چلنے والا. کچل جانا: فنا ہو جانا، مٹ جانا. رواروی: مراد لگاتار تیز چلتے رہنا. غائب: اوجھل. برادری: خاندان / جماعت. اِک عمر میں: بہت عرصہ تک. پا جانا: سمجھ جانا. جذبِ باہمی: ایک دوسرے کی کشش. نظام قائم ہونا: انتظام، بندوبست جاری رہنا. پوشیدہ: چُھپا ہوا. نکتہ: گہری / اہم بات.

سیرِ فلک

تھا تخیّل جو ہم سفر میرا آسماں پر ہُوا گزر میرا
اُڑتا جاتا تھا اور نہ تھا کوئی جاننے والا چرخ پر میرا
تارے حیرت سے دیکھتے تھے مجھے رازِ سربستہ تھا سفر میرا
حلقۂ صبح و شام سے نکلا
اس پُرانے نظام سے نکلا

کیا سُناؤں تمھیں اِرم کیا ہے خاتمِ آرزُوئے دیدہ و گوش
شاخِ طُوبیٰ پہ نغمہ ریز طُیور بے حجابانہ حُور جلوہ فروش
ساقیانِ جمیل جام بدست پینے والوں میں شورِ نوشا نوش
دُور جنّت سے آنکھ نے دیکھا ایک تاریک خانہ، سرد و خموش
طالعِ قیس و گیسوئے لیلیٰ اُس کی تاریکیوں سے دوش بدوش
خُنک ایسا کہ جس سے شرما کر کُرۂ زمہریر ہو رُوپوش
میں نے پوچھی جو کیفیت اُس کی حیرت انگیز تھا جوابِ سروش

یہ مقامِ مُخنک جہنّم ہے نار سے، نُور سے تہی آغوش
شعلے ہوتے ہیں مُستعار اس کے جن سے لرزاں ہیں مردِ عبرت کوش

اہلِ دنیا یہاں جو آتے ہیں
اپنے انگار ساتھ لاتے ہیں

تخیل: ذہن میں آیا ہوا خیال. چرخ: آسمان. رازِ سربستہ: چُھپا ہوا بھید. حلقہ: دائرہ، چکر. اِرم: بہشت. خاتم آرزوئے دیدہ و گوش: آنکھوں اور کانوں کی خواہش ختم کرنے والی. طُوبیٰ: جنت کا ایک درخت. نغمہ ریز: گیت گانے والے، چہچہانے والا/والے. طیور: جمع طائر، پرندے. بے حجابانہ: پردے کے بغیر، کھل کر. جلوہ فروش: مراد اپنا دیدار کرانے والی. ساقیانِ جمیل: شرابِ طہور پلانے والے خوبصورت ساقی یعنی غلمان. جام بدست: ہاتھوں میں (شراب) کے پیالے لیے ہوئے. شورِ نوشانوش: ''پیو اور خوب پیو'' کا شور/ہنگامہ. تاریک خانہ: اندھیرے والی جگہ. سرد: ٹھنڈا. خموش: خاموش، چُپ کی حالت. طالعِ قیس: مجنوں کا نصیبہ، مراد سیاہ. گیسوئے لیلیٰ: لیلیٰ کی زلفیں، یعنی سیاہ. دوش بدوش: کندھے سے کندھا ملائے ہوئے یعنی تاریکی میں ایک جیسے. خنک: ٹھنڈا، ٹھنڈی. کرۂ زمہریر: ہوا کے دائرے کا وہ حصہ جو تمام کائنات میں سب سے زیادہ ٹھنڈا ہے. روپوش: شرم کے مارے منہ چھپانے والا. کیفیت: حالت، صورتِ حال. حیرت انگیز: حیرانی بڑھانے والا. سروش: فرشتہ. نار: آگ. نور: روشنی. تہی آغوش: جس کی گود خالی ہو، مراد خالی. جہنم: دوزخ. مستعار: دوسروں سے مانگے ہوئے. لرزاں: کانپنے والا. مردِ عبرت کوش: دوسروں کے بُرے انجام سے سبق لینے والا انسان. انگار: شعلے، آگ. اپنے ساتھ لانا: مراد اپنے بُرے اعمال (آگ کی صورت میں لانا).

نصیحت

میں نے اقبالؔ سے ازراہِ نصیحت یہ کہا
عاملِ روزہ ہے تُو اور نہ پابندِ نماز
تُو بھی ہے شیوۂ اربابِ ریا میں کامل
دل میں لندن کی ہوَس، لب پہ ترے ذکرِ حجاز

جُھوٹ بھی مصلحت آمیز ترا ہوتا ہے
تیرا اندازِ تملُّق بھی سراپا اعجاز

ختم تقریر تری مدحتِ سرکار پہ ہے
فکرِ روشن ہے ترا مُوجدِ آئینِ نیاز

دَرِ حُکّام بھی ہے تجھ کو مقامِ محمود
پالِسی بھی تری پیچیدہ تر از زلفِ ایاز

اور لوگوں کی طرح تُو بھی چُھپا سکتا ہے
پردۂ خدمتِ دِیں میں ہوَسِ جاہ کا راز

نظر آ جاتا ہے مسجد میں بھی تُو عید کے دن
اثرِ وعظ سے ہوتی ہے طبیعت بھی گداز

دست پروردِ ترے مُلک کے اخبار بھی ہیں
چھیڑنا فرض ہے جن پر تری تشہیر کا ساز

اس پہ طُرّہ ہے کہ تُو شعر بھی کہہ سکتا ہے
تیری مِینائے سخن میں ہے شرابِ شیراز

جتنے اوصاف ہیں لیڈر کے، وہ ہیں تجھ میں سبھی
تجھ کو لازم ہے کہ ہو اُٹھ کے شریکِ تگ و تاز

غمِ صیّاد نہیں، اور پر و بال بھی ہیں
پھر سبب کیا ہے، نہیں تجھ کو دماغِ پرواز

"عاقبت منزلِ ما وادیِ خاموشان است
حالیا غُلغلہ در گنبدِ افلاک انداز"

از راہِ نصیحت: سمجھانے کے طور پر۔ عامل: عمل کرنے والا۔ شیوہ: طور طریقہ۔ اربابِ ریا: مکار لوگ۔ کامل: مراد ماہر۔ لندن: انگلستان کا بڑا اور مشہور شہر۔ ہوس: مراد تمنا۔ ذکرِ حجاز: مراد اسلام کی باتیں۔ مصلحت آمیز: مراد جس میں دھوکا فریب اور اپنی بھلائی کا خیال ہو۔ اندازِ تملّق: خوشامد، چاپلوسی کا طریقہ۔ سراپا: پورے طور پر۔ اعجاز: غیر معمولی کارنامہ۔ مدحتِ سرکار: حکومت کی تعریف کرنا۔ فکرِ روشن: مراد عمدہ سوچ سمجھ / عقل۔ موجد: ایجاد کرنے والا۔ آئینِ نیاز: عاجزی کا طور طریقہ۔ درِ حُکام: حاکموں کا دروازہ یعنی بارگاہ۔ مقامِ محمود:

بہت تعریف والی جگہ۔ پالیسی: Policy، حکمتِ عملی۔ پیچیدہ تر: زیادہ اُلجھی ہوئی۔ زلف ایاز: (محمود غزنوی کے غلام) ایاز کی زلف۔ پردۂ خدمتِ دیں: دین کی خدمت کے بہانے۔ ہوسِ جاہ: عزت و مرتبہ حاصل کرنے کا لالچ۔ طبیعت گداز ہونا: مراد طبیعت پر بیحد اثر ہونا۔ دست پَروَرد: ہاتھ کا پالا ہوا، جسے مال وغیرہ دیا گیا ہو۔ فرض ہے: لازم ہے۔ تشہیر کا ساز چھیڑنا: مراد شہرت کا سامان کرنا (پبلسٹی)۔ اس پہ طرّہ: یعنی اس سے بڑھ کر یہ۔ مینائے سخن: شاعری کی شراب کی صراحی، مراد شاعری۔ شرابِ شیراز: مراد حافظ شیرازی (شمس الدین ۷۲۶ھ۔ ۷۹۱ھ، مشہور ایرانی شاعر) کی شاعری کا انداز۔ شریکِ تگ و تاز: دوڑ دھوپ یعنی سیاسی مقابلے میں شامل۔ غمِ صیّاد: شکاری یعنی حکمرانوں کا ڈر۔ پر و بال: مراد جن خوبیوں کی ضرورت ہے۔ دماغِ پرواز: مراد فائدہ اٹھانے کا خیال/ فکر۔ ☆ آخرکار ہمارا ٹھکانا قبرستان میں ہے، بہتر یہی کہ اِس وقت تو کائنات میں ہنگامے مچادے؛ یعنی تیرے نعروں سے کائنات گونج اٹھے۔ (یہ شعر حافظ شیرازی کا ہے)

رام

لبریز ہے شرابِ حقیقت سے جامِ ہند
سب فلسفی ہیں خطۂ مغرب کے رامِ ہند
یہ ہندیوں کے فکرِ فلک رس کا ہے اثر
رفعت میں آسماں سے بھی اُونچا ہے بامِ ہند
اس دیس میں ہوئے ہیں ہزاروں مَلَک سرِشت
مشہور جن کے دَم سے ہے دُنیا میں نامِ ہند
ہے رام کے وجود پہ ہندوستاں کو ناز
اہلِ نظر سمجھتے ہیں اس کو امامِ ہند
اعجاز اُس چراغِ ہدایت کا ہے یہی
روشن تر از سحر ہے زمانے میں شامِ ہند
تلوار کا دھنی تھا، شجاعت میں فرد تھا
پاکیزگی میں، جوشِ محبت میں فرد تھا

رام: ہندوؤں کے قدیم مذہبی رہنما شری رام چندر جی جنھیں ہندوؤں کا ایک فرقہ شری کرشن سے زیادہ قابل احترام سمجھتا ہے. شرابِ حقیقت: کائنات کی تحقیق (حقیقت ماننا) کا فلسفہ. خطۂ مغرب: مراد یورپ. رام ہند: ہندوستان کا رام چندر جو تلوار چلانے میں ماہر تھا. فکرِ فلک رس: آسمان تک پہنچنے والا خیال. بام: چھت، مراد ملک. مَلَک سرشت: فرشتوں کی سی خصلت والا. اہلِ نظر: بصیرت رکھنے والے. اعجاز: مراد کرشمہ، انوکھا کام. روشن تر از سحر: صبح سے بھی زیادہ روشن. تلوار کا دھنی: تلوار چلانے میں بڑا ماہر. جوشِ محبت: عشق کا جذبہ. فرد: بے مثل.

موٹر

کیسی پتے کی بات جگندر نے کل کہی
موٹر ہے ذوالفقار علی خاں کا کیا خموش

ہنگامہ آفریں نہیں اس کا خرامِ ناز
مانندِ برقِ تیز، مثالِ ہوا خموش

میں نے کہا، نہیں ہے یہ موٹر پہ منحصر
ہے جادۂ حیات میں ہر تیز پا خموش

ہے پا شکستہ شیوۂ فریاد سے جرس
نکہت کا کارواں ہے مثالِ صبا خموش

مینا مدام شورشِ قُلقُل سے پا بہ گِل
لیکن مزاجِ جامِ خرام آشنا خموش

شاعر کے فکر کو پرِ پرواز خامشی
سرمایہ دارِ گرمیِ آواز خامشی!

موٹر: یہ اشارہ ہے نواب سر ذوالفقار علی خان مرحوم کی کار کی طرف، جس میں ایک مرتبہ علامہ نے سر جگندر سنگھ اور مرزا جلال الدین بیرسٹر کے ہمراہ سیر کی تھی۔ اس دَور کی دوسری کاروں میں گھر گھراہٹ کی آواز پیدا ہوتی تھی جبکہ اس کار میں ایسی آواز نہ تھی. پتے کی بات: بڑی ٹھیک بات. جگندر: سردار جگندر سنگھ، سکھوں کے لیڈر، سکھ ایجوکیشنل کانفرنس کے صدر اور ۲ برس وزیرِ زراعت بھی رہے۔ چند ایک کتابیں ان سے یادگار ہیں. ذوالفقار علی خاں: مالیر کوٹلہ کے حکمران خاندان سے تعلق تھا (۱۸۷۶ء۔۱۹۳۳ء)۔ علامہ سے ان کی ملاقات ۱۹۰۸ء میں ہوئی۔ ان کی دوستی آخر تک رہی۔ انھوں نے Voice from the East or the Poetry of Iqbal جیسی کتاب لکھ کر علامہ کو یورپ اور امریکہ سے روشناس کرایا. وہ علامہ کے بہترین دوستوں میں سے تھے. ہنگامہ آفریں: مراد شور پیدا کرنے والی. خرامِ ناز: ادا سے چلنا. مانندِ برق: بجلی کی طرح. منحصر: جس پر انحصار کیا گیا ہو. جادۂ حیات: زندگی کا راستہ. تیز پا: تیز چلنے والی. پا شکستہ: ٹوٹے ہوئے پاؤں والی. شیوہ: طریقہ، ڈھنگ. جرس: گھنٹی. نکہت: خوشبو. صبا: صبح سویرے کی خوش گوار ہوا. مدام: ہمیشہ. شورش: شور. قُلقل: صراحی سے شراب نکلنے کی آواز. جامِ خرام آشنا: گردش میں رہنے والا پیالہ. پرِ پرواز: اڑنے والا پر مراد (خیالات کو) بلندی کی طرف لے جانے کا باعث. سرمایہ دار: مالا مال. گرمیِ آواز: آواز میں دل کو پگھلا دینے والی کیفیت.

انسان

منظر چَمَنستاں کے زیبا ہوں کہ نازیبا
محرومِ عمل نرگس مجبورِ تماشا ہے

رفتار کی لذّت کا احساس نہیں اس کو
فطرت ہی صنوبر کی محرومِ تمنّا ہے

تسلیم کی خُوگر ہے جو چیز ہے دُنیا میں
انسان کی ہر قوّت سرگرمِ تقاضا ہے

اس ذرّے کو رہتی ہے وسعت کی ہوس ہر دَم
یہ ذرّہ نہیں، شاید سمٹا ہُوا صحرا ہے

چاہے تو بدل ڈالے ہیئت چَمَنستاں کی
یہ ہستیِ دانا ہے، بینا ہے، توانا ہے

چمنستاں: جہاں کئی چمن ہوں، مراد باغ. نازیبا: نامناسب. محرومِ عمل: عمل سے خالی. نرگس: ایک پھول جسے آنکھ سے تشبیہ دی جاتی ہے. مجبورِ تماشا: نظارہ کرنے پر مجبور. رفتار: چلنا. صنوبر: سرو کی قسم کا ایک لمبا درخت. محرومِ تمنا: جو ہر طرح کی خواہش سے بے نصیب ہو. تسلیم: رضامندی کی اور خود کچھ نہ کرنے کی عادت. خوگر: عادی. قوّت: طاقت یعنی صلاحیت. سرگرمِ تقاضا: طلب میں مشغول. اِس ذرّے کو: مراد انسان کو. ہر دَم: ہمیشہ. سمٹا ہوا: سکڑا ہوا. ہیئت: شکل وصورت، ڈھانچا. ہستیِ دانا: عقل وشعور والا وجود. بینا: دیکھنے والا.

خطاب بہ جوانانِ اسلام

کبھی اے نوجواں مسلم! تدبّر بھی کیا تُو نے
وہ کیا گردُوں تھا تُو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا

تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سرِ دارا

تمدّن آفریں خلّاقِ آئینِ جہاں داری
وہ صحرائے عرب یعنی شتربانوں کا گہوارا

سماں 'اَلفقرُ فَخرِی' کا رہا شانِ امارت میں
☆ "بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت رُوے زیبا را"

گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے
کہ مُنعِم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا

غرض میں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرا نشیں کیا تھے
جہاں گیر و جہاں دار و جہاں بان و جہاں آرا

اگر چاہُوں تو نقشہ کھینچ کر الفاظ میں رکھ دوں
مگر تیرے تخیل سے فزوں تر ہے وہ نظّارا

تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تُو گفتار وہ کردار، تُو ثابت وہ سیّارا

گنوا دی ہم نے جو اَسلاف سے میراث پائی تھی
ثُریّا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

حکومت کا تو کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے تھی
نہیں دنیا کے آئینِ مُسلَّم سے کوئی چارا

مگر وہ عِلم کے موتی، کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا

"غنیؔ! روزِ سیاہِ پیرِ کنعاں را تماشا کُن
کہ نُورِ دیدہ اش روشن کُند چشمِ زلیخا را"

خطاب: چند لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر گفتگو/ تقریر کرنا. تدبّر: غور و فکر، سوچ بچار. گردوں: آسمان. آغوش گود. تاجِ سرِ دارا: اسلام سے پہلے ایران کے قدیم بادشاہ دارا کے سر کا تاج۔ دارا عظیم شان و شوکت وا بادشاہ تھا. تمدن آفریں: تہذیب پیدا کرنے والا. خلّاق: تخلیق کرنے/ بنانے والا. آئین جہاں داری: دنیا حکومت کرنے کا دستور. صحرائے عرب: عرب کا ریگستان، حجاز وغیرہ. شتربان: اونٹ ہانکنے والا. گہوار گہوارہ، مراد تربیت کی جگہ. سماں: منظر. "الفقر فخری": حضور نبی کریم کا ارشاد کہ فقیری میرے لیے فخر کا باع

ہے. شانِ امارت: امیری کی شان وشوکت. ☆خوبصورت چہرے کو سجانے، سنوارنے کی کیا ضرورت ہے یعنی کوئی ضرورت نہیں۔ (یہ مصرع حافظ شیرازی کا ہے). گدائی: غریبی، مفلسی. وہ اللہ والے: یعنی عرب مسلمان جنھیں خدا پر بھروسا تھا. غیور: غیرت والے، کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلانے والے. منعم: مالدار. گدا: فقیر، مفلس. یارا: حوصلہ. صحرا نشیں: ریگستانی علاقوں میں رہنے والے. جہاں گیر: دنیا کو فتح کرنے والے. جہاں دار: دنیا پر حکومت کرنے والے. جہاں بان: دنیا پر حکومت کرنے کے انداز سے واقف. جہاں آرا: دنیا کو سجانے والے مراد دنیا کے لیے باعثِ مسرت وراحت حکمران. الفاظ میں نقشہ کھینچنا: مراد لفظوں میں اس طرح بیان کرنا کہ پوری تصویر سامنے آجائے. فزوں تر: بڑھ کر، زیادہ. آبا: جمع اَب، مراد پرانے بزرگ (اَسلاف). نسبت ہونا: ان جیسا ہونے کی خوبی رکھنا. گفتار: گفتگو، بول چال. ثابت: ایک جگہ ٹھہرا رہنے والا. سیّارا: مسلسل چلنے یعنی عمل کرنے والے. گنوا دی: کھو دی، گم کر دی. اسلاف: جمع سلف، پرانے بزرگ. میراث: بزرگوں کا چھوڑا ہوا سرمایہ. ثریا: وہ ستارا جو نہایت بلندی پر ہے، یہاں مراد بلندی. زمیں: مراد پستی. عارضی: وقتی. آئینِ مسلّم: مانا ہوا دستور/ قانون. چارا: چارہ یعنی بچنے کی کوئی تدبیر. علم کے موتی: اشارہ ہے ان کتب خانوں کی طرف جو انگریز حکمرانوں نے یہاں سے یورپ پہنچا دیے تھے اور جو آج بھی ''انڈیا آفس لائبریری'' اور ''برٹش میوزیم'' کی شان کا باعث ہیں. دل سیپارہ ہونا: مراد دِل کو بہت دکھ پہنچنا (سیپارہ: تیس ٹکڑے). ☆☆غنی ذرا حضرت یعقوبؑ کی سیاہ روزی (بدنصیبی) ملاحظہ کر کہ ان کی آنکھوں کی روشنی (یعنی حضرت یوسفؑ)، زلیخا کی آنکھوں کو روشن کر رہی ہے۔ یعنی وہ زلیخا کے لیے باعثِ سکون وراحت ہیں۔ (یہ شعر غنی کاشمیری کا ہے)

غرّۂ شوّال

یا

ہلالِ عید

غرّۂ شوّال! اے نُورِ نگاہِ روزہ دار
آ کہ تھے تیرے لیے مسلم سراپا انتظار
تیری پیشانی پہ تحریرِ پیامِ عید ہے
شام تیری کیا ہے، صبحِ عیش کی تمہید ہے
سرگزشتِ ملّتِ بیضا کا تُو آئینہ ہے
اے مہِ نو! ہم کو تجھ سے اُلفتِ دیرینہ ہے
جس علَم کے سائے میں تیغ آزما ہوتے تھے ہم
دُشمنوں کے خُون سے رنگیں قبا ہوتے تھے ہم
تیری قسمت میں ہم آغوشی اُسی رایت کی ہے
حُسنِ روز افزوں سے تیرے آبرو ملّت کی ہے

آشنا پرور ہے قوم اپنی، وفا آئیں ترا
ہے محبّت خیز یہ پیراہنِ سیمیں ترا

اَوجِ گردُوں سے ذرا دُنیا کی بستی دیکھ لے
اپنی رفعت سے ہمارے گھر کی پستی دیکھ لے!

قافلے دیکھ اور اُن کی برق رفتاری بھی دیکھ
رہروِ درماندہ کی منزل سے بیزاری بھی دیکھ
دیکھ کر تجھ کو اُفُق پر ہم لُٹاتے تھے گُہر
اے تہی ساغر! ہماری آج ناداری بھی دیکھ
فرقہ آرائی کی زنجیروں میں ہیں مسلم اسیر
اپنی آزادی بھی دیکھ، ان کی گرفتاری بھی دیکھ
دیکھ مسجد میں شکستِ رشتۂ تسبیحِ شیخ
بُت کدے میں برہمن کی پختہ زُنّاری بھی دیکھ
کافروں کی مسلم آئینی کا بھی نظّارہ کر
اور اپنے مسلموں کی مسلم آزاری بھی دیکھ
بارشِ سنگِ حوادث کا تماشائی بھی ہو
اُمّتِ مرحوم کی آئینہ دیواری بھی دیکھ
ہاں، تملُّق پیشگی دیکھ آبرُو والوں کی تُو
اور جو بے آبرُو تھے، اُن کی خودداری بھی دیکھ

جس کو ہم نے آشنا لُطفِ تکلّم سے کیا
اُس حریفِ بے زباں کی گرم گُفتاری بھی دیکھ
سازِ عشرت کی صدا مغرب کے ایوانوں میں سُن
اور ایراں میں ذرا ماتم کی تیّاری بھی دیکھ
چاک کر دی تُرکِ ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی مسلم کی دیکھ، اَوروں کی عیّاری بھی دیکھ
صورتِ آئینہ سب کچھ دیکھ اور خاموش رہ
شورشِ امروز میں محوِ سرودِ دوش رہ

غرۂ شوال: اسلامی سال کے دسویں مہینے شوال کی پہلی تاریخ. نورِ نگاہ: آنکھوں کی روشنی. روزہ دار: روزہ رکھنے والا. سراپا انتظار: بے چینی سے انتظار کرنے والا. تحریر پیام عید: مراد عید آنے کی عبارت. عیش: خوشی و مسرت. سرگزشت: گزرے ہوئے حالات / واقعات. ملّت بیضا: روشن قوم یعنی ملّتِ اسلامیہ. آئینہ: شیشہ مراد جس سے دوسری چیز کا پتا چلے. مہِ نو: ماہِ نو، پہلی کا چاند. الفتِ دیرینہ: پرانی محبت. علَم: جھنڈا، پرچم. تیغ آزما: تلوار سے میدانِ جنگ میں لڑنے والے. رنگیں قبا: خون کے لباس والا. ہم آغوش: ساتھ مل کے رہنا. رایت: جھنڈا. حُسنِ روز افزوں: ہر روز بڑھتے رہنے والی دل کشی. آبرو: شان، عزت. آشنا پرور: دوست کو پالنے والی، وفادار. محبت خیز: محبت بڑھانے والا. پیراہنِ سیمیں: چاندی جیسا سفید لباس. اوجِ گردوں: آسمان کی بلندی. بستی: آبادی. رفعت: بلندی. برق رفتاری: تیز رفتاری. قافلے: دوسری قومیں. رہروِ درماندہ: پیچھے رہ جانے والا مسافر، مراد مسلمان قوم. منزل سے بیزاری: آگے بڑھنے سے بے پروائی. افق: آسمان کا کنارہ. تہی ساغر: خالی پیالے والا، ہلال کی صورت اُلٹے پیالے کی ہے. شکستِ رشتۂ تسبیحِ شیخ: مراد مسلمانوں میں انتشار / نااتفاقی. برہمن: ہندو مذہبی رہنما مراد غیر مسلم قومیں. پختہ زُنّاری: مراد مذہبی قوت میں اضافہ. مسلم آئینی: مسلمانوں کے سے طور طریقے. مسلم آزاری: مسلمانوں کا اپنے ہی بھائیوں کو تکلیف پہنچانا. بارشِ سنگِ حوادث: حادثوں کے پتھر برسنا، مصیبتیں پڑنا. آئینہ دیواری: مراد بے عملی اور بے

حسی تملّق پیشگی: خوشامد کرنا، چاپلوسی کی عادت. آبرو والے: عزت والے، مراد مسلمان. خودداری: اپنی عزت کی خاطر غلط باتوں سے بچنا. لطف تکلّم: بات چیت کا مزہ. حریفِ بے زباں: مراد وہ غیر مسلم قومیں جنھیں بولنے کا سلیقہ نہ تھا. گرم گفتاری: چرب زبانی. سازِ عشرت: خوشی و مسرت کا باجا. مغرب کے ایوان: یورپ کے محل، یورپ. چاک کردی.....: مراد ترکی کا اقدام جو اس نے خلافت چھوڑ کر مغربی طرزِ حکومت رائج کرنے کے لیے کیا. اَوروں: دوسری قوموں. شورشِ امروز: آج کے ہنگامے، مراد ۱۹۱۱ء کے زمانے میں ترکی، ایران اور دوسرے اسلامی ملک جو خلفشار کا شکار تھے. سرودِ دوش: ماضی کا گیت، مراد ماضی میں مسلمانوں کی عظمت.

شمع اور شاعر

(فروری ۱۹۱۲ء)

شاعر

دوش می گُفتم بہ شمعِ منزلِ ویرانِ خویش
گیسوے تو از پرِ پروانہ دارد شانہ اے
در جہاں مثلِ چراغِ لالۂ صحراستم
نے نصیبِ محفلے نے قسمتِ کاشانہ اے
مدّتے مانندِ تُو من ہم نفَس می سوختم
در طوافِ شعلہ ام بالے نہ زد پروانہ اے
می تپد صد جلوہ در جانِ اَمَل فرسُودِ من
بر نمی خیزد ازیں محفل دلِ دیوانہ اے
از کُجا ایں آتشِ عالم فروز اندوختی
کرمکِ بے مایہ را سوزِ کلیم آموختی

شمع

مجھ کو جو موجِ نفَس دیتی ہے پیغامِ اجل
لب اسی موجِ نفَس سے ہے نوا پیرا ترا
میں تو جلتی ہوں کہ ہے مُضمَر مری فطرت میں سوز
تُو فروزاں ہے کہ پروانوں کو ہو سودا ترا
گریہ ساماں مَیں کہ میرے دل میں ہے طوفانِ اَشک
شبنم افشاں تُو کہ بزمِ گُل میں ہو چرچا ترا
گُل بہ دامن ہے مری شب کے لہو سے میری صبح
ہے ترے اِمروز سے نا آشنا فردا ترا
یوں تو روشن ہے مگر سوزِ دروں رکھتا نہیں
شعلہ ہے مثلِ چراغِ لالۂ صحرا ترا
سوچ تو دل میں، لقب ساقی کا ہے زیبا تجھے؟
انجمن پیاسی ہے اور پیمانہ بے صہبا ترا!
اور ہے تیرا شِعار، آئینِ ملّت اور ہے
زِشت رُوئی سے تری آئینہ ہے رُسوا ترا

کعبہ پہلو میں ہے اور سودائیِ بُت خانہ ہے
کس قدر شوریدہ سر ہے شوقِ بے پروا ترا
قیس پیدا ہوں تری محفل میں! یہ ممکن نہیں
تنگ ہے صحرا ترا، محمل ہے بے لیلا ترا
اے دُرِ تابندہ، اے پروَردۂ آغوشِ موج!
لذّتِ طوفاں سے ہے ناآشنا دریا ترا
اب نوا پیرا ہے کیا، گلشن ہُوا برہم ترا
بے محل تیرا ترنّم، نغمہ بے موسم ترا
تھا جنھیں ذوقِ تماشا، وہ تو رخصت ہوگئے
لے کے اب تُو وعدۂ دیدارِ عام آیا تو کیا
انجمن سے وہ پُرانے شعلہ آشام اُٹھ گئے
ساقیا! محفل میں تُو آتش بجام آیا تو کیا
آہ، جب گلشن کی جمعِیّت پریشاں ہو چکی
پھول کو بادِ بہاری کا پیام آیا تو کیا
آخرِ شب دِید کے قابل تھی بِسمل کی تڑپ
صبحدم کوئی اگر بالائے بام آیا تو کیا
بجھ گیا وہ شعلہ جو مقصودِ ہر پروانہ تھا
اب کوئی سودائیِ سوزِ تمام آیا تو کیا

پھول بے پروا ہیں، تُو گرمِ نوا ہو یا نہ ہو
کارواں بے حِس ہے، آوازِ درا ہو یا نہ ہو

شمعِ محفل ہو کے تُو جب سوز سے خالی رہا
تیرے پروانے بھی اس لذّت سے بیگانے رہے
رِشتۂ اُلفت میں جب ان کو پرو سکتا تھا تُو
پھر پریشاں کیوں تری تسبیح کے دانے رہے
شوقِ بے پروا گیا، فکرِ فلک پیما گیا
تیری محفل میں نہ دیوانے نہ فرزانے رہے
وہ جگر سوزی نہیں، وہ شعلہ آشامی نہیں
فائدہ پھر کیا جو گردِ شمع پروانے رہے
خیر، تُو ساقی سہی لیکن پلائے گا کسے
اب نہ وہ مے کش رہے باقی نہ میخانے رہے
رو رہی ہے آج اک ٹوٹی ہُوئی مِینا اُسے
کل تلک گردش میں جس ساقی کے پیمانے رہے
آج ہیں خاموش وہ دشتِ جُنوں پرور جہاں
رقص میں لیلیٰ رہی، لیلیٰ کے دیوانے رہے

وائے ناکامی! متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

جن کے ہنگاموں سے تھے آباد ویرانے کبھی
شہر اُن کے مِٹ گئے آبادیاں بَن ہوگئیں
سطوتِ توحید قائم جن نمازوں سے ہوئی
وہ نمازیں ہند میں نذرِ برہمن ہوگئیں
دہر میں عیشِ دوام آئیں کی پابندی سے ہے
موج کو آزادیاں سامانِ شیون ہوگئیں
خود تجلّی کو تمنّا جن کے نظّاروں کی تھی
وہ نگاہیں نااُمیدِ نُورِ ایمن ہوگئیں
اُڑتی پھرتی تھیں ہزاروں بلبلیں گلزار میں
دل میں کیا آئی کہ پابندِ نشیمن ہوگئیں
وسعتِ گردُوں میں تھی ان کی تڑپ نظّارہ سوز
بجلیاں آسودۂ دامانِ خرمن ہوگئیں
دیدۂ خونبار ہو منّت کشِ گُلزار کیوں
اشکِ پیہم سے نگاہیں گُل بہ دامن ہوگئیں
شامِ غم لیکن خبر دیتی ہے صبحِ عید کی
ظُلمتِ شب میں نظر آئی کرن اُمّید کی
مُژدہ اے پیمانہ بردارِ خُمستانِ حجاز!
بعد مُدّت کے ترے رِندوں کو پھر آیا ہے ہوش

نقدِ خودداری بہائے بادۂ اغیار تھی
پھر دکاں تیری ہے لبریزِ صدائے ناؤ نوش
ٹوٹنے کو ہے طلسمِ ماہ سیمایانِ ہند
پھر سُلیمیٰ کی نظر دیتی ہے پیغامِ خروش
پھر یہ غوغا ہے کہ لا ساقی شرابِ خانہ ساز
دل کے ہنگامے مَے مغرب نے کر ڈالے خموش
نغمہ پیرا ہو کہ یہ ہنگامِ خاموشی نہیں
ہے سحر کا آسماں خورشید سے مینا بدوش
در غمِ دیگر بسوز و دیگراں را ہم بسوز
گُفتمت روشن حدیثے گر توانی دار گوش!
کہہ گئے ہیں شاعری جُزویست از پیغمبری
ہاں سُنا دے محفلِ مِلّت کو پیغامِ سروش
آنکھ کو بیدار کر دے وعدۂ دیدار سے
زندہ کر دے دل کو سوزِ جوہرِ گفتار سے
رہزنِ ہمّت ہُوا ذوقِ تن آسانی ترا
بحر تھا صحرا میں تُو، گلشن میں مثلِ جُو ہوا
اپنی اصلیّت پہ قائم تھا تو جمعیّت بھی تھی
چھوڑ کر گُل کو پریشاں کاروانِ بُو ہوا

زندگی قطرے کی سِکھلاتی ہے اَسرارِ حیات
یہ کبھی گوہر، کبھی شبنم، کبھی آنسو ہوا
پھر کہیں سے اس کو پیدا کر، بڑی دولت ہے یہ
زندگی کیسی جو دل بیگانۂ پہلو ہوا
آبرو باقی تری مِلّت کی جمعِیّت سے تھی
جب یہ جمعِیّت گئی، دنیا میں رُسوا تُو ہوا
فرد قائم ربطِ مِلّت سے ہے، تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں
پردۂ دل میں محبّت کو ابھی مستور رکھ
یعنی اپنی مے کو رُسوا صورتِ مِینا نہ کر
خیمہ زن ہو وادیِ سِینا میں مانندِ کلیم
شعلۂ تحقیق کو غارت گرِ کاشانہ کر
شمع کو بھی ہو ذرا معلوم انجامِ ستم
صَرفِ تعمیرِ سحر خاکسترِ پروانہ کر
تُو اگر خوددار ہے، منّت کشِ ساقی نہ ہو
عین دریا میں حباب آسا نِگُوں پیمانہ کر
کیفیت باقی پُرانے کوہ و صحرا میں نہیں
ہے جُنوں تیرا نیا، پیدا نیا ویرانہ کر

خاک میں تجھ کو مُقدّر نے مِلایا ہے اگر
تو عصا اُفتاد سے پیدا مثالِ دانہ کر
ہاں، اسی شاخِ کُہن پر پھر بنالے آشیاں
اہلِ گلشن کو شہیدِ نغمۂ مستانہ کر
اس چمن میں پیروِ بلبل ہو یا تلمیذِ گُل
یا سراپا نالہ بن جا یا نوا پیدا نہ کر
کیوں چمن میں بے صدا مثلِ رمِ شبنم ہے تُو
لب کُشا ہو جا، سرُودِ بربطِ عالَم ہے تُو
آشنا اپنی حقیقت سے ہو اے دہقاں ذرا
دانہ تُو، کھیتی بھی تُو، باراں بھی تُو، حاصل بھی تُو
آہ، کس کی جستجو آوارہ رکھتی ہے تجھے
راہ تُو، رہرو بھی تُو، رہبر بھی تُو، منزل بھی تُو
کانپتا ہے دل ترا اندیشۂ طوفاں سے کیا
ناخدا تُو، بحر تُو، کشتی بھی تُو، ساحل بھی تُو
دیکھ آکر کوچۂ چاکِ گریباں میں کبھی
قیس تُو، لیلیٰ بھی تُو، صحرا بھی تُو، محمل بھی تُو
وائے نادانی کہ تُو محتاجِ ساقی ہو گیا
مے بھی تُو، مِینا بھی تُو، ساقی بھی تُو، محفل بھی تُو

شعلہ بن کر پھُونک دے خاشاکِ غیر اللہ کو
خوفِ باطل کیا کہ ہے غارت گرِ باطل بھی تُو

بے خبر! تُو جوہرِ آئینۂ ایّام ہے
تُو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے

اپنی اصلیّت سے ہو آگاہ اے غافل کہ تُو
قطرہ ہے، لیکن مثالِ بحرِ بے پایاں بھی ہے

کیوں گرفتارِ طلسمِ ہیچ مقداری ہے تُو
دیکھ تو پوشیدہ تجھ میں شوکتِ طوفاں بھی ہے

سینہ ہے تیرا امیں اُس کے پیامِ ناز کا
جو نظامِ دہر میں پیدا بھی ہے، پنہاں بھی ہے

ہفت کشور جس سے ہو تسخیر بے تیغ و تفنگ
تُو اگر سمجھے تو تیرے پاس وہ ساماں بھی ہے

اب تلک شاہد ہے جس پر کوہِ فاراں کا سکُوت
اے تغافل پیشہ! تجھ کو یاد وہ پیماں بھی ہے؟

تُو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گُلشن میں علاجِ تنگیِ داماں بھی ہے

دل کی کیفیّت ہے پیدا پردۂ تقریر میں
کِسوتِ مینا میں مے مستور بھی، عُریاں بھی ہے

پُھونک ڈالا ہے مری آتش نوائی نے مجھے
اور میری زندگانی کا یہی ساماں بھی ہے
راز اس آتش نوائی کا مرے سینے میں دیکھ
جلوۂ تقدیر میرے دل کے آئینے میں دیکھ!
آسماں ہوگا سحر کے نُور سے آئینہ پوش
اور ظُلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی
اس قدر ہوگی ترنّم آفریں بادِ بہار
نکہتِ خوابیدہ غنچے کی نوا ہو جائے گی
آ ملیں گے سینہ چاکانِ چمن سے سینہ چاک
بزمِ گُل کی ہم نفَس بادِ صبا ہو جائے گی
شبنم افشانی مری پیدا کرے گی سوز و ساز
اس چمن کی ہر کلی درد آشنا ہو جائے گی
دیکھ لو گے سطوَتِ رفتارِ دریا کا مآل
موجِ مُضطَر ہی اسے زنجیرِ پا ہو جائے گی
پھر دِلوں کو یاد آ جائے گا پیغامِ سجُود
پھر جبیں خاکِ حرم سے آشنا ہو جائے گی
نالۂ صیّاد سے ہوں گے نوا ساماں طُیور
خونِ گُل چیں سے کلی رنگیں قبا ہو جائے گی

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے، لب پہ آسکتا نہیں
محوِ حیرت ہوں کہ دُنیا کیا سے کیا ہو جائے گی
شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

موجِ نفس: سانس کی لہر، ہوا. اجل: موت، شمع لب: ہونٹ. نوا پیرا: نغمہ / گیت الاپنے والا. مضمر: چھ
فطرت: مزاج، سرشت، خمیر. سوز: جلنے کی حالت، تپش. فروزاں: روشن. پروانوں: مراد عاشقوں
جنون، عشق. گریہ ساماں: رونے والی (موم بتی کے قطرے مراد ہیں) طوفانِ اشک: آنسوؤں کی
شبنم افشاں: مراد اوس کی طرح رونے والا. بزمِ گل: پھولوں کی محفل، یعنی عاشق لوگ. گل بدامن:
میں پھول لیے، مراد آباد. میری شب کا لہو: پھولوں کی سُرخی کو شب کا لہو کہا. امروز: آج، زمانۂ حال
آنے والا کل، مستقبل. سوزِ دروں: مراد دل کا سوز و گداز. لقب: کسی خاص صفت کی بنا پر دیا گیا نام.
مراد قوم. پیمانہ: دل. بے صہبا: شراب یعنی محبت سے خالی. شعار: طور طریقہ. آئینِ ملّت: قوم کا
چلن. زشت رُوئی: بدصورتی، عمل اچھے نہ ہونا. آئینہ: شیشہ، شخصیت. پہلو: مراد دِل. شوریدہ سر:
پاگل. قیس: مجنوں کا نام، مراد عاشق خدا اور رسولؐ کے. محفل: بزم، قوم. تنگ: مراد چھوٹا، محدود. محمل
لیلا ترا: کجاوہ لیلیٰ کے بغیر ہے، مراد عشق کا دعویٰ تو ہے لیکن کوئی محبوب تیرے پیشِ نظر نہیں. دُرِ تابندہ
موتی. پروردۂ آغوشِ موج: لہروں کی گود میں پالا ہوا، مراد اسلام سے ظاہری تعلق رکھنے والا عملاً اس
برہم: الٹ پلٹ. ترنّم: مراد اہلِ قوم کو شاعری سنانے کا عمل. نغمہ: گانا. بے موسم: بے موقع. ذوقِ تماش
کرنے کا شوق. وہ تو رخصت ہو گئے: چلے گئے، اشارہ ہے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں شہید ہو
لوگوں کی طرف. وعدۂ دیدارِ عام: عام دیدار کا وعدہ، ہر مسلمان سے محبوب کے دیدارِ عام کا وعدہ. تو
فائدہ. شعلہ آشام: شعلہ برسانے والی یعنی عشق کی آگ بھڑکانے والی شراب پینے والے. آتش بجام
میں آگ مراد عشق کی آگ تیز کرنے والی شاعری. جمعیت: جماعت کی صورت. بادِ بہاری: موسمِ بہ
جو پھول کھلاتی ہے. آخرِ شب: رات کا آخری حصہ. بسمل: زخمی. صبح دَم: صبح کے وقت. کوئی: مرا
بالائے بام: چھت پر. وہ شعلہ: مراد وہ جذبۂ عشق جو پہلے مسلمانوں میں تھا. سودائی: دیوانہ، بیحد چا

سوزِ تمام: عشق کے جذبوں کی پوری پوری تپش / حرارت. پھول: یہاں مراد اہلِ ملت. بے پروا: جسے کوئی پرواہ نہیں، لاپرواہ. گرمِ نوا: گرم آواز مراد بذریعہ شاعری جذبۂ عشق تیز کرنے میں مصروف. بے حس: جسے اپنے نقصان کا احساس نہ ہو. درا: قافلے کی گھنٹی. شمعِ محفل: بزم کی شمع مراد ملت اسلامیہ. لذت سے بیگانہ: کسی چیز کے لطف کا احساس نہ رکھنے والا. رشتۂ الفت میں پرونا: باہمی محبت پیدا کرنا. تسبیح کے دانے: مراد مسلمان / افرادِ قوم. فکرِ فلک پیما: بہت بلند شاعرانہ سوچ / تخیل. فرزانے: جمع فرزانہ، عقلمند. جگر سوزی: جذبۂ عشق کی گرمی. شعلہ آشامی: شعلے برسانا یعنی عشق کے جذبوں کی آگ تیز کرنے کا عمل. خیر: چلو مان لیا مے کش: شراب پینے والا. پیمانے گردش میں رہنا: پیالہ گردش میں رہنا یعنی مراد علم و حکمت اور عشق و معرفت کا دور دورہ ہونا. دشت جنوں پرور: عشق کے جذبوں کو تیز کرنے والا صحرا، دینی علوم کے مدرسے اور خانقاہیں. لیلیٰ کا رقص میں رہنا: لیلیٰ کا ناچنا یعنی دین کو پھیلانے کے لیے عملی اقدام کرنا. وائے ناکامی: افسوس ہے. متاعِ کارواں: قافلے کی دولت. احساسِ زیاں: نقصان کو محسوس کرنے کی حالت. ہنگاموں: مراد جدوجہد، عمل. ویرانے: اُجڑی جگہیں. بن ہونا: اُجڑ جانا. سطوت: دبدبہ، شان. توحید: خدا کو ایک ماننا. جن نمازوں: پہلی نمازیں، مراد پہلے مسلمانوں کی اسلام سے مکمل وابستگی. نذرِ برہمن ہو گئیں: برہمنوں کی نذر ہو گئیں یعنی مسلمانوں نے ہندوؤں کے طور طریقے اپنا لیے. دہر: زمانہ. عیشِ دوام: ہمیشہ ہمیشہ کی خوشی و مسرت. آئیں کی پابندی: دستور / قانون پر سختی سے عمل. سامانِ شیون: رونے پیٹنے کا سبب. تجلّی: جلوہ، دیدار. نورِ ایمن: طور کی طرف اشارہ ہے جہاں حضرت موسیٰؑ کو خدائی نور کی جھلک دکھائی دی تھی. پابند: قید. نشیمن: گھونسلا. گردوں: آسمان. نظّارہ سوز: نظارے کو جلانے والی. آسودہ: آرام کرنے والی. دامانِ خرمن: فصل / پیداوار کا پلّو، مراد غفلت میں ڈوبا ہوا. دیدۂ خونبار: خون رونے والی آنکھ، بہت غمگین. منت کش: احسان اُٹھانے والی. اشکِ پیہم: مسلسل آنسو بہنے کی حالت. گل بدامن: جس کی جھولی میں سُرخ پھول ہوں. شامِ غم: مراد اُس وقت کے دکھ بھرے حالات (غلامی). صبحِ عید: مراد اچھے دن (آزادی وغیرہ). ظلمتِ شب: رات کی تاریکی. مُژدہ: خوش خبری، مبارک باد. پیمانہ بردارِ خمستانِ حجاز: مراد اسلام سے محبت کرنے والا. رند: مراد سچا مسلمان. نقدِ خودداری: غیرت کی نقدی، یعنی غیرت. بہائے بادۂ اغیار: غیروں کی شراب (طور طریقوں) کی قیمت. لبریز: صدائے ناؤ نوش: پینے پلانے کی آواز، مراد جذبوں میں پھر تیزی آنے لگی ہے. ماہ سیمایانِ ہند: ہندوستان کے حسین، مراد غیر اسلامی تصورات وغیرہ. سلیمیٰ کی نظر: مشہور عرب حسینہ، مراد اسلامی اصول. خروش: شور و غوغا، مراد اسلام سے جذبۂ محبت کی بیداری. غوغا: شور، ہنگامہ. شرابِ خانہ ساز: مراد اسلامی آداب اور تہذیب. ہنگامے: جذبے. مغرب: یورپ. نغمہ پیرا: گیت گانے والا، شاعری

سے جذبے بیدار کرنے والا. ہنگامہ: وقت. سحر کا آسماں: صبح کا آسماں، مراد اسلام. خورشید: سورج. مینا بدوش: کندھوں پر شراب کی صراحی لیے، مراد عمل اور جدوجہد کے لیے تیار. کہہ گئے ہیں: یعنی کسی کا قول ہے. شاعری جزویست از پیغمبری: با مقصد شاعری پیغمبری ہی کا ایک حصہ ہے. سروش: فرشتہ. دل کو زندہ کرنا. مراد پھر سے دلوں میں پہلے والے جذبے پیدا کرنا. سوزِ جوہر گفتار: مراد اعلیٰ مقصد کی حامل شاعری کی تاثیر. رہزنِ ہمت: حوصلہ ختم کرنے والا. ذوقِ تن آسانی: سستی اور غفلت کا شوق. مثلِ جو: ندی کی طرح. اصلیت پہ قائم: مراد اسلامی اصولوں پر قائم زندگی. جمعیت: مراد قوم کا متحد ہونا. اَسرار: جمع سِرّ، بھید. گوہر: موتی. دل بیگانہ پہلو ہونا: عشق و عمل کے جذبوں سے خالی ہونا. آبرو: عزت، شان. فرد: شخص، آدمی. قائم: برقرار. ربطِ ملّت: اپنی قوم سے وابستہ رہنے کی حالت. کچھ نہیں: بیکار ہے. مستور: چُھپا ہوا. خیمہ زن ہونا: ڈیرا ڈالنا. وادیِ سینا: مراد قدرت کے مظاہر. شعلۂ تحقیق: حقیقت تک رسائی کی آگ. غارت گرِ کاشانہ: مراد غیر حقیقی/ قیاس پر مبنی خیالات کو ختم کرنے والا/ مٹانے والا. انجامِ ستم: ظلم کا نتیجہ. صرفِ تعمیرِ سحر کر: مراد روشنی کی عمارت بنانے پر خرچ کر. خاکسترِ پروانہ: پتنگے کی راکھ. منت کش: احسان مند. عین: ٹھیک. حباب آسا: بلبلے کی طرح. نگوں: الٹا. کیفیت: مزہ. پرانے کوہ و صحرا: جو پہاڑ، جنگل وغیرہ کبھی فتح کیے گئے تھے. عصا: سہارے کی لاٹھی. اُفتاد: گرنے کی حالت. مثالِ دانہ: بیج کی طرح. ہاں: دیکھ. شاخِ کہن: پرانی ٹہنی. اہل گلشن: مراد اہل وطن. شہید: مراد متاثر. نغمۂ مستانہ: جذبوں سے پُر شاعری. پیرو: پیروی کرنے/ پیچھے چلنے والا. تلمیذ: شاگرد. سراپا: مکمل طور پر. بے صدا: جس کی آواز نہ ہو. رمِ شبنم: اوس کے قطروں کا آواز کے بغیر گرنا. سرودِ بربطِ عالَم: دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اسلام کی سُریلی آواز. دہقاں: کسان. باراں: بارش. حاصل: پیداوار. جستجو: تلاش. آوارہ رکھنا: بے چینی کی حالت میں پھرانا. رہرو: راہ چلنے والا، مسافر. رہبر: راستے پر لے جانے والا. اندیشہ: ڈر. ناخدا: ملّاح. کوچہ: گلی. چاکِ گریباں: گریباں کا پھٹا ہوا حصہ. قیس: مجنوں، عاشق. لیلیٰ: یعنی محبوبہ. وائے نادانی: افسوس ہے اس ناسمجھ پر. محتاج: ضرورت مند، احسان اُٹھانے والا. خاشاکِ غیر اللہ: یعنی اللہ کے سوا جو کچھ دنیا میں ہے وہ کوڑا کرکٹ ہے. باطل: کفر. غارت گر: تباہ کرنے والا. جوہر آئینۂ ایام: زمانے کے آئینے کی چمک دمک. خدا کا آخری پیغام: مراد قرآن کریم پر ایمان رکھنے والا. اصلیت: حقیقت. بحرِ بے پایاں: بیحد وسیع سمندر. گرفتار: پکڑا ہوا، قیدی. طلسمِ ہیچ مقداری: خود کو حیثیت/ اہمیت سمجھنے کا جادو. پوشیدہ: چُھپا ہوا. شوکت: دبدبہ. امیں: کسی کی امانت رکھنے والا. پیامِ نازہ: خوبصورت پیغام، یعنی اسلام. اُس: مراد خدا. نظامِ دہر: زمانے کا نظم و نسق/ بندوبست. پیدا: ظاہر. پنہاں: چُھپا ہوا. ہفت کشور: مراد ساری کائنات. تسخیر ہونا: قابو میں آنا، فرماں بردار بننا. بے تیغ و تفنگ: تلوار اور

بندوق کے بغیر. وہ سامان: یعنی اسلام اور حضور اکرمؐ سے محبت کا جذبہ. کوہِ فاراں: مکہ معظمہ کی پہاڑی جہاں سے اسلام کا آغاز ہوا. شاہد: گواہ. سکوت: خاموشی. تغافل پیشہ: غفلت اختیار کرنے والا. وہ پیماں: اس وعدے کی طرف اشارہ ہے جو حضور اکرمؐ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہوئے مسلمان اشاعتِ اسلام کے لیے کرتے تھے. ناداں: ناسمجھ، کم عقل. قناعت کرنا: تھوڑے پر بھی راضی ہو جانا. تنگیِ داماں: جھولی کا چھوٹا ہونا مراد اسلام کی تھوڑی خدمت. کیفیت: حالت. پیدا: ظاہر. پردۂ تقریر: مراد گفتگو کے اندر. کسوت: مراد غلاف. مینا: شراب کی صراحی. مستور: چھپی ہوئی. عُریاں: مراد ظاہر. آتش نوائی: دلوں میں جذبوں کی گرمی پیدا کرنے والی شاعری. زندگانی کا ساماں: ایسی بات جس پر زندگی کا دارومدار ہے. جلوۂ تقدیر: تقدیر کا سامنے ہونا. سحر: صبح، مراد آزادی اور اسلام کا روشن مستقبل. آئینہ پوش: مراد چمکنے والا. ظلمت: اندھیرا، غلامی / باطل. سیماب پا: پارے کی طرح بے قرار پاؤں، مراد بھاگ جانے / دور ہو جانے والی. ترنّم آفریں: مراد نغمے کا سا کیف رکھنے والی. نکہتِ خوابیدہ: سوئی ہوئی خوشبو یعنی جو ابھی کلی میں ہے. غنچے کی نوا: کلی کھلنے کی آواز. سینہ چاکانِ چمن: یعنی پھول، مراد اہلِ اسلام. بزمِ گُل: مراد اسلام کے عاشقوں کی محفل. ہم نفس: ایک ساتھ سانس لینے والی، ساتھی. شبنم افشانی: مراد دلوں پر اثر کرنے والی شاعری. سوز و ساز: مراد باہمی عشق و محبت کے پُر جوش جذبے. اِس چمن: مراد وطن. ہر کلی: مراد ہر فرد / شخص. درد آشنا: عشق کے جذبوں سے واقف. سطوتِ رفتارِ دریا: مراد کفر / باطل کی قوتوں کا دبدبہ. مآل: انجام، اخیر. موجِ مضطر: بے چین لہر، مراد اسلام دشمنوں کے فتنے. زنجیرِ پا: مراد مصیبت کا باعث. پیغامِ سجود: مراد خدا کے حضور سر بسجدہ ہونے کا پیغام، توحید کی طرف توجہ. خاکِ حرم: کعبہ کی سرزمین. نوا ساماں: چہچہانے والے، خوش ہونے والے. طیور: جمع طائر، پرندے یعنی مسلمان. گل چیں: پھول توڑنے والا، مراد ظالم دشمن. رنگیں قبا: سُرخ لباس. محوِ حیرت: حیرانی میں ڈوبا ہوا. دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی: مراد بہت بڑا انقلاب آئے گا. شب گریزاں ہوگی: رات بھاگ رہی ہوگی یعنی کفر کی تاریکیاں دور ہو جائیں گی. جلوۂ خورشید: سورج کا جلوہ یعنی اسلام کی روشنی. چمن: مُلک، ہندوستان. معمور: بھرا ہوا، پُر. نغمۂ توحید: خدا کی وحدت کا ترانہ.

شاعر

۱۔ کل شام میں اپنے اُجڑے گھر میں شمع سے یہ کہہ رہا تھا کہ تیری زلفوں کے لیے پنکھے کے پر ایک کنگھی کا کام دیتے ہیں۔

۲۔ دنیا میں میری حالت بیابان میں اُگنے والے لالہ کے چراغ کی سی ہے جسے جلنے / روشنی پھیلانے کے لیے نہ تو کوئی محفل میسّر آئی اور نہ کوئی گھر ہی نصیب ہوا۔

۳۔ ایک مدت تک مَیں بھی تیری طرح اپنی جان کو جلاتا رہا لیکن میرے شعلے کے گرد کسی ایک پتنگے نے بھی چکر نہ لگایا۔

۴۔ میری تمناؤں کی ماری جان میں سیکڑوں جلوے تڑپ رہے ہیں لیکن اس محفل سے تو ایک بھی عاشق نہیں اُٹھ رہا۔

۵۔ تو نے کہاں سے یہ دنیا کو روشن کرنے والی آگ حاصل کر لی اور ایک معمولی سے کیڑے کو حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی سی عشق کی تڑپ سکھا دی۔

۶۔ دوسرے یعنی ملّت کے غم میں جل اور دوسروں کو بھی جلا۔ میں نے تجھے یہ ایک بڑی روشن بات بتائی ہے اگر تو سن سکتا ہے تو توجہ سے سُن۔

مسلم

(جون ۱۹۱۲ء)

ہر نفَس اقبالؔ تیرا آہ میں مستور ہے
سینۂ سوزاں ترا فریاد سے معمور ہے
نغمۂ اُمّید تیری بربطِ دل میں نہیں
ہم سمجھتے ہیں یہ لیلیٰ تیرے محمل میں نہیں
گوش آوازِ سرودِ رفتہ کا جویا ترا
اور دل ہنگامۂ حاضر سے بے پروا ترا
قصّۂ گُل ہم نوایانِ چمن سنتے نہیں
اہلِ محفل تیرا پیغامِ کُہن سنتے نہیں
اے درائے کاروانِ خفتہ پا! خاموش رہ
ہے بہت یاس آفریں تیری صدا خاموش رہ
زندہ پھر وہ محفلِ دیرینہ ہوسکتی نہیں
شمع سے روشن شبِ دوشینہ ہوسکتی نہیں

ہم نشیں! مسلم ہُوں مَیں، توحید کا حامل ہُوں مَیں
اس صداقت پر ازل سے شاہدِ عادِل ہُوں مَیں
نبضِ موجودات میں پیدا حرارت اس سے ہے
اور مسلم کے تخیل میں جسارت اس سے ہے
حق نے عالَم اس صداقت کے لیے پیدا کیا
اور مجھے اس کی حفاظت کے لیے پیدا کیا
دہر میں غارت گرِ باطل پرستی مَیں ہُوا
حق تو یہ ہے حافظِ ناموسِ ہستی مَیں ہُوا
میری ہستی پیرہن عُریانیِ عالَم کی ہے
میرے مِٹ جانے سے رُسوائی بنی آدم کی ہے
قسمتِ عالَم کا مسلم کوکبِ تابندہ ہے
جس کی تابانی سے افسونِ سحر شرمندہ ہے
آشکارا ہیں مری آنکھوں پہ اَسرارِ حیات
کہہ نہیں سکتے مجھے نومیدِ پیکارِ حیات
کب ڈرا سکتا ہے غم کا عارضی منظر مجھے
ہے بھروسا اپنی ملّت کے مقدّر پر مجھے
یاس کے عُنصر سے ہے آزاد میرا روزگار
فتحِ کامل کی خبر دیتا ہے جوشِ کارزار

ہاں یہ سچ ہے چشم بر عہدِ کُہن رہتا ہُوں مَیں
اہلِ محفل سے پُرانی داستاں کہتا ہُوں مَیں
یادِ عہدِ رفتہ میری خاک کو اِکسیر ہے
میرا ماضی میرے استقبال کی تفسیر ہے
سامنے رکھتا ہُوں اُس دورِ نشاط افزا کو مَیں
دیکھتا ہُوں دوش کے آئینے میں فردا کو مَیں

آہ: مراد اسلام سے محبت کا جذبہ. مستور: چُھپا ہوا. سینۂ سوزاں: عشق کی آگ میں تپنے والا دل. فریاد سے معمور: گریہ وزاری سے پُر. نغمۂ اُمید: اُمید کا ترانہ، پُر امیدی. بربط: باجا. لیلیٰ: یعنی اُمید. محمل: کجاوہ یعنی دل. گوش: کان. سرودِ رفتہ: مراد ماضی کے مسلمانوں کے شاندار کارنامے. جویا: تلاش کرنے والا. ہنگامۂ حاضر: مراد موجودہ دَور کے قومی مسائل. ہم نوایانِ چمن: مراد اہلِ وطن. اہلِ محفل: اہلِ وطن. پیغامِ کہن: پرانا پیغام یعنی شاندار ماضی اسلام کی باتیں. درائے کاروانِ خفتہ پا: سوئے ہوئے قافلے کی گھنٹی مراد عمل / جدوجہد سے عاری مسلمانوں کو بیدار کرنے والا. یاس آفریں: مایوسی پھیلانے والی. محفلِ دیرینہ: پرانی محفل. شبِ دوشینہ: کل گزری ہوئی رات. ہم نشیں: ساتھ بیٹھنے والا، ساتھی. توحید کا حامل: جس کا خدا کی وحدت پر ایمان ہو. شاہدِ عادل: انصاف پسند گواہ. نبض موجودات: کائنات کی حرکت کرنے والی رگ. تخیل: قوتِ خیال. جسارت: دلیری. حق: خدا. غارت گر: تباہ کرنے والا. باطل پرستی: کُفر. مَیں: مسلمان، اسلام. حافظ: حفاظت کرنے والا. ناموس: عزت. ہستی: وجود. بنی آدم: انسان. کوکبِ تابندہ: چمکتا ہوا ستارہ. تابانی: چمک. افسونِ سحر: صبح کا جادو، مراد روشنی. آشکارا: ظاہر. نومید: ناامید، جو مایوس ہو چکا ہو. عنصر: مادّہ، بنیاد. روزگار: زمانہ، دنیا. فتحِ کامل: مکمل فتح. جوشِ کارزار: شدید جنگ و جدال، لڑائی عروج پر ہونا. چشم بر عہدِ کہن رہنا: اسلام کے شاندار ماضی پر نظر رہنا. اہلِ محفل: اہلِ ملّت. پرانی داستاں: پرانی کہانی، وہی شاندار ماضی. عہدِ رفتہ: گزرا ہوا زمانہ. اِکسیر: ایسا مادّہ جو تانبے کو سونا بنا دیتا ہے، کیمیا. دَورِ نشاط افزا: خوشی و مسرّت بڑھانے والا زمانہ. دوش: گزرا ہوا کل، ماضی. فردا: آنے والا کل، مستقبل.

حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں

گراں جو مجھ پہ یہ ہنگامۂ زمانہ ہُوا
جہاں سے باندھ کے رختِ سفر روانہ ہُوا
قیودِ شام و سحر میں بسر تو کی لیکن
نظامِ کُہنۂ عالَم سے آشنا نہ ہُوا
فرشتے بزمِ رسالتؐ میں لے گئے مجھ کو
حضورِ آیۂ رحمتؐ میں لے گئے مجھ کو
کہا حضورؐ نے، اے عندلیبِ باغِ حجاز!
کلی کلی ہے تری گرمیِ نوا سے گداز
ہمیشہ سرخوشِ جامِ وِلا ہے دل تیرا
فتادگی ہے تری غیرتِ سجودِ نیاز
اُڑا جو پستیِ دنیا سے تُو سُوئے گردُوں
سِکھائی تجھ کو ملائک نے رفعتِ پرواز
نکل کے باغِ جہاں سے برنگِ بُو آیا
ہمارے واسطے کیا تحفہ لے کے تُو آیا؟

"حضورؐ! دہر میں آسودگی نہیں مِلتی
تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں مِلتی
ہزاروں لالہ و گُل ہیں ریاضِ ہستی میں
وفا کی جس میں ہو بُو، وہ کلی نہیں مِلتی
مگر میں نذر کو اک آبگینہ لایا ہوں
جو چیز اس میں ہے، جنت میں بھی نہیں مِلتی
جھلکتی ہے تری اُمّت کی آبرو اس میں
طرابلس کے شہیدوں کا ہے لہو اس میں"

حضور: خدمت. رسالت مآبؐ: حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم. گراں: بھاری. یہ ہنگامۂ زمانہ: یہ زمانے کی مصیبتیں، اشارہ ہے ۱۹۱۱ء کی جنگ بلقان کی طرف۔ اس موقع پر ترکوں کی مدد کے لیے شاہی مسجد لاہور کے جلسہ میں علامہ نے یہ نظم پڑھی تھی. رختِ سفر: سفر کا ساز و سامان. قیود: جمع قید، قیدیں، پابندیاں. بسر کرنا: زندگی گزارنا. نظامِ کہنۂ عالم: دُنیا کا پرانا نظم و نسق، دُنیا کے تعلقات. آشنا: واقف. بزمِ رسالتؐ: حضور اکرمؐ کی محفلِ مبارک. آیۂ رحمت: رحمت کی نشانی یعنی حضورِ اکرمؐ جنھیں تمام کائنات کے لیے رحمت کہا گیا ہے. عندلیب: بلبل. باغِ حجاز: حجاز کا باغ مراد چمن اسلام. گرمی نوا: مراد عشق کی حرارت سے پُر شاعری. گداز: پگھلی ہوئی، بیحد متاثر. سرخوش: بہت خوش، بہت مست. جامِ ولا: (حضورؐ کی) محبت کا جام. فتادگی: عاجزی، انکسار. غیرتِ سجودِ نیاز: جو عاجزی / خاکساری والے سجدے کے لیے باعثِ رشک ہو. پستی: نیچائی. سُوئے گردوں: آسمان کی طرف. مَلائک: جمع مَلک، فرشتے. رفعت پرواز: بلند پرواز، مراد شاعرانہ تخیل کی بلندی. برنگِ بو: خوشبو کی طرح. آسودگی: سکون، آرام. لالہ و گل: پھول، مراد انسان. ریاضِ ہستی: زندگی / وجود کا باغ، دنیا. نذر: تحفہ. آبگینہ: شیشے کا پیالہ. جھلکتی ہے: چمکتی ہے، نظر آتی ہے. طرابلس: ۱۹۱۱ء میں اٹلی نے ترکی کے اس شہر پر حملہ کر کے بہت سے ترکوں کو شہید کر دیا تھا.

شِفاخانۂ حجاز

اک پیشوائے قوم نے اقبالؔ سے کہا
کُھلنے کو جدّہ میں ہے شفاخانۂ حجاز
ہوتا ہے تیری خاک کا ہر ذرّہ بے قرار
سُنتا ہے تُو کسی سے جو افسانۂ حجاز
دستِ جنوں کو اپنے بڑھا جَیب کی طرف
مشہور تُو جہاں میں ہے دیوانۂ حجاز
دارالشّفا حوالیِ بطحا میں چاہیے
نبضِ مریض پنجۂ عیسیٰ میں چاہیے

میں نے کہا کہ موت کے پردے میں ہے حیات
پوشیدہ جس طرح ہو حقیقت مجاز میں
تلخابۂ اجل میں جو عاشق کو مِل گیا
پایا نہ خضر نے مَے عمرِ دراز میں
اَوروں کو دیں حضور! یہ پیغامِ زندگی
مَیں موت ڈھونڈتا ہوں زمینِ حجاز میں

آئے ہیں آپ لے کے شِفا کا پیام کیا
رکھتے ہیں اہلِ درد مسیحا سے کام کیا!

شفاخانۂ حجاز: جدّہ (حجاز کی بندرگاہ) میں ایک ہسپتال کُھلنے پر یہ نظم کہی گئی. افسانۂ حجاز: حجاز/اسلام کی بات. دستِ جنوں: عشق یا دیوانگی کا ہاتھ. جَیب: گریبان. دارالشفا: شفاخانہ، ہسپتال. حوالی: آس پاس. بطحا: وادیِ مکہ. نبض: ہاتھ کی وہ رگ جس سے مرض کا پتا چلاتے ہیں. پنجہ: مراد ہاتھ. عیسیٰؑ: حضرت عیسیٰؑ، ڈاکٹر، طبیب. حیات: زندگی. پوشیدہ: چُھپی ہوئی. حقیقت: اصلیت. مجاز: مراد اشارے/کنائے یا استعارے. تلخابہ: کڑوا پانی. اجل: موت. خضر: ایک روایتی پیغمبر جنھوں نے "آبِ حیات" پی کر ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی پائی. مَے عمر دراز: لمبی یعنی ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کی شراب. اَوروں کو: دوسروں کو. حضور: جنابِ عالی، آپ. شفا: صحت، تندرستی. اہلِ درد: مراد عاشق لوگ، حضور اکرمؐ کے عاشق. مسیحا: مراد طبیب، ڈاکٹر.

جوابِ شکوہ

دِل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پَر نہیں، طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے
قُدسی الاصل ہے، رفعت پہ نظر رکھتی ہے
خاک سے اُٹھتی ہے، گردُوں پہ گزر رکھتی ہے
عشق تھا فتنہ گر و سرکش و چالاک مرا
آسماں چِیر گیا نالۂ بے باک مرا
پیرِ گردُوں نے کہا سُن کے، کہیں ہے کوئی
بولے سیّارے، سرِ عرشِ بریں ہے کوئی
چاند کہتا تھا، نہیں! اہلِ زمیں ہے کوئی
کہکشاں کہتی تھی، پوشیدہ یہیں ہے کوئی
کچھ جو سمجھا مرے شکوے کو تو رِضواں سمجھا
مجھے جنت سے نکالا ہوا انساں سمجھا

تھی فرشتوں کو بھی حیرت کہ یہ آواز ہے کیا
عرش والوں پہ بھی کُھلتا نہیں یہ راز ہے کیا!
تا سرِ عرش بھی انساں کی تگ و تاز ہے کیا!
آ گئی خاک کی چُٹکی کو بھی پرواز ہے کیا!

غافل آداب سے سُکّانِ زمیں کیسے ہیں
شوخ و گستاخ یہ پستی کے مکیں کیسے ہیں!

اس قدر شوخ کہ اللہ سے بھی برہم ہے
تھا جو مسجودِ ملائک، یہ وہی آدم ہے!
عالمِ کیف ہے، دانائے رموزِ کم ہے
ہاں مگر عجز کے اَسرار سے نامحرم ہے

ناز ہے طاقتِ گفتار پہ انسانوں کو
بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو

آئی آواز، غم انگیز ہے افسانہ ترا
اشکِ بے تاب سے لبریز ہے پیمانہ ترا
آسماں گیر ہُوا نعرۂ مستانہ ترا
کس قدر شوخ زباں ہے دلِ دیوانہ ترا

شُکر شِکوے کو کِیا حُسنِ ادا سے تُو نے
ہم سخن کر دیا بندوں کو خدا سے تُو نے

ہم تو مائل بہ کرم ہیں، کوئی سائل ہی نہیں
راہ دِکھلائیں کسے، رہروِ منزل ہی نہیں
تربیَت عام تو ہے، جوہرِ قابل ہی نہیں
جس سے تعمیر ہو آدم کی، یہ وہ گِل ہی نہیں
کوئی قابل ہو تو ہم شانِ کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

ہاتھ بے زور ہیں، اِلحاد سے دل خُوگر ہیں
اُمّتی باعثِ رُسوائیِ پیغمبرؐ ہیں
بُت شکن اُٹھ گئے، باقی جو رہے بُت گر ہیں
تھا براہیم پِدَر اور پِسَر آزر ہیں
بادہ آشام نئے، بادہ نیا، خُم بھی نئے
حرَمِ کعبہ نیا، بُت بھی نئے، تُم بھی نئے

وہ بھی دن تھے کہ یہی مایۂ رعنائی تھا
نازشِ موسمِ گُل لالۂ صحرائی تھا
جو مسلمان تھا، اللہ کا سودائی تھا
کبھی محبوب تمھارا یہی ہرجائی تھا
کسی یکجائی سے اب عہدِ غلامی کرلو
ملّتِ احمدِؐ مُرسَل کو مَقامی کرلو!

کس قدر تم پہ گراں صبح کی بیداری ہے
ہم سے کب پیار ہے! ہاں نیند تمھیں پیاری ہے
طبعِ آزاد پہ قیدِ رمضاں بھاری ہے
تمھی کہہ دو، یہی آئینِ وفاداری ہے؟

قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں، تُم بھی نہیں
جذبِ باہم جو نہیں، محفلِ انجم بھی نہیں

جن کو آتا نہیں دُنیا میں کوئی فن، تم ہو
نہیں جس قوم کو پروائے نشیمن، تم ہو
بجلیاں جس میں ہوں آسُودہ، وہ خرمن تم ہو
بیچ کھاتے ہیں جو اَسلاف کے مدفن، تم ہو

ہو نِکو نام جو قبروں کی تجارت کرکے
کیا نہ بیچو گے جو مِل جائیں صنم پتھر کے

صفحۂ دہر سے باطل کو مِٹایا کس نے؟
نوعِ انساں کو غلامی سے چھڑایا کس نے؟
میرے کعبے کو جبینوں سے بسایا کس نے؟
میرے قرآن کو سینوں سے لگایا کس نے؟

تھے تو آبا وہ تمھارے ہی، مگر تُم کیا ہو
ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظرِ فردا ہو!

کیا کہا! بہرِ مسلماں ہے فقط وعدۂ حُور
شکوہ بے جا بھی کرے کوئی تو لازم ہے شعور
عدل ہے فاطرِ ہستی کا ازل سے دستور
مُسلم آئیں ہُوا کافر تو مِلے حور و قصور
تم میں حوروں کا کوئی چاہنے والا ہی نہیں
جلوۂ طُور تو موجود ہے، موسیٰؑ ہی نہیں

منفَعَت ایک ہے اس قوم کی، نُقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبیؐ، دِین بھی، ایمان بھی ایک
حرَمِ پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

کون ہے تارِکِ آئینِ رسُولِ مختار؟
مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار؟
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شِعارِ اغیار؟
ہو گئی کس کی نِگہ طرزِ سلَف سے بیزار؟
قلب میں سوز نہیں، رُوح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغامِ محمدؐ کا تمھیں پاس نہیں

جا کے ہوتے ہیں مساجد میں صف آرا، تو غریب
زحمتِ روزہ جو کرتے ہیں گوارا، تو غریب
نام لیتا ہے اگر کوئی ہمارا، تو غریب
پردہ رکھتا ہے اگر کوئی تمھارا، تو غریب

اُمَرا نشّۂ دولت میں ہیں غافل ہم سے
زندہ ہے ملّتِ بیضا غُرَبا کے دم سے

واعظِ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی
برق طبعی نہ رہی، شعلہ مقالی نہ رہی
رہ گئی رسمِ اذاں، رُوحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا، تلقینِ غزالی نہ رہی

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحبِ اوصافِ حجازی نہ رہے

شور ہے، ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود!
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدّن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں! جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یوں تو سیّد بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو!

دمِ تقریر تھی مسلم کی صداقت بے باک
عدل اس کا تھا قوی، لوثِ مراعات سے پاک
شجرِ فطرتِ مسلم تھا حیا سے نم ناک
تھا شجاعت میں وہ اک ہستیِ فوق الادراک
خود گدازی نمِ کیفیتِ صہبایش بود
خالی از خویش شدن صورتِ مینایش بود

ہر مسلماں رگِ باطل کے لیے نشتر تھا
اُس کے آئینۂ ہستی میں عمل جوہر تھا
جو بھروسا تھا اُسے قُوّتِ بازو پر تھا
ہے تمھیں موت کا ڈر، اُس کو خدا کا ڈر تھا
باپ کا عِلم نہ بیٹے کو اگر اَزبر ہو
پھر پسر قابلِ میراثِ پدر کیونکر ہو!

ہر کوئی مستِ مئے ذوقِ تن آسانی ہے
تم مسلماں ہو! یہ اندازِ مسلمانی ہے!
حیدری فقر ہے نے دولتِ عثمانی ہے
تم کو اَسلاف سے کیا نسبتِ روحانی ہے؟
وہ زمانے میں معزّز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

تم ہو آپس میں غضب ناک، وہ آپس میں رحیم
تم خطا کار و خطا بیں، وہ خطا پوش و کریم
چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوجِ ثریّا پہ مقیم
پہلے ویسا کوئی پیدا تو کرے قلبِ سلیم
تختِ فغفور بھی اُن کا تھا، سریرِ کے بھی
یونہی باتیں ہیں کہ تم میں وہ حمیّت ہے بھی؟

خود کُشی شیوہ تمھارا، وہ غیور و خوددار
تم اُخوّت سے گریزاں، وہ اُخوّت پہ نثار
تم ہو گفتار سراپا، وہ سراپا کردار
تم ترستے ہو کلی کو، وہ گلستاں بہ کنار
اب تلک یاد ہے قوموں کو حکایت اُن کی
نقش ہے صفحۂ ہستی پہ صداقت اُن کی

مثلِ انجم اُفقِ قوم پہ روشن بھی ہوئے
بُتِ ہندی کی محبت میں برہمن بھی ہوئے
شوقِ پرواز میں مہجورِ نشیمن بھی ہوئے
بے عمل تھے ہی جواں، دِین سے بدظن بھی ہوئے
ان کو تہذیب نے ہر بند سے آزاد کیا
لا کے کعبے سے صنم خانے میں آباد کیا

قیس زحمت کشِ تنہائیِ صحرا نہ رہے
شہر کی کھائے ہَوا، بادیہ پیما نہ رہے!
وہ تو دیوانہ ہے بستی میں رہے یا نہ رہے
یہ ضروری ہے حجابِ رُخِ لیلا نہ رہے!

گلۂ جَور نہ ہو، شکوۂ بیداد نہ ہو
عشق آزاد ہے، کیوں حُسن بھی آزاد نہ ہو!

عہدِ نَو برق ہے، آتش زنِ ہر خرمن ہے
ایمن اس سے کوئی صحرا نہ کوئی گلشن ہے
اس نئی آگ کا اقوامِ کُہن ایندھن ہے
ملّتِ ختمِ رُسلؐ شعلہ بہ پیراہن ہے

آج بھی ہو جو براہیمؑ کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

دیکھ کر رنگِ چمن ہو نہ پریشاں مالی
کوکبِ غنچہ سے شاخیں ہیں چمکنے والی
خس و خاشاک سے ہوتا ہے گلستاں خالی
گُل بر انداز ہے خونِ شُہدا کی لالی

رنگ گردُوں کا ذرا دیکھ تو عُنّابی ہے
یہ نکلتے ہوئے سورج کی اُفق تابی ہے

اُمتیں گلشنِ ہستی میں ثمر چیدہ بھی ہیں
اور محرومِ ثمر بھی ہیں، خزاں دِیدہ بھی ہیں
سیکڑوں نخل ہیں، کاہیدہ بھی، بالیدہ بھی ہیں
سیکڑوں بطنِ چمن میں ابھی پوشیدہ بھی ہیں
نخلِ اسلام نمونہ ہے برومندی کا
پھل ہے یہ سیکڑوں صدیوں کی چمن بندی کا

پاک ہے گردِ وطن سے سرِ داماں تیرا
تُو وہ یوسف ہے کہ ہر مصر ہے کنعاں تیرا
قافلہ ہو نہ سکے گا کبھی ویراں تیرا
غیرِ یک بانگِ درا کچھ نہیں ساماں تیرا
نخلِ شمع استی و در شعلہ دوَد ریشۂ تو
عاقبت سوز بوَد سایۂ اندیشۂ تو

تُو نہ مِٹ جائے گا ایران کے مِٹ جانے سے
نشۂ مے کو تعلّق نہیں پیمانے سے
ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مِل گئے کعبے کو صنم خانے سے
کشتیِ حق کا زمانے میں سہارا تُو ہے
عصرِ نَو رات ہے، دُھندلا سا ستارا تُو ہے

ہے جو ہنگامہ بپا یورشِ بلغاری کا
غافلوں کے لیے پیغام ہے بیداری کا
تُو سمجھتا ہے یہ ساماں ہے دل آزاری کا
امتحاں ہے ترے ایثار کا، خودداری کا
کیوں ہراساں ہے صَہیلِ فرسِ اعدا سے
نورِ حق بجھ نہ سکے گا نفَسِ اعدا سے

چشمِ اقوام سے مخفی ہے حقیقت تیری
ہے ابھی محفلِ ہستی کو ضرورت تیری
زندہ رکھتی ہے زمانے کو حرارت تیری
کوکبِ قسمتِ امکاں ہے خلافت تیری
وقتِ فرصت ہے کہاں، کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اِتمام ابھی باقی ہے

مثلِ بُو قید ہے غُنچے میں، پریشاں ہوجا
رخت بر دوش ہَوائے چَمَنستاں ہوجا
ہے تنک مایہ تو ذرّے سے بیاباں ہوجا
نغمۂ موج سے ہنگامۂ طُوفاں ہوجا!
قُوّتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسمِ محمدؐ سے اُجالا کردے

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنّم بھی نہ ہو
چمنِ دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو، خُم بھی نہ ہو
بزمِ توحید بھی دُنیا میں نہ ہو، تُم بھی نہ ہو

خیمہ افلاک کا اِستادہ اسی نام سے ہے
نبضِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

دشت میں، دامنِ کُہسار میں، میدان میں ہے
بحر میں، موج کی آغوش میں، طوفان میں ہے
چین کے شہر، مراقش کے بیابان میں ہے
اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے

چشمِ اقوام یہ نظّارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شانِ 'رَفَعنَا لَكَ ذِكرَكَ' دیکھے

مَردمِ چشمِ زمیں یعنی وہ کالی دنیا
وہ تمھارے شُہَدا پالنے والی دنیا
گرمیِ مہر کی پروَردہ ہلالی دنیا
عشق والے جسے کہتے ہیں بلالی دنیا

تپش اندوز ہے اس نام سے پارے کی طرح
غوطہ زن نور میں ہے آنکھ کے تارے کی طرح

عقل ہے تیری سِپَر، عشق ہے شمشیر تری
مرے درویش! خلافت ہے جہاں گیر تری
ما سِوَی اللہ کے لیے آگ ہے تکبیر تری
تُو مسلماں ہو تو تقدیر ہے تدبیر تری
کی محمدؐ سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

پَر: پرندے کا بازو. **قدسی الاصل**: جس کی اصل پاک ہو. **رفعت**: بلندی. **گردُوں**: آسمان. **فتنہ گر**: فساد برپا کرنے والا، مراد شوخ. **آسماں چیر گیا**: یعنی آسمان سے آگے عرش تک پہنچ گیا. **نالۂ بیباک**: خوف سے خالی فریاد (مراد نظم "شکوہ"). **سر**: اوپر، قریب. **عرشِ بریں**: مراد خدا کا تخت. **اہل زمیں**: دنیا کا باشندہ، انسان. **کہکشاں**: چھوٹے چھوٹے بیشمار ستاروں کی ایک لمبی قطار. **رضواں**: جنت کا داروغہ. **جنت سے نکالا ہوا انساں**: مراد حضرت آدمؑ. **راز کھلنا**: بھید ظاہر ہونا. **سرِ عرش**: عرش پر. **تگ و تاز**: بھاگ دوڑ. **خاک کی چٹکی**: مراد انسان. **سُکّان**: جمع ساکن، رہنے والے. **آداب**: جمع ادب، اچھے طور طریقے، سلیقہ. **شوخ و گستاخ**: شریر اور ادب نہ کرنے والے. **پستی**: نیچائی، زمین، دنیا. **مکیں**: رہنے والا/والے. **برہم**: ناراض. **مسجودِ ملائک**: جسے فرشتوں نے سجدہ کیا تھا. **عالمِ کیف**: کیفیت، یعنی یہ کیسا ہے؟ کے جواب سے واقف. **دانا**: جاننے والا. **رموز**: جمع رمز، اشارے، بھید، نکتہ. **کم**: مقدار یا تعداد. **طاقت گفتار**: بول چال کی طاقت. **سلیقہ**: اچھا طریقہ. **غم انگیز**: دُکھ بھرا. **اشک بیتاب**: بے چین آنسو. **آسماں گیر**: آسمان پر چھا جانے والا. **نعرۂ مستانہ**: پُر جوش نعرہ. **شوخ زباں**: بے خوف بات کرنے والا. **دلِ دیوانہ**: شیدائی/عاشق دل. **حُسنِ ادا**: اچھا طریقۂ بیان. **ہم سخن**: باہم بات چیت کرنے والے. **مائل بہ کرم**: مہربانی کرنے پر تیار. **رہرو**: چلنے والا، مسافر. **جوہرِ قابل**: اہلیت/لیاقت رکھنے والا انسان. **گِل**: مٹی. **کَی**: کے جیسی، **کیخسرو**، قدیم ایران کا مشہور اور عظیم بادشاہ. **الحاد**: مراد کفر، خدا کے وجود سے انکار. **خوگر**: عادی. **پیغمبرؐ**: حضور اکرمؐ. **بُت گر**: بت بنانے والے. **براہیمؑ**: حضرت ابراہیمؑ جنھوں نے نمرود کا بتخانہ توڑا. **پدر**: باپ. **آزر**: حضرت ابراہیمؑ کے چچا، مراد بت تراش. **پسر**: بیٹا، مراد

آج کے مسلمان. بادہ آشام: شراب پینے والے، اسلام سے محبت کرنے والے. خُم: مٹکا، صراحی. حرمِ کعبہ نیا: مراد اصل کعبہ کی بجائے حکمرانوں کو سجدہ کرنا. بُت بھی نئے: یعنی دولت، مرتبہ سے محبت وغیرہ. مایۂ رعنائی: خوبصورتی / تازگی کی دولت، افتخار کا باعث. نازش: افتخار، فخر. موسمِ گل: بہار کا موسم. لالۂ صحرائی: صحرا کا پھول، مراد آغازِ اسلام کے مسلمان جو جہد وعمل میں بے مثل تھے. یکجائی: کسی ایک سے تعلق رکھنے والا. عہد غلامی کر لینا: مراد کسی اور کو آقا تسلیم کر لینا. مقامی کرنا: مقام یا درجہ دینا. صبح کی بیداری: صبح سویرے اُٹھ کر عبادت کرنے کی حالت. طبعِ آزاد: آزاد طبیعت، مراد مذہب سے بے نیاز مزاج. قیدِ رمضاں: روزوں کی پابندی. آئینِ وفاداری: ساتھ نبھانے، حقِ دوستی ادا کرنے کا دستور. جذبِ باہم: ایک دوسرے کی کشش. محفلِ انجم: مراد ستاروں کی گردش کا نظام جو اس کشش سے قائم ہے. پروائے نشیمن: مراد وطن کی فکر. آسودہ: آرام کرنے والی، چھپی ہوئی. خرمن: غلّے کا ڈھیر. اَسلاف: جمع سلف، پرانے بزرگ، آباواجداد. مدفن: قبر. نکو نام: نیک نام والا. قبروں کی تجارت: مزاروں کے متولیوں کا مریدوں سے نذرانے وصول کرنا. صفحۂ دہر: مراد زمانہ. جبینوں سے بسانا: سجدے / عبادت کرنا. سینوں سے لگانا: مراد پورا پورا احترام کرنا. تم کیا ہو؟: یعنی تم میں وہ خوبیاں نہیں. ہاتھ پر ہاتھ دھرے رہنا: غفلت، بے عملی کی زندگی گزارنا. بہرِ مسلماں: مسلمانوں کے لیے. وعدۂ حور: مومنوں سے جنت میں خوبصورت عورتیں دیے جانے کی طرف اشارہ. بے جا: بے موقع، جو صحیح نہ ہو. شعور: سلیقہ. فاطرِ ہستی: کائنات کو پیدا کرنے والا، خدا. ازل سے: ابتداء سے، کائنات سے بھی پہلے. مسلم آئیں: مراد اسلامی اصولوں پر عمل کرنے والا. قصور: جمع قصر، محل. چاہنے والا: مراد اچھے عمل کر کے حق دار بننے والا. جلوۂ طُور: خدا کا جلوہ جو حضرت موسیٰؑ کو طور پر نصیب ہوا. موسیٰؑ: مراد حضرت موسیٰؑ کا سا عشق رکھنے والا. منفعت: فائدہ. ایک ہونا: آپس میں اتفاق ومحبت ہونا. فرقہ بندی: فرقہ پرستی. ذاتیں: مراد ذات برادری کا تعصب. پنپنا: پھلنا پھولنا. تارک: چھوڑنے والا، عمل نہ کرنے والا. آئین رسولِ مختار: مراد شریعت محمدیؐ. معیار: کسوٹی. سمانا: یعنی پیشِ نظر ہونا. شِعار: طور طریقے. اغیار: جمع غیر، یعنی غیر مسلم قومیں. طرزِ سلف: پرانے بزرگوں کے طور طریقے. سوز: عشق کی حرارت. پاس: لحاظ. صف آرا: نماز کی خاطر صف بندی کرنے والے. پردہ رکھنا: کسی کے عیب ظاہر نہ کرنا. ملّتِ بیضا: روشن قوم، ملت اسلامیہ. واعظ قوم: ملّت کے مذہبی رہنما. پختہ خیالی: اسلامی عقیدوں پر مضبوطی سے قائم رہنے کی حالت. برقِ طبعی: تقریر میں جلد اثر کرنے والی کیفیت. شعلہ مقالی: گفتگو / تقریر میں عشق کی گرمی. روحِ بلالیؓ: حضرت بلالؓ کا سا جذبۂ عشق. فلسفہ: مراد خالی باتیں ہی باتیں. تلقینِ غزالی: مشہور فلسفی اور صوفی امام غزالی (۱۰۵۸ء۔ ۱۱۱۱ء) کا عشق حقیقی سے متعلق درس. مرثیہ خواں: دکھ کا اظہار کرنے والی. صاحبِ اوصافِ حجازی: صحیح

اسلامی خوبیاں اور طور طریقے رکھنے والے. نابود: فنا. تھے بھی کہیں مسلم موجود: یعنی کہیں بھی نہیں تھے. نصاریٰ: جمع نصرانی، عیسائی. تمدن: شہری یا عام زندگی گزارنے کے طور طریقے. یوں تو سیّد.....: یعنی برادری اور قبیلے کے حوالے سے اپنی پہچان کرانے والے. دمِ تقریر: بات کرتے وقت. لوث: آلودگی، عیب، ملاوٹ. مراعات: ایک دوسرے کا لحاظ. شجرِ فطرت: سرِشت کا درخت، مراد مزاج. نمناک: تر و تازہ. فوق الادراک: جس کی عظمت کو سمجھنا عقل سے باہر ہے. ☆ اُس کے لیے دوسروں کی خاطر خود کو پگھلانا شراب کے نشے کی طرح تھا اور خود کو خود غرضی اور مفاد پرستی سے دُور رکھنا اسی طرح تھا جس طرح صراحی شراب الٹا کر خالی ہو جاتی ہے۔ رگِ باطل: کفر کی رگ. نشتر: وہ اوزار جس سے رگ کو چھیڑ کر گندا خون نکالا جاتا ہے. آئینۂ ہستی: زندگی کا آئینہ. جوہر: آئینے کی چمک. قوتِ بازو: بازوؤں کی طاقت، مراد جہاد. ازبر: زبانی یاد. ذوقِ تن آسانی: آرام طلبی اور سُستی کا شوق. حیدری فقر: حضرت علیؓ کی سی دنیاوی لالچ سے بے نیازی. دولتِ عثمانیؓ: حضرت عثمانؓ کا سا مال و دولت اور ایثار. کیا نسبتِ روحانی ہے: یعنی کوئی روحانی تعلق نہیں ہے. مسلماں ہو کر: یعنی اسلام پر پوری طرح عمل کر کے. تارکِ قرآں: قرآن کو چھوڑ کر. آپس میں غضب ناک: مراد ایک دوسرے کے دشمن. خطا بیں: دوسروں میں خامیاں / غلطیاں تلاش کرنے والا. خطا پوش: دوسروں کی خامیوں / برائیوں پر پردہ ڈالنے والا. اوجِ ثریا: ثریا ستارے کی سی بلندی. قلبِ سلیم: مراد اسلامی جذبوں سے سرشار دل. فغفور: قدیم چین کے بادشاہوں کا لقب. سریر: تخت. کے: کیخسرو، قدیم ایران کا عظیم بادشاہ خسرو. شیوہ: طریقہ، انداز. گریزاں: بھاگنے والا / والے. گفتار سراپا: صرف باتیں ہی باتیں. سراپا کردار: مکمل طور پر عملی جدوجہد کرنے والے. گلستاں بہ کنار: مراد دامن پھولوں سے بھرا ہوا. نقش: لکھا ہوا تحریر. صفحۂ ہستی: دنیا کی کتاب، دنیا. انجم: جمع نجم، ستارے. اُفقِ قوم: قوم کا آسمان، قوم. بتِ ہندی: ہندوستانی ثقافت. برہمن ہونا: ہندوؤں کے سے طور طریقے اختیار کرنا. شوقِ پرواز: اُڑنے کا شوق. مہجور نشیمن: مراد وطن سے دور. بدظن: دل میں بُرا خیال لانے والا / والے. تہذیب: موجودہ طرزِ زندگی جو یورپ سے متاثر ہے. بند: پابندی، زنجیر، قید. صنم خانہ: بتوں کا گھر، مندر. زحمت کشِ تنہائی: اکیلے پن کی تکلیف اُٹھانے والا. بادیہ پیما: جنگلوں میں پھرنے والا. حجاب: پردہ. رُخ: چہرہ. گلۂ جور: ظلم و سختی کی شکایت. بیداد ظلم. عہدِ نو: جدید دور. آتش زن: جلا دینے والا. خرمن: غلّے کا ڈھیر. ایمن: محفوظ. نئی آگ: مراد جدید دور کی نئی تہذیب. ملّتِ ختمِ رُسلؐ: مراد حضور اکرمؐ کی قوم. شعلہ بہ پیراہن: جس کا لباس جل رہا ہو، نئی تہذیب میں فنا ہونے والی. براہیمؑ کا ایماں: حضرت ابراہیمؑ کی سی ایمانی قوت کہ وہ نمرود کی آگ میں بیٹھ گئے اور بحکمِ خدا وہ گلزار بن گئی. اندازِ گلستاں: گلزار کی سی حالت. رنگِ چمن: وطن / ملّت کی صورتِ حال. مالی: باغ کی دیکھ

بحال کرنے والا، مسلمان. کوکب: ستارہ. شاخیں ہیں چمکنے والی: مراد اچھے دن آنے والے ہیں. خس و خاشاک: کوڑا کرکٹ، مراد مسلمانوں کے لیے ناموافق حالات. گلستاں: وطن. گل بر انداز: پھول برسانے والی، اچھے حالات لانے والی. شہدا: جمع شہید، جنھوں نے قوم کے لیے جانوں کی قربانی دی. لالی: سُرخی. گردوں: آسمان. عنابی: سُرخ. نکلتا ہوا سورج: بُرے دنوں کے دُور ہونے کی علامت. اُفق تابی: آسمان کو روشن کرنے کا عمل. گلشنِ ہستی: دنیا. ثمر چیدہ: پھل پانے والی. خزاں دیدہ: اُجڑے باغ والی. نخل: درخت. کاہیدہ: مرجھایا ہوا. بالیدہ: بڑا پھولا ہوا، تروتازہ. بطنِ چمن: باغ کی زمین. پوشیدہ: چھپی ہوئی. برومندی: سرسبز ہونے / پھل دینے کی حالت. سیکڑوں صدیاں: مراد سیکڑوں برس. پھل: نتیجہ. چمن بندی: باغ کی دیکھ بھال. گردِ وطن: جغرافیائی حدوں والے وطن کی خاک. سر داماں: پلّو کا کنارہ. تو وہ یوسف ہے.....: مراد تمام دنیا مسلمان کے لیے وطن کی حیثیت رکھتی ہے. غیر: سوائے. بانگِ درا: قافلے کی گھنٹی کی آواز. ☆☆ تو شمع کا پورا درخت ہے اور شعلے میں تیری جڑیں پھیلی ہیں۔ تیرا خیال، انجام کو جلانے والا یعنی انجام سے بے پروا ہے۔ ایران: ہمسایہ اسلامی مُلک، مراد جغرافیائی حدیں. تُو: مسلمان، ملتِ اسلامیہ. نشۂ مے: شراب کی مستی. عیاں: ظاہر، روشن. یورشِ تاتار: اشارہ ہے چنگیز خان کے حملے کی طرف۔ چنگیز خاں نے ۶۱۶ھ میں اور اس کے بعد اُس کے پوتے ہلاکو خان نے بغداد اور ایران کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور پھر اسی خاندان کے حکمران احمد تکودار نے ۶۸۰ھ کے بعد اسلام قبول کر کے اسلامی حکومت کی دھاک بٹھا دی۔ دوسرے مصرع "پاسباں....." میں اسی طرف اشارہ ہے. کشتیِ حق: اسلام. عصرِ نو: نیا زمانہ. بپا: قائم. یورشِ بلغاری: بیسویں صدی کے آغاز میں ترکوں کی سیاسی قوت کے زوال کے سبب بلقانی ریاستوں نے ۱۹۱۴ء کی جنگِ عظیم سے پہلے) ترکوں سے جنگ کر کے بہت سے علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا. بیداری: جاگنا، بے عملی چھوڑ کر عمل کی راہ اختیار کرنا. دل آزاری: دل کو دکھ پہنچانا. ساماں: سبب، باعث. ہراساں: ڈرا ہوا. صہیل: گھوڑے کا ہنہنانا. فرس: گھوڑا. اعدا: جمع عدو، دشمن. نورِ حق: حق کی روشنی، اسلام. نفس: پھونک. محفلِ ہستی: دنیا. حرارت: گرمی، عشق کا جذبہ. کوکبِ قسمتِ امکاں: مراد دنیا کی قسمت کا ستارہ. نورِ توحید: خدا کی وحدت کی روشنی. اِتمام: مکمل ہونا. مثلِ بو: خوشبو کی طرح. پریشاں ہو جا: مراد دنیا بھر میں پھیل جا. غنچے میں قید ہونا: مراد صرف اپنے خاص علاقے / ملک تک محدود رہنا. رخت بر دوش: کندھے پر سامان رکھ کر، مکمل تیاری. ہوائے چمنستاں: باغ / دنیا کی فضا. تنک مایہ: تھوڑی دولت یا طاقت والا، کمزور. نغمۂ موج: لہروں کی آوازیں. ہنگامۂ طوفاں: طوفان کا شور. قوتِ عشق: خدا اور رسولؐ سے محبت کی طاقت. بالا: مراد بلند مرتبہ. اسمِ محمدؐ: حضور اکرمؐ کا نام مبارک. یہ پھول: مراد حضور اکرمؐ. ترنّم: چہچہانا. تبسّم: مسکرانا، کِھلنا. خُم: صراحی. بزمِ

توحید: مراد خدا کی وحدت کا چرچا. استادہ: ایستادہ، کھڑا ہوا، برقرار. اسی نام: محمدؐ، جن کے طفیل یہ کائنات وجود میں آئی. نبضِ ہستی: کائنات کی رگ. تپش آمادہ: حرکت میں رہنے والی یعنی زندگی کا باعث. دامنِ کہسار: پہاڑ کی وادی. چین کا شہر؛ مراقش کا بیابان: مراد ہر جگہ، پوری دنیا میں. ابد تک: رہتی دنیا تک. رفعتِ شان: عظمت اور بڑائی کی بلندی. ''رفعنا لک ذکرک'': قرآن کی ایک آیت کا ٹکڑا، ''ہم نے (اے پیغمبرؐ) تیری خوشی کی خاطر تیرا نام بلند کر دیا ہے''. مردمِ چشم: آنکھ کی پُتلی. کالی دنیا: سیاہ فام لوگوں / حبشیوں کا مُلک. شہدا پالنے والی دنیا: اشارہ ہے مُلک حبشہ کی طرف، جہاں مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے پہنچے پھر وہ مہاجر مدینہ پہنچ کر حضور اکرمؐ کے ساتھ جہادوں میں شریک ہوئے. گرمیِ مہر: سورج کی حرارت. پروردہ: پالی ہوئی. ہلالی دنیا: مراد ہلالی نشان / جھنڈے والا، مسلمانوں کا مُلک. بلالی دنیا: اشارہ ہے حبشی غلام، حضرت بلالؓ کی طرف. تپش اندوز: تڑپنے اور بے چین رہنے والی. غوطہ زن: ڈبکی لگانے والی. آنکھ کا تارا: پیارا. سپر: ڈھال. شمشیر: تلوار. درویش: قلندرانہ / فقیرانہ زندگی گزارنے والا. جہانگیر: پوری دنیا پر چھا جانے والی. ما سوَی اللہ: اللہ کے سوا جو کچھ ہے، یہ کائنات وغیرہ. لوح و قلم: تختی اور قلم، یعنی خود اپنی اور ساری کائنات کی تقدیر (تیرے ہاتھ میں ہے).

ساقی

نشہ پِلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزا تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

جو بادہ کش تھے پُرانے، وہ اُٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آبِ بقائے دوام لے ساقی!

کٹی ہے رات تو ہنگامہ گُستری میں تری
سحَر قریب ہے، اللہ کا نام لے ساقی!

ساقی: مراد قوم کے رہنما/ مصلحین. نشہ: مراد شراب. گرتوں کو تھام لینا: جو گر رہے ہیں انھیں سنبھالنا، پستیوں سے نکالنا. بادہ کش: شراب پینے والے. اُٹھتے جاتے ہیں: اس دنیا سے جا رہے ہیں. آبِ بقائے دوام: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کا پانی، آبِ حیات. ہنگامہ گستری میں: فتنہ وفساد پھیلانے میں. سحر: صبح، اچھے دن. اللہ کا نام لے: خدا کو یاد کر، جاگ اور قوم کی صحیح طور پر اصلاح کر.

تعلیم اور اس کے نتائج

(تضمین بر شعرِ مُلا عرشی)

خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقّی سے مگر
لبِ خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا اِلحاد بھی ساتھ

گھر میں پرویز کے شیریں تو ہوئی جلوہ نُما
لے کے آئی ہے مگر تیشۂ فرہاد بھی ساتھ

"تخمِ دیگر بکف آریم و بکاریم زنو
کانچہ کشتیم ز خجلت نتواں کرد درو"

نتائج: جمع نتیجہ، نتیجے، اثرات. تضمین: گرہ لگانا. مُلا عرشی: طہماسپ قلی بیگ عرف ملا عرشی یزدی۔ تبریز کے رہنے والا تھا۔ تمام عمر شاہ طہماسپ صفوی کی خدمت میں گزاری. لبِ خنداں: ہنستے ہوئے ہونٹ. فراغت: خوشحالی، بے فکری. کیا خبر تھی: معلوم نہ تھا. الحاد: خدا کے وجود سے انکار. پرویز: ایرانِ قدیم کا بادشاہ خسرو پرویز. شیریں: پرویز کی کنیز اور فرہاد کی محبوبہ. جلوہ نُما: مراد رونق کا باعث. تیشۂ فرہاد: فرہاد کا تیشہ مراد اسلاف کی تعلیمات کو نقصان پہنچانے والا رجحان. ☆ ہم ایک اَور بیج حاصل کر کے اسے نئے سرے سے بوئیں کیونکہ ہم نے جو کچھ بویا تھا شرمندگی کے مارے اسے کاٹ نہیں سکتے۔

قُربِ سُلطان

تمیزِ حاکم و محکوم مِٹ نہیں سکتی
مجال کیا کہ گداگر ہو شاہ کا ہمدوش

جہاں میں خواجہ پرستی ہے بندگی کا کمال
رضائے خواجہ طلب کُن قبائے رنگیں پوش

مگر غرض جو حصولِ رضائے حاکم ہو
خطاب ملتا ہے منصب پرست و قوم فروش

پُرانے طرزِ عمل میں ہزار مشکل ہے
نئے اصول سے خالی ہے فکر کی آغوش

مزا تو یہ ہے کہ یوں زیرِ آسماں رہیے
"ہزار گونہ سخن در دہان و لب خاموش"

یہی اصول ہے سرمایۂ سکونِ حیات
"گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش"

مگر خروش پہ مائل ہے تُو تو بسم اللہ
"بگیر بادۂ صافی، ببانگِ چنگ بنوش"

شریکِ بزمِ امیر و وزیر و سُلطاں ہو
لڑا کے توڑ دے سنگِ ہوَس سے شیشۂ ہوش

پیامِ مُرشدِ شیراز بھی مگر سُن لے
کہ ہے یہ سرِّ نہاں خانۂ ضمیرِ سروش

"محلِّ نورِ تجلّی ست رائے انور شاہ
چو قُربِ او طلبی در صفائے نیّت کوش"

قُرب: پاس / قریب بیٹھنے کی حالت، ہم نشینی. سلطان: بادشاہ، حکمران. تمیز: فرق. محکوم: رعایا، غلام. مُنا: ہونا. مجال: طاقت. گداگر: فقیر. ہمدوش: ساتھ بیٹھنے والا. خواجہ پرستی: آقا کی پوجا. غرض: مقصد. جو: جب. رضائے حاکم: حکمران / آقا کی خوشی / خوشنودی. خطاب: کسی خاص وصف پر دیا گیا نام. ا۔ آقا کی م اور خواہش پر چل اور یوں رنگدار قبا پہن لے یعنی مزے کی زندگی گزار۔ منصب پرست: عہدے / امر بھوکا یا پجاری. قوم فروش: قوم کو بیچنے والا، غدّار. پُرانے طرزِ عمل: پُرانے لوگوں کی آقا پرستی کے طور طر نئے اصول: جدید طریقے / انداز. فکر: غور، سوچ بچار. آغوش: گود. ۲۔ منہ میں ہزاروں قسم کی باتیں کہنے کو لیکن ہونٹ چُپ ہیں۔ (حافظ کا شعر ہے۔ پہلا مصرع یوں ہے: شد آنکہ اہل نظر بر کنارہ می رفتند) آسماں: دنیا میں. یوں: اس طریقے سے. ۳۔ اے حافظ تو ایک گوشہ نشین فقیر ہے (خواہ مخواہ) شور نہ مچا

مصرع: رموز مصلحتِ مُلک خسروان دانند) صحیح مصرع اسی طرح ہے۔ ملاحظہ ہو ایران میں شائع شدہ دیوانِ حافظ کے تمام مستند نسخے۔ خروش: شور، چیخ پکار۔ مائل: تیار، آمادہ۔ بسم اللہ: شروع کر دے اللہ کا نام لے کر۔ ۴۔ صاف ستھری شراب لے اور باجے کی آواز ڈھول کی تھاپ پر پی لے (یعنی جو کچھ تو کہنا چاہتا ہے کھل کر کہہ ڈال)۔ (یہ مصرع بھی حافظؔ کا ہے)۔ شریک: شامل ہونے والا، بیٹھنے والا۔ بزم: محفل، دربار۔ سنگِ ہوس: حرص اور لالچ کا پتھر۔ ہوش: عقل۔ مرشدِ شیراز: حافظؔ شیرازی، نام محمد، لقب شمس الدین، حافظ تخلص۔ ایران کے مشہور شاعر (۱۳۱۵ء۔ ۱۳۸۸ء)۔ شیراز میں دفن ہیں۔ وہ جگہ "حافظیہ" کہلاتی ہے۔ سِرّ: بھید۔ نہاں خانۂ ضمیر سروش: غیب کے فرشتے کے دل میں چھپا ہوا۔ ۵۔ بادشاہ کی روشن رائے جلوۂ خداوندی کے نور پڑنے کی جگہ ہے۔ سو اگر تو اس کی ہم نشینی کا خواہشمند ہے تو پھر اپنی نیت صاف رکھنے کی کوشش کر (غلط مشورے نہ دے)۔ بادشاہ کو "خدا کا سایہ" (ظل اللہ) کہا جاتا تھا۔

شاعر

جوئے سرود آفریں آتی ہے کوہسار سے
پی کے شرابِ لالہ گُوں مے کدۂ بہار سے
مستِ مَے خرام کا سُن تو ذرا پیام تُو
زندہ وہی ہے کام کچھ جس کو نہیں قرار سے
پھرتی ہے وادیوں میں کیا دُخترِ خوش خرامِ ابر
کرتی ہے عشق بازیاں سبزۂ مَرغزار سے
جامِ شراب کوہ کے خُم کدے سے اُڑاتی ہے
پست و بلند کر کے طے کھیتوں کو جا پلاتی ہے

شاعرِ دل نواز بھی بات اگر کہے کھری
ہوتی ہے اُس کے فیض سے مزرعِ زندگی ہری
شانِ خلیل ہوتی ہے اُس کے کلام سے عیاں
کرتی ہے اُس کی قوم جب اپنا شِعار آزری
اہلِ زمیں کو نسخۂ زندگیِ دوام ہے
خونِ جگر سے تربیت پاتی ہے جو سخنوری
گلشنِ دہر میں اگر جوئے مَے سخن نہ ہو
پھول نہ ہو، کلی نہ ہو، سبزہ نہ ہو، چمن نہ ہو

ئے سرود آفریں: نغمے گاتی ہوئی ندی. کوہسار: پہاڑ. لالہ گُوں: سُرخ رنگ کی. مستِ مَے خرام: اب کی مستی میں جھومتی چال. قرار: ٹھہراؤ، سکون. دُخترِ خوش خرامِ ابر: بادل کی نخروں کے ساتھ چلنے والی بیٹی دی). عشق بازیاں: اٹھکیلیاں، محبت کے کھیل. سبزہ: گھاس. مَرغزار: جہاں پرندے ہوں، زیادہ گھاس ں جگہ. خم کدہ: شراب خانہ. پست و بلند: گھاٹی اور اونچی جگہیں. طے کرنا: راستے سے گزرنا. دل نواز: ت جو دل کو تسلی دیتا ہے. کھری: سچی، لگی لپٹی بغیر. فیض: فائدہ پہنچانے کی حالت. مزرع: کھیتی. ہری: بز. شانِ خلیل: دوست یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا سا دبدبہ جنھوں نے بُتخانۂ نمرود میں رکھے بت توڑ لے تھے. کلام: شاعری. شعار: طور طریقہ. آزری: بت بنانے کا عمل، یعنی مختلف اُمورِ فرقہ پرستی، علاقائی صب، دولت وغیرہ کے بت بنانا. نسخہ: وہ کاغذ جس پر طبیب مریض کے لیے دوائیں تجویز کرتا ہے. زندگیِ م: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی. خونِ جگر سے تربیت پانا: مراد سچے جذبوں اور بیحد محنت اور لگن سے لکھی جانے سخنوری: شاعری. گلشنِ دہر: زمانے کا باغ، دنیا. جوئے مَے سخن: شاعری کی شراب کی ندی، یعنی بامقصد ری.

نویدِ صبح

(۱۹۱۲ء)

آتی ہے مشرق سے جب ہنگامہ در دامن سحَر
منزلِ ہستی سے کر جاتی ہے خاموشی سفر
محفلِ قُدرت کا آخر ٹُوٹ جاتا ہے سکُوت
دیتی ہے ہر چیز اپنی زندگانی کا ثبوت
چہچہاتے ہیں پرندے پا کے پیغامِ حیات
باندھتے ہیں پھول بھی گلشن میں احرامِ حیات
مسلمِ خوابیدہ اُٹھ، ہنگامہ آرا تُو بھی ہو
وہ چمک اُٹھا اُفُق، گرمِ تقاضا تُو بھی ہو
وسعتِ عالَم میں رہ پیما ہو مثلِ آفتاب
دامنِ گردُوں سے ناپیدا ہوں یہ داغِ سحاب
کھینچ کر خنجر کرن کا، پھر ہو سرگرمِ ستیز
پھر سِکھا تاریکیِ باطل کو آدابِ گریز

تُو سراپا نُور ہے، خوشتر ہے عُریانی تجھے
اور عُریاں ہو کے لازم ہے خود افشانی تجھے

ہاں، نمایاں ہو کے برقِ دیدۂ خفّاش ہو
اے دلِ کون و مکاں کے رازِ مُضمَر! فاش ہو

ہنگامہ در دامن: دامن میں چہل پہل لیے ہوئے. منزلِ ہستی: کائنات کا پڑاؤ، دنیا. سفر کر جانا: ختم ہو جانا. محفلِ قدرت: قدرت کی بزم یعنی دنیا. اِحرام: وہ اَن سلا کپڑا جو حاجی حج کے موقع پر باندھتے ہیں. خوابیدہ: سویا ہوا، عمل اور جدوجہد سے بیگانہ. ہنگامہ آرا: یعنی جدوجہد اور عمل کرنے والا. چمک اُٹھا افق: آسمان (سورج نکلنے سے) روشن ہو گیا. گرمِ تقاضا: عمل اور جدوجہد میں مصروف. وسعتِ عالَم: دنیا کا پھیلاؤ، پوری دنیا. رہ پیما: راستہ چلنے / سفر کرنے والا. مثلِ آفتاب: سورج کی طرح. ناپیدا ہونا: مٹ جانا. داغِ سحاب: بادل کا دھبا، یعنی کفر یا باطل کی تاریکی. خنجر کرن کا: روشنی (نورِ اسلام) کا خنجر، مراد اسلامی تعلیمات. سرگرمِ ستیز: جہاد میں مصروف. آدابِ گریز: بھاگ جانے یعنی مٹنے کے طور طریقے. سراپا نور: مکمل روشنی. خوشتر: بہت اچھی / اچھا. خود افشانی: اپنے آپ کو بکھیرنا یعنی قوتِ عمل سے اپنی صلاحیتیں ظاہر کرنا. برق: بجلی. دیدۂ خفّاش: چمگادڑ کی آنکھ. دلِ کون و مکاں کا رازِ مضمر: دنیا کے دل کا چُھپا ہوا بھید، یعنی مسلمان جس کا کام اسلام کی روشنی پھیلانا ہے. فاش ہو: ظاہر ہو.

دُعا

یا رب! دلِ مسلم کو وہ زندہ تمنّا دے
جو قلب کو گرما دے، جو رُوح کو تڑپا دے
پھر وادیِ فاراں کے ہر ذرّے کو چمکا دے
پھر شوقِ تماشا دے، پھر ذوقِ تقاضا دے
محرومِ تماشا کو پھر دیدۂ بینا دے
دیکھا ہے جو کچھ میں نے اَوروں کو بھی دِکھلا دے
بھٹکے ہوئے آہُو کو پھر سُوئے حرم لے چل
اس شہر کے خُوگر کو پھر وسعتِ صحرا دے
پیدا دلِ ویراں میں پھر شورشِ محشر کر
اس محملِ خالی کو پھر شاہدِ لیلا دے
اس دور کی ظُلمت میں ہر قلبِ پریشاں کو
وہ داغِ محبّت دے جو چاند کو شرما دے
رفعت میں مقاصد کو ہمدوشِ ثریّا کر
خودداریِ ساحل دے، آزادیِ دریا دے

بے لَوث محبت ہو، بے باک صداقت ہو
سینوں میں اُجالا کر، دل صورتِ مِینا دے
احساس عنایت کر آثارِ مصیبت کا
اِمروز کی شورش میں اندیشۂ فردا دے
مَیں بلبلِ نالاں ہوں اِک اُجڑے گلستاں کا
تاثیر کا سائل ہوں، محتاج کو، داتا دے!

دُعا: اللہ کے حضور التجا/درخواست. زندہ تمنا: عمل پر آمادہ رکھنے والی آرزو. قلب کو گرمانا: دل میں جوش و ولولہ پیدا کرنا. وادیِ فاراں: وہ وادی جہاں سے اسلام کا آغاز ہوا تھا۔ (فاراں، مکہ کی ایک پہاڑی) یعنی خانہ کعبہ. شوقِ تماشا: دیکھنے یعنی اسلام کی تجلیوں کو دیکھنے کی خواہش. ذوقِ تقاضا: خدائی جلووں کی طلب/خواہش، جس طرح حضرت موسیٰؑ نے خدا سے اس کا تقاضا کیا تھا. محرومِ تماشا: دیکھنے سے بے نصیب، بصیرت سے عاری. دیدۂ بینا: دیکھنے والی آنکھ، بصیرت. اَوروں کو: دوسروں کو. بھٹکا ہوا آہو: راستہ بھولا ہوا ہرن، مراد مسلمان جو اسلام کی راہ سے ہٹ گیا ہے. سُوئے حرم: کعبہ کی طرف، یعنی اسلام کی طرف. شہر کا خوگر: مراد جغرافیائی حدوں میں محدود رہنے کا عادی. وسعتِ صحرا: ریگستان کا سا پھیلاؤ، پوری دنیا میں پھیلنا. دلِ ویراں: عشقِ اسلام کے جذبوں سے خالی دل. شورشِ محشر: قیامت کا سا ہنگامہ، مراد زبردست جوش و ولولہ. محملِ خالی: خالی کجاوہ یعنی حضور اکرمؐ کے عشق سے خالی دل. شاہدِ لیلا: یعنی حضور اکرمؐ کی محبت. ظلمت: اندھیرا، برائیاں، خرابیاں. قلبِ پریشاں: فکرمند دل. داغِ محبت: محبت کا داغ یعنی محبت کی روشنی. جو چاند کو شرما دے: جس کے آگے چاند کی روشنی پھیکی پڑ جائے. رفعت: بلندی. ہمدوشِ ثریا: مراد ستاروں کی بلندی کے برابر. خودداریِ ساحل: کنارے کی سی غیرت، جو پانی کے تھپیڑے سہ کر بھی اپنی جگہ برقرار رہتا ہے. آزادیِ دریا: جس طرح دریا یا سمندر کا پانی جدھر چاہتا ہے رُخ موڑ لیتا ہے. بے لوث: آلودگی (غرض، حرص وغیرہ) سے پاک. بیباک صداقت: ہر طرح کے خوف سے پاک سچائی. صورت: مانند، طرح. مینا: شراب کی صراحی. آثار: جمع اثر، علامتیں. امروز: آج، حال کا زمانہ. شورش: ہنگامہ. اندیشۂ فردا: آنے والے کل کی فکر. بلبلِ نالاں: فریاد کرتی ہوئی بلبل، شاعر یعنی علامہ اقبال. اُجڑا گلستاں: مراد ہندوستان جو انگریزوں کی غلامی کا شکار تھا. داتا: سخی، عطا کرنے والا.

عید پر شعر لکھنے کی فرمائش کے جواب میں

یہ شالامار میں اک برگِ زرد کہتا تھا
گیا وہ موسمِ گُل جس کا رازدار ہُوں میں

نہ پائمال کریں مجھ کو زائرانِ چمن
انھی کی شاخِ نشیمن کی یادگار ہُوں میں

ذرا سے پتّے نے بیتاب کر دیا دل کو
چمن میں آ کے سراپا غمِ بہار ہُوں میں

خزاں میں مجھ کو رُلاتی ہے یادِ فصلِ بہار
خوشی ہو عید کی کیونکر کہ سوگوار ہُوں میں

اُجاڑ ہو گئے عہدِ کہن کے میخانے
گزشتہ بادہ پرستوں کی یادگار ہُوں میں

پیامِ عیش و مسرّت ہمیں سُناتا ہے
ہلالِ عید ہماری ہنسی اُڑاتا ہے

شالامار: لاہور کا مشہور اور تاریخی باغ جسے مغلیہ بادشاہ شاہجہان کے حکم پر ۱۶۲۲ء میں تعمیر کیا گیا اور جہاں آج بھی ہر سال موسمِ بہار میں بہت بڑا میلہ لگتا ہے. برگِ زرد: پیلا یعنی مرجھایا ہوا پتا. موسمِ گُل: موسمِ بہار. زائران: جمع زائر، زیارت کرنے والے. نشیمن: گھونسلا. یادگار: نشانی. بیتاب: بے چین، بے قرار. سراپا: پورے طور پر. غمِ بہار: مسلمانوں کے عروج و ترقی کا زمانہ گزرنے کا دکھ. خزاں: مراد مسلمانوں کا زوال. فصلِ بہار: یعنی مسلمانوں کا عروج. سوگوار: غم زدہ. اُجاڑ: ویران. عہدِ کُہن: پرانا یعنی ترقی و عروج کا زمانہ. مے خانے: شراب خانے، مراد اسلامی ادارے. گزشتہ بادہ پرست: پہلے والے شرابی یعنی ماضی کے شیدائیانِ اسلام. ہلالِ عید: پہلی شوال کا چاند جسے دیکھ کر اگلے دن عید الفطر منائی جاتی ہے.

فاطمہ بنتِ عبداللہ

عرب لڑکی جو طرابلس کی جنگ میں غازیوں کو پانی پلاتی ہوئی شہید ہوئی

۱۹۱۲ء

فاطمہ! تُو آبروئے اُمّتِ مرحوم ہے
ذرّہ ذرّہ تیری مُشتِ خاک کا معصوم ہے
یہ سعادت، حورِ صحرائی! تری قسمت میں تھی
غازیانِ دِیں کی سقّائی تری قسمت میں تھی

یہ جہاد اللہ کے رستے میں بے تیغ و سِپَر
ہے جسارت آفریں شوقِ شہادت کس قدر
یہ کلی بھی اس گلستانِ خزاں منظر میں تھی
ایسی چنگاری بھی یارب، اپنی خاکستر میں تھی!

اپنے صحرا میں بہت آہُو ابھی پوشیدہ ہیں
بجلیاں برسے ہُوئے بادل میں بھی خوابیدہ ہیں!
فاطمہ! گو شبنم افشاں آنکھ تیرے غم میں ہے
نغمۂ عشرت بھی اپنے نالۂ ماتم میں ہے

رقص تیری خاک کا کتنا نشاط انگیز ہے
ذرّہ ذرّہ زندگی کے سوز سے لبریز ہے
ہے کوئی ہنگامہ تیری تُربتِ خاموش میں
پل رہی ہے ایک قومِ تازہ اس آغوش میں
بے خبر ہُوں گرچہ اُن کی وسعتِ مقصد سے میں
آفرینش دیکھتا ہوں اُن کی اس مرقد سے میں
تازہ انجم کا فضائے آسماں میں ہے ظہور
دیدۂ انساں سے نامحرم ہے جن کی موجِ نور
جو ابھی اُبھرے ہیں ظُلمت خانۂ ایام سے
جن کی ضَو ناآشنا ہے قیدِ صبح و شام سے
جن کی تابانی میں اندازِ کُہن بھی، نَو بھی ہے
اور تیرے کوکبِ تقدیر کا پرتَو بھی ہے

اُمتِ مرحوم: وہ اُمت جس پر اللہ کی رحمت ہوئی ہو، ملتِ اسلامیہ. مشتِ خاک: مراد جسم. معصوم: گناہوں سے پاک. حورِ صحرائی: عرب لڑکی ہونے کے سبب ریگستانی حور کہا. غازیان: جمع غازی، باطل کے خلاف جہاد کرنے والے. سقائی: پانی پلانے کا عمل. بے تیغ و سپر: تلوار اور ڈھال یعنی جنگی ہتھیاروں کے بغیر. جسارت آفریں: دلیری پیدا کرنے والا. شہادت: اللہ کی راہ میں جان دینا. کس قدر: یعنی بہت زیادہ. گلستانِ خزاں منظر: مراد اُجڑی ہوئی یا زوال کی ماری قوم. خاکستر: راکھ، یعنی ماضی کے مجاہدوں کی موجودہ نسل جو ایسے جذبے سے خالی ہے. صحرا: مراد قوم، ملت. آہو: ہرن، مجاہد. بجلیاں: جمع بجلی، مراد جہاد کے جذبے. برسے ہوئے بادل: مراد ماضی کے عظیم مجاہدوں کی موجودہ نسل. خوابیدہ: سوئی ہوئیں. گو: اگرچہ. شبنم افشاں: مراد

آنسو بہانے والی. نغمۂ عشرت: خوشی و مسرت کا گیت. نالۂ ماتم: مرنے والے کے غم میں رونا. رقص: ناچ. نشاط انگیز: خوشیوں مسرتوں سے بھرا ہوا. زندگی کا سوز: زندگی کی حرارت. لبریز: بھرا ہوا. ہنگامہ: رونق، چہل پہل. تُربت: قبر، مزار. قومِ تازہ: نئی قوم، نئی نسل. وسعتِ مقصد: ارادے یا غرض کا پھیلاؤ. آفرینش: پیدائش، ولادت. مرقد: آرام گاہ، قبر. تازہ انجم: نئے نئے ستارے، یعنی روشن دل مسلمان. فضائے آسماں: مراد دنیا. دیدہ: آنکھ، آنکھیں. نامحرم: ناواقف، بے خبر. موجِ نور: روشنی کی لہر. ظلمت خانۂ ایام: زمانے کا تاریک گھر، اس دَور کی تاریکیاں. ضو: روشنی. تابانی: چمک. اندازِ کہن: پرانے طور طریقے. نو: نئے. کوکبِ تقدیر: مقدر کا ستارہ. پرتَو: روشنی، عکس.

شبنم اور ستارے

اک رات یہ کہنے لگے شبنم سے ستارے
ہر صبح نئے تجھ کو میسّر ہیں نظارے
کیا جانیے، تُو کتنے جہاں دیکھ چکی ہے
جو بَن کے مٹے، اُن کے نشاں دیکھ چکی ہے
زُہرہ نے سُنی ہے یہ خبر ایک مَلَک سے
انسانوں کی بستی ہے بہت دُور فلک سے
کہہ ہم سے بھی اُس کشورِ دلکش کا فسانہ
گاتا ہے قمر جس کی محبّت کا ترانہ
اے تارو نہ پوچھو چَمَنستانِ جہاں کی
گلشن نہیں، اک بستی ہے وہ آہ و فُغاں کی
آتی ہے صبا واں سے پلٹ جانے کی خاطر
بے چاری کلی کِھلتی ہے مُرجھانے کی خاطر
کیا تم سے کہوں کیا چمن افروز کلی ہے
ننھا سا کوئی شعلۂ بے سوز کلی ہے

گُل نالۂ بلبل کی صدا سُن نہیں سکتا
دامن سے مرے موتیوں کو چُن نہیں سکتا

ہیں مُرغِ نوا ریز گرفتار، غضب ہے
اُگتے ہیں تہِ سایۂ گُل خار، غضب ہے

رہتی ہے سدا نرگسِ بیمار کی تر آنکھ
دل طالبِ نظّارہ ہے، محرومِ نظر آنکھ

دل سوختۂ گرمیِ فریاد ہے شمشاد
زِندانی ہے اور نام کو آزاد ہے شمشاد

تارے شررِ آہ ہیں انساں کی زباں میں
میں گریۂ گردُوں ہوں گلستاں کی زباں میں

نادانی ہے یہ گِردِ زمیں طوف قمر کا
سمجھا ہے کہ درماں ہے وہاں داغِ جگر کا

بنیاد ہے کاشانۂ عالَم کی ہَوا پر
فریاد کی تصویر ہے قرطاسِ فضا پر

شبنم: (شب نم) رات کی تری، اوس. میسّر: حاصل. جوبن کے مٹے: جوعروج پا کر فنا کا شکار ہو گئے. زُہرہ: ایک سیارے کا نام، رقاصۂ فلک. مَلک: فرشتہ. کشورِ دل کش: بہت پیارا مُلک، بہت پیاری دنیا. قمر: چاند. چمنستان: باغ. آہ وفغاں: رونا، واویلا کرنا، فریاد کرنا. صبا: صبح کی خوشگوار ہوا. واں: وہاں. پلٹ جانا: واپس چلے جانا، لوٹ جانا. خاطر: واسطے. چمن افروز: باغ کو روشن کرنے والی. ننھا: چھوٹا. شعلۂ بے سوز: ایسی لو

جس میں تپش نہ ہو۔ نالہ: فریاد۔ صدا: آواز۔ چننا: اِکٹھے کرنا۔ مرغِ نوا ریز: اچھی آواز میں چہچہانے والے پرندے۔ گرفتار: پکڑے ہوئے، قید میں۔ غضب ہے: دکھ کی بات ہے۔ تہِ سایۂ گُل: پھول کے سائے تلے۔ خار: کانٹا۔ نرگس بیمار: نرگس کی پھول کو اس کی آنکھ کی سی شکل کی بنا پر محبوب کی نشیلی اور شرمیلی آنکھ سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ یہی کیفیت کسی بیمار کی آنکھوں کی ہوتی ہے جس کی بنا پر نرگسِ بیمار کہا۔ تر: گیلی۔ طالب: مانگنے / چاہنے والا، خواہشمند۔ محرومِ نظر: نگاہ سے عاری / خالی۔ دل سوختہ گرمیِ فریاد: دہائی کی گرمی سے جلے ہوئے دل والا۔ شمشاد: سرو کی قسم کا ایک درخت جس کے پتے گول، چھوٹے اور موٹے ہوتے ہیں۔ یہ ہمیشہ سرسبز رہتا ہے۔ زندانی: قیدی۔ نام کو: بظاہر۔ شررِ آہ: آہ کی چنگاری۔ گریۂ گردوں: آسمان کا رونا۔ گردِ زمیں: زمین کے اردگرد۔ طوف: چکر لگانا۔ درماں: علاج۔ داغِ جگر: دل کا زخم۔ کاشانۂ عالم: دنیا کا محل یعنی دنیا۔ ہوا پر بنیاد ہونا: مضبوط نہ ہونا، جو کسی وقت بھی گر سکتا ہے۔ قرطاس: کاغذ، صفحہ۔

مُحاصرۂ ادَرنہ

یورپ میں جس گھڑی حق و باطل کی چھڑ گئی
حق خنجر آزمائی پہ مجبور ہوگیا

گردِ صلیب، گردِ قمر حلقہ زن ہوئی
شُکری حصارِ دَرنہ میں محصور ہوگیا

مُسلم سپاہیوں کے ذخیرے ہوئے تمام
رُوئے اُمید آنکھ سے مستور ہوگیا

آخر امیرِ عسکرِ تُرکی کے حکم سے
'آئینِ جنگ' شہر کا دستور ہوگیا

ہر شے ہوئی ذخیرۂ لشکر میں منتقل
شاہیں گدائے دانۂ عُصفور ہوگیا

لیکن فقیہِ شہر نے جس دم سُنی یہ بات
گرما کے مثلِ صاعقۂ طُور ہوگیا

'ذِمّی کا مال لشکرِ مسلم پہ ہے حرام'
فتویٰ تمام شہر میں مشہور ہوگیا

چھوتی نہ تھی یہود و نصاریٰ کا مال فوج
مسلم، خدا کے حکم سے مجبور ہوگیا

محاصرہ: ہر طرف سے گھیرے میں لینے کا عمل. اَدرنہ: ترکی نام ایڈریانوپل۔ قسطنطنیہ کی فتح سے پہلے ترکی کا پایۂ تخت تھا۔ ۴ فروری ۱۹۱۳ء کو بلغاریہ نے محاصرہ کیا اور ۲۶ مارچ ۱۹۱۳ء کو اس کو فتح کر لیا. جولائی ۱۹۱۳ء میں انور پاشا نے اسے پھر فتح کر لیا. اس موقع پر عیسائیوں کے سامان کے سلسلے میں جو واقعہ پیش آیا، وہ اس نظم کا موضوع ہے. حق و باطل کی چھڑنا: اسلام اور کفر کے درمیان جنگ ہونا. خنجر آزمائی: مراد ہتھیار اُٹھانے اور چلانے کی حالت. گرد: مٹی. صلیب: سولی. گردِ قمر: چاند یعنی اسلام کے اِردگرد. حلقہ زن ہونا: گھیر لینا. شُکری: مراد شکری پاشا (پیدائش بمقام روم ۱۸۵۴ء)۔ خاندانی فوجی تھے۔ ۱۸۸۵ء میں ترک فوج میں بطور لیفٹیننٹ مقرر ہوئے۔ جنگ بلقان میں بڑی بہادری دکھائی۔ مارچ ۱۹۱۳ء کی جنگ میں یہ گرفتار ہوئے لیکن بعد میں دوطرفہ معاہدے کی بنا پر رہا ہو گئے. حصار: قلعہ. محصور: گھیرے میں لیا گیا. ذخیرے: یعنی ہتھیاروں کے ذخیرے. تمام ہونا: ختم ہونا. رُوئے اُمید: اُمید کا چہرہ. مستور: چھپا ہوا. امیر عسکر: فوجی سردار، سپہ سالار. آئینِ جنگ: جنگ کا دستور، مارشل لا. دستور: قانون. ذخیرۂ لشکر: فوج کا سامانِ رسد. منتقل ہونا: ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچایا جانا. شاہیں: باز کی قسم کا مشہور پرندہ، مراد ترکوں کی فوج. گدائے دانۂ عصفور: چڑیا کے دانے کی بھیک مانگنے والا، یعنی بلقانیوں سے غلّہ وغیرہ مانگنے والا. فقیہ: شرعی مسئلوں کا عالم. گرما کے: غصہ کھا کر، طیش میں آکر. صاعقۂ طُور: طور کی بجلی. ذِمّی: مسلمان حکومت کو جزیہ (ٹیکس) دینے والا غیر مسلم. چُھوتی نہ تھی: ہاتھ تک نہ لگاتی تھی.

غلام قادر رُہیلہ

رُہیلہ کس قدر ظالم، جفا جُو، کینہ پرور تھا
نکالیں شاہِ تیموری کی آنکھیں نوکِ خنجر سے

دیا اہلِ حرم کو رقص کا فرماں ستم گر نے
یہ اندازِ ستم کچھ کم نہ تھا آثارِ محشر سے

بھلا تعمیل اس فرمانِ غیرت کُش کی ممکن تھی!
شہنشاہی حرم کی نازنینانِ سمن بر سے

بنایا آہ! سامانِ طرَب بیدرد نے اُن کو
نہاں تھا حُسن جن کا چشمِ مہر و ماہ و اَختر سے

لرزتے تھے دلِ نازک، قدم مجبورِ جنبش تھے
رواں دریائے خوں شہزادیوں کے دیدۂ تر سے

یونہی کچھ دیر تک محوِ نظر آنکھیں رہیں اُس کی
کِیا گھبرا کے پھر آزاد سر کو بارِ مِغفَر سے

کمر سے، اُٹھ کے تیغِ جاں سِتاں، آتش فشاں کھولی
سبق آموزِ تابانی ہوں انجم جس کے جوہر سے

رکھا خنجر کو آگے اور پھر کچھ سوچ کر لیٹا
تقاضا کر رہی تھی نیند گویا چشمِ احمر سے

بجھائے خواب کے پانی نے اخگر اُس کی آنکھوں کے
نظر شرما گئی ظالم کی درد انگیز منظر سے

پھر اُٹھا اور تیموری حرم سے یوں لگا کہنے
شکایت چاہیے تم کو نہ کچھ اپنے مقدّر سے

مرا مَسند پہ سوجانا بناوٹ تھی، تکلّف تھا
کہ غفلت دُور ہے شانِ صف آرایانِ لشکر سے

یہ مقصد تھا مرا اس سے، کوئی تیمور کی بیٹی
مجھے غافل سمجھ کر مار ڈالے میرے خنجر سے

مگر یہ راز آخر کُھل گیا سارے زمانے پر
حمِیّت نام ہے جس کا، گئی تیمور کے گھر سے

غلام قادر رُہیلہ: نواب نجیب الدولہ کا پوتا، جس نے مرہٹوں کے خلاف احمد شاہ ابدالی کو دعوت دی اور دونوں نے پانی پت میں مرہٹوں کو شکست دی۔ ۱۷۷۲ء میں شاہ عالم ثانی نے مرہٹوں سے مل کر رُہیلوں پر حملہ کیا اور

انھیں شکست دی اور ان کی عورتوں کو بے عزت کیا۔ قادر اس وقت ۱۳ برس کا تھا، اس نے یہ دردناک منظر دیکھا تھا۔ موقع ملنے پر قادر نے شاہ عالم کی آنکھیں نکلوا کر اس سے انتقام لیا۔ (وفات ۱۷۸۸ء). جفا جو: مختلف طریقوں بہانوں سے تنگ کرنے والا. کینہ پرور: دل میں دشمنی رکھنے والا. شاہِ تیمور: مراد شاہ عالم ثانی. اہل حرم: مراد محل کی شاہی بیگمات. ستم گر: ظلم ڈھانے والا. آثارِ محشر: قیامت کی نشانیاں. تعمیل: عمل میں لانا، ماننا. غیرت کُش: شرم وحیا کا گلا دبانے والا. شہنشاہی حرم: بادشاہ کی بیگمات. نازنینان: جمع نازنین، خوبصورت اور نازک عورتیں. سمن بر: چنبیلی کا سا سفید اور نازک جسم رکھنے والی. سامانِ طرب: خوشی کا ذریعہ. نہاں: چھپا ہوا. مہر: سورج. اختر: ستارہ. مجبورِ جنبش: ہلنے یعنی ناچنے پر بے بس. رواں: جاری، بہنے والا. دریائے خوں: مراد خون کے آنسو. شہزادیاں: جمع شہزادی، بادشاہ کی بیٹیاں. دیدۂ تر: روتی آنکھیں. محوِ نظر: دیکھنے میں مصروف. بار: بوجھ. مِغفر: لڑائی کے وقت سر پر پہنا جانے والا لوہے کا ٹوپ. تیغ: تلوار. جانستاں: جان لینے والی. آتش فشاں: آگ بکھیرنے والی. سبق آموزِ تابانی: چمک کا سبق سیکھنے والے. انجم: جمع نجم، ستارے. جوہر: تلوار کی چمک. چشمِ احمر: سُرخ آنکھ. خواب کا پانی: مراد نیند. اخگر: چنگاری، مراد آنکھوں کی سُرخی. درد انگیز: دل کو دکھ پہنچانے والا. منظر: نظارہ. تیموری حرم: مغلیہ بیگمات. مقدّر: نصیب، قسمت. مسند: شاہی قالین / تخت. بناوٹ: تکلف. صف آرایان: صف آرا کی جمع، فوج کا لڑائی کے لیے ترتیب سے کھڑے ہونا. تیمور کی بیٹی: مراد مغلیہ خاندان کی عورت.

ایک مکالمہ

اک مُرغِ سرا نے یہ کہا مُرغِ ہَوا سے
پَردار اگر تُو ہے تو کیا مَیں نہیں پَردار!

گر تُو ہے ہَوا گِیر تو ہُوں مَیں بھی ہَوا گِیر
آزاد اگر تُو ہے، نہیں مَیں بھی گرفتار

پرواز، خصوصیّتِ ہر صاحبِ پَر ہے
کیوں رہتے ہیں مُرغانِ ہَوا مائلِ پندار؟

مجروح حمِیّت جو ہوئی مُرغِ ہَوا کی
یوں کہنے لگا سُن کے یہ گفتارِ دل آزار

کچھ شک نہیں پرواز میں آزاد ہے تُو بھی
حد ہے تری پرواز کی لیکن سرِ دیوار

واقف نہیں تُو ہمّتِ مُرغانِ ہَوا سے
تُو خاک نشیمن، اُنھیں گردُوں سے سروکار

تُو مُرغِ سرائی، خورش از خاک بجوئی
ما در صدَدِ دانہ بہ انجم زدہ منقار

مکالمہ: آپس میں بات چیت. **مُرغِ سرا:** پالتو پرندہ. **مُرغِ ہوا:** آزاد اور فضا میں اُڑنے والا پرندہ. **پردار:** پروں والا. **ہوا گیر:** مراد ہوا میں اُڑنے والا. **خصوصیت:** خاص بات. **صاحبِ پر:** پروں والا. **مائلِ پندار:** مراد غرور کا مارا ہوا. **مجروح:** زخمی. **گفتار:** بات، باتیں. **دل آزار:** دل کو دکھ دینے والی. **سرِ دیوار:** دیوار تک. **مُرغان:** جمع مرغ، پرندے. **خاک نشیمن:** جس کا ٹھکانا خاک پر ہو. **گردوں:** آسماں. **سروکار:** تعلق، واسطہ.

☆ تو پالتو پرندہ ہے، تو اپنی خوراک مٹی میں تلاش کرتا ہے، جبکہ ہم دانے کی تلاش میں ستاروں پر چونچ مارتے ہیں۔

مَیں اور تُو

مذاقِ دِید سے ناآشنا نظر ہے مری
تری نگاہ ہے فطرت کی رازداں، پھر کیا

رہینِ شکوۂ ایّام ہے زبان مری
تری مراد پہ ہے دَورِ آسماں، پھر کیا

رکھا مجھے چمن آوارہ مثلِ موجِ نسیم
عطا فلک نے کِیا تجھ کو آشیاں، پھر کیا

فزوں ہے سُود سے سرمایۂ حیات ترا
مرے نصیب میں ہے کاوشِ زیاں، پھر کیا

ہَوا میں تیرے پھرتے ہیں تیرے طیّارے
مرا جہاز ہے محرومِ بادباں، پھر کیا

قوی شدیم چہ شد، ناتواں شدیم چہ شد؟
چنیں شدیم، چہ شد یا چناں شدیم، چہ شد؟

بہ ہیچ گونہ دریں گُلستاں قرارے نیست
تو گر بہار شدی، ما خزاں شدیم، چہ شد؟

مذاقِ دید: نظارہ کرنے کا ذوق شوق. رازداں: بھید جاننے والی. پھر کیا؟: تو کیا ہوا، کوئی بات نہیں. رہینِ شکوۂ ایام: یعنی ہر گھڑی زمانے کا گلہ شکوہ کرنے والی. مراد: خواہش کے مطابق. دَور: گردش. چمن آوارہ: باغوں میں گھومنے پھرنے والا. موجِ نسیم: صبح کی ہوا کی لہر. فلک: آسمان مراد تقدیر. آشیاں: گھونسلا. فزوں: افزوں، زیادہ. سُود: فائدہ. سرمایۂ حیات: زندگی کی پونجی. کاوشِ زیاں: نقصان کی تکلیف. تیرتے پھرنا: اُڑنا. بادباں: جہاز یا کشتی پر لگایا جانے والا پردہ جو ہوا بھرنے یا ہوا کا رخ بدلنے کے لیے لگایا جاتا ہے. ☆اگر ہم طاقتور ہو گئے، تو کیا ہوا؟ کمزور ہو گئے تو کیا ہوا؟ یوں ہو گئے تو کیا یوں ہو گئے تو کیا۔ ☆☆ اس باغ یعنی دنیا میں کسی صورت بھی سکون / ٹھہراؤ نہیں ہے۔ اگر تُو بہار بن گیا اور ہم خزاں ہو گئے تو کیا ہوا.

تضمین بر شعرِ ابُو طالب کلیمؔ

خوب ہے تجھ کو شعارِ صاحبِ یثرِبؐ کا پاس
کہہ رہی ہے زندگی تیری کہ تُو مسلم نہیں

جس سے تیرے حلقۂ خاتم میں گردُوں تھا اسیر
اے سلیماں! تیری غفلت نے گنوایا وہ نگیں

وہ نشانِ سجدہ جو روشن تھا کوکب کی طرح
ہو گئی ہے اُس سے اب ناآشنا تیری جبیں

دیکھ تو اپنا عمل، تجھ کو نظر آتی ہے کیا
وہ صداقت جس کی بے باکی تھی حیرت آفریں

تیرے آبا کی نِگہ بجلی تھی جس کے واسطے
ہے وہی باطل ترے کاشانۂ دل میں مکیں

غافل! اپنے آشیاں کو آ کے پھر آباد کر
نغمہ زن ہے طورِ معنی پر کلیمِ نکتہ بیں

"سرکشی باہر کہ کردی، رامِ او باید شدن
شعلہ ساں از ہر کجا برخاستی، آنجا نشیں"

تضمین بر شعر: کسی شاعر کے مشہور شعر کو مضمون کی مناسبت سے اپنی نظم میں شامل کرنا. ابو طالب کلیم: مغلیہ دَور کا مشہور فارسی شاعر ابو طالب، تخلص کلیم۔ ہمدان میں پیدا ہوا۔ برصغیر میں شاہجہان بادشاہ کے دربار کا ملک الشعرا رہا۔ ۱۶۵۱ء میں وفات پائی. شعار: طور طریقہ. صاحب یثربؐ: مدینے والا مراد حضور اکرمؐ. پاس: لحاظ، احترام. حلقۂ خاتم: انگوٹھی کا دائرہ. گردوں: آسمان. اے سلیماں: یعنی اے مسلمان. گنوایا: کھو دیا. نگیں: انگوٹھی میں جڑا ہوا پتھر، مراد طاقت، اشارہ ہے حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی کی طرف جس پر اسمِ اعظم کندہ تھا اور اسی کی بدولت انھیں کئی قوتیں حاصل تھیں. کوکب: ستارہ. جبیں: پیشانی. حیرت آفریں: حیرانی کا باعث. آبا: جمع اَب، باپ دادا، مراد گزشتہ دَور کے مسلمان. کاشانۂ دل: دل کا گھر، یعنی دل. مکیں: رہنے والا. اپنا آشیاں: یعنی پہلے والا طرزِ عمل. آباد کر: اختیار کر. نغمہ زن: گیت گانے والا، یعنی شاعر. طورِ معنی: شاعرانہ مضامین کا طور، شاعر کا تخلص کلیم ہونے کے سبب طورِ معنی کہا. کلیم: شاعر کا تخلص. نکتہ بیں: شاعرانہ مضامین کی باریکیوں سے واقف. ☆ جس کسی کی بھی تو نے نافرمانی کی ہے، تجھے اس کا مطیع ہو جانا چاہیے، یعنی شعلے کی طرح جہاں سے تو اٹھا وہیں بیٹھ جا۔

شبلی اور حالی

مسلم سے ایک روز یہ اقبالؔ نے کہا
دیوانِ جُزو و کُل میں ہے تیرا وجود فرد

تیرے سرودِ رفتہ کے نغمے علومِ نَو
تہذیب تیرے قافلہ ہائے کُہن کی گرد

پتھر ہے اس کے واسطے موجِ نسیم بھی
نازک بہت ہے آئنۂ آبروئے مرد

مردانِ کار، ڈھونڈ کے اسبابِ حادِثات
کرتے ہیں چارۂ ستمِ چرخِ لاجوَرد

پوچھ اُن سے جو چمن کے ہیں دیرینہ رازدار
کیونکر ہوئی خزاں ترے گلشن سے ہم نبرد

مسلم مرے کلام سے بے تاب ہو گیا
غمّاز ہو گئی غمِ پنہاں کی آہِ سرد

کہنے لگا کہ دیکھ تو کیفیّتِ خزاں
اوراق ہو گئے شجرِ زندگی کے زرد

خاموش ہو گئے چمنستاں کے رازدار
سرمایۂ گداز تھی جن کی نوائے درد
شبلیؔ کو رو رہے تھے ابھی اہلِ گلستاں
حالیؔ بھی ہو گیا سوئے فردوس رہ نورد

"اکنوں کرا دماغ کہ پرسد ز باغباں
بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد"

شبلی: مولانا محمد شبلی نعمانی (ولادت ضلع اعظم گڑھ ۱۸۵۷ء وفات ۱۹۱۴ء) آپ مؤرخ، فلسفی، نقاد معلم اور محدث تھے۔ آپ کی کئی تصنیفات ہیں جن میں سیرۃ النبیؐ سرِفہرست ہے. حالیؔ: خواجہ الطاف حسین، تخلص حالی۔ ولادت پانی پت ۱۸۳۷ء۔ وفات ۱۹۱۴ء۔ مرزا غالب کے خاص شاگرد۔ حیاتِ جاوید، یادگارِ غالب، حیاتِ سعدی کے علاوہ دیگر کتب بالخصوص طویل نظم "مسدس" ان سے یادگار ہیں. دیوانِ جُو و گُل: یعنی اِس کائنات کی کتاب. وجود: ہستی. فرد: بے مثال. سرودِ رفتہ: ماضی کا گیت، علوم وفنون. نغمے: سریلی آوازیں. علومِ نو: جدید دَور کے علوم اور فنون. تہذیب: موجودہ دَور کا تمدن. قافلہ ہائے کہن: پرانے قافلے، اسلامی تہذیب کا شاندار ماضی. موجِ نسیم: صبح کی نرم ہوا کی لہر. آبروئے مرد: دلیر اور غیرت مند آدمی کی عزت. مردانِ کار: باعمل اور جدوجہد کرنے والے دلیر. چرخِ لاجورد: نیلا آسمان. دیرینہ: پرانے. خزاں: مراد زوال. گلشن: باغ، قوم. ہم نبرد: جنگ کرنے والی. بے تاب: بے چین. غمّاز: چغلی کھانے والا/ والی، بھید کھول دینے والا. غمِ پنہاں: چھپا ہوا دکھ. آہِ سرد: ٹھنڈی آہ، جو غم کی نشانی ہے. کیفیت: حالت. اوراق: جمع ورق، درخت کے پتے. شجر: درخت. چمنستاں: باغ، قوم. سرمایہ: پونجی. گداز: پگھلنے یا پگھلانے کی کیفیت. نوائے درد: درد کی آواز مراد ایسا بیان جس میں تاثیر تھی. رونا: ماتم کرنا، غم کا اظہار کرنا. اہلِ گلستاں: باغ والے یعنی قوم کے افراد. سُوئے فردوس: جنت کی طرف. رہ نورد: مسافر، راستہ چلنے والا. ☆ اب کسے اتنا ہوش ہے کہ وہ مالی سے پوچھے کہ بلبل نے کیا کہا اور پھول نے کیا سنا اور صبح کی ہوا نے کیا کیا۔

اِرتقا

ستیزہ کار رہا ہے اَزل سے تا اِمروز
چراغِ مصطفویؐ سے شرارِ بُولہبی

حیات شعلہ مزاج و غیور و شور انگیز
سرِشت اس کی ہے مشکل کشی، جفا طلبی

سکوتِ شام سے تا نغمۂ سحرگاہی
ہزار مرحلہ ہائے فُغانِ نیم شبی

کشاکشِ زم و گرما، تپ و تراش و خراش
ز خاکِ تیرہ دِروں تا بہ شیشۂ حلبی

مقامِ بست و شکست و فشار و سوز و کشید
میانِ قطرۂ نیسان و آتشِ عِنَبی

اسی کشاکشِ پیہم سے زندہ ہیں اقوام
یہی ہے رازِ تب و تابِ ملّتِ عرَبی

"مغاں کہ دانۂ انگور آب می سازند
ستارہ می شکنند، آفتاب می سازند"

اِرتقا: درجہ بدرجہ ترقی کرنا، بلندی کی طرف بڑھنا. ستیزہ کار: لڑنے جھگڑنے والا. تا امروز: آج تک. چراغِ مصطفویؐ: محمدِ مصطفیٰؐ کا چراغ، یعنی حق کا چراغ. شرارِ بولہبی: ابولہب کی چنگاریاں. حیات: زندگی. شعلہ مزاج: آگ کی سی طبیعت، عمل میں سرگرم رہنے والی. شور انگیز: جذبے اُبھارنے والی. مشکل کشی: مشکلیں برداشت کرنے کی حالت. جفا طلبی: مراد خوشی سے سخت قسم کی جدوجہد اور عمل کرنا. سکوت: خاموشی. نغمۂ سحرگاہی: صبح کی وقت کا ترانہ، یعنی صبح. ہزار: یعنی بیشمار. مرحلہ ہا: جمع مرحلہ، منزلیں. فغانِ نیم شبی: آدمی رات کے وقت اللہ کے حضور عاجزی وفریاد کرنے کی حالت. ☆ کالے باطن والی مٹی سے لے کر جلبی شیشے تک سردی اور گرمی کی باہمی کھینچا تانی، یعنی مختلف اثرات، تپش اور چھیلنے اور کُھرچنے کا عمل (جاری ہے). ☆☆ طرۂ نیساں (موسمِ بہار کی بارش جس سے انگور کی بیل پھوٹتی ہے) اور انگوری آگ یعنی شراب کے درمیان باندھنے (یعنی قطرے کا بیل میں بند ہونا) اور توڑنے اور دبانے / دباؤ ڈالنے اور جلانے اور کھینچنے کا سلسلہ (جاری ہے). کشاکش: کھینچا تانی، ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچنا. پیہم: لگاتار. تب وتاب: گرمی اور تپش یعنی جوش، ولولے اور جذبے. ملّتِ عربی: مسلمان قوم. ☆☆☆ یہ جو شراب بنانے / بیچنے والے انگور کے دانے کو پانی بناتے ہیں (یعنی شراب) تو وہ (دراصل) ستارے توڑ کر سورج بناتے ہیں (سورج: شراب کی چمک اور گرمی مراد ہے). (یہ شعر فرح اللہ شوستری کا ہے).

صِدّیقؓ

اِک دن رسُولِ پاکؐ نے اصحابؓ سے کہا
دیں مال راہِ حق میں جو ہوں تم میں مال دار

ارشاد سُن کے فرطِ طرَب سے عُمرؓ اُٹھے
اُس روز اُن کے پاس تھے درہم کئی ہزار

دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ صِدّیقؓ سے ضرور
بڑھ کر رکھے گا آج قدم میرا راہوار

لائے غرَضکہ مال رسُولِ امیںؐ کے پاس
ایثار کی ہے دست نِگر ابتدائے کار

پوچھا حضور سرورِ عالَمؐ نے، اے عُمر!
اے وہ کہ جوشِ حق سے ترے دل کو ہے قرار

رکّھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تُو نے کیا؟
مُسلِم ہے اپنے خویش و اقارب کا حق گزار

کی عرض نصف مال ہے فرزند و زن کا حق
باقی جو ہے وہ ملّتِ بیضا پہ ہے نثار

اتنے میں وہ رفیقِ نبوّت بھی آگیا
جس سے بنائے عشق و محبت ہے اُستوار

لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ وفا سرِشت
ہر چیز، جس سے چشمِ جہاں میں ہو اعتبار

مِلکِ یمین و درہم و دینار و رخت و جنس
اسپِ قمر سُم و شُتر و قاطر و حمار

بولے حضورؐ، چاہیے فکرِ عیال بھی
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا رازدار

اے تجھ سے دیدۂ مہ و انجم فروغ گیر!
اے تیری ذات باعثِ تکوینِ روزگار!

پروانے کو چراغ ہے، بلبل کو پھول بس
صِدّیق کے لیے ہے خدا کا رسولؐ بس

صِدّیقؓ: حضرت ابوبکر صدّیقؓ عبداللہ نام، ابوبکر کنیت، صدیق اور عتیق لقب، خلیفۂ اوّل۔ سوا دو
خلافت کی۔ ۶۳ برس کی عمر میں جمادی الثانی ۱۳ھ / ۶۳۴ء میں وفات پائی. اصحابؓ: جمع صاحب، دوس

حضور اکرمؐ کے ساتھی، صحابی. فرطِ طرب: بیحد خوشی. عُمر : حضرت عُمرؓ، عمر نام، ابو حفص کنیت، فاروق لقب۔ آپ کا سلسلۂ نسب آٹھویں پشت میں رسولِ اکرمؐ کے خاندان سے ملتا ہے۔ خلیفۂ دوم۔ آپ کے لیے خود نبی اکرمؐ نے مسلمان ہونے کی دعا کی۔ بہترین حکمران، مدبر، سیاستدان، منتظم اور سپہ سالار تھے۔ آپ کو ایک پارسی غلام فیروز نے شہید کیا۔ حملے کے بعد تین دن تک بیمار رہ کر ہفتہ کے روز یکم محرم ۳۳ھ / ۶۴۳ء کو فوت ہوئے. بڑھ کر قدم رکھنا: مراد آگے نکل جانا. راہوار: تیز چلنے والا گھوڑا یا خچر. ایثار: کسی کے لیے تکلیف اُٹھانا، قربانی کا جذبہ. دست نگر: دوسرے کا محتاج. ابتدائے کار: کام کا آغاز / شروع. سرورِ عالمؐ: دنیا / کائنات کے سردار. جوشِ حق: حق کا جذبہ. خویش: اپنے، عزیز، رشتہ دار. اقارب: جمع الجمع قریب، قریبی رشتہ دار. حق گزار: حق ادا کرنے والا. نصف مال: آدھی پونجی / دولت. فرزند و زن: یعنی بال بچے اور بیوی. حق: یعنی حصہ. ملّتِ بیضا: روشن قوم، ملتِ اسلامیہ. رفیقِ نبوت: یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ. بنائے عشق: محبت کی بنیاد. اُستوار: مضبوط. وفا سرشت: جس کے مزاج / فطرت میں وفاداری ہو. چشمِ جہاں: مراد دنیا والوں کی نگاہ / نظر. مِلکِ یمین: دائیں ہاتھ کی جائداد، مراد غلام یا کنیز. درہم و دینار: سکّوں کے نام. رخت و جنس: مراد ہر طرح کا ساز و سامان. اسپِ قمر سُم: گھوڑا جس کے سُم ہلال کی صورت کے ہوں، چوڑے اور خوبصورت. شتر: اونٹ. قاطر: خچر. حمار: گدھا. فکرِ عیال: بال بچوں کا خیال. راز دار: حقیقت سے واقف. دیدۂ مہ و انجم: چاند اور ستاروں کی آنکھیں. فروغ گیر: روشنی حاصل کرنے والی. باعثِ تکوینِ روزگار: کائنات کے وجود میں آنے کا سبب. بس: کافی، بہت.

تہذیبِ حاضر

تضمین بر شعرِ فیضی

حرارت ہے بلا کی بادۂ تہذیبِ حاضر میں
بھڑک اُٹھا بھبُوکا بن کے مُسلم کا تنِ خاکی

کِیا ذرّے کو جگنو دے کے تابِ مستعار اس نے
کوئی دیکھے تو شوخی آفتابِ جلوہ فرما کی

نئے انداز پائے نوجوانوں کی طبیعت نے
یہ رعنائی، یہ بیداری، یہ آزادی، یہ بے باکی

تغیر آگیا ایسا تدبّر میں، تخیل میں
ہنسی سمجھی گئی گلشن میں غنچوں کی جگر چاکی

کِیا گُم تازہ پروازوں نے اپنا آشیاں لیکن
مناظر دِل کُشا دِکھلا گئی ساحر کی چالاکی

حیاتِ تازہ اپنے ساتھ لائی لذّتیں کیا کیا
رقابت، خود فروشی، ناشکیبائی، ہوسناکی

فروغِ شمعِ نَو سے بزمِ مُسلم جگمگا اُٹھی
مگر کہتی ہے پروانوں سے میری کُہنہ اِدراکی

"تو اے پروانہ! ایں گرمی ز شمعِ محفلے داری
چو من در آتشِ خود سوز اگر سوزِ دلے داری"

فیضی: ابوالفیض نام، (۱۵۴۷ء۔ ۱۵۹۵ء، وفات آگرہ) فیضی تخلص، شیخ مبارک ناگوری کا بیٹا اور اکبر بادشاہ کے وزیر ابوالفضل کا بڑا بھائی دربارِ اکبر کا ملک الشعرا، شہزادوں کا اتالیق رہا، اس کی مثنویاں، دیوان اور قرآن کریم کی بے نقطہ تفسیر سواطع الالہام، مشہور ہیں. تہذیبِ حاضر: موجودہ دَور کا تمدن جو یورپی تہذیب سے متاثر ہے. بھڑک اُٹھنا: آگ کا تیز جلنا. بھبوکا: آگ کا شعلہ. تنِ خاکی: مٹی کا جسم. تابِ مستعار: ادھار کی مانگی ہوئی چمک. شوخی: شرارت، چالاکی. آفتابِ جلوہ فرما: روشنی پھیلانے والا سورج. انداز: طور طریقے. رعنائی: خوبصورتی، خود کو سجانا. بیدار: جاگنے کا عمل. آزادی: یعنی ہر لحاظ سے آزاد ہونا. بیباکی: بے خوفی. تغیر: تبدیلی. تدبر: سوچ بچار، غور و فکر. تخیل: مراد خیالات. جگر چاکی: دل کا پھٹنا، یعنی کلیوں کی پتّیوں کا بکھرنا. تازہ پرواز: نیا نیا اُڑنے والا، نئی نسل، نوجوان نسل جو تہذیبِ حاضر سے متاثر ہے. گم کرنا: کھو دینا، بھلا دینا. اپنا آشیاں: گھونسلا، مراد اپنی تہذیب. مناظر: جمع منظر، نظارے. ساحر: جادوگر یعنی نئی تہذیب. حیاتِ تازہ: نئی زندگی / تہذیب. لذتیں: جمع لذت، مزے. رقابت: دشمنی، حسد. خود فروشی: اپنی عزت کا خیال نہ کرنے کی حالت. ناشکیبائی: بے صبری. ہوسناکی: حرص اور لالچ. فروغ: روشنی. شمعِ نو: مراد نئی تہذیب. جگمگانا: چمکنا. بزمِ مُسلم: مسلمانوں کی محفل، مسلم قوم کے افراد. پروانے: مراد نئی تہذیب کے عاشق. کہنہ اِدراکی: پکی سمجھ، پختہ سوچ. ☆ اے پروانے! تو جو جل رہا ہے تو محفل کی شمع کی تپش سے جل رہا ہے، اگر تجھ میں ذرا سی دل کی تپش ہے تو پھر میری طرح اپنی آگ میں جل جا۔

والدہ مرحومہ کی یاد میں

ذرّہ ذرّہ دہر کا زندانیِ تقدیر ہے
پردۂ مجبوری و بے چارگی تدبیر ہے
آسماں مجبور ہے، شمس و قمر مجبور ہیں
انجمِ سیماب پا رفتار پر مجبور ہیں
ہے شکست انجام غنچے کا سبُو گلزار میں
سبزہ و گُل بھی ہیں مجبورِ نمُو گلزار میں
نغمۂ بلبل ہو یا آوازِ خاموشِ ضمیر
ہے اِسی زنجیرِ عالَم گیر میں ہر شے اَسیر
آنکھ پر ہوتا ہے جب یہ سِرِّ مجبوری عیاں
خشک ہو جاتا ہے دل میں اشک کا سیلِ رواں
قلبِ انسانی میں رقصِ عیش و غم رہتا نہیں
نغمہ رہ جاتا ہے، لُطفِ زیر و بم رہتا نہیں
علم و حِکمت رہزنِ سامانِ اشک و آہ ہے
یعنی اِک الماس کا ٹکڑا دلِ آگاہ ہے

گرچہ میرے باغ میں شبنم کی شادابی نہیں
آنکھ میری مایہ دارِ اشکِ عُنّابی نہیں
جانتا ہوں آہ، مَیں آلامِ انسانی کا راز
ہے نوائے شِکوَہ سے خالی مری فطرت کا ساز
میرے لب پر قصّۂ نیرنگیِ دَوراں نہیں
دل مرا حیراں نہیں، خنداں نہیں، گریاں نہیں
پر تری تصویر قاصد گریۂ پیہم کی ہے
آہ! یہ تردید میری حکمتِ مُحکم کی ہے
گریۂ سرشار سے بنیادِ جاں پائندہ ہے
دردِ کے عرفاں سے عقلِ سنگدل شرمندہ ہے
موجِ دُودِ آہ سے آئینہ ہے روشن مرا
گنجِ آب آورد سے معمور ہے دامن مرا
حیرتی ہُوں میں تری تصویر کے اعجاز کا
رُخ بدل ڈالا ہے جس نے وقت کی پرواز کا
رفتہ و حاضر کو گویا پا بپا اس نے کِیا
عہدِ طفلی سے مجھے پھر آشنا اس نے کِیا
جب ترے دامن میں پَلتی تھی وہ جانِ ناتواں
بات سے اچھی طرح محرم نہ تھی جس کی زباں

والدہ مرحومہ کی یاد میں

ذرّہ ذرّہ دہر کا زندانیِ تقدیر ہے
پردۂ مجبوری و بے چارگی تدبیر ہے
آسماں مجبور ہے، شمس و قمر مجبور ہیں
انجمِ سیماب پا رفتار پر مجبور ہیں
ہے شکست انجام غنچے کا سبُو گلزار میں
سبزہ و گُل بھی ہیں مجبورِ نمُو گلزار میں
نغمۂ بلبل ہو یا آوازِ خاموشِ ضمیر
ہے اِسی زنجیرِ عالَم گیر میں ہر شے اَسیر
آنکھ پر ہوتا ہے جب یہ سِرِّ مجبوری عیاں
خشک ہو جاتا ہے دل میں اشک کا سیلِ رواں
قلبِ انسانی میں رقصِ عیش و غم رہتا نہیں
نغمہ رہ جاتا ہے، لُطفِ زیر و بم رہتا نہیں
علم و حِکمت رہزنِ سامانِ اشک و آہ ہے
یعنی اِک الماس کا ٹکڑا دلِ آگاہ ہے

گرچہ میرے باغ میں شبنم کی شادابی نہیں
آنکھ میری مایہ دارِ اشکِ عُنّابی نہیں
جانتا ہوں آہ، مَیں آلامِ انسانی کا راز
ہے نوائے شِکوَہ سے خالی مری فطرت کا ساز
میرے لب پر قصّۂ نیرنگیِ دَوراں نہیں
دل مرا حیراں نہیں، خنداں نہیں، گریاں نہیں

پر تری تصویر قاصد گریۂ پیہم کی ہے
آہ! یہ تردید میری حکمتِ مُحکم کی ہے
گریۂ سرشار سے بنیادِ جاں پائندہ ہے
دردِ کے عرفاں سے عقلِ سنگدل شرمندہ ہے
موجِ دُودِ آہ سے آئینہ ہے روشن مرا
گنجِ آب آورد سے معمور ہے دامن مرا
حیرتی ہُوں میں تری تصویر کے اعجاز کا
رُخ بدل ڈالا ہے جس نے وقت کی پرواز کا
رفتہ و حاضر کو گویا پا بپا اس نے کِیا
عہدِ طفلی سے مجھے پھر آشنا اس نے کِیا
جب ترے دامن میں پَلتی تھی وہ جانِ ناتواں
بات سے اچھی طرح محرم نہ تھی جس کی زباں

اور اب چرچے ہیں جس کی شوخیِ گُفتار کے
بے بہا موتی ہیں جس کی چشمِ گوہر بار کے

عِلم کی سنجیدہ گفتاری، بڑھاپے کا شعور
دُنیوی اعزاز کی شوکت، جوانی کا غرور
زندگی کی اَوج گاہوں سے اُتر آتے ہیں ہم
صحبتِ مادر میں طفلِ سادہ رہ جاتے ہیں ہم
بے تکلّف خندہ زن ہیں، فکر سے آزاد ہیں
پھر اُسی کھوئے ہوئے فردوس میں آباد ہیں

کس کو اب ہوگا وطن میں آہ! میرا انتظار
کون میرا خط نہ آنے سے رہے گا بے قرار
خاکِ مرقد پر تری لے کر یہ فریاد آؤں گا
اب دُعائے نیم شب میں کس کو مَیں یاد آؤں گا!

تربیت سے تیری مَیں انجم کا ہم قسمت ہُوا
گھر مِرے اجداد کا سرمایۂ عزت ہُوا
دفترِ ہستی میں تھی زرّیں ورق تیری حیات
تھی سراپا دِین و دُنیا کا سبق تیری حیات
عمر بھر تیری محبت میری خدمت گر رہی
مَیں تری خدمت کے قابل جب ہُوا تُو چل بسی

وہ جواں، قامت میں ہے جو صورتِ سروِ بلند
تیری خدمت سے ہُوا جو مجھ سے بڑھ کر بہرہ مند
کاروبارِ زندگانی میں وہ ہم پہلو مرا
وہ محبت میں تری تصویر، وہ بازو مرا
تجھ کو مثلِ طفلکِ بے دست و پا روتا ہے وہ
صبر سے ناآشنا صبح و مسا روتا ہے وہ
تُخم جس کا تُو ہماری کشتِ جاں میں بو گئی
شرکتِ غم سے وہ اُلفت اور مُحکم ہو گئی
آہ! یہ دُنیا، یہ ماتم خانۂ برنا و پیر
آدمی ہے کس طلسمِ دوش و فردا میں اسیر!
کتنی مشکل زندگی ہے، کس قدر آساں ہے موت
گلشنِ ہستی میں مانندِ نسیم ارزاں ہے موت
زلزلے ہیں، بجلیاں ہیں، قحط ہیں، آلام ہیں
کیسی کیسی دُخترانِ مادرِ ایّام ہیں!
کُلبۂ افلاس میں، دولت کے کاشانے میں موت
دشت و در میں، شہر میں، گلشن میں، ویرانے میں موت
موت ہے ہنگامہ آرا قُلزُمِ خاموش میں
ڈُوب جاتے ہیں سفینے موج کی آغوش میں

نَے مجالِ شِکوَہ ہے، نَے طاقتِ گفتار ہے
زندگانی کیا ہے، اِک طوقِ گلو افشار ہے!
قافلے میں غیرِ فریادِ درا کچھ بھی نہیں
اِک متاعِ دیدۂ تر کے سوا کچھ بھی نہیں

ختم ہو جائے گا لیکن امتحان کا دَور بھی
ہیں پسِ نہ پردۂ گردُوں ابھی دَور اور بھی
سینہ چاک اس گُلستاں میں لالہ و گُل ہیں تو کیا
نالہ و فریاد پر مجبور بلبل ہیں تو کیا
جھاڑیاں، جن کے قفس میں قید ہے آہِ خزاں
سبز کر دے گی اُنھیں بادِ بہارِ جاوِداں
خفتہ خاکِ پے سپَر میں ہے شرار اپنا تو کیا
عارضی محمل ہے یہ مُشتِ غبار اپنا تو کیا
زندگی کی آگ کا انجام خاکستر نہیں
ٹُوٹنا جس کا مقدّر ہو یہ وہ گوہر نہیں

زندگی محبوب ایسی دیدۂ قُدرت میں ہے
ذوقِ حفظِ زندگی ہر چیز کی فطرت میں ہے
موت کے ہاتھوں سے مِٹ سکتا اگر نقشِ حیات
عام یوں اس کو نہ کر دیتا نظامِ کائنات

ہے اگر ارزاں تو یہ سمجھو اَجل کچھ بھی نہیں
جس طرح سونے سے جینے میں خلل کچھ بھی نہیں
آہ غافل! موت کا رازِ نہاں کچھ اور ہے
نقش کی ناپائداری سے عیاں کچھ اور ہے
جنتِ نظّارہ ہے نقشِ ہَوا بالائے آب
موجِ مُضطَر توڑ کر تعمیر کرتی ہے حباب
موج کے دامن میں پھر اُس کو چُھپا دیتی ہے یہ
کتنی بیدردی سے نقش اپنا مِٹا دیتی ہے یہ
پھر نہ کر سکتی حباب اپنا اگر پیدا ہَوا
توڑنے میں اُس کے یوں ہوتی نہ بے پروا ہَوا
اس روِش کا کیا اثر ہے ہیئتِ تعمیر پر
یہ تو حُجّت ہے ہَوا کی قُوّتِ تعمیر پر
فطرتِ ہستی شہیدِ آرزو رہتی نہ ہو
خوب تر پیکر کی اس کو جستجو رہتی نہ ہو
آہ سیمابِ پریشاں، انجمِ گردُوں فروز
شوخ یہ چنگاریاں، ممنونِ شب ہے جن کا سوز
عقل جس سے سر بہ زانو ہے وہ مدّت ان کی ہے
سرگزشتِ نوعِ انساں ایک ساعت ان کی ہے

پھر یہ انساں، آں سُوئے افلاک ہے جس کی نظر
قُدسیوں سے بھی مقاصد میں ہے جو پاکیزہ تر
جو مثالِ شمع روشن محفلِ قُدرت میں ہے
آسماں اِک نقطہ جس کی وسعتِ فطرت میں ہے
جس کی نادانی صداقت کے لیے بیتاب ہے
جس کا ناخن سازِ ہستی کے لیے مِضراب ہے
شعلہ یہ کمتر ہے گردُوں کے شراروں سے بھی کیا
کم بہا ہے آفتاب اپنا ستاروں سے بھی کیا
تُخمِ گُل کی آنکھ زیرِ خاک بھی بے خواب ہے
کس قدر نشو و نَما کے واسطے بے تاب ہے
زندگی کا شعلہ اس دانے میں جو مستور ہے
خود نُمائی، خود فزائی کے لیے مجبور ہے
سردیِ مرقد سے بھی افسردہ ہو سکتا نہیں
خاک میں دب کر بھی اپنا سوز کھو سکتا نہیں
پھول بن کر اپنی تُربت سے نِکل آتا ہے یہ
موت سے گویا قبائے زندگی پاتا ہے یہ
ہے لحد اُس قُوّتِ آشُفتہ کی شیرازہ بند
ڈالتی ہے گردنِ گردُوں میں جو اپنی کمند

موت، تجدیدِ مذاقِ زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا اِک پیغام ہے
خوگرِ پرواز کو پرواز میں ڈر کچھ نہیں
موت اس گلشن میں جُز سنجیدنِ پَر کچھ نہیں
کہتے ہیں اہلِ جہاں دردِ اجل ہے لادَوا
زخمِ فُرقت وقت کے مرہم سے پاتا ہے شِفا
دل مگر، غم مرنے والوں کا جہاں آباد ہے
حلقۂ زنجیرِ صبح و شام سے آزاد ہے
وقت کے افسُوں سے تھمتا نالۂ ماتم نہیں
وقت زخمِ تیغِ فُرقت کا کوئی مرہم نہیں
سر پہ آ جاتی ہے جب کوئی مصیبت ناگہاں
اشکِ پیہم دیدۂ انساں سے ہوتے ہیں رواں
ربط ہو جاتا ہے دل کو نالہ و فریاد سے
خونِ دل بہتا ہے آنکھوں کی سرِشک آباد سے
آدمی تابِ شکیبائی سے گو محروم ہے
اس کی فطرت میں یہ اک احساسِ نامعلوم ہے
جوہرِ انساں عدم سے آشنا ہوتا نہیں
آنکھ سے غائب تو ہوتا ہے فنا ہوتا نہیں

رختِ ہستی خاک، غم کی شعلہ افشانی سے ہے
سرد یہ آگ اس لطیف احساس کے پانی سے ہے
آہ، یہ ضبطِ فُغاں غفلت کی خاموشی نہیں
آگہی ہے یہ دل آسائی، فراموشی نہیں

پردۂ مشرق سے جس دم جلوہ گر ہوتی ہے صبح
داغ شب کا دامنِ آفاق سے دھوتی ہے صبح
لالۂ افسردہ کو آتش قبا کرتی ہے یہ
بے زباں طائر کو سرمستِ نوا کرتی ہے یہ
سینۂ بلبل کے زِنداں سے سرود آزاد ہے
سیکڑوں نغموں سے بادِ صبحدَم آباد ہے
خفتگانِ لالہ زار و کوہسار و رُودبار
ہوتے ہیں آخر عُروسِ زندگی سے ہمکنار
یہ اگر آئینِ ہستی ہے کہ ہو ہر شام صبح
مرقدِ انساں کی شب کا کیوں نہ ہو انجام صبح

دامِ سیمینِ تخیل ہے مرا آفاق گیر
کر لیا ہے جس سے تیری یاد کو مَیں نے اسیر
یاد سے تیری دلِ درد آشنا معمور ہے
جیسے کعبے میں دُعاؤں سے فضا معمور ہے

وہ فرائض کا تسلسل نام ہے جس کا حیات
جلوہ گاہیں اُس کی ہیں لاکھوں جہانِ بے ثبات
مختلف ہر منزلِ ہستی کی رسم و راہ ہے
آخرت بھی زندگی کی ایک جولاں گاہ ہے
ہے وہاں بے حاصلی کِشتِ اجل کے واسطے
سازگار آب و ہوا تُخمِ عمل کے واسطے
نورِ فطرت ظُلمتِ پیکر کا زِندانی نہیں
تنگ ایسا حلقۂ افکارِ انسانی نہیں
زندگانی تھی تری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر
مثلِ ایوانِ سحَر مرقد فروزاں ہو ترا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا
آسماں تیری لَحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نَورُستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

والدہ مرحومہ: ماں جس پر اللہ کی رحمت ہوئی، یعنی علامہ کی اپنی والدہ جن کی وفات پر علامہ نے یہ نظم کہی. دہر: زمانہ. زندانیِ تقدیر: مقدر کا قیدی یعنی تقدیر کے حکم کے بغیر کچھ نہ کرنے کے قابل انسان. مجبوری و بیچارگی: ناچاری اور بے بسی کی حالت. تدبیر: کوشش، منصوبہ. شمس و قمر: سورج اور چاند، یعنی پوری کائنات. انجم: جمع نجم، ستارے. سیماب پا: پارے کے پاؤں جیسا، نہ ٹھہرنے والا. رفتار: چلنے کی حالت. شکست انجام: جس کی

اخیر ٹوٹ جانا/ بکھر جانا ہو. سبُو: پیالہ، یعنی خود کلی. گلزار: پھولوں کا باغ. نمو: اُگنا، بڑھنا پھولنا. ضمیر: باطن، دل. زنجیر عالمگیر: دنیا کے پاؤں کی بیڑی. اسیر: قیدی. سِرّ: بھید. اشک: آنسو. خشک ہو جانا: مراد تھم جانا. سیل رواں: بہتا ہوا سیلاب، بہتا ہوا طوفان. رقص عیش و غم: کبھی سُکھ اور خوشیاں، کبھی دُکھ اور مصیبتیں. زیر و بم: نچلے اور اونچے سُر. رہزن: لوٹ لینے والا/ والی. اشک و آہ: رونے فریاد کرنے کی حالت. الماس: ہیرا. دلِ آگاہ: علم و حکمت والا، کائنات کی حقیقتوں سے باخبر دل. شبنم کی شادابی: اوس کی سی تری، یعنی آنسو. مایہ دار: پونجی رکھنے والی. اشکِ عنابی: سُرخ آنسو. آلامِ انسانی: انسان کو پہنچنے والے صدمے. نوائے شِکوہ: شکایت کی آواز یعنی گلہ. فطرت کا ساز: مزاج. لب: ہونٹ، یعنی زبان. نیرنگیِ دوراں: زمانے کی ہر وقت بدلتی صورتیں. خنداں: ہنسنے والا. گریاں: رونے والا. پر: لیکن. تیری تصویر: یعنی علامہ کی والدہ مرحومہ کی تصویر. گریۂ پیہم: مسلسل رونے کی حالت. تردید: کسی بات کا رَد قرار دینا. حکمتِ محکم: مضبوط عقل و دانش. گریۂ سرشار: دل کھول کر رونے کی کیفیت. بنیادِ جاں: روح/ زندگی کی بنیاد. پائندہ: مضبوط، برقرار رہنے والی. درد کا عرفاں: دکھ کا احساس. موجِ دودِ آہ: آہوں کے دھوئیں کی لہر، مراد آہیں. آئینہ: یعنی دل. گنجِ آب آورد: وہ خزانہ جسے پانی لایا ہو، یعنی آنسوؤں کی جھڑی. معمور: بھرا ہوا. حیرتی: حیرانی میں ڈوبا ہوا. اعجاز: کرامت. وقت کی پرواز کا رخ بدل ڈالا: یعنی مستقبل کے بارے میں سوچنے کی بجائے ماضی کی یادوں میں کھو جانے کی حالت کر دی. رفتہ: گزرا ہوا، ماضی. حاضر: موجودہ، زمانۂ حال. پا بپا: مراد ساتھ ملے ہوئے. عہدِ طفلی: بچپن کے دن. جانِ ناتواں: کمزور. محرم: واقف، جاننے والی. شوخیِ گفتار: یعنی دل کش شاعری. بے بہا: بہت قیمتی. چشمِ گوہر بار: موتی برسانے والی آنکھ. علم: دانائی. سنجیدہ گفتاری: بات چیت میں احتیاط کا اور بڑوں کا سا طریقہ. بڑھاپے کا شعور: بوڑھے ہونے کا احساس. دنیوی اعزاز: دنیا کی عزت. شوکت: شان، دبدبہ. غرور: فخر، گھمنڈ. اوج گاہ: بلند مرتبہ. صحبتِ مادر: ماں کے ساتھ ہونا. طفلِ سادہ: ناسمجھ بچہ. بے تکلّف: ظاہرداری کے بغیر. خندہ زن: ہنسنے والا. کھویا ہوا فردوس: یعنی بچپن کی بھولی بھالی معصوم زندگی. آباد ہیں: رہ رہے ہیں. خاکِ مرقد: قبر کی مٹی، مراد قبر. تربیت: زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھانا. انجم کا ہم قسمت: مراد ستاروں کی طرح بلند مقدر والا. اجداد: جمع جد، باپ دادا، پرانے بزرگ. سرمایۂ عزت: شان اور مرتبے کی دولت. دفترِ ہستی: زندگی کی کتاب. زرّیں ورق: سنہری ورقوں/ صفحوں والی. سراپا: مکمل. دین و دنیا کا سبق: دین اور دنیا کے مطابق تربیت. خدمت گر: خدمت کرنے والی. تُو چل بسی: تُو فوت ہو گئی. وہ جواں: اشارہ ہے علامہ کے بڑے بھائی شیخ عطا محمد مرحوم (۱۸۵۸ء۔۲۲ دسمبر ۱۹۴۰ء) کی طرف. قامت: قد کاٹھ. صورتِ سروِ بلند: اونچے لمبے سرو کی طرح. بہرہ مند: حصہ پانے والا. کاروبارِ زندگانی: زندگی کے کام کاج. ہم پہلو: مراد ساتھ چلنے والا. تیری تصویر: بالکل تیرے جیسا، تیرے مزاج جیسا. طفلک بے

دست و پا: بے بس چھوٹا سا بچہ. صبح و مسا: صبح اور شام یعنی ہر وقت. تخم: بیج، دانہ. کشتِ جاں: روح کی کھیتی، جان. شرکت غم: دکھ میں برابر کا شریک ہونے کی حالت. الفت: محبت. محکم: پکی. ماتم خانہ: یعنی دکھوں کا گھر. برنا: جوان. پیر: بوڑھا. طلسمِ دوش و فردا: یعنی وقت کی گردش / چکر. مشکل: یعنی مصیبتوں کے سبب مشکل. آساں: سہل. گلشنِ ہستی: زندگی کا باغ، یعنی زندگی. مانند نسیم: ہوا کی طرح. ارزاں: کم قیمت. زلزلے: بھونچال. آلام: جمع اَلم، مصیبتیں. دختران: جمع دختر، بیٹیاں. مادرِ ایام: زمانے کی ماں، یعنی زمانہ. کلبہ: جھونپڑی. دشت و در: جنگل اور بیابان. ہنگامہ آرا: شور و غوغا مچانے والی. قلزم: سمندر. سفینے: کشتیاں. آغوش: گود. مجالِ شکوہ: شکایت کی طاقت. طاقتِ گفتار: بولنے کی ہمت. طوقِ گلو افشار: گلا گھونٹنے والا لوہے کا حلقہ. غیر: سوائے. فریادِ درا: کوچ کی گھنٹی کی آواز. متاع: دولت، پونجی. دیدۂ تر: یعنی روتی آنکھیں. امتحاں: آزمائش. پس: پیچھے. نہ پردۂ گردوں: آسمان کی نوتہیں، یعنی نو آسمان. سینہ چاک: زخمی دل والا. قفس: پنجرہ. بادِ بہارِ جاوداں: ہمیشہ کے لیے قائم رہنے والی بہار کی ہوا. سبز کرنا: تر و تازہ کرنا. خفتہ: سویا ہوا. خاکِ پے سپر: راستے میں اُڑنے والی مٹی. شرر: چنگاری. عارضی: وقتی. محمل: کجاوہ. مشتِ غبار: مٹی کی مٹھی مراد جسم. انجام: اخیر. خاکستر: راکھ. گوہر: موتی. دیدۂ قدرت: قدرت کی نگاہ. محبوب: پیاری. ذوق: شوق. حفظِ زندگی: زندگی کی حفاظت. فطرت: مزاج، خمیر. نقش: تحریر، نشان. نظامِ کائنات: دنیا کا انتظام، بندوبست. اجل: موت. خلل: گڑبڑ. رازِ نہاں: چھپا ہوا بھید. ناپائداری: کمزوری. جنت نظارہ: دیکھنے میں بہشت کے نظاروں کی طرح دل کش. نقشِ ہوا بالائے آب: چلنے سے پانی پر بننے والی لکیریں. مضطر: بے چین. حباب: بلبلہ. بیدردی: ظلم، سختی. بروش: طریقہ، چلن. ہیئت: ڈھانچا. فطرتِ ہستی: کائنات کا مزاج. شہید آرزو: خواہشات کا مارا ہوا، اچھی سے اچھی تخلیق کا خواہشمند. خوب تر پیکر: مراد اچھے سے اچھا جسم پیدا کرنا. سیمابِ پریشاں: منتشر پارا، مراد ستارے. انجم گردوں فروز: آسمان کو روشن کرنے والے ستارے. شوخ: مراد دل کش. چنگاریاں: یعنی ستارے. ممنونِ شب: رات کا احسان مند. سوز: مراد روشنی. سربزانو: غور و فکر میں ڈوبی ہوئی. سرگزشت: ماجرا، قصہ. نوعِ انساں: مراد تمام انسان. ساعت: پل، گھڑی. آں سوئے افلاک: آسمانوں کی دوسری طرف. قدسی: فرشتہ. مقاصد: جمع مقصد، ارادے، غرضیں. پاکیزہ تر: زیادہ صاف ستھری. محفلِ قدرت: مراد کائنات، دنیا. بیتاب: بے چین، بیقرار. مضراب: لوہے کا چھلا جس سے ساز چھیڑا جاتا ہے. کمتر: زیادہ کم یا تھوڑا. کم بہا: کم قیمت. تخمِ گل: پھول کا بیج. دانہ: بیج. مستور: چھپا ہوا. خودنمائی: اپنا آپ دکھانا، مراد اپنی حقیقت ظاہر کرنا. خودفزائی: اپنے آپ کو پھیلانا. سردیِ مرقد: قبر کی ٹھنڈک. تُربت: قبر مراد زمین میں سے. لحد: قبر یعنی مٹی. قوتِ آشفتہ: بکھری ہوئی طاقت. شیرازہ بند: جمع کرنے والی. کمند: رسی کا پھندا. تجدیدِ مذاقِ زندگی: زندگی کی لذت کو تازہ کرنا. خوگر: عادی. سنجیدنِ پر: پر تولنا.

دردِ اجل: موت کا درد. زخمِ فرقت: جدائی کا زخم. حلقۂ زنجیرِ صبح و شام: صبح و شام کا تسلسل مراد وقت. افسوں: جادو. نالۂ ماتم: سوگ میں آہ وزاری. زخمِ تیغِ فرقت: جدائی کی تلوار کا زخم. ناگہاں: اچانک. اشکِ پیہم: مسلسل بہنے والے آنسو. دیدۂ انساں: انسان کی آنکھ. ربط: تعلق. سرشک آباد: مراد راستہ، ذریعہ. تاب: قوت. شکیبائی: صبر. نامعلوم: جو واضح نہ ہو، جس کا پتا نہ چلے. جوہرِ انساں: انسان کی اصل یعنی روح. عدم: فنا، نیستی. رختِ ہستی: زندگی کا ساز و سامان. شعلہ افشانی: شعلے بکھیرنا. سرد: ٹھنڈی، بجھی ہوئی. ضبطِ فغاں: آہ وزاری پر قابو پانے کی حالت. آگہی: شعور، واقفیت. دل آسائی: دل کا سکون. فراموش: بھولنے کی حالت. پردۂ مشرق: مراد سورج نکلنے کی جگہ. جلوہ گر: یعنی ظاہر. آفاق: جمع افق، دور کے آسمانی کنارے، مراد آسمان. آتش قبا: آگ جیسا سُرخ لباس. طائر: پرندہ. بے زباں: جس میں بولنے کی قوت نہ ہو. سرمستِ نوا: چہچہانے میں بیحد مصروف. سرود آزاد ہے: چہچہانے کی آواز باہر نکل رہی ہے. بادِ صبحدم: صبح کی ہوا. آباد ہے: یعنی اس میں پرندوں کی آوازیں گونج رہی ہیں. خفتگانِ لالہ زار و کوہسار و رود بار: لالہ کے باغ میں پہاڑ اور دریا کے کنارے پر سوئے ہوئے، مراد پھول، سبزہ وغیرہ. عروسِ زندگی: زندگی کی دلہن، مراد تر و تازگی جو صبح شبنم کے سبب پھولوں وغیرہ میں پیدا ہوتی ہے. ہمکنار: بغل گیر. آئینِ ہستی: کائنات کا نظام/ بندوبست. مرقد: قبر. انجام: اخیر. دامِ سیمینِ تخیل: چاندی کے تاروں سے بُنا ہوا شاعرانہ خیالات کا جال یعنی دل کو موہ لینے والے. آفاق گیر: دنیا پر چھا جانے والا. اسیر: قیدی. درد آشنا: غم سے واقف. معمور: بھرا ہوا. فرائض: جمع فریضہ، وہ کام جن کا کرنا ضروری ہو. تسلسل: لگاتار ہونے کی کیفیت. حیات: زندگی. جلوہ گاہ: مراد ظاہر ہونے کی جگہ. جہانِ بے ثبات: فانی دنیا. رسم و راہ: طور طریقے. آخرت: دوسری دنیا جہاں مرنے کے بعد حساب کتاب ہوگا. جولاں گاہ: دوڑنے کی جگہ، میدان. بے حاصلی: فصل نہ ہونے کی کیفیت، بے نتیجہ ہونا. کشتِ اجل: موت کی کھیتی. تخمِ عمل: عمل کا بیج. نورِ فطرت: قدرت کا نور. ظلمتِ پیکر: جسم کی تاریکی. زندانی: قیدی. حلقہ: دائرہ. مہتاب: چاندنی، چاند. تابندہ تر: زیادہ چمکدار. سفر: مراد زندگی. مثلِ ایوانِ سحر: صبح کے محل کی طرح، مراد صبح کی روشنی کی طرح. فروزاں: روشن. خاکی شبستاں: مٹی کا شبستان. قبر. لحد: قبر. شبنم افشانی: اوس بکھیرنا. سبزۂ نورُستہ: تازہ تازہ اُگا ہوا سبزہ.

شُعاعِ آفتاب

صبح جب میری نگہ سَودائیِ نظّارہ تھی
آسماں پر اک شُعاعِ آفتاب آوارہ تھی
مَیں نے پوچھا اُس کرن سے ''اے سراپا اضطراب!
تیری جانِ ناشکیبا میں ہے کیسا اضطراب
تُو کوئی چھوٹی سی بجلی ہے کہ جس کو آسماں
کر رہا ہے خرمنِ اقوام کی خاطر جواں
یہ تڑپ ہے یا ازل سے تیری خُو ہے، کیا ہے یہ
رقص ہے، آوارگی ہے، جستجو ہے، کیا ہے یہ؟''
''خفتہ ہنگامے ہیں میری ہستیِ خاموش میں
پرورش پائی ہے مَیں نے صبح کی آغوش میں
مُضطرب ہر دَم مری تقدیر رکھتی ہے مجھے
جستجو میں لذّتِ تنویر رکھتی ہے مجھے

برقِ آتش خُو نہیں، فطرت میں گو ناری ہوں مَیں
مہرِ عالَم تاب کا پیغامِ بیداری ہوں مَیں
سُرمہ بن کر چشمِ انساں میں سما جاؤں گی مَیں
رات نے جو کچھ چُھپا رکّھا تھا، دِکھلاؤں گی مَیں
تیرے مستوں میں کوئی جویائے ہشیاری بھی ہے
سونے والوں میں کسی کو ذوقِ بیداری بھی ہے؟"

شعاع: کرن. آفتاب: سورج. سَودائی: شیدائی، دیوانی. آوارہ: گھومنے پھرنے والا. سراپا اضطراب: بہت بے چین. ناشکیبا: بے صبر، بیقرار. خرمنِ اقوام: قوموں کی فصل کا ڈھیر، مراد قومیں. خاطر: واسطے، لیے. خو: عادت. رقص: ناچ. آوارگی: یونہی چلنے پھرنے کی حالت. جستجو: تلاش. خفتہ: سویا ہوا. ہستی: وجود، زندگی. آغوش: گود. لذتِ تنویر: روشنی پھیلانے کا مزہ. برقِ آتش خو: آگ کا مزاج رکھنے والی بجلی. ناری: آگ سے بنی ہوئی. مہرِ عالم تاب: دنیا کو روشن کرنے والا سورج. بیداری: جاگنا، عمل اور جدوجہد کے لیے تیار ہونا. سما جانا: داخل ہو جانا، جگہ پالینا. جویائے ہشیاری: جاگنے کا خواہشمند. ذوق: شوق.

عُرفی

محل ایسا کیا تعمیر عُرفی کے تخیل نے
تصدّق جس پہ حیرت خانۂ سینا و فارابی

فضائے عشق پر تحریر کی اُس نے نوا ایسی
میسّر جس سے ہیں آنکھوں کو اب تک اشکِ عُنّابی

مرے دل نے یہ اک دن اُس کی تُربت سے شکایت کی
نہیں ہنگامۂ عالم میں اب سامانِ بیتابی

مزاجِ اہلِ عالَم میں تغیر آگیا ایسا
کہ رخصت ہو گئی دنیا سے کیفیّت وہ سیمابی

فُغانِ نیم شب شاعر کی بارِ گوش ہوتی ہے
نہ ہو جب چشمِ محفل آشنائے لُطفِ بے خوابی

کسی کا شعلۂ فریاد ہو ظُلمت رُبا کیونکر
گراں ہے شب پرستوں پر سحَر کی آسماں تابی

صدا تربت سے آئی "شکوۂ اہلِ جہاں کم گو
نوا را تلخ تر می زن چو ذوقِ نغمہ کم یابی
حُدی را تیز تر می خواں چو محمل را گراں بینی"

عُرفی: مشہور فارسی شاعر جمال الدین، تخلص عرفی (وفات ۹۹۹ھ)۔ ۳۶ یا ۳۷ برس کی عمر پائی۔ شیراز سے برصغیر پاک و ہند چلا آیا۔ یہاں اس کی قدر ہوئی۔ عبدالرحیم خان خاناں کے دربار میں جگہ پائی. تصدُّق: قربان، صدقے. حیرت خانہ: حیرت کدہ یعنی فلسفے کا خیالی محل. بیناؔ: بوعلی سینا، مشہور فلسفی ابوعلی الحسین بن عبداللہ بن سینا۔ ولادت مقام بخارا ۹۸۰ء۔ ۱۸ برس کی عمر میں بغداد میں شاہی طبیب بنا۔ ہمدان میں ۱۰۳۷ء میں وفات پائی. فارابی: محمد بن محمد طرخان ابونصر الفارابی، اسلامی دنیا کا مشہور فلسفی۔ ترکی کے شہر فاراب میں پیدا ہوا۔ وفات بمقام دمشق ۹۵۰ء. نوا: نغمہ، شاعری. اشک عنابی: سُرخ آنسو. تُربت: قبر. ہنگامۂ عالم: دنیا کی رونق. تغیر: تبدیلی. کیفیت: حالت. سیمابی: پارے کی طرح کی یعنی بیقراری. فغانِ نیم شب: آدھی رات کو آہ و فریاد کرنے کی حالت. بارِ گوش: کانوں پر بوجھ. چشم: آنکھ. آشنائے لطفِ بیخوابی: جاگتے رہنے کے مزے سے واقف. شعلۂ فریاد: آہ و فغاں کو شعلہ کہا ہے. ظلمت رُبا: تاریکی دور کرنے والا. گراں: بوجھل. شب پرست: مراد راتوں کو گہری نیند سونے والے، غفلت کے مارے. آسماں تابی: آسمان کو روشن کرنے کا عمل. صدا: آواز. شکوۂ اہل جہاں: دنیا والوں کے بارے میں شکایت. کم گو: مت کہہ، مت کر.

نوا را تلخ ..... ذوقِ نغمہ کم یابی
حُدی را تیز ..... محمل را گراں بینی

☆ (عرفی کا شعر ہے): جب تو لوگوں میں گانا سننے کا ذوق شوق کم دیکھے تو پھر گانا ذرا تیکھے سُروں میں گانا شروع کر دے۔

☆☆ اور جب کجاوہ بوجھل لگنے لگے تو حُدی (وہ گانا جو اونٹوں کو تیز چلانے کے لیے گایا جاتا ہے) زیادہ تیز آواز میں گانا شروع کر دے۔

ایک خط کے جواب میں

ہوس بھی ہو تو نہیں مجھ میں ہمّتِ تگ و تاز
حصولِ جاہ ہے وابستۂ مذاقِ تلاش

ہزار شُکر، طبیعت ہے ریزہ کار مری
ہزار شکر، نہیں ہے دماغ فتنہ تراش

مرے سخن سے دلوں کی ہیں کھیتیاں سرسبز
جہاں میں ہوں مَیں مثالِ سحاب دریا پاش

یہ عُقدہ ہائے سیاست تجھے مبارک ہوں
کہ فیضِ عشق سے ناخن مرا ہے سینہ خراش

ہَوائے بزمِ سلاطیں دلیلِ مُردہ دِلی
کِیا ہے حافظِ رنگیں نوا نے راز یہ فاش

"گرت ہواست کہ با خضر ہم نشیں باشی
نہاں ز چشمِ سکندر چو آبِ حیواں باش"

ایک خط.....: علامہ نے خط لکھنے والے کا نام ظاہر نہیں کیا۔ اس نے علامہ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ حاکمانِ وقت، بالخصوص چیف جسٹس وغیرہ سے تعلقات قائم کریں، تاکہ ان کی وکالت خوب بڑھے. **ہمتِ تگ وتاز:** بھاگ دوڑ کی طاقت. **حصولِ جاہ:** عہدہ حاصل کرنے کا عمل. **وابستہ:** بندھا ہوا، متعلق. **مذاقِ تلاش:** ڈھونڈنے اور پانے کا ذوق شوق. **ریزہ کار:** مراد گہرے / عمدہ شعری مضامین باندھنے والا. **فتنہ تراش:** فتنہ کھڑا کرنے یا جوڑ توڑ کی سیاست کرنے والا. **سخن:** شاعری. **دلوں کی ہیں کھیتیاں سرسبز:** مراد دلوں میں زندہ جذبے پیدا ہوتے ہیں. **سحاب:** بادل. **دریا پاش:** دریا بکھیرنے یعنی بہت پانی برسانے والا. **عقدہ ہائے سیاست:** سیاست کی گتھیاں / الجھنیں. **فیضِ عشق:** عشق کی بدولت. **سینہ خراش:** سینہ چھیلنے والا. **ہوائے بزمِ سلاطیں:** حاکموں کی محفل / دربار کی حرص. **مردہ دِلی:** دل کا جذبوں / زندگی سے محروم ہونا. **حافظ:** ایران کا مشہور شاعر حافظ شیرازی. **رنگیں نوا:** دل کش شعر کہنے والا.

گرت ہواست ..... چو آبِ حیواں باش

☆ اگر تجھے یہ خواہش ہے کہ تو خضر کے ساتھ بیٹھے (محبوبِ حقیقی کا قُرب حاصل ہو) تو سکندر (حاکمانِ دنیا) کی نظروں سے اسی طرح چُھپا ہوا رہ جس طرح آبِ حیات، سکندر سے دُور / چُھپا ہوا رہا۔

نانک

قوم نے پیغامِ گوتم کی ذرا پروا نہ کی
قدر پہچانی نہ اپنے گوہرِ یک دانہ کی
آہ! بدقسمت رہے آوازِ حق سے بے خبر
غافل اپنے پھل کی شیرینی سے ہوتا ہے شجر
آشکار اُس نے کیا جو زندگی کا راز تھا
ہند کو لیکن خیالی فلسفے پر ناز تھا
شمعِ حق سے جو منوّر ہو یہ وہ محفل نہ تھی
بارشِ رحمت ہوئی لیکن زمیں قابل نہ تھی
آہ! شُودر کے لیے ہندوستاں غم خانہ ہے
دردِ انسانی سے اس بستی کا دل بیگانہ ہے
برہمن سرشار ہے اب تک مَے پندار میں
شمعِ گوتم جل رہی ہے محفلِ اغیار میں

بُت کدہ پھر بعد مُدّت کے مگر روشن ہُوا
نورِ ابراہیمؑ سے آزر کا گھر روشن ہُوا
پھر اُٹھی آخر صدا توحید کی پنجاب سے
ہند کو اک مردِ کامل نے جگایا خواب سے

نانک: سکھوں کے مشہور گرو، تلونڈی ضلع لاہور کے ایک کھتری خاندان میں پیدا ہوئے (۱۴۶۹ء) وفات موضع کرتار پور (۱۵۲۹ء) ساری عمر توحید اور مساوات کا درس دیا. **گوتم:** گوتم بدھ، بدھ مذہب کے بانی جن کے پیرو چین، جاپان، کوریا وغیرہ میں پھیلے ہوئے ہیں (بدھ بمعنی روشن ضمیر) اصلی نام سدھارتھ۔ سالِ ولادت ۵۶۸ قبل مسیح کے لگ بھگ ہے۔ یہ آٹھ باتیں ان کے مذہب کی بنیاد ہیں: صحیح ایمان، صحیح ارادہ، صحیح گفتار، صحیح عمل، صحیح پیشہ، صحیح کوشش، صحیح فکر اور صحیح توجہ. **قدر پہچاننا:** کسی کی اہمیت اور خوبیوں کا اعتراف کرنا. **گوہرِ یک دانہ:** مراد بہت قیمتی موتی. **آوازِ حق:** خدا کی توحید کی آواز. **شیرینی:** مٹھاس. **شجر:** درخت. **آشکار:** ظاہر. **خیالی فلسفہ:** وہ فلسفہ جس کی بنیاد صرف فرضی باتوں پر ہو. **منور:** روشن. **بارشِ رحمت:** رحمت کی بارش. **شودر:** ہندوؤں کی سب سے گھٹیا چوتھی ذات جسے ہندو ناپاک سمجھتے ہیں اور ان لوگوں کو قریب نہیں آنے دیتے. **غم خانہ:** دکھوں کا گھر. **دردِ انسانی:** انسانوں کے ساتھ ہمدردی. **بستی:** آبادی، مُلک. **بیگانہ:** بے خبر، ناواقف. **برہمن:** ہندوؤں کی پہلی اور سب ذاتوں سے اعلیٰ ذات، مذہبی پیشوا. **سرشار:** مست، نشے میں. **مَے پندار:** غرور کی شراب، غرور. **شمعِ گوتم:** مراد گوتم کا مذہب. **جل رہی ہے:** مراد پھیلا ہوا ہے. **محفلِ اغیار:** غیروں کی بزم، یعنی یہ مذہب ہندوستان سے شروع ہوا لیکن یہاں سے چین، جاپان کا رخ کر گیا. **بتکدہ:** بتوں کا گھر، ہندوستان. **نورِ ابراہیمؑ:** حضرت ابراہیمؑ کی روشنی، توحید کی تعلیم. **آزر:** حضرت ابراہیمؑ کے زمانے کا بہت بڑا بت تراش، بت پرست، بت گر (حضرت ابراہیمؑ کا چچا تھا). **پنجاب:** پاکستان کا موجودہ بڑا صوبہ جس کے ایک قصبے میں گورو نانک پیدا ہوئے. **مردِ کامل:** یعنی گرو نانک. **خواب سے جگانا:** بے خبری اور غفلت دور کرنا.

کُفر و اسلام

(تضمین بر شعرِ میر رضیؔ دانش)

ایک دن اقبالؔ نے پوچھا کلیمِ طُور سے
اے کہ تیرے نقشِ پا سے وادیِ سِینا چمن

آتشِ نمرود ہے اب تک جہاں میں شعلہ ریز
ہو گیا آنکھوں سے پنہاں کیوں ترا سوزِ کُہن

تھا جوابِ صاحبِ سینا کہ مسلم ہے اگر
چھوڑ کر غائب کو تُو حاضر کا شیدائی نہ بن

ذوقِ حاضر ہے تو پھر لازم ہے ایمانِ خلیلؑ
ورنہ خاکستر ہے تیری زندگی کا پیرہن

ہے اگر دیوانۂ غائب تو کچھ پروا نہ کر
منتظر رہ وادیِ فاراں میں ہو کر خیمہ زن

عارضی ہے شانِ حاضر، سطوتِ غائب مدام
اس صداقت کو محبت سے ہے ربطِ جان و تن

شعلۂ نمرود ہے روشن زمانے میں تو کیا
"شمع خود را می گدازد درمیانِ انجمن
نورِ ماچوں آتشِ سنگ از نظر پنہاں خوش است"

دانشؔ: میر رضی، دانش تخلص، مشہد کا رہنے والا تھا۔ شاہ جہان بادشاہ کے دور میں ہندوستان آیا۔ دارا شکوہ کی ملازمت میں رہا۔ ایک موقع پر دارا شکوہ نے اس کے ایک شعر پر اسے ایک لاکھ روپیہ دیا. کلیمِ طُور: مراد حضرت موسیٰؑ، کلیم اللہ. نقشِ پا: پاؤں کے نشان. وادیِ سینا: اس پہاڑ کی وادی جہاں حضرت موسیٰؑ نے خدا کا جلوہ دیکھا. چمن: یعنی چمن کی طرح ہے. آتشِ نمرود: نمرود کی جلائی ہوئی آگ، مراد کفر اور باطل. شعلہ ریز: شعلے گرانے والی. پنہاں: چُھپا ہوا. سوزِ کہن: پرانی تپش، پرانا جلوہ. صاحبِ سینا: مراد حضرت موسیٰؑ. غائب: جو موجود نہ ہو. حاضر: جو موجود ہو. شیدائی: عاشق. ذوقِ حاضر: موجود کا شوق. ایمانِ خلیل: حضرت ابراہیمؑ کا سا ایمان، جو نمرود کی بھڑکائی ہوئی آگ میں بیٹھ گئے اور وہ بحکمِ خداوندی گلزار بن گئی. خاکستر: راکھ. پیرہن: لباس. دیوانہ: سودائی. وادیِ فاراں: عرب کی وہ پہاڑی جہاں سے اسلام کا ظہور ہوا، مراد کعبہ. خیمہ زن: تنبو لگانے والا، مراد بیٹھنے والا. عارضی: وقتی، تھوڑی دیر کی. شانِ حاضر: آنکھوں کے سامنے موجود کی عزت و شوکت. سطوت: دبدبہ، شان. مدام: ہمیشہ ہمیشہ کی. محبت: عشق، جذبۂ عشق. ربطِ جان و تن: جسم اور جان کا تعلق.

شمع خود را..... درمیانِ انجمن
نورِ ماچوں آتشِ ..... پنہاں خوش است

☆ شمع محفل میں خود کو پگھلاتی ہے۔
☆☆ ہماری روشنی کا، پتھر کی آگ کی طرح (جو پتھر میں چُھپی ہوتی ہے) نظروں سے اوجھل رہنا ہی بہت اچھا ہے۔

بلالؓ

لِکھا ہے ایک مغربیِ حق شناس نے
اہلِ قلم میں جس کا بہت احترام تھا
جولاں گہِ سکندرِ رومی تھا ایشیا
گردُوں سے بھی بلند تر اُس کا مقام تھا
تاریخ کہہ رہی ہے کہ رومی کے سامنے
دعویٰ کِیا جو پورس و دارا نے، خام تھا
دنیا کے اُس شہنشہِ انجم سپاہ کو
حیرت سے دیکھتا فلَکِ نیل فام تھا
آج ایشیا میں اُس کو کوئی جانتا نہیں
تاریخ داں بھی اُسے پہچانتا نہیں
لیکن بلالؓ، وہ حبَشی زادۂ حقیر
فطرت تھی جس کی نورِ نبوّت سے مُستنِیر
جس کا امیں ازل سے ہُوا سینۂ بلالؓ
محکوم اُس صدا کے ہیں شاہنشہ و فقیر

ہوتا ہے جس سے اسوَد و احمر میں اختلاط
کرتی ہے جو غریب کو ہم پہلوئے امیر
ہے تازہ آج تک وہ نوائے جگر گداز
صدیوں سے سُن رہا ہے جسے گوشِ چرخِ پیر
اقبالؔ! کس کے عشق کا یہ فیضِ عام ہے
رومی فنا ہُوا، حبشی کو دوام ہے

بلالؓ: حضرت بلالؓ، حضور اکرمؐ کے ایک خاص صحابی اور مؤذن جو حبشی غلام تھے. **حق شناس**: یعنی حقیقت بیان کرنے / سچی بات کہنے والا، اشارہ ہے ایمینوئل آسکر مینم ڈوئچ کی طرف، یہودی نسل کا جرمن فاضل (۱۸۲۹ء۔ انتقال اسکندریہ، ۱۸۷۳ء). **جولاں گہ**: جولان گاہ، دوڑنے کی جگہ، میدان. **سکندرِ رومی**: مشہور یونانی بادشاہ سکندرِ اعظم (۳۵۵ق م۔۳۲۳ ق م). **ایشیا**: براعظم ایشیا جس میں چین، جاپان، عرب، پاکستان، ہند وغیرہ شامل ہیں. **بلند تر**: زیادہ اونچا. **دعویٰ کرنا**: اپنے آپ کو طاقتور ظاہر کرنا. **پورس**: ہندوستان کا مشہور راجا جسے سکندر نے وادیِ سندھ میں شکست دی تھی. **دارا**: قدیم ایران کا مشہور بادشاہ دارایوش / دارا سوم۔ سکندر کے ساتھ لڑائی میں مارا گیا اور سکندر اس کے ملک فارس پر قابض ہو گیا. **خام**: کچا، بے حقیقت. **شہنشہِ انجم سپاہ**: ایسا شاہنشاہ جس کی فوج ستاروں کی طرح لاتعداد ہو. **فلک**: آسمان. **نیل فام**: نیلے رنگ کا. **حبشی زادہ**: حبشی نسل کا، سیاہ فام نسل. **نورِ نبوت**: حضور اکرمؐ کی رسالت کی روشنی. **مستنیر**: روشن. **سینہ**: دِل. **اس صدا**: یعنی اذان. **شاہنشہ و فقیر**: مراد بلند مرتبہ اور حقیر سبھی لوگ. **اسود**: سیاہ، کالا. **احمر**: سُرخ. **اختلاط**: ملاپ. **ہم پہلو**: یعنی کندھے کے ساتھ کندھا ملانے والا. **نوائے جگر گداز**: دل کو جذبۂ عشق کی گرمی سے پگھلانے والی آواز. **گوش**: کان. **چرخِ پیر**: بوڑھا آسمان. **فیضِ عام**: سب کو فائدہ پہنچانے کی کیفیت. **رومی**: یعنی سکندرِ رومی.

مسلمان اور تعلیمِ جدید

تضمین بر شعرِ ملک قُمی

مُرشد کی یہ تعلیم تھی اے مسلمِ شوریدہ سر
لازم ہے رہرو کے لیے دُنیا میں سامانِ سفر

بدلی زمانے کی ہوا، ایسا تغیر آگیا
تھے جو گراں قیمت کبھی، اب ہیں متاعِ کس مخر

وہ شعلۂ روشن ترا، ظلمت گریزاں جس سے تھی
گھٹ کر ہُوا مثلِ شرر تارے سے بھی کم نُور تر

شیدائیِ غائب نہ رہ، دیوانۂ موجود ہو
غالب ہے اب اقوام پر معبودِ حاضر کا اثر

ممکن نہیں اس باغ میں کوشش ہو بار آور تری
فرسُودہ ہے پھندا ترا، زِیرک ہے مُرغِ تیز پر

اس دور میں تعلیم ہے امراضِ مِلّت کی دوا
ہے خونِ فاسد کے لیے تعلیم مثلِ نیشتر

رہبر کے ایما سے ہُوا تعلیم کا سودا مجھے
واجب ہے صحرا گرد پر تعمیلِ فرمانِ خضر

لیکن نگاہِ نکتہ بیں دیکھے زبُوں بختی مری
"رفتم کہ خار از پا کشم، محمل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دُور شد"

تعلیمِ جدید: دورِ حاضر کی تعلیم جس پر مغربی قوموں کی تعلیم کا اثر ہے. ملک قُمی: ایران کے مشہور شہر قُم کا رہنے والا تھا۔ ۱۵۷۹ء میں دکن پہنچا جہاں ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور نے اسے درباری شاعر بنایا۔ وفات ۱۶۱۵ء. مُرشد: رہنما، پیر. شوریدہ سر: دیوانہ، جس کا دماغ کام نہ کر رہا ہو. رہرو: راہ رو، مسافر. سامانِ سفر: زادِ رہ، سفر. تغیر: انقلاب. گراں قیمت: بہت مہنگی. متاعِ کس مخر: ایسی شے جسے کوئی نہ خریدے. شعلۂ روشن ترا: مراد عربی، فارسی اور مشرقی علوم کی تعلیم. ظلمت: تاریکی، جہالت. گریزاں: دوڑ جانے / دور ہونے والی. گھٹنا: کم ہونا. مثلِ شرر: چنگاری کی طرح. کم نُور تر: بہت کم روشنی والا. شیدائیِ غائب: آنکھوں سے اوجھل شے کا دیوانہ عاشق. معبودِ حاضر: موجودہ دور کے معبود یعنی مال و دولت اور اہلِ حکومت جن کی اب لوگ گویا پوجا کرتے ہیں. بار آور: کامیاب، جس کا کوئی نتیجہ سامنے آئے. فرسودہ: گھسا ہوا، بہت پرانا. پھندا: جال. زیرک: چالاک، ہوشیار. مرغِ تیز پر: تیز اُڑنے والا پرندہ، یہاں کی دوسری قومیں جو تعلیم میں آگے تھیں. امراض: جمع مرض، بیماریاں. خونِ فاسد: گندا خون. نیشتر: رگ کو چھیڑ کر خون نکالنے والا اوزار. ایما: حکم، اشارہ. سودا: جنون، عشق. واجب: ضروری. صحرا گرد: ریگستانوں میں پھرنے والا. خضر: مراد رہنما. نکتہ بیں: بھیدوں کو جاننے والا، گہری باتوں سے آگاہ. زبوں بختی: بدنصیبی.

رفتم کہ خار ..... نہاں شد از نظر

☆ میں نے چاہا کہ میں پاؤں سے کانٹا نکال لوں کہ اتنے میں محبوب کا کجاوہ نظروں سے دور / اوجھل ہو گیا۔

یک لحظہ غافل ..... صد سالہ راہم دُور شد

☆☆ میں نے ایک لحہ غفلت سے کام لیا اور اس طرح میرا راستہ سو سال دُور ہو گیا۔ (یعنی ایک پل کی غفلت انسان کو مقصد سے بہت دور پھینک دیتی ہے)

پھولوں کی شہزادی

کلی سے کہہ رہی تھی ایک دن شبنم گلستاں میں
رہی مَیں ایک مدّت غنچہ ہائے باغِ رضواں میں
تمھارے گُلستاں کی کیفیت سرشار ہے ایسی
نِگہ فردوس در دامن ہے میری چشمِ حیراں میں
سُنا ہے کوئی شہزادی ہے حاکم اس گلستاں کی
کہ جس کے نقشِ پا سے پھول ہوں پیدا بیاباں میں
کبھی ساتھ اپنے اُس کے آستاں تک مجھ کو تُو لے چل
چُھپا کر اپنے دامن میں برنگِ موجِ بُو لے چل

کلی بولی، سریر آرا ہماری ہے وہ شہزادی
درخشاں جس کی ٹھوکر سے ہوں پتھر بھی نگیں بن کر
مگر فطرت تری آفتندہ اور بیگم کی شان اونچی
نہیں ممکن کہ تُو پہنچے ہماری ہم نشیں بن کر
پہنچ سکتی ہے تُو لیکن ہماری شاہزادی تک
کسی دُکھ درد کے مارے کا اشکِ آتشیں بن کر
نظر اُس کی پیامِ عید ہے اہلِ مُحرّم کو
بنا دیتی ہے گوہر غم زدوں کے اشکِ پیہم کو

غنچہ ہائے باغِ رضواں: بہشت کی کلیاں. کیفیت: حالت، صورتِ حال. سرشار: مست کر دینے والی. نگہ: نگاہ. فردوس در دامن: جس کے دامن میں جنت ہو. چشمِ حیراں: حیرت اور تعجب میں ڈوبی ہوئی آنکھ. نقشِ پا: پاؤں کے نشان. آستاں: دہلیز، دربار. برنگِ موجِ بو: خوشبو کی لہر کی طرح. سریر آرا: یعنی تخت نشین. درخشاں: چمکدار، روشن. ٹھوکر: پاؤں کی ضرب. نگیں: ترشا ہوا ہیرا جو انگوٹھی میں لگایا جاتا ہے. افتندہ: گرنے والی. شان اونچی ہونا: بلند مرتبہ / بڑی عزت والا ہونا. ہم نشیں: ساتھ بیٹھنے والی، ساتھی. دکھ درد کا مارا: غموں دکھوں کا شکار. اشکِ آتشیں: آگ کی طرح گرم آنسو، پُرسوز آنسو. پیامِ عید: مراد خوشیوں کا پیغام. اہلِ محرم: یعنی غموں دکھوں کے ستائے ہوئے لوگ. غمزدہ: غموں کا مارا ہوا. اشکِ پیہم: لگاتار بہتے ہوئے آنسو.

تضمین بر شعرِ صائبؔ

کہاں اقبالؔ تُو نے آبنایا آشیاں اپنا
نوا اس باغ میں بلبل کو ہے سامانِ رُسوائی

شرارے وادیِ ایمن کے تُو بوتا تو ہے لیکن
نہیں ممکن کہ پھوٹے اس زمیں سے تُخمِ سِینائی

کلی زورِ نفَس سے بھی وہاں گُل ہو نہیں سکتی
جہاں ہر شے ہو محرومِ تقاضائے خود افزائی

قیامت ہے کہ فطرت سو گئی اہلِ گلستاں کی
نہ ہے بیدار دل پیری، نہ ہمّت خواہ برنائی

دلِ آگاہ جب خوابیدہ ہو جاتے ہیں سینوں میں
نوا گر کے لیے زہراب ہوتی ہے شکر خائی

نہیں ضبطِ نوا ممکن تو اُڑ جا اس گلستاں سے
کہ اس محفل سے خوشتر ہے کسی صحرا کی تنہائی

"ہماں بہتر کہ لیلیٰ در بیاباں جلوہ گر باشد
ندارد تنگنائے شہر تابِ حُسنِ صحرائی"

صائب: فارسی کا مشہور شاعر مرزا محمد علی، تخلص صائب۔ تبریز میں پیدا ہوا۔ آخر میں اصفہان چلا گیا جہاں ۱۶۶۹ء میں فوت ہوا۔ ضخیم کلیات اس سے یادگار ہے۔ سامانِ رسوائی: ذلت کا باعث۔ شرارے وادیِ ایمن کے: وادی ایمن کے شعلے مراد ایسے اشعار جو دلوں میں اسلام سے محبت، حرارت اور جوش و ولولہ پیدا کرتے ہیں۔ پھوٹنا: بیج کا اُگنا۔ تخمِ سینائی: بیج سینا مراد اسلام کی اشاعت بڑھنے کا عمل۔ زورِ نفس: بہت تیز پھونک۔ گُل ہونا: کِھل کر پھول بننا۔ تقاضائے خود افزائی: خود کو آگے بڑھانے کی خواہش۔ قیامت ہے: بہت دکھ کی بات ہے۔ فطرت سو جانا: انسان کا بالکل بے حس ہو جانا۔ اہلِ گلستاں: ملّت کے لوگ۔ بیدار دل: جہد و عمل کے جذبوں سے پُر دل۔ پیری: بڑھاپا، مراد بوڑھی نسل کے لوگ۔ ہمت خواہ: ہمت چاہنے والی۔ برنائی: جوانی، جوان نسل۔ دلِ آگاہ: باخبر دل، قومی و مذہبی تقاضوں سے باخبر۔ خوابیدہ: سویا ہوا۔ نوا گر: نغمہ گانے والا یعنی شاعر۔ زہراب: زہر ملا پانی، زہر۔ شکر خائی: شکر چبانا، دل کش اور شیریں اشعار کہنا۔ ضبطِ نوا: آواز کو روکنے کا عمل۔ ممکن: ہو سکنے والی بات۔ محفل: بزم، انجمن، قوم۔ خوشتر: زیادہ اچھی۔ تنہائی: اکیلا پن۔ ☆ بہتر تو یہی ہے کہ لیلیٰ بیابان میں اپنا جلوہ دکھائے کیونکہ شہر کی تنگ جگہ صحرائی حسن کو برداشت نہیں کر سکتی۔

فردوس میں ایک مکالمہ

ہاتِف نے کہا مجھ سے کہ فردوس میں اک روز
حالؔی سے مخاطب ہوئے یوں سعدیؔ شیراز

اے آنکہ ز نورِ گُہرِ نظمِ فلک تاب
دامن بہ چراغِ مہ و اختر زدہ ای باز!

کچھ کیفیتِ مسلمِ ہندی تو بیاں کر
واماندۂ منزل ہے کہ مصروفِ تگ و تاز

مذہب کی حرارت بھی ہے کچھ اس کی رگوں میں؟
تھی جس کی فلک سوز کبھی گرمیِ آواز

باتوں سے ہُوا شیخ کی حالؔی مُتاثّر
رو رو کے لگا کہنے کہ ”اے صاحبِ اعجاز

جب پیرِ فلک نے ورَقِ ایّام کا اُلٹا
آئی یہ صدا، پاؤ گے تعلیم سے اعزاز

آیا ہے مگر اس سے عقیدوں میں تزلزل
دنیا تو مِلی، طائرِ دِیں کر گیا پرواز

دِیں ہو تو مقاصد میں بھی پیدا ہو بلندی
فطرت ہے جوانوں کی زمیں گیر، زمیں تاز

مذہب سے ہم آہنگیِ افراد ہے باقی
دِیں زخمہ ہے، جمعِیّتِ مِلّت ہے اگر ساز

بنیاد لرَز جائے جو دیوارِ چمن کی
ظاہر ہے کہ انجامِ گلستاں کا ہے آغاز

پانی نہ مِلا زمزمِ مِلّت سے جو اس کو
پیدا ہیں نئی پود میں اِلحاد کے انداز

یہ ذکر حضورِ شہِ یثرِبؐ میں نہ کرنا
سمجھیں نہ کہیں ہند کے مسلم مجھے غمّاز

مُحرما نتواں یافت ازاں خار کہ کشتیم
دیبا نتواں بافت ازاں پشم کہ رشتیم"
(سعدی)

مکالمہ: باہم گفتگو/بات چیت کرنا. ہاتف: غیب کا فرشتہ، غیبی آواز. حالیؔ: اُردو کے مشہور شاعر اور غالبؔ کے

شاگردِ خاص مولانا الطاف حسین حالی. مخاطب ہونا: بات کرتے وقت دوسرے کو متوجہ کرنا. سعدیِ شیراز: فارسی کے مشہور شاعر، گلستان اور بوستان جیسی بین الاقوامی شہرت کی مالک کتابوں کے مصنف کا نام شرف الدین، لقب مصلح، تخلص سعدی، شیراز میں ولادت ۱۱۹۳ء میں ہوئی۔ مدرسۂ نظامیہ بغداد میں تعلیم پائی۔ ۳۰ برس سے زیادہ کا عرصہ سفر و سیاحت میں گزارا۔ وفات ۱۲۹۱ء بمقام شیراز۔ آپ کا مدفن ''سعدیہ'' کہلاتا ہے.

☆ اے وہ شخص تو نے آسمان کو چمکانے والی اپنی شاعری کے موتی کی روشنی سے چاند اور ستاروں کا چراغ بجھا دیا ہے۔ کیفیت: حالت، صورتِ حال. مسلمِ ہندی: ہندوستان کے مسلمان. بیاں کر: بتا. واماندۂ منزل: منزل سے پیچھے رہا ہوا. مصروفِ تگ و تاز: بھاگ دوڑ یعنی جدوجہد میں لگا ہوا. مذہب کی حرارت: اسلام کا پرجوش جذبہ. فلک سوز: آسمان کو جلانے والی. گرمیِ آواز: آواز میں ایسی حرارت جو دلوں کو پگھلا دے. شیخ: مراد شیخ سعدی. صاحبِ اعجاز: معجزہ دکھانے والا، ایسا شاعر جس کا کلام کرامت کی طرح ہے. پیرِ فلک: آسمان کا بوڑھا، یعنی آسمان. ورقِ ایام کا اُلٹا: زمانے کے ورق بدلے یعنی انقلاب آیا. صدا: آواز. اعزاز: عزت، شان. عقیدہ: اعتقاد. تزلزل: حرکت کرنا مراد تبدیلی، انقلاب. طائرِ دیں کر گیا پرواز: دین کا پرندہ اڑ گیا یعنی دین سے محبت ختم ہو گئی. زمیں گیر: زمین پکڑنے والی، پست. زمیں تاز: زمین حاصل کرنے کے لیے کوشش کرنے والے. ہم آہنگیِ افراد: اہلِ قوم کا آپس میں خیالات کا اتفاق. زخمہ: مضراب، لوہے کا چھلا جس سے ساز بجایا جاتا ہے. جمعیتِ ملت: قوم کا جماعت کی صورت میں ہونا. لرزتا: ہلنا. انجام: اخیر. زمزم: کعبہ اور صفا و مروہ کے درمیان واقع چشمہ جو حضرت اسمٰعیلؑ کی شیر خوارگی کے زمانے میں، پیاس کے مارے ان کے ایڑیاں رگڑنے سے زمین سے جاری ہوا تھا اور آج بھی اس کا پانی حاجی اپنے ساتھ لاتے ہیں. زمزمِ ملت: مراد قوم کی طرف سے تلقین و تعلیم. الحاد: کفر، اللہ کے وجود سے انکار. ذکر: بات. حضور: خدمت میں. شہِ یثربؐ: یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم. غماز: چغلی کھانے والا. ☆☆ جو کانٹا ہم نے بویا ہے اس سے کھجور کا پھل حاصل نہیں کیا جا سکتا، اس اُون سے، جو ہم نے کاتی ہے، ریشم نہیں بُنا جا سکتا۔

مذہب

تضمین بر شعرِ میرزا بیدلؔ

تعلیمِ پیرِ فلسفۂ مغربی ہے یہ
ناداں ہیں جن کو ہستیِ غائب کی ہے تلاش
پیکر اگر نظر سے نہ ہو آشنا تو کیا
ہے شیخ بھی مثالِ برہمن صنم تراش
محسوس پر بنا ہے علومِ جدید کی
اس دور میں ہے شیشہ عقائد کا پاش پاش

مذہب ہے جس کا نام، وہ ہے اک جنونِ خام
ہے جس سے آدمی کے تخیل کو انتعاش
کہتا مگر ہے فلسفۂ زندگی کچھ اور
مجھ پر کیا یہ مُرشدِ کامل نے راز فاش
"با ہر کمال اندکے آشفتگی خوش است
ہر چند عقلِ کُل شدہ ای بے جنوں مباش"

میرزا بیدل: میرزا عبدالقادر، تخلص بیدل۔ عظیم آباد میں ۱۰۵۴ھ میں پیدا ہوئے۔ برصغیر کے مشہور فارسی شاعروں میں سے ہیں۔ ۱۱۳۳ھ میں فوت ہوئے۔ پیرِ فلسفۂ مغربی: یورپ کا سب سے بڑا فلسفی / فلسفہ دان۔ ہستیِ غائب: مراد خدا کا وجود۔ پیکر: جسم، وجود۔ نظر سے آشنا ہونا: سامنے نظر آنا۔ شیخ: مسلمانوں کا مذہبی رہنما / پیشوا۔ برہمن: ہندوؤں کا مذہبی پیشوا۔ صنم تراش: بت گھڑنے والا۔ محسوس: جو نظر آئے یا انسانی حواس اسے پالیں۔ بِنا: بنیاد۔ عقائد: جمع عقیدہ، مذہبی اعتقادات۔ پاش پاش: ٹکڑے ٹکڑے۔ جنونِ خام: کچی دیوانگی، یعنی عقل کے خلاف، حماقت۔ تخیل: ذہن میں پیدا ہونے والے خیالات جنھیں لفظوں میں بیان کیا جائے۔ استعاش: بلند ہونے کی کیفیت۔ مرشدِ کامل: کامل رہنما، یعنی میرزا بیدل۔ فاش کرنا: کھولنا، ظاہر کرنا۔

☆ جو بھی کمال حاصل ہو اس کے ساتھ کسی قدر دیوانگی ہونا اچھا ہے۔ اگرچہ تو عقلِ کل ہی کیوں نہ بن گیا ہو پھر بھی دیوانگی کے بغیر نہیں رہنا چاہیے۔

جنگِ یرموک کا ایک واقعہ

صف بستہ تھے عرب کے جوانانِ تیغ بند
تھی منتظر حِنا کی عُروسِ زمینِ شام

اِک نوجوان صورتِ سیماب مُضطرب
آکر ہُوا امیرِ عساکر سے ہم کلام

اے بو عبیدہ رُخصتِ پیکار دے مجھے
لبریز ہو گیا مرے صبر و سکُوں کا جام

بے تاب ہو رہا ہُوں فراقِ رسُولؐ میں
اک دم کی زندگی بھی محبت میں ہے حرام

جاتا ہُوں مَیں حضورِ رسالت پناہؐ میں
لے جاؤں گا خوشی سے اگر ہو کوئی پیام

یہ ذوق و شوق دیکھ کے پُرنم ہوئی وہ آنکھ
جس کی نگاہ تھی صفَتِ تیغِ بے نیام

بولا امیرِ فوج کہ "وہ نوجواں ہے تُو
پیروں پہ تیرے عشق کا واجب ہے احترام

پُوری کرے خدائے محمدؐ تری مُراد
کتنا بلند تیری محبت کا ہے مقام!

پہنچے جو بارگاہِ رسُولِ امیںؐ میں تُو
کرنا یہ عرض میری طرف سے پس از سلام

ہم پر کرم کِیا ہے خدائے غیور نے
پُورے ہوئے جو وعدے کیے تھے حضورؐ نے"

جنگ یرموک: یرموک، دمشق کے قریب ایک میدان کا نام ہے جس میں ۱۳ھ میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ اسلامی فوج بیس ہزار، سپہ سالار حضرت ابوعبیدہؓ جب کہ رومی فوج دو لاکھ تھی۔ مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی. صف بستہ: قطار باندھے ہوئے. جوانانِ تیغ بند: تلواروں سے مسلح فوجی. عروس: دلہن. زمینِ شام: مُلک شام کی سرزمین. صورتِ سیماب مضطرب: پارے کی طرح بے قرار. امیر: سردار، سالار. عساکر: جمع عسکر، فوجیں. ہم کلام: کسی دوسرے کے ساتھ بات کرنے والا. بوعبیدہؓ: اسلامی فوج کے سپہ سالار۔ عامر نام، ابوعبیدہ کنیت، امین الامت لقب۔ حضرت ابوبکرؓ کی دعوت پر اسلام قبول کیا، صحابی تھے، مختلف جنگوں میں شریک ہوئے اور فتح پائی۔ ۱۸ھ میں ملک شام میں طاعون کی وبا پھیلی جس میں بعمر ۵۸ برس، بمقام جابیہ فوت ہوئے. رخصتِ پیکار: لڑنے کی اجازت. لبریز ہونا: بھر جانا. جام: پیالہ. فراق: دُوری. دَم: پَل، گھڑی، لمحہ. حرام: ناجائز مراد بے مزہ. حضورِ رسالت پناہؐ میں: حضور اکرمؐ کی خدمتِ اقدس میں. ذوق و شوق: جذبۂ جہاد. پُرنم ہونا: آنسو آنا. تیغ بے نیام: ننگی تلوار، کاٹ ڈالنے والی تلوار. پیروں: جمع پیر، بوڑھے، بڑی عمر کے، بزرگوں. عشق: حضور اکرمؐ سے محبت اور جہاد کا جذبہ. خدائے محمدؐ: یعنی خدا تعالیٰ. مُراد: مراد، آرزو، خواہش. بارگاہ: دربار. رسولِ امیںؐ: حضور اکرمؐ جنھیں امین کہا جاتا ہے. پس از سلام: سلام کے بعد. غیور: غیرت مند.

مذہب

اپنی مِلّت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسُولِ ہاشمی

اُن کی جمعِیّت کا ہے مُلک ونسَب پر انحصار
قُوّتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعِیّت تری

دامنِ دِیں ہاتھ سے چُھوٹا تو جمعِیّت کہاں
اور جمعِیّت ہوئی رُخصت تو مِلّت بھی گئی

قیاس کرنا: دو چیزوں کو ایک جیسا سمجھنا. اقوامِ مغرب: یورپ کی قومیں. خاص: خاصیت کی. ترکیب: بناوٹ. رسولِ ہاشمیؐ: حضرت محمدؐ جو حضرت ہاشم کی اولاد سے تھے. جمعیّت: جماعت کی صورت. مُلک: جغرافیائی حدود پر مشتمل خطۂ زمین. انحصار: دارومدار. مستحکم: مضبوط، محکم. جمعیّت کہاں: یعنی جمعیت ختم. رخصت ہونا: مراد ختم ہونا. مِلّت بھی گئی: قوم کا وجود بھی مٹ گیا.

پیوستہ رہ شجر سے، اُمیدِ بہار رکھ

ڈالی گئی جو فصلِ خزاں میں شجر سے ٹوٹ
ممکن نہیں ہری ہو سحابِ بہار سے

ہے لازوال عہدِ خزاں اُس کے واسطے
کچھ واسطہ نہیں ہے اُسے برگ و بار سے

ہے تیرے گُلستاں میں بھی فصلِ خزاں کا دَور
خالی ہے جَیبِ گُل زرِ کامل عِیار سے

جو نغمہ زن تھے خَلوَتِ اوراق میں طیور
رُخصت ہوئے ترے شجرِ سایہ دار سے

شاخِ بُریدہ سے سبق اندوز ہو کہ تُو
ناآشنا ہے قاعدۂ روزگار سے

ملّت کے ساتھ رابطۂ اُستوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے، اُمیدِ بہار رکھ!

پیوستہ رہنا: وابستہ یا ساتھ ملے رہنا. شجر: درخت، قوم. ڈالی: ٹہنی. فصل: موسم. ہری ہونا: سرسبز ہونا. سحاب: بادل. بہار: موسمِ بہار. لازوال: ختم نہ ہونے والا. عہد: زمانہ، موسم. برگ و بار: پتے اور پھل. جَیبِ گُل: پھول کی تھیلی، مراد مسلمان. زرِ کامل عیار: کسوٹی پر پورا اُترنے والا، خالص سونا، مراد ایمان. نغمہ زن: چہچہانے والے. خلوتِ اوراق: پتوں کی تنہائی. طیور: جمع طائر، پرندے، یعنی وہ پرانے مسلمان جو اپنے جذبوں اور عمل سے باغِ اسلام کی رونق کا باعث تھے. شجرِ سایہ دار: گھنے پتوں کے سبب سایہ رکھنے والا درخت، مراد ملت، قوم. شاخِ بریدہ: درخت کی کٹی ہوئی ٹہنی، مراد قوم سے کٹا ہوا فرد. سبق اندوز: عبرت حاصل کرنے والا. نا آشنا: بے خبر، ناواقف. قاعدۂ روزگار: زمانے کا دستور / طور طریقہ. رابطۂ استوار: مضبوط تعلق. شجر: مراد قوم.

شبِ معراج

اخترِ شام کی آتی ہے فلک سے آواز
سجدہ کرتی ہے سحر جس کو، وہ ہے آج کی رات
رہِ یک گام ہے ہمّت کے لیے عرشِ بریں
کہہ رہی ہے یہ مسلمان سے معراج کی رات

شبِ معراج: ۲۶ اور ۲۷ ویں رجب کی درمیانی رات جس میں حضور اکرمؐ حضرت جبرئیل کی معیت میں بُراق پر سوار ہو کر آسمانوں پر تشریف لے گئے. اخترِ شام: شام کا ستارہ. سحر کا رات کو سجدہ کرنا: مراد وہ رات اتنی منوّر تھی کہ صبح کی روشنی اس کے سامنے ہیچ تھی. رہِ یک گام: ایک قدم کا راستہ، بہت تھوڑا فاصلہ. عرشِ بریں: خدا تعالیٰ کا عرش / تخت.

پھول

تجھے کیوں فکر ہے اے گُل دلِ صد چاک بلبل کی
تُو اپنے پیرہن کے چاک تو پہلے رفُو کر لے
تمنّا آبرو کی ہو اگر گُلزارِ ہستی میں
تو کانٹوں میں اُلجھ کر زندگی کرنے کی خُو کر لے

صنوبر باغ میں آزاد بھی ہے، پا بہ گِل بھی ہے
اِنھی پابندیوں میں حاصل آزادی کو تُو کر لے

تنک بخشی کو اِستغنا سے پیغامِ خجالت دے
نہ رہ منّت کشِ شبنم، نِگُوں جام و سبو کر لے

نہیں یہ شانِ خود داری، چمن سے توڑ کر تجھ کو
کوئی دستار میں رکھ لے، کوئی زیبِ گلو کر لے

چمن میں غنچۂ گُل سے یہ کہہ کر اُڑ گئی شبنم
مذاقِ جورِ گُل چیں ہو تو پیدا رنگ و بو کر لے

اگر منظور ہو تجھ کو خزاں ناآشنا رہنا
جہانِ رنگ و بو سے، پہلے قطعِ آرزُو کر لے

اسی میں دیکھ، مُضمَر ہے کمالِ زندگی تیرا
جو تجھ کو زینتِ دامن کوئی آئینہ رُو کر لے

دلِ صد چاک: سیکڑوں، مشکلات میں الجھنا، سوراخوں والا یا زخمی دل. **رفو کرنا:** ٹانکا لگانا. **گلزارِ ہستی:** وجود کا باغ، دنیا. **کانٹوں میں اُلجھنا:** مراد مشکلات کا مقابلہ کرنا. **خُو:** عادت. **زندگی کرنا:** زندگی گزارنا. **صنوبر:** سرو کی ایک قسم، یہ درخت بہار اور خزاں میں آزادی کی نوید ہے. **پا بہ گِل:** جس کے پاؤں / جڑیں مٹی میں دھنسے ہوں. **تنگ بخشی:** تھوڑا یا ضرورت سے کم دینے کی کیفیت. **استغنا:** بے نیازی، بے پروائی. **خجالت:** شرمندگی. **منت کش:** احسان اُٹھانے والا. **نگوں:** اُلٹا. **سبو:** پیالہ. **خودداری:** غیرت، دوسروں کا احسان نہ اُٹھانے کا عمل. **دستار:** پگڑی. **زیبِ گلو کرنا:** گلے کا ہار بنا لینا. **غنچۂ گل:** پھول کی کلی. **مذاق:** ذوق شوق. **جورِ گل چیں:** پھول توڑنے والے کا ظلم. **رنگ و بو:** رنگ اور خوشبو. **خزاں نا آشنا:** جس پر خزاں نہ آئے، جو کبھی نہ مُرجھائے. **جہانِ رنگ و بو:** یہ مادی دنیا، کائنات. **قطعِ آرزو:** خواہش ختم کر لینا. **مضمر:** چُھپا ہوا. **کمال:** ترقی، خوبی. **زینت دامن:** پلو کی سجاوٹ، گلے کا ہار. **آئینہ رُو:** آئینے کی طرح مراد حسین عورت.

شیکسپیئر

شفقِ صبح کو دریا کا خرام آئینہ
نغمۂ شام کو خاموشیِ شام آئینہ

برگِ گُل آئنۂ عارضِ زیبائے بہار
شاہدِ مے کے لیے حجلۂ جام آئینہ

حُسن آئینۂ حق اور دل آئینۂ حُسن
دلِ انساں کو ترا حُسنِ کلام آئینہ

ہے ترے فکرِ فلک رس سے کمالِ ہستی
کیا تری فطرتِ روشن تھی مآلِ ہستی

تجھ کو جب دیدۂ دیدار طلب نے ڈھونڈا
تابِ خورشید میں خورشید کو پنہاں دیکھا

چشمِ عالَم سے تو ہستی رہی مستور تری
اور عالَم کو تری آنکھ نے عُریاں دیکھا

حفظِ اَسرار کا فطرت کو ہے سودا ایسا
رازداں پھر نہ کرے گی کوئی پیدا ایسا

شیکسپیئر: ولیم شیکسپیئر، انگریزی زبان کا مشہور ترین ڈرامہ نگار اور شاعر (۲۶ اپریل ۱۵۶۴ء۔ ۱۶۱۶ء) مشہور ڈرامے: ہیملٹ، رومیو جولیٹ، میکبتھ..... شفق: سُرخی. خرام: چلنا، بہنا. آئینہ: شیشہ یعنی پانی میں آسمانی سُرخی نظر آتی ہے. نغمۂ شام: شام کا ترانہ. برگِ گل: پھول کی پتی. عارضِ زیبا: خوبصورت گال. شاہد: حسین، محبوب. حجلہ: سجا ہوا چھپر کھٹ. آئینۂ حق: یعنی حُسن کو دیکھ کر خدا کی قدرت کا پتا چلتا ہے. حُسنِ کلام: دل کش شاعری. فکرِ فلک رس: آسمان تک پہنچنے والا یعنی بلند تخیل. کمالِ ہستی: زندگی / وجود کی تکمیل یا ہنر. فطرتِ روشن: ایسا مزاج / تخلیقی قوت جس کی روشنی میں انسانی جذبوں کا پتا چلے. مآل: انجام، اخیر. دیدۂ دیدار طلب: دیکھنے کی خواہشمند نگاہیں. تابِ خورشید: سورج کی روشنی. پنہاں: چُھپا ہوا. مستور: چُھپی ہوئی. عُریاں: ظاہر. حفظِ اسرار: بھیدوں کی حفاظت یعنی بھید ظاہر نہ ہونے دینا. سودا: دُھن. رازداں..... ایسا: یعنی شیکسپیئر جس نے قدرت (Nature) کے مظاہر کا گہرا مشاہدہ کیا.

میں اور تُو

نہ سلیقہ مجھ میں کلیم کا نہ قرینہ تجھ میں خلیل کا
میں ہلاکِ جادوئے سامری، تُو قتیلِ شیوۂ آزری
میں نوائے سوختہ در گلو، تو پریدہ رنگ، رمیدہ بُو
میں حکایتِ غمِ آرزو، تُو حدیثِ ماتمِ دِلبری
مرا عیش غم، مرا شہد سم، مری بود ہم نفَسِ عدم
ترا دل حرم، گرَوِ عجم، ترا دِیں خریدۂ کافری
دَمِ زندگی رَمِ زندگی، غمِ زندگی سَمِ زندگی
غمِ رم نہ کر، سمِ غم نہ کھا کہ یہی ہے شانِ قلندری
تری خاک میں ہے اگر شرر تو خیالِ فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قُوّتِ حیدری
کوئی ایسی طرزِ طواف تُو مجھے اے چراغِ حرم بتا!
کہ ترے پتنگ کو پھر عطا ہو وہی سرِشتِ سمندری
گِلۂ جفائے وفا نما کہ حرم کو اہلِ حرم سے ہے
کسی بُت کدے میں بیاں کروں تو کہے صنم بھی 'ہَری، ہَری'

نہ ستیزہ گاہِ جہاں نئی نہ حریفِ پنجہ فگن نئے
وہی فطرتِ اَسَدُ اللّٰہی، وہی مرحبی، وہی عنتری

کرم اے شہِ عرَب و عجم کہ کھڑے ہیں منتظرِ کرم
وہ گدا کہ تُو نے عطا کِیا ہے جنھیں دماغِ سکندری

کلیم کا: یعنی حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ جیسا. قرینہ: ڈھنگ، شعور. خلیل: حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ. جادوئے سامری: سامری کا جادو افریب، حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں سامری نے سونے کا بچھڑا بنا کر اس پر کچھ جادو کیا، جس سے وہ بولنے لگا۔ سامری نے بنی اسرائیل سے یہ کہہ کر اس کی پوجا کروائی کہ یہ خدا ہے. قتیل: مارا ہوا، ہلاک. شیوہ: طریقہ، انداز، عادت. آزری: آزر ہونا، بمعنی بت تراش، مراد فرقوں کے بت. نوائے سوختہ در گلو: جس کے گلے میں آواز جل کر رہ گئی ہو. پریدہ رنگ: جس کے چہرے کا رنگ اُڑا ہوا ہو. رمیدہ بو: اُڑی ہوئی خوشبو والا، دکھوں کا مارا. حکایتِ غمِ آرزو: تمنا کے غم کی داستان. حدیثِ ماتمِ دلبری: محبوب کی جدائی کے دکھ کا بیان. مرا عیش غم: میری خوشی بھی غم ہی ہے. مرا شہد سم: میرا شہد زہر کی صورت ہے. مری بود: میرا وجود، میری ہستی. ہم نفسِ عدم: فنا کی ساتھی، یعنی فنا، نیستی. حرم: کعبہ، اسلامی تہذیب. گرد عجم: یعنی غیر اسلامی تہذیب کا شیدائی. خریدۂ کافری: کفر کا خریدا ہوا، جسے کفر نے خرید لیا ہو. دمِ زندگی رمِ زندگی: زندگی کا ہر سانس زندگی کی دوڑ، یعنی ختم ہونا ہے. غمِ زندگی سمِ زندگی: زندگی کا دکھ زندگی کے لیے زہر ہے. غمِ رم: زندگی کی دَوڑ کا دکھ. شانِ قلندری: بے نیازی کی شان / آبرو. شرر: مراد عشقِ حقیقی کی چنگاری. فقر و غنا: غریبی اور امیری. نانِ شعیر: جو کی روٹی جو حضرت علیؓ کھایا کرتے تھے. قوتِ حیدریؓ: حضرت علیؓ کی سی کفر و باطل کو فنا کرنے والی طاقت. طوف: طواف، کسی چیز کے اردگرد چکر لگانا. پتنگ: پتنگا، عاشق. سرشتِ سمندری: سمندر کی سی فطرت (سمندر ایسا کیڑا جو آگ میں رہتا ہے اور آگ کھاتا ہے) مراد عشق کی گرمی. جفائے وفا نما: ایسی سختی جو بظاہر وفا معلوم ہو. حرم: کعبہ، مراد اسلام. اہلِ حرم: مسلمان. ہری ہری: خدا خدا. ستیزہ گاہ: میدانِ جنگ. پنجہ فگن: پنجے میں پنجہ ڈال کر لڑنے والا. اسد اللّٰہی: خدا کے شیر (حضرت علیؓ کا لقب) کی سی. مرحبی: مرحب (ایک یہودی پہلوان) سے تعلق رکھنے والی۔ یہ جنگ خیبر (۶۲۸ء) میں حضرت علیؓ کے ہاتھوں مارا گیا. عنتری: عنتر جیسی (مرحب کا بھائی، یہ یہودی پہلوان بھی حضرت علیؓ کے ہاتھوں مذکورہ جنگ میں مارا گیا). شہِ عرب و عجم: عرب اور عجم کے بادشاہ، حضور نبی کریمؐ. گدا: فقیر، مراد مسلمان. دماغِ سکندری: سکندر اعظم کا دماغ، فتح مندی کا بلند جذبہ.

اَسیری

ہے اسیری اعتبار افزا جو ہو فطرت بلند
قطرۂ نیساں ہے زندانِ صدَف سے ارجمند

مُشکِ اَذفر چیز کیا ہے، اک لہو کی بوند ہے
مُشک بن جاتی ہے ہو کر نافۂ آہُو میں بند

ہر کسی کی تربیت کرتی نہیں قُدرت، مگر
کم ہیں وہ طائر کہ ہیں دام و قفس سے بہرہ مند

"شہپرِ زاغ و زغن در بندِ قید و صید نیست
ایں سعادت قسمتِ شہباز و شاہیں کردہ اند"

اعتبار افزا: قابل بھروسہ. فطرت بلند ہونا: ارادے بلند ہوں، سوچ عمدہ ہو. قطرۂ نیساں: موسمِ بہار کی بارش کا قطرہ جو سیپی کے منہ میں پڑ کر موتی بنتا ہے. صدف: سیپی. ارجمند: قیمت/قدر والا. مشک اذفر: خالص اور تیز خوشبو والی مشک. اک لہو کی بوند: ہرن کی ناف سے نکلے ہوئے خون کی جمی ہوئی خوشبودار بوند. نافۂ آہو: ہرن کی ناف. تربیت: زندگی گزارنے کے طور طریقے سکھانے کا عمل. طائر: پرندہ. دام: جال. قفس: پنجرہ. بہرہ مند: حصہ پانے والا. شہپرِ زاغ ..... شاہین کردہ اند: ☆ (یہ شعر حافظ کا ہے): کوّے اور چیل کے بڑے پر پنجرے میں بند کرنے اور شکار کرنے کے لائق نہیں ہیں، یہ خوش بختی تو شہباز اور شاہین جیسے پرندوں کے لیے لکھی گئی ہے۔

دریوزۂ خلافت

اگر مُلک ہاتھوں سے جاتا ہے، جائے
تُو احکامِ حق سے نہ کر بے وفائی

نہیں تجھ کو تاریخ سے آگہی کیا
خلافت کی کرنے لگا تُو گدائی

خریدیں نہ جس کو ہم اپنے لہو سے
مسلماں کو ہے ننگ وہ پادشائی

"مرا از شکستن چناں عار ناید
کہ از دیگراں خواستن مومیائی"

☆

دریوزۂ خلافت: خلافت کی بھیک، اشارہ ہے خلافت کمیٹی کی طرف جس کا اجلاس دسمبر ۱۹۱۹ء میں بمقام امرتسر ہوا جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایک وفد انگلستان بھیج کر حکومتِ برطانیہ سے کہا جائے کہ وہ "خلافت" کو ختم نہ کرے۔ مولانا شوکت اور ان کے بھائی مولانا محمد علی جوہر اس تحریک کے نگران تھے. **ہاتھوں سے جانا:** اپنے قبضے سے نکل کر دوسروں کے قبضے میں جانا. **احکامِ حق:** خدا نے جو حکم دیے ہیں. **بے وفائی:** دغا بازی، بد عہدی. **آگہی:** آگاہی، واقفیت، باخبری. **خلافت:** مسلمانوں کا طرزِ حکومت، جس کا سربراہ خلیفہ کہلاتا ہے. **گدائی:** بھیک مانگنا. **لہو سے خریدنا:** یعنی باقاعدہ جہاد کر کے حاصل کرنا. **ننگ:** ذلت کا باعث، رسوائی. **پادشائی:** بادشاہت، حکمرانی، حکومت. **مرا از شکستن.....خواستن مومیائی:** ☆ (یہ شعر عمادی کا ہے۔ اصل شعر میں "عار" کی بجائے "درد" اور "دیگراں" کی بجائے "ناکساں" ہے) مجھے ہڈی ٹوٹنے پر اتنی شرم نہیں آتی جتنی دوسروں سے مومیائی مانگنے پر آتی ہے۔

ہمایوں

(مسٹر جسٹس شاہ دین مرحوم)

اے ہمایوں! زندگی تیری سراپا سوز تھی
تیری چنگاری چراغِ انجمن افروز تھی

گرچہ تھا تیرا تنِ خاکی نزار و دردمند
تھی ستارے کی طرح روشن تری طبعِ بلند

کس قدر بے باک دل اس ناتواں پیکر میں تھا
شعلۂ گردُوں نوَرد اِک مُشتِ خاکستر میں تھا

موت کی لیکن دلِ دانا کو کچھ پروا نہیں
شب کی خاموشی میں جُز ہنگامۂ فردا نہیں

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتامِ زندگی
ہے یہ شامِ زندگی صبحِ دوامِ زندگی

ہمایوں: میاں محمد شاہ دین، ہمایوں تخلص (۱۲ اپریل ۱۸۶۸ء۔۲ جولائی ۱۹۱۸ء) پنجاب کے میاں خاندان سے

تعلق تھا۔ شاعری کرتے تھے۔ مجموعۂ کلام ''جذباتِ ہمایوں'' ہے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے بشیر احمد نے رسالہ ''ہمایوں'' نکالا۔ اُس کے لیے علامہ نے یہ نظم لکھی. سراپا سوز: پورے طور پر جلانے والی. چنگاری: شرارہ، ہمایوں کی طرف اشارہ ہے جن کی زندگی قومی خدمات کے حوالے سے مشعلِ راہ ہے. چراغِ انجمن افروز: محفل کو روشن کرنے والا دِیا، مراد بیحد مفید. تنِ خاکی: جسم. نزار: کمزور، دُبلا پتلا. طبعِ بلند: یعنی بلند ارادوں والی طبیعت. ناتواں پیکر: کمزور بدن. شعلہ گردوں نورد: آسمان پر پھرنے والا شعلہ. مشتِ خاکستر: مٹھی بھر راکھ. شب کی خاموشی میں جُو ہنگامۂ فردا نہیں: رات کی خاموشی میں آنے والے کل کی رونق اور چہل پہل کے سوا کچھ نہیں، یعنی موت کے بعد ایک نئی زندگی ہے. یہ شامِ زندگی: یعنی موت. صبحِ دوامِ زندگی: زندگی ہمیشہ ہمیشہ رہنے کی صبح، ہمیشہ کی زندگی.

خضرِ راہ

شاعر

ساحلِ دریا پہ مَیں اک رات تھا محوِ نظر
گوشۂ دل میں چُھپائے اک جہانِ اضطراب

شب سکُوت افزا، ہَوا آسودہ، دریا نرم سَیر
تھی نظر حیراں کہ یہ دریا ہے یا تصویرِ آب

جیسے گہوارے میں سو جاتا ہے طفلِ شِیر خوار
موجِ مُضطَر تھی کہیں گہرائیوں میں مستِ خواب

رات کے افسُوں سے طائر آشیانوں میں اسیر
انجمِ کم ضَو گرفتارِ طلسمِ ماہتاب

دیکھتا کیا ہوں کہ وہ پیکِ جہاں پیما خِضر
جس کی پیری میں ہے مانندِ سحر رنگِ شباب

کہہ رہا ہے مجھ سے، اے جویائے اَسرارِ ازل!
چشمِ دل وا ہو تو ہے تقدیرِ عالَم بے حجاب

دل میں یہ سُن کر بپا ہنگامۂ محشر ہُوا
مَیں شہیدِ جستجو تھا، یوں سخن گُستر ہُوا

اے تری چشمِ جہاں بیں پر وہ طوفاں آشکار
جن کے ہنگامے ابھی دریا میں سوتے ہیں خموش

'کشتیِ مسکین' و 'جانِ پاک' و 'دیوارِ یتیم'
علمِ موسیٰؑ بھی ہے تیرے سامنے حیرت فروش

چھوڑ کر آبادیاں رہتا ہے تُو صحرا نوَرد
زندگی تیری ہے بے روز و شب و فردا و دوش

زندگی کا راز کیا ہے، سلطنت کیا چیز ہے
اور یہ سرمایہ و محنت میں ہے کیسا خروش

ہو رہا ہے ایشیا کا خرقۂ دیرینہ چاک
نوجواں اقوامِ نَو دولت کے ہیں پَیرایہ پوش

گرچہ اسکندر رہا محرومِ آبِ زندگی
فطرتِ اسکندری اب تک ہے گرمِ ناؤ نوش

بیچتا ہے ہاشمی ناموسِ دینِ مصطفیٰؐ
خاک و خوں میں مِل رہا ہے تُرکمانِ سخت کوش

آگ ہے، اولادِ ابراہیمؑ ہے، نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصُود ہے!

جوابِ خضر

صحرانوردی

کیوں تعجب ہے مری صحرا نوَردی پر تجھے
یہ تگاپوئے دمادم زندگی کی ہے دلیل

اے رہینِ خانہ تُو نے وہ سماں دیکھا نہیں
گونجتی ہے جب فضائے دشت میں بانگِ رحیل

ریت کے ٹیلے پہ وہ آہُو کا بے پروا خِرام
وہ حضر بے برگ وساماں، وہ سفر بے سنگ ومیل

وہ نمودِ اخترِ سیماب پا ہنگامِ صبح
یا نمایاں بامِ گردُوں سے جبینِ جبرئیلؑ

وہ سکُوتِ شامِ صحرا میں غروبِ آفتاب
جس سے روشن تر ہُوئی چشمِ جہاں بینِ خلیلؑ

اور وہ پانی کے چشمے پر مقامِ کارواں
اہلِ ایماں جس طرح جنت میں گردِ سلسبیل

تازہ ویرانے کی سودائے محبت کو تلاش
اور آبادی میں تُو زنجیریِ کشت و نخیل

پختہ تر ہے گردشِ پیہم سے جامِ زندگی
ہے یہی اے بے خبر رازِ دوامِ زندگی

زندگی

برتر از اندیشۂ سُود و زیاں ہے زندگی
ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیمِ جاں ہے زندگی

تُو اسے پیمانۂ اِمروز و فردا سے نہ ناپ
جاوِداں، پیہم دواں، ہر دم جواں ہے زندگی

اپنی دُنیا آپ پیدا کر اگر زِندوں میں ہے
سِرِّ آدم ہے، ضمیرِ کُن فکاں ہے زندگی

زندگانی کی حقیقت کوہکن کے دل سے پوچھ
جوئے شِیر و تیشہ و سنگِ گراں ہے زندگی

بندگی میں گھٹ کے رہ جاتی ہے اک جوئے کم آب
اور آزادی میں بحرِ بے کراں ہے زندگی

آشکارا ہے یہ اپنی قوّتِ تسخیر سے
گرچہ اک مٹّی کے پیکر میں نہاں ہے زندگی

قُلزمِ ہستی سے تُو اُبھرا ہے مانندِ حباب
اس زیاں خانے میں تیرا امتحاں ہے زندگی

خام ہے جب تک تو ہے مٹّی کا اک انبار تُو
پختہ ہو جائے تو ہے شمشیرِ بے زنہار تُو

ہو صداقت کے لیے جس دل میں مرنے کی تڑپ
پہلے اپنے پیکرِ خاکی میں جاں پیدا کرے

پھونک ڈالے یہ زمین و آسمانِ مستعار
اور خاکستر سے آپ اپنا جہاں پیدا کرے

زندگی کی قوّتِ پنہاں کو کر دے آشکار
تا یہ چنگاری فُروغِ جاوِداں پیدا کرے

خاکِ مشرق پر چمک جائے مثالِ آفتاب
تا بدخشاں پھر وہی لعلِ گراں پیدا کرے

سُوئے گردُوں نالۂ شب گیر کا بھیجے سفیر
رات کے تاروں میں اپنے رازداں پیدا کرے

یہ گھڑی محشر کی ہے، تُو عرصۂ محشر میں ہے
پیش کر غافل، عمل کوئی اگر دفتر میں ہے!

سلطنت

آ بتاؤں تجھ کو رمزِ آیۂ 'اِنَّ المُلُوك'
سلطنت اقوامِ غالب کی ہے اک جادُوگری

خواب سے بیدار ہوتا ہے ذرا محکوم اگر
پھر سُلا دیتی ہے اُس کو حکمراں کی ساحری

جادوئے محمود کی تاثیر سے چشمِ ایاز
دیکھتی ہے حلقۂ گردن میں سازِ دلبری

خونِ اسرائیل آ جاتا ہے آخر جوش میں
توڑ دیتا ہے کوئی موسیٰ طلسمِ سامری

سروَری زیبا فقط اُس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی، باقی بُتانِ آزری

از غلامی فطرتِ آزاد را رُسوا مکُن
تا تراشی خواجہ ے از برہَمن کافر تری

ہے وہی سازِ کُہَن مغرب کا جمہوری نظام
جس کے پردوں میں نہیں غیر از نوائے قیصری

دیوِ استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب
تُو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری

مجلسِ آئین و اصلاح و رعایات و حقوق
طِبِّ مغرب میں مزے میٹھے، اثر خواب آوری

گرمیِ گفتارِ اعضائے مجالس، الاماں!
یہ بھی اک سرمایہ داروں کی ہے جنگِ زرگری

اس سرابِ رنگ و بو کو گُلسِتاں سمجھا ہے تُو
آہ اے ناداں! قفَس کو آشیاں سمجھا ہے تُو

سرمایہ ومحنت

بندۂ مزدور کو جا کر مرا پیغام دے
خضر کا پیغام کیا، ہے یہ پیامِ کائنات

اے کہ تجھ کو کھا گیا سرمایہ دارِ حیلہ گر
شاخِ آہُو پر رہی صدیوں تلک تیری برات

دستِ دولت آفریں کو مُزد یوں مِلتی رہی
اہلِ ثروت جیسے دیتے ہیں غریبوں کو زکات

ساحرِ المُوط نے تجھ کو دیا برگِ حشیش
اور تُو اے بے خبر سمجھا اسے شاخِ نبات

نسل، قومیّت، کلیسا، سلطنت، تہذیب، رنگ
خواجگی نے خوب چن چن کے بنائے مُسکِرات

کٹ مَرا ناداں خیالی دیوتاؤں کے لیے
سُکر کی لذّت میں تُو لُٹوا گیا نقدِ حیات

مکر کی چالوں سے بازی لے گیا سرمایہ دار
انتہائے سادگی سے کھا گیا مزدور مات

اُٹھ کہ اب بزمِ جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دَور کا آغاز ہے

ہمّتِ عالی تو دریا بھی نہیں کرتی قبول
غنچہ ساں غافل ترے دامن میں شبنم کب تلک

نغمۂ بیداریِ جمہور ہے سامانِ عیش
قصۂ خواب آورِ اسکندر و جم کب تلک

آفتابِ تازہ پیدا بطنِ گیتی سے ہُوا
آسماں! ڈُوبے ہوئے تاروں کا ماتم کب تلک

توڑ ڈالیں فطرتِ انساں نے زنجیریں تمام
دُوریِ جنت سے روتی چشمِ آدم کب تلک

باغبانِ چارہ فرما سے یہ کہتی ہے بہار
زخمِ گُل کے واسطے تدبیرِ مرہم کب تلک!

کرمکِ ناداں! طوافِ شمع سے آزاد ہو
اپنی فطرت کے تجلّی زار میں آباد ہو

دُنیائے اِسلام

کیا سُناتا ہے مجھے تُرک و عرب کی داستاں
مجھ سے کچھ پنہاں نہیں اسلامیوں کا سوز و ساز

لے گئے تثلیث کے فرزند میراثِ خلیلؑ
خشتِ بنیادِ کلیسا بن گئی خاکِ حجاز

ہو گئی رُسوا زمانے میں کُلاہِ لالہ رنگ
جو سراپا ناز تھے، ہیں آج مجبورِ نیاز

لے رہا ہے مے فروشانِ فرنگستاں سے پارس
وہ مئے سرکش حرارت جس کی ہے مِینا گُداز

حکمتِ مغرب سے مِلّت کی یہ کیفیّت ہوئی
ٹکڑے ٹکڑے جس طرح سونے کو کر دیتا ہے گاز

ہو گیا مانندِ آب ارزاں مسلماں کا لہو
مُضطرب ہے تُو کہ تیرا دل نہیں دانائے راز

گُفت رومی "ہر بِنائے کُہنہ کآباداں کنند"
می ندانی "اوّل آں بنیاد را ویراں کنند"

"مُلک ہاتھوں سے گیا مِلّت کی آنکھیں کُھل گئیں"
حق ترا چشمے عطا کرد ست غافل در نگر

مومیائی کی گدائی سے تو بہتر ہے شکست
مُورِ بے پر! حاجتے پیشِ سلیمانے مبر

ربط و ضبطِ مِلّتِ بیضا ہے مشرق کی نجات
ایشیا والے ہیں اس نکتے سے اب تک بے خبر

پھر سیاست چھوڑ کر داخل حصارِ دِیں میں ہو
مُلک و دولت ہے فقط حِفظِ حرم کا اک ثمر

ایک ہوں مُسلم حَرَم کی پاسبانی کے لیے
نِیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر

جو کرے گا امتیازِ رنگ و خوں، مِٹ جائے گا
تُرکِ خرگاہی ہو یا اعرابیِ والا گُہر

نسل اگر مسلم کی مذہب پر مُقدّم ہو گئی
اُڑ گیا دُنیا سے تُو مانندِ خاکِ رہ گزر

تا خلافت کی بِنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

اے کہ نشناسی خفی را از جلی ہُشیار باش
اے گرفتارِ ابُوبکرؓ و علیؓ ہُشیار باش

عشق کو فریاد لازم تھی سو وہ بھی ہو چکی
اب ذرا دل تھام کر فریاد کی تاثیر دیکھ

تُو نے دیکھا سطوَتِ رفتارِ دریا کا عُروج
موجِ مُضطر کس طرح بنتی ہے اب زنجیر دیکھ

عام حُرّیّت کا جو دیکھا تھا خواب اسلام نے
اے مسلماں آج تُو اُس خواب کی تعبیر دیکھ

اپنی خاکستر سمندر کو ہے سامانِ وجود
مر کے پھر ہوتا ہے پیدا یہ جہانِ پیر، دیکھ

کھول کر آنکھیں مرے آئینۂ گفتار میں
آنے والے دَور کی دُھندلی سی اک تصویر دیکھ

آزمودہ فتنہ ہے اک اور بھی گردُوں کے پاس
سامنے تقدیر کے رُسوائیِ تدبیر دیکھ

مسلم استی سینہ را از آرزو آباد دار
ہر زماں پیشِ نظر 'لَا یُخلِفُ المِیعَاد' دار

خضرِ راہ... شاعر

خضرِ راہ: اس نظم میں اُس دَور کے مسلمانوں کی زبوں حالی کو بذریعہ سوالات پیش کیا ہے۔ خلافت کا خاتمہ اور عربوں کی ترکوں سے غدّاری وغیرہ اس نظم کا پس منظر ہیں۔ یہ نظم ۱۹۲۱ء میں انجمن حمایتِ اسلام لاہور کے سالانہ اجلاس میں پڑھی گئی۔ نظم پڑھتے وقت علاّمہ اور سامعین پر گریہ طاری رہا. ساحلِ دریا: دریا کنارہ. محوِ نظر: دیکھنے میں مصروف. گوشہ: کونا. جہانِ اضطراب: بے چینی کی دنیا یعنی بے حد بے چینی. سکوت افزا: خاموشی بڑھانے والی. آسودہ: آرام کرنے والی، یعنی بند. نرم سیر: آہستہ آہستہ بہنے والا. تصویرِ آب: پانی کا عکس. گہوارہ: پنگوڑا، جُھولا. طفلِ شیر خوار: دودھ پینے والا بچہ. موجِ مضطر: بے قرار لہر. مستِ خواب: نیند میں

ڈوبی ہوئی. افسوں: جادو. طائر: پرندہ. آشیانوں: گھونسلوں. اسیر: قیدی. انجمِ کم ضو: تھوڑی روشنی والے ستارے. گرفتارِ طلسمِ ماہتاب: چاند کے جادو میں بندھے ہوئے، چاندنی میں ان کی روشنی ماند پڑی تھی. پیکِ جہاں پیما: دنیا بھر میں گھومنے پھرنے والا قاصد، نامہ بر. رنگِ شباب: جوانی کی سی تازگی. جویا: تلاش کرنے والا، جاننے کا خواہشمند. اسرارِ ازل: قدرت کے بھید. چشمِ دل: مراد بصیرت کی آنکھ، بصیرت. تقدیرِ عالم: کائنات کی حقیقتیں. ہنگامۂ محشر بپا ہونا: قیامت کا سا شور پیدا ہونا. شہید جستجو: تلاش کا مارا ہوا، حقیقت جاننے کا بیحد خواہشمند. سخن گستر: بات کرنے والا. چشمِ جہاں بیں: ایسی آنکھ جس نے دنیا کو خوب دیکھا ہو. سوتے ہیں خموش: یعنی ابھی برپا نہیں ہوئے. کشتیِ مسکین: ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت خضر اور حضرت موسیٰؑ ایک غریب کی کشتی میں سوار ہوئے تو خضرؑ نے اس کشتی میں سوراخ کیا۔ حضرت موسیٰؑ نے اعتراض کیا تو جواب دیا کہ بادشاہ کے آدمی بیگار میں کشتیاں پکڑ رہے تھے، سوراخ اس لیے کیا تا کہ اس غریب کی کشتی بچ جائے. جانِ پاک: اسی مذکورہ سفر میں خضرؑ نے ایک نوجوان کو قتل کر دیا، جس پر حضرت موسیٰؑ معترض ہوئے، خضرؑ نے جواب دیا کہ یہ نوجوان ملحد تھا اور ماں باپ مومن، اس کی کوشش تھی کہ والدین بھی ملحد ہوں، اس لیے اسے قتل کر دیا. دیوارِ یتیم: اسی طرح ایک بستی سے گزرتے ہوئے لوگوں سے کھانا مانگا تو انھوں نے انکار کر دیا۔ کچھ آگے بڑھے تو ایک مکان جس کی دیوار گرنے والی تھی حضرت خضر نے اس کی مرمت کر دی اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ اس دیوار کے نیچے دو یتیموں کے باپ کا خزانہ دفن ہے۔ اگر دیوار گر جاتی تو لوگ یہ خزانہ اُٹھا لے جاتے، اس کو محفوظ رکھنے کے لیے یہ دیوار بنائی. علمِ موسیٰؑ: حضرت موسیٰؑ کی بصیرت اور معجزے. حیرت فروش: بیحد حیران. صحرا نورد: ریگستانوں میں گھومنے پھرنے والا. بے روز و شب و فردا و دوش: دن، رات، آنے والے کل اور گزرے ہوئے کل کے بغیر، یعنی وقت کی قید سے آزاد. زندگی کا راز: زندگی کی حقیقت / اصلیت. خروش: شور، ٹکراؤ. خرقۂ دیرینہ چاک ہونا: پرانی گدڑی کا پھٹ جانا، مراد اپنے پرانے طور طریقے اور خصوصیات چھوڑ دینا. نوجواں: یعنی نئی نسل کے لوگ. اقوامِ نو دولت: وہ قومیں جنھیں نئی دولت ہاتھ لگی ہو. پیرایہ پوش: پیروی کرنے والے. اسکندر: سکندرِ رومی. آبِ زندگی: آبِ حیات جسے پینے والا ہمیشہ زندہ رہتا ہے. فطرتِ اسکندری: سکندر کا سا مزاج، فتوحات، بادشاہت. گرم ناؤ نوش: پینے پلانے میں مصروف. ہاشمی: مراد عرب حکمران جنھوں نے ۱۹۱۶ء میں ترکوں کے ساتھ غداری کی جس سے ترکی خلافت ختم ہو گئی. بیچتا ہے: اشارہ ہے عربوں کی اسی غداری کی طرف. ناموسِ دینِ مصطفیٰ: حضور اکرمؐ کے دین / اسلام کی عزت. خاک و خون میں ملنا: بری طرح تباہ ہونا. سخت کوش: بیحد محنتی جفاکش. آگ ہے اولادِ ابراہیمؑ ہے نمرود ہے: اشارہ ہے ۱۹۱۴ء کی عالمگیر جنگ کی آگ کی طرف، اولادِ ابراہیم یعنی مسلمان اور نمرود یعنی یہ جنگ

چھیڑنے والی یورپی قومیں. مقصود ہے: ارادہ/خواہش ہے.

جوابِ خضر... صحرانوردی

صحرانوردی: جنگلوں/بیابانوں میں چلنے پھرنے کی حالت. تگاپوئے دمادم: لگاتار بھاگ دوڑ. رہینِ خانہ: گھر میں پڑا رہنے والا، جدوجہد نہ کرنے والا. سماں: منظر. فضائے دشت: جنگل کا ماحول. بانگِ رحیل: روانہ ہونے کی آواز. آہو: ہرن. بے پروا خرام: بے خوفی اور مزے سے چلنا. حضر: موجود رہنا، سفر کی ضد. بے برگ وساماں: ساز واسباب کے بغیر. بے سنگ ومیل: مسافت کے تعین کے بغیر. نمود: ظاہر. اخترِ سیماب پا: پارے کے سے پاؤں والا یا ہلتے رہنے والا ستارہ. بامِ گردوں: آسمان کی چھت. جبین: پیشانی. سکوتِ شامِ صحرا: ریگستان میں شام کے وقت کی خاموشی. خلیل: حضرت ابراہیمؑ، جنھوں نے سورج، چاند وغیرہ کو دیکھ کر کہا تھا کہ یہ میرے خدا ہیں لیکن جب وہ غروب ہو گئے تو آپ نے فرمایا: غروب ہونے والے میرے خدا نہیں ہو سکتے اور یوں خدائے واحد پر ان کا ایمان پکا ہوا. مقامِ کارواں: قافلے کا پڑاؤ ڈالنا. سلسبیل: بہشت کا ایک چشمہ/نہر. تازہ ویرانہ: نئی غیر آباد جگہ. سودائے محبت: محبت کا مارا ہوا، دیوانہ عاشق. زنجیریِ کشت ونخیل: کھیتی اور کھجور کے درختوں سے دلچسپی میں پھنسا ہوا. پختہ تر: زیادہ پکا.

زندگی

برتر از سُود وزیاں: فائدے اور نقصان سے بالاتر. تسلیمِ جاں: جان خدا کی راہ میں قربان کرنا. پیمانۂ امروز و فردا: آج اور آئندہ کل کا پیمانہ مراد وقت کا پیمانہ. پیمانہ: ناپنے کا آلہ. پیہم دواں: مسلسل حرکت میں رہنے والی. ہر دم جواں: ہمیشہ تر وتازہ رہنے والی. آپ پیدا کر: یعنی جدوجہد اور عمل سے خود بنا. زندوں میں ہونا: جوش وجذبہ اور ولولہ والا ہونا. سرِّ آدم: انسان کی حقیقت/بھید. ضمیر: باطن، بھید، باطنی قوت. ''کُن فکاں'': قرآنی حوالہ، کائنات پیدا کرتے وقت خدا نے فرمایا ''ہو جا اور وہ ہو گئی'' یعنی کائنات وجود میں آ گئی. کوہ کن: پہاڑ کھودنے والا، فرہاد، شیریں کا عاشق. جوئے شِیر: دودھ کی ندی. تیشہ: پتھر کاٹنے والا لوہے کا اوزار. سنگِ گراں: بھاری پتھر مراد پہاڑ جسے فرہاد نے کاٹا. جوئے کم آب: تھوڑے پانی والی ندی. بحرِ بیکراں: وسیع سمندر جس کا کوئی کنارہ نہ ہو. قوتِ تسخیر: فتح کرنے یا اپنا تابع بنانے کی طاقت. مٹی کا پیکر: انسانی جسم. نہاں: چھپی ہوئی. قلزمِ ہستی: وجود کا سمندر، کائنات. اُبھرنا: اُونچا آنا. مانندِ حباب: بلبلے کی طرح. زیاں خانہ: نقصان کا گھر. خام: کچا، جذبۂ عمل سے خالی. پختہ: پکا ہوا، عمل اور جدوجہد کرنے والا. شمشیرِ بے زنہار: ایسی تلوار جس سے بچنا ممکن نہ ہو. مرنے کی تڑپ: جہاد میں شہید ہونے کی خواہش. پیکرِ خاکی: مٹی کا ڈھانچا، انسانی جسم. جاں: روح، جذبۂ عشق. پھونک ڈالنا: جلا ڈالنا، مٹا ڈالنا. مستعار: دوسروں سے اُدھار مانگے

ہوئے. خاکستر: راکھ. قوتِ پنہاں: چھپی ہوئی طاقت. یہ چنگاری: یہ شعلہ یعنی زندگی کی قوت. فروغِ جاوداں: ہمیشہ ہمیشہ کی روشنی جو کبھی ختم نہ ہو. خاکِ مشرق: مراد مشرق میں واقع ممالک، ایشیا. بدخشاں: افغانستان کا ایک شہر جہاں کے لعل مشہور ہیں. لعلِ گراں: قیمتی لعل. سوئے گردوں: آسمان کی طرف. نالۂ شب گیر: رات کے وقت بلند ہونے والی گریہ وزاری. سفیر: ایلچی. رازداں: واقفِ حال. یہ گھڑی: یہ دَور. محشر: قیامت. عرصۂ محشر: قیامت کا میدان. پیش کر: سامنے لا. عمل: اچھے / نیک کام. دفتر: کتاب، مراد نامۂ اعمال.

سلطنت

رمز: اشارہ، بھید، حقیقت. "اِنّ الملوک": سورۂ النمل، آیت ۳۴: جب بادشاہ کسی گاؤں / قصبے میں داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ کر دیتے ہیں. اقوامِ غالب: غلبے والی / حکمران قومیں. جادوگری: جادو / دھوکے فریب کا انداز. خواب: یعنی غفلت. سُلا دینا: ایسا چکر دینا کہ وہ جدوجہد نہ کر سکے. ساحری: جادوگری. محمود: مراد، سلطان محمود غزنوی جسے اپنے غلام ایاز سے بہت محبت تھی. ایاز: محمود غزنوی کا غلامِ خاص. حلقۂ گردن: گردن میں ڈالا ہوا لوہے کا حلقہ جو غلاموں کی پہچان تھا. سازِ دلبری: محبوب یا پیارا ہونے کا باجا. اسرائیل: حضرت موسیٰؑ کی قوم. خون جوش میں آ جانا: غیرت کے سبب طیش میں آنا. سامری: جس نے حضرت موسیٰؑ کی غیر موجودگی میں سونے کا بچھڑا بنا کر بنی اسرائیل سے اس کی پوجا کروائی تھی. زیبا: لائق، موزوں. ذاتِ بے ہمتا: یعنی خدا تعالیٰ جس کا کوئی شریک نہیں. بتانِ آزری: آزر کے تراشے ہوئے بت، باطل چیزیں. ا۔ کسی کا غلام بن کر یا بنے رہنے سے اپنی آزاد فطرت کو ذلیل نہ کر، اگر تو اپنا کوئی آقا بناتا ہے تو تو برہمن سے بھی بڑا کافر ہے۔ سازِ کہن: پرانا باجا، مراد پرانا بادشاہت کا نظام. مغرب: یورپ. جمہوری نظام: عوام کی حکومت. غیر از: سوائے. نوائے قیصری: قیصر ہونے کی لے / سُر، یعنی بادشاہت. دیوِ استبداد: ایک آدمی کی حکومت کا جن / شیطان. جمہوری قبا: مراد عوام کی حکومت کا پردہ / لباس. پائے کوب: ناچنے والا. نیلم پری: ہندوستان کے ایک قدیم راجا اندر کے دربار کی خوبصورت نیلی پری. مجلسِ آئین: قانون ساز اسمبلی. اصلاح و رعایات و حقوق: عوام کی بہتری کے لیے اصلاحات (Reforms)، دوسری قوموں کے لیے مختلف رعایتیں، عوام کے حقوق سے متعلق کمیٹیاں، انجمنیں. طبِ مغرب: یورپ کا طریقِ علاج / دوائی. مزے میٹھے: بظاہر بڑی مزیدار دوائی یعنی دیکھنے میں جمہوری نظام بہت عمدہ ہے. خواب آوری: نیند لانا، غافل کر دینے کا عمل. گرمی گفتار: پُرجوش باتیں / تقریریں. اعضا: جمع عضو، رکن، ممبر. مجالس: جمع مجلس، پارلیمنٹ، اسمبلیاں. سرمایہ دار: بہت دولت والے. جنگِ زرگری: یعنی مزید دولت حاصل کرنے کے لیے بھاگ دوڑ. سرابِ رنگ و

بو: یعنی نظروں اور دل و دماغ کو فریب دینے والی سیاسی چالیں. قفس: پنجرہ. آشیاں: گھونسلا.

سرمایہ و محنت

بندۂ مزدور: اُجرت پر کام کرنے والا. پیامِ کائنات: یعنی عالمی پیغام. شاخِ آہو پر برات ہونا: کچھ حاصل حصول نہ ہونا. دست: ہاتھ. دولت آفریں: دولت پیدا کرنے والا. مُزد: مزدوری، اُجرت. ساحر الموط: الموط کا جادوگر، حسن بن صباح، اسماعیلی فرقہ کا داعی، قلعہ الموط پر ۴۸۳ھ میں اس نے ایک جنت بنائی جس میں خوبصورت عورتیں رکھیں۔ جو لوگ مرید بنتے انھیں بھنگ پلا کر مدہوش کر کے جنت میں لے جاتے۔ چند روز وہاں رکھنے کے بعد انھیں پھر بھنگ کے نشے میں گویا دنیا میں واپس لایا جاتا اور وہ دوبارہ جنت کے لالچ میں ان کے مخصوص مقاصد کے لیے کام کرتے۔ ہلاکو خان تاتاری نے قلعہ فتح کر کے اس سلسلہ کو ختم کیا۔ حسن بن صباح ۱۱۲۴ء میں فوت ہوا. برگِ حشیش: بھنگ کا پتا. شاخِ نبات: مصری کی ڈلی. نسل: خاندان، قبیلہ. قومیت: یعنی ایک وطن کے لوگ ایک الگ قوم. کلیسا: گرجا. سلطنت: آمریت. تہذیب: رہن سہن کے طریقے، روایات اور ثقافت. رنگ: انسانی رنگ جو ملکوں کے موسم کے مطابق، کالا، زرد اور سُرخ وغیرہ ہوتا ہے، ان کی بنا پر تعصب پیدا کیا جاتا ہے. ''خواجگی'': آقائی، حکمرانی. مُسکرات: جمع مُسکر، نشہ لانے والی چیزیں. کٹ مرا: لڑ لڑ کر جان دے دی. خیالی دیوتا: نسلی اور قومی تعصبات. سُکر کی لذت: نشے کا مزہ. نقدِ حیات: زندگی کی نقدی / دولت، زندگی. چال: طریقہ، رویّہ. بازی لے جانا: جیت جانا. انتہائے سادگی: بیحد بھولا پن. مات: شکست. اُٹھ: ہوش کر، بیدار ہو جا. بزمِ جہاں: مراد دنیا. انداز: طور طریقہ. مشرق و مغرب: پوری دنیا. تیرے دَور کا: اسلام کی ترقی کے زمانے کا. ہمت عالی: بلند حوصلہ / ارادہ. غنچہ ساں: کلی کی طرح. دامن: پلّو. نغمۂ بیداریِ جمہور: عوام کی بیداری کا نعرہ. سامانِ عیش: آرام اور راحت کی زندگی کا باعث. قصۂ خواب آور: نیند لانے والی کہانی. اسکندر: سکندرِ رومی. جم: جمشید، ایران کا قدیم بادشاہ. آفتابِ تازہ: نیا سورج اشارہ ہے ۱۹۱۴ء کی عالمگیر جنگ کے بعد زارِ روس کے خاتمے اور مزدور حکومت کے آغاز کی طرف جس کا سربراہ لینن بنا. بطنِ گیتی: زمانے کا پیٹ، زمانے میں. ڈوبے ہوئے تارے: مراد بادشاہتیں، آمرانہ حکومتیں. زنجیریں: رکاوٹیں. دُوری: دور ہونے کی حالت. باغبانِ چارہ فرما: علاج کرنے والا / طبیب مالی، چارہ گر. زخمِ گُل: پھول یعنی مزدور کا زخم. کرمک: چھوٹا سا کیڑا، پتنگا، مزدوری. طواف: کسی شے کے گرد چکر لگانے کا عمل. شمع: موم بتی، مراد سرمایہ دار. تجلّی زار: روشنیوں کی کثرت کی جگہ. مستقبل آباد ہونا: مراد مستقبل شاندار بنانا.

دنیائے اسلام

تُرک وعرب کی داستاں: ترکوں کے ساتھ عربوں کی غدّاری کا ماجرا. **اسلامیوں:** یعنی مسلمانوں. **تثلیث کے فرزند:** عیسائی، یعنی انگریز حکمران (عیسائیوں کے نزدیک توحیدِ خداوندی کی تین شاخیں ہیں۔ باپ: خدا، بیٹا: حضرت عیسیٰ اور روح القدس: جبرئیل). **میراثِ خلیل:** حضرت ابراہیمؑ کی خوبیاں یعنی اخلاقِ حسنہ. **خشت:** اینٹ. **بنیادِ کلیسا:** گرجے / عیسائیت کی بنیاد. **خاکِ حجاز:** حجاز کی مٹی. **کلاہِ لالہ رنگ:** سُرخ رنگ کی ٹوپی، مراد پُھندنے والی سُرخ ٹوپی جو تُرک پہنا کرتے تھے، قومی لباس چھوڑنے کی تحریک میں اسے بھی پہننا چھوڑ دیا تھا. **سراپا ناز:** پورے طور پر فخر والے، مسلمان. **مے فروشان:** جمع مے فروش، شراب بیچنے والے. **فرنگستان:** یورپ. **پارس:** فارس یعنی ایران. **مئے سرکش:** نافرمانی کی شراب، مراد غیر اسلامی تصورات. **مینا گداز:** صراحی کو پگھلا دینے والی، یعنی ایسا تمدّن / تہذیب جو ایران کی اسلامی روایات کو ختم کر دے. **حکمتِ مغرب:** یورپ کی سیاسی چالبازی اور سیاست. **کیفیت:** حالت. **گاز:** گیس، تیزاب. **مانندِ آب:** پانی کی طرح. **دانائے راز:** صحیح صورتِ حال یا حقیقت سے باخبر. ۲۔ مولانا رومیؒ نے کہا کیا تجھے معلوم نہیں کہ جب کسی پرانی عمارت کو رہنے کے لائق بنانا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے اس کی بنیادوں کو توڑا پھوڑا جاتا ہے۔ (رومی کا شعر واوین میں ہے) **مُلک ہاتھوں سے گیا:** اشارہ ہے مسلمانوں کے قبضے سے دہلی، بغداد اور دمشق کے نکل جانے کی طرف. **آنکھیں کُھلنا:** ہوش آ جانا، سبق حاصل ہونا. ۳۔ خدا نے تجھے آنکھیں عطا کی ہیں، اے بے خبر ذرا دیکھ، توجہ کر۔ **مومیائی کی گدائی:** ہڈی جوڑنے کی دوا کی بھیک، مراد مسلمانوں کا اپنی بری حالت سنوارنے کے لیے دوسرے ملکوں سے مدد مانگنا. **شکست:** ٹوٹ جانا، ہار جانا. ۴۔ اے پروں کے بغیر یعنی مجبور چیونٹی اپنی کوئی ضرورت کسی سلیمانؑ (حاکمِ وقت) کے پاس مت لے کر جا۔ **ربط وضبط:** آپس میں اتفاق، اتحاد اور میل ملاپ. **ملتِ بیضا:** روشن قوم، ملتِ اسلامیہ. **مشرق کی نجات:** یعنی اسلامی ملکوں کی آزادی. **ایشیا والے:** ایشیا کے لوگ. **نکتہ:** گہری اور اہم بات. **حصارِ دیں:** دین کا قلعہ مراد اسلام کی طرف متوجہ ہو. **ملک و دولت:** مُلک اور حکومت. **حفظِ حرم:** کعبہ کی حفاظت، مذہبی شعائر کی پابندی. **حرم:** کعبہ مراد اسلام. **نیل:** دریائے نیل، مصر کا مشہور دریا. **بخاکِ کاشغر:** کاشغر کی سرزمین، ترکستان کا ایک شہر. **رنگ وخوں:** نسل، قبیلہ، علاقائی تعصب. **تُرکِ خرگاہی:** شاہی خیمے والا ترک، ترک قوم. **اعرابی:** عربوں کی بدّو قوم. **والا گُہر:** اعلیٰ خاندان. **مقدّم:** افضل، بڑھ کر، بالاتر. **خلافت کی بنا:** صحیح اسلامی حکومت کی بنیاد. **اسلاف کا قلب وجگر:** پرانے مسلمانوں کا سا دل و دماغ، یعنی توحید اور اسلام سے محبت کا جوش و جذبہ. ۵۔ اے (موجودہ دور کے مسلمان) تو جو چُھپے ہوئے اور نمایاں میں فرق سے بے خبر ہے، ذرا چوکنا ہو جا، اے کہ اس بحث میں الجھا ہوا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ

پہلے خلیفہ تھے یا حضرت علیؓ تھے، چوکنا ہو جا یعنی بے جا قسم کی اور فرقہ پرستی کی بحثوں سے بچ کہ یہ تیری تباہی کا باعث ہوں گی۔ فریاد: احتجاج، شکایت. دل تھام کر: ذرا حوصلے اور صبر کے ساتھ. تاثیر: اثر کی کیفیت. سطوتِ رفتارِ دریا: دریا کے بہاؤ کی شان و شوکت، یعنی اسلام، دشمنوں کی سازشیں وغیرہ. عروج: بلندی، ترقی. موجِ مضطر: بے چین لہر، یعنی غیر مسلمانوں کی شورشیں. زنجیر: بیڑی، یعنی ان کے لیے وبالِ جان. عام حرّیت: سب انسانوں کے لیے آزادی. تعبیر: خواب کی وضاحت، خواب کا نتیجہ. خاکستر: راکھ. سمندر: چوہے کی قسم کا ایک جانور جو آگ میں رہتا ہے، اور جلتا نہیں، آگ کھاتا ہے بعض کے نزدیک اگر وہ آگ سے باہر نکلے تو فوراً مر جاتا ہے. جہانِ پیر: بوڑھی دنیا. کھول کر آنکھیں: پوری توجہ اور غور کے ساتھ. آئینۂ گفتار: باتوں کا آئینہ، مراد بصیرت سے بھری باتیں. دھندلی سی: جو پوری طرح صاف نہ ہو. آنے والے دَور کی تصویر: مستقبل میں پیش آنے والے حالات و واقعات کا نقشہ / خاکہ. آزمودہ: آزمایا ہوا. گردوں: آسمان، تقدیر. تدبیر: انسانی کوششیں، غور و فکر. رسوائی: ذلت، بے بسی. ۶۔ تو اگر مسلمان ہے تو اپنے دل میں عظمتِ اسلام اور ملّتِ اسلامیہ کی ترقی و سربلندی کی آرزو زندہ رکھ اور اس قرآنی آیت کو ہر وقت اپنے سامنے رکھ کہ خدا تعالیٰ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا (وعدہ یہ ہے کہ حق کا بول بالا ہوگا اور باطل مٹ جائے گا)

طلوعِ اِسلام

دلیلِ صبحِ روشن ہے ستاروں کی تُنک تابی
اُفق سے آفتاب اُبھرا، گیا دورِ گراں خوابی

عُروقِ مُردۂ مشرق میں خونِ زندگی دوڑا
سمجھ سکتے نہیں اس راز کو سینا و فارابی

مسلماں کو مسلماں کر دیا طوفانِ مغرب نے
تلاطم ہائے دریا ہی سے ہے گوہر کی سیرابی

عطا مومن کو پھر درگاہِ حق سے ہونے والا ہے
شکوہِ ترکمانی، ذہنِ ہندی، نُطقِ اعرابی

اثر کچھ خواب کا غنچوں میں باقی ہے تو اے بلبل!
"نوا را تلخ تر می زن چو ذوقِ نغمہ کم یابی"

تڑپ صحنِ چمن میں، آشیاں میں، شاخساروں میں
جُدا پارے سے ہو سکتی نہیں تقدیرِ سیمابی

وہ چشمِ پاک بیں کیوں زینتِ برگستواں دیکھے
نظر آتی ہے جس کو مردِ غازی کی جگر تابی

ضمیرِ لالہ میں روشن چراغِ آرزو کر دے
چمن کے ذرّے ذرّے کو شہیدِ جستجو کر دے

سرشکِ چشمِ مُسلم میں ہے نیساں کا اثر پیدا
خلیل اللہؑ کے دریا میں ہوں گے پھر گُہر پیدا

کتابِ ملّتِ بیضا کی پھر شیرازہ بندی ہے
یہ شاخِ ہاشمی کرنے کو ہے پھر برگ و بر پیدا

ربود آں تُرکِ شیرازی دلِ تبریز و کابل را
صبا کرتی ہے بُوئے گُل سے اپنا ہم سفر پیدا

اگر عثمانیوں پر کوہِ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے
کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحَر پیدا

جہاں بانی سے ہے دُشوار تر کارِ جہاں بینی
جگر خوں ہو تو چشمِ دل میں ہوتی ہے نظر پیدا

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نُوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ وَر پیدا

نوا پیرا ہو اے بلبل کہ ہو تیرے ترنّم سے
کبوتر کے تنِ نازک میں شاہیں کا جگر پیدا

ترے سینے میں ہے پوشیدہ رازِ زندگی کہہ دے
مسلماں سے حدیثِ سوز و سازِ زندگی کہہ دے

خدائے لَم یزل کا دستِ قُدرت تُو، زباں تُو ہے
یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوبِ گُماں تُو ہے

پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گردِ راہ ہوں، وہ کارواں تُو ہے

مکاں فانی، مکیں آنی، ازَل تیرا، ابَد تیرا
خدا کا آخری پیغام ہے تُو، جاوِداں تُو ہے

حنا بندِ عُروسِ لالہ ہے خونِ جگر تیرا
تری نسبت براہیمی ہے، معمارِ جہاں تُو ہے

تری فطرت امیں ہے ممکناتِ زندگانی کی
جہاں کے جوہرِ مُضمَر کا گویا امتحاں تُو ہے

جہانِ آب و گِل سے عالَمِ جاوید کی خاطر
نبوّت ساتھ جس کو لے گئی وہ اَرمغاں تُو ہے

یہ نکتہ سرگزشتِ ملّتِ بیضا سے ہے پیدا
کہ اقوامِ زمینِ ایشیا کا پاسباں تُو ہے

سبَق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

یہی مقصودِ فطرت ہے، یہی رمزِ مسلمانی
اُخوّت کی جہاں گیری، محبت کی فراوانی

بُتانِ رنگ و خوں کو توڑ کر ملّت میں گُم ہو جا
نہ تُورانی رہے باقی، نہ ایرانی نہ افغانی

میانِ شاخساراں صحبتِ مرغِ چمن کب تک!
ترے بازو میں ہے پروازِ شاہینِ قہستانی

گمان آبادِ ہستی میں یقیں مردِ مسلماں کا
بیاباں کی شبِ تاریک میں قِندیلِ رہبانی

مٹایا قیصر و کِسریٰ کے اِستبداد کو جس نے
وہ کیا تھا، زورِ حیدرؓ، فقرِ بُوذرؓ، صِدقِ سَلمانیؓ

ہُوئے احرارِ مِلّت جادہ پیما کس تجمل سے
تماشائی شگافِ در سے ہیں صدیوں کے زِندانی

ثباتِ زندگی ایمانِ مُحکم سے ہے دُنیا میں
کہ اَلمانی سے بھی پائندہ تر نکلا ہے تُورانی

جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا
تو کر لیتا ہے یہ بال و پرِ رُوحُ الاَمیں پیدا

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اُس کے زورِ بازو کا!
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

ولایت، پادشاہی، علمِ اشیا کی جہاں گیری
یہ سب کیا ہیں، فقط اک نکتۂ ایماں کی تفسیریں

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوَس چُھپ چُھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں

تمیزِ بندہ و آقا فسادِ آدمیّت ہے
حذَر اے چیرہ دستاں! سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

حقیقت ایک ہے ہر شے کی، خاکی ہو کہ نُوری ہو
لہو خورشید کا ٹپکے اگر ذرّے کا دل چیریں
یقیں مُحکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالَم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مَردوں کی شمشیریں

چہ باید مرد را طبعِ بلندے، مشربِ نابے
دلِ گرمے، نگاہِ پاک بینے، جانِ بیتابے

عقابی شان سے جھپٹے تھے جو، بے بال و پر نکلے
ستارے شام کے خونِ شفق میں ڈُوب کر نکلے

ہُوئے مدفونِ دریا زیرِ دریا تیرنے والے
طمانچے موج کے کھاتے تھے جو، بن کر گُہر نکلے

غبارِ رَہ گزر ہیں، کیمیا پر ناز تھا جن کو
جبینیں خاک پر رکھتے تھے جو، اِکسیر گر نکلے

ہمارا نرم رَو قاصد پیامِ زندگی لایا
خبر دیتی تھیں جن کو بجلیاں وہ بے خبر نکلے

حرم رُسوا ہُوا پیرِ حرم کی کم نگاہی سے
جوانانِ تتاری کس قدر صاحب نظر نکلے

زمیں سے نُوریانِ آسماں پرواز کہتے تھے
یہ خاکی زندہ تر، پائندہ تر، تابندہ تر نکلے

جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈُوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈُوبے اِدھر نکلے

یقیں افراد کا سرمایۂ تعمیرِ ملّت ہے
یہی قُوّت ہے جو صورت گرِ تقدیرِ مِلّت ہے

تُو رازِ کُن فَکاں ہے، اپنی آنکھوں پر عیاں ہوجا
خودی کا رازداں ہوجا، خدا کا ترجماں ہوجا

ہوَس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انساں کو
اُخُوّت کا بیاں ہوجا، محبت کی زباں ہوجا

یہ ہندی، وہ خُراسانی، یہ افغانی، وہ تُورانی
تُو اے شرمندۂ ساحل! اُچھل کر بے کراں ہوجا

غبار آلودۂ رنگ و نَسَب ہیں بال و پر تیرے
تُو اے مُرغِ حرم! اُڑنے سے پہلے پرفشاں ہوجا

خودی میں ڈوب جا غافل! یہ سِرِّ زندگانی ہے
نکل کر حلقۂ شام و سحَر سے جاوِداں ہوجا

مَصافِ زندگی میں سیرتِ فولاد پیدا کر
شبستانِ محبت میں حریر و پرنیاں ہوجا

گزر جا بن کے سیلِ تُند رَو کوہ و بیاباں سے
گلستاں راہ میں آئے تو جوئے نغمہ خواں ہو جا

ترے علم و محبت کی نہیں ہے انتہا کوئی
نہیں ہے تجھ سے بڑھ کر سازِ فطرت میں نوا کوئی

ابھی تک آدمی صیدِ زبونِ شہریاری ہے
قیامت ہے کہ انساں نوعِ انساں کا شکاری ہے

نظر کو خِیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی
یہ صنّاعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

وہ حکمت ناز تھا جس پر خِرَد مندانِ مغرب کو
ہوَس کے پنجۂ خونیں میں تیغِ کارزاری ہے

تدبّر کی فُسُوں کاری سے مُحکم ہو نہیں سکتا
جہاں میں جس تمدّن کی بِنا سرمایہ داری ہے

عمل سے زندگی بنتی ہے جنّت بھی، جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نُوری ہے نہ ناری ہے

خروش آموزِ بلبل ہو، گرہ غنچے کی وا کر دے
کہ تُو اس گُلستاں کے واسطے بادِ بہاری ہے

پھر اُٹھی ایشیا کے دل سے چنگاری محبت کی
زمیں جولاں گہِ اَطلس قبایانِ تتاری ہے

بیا پیدا خریدار ست جانِ ناتوانے را
"پس از مدّت گذار افتاد بر ما کاروانے را"

بیا ساقی نوائے مرغِ زار از شاخسار آمد
بہار آمد نگار آمد، نگار آمد قرار آمد

کشید ابرِ بہاری خیمہ اندر وادی و صحرا
صدائے آبشاراں از فرازِ کوہسار آمد

سرت گردم تو ہم قانونِ پیشیں ساز دہ ساقی
کہ خیلِ نغمہ پردازاں قطار اندر قطار آمد

کنار از زاہداں برگیر و بے باکانہ ساغر کش
پس از مدّت ازیں شاخِ کہن بانگِ ہزار آمد

بہ مشتاقاں حدیثِ خواجۂ بدر و حنین آور
تصرّف ہائے پنہانش بچشمم آشکار آمد

دگر شاخِ خلیلؑ از خونِ ما نم ناک می گردد
ببازارِ محبت نقدِ ما کامل عِیار آمد

سرِ خاکِ شہیدے برگ ہاے لالہ می پاشم
کہ خونش با نہالِ ملّتِ ما سازگار آمد

"بیا تا گُل بیفشانیم و مے در ساغر اندازیم
فلک را سقف بشگافیم و طرحِ دیگر اندازیم"

طلوع: سورج کا نکلنا، مراد اسلام کی اشاعت. **تنک تابی:** ہلکی روشنی، ٹمٹماہٹ. **اُفق:** آسمان کا کنارہ. **آفتاب اُبھرا:** سورج نکلا ہے، اشارہ ہے اس دَور کی طرف جب مسلمان غفلت کا شکار تھے کہ اچانک مصطفیٰ کمال اتا ترک اُٹھے اور کفار کے بڑھتے قدم رک گئے۔ اس واقعے نے مسلمانوں میں ہمت پیدا کر دی. **دَورِ گراں خوابی:** گہری نیند سونے یعنی غفلت کا زمانہ. **عروقِ مردہ:** بے جان رگیں. **مشرق:** مشرق بالخصوص مسلم ممالک. **خونِ زندگی دوڑا:** بیداری کی لہر پیدا ہوگئی. **بینا و فارابی:** بوعلی سینا اور محمد بن طرخان ابونصر فارابی، دونوں مشہور فلسفی، مراد تمام فلسفی. **مسلماں کر دیا:** صحیح معنوں میں اسلام کا شیدائی بنا دیا. **طوفانِ مغرب:** یورپ کا ہنگامہ، اشارہ ہے ۱۹۱۴ء کی عالمگیر جنگ کی طرف جس نے مسلمانوں کو اپنا وجود برقرار رکھنے پر چوکنا کر دیا. **تلاطم ہا:** تلاطم کی جمع، تھپیڑے، پانی کی طغیانی. **گوہر:** موتی مراد مسلمان. **سیرابی:** تازگی، چمک دمک. **درگاہِ حق:** خدا کی بارگاہ. **شکوہِ ترکمانی:** ترکوں کا سا دبدبہ اور شوکت. **ذہنِ ہندی:** ہندوستان کے لوگوں کی سی دانائی اور بصیرت. **نطقِ اعرابی:** عربوں کی زبان یعنی عربوں کی سی فصاحت. ا۔ جب تو اپنے سننے والوں میں گیت سننے کا ذوق شوق نہ دیکھے تو پھر اپنی لے کو تیز اور مزید تیکھا کر دے۔ **غنچوں:** کلیوں یعنی مسلمانوں. **بلبل:** ایک پرندے کا نام مراد شاعر، خود علامہ اقبال. **شاخسار:** درخت کا اوپر کا حصہ جو بہت ٹہنیوں والا ہوتا ہے. **تڑپ:** بے چینی،

جذبۂ عشق کے سبب بیقراری. تقدیرِ سیمابی: پارے کی طرح ہلتے رہنے کی حالت. چشمِ پاک بیں: صاف یا واضح دیکھنے والی آنکھ. برگستواں: گھوڑے کا ساز اور زین، مراد ظاہری سجاوٹ. جگر تابی: دل کی تڑپ، باطن کی بیقراری. ضمیر لالہ: یعنی مسلمان کا باطن / دل. آرزو: خواہش، عظمتِ اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی کی خواہش. چمن کا ذرّہ ذرّہ: یعنی ملّت کا ہر ہر فرد. شہید: مارا ہوا یعنی شیدائی. سرشک: آنسو. نیساں: بارش کا وہ قطرہ جو سیپی کے منہ میں پڑ کر موتی بنتا ہے. خلیل اللہ: خدا کا دوست، حضرت ابراہیمؑ کا لقب. دریا: یعنی مسلمان، ملت اسلامیہ. ملتِ بیضا: روشن قوم، ملتِ اسلامیہ. شیرازہ بندی: یعنی اتفاق، تنظیم اور اتحاد. شاخِ ہاشمی: یعنی مسلمان قوم، دنیائے اسلام. برگ و بر: پتے اور پھل، شادابی، یعنی پرانی عظمت اور دبدبہ. ۲۔ اس شیرازی محبوب نے تبریز اور کابل کا دل اڑا لیا ہے۔ صبا: صبح کی نرم خوشگوار ہوا. بوئے گل: پھول کی خوشبو. ہم سفر: سفر کا ساتھی. عثمانیوں: ترک، جن کے جدِ بزرگ کا نام عثمان تھا. کوہِ غم ٹوٹا: اشارہ ہے ۱۹۱۴ء کی عالمگیر جنگ کی طرف جس میں بیشمار ترک مارے گئے تھے. خونِ صد ہزار انجم: لاکھوں ستاروں کا خون یعنی ان کا ڈوبنا، غروب ہونا. جہانبانی: دنیا پر حکومت کرنے کا طور طریقہ. جہاں بینی: دُنیا کے حالات و واقعات اور تقاضوں پر گہری نظر ہونا. دشوار تر: زیادہ مشکل. کار: کام. جگر خون ہونا: سخت کوشش کرنا، تکالیف برداشت کرنا. چشمِ دل: دل کی آنکھیں، بصیرت. ہزاروں سال: ایک طویل مدت تک. بے نوری: آنکھوں کا روشن نہ ہونا. نرگس: وہ پھول جسے اس کی شکل کی بنا پر آنکھ سے تشبیہ دیتے ہیں. دیدہ ور: آنکھوں والا، صاحبِ نظر. نوا پیرا ہونا: چہچہانا. بلبل: ایک پرندہ مراد شاعر. کبوتر: مشہور پرندہ، مراد کمزور اور محکوم مسلمان. شاہیں کا جگر: مراد شاہین کی سی جرات، دلیری اور بے خوفی. حدیث: بات. سوز و ساز: جلنے اور بنانے کی حالت. لم یزل: ہمیشہ باقی رہنے والا. دست: ہاتھ. قدرت: قوت، طاقت، اقتدار. یقیں پیدا کر: اپنی صلاحیتوں پر اعتماد پیدا کر. مغلوبِ گماں: شک اور بے اعتباری کا شکار. پرے ہے: یعنی بلند تر ہے. چرخ: آسمان. گردِ راہ: مسافر کے پاؤں کے پیچھے اُڑنے والی مٹی. مکیں: رہنے والا. آنی: وقتی، فانی. ازل تیرا ابد تیرا: یعنی وقت تیرے قبضے میں ہے. خدا کا آخری پیغام: قرآن مجید کو ماننے والا. حنا بندِ عروسِ لالہ: دُنیا کے باغ کی دلھن کو مہندی لگانے والا. خونِ جگر تیرا: تیری توحید پرستی اور حسنِ عمل یا جذبۂ جہاد. معمارِ جہاں: دنیا کی تعمیر کرنے والا، توحید پرستی کے سبب اسے امن و سکون کی دنیا بنانے والا. ممکناتِ زندگانی: انسانی زندگی کی فلاح و بہبود اور ترقی سے متعلق / ممکن ہو سکنے والی باتیں. جوہرِ مضمر: خدا تعالیٰ کی چھپی ہوئی نعمتیں. جہانِ آب و گل: پانی اور مٹی کی دنیا، یہ کائنات. عالمِ جاوید: ایسی دنیا جسے کبھی فنا نہیں، ابدی دنیا. نبوت: نبی ہونے کا مرتبہ.

ارمغان: تحفہ. سرگزشت: ماجرا، واقعہ. پیدا: ظاہر. زمین ایشیا: براعظم ایشیا. سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا: یعنی پھر سے سچائی، عدل و انصاف اور دلیری جیسی خوبیاں اپنا لے. امامت: پیشوائی، رہبری. مقصودِ فطرت: قدرت کی اصل غرض. رمز مسلمانی: مسلمان ہونے کا راز. اخوت کی جہانگیری: دنیا میں انسانی بھائی چارے کا پھیلاؤ. بتانِ رنگ و خوں: رنگ، نسل، قبیلے وغیرہ کا تعصب. ملت میں گم ہو جا: اتحاد و اتفاق سے ایک قوم بن جا. نہ تُورانی نہ افغانی: یعنی علاقائی قومیتیں ختم ہو جائیں. میانِ شاخساراں: ٹہنیوں کے درمیان، یعنی ایک ملت کی بجائے قبیلوں، خاندانوں کی باتیں. صحبت: باہم مل بیٹھنے کی حالت، حضوری. پرواز: اُڑنے کی قوت، بلندی کی طرف بڑھنے کی طاقت. شاہین قہستانی: پہاڑی علاقے کا شاہین، عقاب کی قسم کا ایک پرندہ جو تیز اور بلندی کی طرف اُڑتا ہے. گمان آبادِ ہستی: یہ دنیا جس میں رہنے والے وہم و گمان اور شک و شبہ کا شکار رہتے ہیں. شبِ تاریک: اندھیری رات. قندیلِ رہبانی: ترکِ دنیا کرنے والے کا چراغ. قیصر و کسریٰ کا استبداد: مراد شخصی حکومتوں کا ظلم و ستم. زورِ حیدرؓ: حضرت علیؓ کی قوتِ بازو. فقر بوذرؓ: حضرت ابوذر غفاریؓ کی صبر و قناعت جو مشہور ہے. صدقِ سلمانیؓ: حضرت سلمان فارسیؓ کی سچائی، حضور اکرمؐ کو آپؓ کی سچائی پر پورا بھروسا تھا. احرارِ ملت: قوم کے آزاد لوگ، یعنی مسلمان جو نسلی، قبائلی تعصبات سے آزاد ہیں. جادہ پیما: راستہ طے کرنے والے، یعنی عمل میں سرگرم. تجمل: شان و شوکت. تماشائی: دیکھنے والے. شگافِ در: دروازے، کسی پٹ کا چھوٹا سا سوراخ / رخنہ. صدیوں: بہت عرصے سے، سیکڑوں برسوں سے. زندانی: قیدی. ثباتِ زندگی: وجود یا زندگی کا پائدار ہونا، ہمیشہ قائم رہنا. محکم: مضبوط، پختہ، پکا. المانی: المان یعنی جرمنی کا رہنے والا. پائندہ تر: زیادہ قائم رہنے والا، زیادہ مضبوط. تورانی: توران / ترکی کا باشندہ. انگارۂ خاکی: انسان (اس کے دل کے سوز کی بنا پر انگارہ کہا). بال و پرِ روح الامیں: حضرت جبرئیل کی سی قوتِ پرواز، محبوبِ حقیقی تک پہنچنے کی قوت. شمشیریں: تلواریں. تدبیریں: کوششیں، منصوبے. ذوقِ یقیں: پکا ایمان. زنجیریں کٹ جانا: ہر طرح کی رکاوٹیں ختم ہو جانا، آزادی حاصل کرنا. مردِ مومن: پکے ایمان والا مسلمان. ولایت: مراد کسی بادشاہ کا مُلک، حکومت، سلطنت. علم اشیا: کائنات کی اشیا کی حقیقت جاننے کا علم. نکتہ ایماں: ایمان کی گہری بات. تفسیریں: وضاحتیں، تشریحات. براہیمیؑ نظر: حضرت ابراہیمؑ کی سی بصیرت. تصویریں بنانا: نقشہ بنانا. تمیزِ بندہ و آقا: غلام اور آقا میں فرق کرنا. فسادِ آدمیت: انسانیت کا بگاڑ / تباہی. حذر: بچو، ڈرو. چیرہ دست: زور سے کام نکالنے والا. فطرت کی تعزیریں: قدرت کی سزائیں. خاکی: مٹی کا بنا ہوا، انسان. نوری: فرشتہ. لہو ٹپکنا: قطرہ قطرہ خون گرنا. یقیں محکم: پکا ایمان. عمل پیہم: مسلسل اور

لگاتار جدوجہد. فاتحِ عالم: دنیا کو فتح کرنے والی. جہادِ زندگانی: مراد زندگی کی کشاکش. مَردوں: دلیروں، مجاہدوں. شمشیریں: تلواریں، شمشیر کی جمع. ۳۔ایک انسان کے لیے کن چیزوں کی ضرورت ہے؟ (آگے جواب ہے کہ یہ باتیں ہونی چاہئیں) بلند فطرتی اور وسیع النظری، خالص مسلک یعنی محبوبِ حقیقی کی محبت، پُر جوش دل، دنیوی حرص و ہوس سے پاک نگاہ اور جذبۂ عشق کے سبب بے چین روح۔ عقابی شان سے: مراد رعب و دبدبہ سے، اشارہ ہے یونانیوں کے ترکوں پر حملے کی طرف. بے بال و پر نکلے: یعنی یونانی اس حملے میں شکست کھا گئے. ستارے شام کے، خونِ شفق میں ڈوب کر نکلے: یعنی جس طرح آسمانی سرخی میں ستاروں کی روشنی ہلکی پڑ جاتی ہے اور سرخی ہٹتے ہی وہ چمکنے لگتے ہیں، اسی طرح ترک، یونانی لشکر کے اس حملے میں جوابی کاروائی کر کے سرخرو ٹھہرے. زیرِ دریا تیرنے والے: یونانیوں کی آبدوز کشتیاں جنھیں ترکوں نے ڈبو دیا تھا. طمانچے: تھپیڑے. غبارِ رہ گزر: راستے کی گرد (یعنی یونانی). کیمیا: زر سازی. جبینیں خاک پر رکھنے والے: اللہ کے حضور سجدے کرنے والے مراد ترک مسلمان. اکسیر گر: کیمیا بنانے والے. نرم رَو قاصد: آہستہ چلنے والا پیامی، یعنی پیدل. پیامِ زندگی لایا: مسلمانوں کی بیداری کا باعث بنا. خبر دیتی تھیں جن کو بجلیاں: مراد یونانی فوج جو فون اور ٹیلیگراف سے لیس تھی. وہ بے خبر نکلے: یعنی وہ یہ سب کچھ ہوتے ہوئے شکست کھا گئے. حرم رسوا ہوا: عربوں کی غداری کی طرف اشارہ ہے جو انھوں نے ترکوں سے کی. پیرِ حرم: یعنی حجاز کا گورنر شریف مکہ جس نے غداری کی. کم نگاہی: انجام کا خیال نہ کرنے کی حرکت. جوانانِ تتاری: ترکی فوج کے جوان. صاحب نظر: اہلِ نظر، بصیرت والے. زمیں سے: زمین کو خطاب کرتے ہوئے. نوریانِ آسماں پرواز: آسمانوں پر اُڑنے والے فرشتے. یہ خاکی: یہ مٹی کے بنے ہوئے، انسان یعنی ترک. زندہ تر: زیادہ جاندار، قوی، جذبوں والے. پائندہ تر: زیادہ بقا والے، زیادہ ثابت قدم. تابندہ تر: زیادہ روشن. صورتِ خورشید: سورج کی طرح. سرمایۂ تعمیرِ ملت: پوری قوم کی سربلندی اور ترقی کا باعث. یہی قوت: یعنی ہر فرد کا یقین محکم. صورت گر: یعنی بنانے والی. رازِ کن فکاں: "کن فکاں" یعنی اس کائنات کا بھید / حقیقت. خودی: اپنی چھپی ہوئی صلاحیتوں اور شخصیت کا احساس. ترجماں: توحیدِ خداوندی سے آگاہ ہو کر دوسروں کو بتانے والا. ٹکڑے ٹکڑے کرنا: قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کر دینا. نوعِ انساں: مراد تمام انسان، انسانوں کی جماعت. اخوت کا بیاں ہو جا: بھائی چارے کا درس دینے والا بن جا. محبت کی زباں: باہمی اتفاق اور محبت کا پیغام. یہ ہندی..... تُورانی: مراد مختلف تعصبات میں بٹے ہوئے. شرمندۂ ساحل: مراد خاص سمندر تک خود کو محدود کرنے والا. اُچھل کر: یعنی اس علاقائی نظریے سے باہر نکل کر. بے کراں ہو جا: وسیع یعنی علاقائی حدود

ارمغان: تحفہ. سرگزشت: ماجرا، واقعہ. پیدا: ظاہر. زمین ایشیا: براعظم ایشیا. سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا: یعنی پھر سے سچائی، عدل و انصاف اور دلیری جیسی خوبیاں اپنا لے. امامت: پیشوائی، رہبری. مقصودِ فطرت: قدرت کی اصل غرض. رمز مسلمانی: مسلمان ہونے کا راز. اخوت کی جہانگیری: دنیا میں انسانی بھائی چارے کا پھیلاؤ. بتانِ رنگ و خوں: رنگ، نسل، قبیلے وغیرہ کا تعصب. ملت میں گم ہو جا: اتحاد و اتفاق سے ایک قوم بن جا. نہ تُورانی نہ افغانی: یعنی علاقائی قومیتیں ختم ہو جائیں. میانِ شاخساراں: ٹہنیوں کے درمیان، یعنی ایک ملت کی بجائے قبیلوں، خاندانوں کی باتیں. صحبت: باہم مل بیٹھنے کی حالت، حضوری. پرواز: اُڑنے کی قوت، بلندی کی طرف بڑھنے کی طاقت. شاہین قہستانی: پہاڑی علاقے کا شاہین، عقاب کی قسم کا ایک پرندہ جو تیز اور بلندی کی طرف اُڑتا ہے. گمان آبادِ ہستی: یہ دنیا جس میں رہنے والے وہم و گمان اور شک و شبہ کا شکار رہتے ہیں. شبِ تاریک: اندھیری رات. قندیلِ رہبانی: ترکِ دنیا کرنے والے کا چراغ. قیصر و کسریٰ کا استبداد: مراد شخصی حکومتوں کا ظلم و ستم. زورِ حیدرؓ: حضرت علیؓ کی قوتِ بازو. فقر بوذرؓ: حضرت ابوذر غفاریؓ کی صبر و قناعت جو مشہور ہے. صدقِ سلمانیؓ: حضرت سلمان فارسیؓ کی سچائی، حضور اکرمؐ کو آپؓ کی سچائی پر پورا بھروسا تھا. احرارِ ملت: قوم کے آزاد لوگ، یعنی مسلمان جو نسلی، قبائلی تعصبات سے آزاد ہیں. جادہ پیما: راستہ طے کرنے والے، یعنی عمل میں سرگرم. تجمل: شان و شوکت. تماشائی: دیکھنے والے. شگافِ در: دروازے، کسی پٹ کا چھوٹا سا سوراخ / رخنہ. صدیوں: بہت عرصے سے، سیکڑوں برسوں سے. زندانی: قیدی. ثباتِ زندگی: وجود یا زندگی کا پائدار ہونا، ہمیشہ قائم رہنا. محکم: مضبوط، پختہ، پکا. المانی: المان یعنی جرمنی کا رہنے والا. پائندہ تر: زیادہ قائم رہنے والا، زیادہ مضبوط. تورانی: توران / ترکی کا باشندہ. انگارۂ خاکی: انسان (اس کے دل کے سوز کی بنا پر انگارہ کہا). بال و پرِ روح الامیں: حضرت جبرئیل کی سی قوتِ پرواز، محبوبِ حقیقی تک پہنچنے کی قوت. شمشیریں: تلواریں. تدبیریں: کوششیں، منصوبے. ذوقِ یقیں: پکا ایمان. زنجیریں کٹ جانا: ہر طرح کی رکاوٹیں ختم ہو جانا، آزادی حاصل کرنا. مردِ مومن: پکے ایمان والا مسلمان. ولایت: مراد کسی بادشاہ کا مُلک، حکومت، سلطنت. علم اشیا: کائنات کی اشیا کی حقیقت جاننے کا علم. نکتہ ایماں: ایمان کی گہری بات. تفسیریں: وضاحتیں، تشریحات. براہیمیؑ نظر: حضرت ابراہیمؑ کی سی بصیرت. تصویریں بنانا: نقشہ بنانا. تمیزِ بندہ و آقا: غلام اور آقا میں فرق کرنا. فسادِ آدمیت: انسانیت کا بگاڑ / تباہی. حذر: بچو، ڈرو. چیرہ دست: زور سے کام نکالنے والا. فطرت کی تعزیریں: قدرت کی سزائیں. خاکی: مٹی کا بنا ہوا، انسان. نوری: فرشتہ. لہو ٹپکنا: قطرہ قطرہ خون گرنا. یقیں محکم: پکا ایمان. عمل پیہم: مسلسل اور

لگاتار جدوجہد. فاتحِ عالم: دنیا کو فتح کرنے والی. جہادِ زندگانی: مراد زندگی کی کشاکش. مَردوں: دلیروں، مجاہدوں. شمشیریں: تلواریں، شمشیر کی جمع. ۳۔ایک انسان کے لیے کن چیزوں کی ضرورت ہے؟ (آگے جواب ہے کہ یہ باتیں ہونی چاہئیں) بلند فطرتی اور وسیع النظری، خالص مسلک یعنی محبوبِ حقیقی کی محبت، پُر جوش دل، دنیوی حرص و ہوس سے پاک نگاہ اور جذبۂ عشق کے سبب بے چین روح۔ عقابی شان سے: مراد رعب و دبدبہ سے، اشارہ ہے یونانیوں کے ترکوں پر حملے کی طرف. بے بال و پر نکلے: یعنی یونانی اس حملے میں شکست کھا گئے. ستارے شام کے، خونِ شفق میں ڈوب کر نکلے: یعنی جس طرح آسمانی سرخی میں ستاروں کی روشنی ہلکی پڑ جاتی ہے اور سرخی ہٹتے ہی وہ چمکنے لگتے ہیں، اسی طرح ترک، یونانی لشکر کے اس حملے میں جوابی کاروائی کر کے سرخرو ٹھہرے. زیرِ دریا تیرنے والے: یونانیوں کی آبدوز کشتیاں جنھیں ترکوں نے ڈبو دیا تھا. طمانچے: تھپیڑے. غبارِ رہ گزر: راستے کی گرد (یعنی یونانی). کیمیا: زر سازی. جبینیں خاک پر رکھنے والے: اللہ کے حضور سجدے کرنے والے مراد ترک مسلمان. اکسیر گر: کیمیا بنانے والے. نرم رَو قاصد: آہستہ چلنے والا پیامی، یعنی پیدل. پیامِ زندگی لایا: مسلمانوں کی بیداری کا باعث بنا. خبر دیتی تھیں جن کو بجلیاں: مراد یونانی فوج جو فون اور ٹیلیگراف سے لیس تھی. وہ بے خبر نکلے: یعنی وہ یہ سب کچھ ہوتے ہوئے شکست کھا گئے. حرم رسوا ہوا: عربوں کی غداری کی طرف اشارہ ہے جو انھوں نے ترکوں سے کی. پیرِ حرم: یعنی حجاز کا گورنر شریف مکہ جس نے غداری کی. کم نگاہی: انجام کا خیال نہ کرنے کی حرکت. جوانانِ تتاری: ترکی فوج کے جوان. صاحب نظر: اہلِ نظر، بصیرت والے. زمیں سے: زمین کو خطاب کرتے ہوئے. نوریانِ آسماں پرواز: آسمانوں پر اُڑنے والے فرشتے. یہ خاکی: یہ مٹی کے بنے ہوئے، انسان یعنی ترک. زندہ تر: زیادہ جاندار، قوی، جذبوں والے. پائندہ تر: زیادہ بقا والے، زیادہ ثابت قدم. تابندہ تر: زیادہ روشن. صورتِ خورشید: سورج کی طرح. سرمایۂ تعمیرِ ملت: پوری قوم کی سربلندی اور ترقی کا باعث. یہی قوت: یعنی ہر فرد کا یقین محکم. صورت گر: یعنی بنانے والی. رازِ کن فکاں: "کن فکاں" یعنی اس کائنات کا بھید / حقیقت. خودی: اپنی چھپی ہوئی صلاحیتوں اور شخصیت کا احساس. ترجماں: توحیدِ خداوندی سے آگاہ ہو کر دوسروں کو بتانے والا. ٹکڑے ٹکڑے کرنا: قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کر دینا. نوعِ انساں: مراد تمام انسان، انسانوں کی جماعت. اخوت کا بیاں ہو جا: بھائی چارے کا درس دینے والا بن جا. محبت کی زباں: باہمی اتفاق اور محبت کا پیغام. یہ ہندی..... تُورانی: مراد مختلف تعصبات میں بٹے ہوئے. شرمندۂ ساحل: مراد خاص سمندر تک خود کو محدود کرنے والا. اُچھل کر: یعنی اس علاقائی نظریے سے باہر نکل کر. بے کراں ہو جا: وسیع یعنی علاقائی حدود

سے آزاد ہو کر پوری ملت اور انسانیت کی بات کرنے والا بن جا۔ غبار آلودۂ رنگ و نسب: تنگ نظری کی مٹی میں اٹا ہوا۔ بال و پر تیرے: تیری قوتیں اور صلاحیتیں۔ مرغِ حرم: یعنی مسلمان۔ اُڑنا: یعنی ارتقا کی فضا میں اُڑنے کا عمل۔ پر فشاں ہونا: پر پھڑ پھڑانا تاکہ مٹی اور گرد جھڑ جائے۔ حلقۂ شام و سحر: مراد ہر قسم کے تعصبات وغیرہ۔ جاوداں: ہمیشہ کی زندگی پانے والا، بقا کا مالک۔ مصافِ زندگی: زندگی کا میدانِ جنگ، یعنی زندگی کی تگ و دو اور کشمکش۔ سیرتِ فولاد: فولاد کی سی خوبی، مصیبتوں میں بھی ثابت قدم رہنے کی عادت۔ شبستانِ محبت: مراد دنیا بھر کے مسلمانوں کی بزمِ محبت۔ حریر و پرنیاں: ریشم کی دو قسمیں، مراد نرم۔ سیلِ تند رو: پانی کا تیز چلنے والا طوفان۔ کوہ و بیاباں سے: پہاڑ اور اُجاڑ، یعنی مصیبتوں، تکلیفوں اور اسلام کے دشمنوں سے ٹکراتے ہوئے۔ گلستاں: باغ۔ جوئے نغمہ خواں: گاتی ہوئی ندی، مراد فائدہ پہنچانے والا۔ سازِ فطرت: قدرت کا باجا۔ نوا: لَے، سُر۔ صید زبوں: برے حالوں والا شکار۔ شہریاری: بادشاہت، ایک فرد کی حکومت۔ قیامت ہے: کتنے دکھ کی بات ہے۔ شکاری: ظلم و ستم کرنے والا۔ خیرہ کرنا: چندھیا دینا۔ چمک: ظاہری ٹیپ ٹاپ۔ تہذیبِ حاضر: موجودہ دور کا تمدن جس پر یورپی تہذیب کی چھاپ ہے۔ صناعی: کاریگری۔ جھوٹے نگ: وہ نگینے جو اصلی نہ ہوں۔ ریزہ کاری: چھوٹے ٹکڑوں کو جوڑ کر نگینہ بنانے کا کام۔ خردمندان: جمع خردمند، دانا، فلسفی۔ پنجۂ خونیں: خون سے لتھڑا ہوا ہاتھ۔ تیغِ کارزاری: جنگ کی تلوار۔ تدبر: غور و فکر، سوچ بچار کرنے کی حالت۔ فسوں کاری: جادوگری۔ بِنا: بنیاد۔ سرمایہ داری: بہت زیادہ دولتمند ہونا۔ عمل: جدوجہد، انسانیت کی خیرخواہی کے لیے کام کرنا۔ نوری: نور سے بنا ہوا، فرشتہ یعنی نیک۔ ناری: آگ سے بنا ہوا، شیطان یعنی بُرا۔ خروش آموزِ بلبل: بلبل یعنی مسلمانوں کو باہمی اتفاق و محبت کی باتیں سکھانے والا۔ گرہ غنچے کی وا کر دے: کلی کی گانٹھ کھول دے، یعنی مسلمانوں کا باہمی نفاق دور کر دے۔ اس گلستاں: ملت اسلامیہ۔ جولانگہ: میدان جہاں گھوڑے دوڑاتے ہیں۔ اطلس قبایانِ تتاری: چمکیلا لباس پہننے والے ترک، مراد ترک جہاد کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ ۴۔ آ کہ کمزور جان کا خریدار پیدا ہو گیا ہے ایک مدت کے بعد ایک قافلہ ہماری طرف سے گزرا ہے۔ ۵۔ اے ساقی آ جا کہ شاخوں پر سے پریشان حال پرندے کی چہکار سنائی دی ہے یعنی بہار آ گئی ہے، محبوب آ گیا اور جب محبوب آ گیا تو دل کو قرار آ گیا۔ ۶۔ موسمِ بہار کے بادل نے وادی اور صحرا میں خیمے لگا لیے ہیں اور پہاڑ پر سے آبشاروں کے گرنے کی آواز آنے لگی ہے۔ ۷۔ اے ساقی! تیرے قربان جاؤں تو بھی ذرا پہلے والا ساز چھیڑ دے کہ گیت گانیوالے قطار در قطار آ گئے ہیں۔ ۸۔ زاہدوں / پرہیزگاروں سے کنارہ کشی کر لے اور بے خوف ہو کر جام چڑھا کیونکہ ایک مدت کے بعد اس پرانی ٹہنی سے بلبل کی آواز ترکوں کا جہاد وغیرہ

سنائی دی ہے۔ ۹۔ عاشقوا، کہ جنگِ بدر (۲ھ/ ۶۲۳ء میں لڑی گئی) اور جنگِ حنین (۸ھ/ ۶۲۹ء) کے سردار یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، کی باتیں سُنا جن کے باطنی تصرف میری آنکھوں کو صاف دکھائی دے رہے ہیں۔ ۱۰۔ اب پھر شاخِ خلیل ہمارے خون سے تر و تازہ ہو رہی ہے یعنی محبت کی منڈی میں ہماری نقدی خالص اور کھری قرار پائی ہے۔ ۱۱۔ میں اُس شہید کی قبر پر لالہ کی پتیاں بکھیرتا ہوں جس کا خون ہماری ملت کے پودے کے لیے مفید ثابت ہوا۔ ۱۲۔ (یہ حافظ شیرازی کا شعر ہے) آ کہ ہم پھول بکھیریں اور شراب جام میں انڈیلیں، اس طرح آسمان کی چھت پھاڑ ڈالیں اور ایک نئی زندگی کی بنیاد رکھیں۔

غزلیات

(۱)

اے بادِ صبا! کملی والےؐ سے جا کہیو پیغام مرا
قبضے سے اُمّت بیچاری کے دِیں بھی گیا، دُنیا بھی گئی

یہ موجِ پریشاں خاطر کو پیغام لبِ ساحل نے دیا
ہے دُور وصالِ بحر ابھی، تُو دریا میں گھبرا بھی گئی!

عزّت ہے محبت کی قائم اے قیس! حجابِ محمل سے
محمل جو گیا عزّت بھی گئی، غیرت بھی گئی، لیلا بھی گئی

کی ترک تگ و دو قطرے نے تو آبروئے گوہر بھی مِلی
آوارگیِ فطرت بھی گئی اور کشمکشِ دریا بھی گئی

نکلی تو لبِ اقبالؔ سے ہے، کیا جانیے کس کی ہے یہ صدا
پیغامِ سکُوں پہنچا بھی گئی، دل محفل کا تڑپا بھی گئی

غزلیات: جمع غزل، شاعری کی ایک صنف / ہیئت. کملی والا: حضور اکرمؐ. دِیں قبضے سے جانا: یعنی مسلمانوں کا مذہب سے دُور ہو جانا. دنیا قبضے سے جانا: آزادی سے محروم ہو جانا. موج: لہر. پریشاں خاطر: جس کا دل بے چینی کا شکار ہو. وصال: ملاپ. بحر: سمندر. قیس: مجنوں. حجابِ محمل: کجاوے کا پردہ. ترک کرنا: چھوڑ دینا. تگ و دَو: بھاگ دوڑ، جدوجہد. آبروئے گوہر: موتی کی عزت، شان. آوارگی: بے مقصد اِدھر اُدھر گھومنا پھرنا. کشمکش: کھینچا تانی. صدا: آواز، شاعری.

(۲)

یہ سرودِ قُمری و بلبل فریبِ گوش ہے
باطنِ ہنگامہ آبادِ چمن خاموش ہے

تیرے پیمانوں کا ہے یہ اے مَے مغرب اثر
خندہ زن ساقی ہے، ساری انجمن بے ہوش ہے

دہر کے غم خانے میں تیرا پتا ملتا نہیں
جُرم تھا کیا آفرینش بھی کہ تو رُوپوش ہے

آہ! دُنیا دل سمجھتی ہے جسے، وہ دل نہیں
پہلوئے انساں میں اک ہنگامۂ خاموش ہے

زندگی کی رہ میں چل، لیکن ذرا بچ بچ کے چل
یہ سمجھ لے کوئی مِینا خانہ بارِ دوش ہے

جس کے دم سے دلّی و لاہور ہم پہلو ہوئے
آہ، اے اقبالؔ! وہ بلبل بھی اب خاموش ہے

سرود: گانا، چہچہاہٹ. قُمری: فاختہ کی قسم کا ایک پرندہ جس کی گردن میں ایک حلقہ بنا ہوتا ہے. فریبِ گوش: کانوں کے لیے دھوکا. باطن: ضمیر، اندر. ہنگامہ آبادِ چمن: باغ میں رونق / چہل پہل برپا کرنے والا. پیمانہ:

شراب کا پیالہ. مئے مغرب: یورپ کی شراب، یورپ کی تہذیب وتمدن جو مسلمانوں نے اختیار کی. خندہ زن: ہنسنے والا. ساقی: پلانے والا، مراد انگریز حکمران. ساری انجمن بیہوش ہے: محفل کے سارے آدمی بے ہوش ہو چکے ہیں، مراد انگریز کی سیاست نے پوری ملتِ اسلامیہ کو غفلت میں ڈال رکھا ہے. دہر: زمانہ، دنیا. غم خانہ: دکھوں کا گھر. تیرا: یعنی خدا کا. جُرم: خطا، غلطی. آفرینش: مراد کائنات کا پیدا کرنا. رُوپوش: منہ چُھپانے والا، غائب، سامنے نظر نہ آنے والا. پہلو: بغل. ہنگامۂ خاموش: ایسا شور وغل جس کی آواز نہ ہو. بچ بچ کے چل: ہر معاملے میں پوری احتیاط سے کام لے. مینا خانہ: شراب کی بوتلوں کا ڈھیر. بارِ دوش: کندھے کا بوجھ، ذمہ داری. ہم پہلو ہونا: ساتھی ہونا. جس کے دَم سے: جس کے سبب سے، اشارہ ہے میرزا ارشد گورگانی دہلوی کی طرف جن کی وجہ سے لاہور میں شعر وشاعری کا چرچا رہا۔ یہ شعر ان کی وفات پر کہا گیا.

(۳)

نالہ ہے بلبلِ شوریدہ ترا خام ابھی
اپنے سینے میں اسے اور ذرا تھام ابھی

پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

عشق فرمودۂ قاصد سے سبک گامِ عمل
عقل سمجھی ہی نہیں معنیِ پیغام ابھی

شیوۂ عشق ہے آزادی و دہر آشوبی
تو ہے زُناریِ بُت خانۂ ایام ابھی

عذرِ پرہیز پہ کہتا ہے بگڑ کر ساقی
ہے ترے دل میں وہی کاوشِ انجام ابھی

سعیِ پیہم ہے ترازُوئے کم و کیفِ حیات
تیری میزاں ہے شمارِ سحر و شام ابھی

ابرِ نیساں! یہ تنک بخشیِ شبنم کب تک
مرے کُہسار کے لالے ہیں تہی جام ابھی

بادہ گردانِ عجم وہ، عرَبی میری شراب
مرے ساغر سے جھجکتے ہیں مے آشام ابھی

خبر اقبالؔ کی لائی ہے گلستاں سے نسیم
نو گرفتار پھڑکتا ہے تہِ دام ابھی

شوریدہ: دیوانی، پریشان. خام: کچا، بے اثر. تھامنا: روکے رکھنا. مصلحت اندیش: بھلائی کا سوچنے والی. بے خطر: بے خوف ہو کر. آتشِ نمرود: حضرت ابراہیمؑ کے زمانے کے بادشاہ نمرود کی بھڑکائی ہوئی آگ جس میں آپؑ کو ڈالا گیا اور جو خدا کے حکم سے گلزار بن گئی. عشق: اشارہ ہے حضرت ابراہیمؑ کی طرف جو محبوبِ حقیقی کے عشق سے سرشار تھے. محو: مصروف، ڈوبی ہوئی. تماشائے لبِ بام: چھت پر سے نظارہ کرنے کا عالَم. فرمودۂ قاصد: یعنی حضور اکرمؐ نے جو کچھ فرمایا/ حکم دیا. سبک گامِ عمل: تیزی سے عمل کرنے والا. معنی پیغام: حکم کا مطلب. دہر آشوبی: دنیا میں ہنگامے پیدا کرنا. زناری: گلے میں دھاگا ڈالنے والا، مراد پوجا کرنے والا. بُت خانۂ ایام: مراد زمانے کی گردش. عذرِ پرہیز: بچنے کی معذرت/ بہانہ. کاوش: فکر، خلش. سعی پیہم: لگاتار کوشش/ جدوجہد. کم و کیف: کتنا اور کیسا. ترازو: یعنی پیمانہ، میزان. شمارِ سحر و شام: یعنی گردشِ وقت میں الجھے رہنا. ابر نیساں: موسمِ بہار کا بادل. تنک بخشی: بہت کم دینا. کہسار: جہاں بہت سی پہاڑیاں ہوں، پہاڑ. تہی جام: خالی پیالے والے. بادہ گردانِ عجم: یعنی غیر اسلامی شرب پینے والے، مراد غیر اسلامی درس گاہوں میں تعلیم پانے والے. عربی میری شراب: یعنی اسلامی خیالات کی حامل شاعری. ساغر: شراب کا پیالہ. مے آشام: شراب پینے والے. نسیم: صبح کی ہوا. نو گرفتار: نیا قیدی. تہِ دام: جال کے نیچے.

(۴)

پردہ چہرے سے اُٹھا، انجمن آرائی کر
چشمِ مہر و مہ و انجم کو تماشائی کر

تُو جو بجلی ہے تو یہ چشمکِ پنہاں کب تک
بے حجابانہ مرے دل سے شناسائی کر

نفَسِ گرم کی تاثیر ہے اعجازِ حیات
تیرے سینے میں اگر ہے تو مسیحائی کر

کب تلک طُور پہ دریوزہ گری مثلِ کلیم
اپنی ہستی سے عیاں شعلۂ سینائی کر

ہو تری خاک کے ہر ذرّے سے تعمیرِ حرم
دل کو بیگانۂ اندازِ کلیسائی کر

اس گلستاں میں نہیں حد سے گزرنا اچھا
ناز بھی کر تو بہ اندازۂ رعنائی کر

پہلے خوددار تو مانندِ سکندر ہو لے
پھر جہاں میں ہوسِ شوکتِ دارائی کر

مِل ہی جائے گی کبھی منزلِ لیلیٰ اقبالؔ!
کوئی دن اور ابھی بادیہ پیمائی کر

پردہ چہرے سے اُٹھا: اے محبوبِ حقیقی کھل کر سامنے آ. انجمن آرائی کر: پردے سے باہر نکل کر سامنے آ. مہ و انجم: سورج اور چاند اور ستارے مراد کائنات. تماشائی کر: دیکھنے والے بنا. چشمکِ پنہاں: کنکھیوں سے دیکھنا. بے حجابانہ: کھلے طور پر. شناسائی: واقفیت، دوستی. نفس گرم: گرم سانس، عشق کی تپش. اعجازِ حیات: زندہ کرنے کا معجزہ! کرامت. مسیحائی: مُردوں کو زندہ کرنے کا عمل. طور: وادیِ ایمن کا پہاڑ، کوہِ طور. دریوزہ گری: بھیک مانگنے کی کیفیت. مثلِ کلیم: حضرت موسیٰؑ کی طرح. ہستی: وجود. شعلۂ سینائی: وہ روشنی جو حضرت موسیٰؑ کو طورِ سینا پر نظر آئی. خاک کا ہر ذرّہ: یعنی جسم کا رُواں رُواں. تعمیرِ حرم: اسلامی شعائر پر پورا عمل یا اسلام کی اشاعت و ترقی کے لیے جدوجہد. بیگانہ: اجنبی. اندازِ کلیسائی: مغربی طور طریقے. حد سے گزرنا: اعتدال سے بڑھ جانا. ناز: ادا، غمزہ. باندازۂ رعنائی: خوبصورتی. سکندر: سکندرِ رومی / یونانی (۳۵۵ ق م ۳۲۳ ق م). شوکتِ دارائی: ایران کے قدیم بادشاہ دارا کی سی شان. منزلِ لیلیٰ: محبوب کا ٹھکانا. بادیہ پیمائی: محبوب کی تلاش میں جنگلوں ویرانوں میں پھرنا.

(۵)

پھر بادِ بہار آئی، اقبالؔ غزل خواں ہو
غنچہ ہے اگر گُل ہو، گُل ہے تو گُلِستاں ہو

تُو خاک کی مُٹھی ہے، اجزا کی حرارت سے
برہم ہو، پریشاں ہو، وسعت میں بیاباں ہو

تُو جنسِ محبت ہے، قیمت ہے گراں تیری
کم مایہ ہیں سوداگر، اس دیس میں ارزاں ہو

کیوں ساز کے پردے میں مستور ہو لَے تیری
تُو نغمۂ رنگیں ہے، ہر گوش پہ عُریاں ہو

اے رہروِ فرزانہ! رستے میں اگر تیرے
گلشن ہے تو شبنم ہو، صحرا ہے تو طوفاں ہو

ساماں کی محبت میں مُضمَر ہے تن آسانی
مقصد ہے اگر منزل، غارت گرِ ساماں ہو

غزل خواں: غزل پڑھنے والا، شعر کہنے والا. برہم ہو: بکھر جا. پریشاں ہو: پھیل جا. جنس: سودا. گراں: بھاری، زیادہ. کم مایہ: کم قیمت، سستا. سوداگر: تاجر، سودا خریدنے، بیچنے والا. ارزاں: سستا یعنی تاکہ ہر ایک کے لیے قابل قبول ہو. مستور: چھپی ہوئی. لَے: سُر. نغمۂ رنگیں: یعنی دل کش شعر کہنے والا. گوش: کان، مراد سننے والے. عُریاں: ظاہر، یعنی جسے سب سنیں اور سمجھیں. فرزانہ: دانا، عقل مند. تن آسانی: آرام طلبی. غارت گر: تباہ کرنے والا، مراد دلچسپی نہ لینے والا.

(۶)

کبھی اے حقیقتِ مُنتظَر! نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

طرَب آشنائے خروش ہو، تُو نوَا ہے محرمِ گوش ہو
وہ سرود کیا کہ چُھپا ہوا ہو سکُوتِ پردۂ ساز میں

تُو بچا بچا کے نہ رکھ اسے، ترا آئنہ ہے وہ آئنہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئنہ ساز میں

دمِ طوف کرمکِ شمع نے یہ کہا کہ وہ اثرِ کُہن
نہ تری حکایتِ سوز میں، نہ مری حدیثِ گداز میں

نہ کہیں جہاں میں اَماں مِلی، جو اَماں مِلی تو کہاں مِلی
مرے جُرمِ خانہ خراب کو ترے عفوِ بندہ نواز میں

نہ وہ عشق میں رہیں گرمیاں، نہ وہ حُسن میں رہیں شوخیاں
نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی، نہ وہ خم ہے زُلفِ ایاز میں

جو میں سربسجدہ ہُوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
ترا دل تو ہے صنَم آشنا، تجھے کیا مِلے گا نماز میں

حقیقتِ منتظر: جس حقیقت کا انتظار ہو، محبوبِ حقیقی. **لباسِ مجاز**: یعنی جسم والا وجود. **تڑپ رہے ہیں**: بے چین ہیں. **جبینِ نیاز**: عاجزی اور انکسار والی پیشانی. **طرب آشنائے خروش**: یعنی جذبۂ عشق کی دھوم مچا دینے کے لطف سے آگاہ. **نوا**: گیت، نغمہ. **محرمِ گوش**: کانوں سے واقف، یعنی سنا جانے والا. **سرود**: گیت، گانا، نغمہ. **سکوت**: خاموشی. **پردۂ ساز**: ساز کی لَے. **آئنہ**: شیشہ. **مراد دل**. **شکستہ ہونا**: عشق کی چوٹ کھانے کی حالت. **عزیز تر**: زیادہ پیارا. **آئنہ ساز**: شیشہ بنانے والا، خدا. **دَم**: وقت. **طوف**: طواف، اردگرد چکر کاٹنا. **کرمک**: چھوٹا کیڑا یعنی پتنگا. **اثر کہن**: پرانی تاثیر. **حکایت سوز**: جلنے کی داستان، جلنے کی کیفیت. **حدیثِ گداز**: پگھلنے کی بات. **جرمِ خانہ خراب**: گھر کو اُجاڑ دینے والا گناہ. **ترے**: خدا کا. **عفوِ بندہ نواز**: ایسی معافی جو بندوں پر مہربانی کرنے والی ہے. **گرمیاں**: جذبے، محبت کی تپش. **شوخیاں**: ادائیں، دل موہ لینے والے ناز و ادا. **غزنوی**: مشہور بادشاہ محمود غزنوی جو اپنے غلام ایاز سے بہت محبت کرتا تھا، مراد عاشقی. **خم**: زلفوں کا بل. **ایاز**: محمود غزنوی کا غلام خاص، مراد محبوب ہونا. **سربسجدہ**: سجدے کی حالت. **صدا**: ضمیر کی آواز. **صنم آشنا**: بتوں کا عاشق، دنیاوی علائق کی محبت میں گرفتار. **کیا ملے گا؟**: یعنی اس حالت میں یہ بے فائدہ عمل ہے.

(۷)

تہِ دام بھی غزل آشنا رہے طائرانِ چمن تو کیا
جو فُغاں دلوں میں تڑپ رہی تھی، نوائے زیرِ لبی رہی

ترا جلوہ کچھ بھی تسلّیِ دلِ ناصبور نہ کر سکا
وہی گریۂ سَحَری رہا، وہی آہِ نیم شبی رہی

نہ خدا رہا نہ صَنم رہے، نہ رقیبِ دَیر و حرم رہے
نہ رہی کہیں اَسَدُ اللّٰہی، نہ کہیں ابولہبی رہی

مرا ساز اگرچہ ستم رسیدۂ زخمہ ہائے عجم رہا
وہ شہیدِ ذوقِ وفا ہوں مَیں کہ نوا مری عرَبی رہی

تہِ دام: جال کے نیچے۔ غزل آشنا: مراد چہچہانے والے۔ طائران: جمع طائر، پرندے۔ فُغاں: فریاد، نالہ۔ نوائے زیرِ لبی: ہونٹوں میں دبی ہوئی آواز جسے سُنا نہ جا سکے۔ جلوہ: تجلّی، دیدار، روشنی۔ تسلّی: اطمینان، سکون۔ دلِ ناصبور: بے قرار دل۔ گریۂ سحری: صبح کے وقت کا رونا۔ آہِ نیم شبی: آدھی رات کے وقت کی آہیں۔ نہ خدا رہا نہ صنم رہے: خدا اور بُت دونوں کی عبادت ختم ہو گئی۔ رقیبِ دَیر و حرم: مندر اور کعبہ کے مخالف۔ اسد اللّٰہی: خدا کا شیر ہونے کی کیفیت، اسد اللہ، حضرت علیؓ کا لقب جو اُن کی شجاعت اور دلیری کے سبب انھیں دیا گیا۔ ابولہبی: ابولہب کا سا انداز، ابولہب، حضور اکرمؐ کا چچا جو اسلام کا شدید دشمن تھا۔ ساز: باجا، مراد طبیعت۔ ستم رسیدہ: جس پر ظلم ہوا ہو۔ زخمہ ہائے عجم: غیر عربی چوٹیں یعنی غیر اسلامی خیالات۔ شہیدِ ذوقِ وفا: ساتھ نبھانے کے ذوق شوق کا مارا ہوا۔ نوا: آواز، شاعری۔ عربی: عرب کا رہنے والا یعنی اسلام اور ملت اسلامیہ سے متعلق۔

(۸)

گرچہ تُو زنداني اسباب ہے
قلب کو لیکن ذرا آزاد رکھ

عقل کو تنقید سے فُرصت نہیں
عشق پر اَعمال کی بنیاد رکھ

اے مسلماں! ہر گھڑی پیشِ نظر
آیۂ 'لَا یُخلِفُ المِیعَاد' رکھ

یہ 'لِسان العصر' کا پیغام ہے
"اِنَّ وَعدَ اللّٰہِ حَقٌّ یاد رکھ"

زنداني اسباب: ظاہری وسیلوں کا پابند. **قلب**: دل. **آزاد رکھ**: مادہ پرستی سے دُور رکھ. **تنقید**: کھوٹا کھرا پرکھنے کا انداز، نکتہ چینی. **اعمال**: جمع عمل. **پیشِ نظر**: آنکھوں کے سامنے. **آیہ**: آیت، قرآنی فقرہ. **لا یُخلِفُ المِیعَاد**: اللہ تعالیٰ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا. **لسان العصر**: زمانے کی زبان، یعنی اکبر الہ آبادی۔ خان بہادر سید اکبر حسین اکبر، مقام ولادت الہ آباد (۱۸۴۶ء انتقال ۱۹۲۱ء) اپنے دور میں جج رہے۔ ان کی مزاحیہ شاعری کو بہت شہرت حاصل ہے. **اِنَّ وَعدَ اللّٰہِ حَقٌّ**: بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے.

ظریفانہ

مشرق میں اصول دِین بن جاتے ہیں
مغرب میں مگر مشین بن جاتے ہیں
رہتا نہیں ایک بھی ہمارے پلّے
واں ایک کے تین تین بن جاتے ہیں

◉◉

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی
ڈھونڈ لی قوم نے فلاح کی راہ
روشِ مغربی ہے مدِّ نظر
وضعِ مشرق کو جانتے ہیں گُناہ
یہ ڈراما دِکھائے گا کیا سِین
پردہ اُٹھنے کی مُنتظِر ہے نگاہ

ظریفانہ: یعنی مزاحیہ کلام جس میں ہنسی مذاق کی باتیں ہوں. مشرق: مشرقی ممالک، پاکستان، ہند اور عرب ممالک. مغرب: یورپ، یورپی ممالک. اصول: جمع اصل، مراد قاعدے، ضابطے. دین بننا: دین کی سی حیثیت اختیار کر لینا. واں: وہاں، یورپ میں.

فلاح: نجات، بہتری. روشِ مغربی: انگریزوں کے سے طور طریقے. مدِّ نظر: نگاہوں کے سامنے. وضعِ مشرق: مشرقی ملکوں کے طور طریقے. گناہ جاننا: بُرا جاننا. یہ ڈراما: لڑکیوں کا انگریزی پڑھنا اور مغربی روش اختیار کرنا. سین: منظر. پردہ اُٹھنا: نقاب اٹھنا راز ظاہر ہونا.

شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں
مفت میں کالج کے لڑکے ان سے بدظن ہو گئے
وعظ میں فرما دیا کل آپ نے یہ صاف صاف
''پردہ آخر کس سے ہو جب مرد ہی زن ہو گئے''

◉◉

یہ کوئی دن کی بات ہے اے مردِ ہوش مند!
غیرت نہ تجھ میں ہوگی، نہ زن اوٹ چاہے گی
آتا ہے اب وہ دَور کہ اولاد کے عوض
کونسل کی ممبری کے لیے ووٹ چاہے گی

شیخ صاحب: مُلّا، مذہبی پیشوا. پردہ: عورتوں کا نقاب. حامی: طرف دار. جب مرد ہی زن ہو گئے: آدمیوں نے عورتوں کے سے طور طریقے اختیار کر لیے. مردِ ہوشمند: دانا. زن: عورت. اوٹ: پردہ، نقاب. عوض: بدلہ. ممبری: رکنیت. ووٹ: رائے دہی

تعلیمِ مغربی ہے بہت جُرأت آفریں
پہلا سبق ہے، بیٹھ کے کالج میں مار ڈِینگ
بستے ہیں ہند میں جو خریدار ہی فقط
آغا بھی لے کے آتے ہیں اپنے وطن سے ہینگ
میرا یہ حال، بُوٹ کی ٹو چاٹتا ہوں میں
اُن کا یہ حکم، دیکھ! مرے فرش پر نہ رِینگ
کہنے لگے کہ اُونٹ ہے بھدّا سا جانور
اچھی ہے گائے، رکھتی ہے کیا نوک دار سینگ

◉◉

کچھ غم نہیں جو حضرتِ واعظ ہیں تنگ دست
تہذیبِ نو کے سامنے سر اپنا خم کریں
ردِّ جہاد میں تو بہت کچھ لکھا گیا
تردیدِ حج میں کوئی رسالہ رقم کریں

آغا: مراد افغانی باشندہ، پٹھان. ہینگ: ایک درخت کا گوند جو کئی بیماریوں کے لیے مفید ہے. بوٹ کی ٹو: جوتے کا اگلا حصہ. بوٹ کی ٹو چاٹنا: خوشامد کرنا. رینگنا: فرش پر کیڑے کی طرح آہستہ آہستہ چلنا. بھدّا: بدصورت.

حضرتِ واعظ: وعظ کرنے والا. تنگ دست: مفلس، غریب. تہذیبِ نو: جدید معاشرہ جس پر انگریزی تہذیب کا اثر ہے. سر خم کرنا: سر جھکانا، دوسروں کی رضا پر راضی ہو جانا. ردِّ جہاد: جہاد کے خلاف. تردیدِ حج میں: حج کے رد میں. رقم کرنا: لکھنا.

تہذیب کے مریض کو گولی سے فائدہ!
دفعِ مرض کے واسطے پِل پیش کیجیے
تھے وہ بھی دن کہ خدمتِ استاد کے عوض
دل چاہتا تھا ہدیۂ دِل پیش کیجیے
بدلا زمانہ ایسا کہ لڑکا پس از سبق
کہتا ہے ماسٹر سے کہ ''بِل پیش کیجیے!''

◉◉

انتہا بھی اس کی ہے؟ آخر خریدیں کب تلک
چھتریاں، رُومال، مفلر، پیرہن جاپان سے
اپنی غفلت کی یہی حالت اگر قائم رہی
آئیں گے غسّال کابل سے، کفن جاپان سے

دفعِ مرض: بیماری دور کرنا. پِل: (Pill) انگریزی میں بمعنی دوائی کی ٹکیا. خدمت استاد: یعنی اُستاد کا شاگردوں کو فائدہ پہنچانا. پس از سبق: سبق پڑھنے کے بعد. بل: (Bill) وہ چھوٹی پرچی جس پر کسی کام کی اُجرت یا چیز کی قیمت لکھی ہوتی ہے.

پیرہن: قمیص، لباس. جاپان: مشہور ملک جہاں بُدھ مذہب سرکاری مذہب ہے. غسّال: مُردے کو نہلانے والا. کفن: سفید لٹھے کا ٹکڑا جس میں لاش لپیٹی جاتی ہے. کابل: افغانستان کا دارالحکومت.

ہم مشرق کے مسکینوں کا دل مغرب میں جا اٹکا ہے
واں کنٹر سب بلّوری ہیں یاں ایک پُرانا مٹکا ہے

اس دَور میں سب مٹ جائیں گے، ہاں! باقی وہ رہ جائے گا
جو قائم اپنی راہ پہ ہے اور پکّا اپنی ہَٹ کا ہے

اے شیخ و برہمن، سنتے ہو! کیا اہلِ بصیرت کہتے ہیں
گردُوں نے کتنی بلندی سے ان قوموں کو دے پٹکا ہے

یا باہم پیار کے جلسے تھے، دستورِ محبت قائم تھا
یا بحث میں اُردو ہندی ہے یا قربانی یا جھٹکا ہے

مسکین: بے کس محتاج، غریب. دل اٹکنا: محبت ہو جانا. کنٹر: ڈبا، ڈبے. بلوری: شیشے کا. مٹکا: مٹی کا گھڑا. اپنی راہ پر قائم: اپنی بات پر ڈٹا ہوا. ہَٹ کا پکا: ضد پر اَڑا رہنے والا. اہلِ بصیرت: عقلمند لوگ. گردُوں: آسمان. دے پٹکنا: اوپر سے نیچے گرا دینا، زوال کا شکار کرنا. باہم پیار کے جلسے: آپس میں پیار محبت کے ساتھ محفلیں جمانے کا عمل. اُردو ہندی: مسلمان اُردو کو اور ہندو ہندی زبان کو ہندوستان کی قومی زبان کہتے تھے. قربانی: عید قربان پر مسلمانوں کا بکرے کو ایک مخصوص طریقے سے ذبح کرنا. جھٹکا: سکھ، جانور کی گردن پر ایک ہی ضرب لگا کر اسے جسم سے الگ کر دیتے ہیں.

''اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہے''
غالبؔ کا قول سچ ہے تو پھر ذکرِ غیر کیا
کیوں اے جنابِ شیخ! سُنا آپ نے بھی کچھ
کہتے تھے کعبے والوں سے کل اہلِ دَیر کیا
ہم پوچھتے ہیں مسلمِ عاشق مزاج سے
اُلفت بُتوں سے ہے تو بِرہمن سے بَیر کیا!

◉◉

ہاتھوں سے اپنے دامنِ دُنیا نکل گیا
رُخصت ہُوا دِلوں سے خیالِ معاد بھی
قانونِ وقف کے لیے لڑتے تھے شیخ جی
پوچھو تو، وقف کے لیے ہے جائداد بھی!

''اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہے'': یہ مصرع غالب کا ہے کائنات میں جو کچھ نظر آ رہا ہے، ''دیکھنے والا'' اور ''دیکھا گیا'' سب ایک ہے، یعنی وحدت الوجود کا نظریہ. غالبؔ: اُردو اور فارسی کا مشہور شاعر اسد اللہ خان غالبؔ (ولادت ۱۷۹۷ء، بمقام آگرہ، وفات ۱۸۶۹ء دہلی) قول: بات. جنابِ شیخ: مُلّا صاحب، مولوی صاحب. کعبہ والے: مراد مسلمان. اہلِ دَیر: مندر والے، ہندو. عاشق مزاج: ہر کسی کو دل دے بیٹھنے والا، دل پھینک. بُت: پتھر کی مُورت، یہاں مراد حسین عورت / عورتیں. بَیر: دشمنی.

ہاتھ سے دامنِ دُنیا نکل جانا: مراد دنیاوی خواہشات اور ضرورتیں پوری نہ ہونا. رخصت ہونا: نکل جانا، ختم ہو جانا. معاد: آخرت، عُقبیٰ. قانونِ وقف: ۱۹۱۲ء میں حکومت ہند کا منظور کردہ اولاد کے لیے جائداد وقف کرنے کا قانون.

وہ مِس بولی ارادہ خودکُشی کا جب کِیا میں نے
مہذّب ہے تو اے عاشق! قدم باہر نہ دھر حد سے
نہ جُرأت ہے، نہ خنجر ہے تو قصدِ خودکُشی کیسا
یہ مانا دردِ ناکامی گیا تیرا گزر حد سے
کہا میں نے کہ اے جانِ جہاں کچھ نقد دِلوا دو
کرائے پر منگالوں گا کوئی افغان سرحد سے

◉◉

ناداں تھے اس قدر کہ نہ جانی عرب کی قدر
حاصل ہُوا یہی، نہ بچے مار پیٹ سے
مغرب میں ہے جہازِ بیاباں شُتر کا نام
تُرکوں نے کام کچھ نہ لیا اس فلِیٹ سے

مہذّب: تہذیب یافتہ، سلیقے اور سمجھ بوجھ والا. قدم باہر نہ دھر حد سے: اپنی حد میں رہ. قصد: ارادہ. دردِ ناکامی: محبت میں کامیاب نہ ہونے کا دکھ. جانِ جہاں: دُنیا کی جان، دُنیا کی رونق، حسینۂ عالم. سرحد: یعنی صوبۂ سرحد جس کا صدر مقام پشاور ہے.

قدر جاننا: کسی کی خوبیوں کو پوری طرح سمجھنا. اس قدر: اس حد تک، اتنا، اتنے. حاصل ہوا یہی: آخر یہی نتیجہ نکلا. جہازِ بیاباں: Ship of the desert ریگستان کا جہاز، اونٹ کو ریگستان کا جہاز کہا جاتا ہے. شتر: اونٹ. تُرکوں: یعنی تُرک حکومت، تُرکی. فلیٹ: (Fleet) جنگی جہازوں کا بیڑا.

ہندوستاں میں جُزوِ حکومت ہیں کونسلیں
آغاز ہے ہمارے سیاسی کمال کا
ہم تو فقیر تھے ہی، ہمارا تو کام تھا
سیکھیں سلیقہ اب اُمَرا بھی 'سوال' کا

◉◉

ممبری اِمپیریل کونسل کی کچھ مشکل نہیں
ووٹ تو مِل جائیں گے، پیسے بھی دِلوائیں گے کیا؟
میرزا غالبؔ، خُدا بخشے، بجا فرما گئے
''ہم نے یہ مانا کہ دِلّی میں رہیں، کھائیں گے کیا؟''

جُزو: حصہ. کونسلیں: جمع کونسل، صوبائی یا مرکزی قانون ساز ادارے. کمال: ترقی. فقیر: بھیک مانگنے والا، مفلس. سلیقہ: تمیز. سوال: کسی سے کچھ مانگنا.

اِمپیریل کونسل: برصغیر میں انگریزی حکومت کے دوران بنائی جانے والی حکومت جسے وائسرائے کی کونسل کہا جاتا تھا. میرزا غالبؔ: اُردو، فارسی کے مشہور شاعر اسد اللہ خان غالبؔ. کھائیں گے کیا: یہ غالب کا مصرع ہے یعنی مفلسی کے سبب کھانے کو کچھ نہیں.

دلیلِ مِہر و وفا اس سے بڑھ کے کیا ہوگی
نہ ہو حضور سے اُلفت تو یہ ستم نہ سہیں

مُصِر ہے حلقہ، کمیٹی میں کچھ کہیں ہم بھی
مگر رضائے کلکٹر کو بھانپ لیں تو کہیں

سنَد تو لیجیے، لڑکوں کے کام آئے گی
وہ مہربان ہیں اب، پھر رہیں رہیں نہ رہیں

زمین پر تو نہیں ہندیوں کو جا مِلتی
مگر جہاں میں ہیں خالی سمندروں کی تہیں

مثالِ کشتیِ بے حس مطیعِ فرماں ہیں
کہو تو بستۂ ساحل رہیں، کہو تو بہیں

مِہر و وفا: محبت اور ساتھ نباہنا. حضور: مراد حاکم. مُصِر: اِصرار کرنے والا، اپنی بات پر زور دینے والا. حلقہ کمیٹی: اپنے قریبی علاقے کے مختلف انتظامات کرنے کے لیے بنائی گئی سرکاری انجمن / ادارہ. کلکٹر: ضلع کا مال افسر. ہندیوں: ہندوستان کے رہنے والے. جا: جگہ. کشتیِ بے حس: ایک جگہ کھڑی ہوئی کشتی. مطیعِ فرماں: حکم ماننے والا. بستۂ ساحل: کنارے سے بندھی ہوئی (کشتی). بہیں: ہم روانہ ہوں یعنی کشتی چلے.

فرما رہے تھے شیخ طریقِ عمل پہ وعظ
کُفّار ہند کے ہیں تجارت میں سخت کوش

مُشرک ہیں وہ جو رکھتے ہیں مُشرک سے لین دین
لیکن ہماری قوم ہے محرومِ عقل و ہوش

ناپاک چیز ہوتی ہے کافر کے ہاتھ کی
سُن لے، اگر ہے گوش مسلماں کا حق نیوش

اک بادہ کش بھی وعظ کی محفل میں تھا شریک
جس کے لیے نصیحتِ واعظ تھی بارِ گوش

کہنے لگا ستم ہے کہ ایسے قیود کی
پابند ہو تجارتِ سامانِ خُورد و نوش

میں نے کہا کہ آپ کو مشکل نہیں کوئی
ہندوستاں میں ہیں کلمہ گو بھی مے فروش

طریقِ عمل: عمل کرنے کا طریقہ / انداز. وعظ: نصیحت کی بات. کفّار: جمع کافر، خدا کو نہ ماننے والے. سخت کوش: بہت محنت کرنے والے. محرومِ عقل و ہوش: جسے کوئی شعور اور سمجھ بوجھ نہ ہو. گوش: کان. حق نیوش: سچی بات سننے والا / والے. بادہ کش: شراب پینے والا. بارِ گوش: کانوں کے لیے بوجھل، ناگوار. سامانِ خورد و نوش: کھانے پینے کی چیزیں. کلمہ گو: کلمہ پڑھنے والے، مسلمان. مے فروش: شراب بیچنے والا / والے.

دیکھیے چلتی ہے مشرق کی تجارت کب تک
شیشۂ دِیں کے عوض جام و سبو لیتا ہے
ہے مداوائے جنوں نشترِ تعلیمِ جدید
میرا سرجن رگِ ملّت سے لہو لیتا ہے

سبو: مٹکا، شراب کی صُراحی، مراد شراب. مداوا: علاج. نشتر: زخم چھیلنے یا رگ سے خون نکالنے کا اوزار. تعلیمِ جدید: موجودہ دَور کی تعلیم جو دِین سے دُور کرتی ہے. سرجن: چیر پھاڑ کرنے والا ڈاکٹر، جراح. رگِ ملت سے لہو لینا: قوم کی شہ رگ سے خون لینا یعنی نئی نسل کے اسلامی جذبوں کو ختم کرنا.

گائے اک روز ہوئی اُونٹ سے یوں گرمِ سخن
نہیں اک حال پہ دُنیا میں کسی شے کو قرار
مَیں تو بدنام ہُوئی توڑ کے رسّی اپنی
سنتی ہوں آپ نے بھی توڑ کے رکھ دی ہے مُہار
ہند میں آپ تو از رُوئے سیاست ہیں اہم
ریل چلنے سے مگر دشتِ عرب میں بیکار
کل تلک آپ کو تھا گائے کی محفل سے حذر
تھی لٹکتے ہُوئے ہونٹوں پہ صدائے زنہار
آج یہ کیا ہے کہ ہم پر ہے عنایت اتنی
نہ رہا آئنۂ دِل میں وہ دیرینہ غبار
جب یہ تقریر سُنی اونٹ نے، شرما کے کہا
ہے ترے چاہنے والوں میں ہمارا بھی شمار
رشکِ صد غمزۂ اُشتر ہے تری ایک کُلیل
ہم تو ہیں ایسی کُلیلوں کے پُرانے بیمار
ترے ہنگاموں کی تاثیر یہ پھیلی بَن میں
بے زبانوں میں بھی پیدا ہے مذاقِ گفتار
ایک ہی بن میں ہے مدّت سے بسیرا اپنا
گرچہ کچھ پاس نہیں، چارا بھی کھاتے ہیں، انصار

گوسفند و شُتر و گاو و پلنگ و خرِ لنگ
ایک ہی رنگ میں رنگیں ہوں تو ہے اپنا وقار
باغباں ہو سبق آموز جو یک رنگی کا
ہمزباں ہو کے رہیں کیوں نہ طیورِ گلزار
دے وہی جام ہمیں بھی کہ مناسب ہے یہی
تُو بھی سرشار ہو، تیرے رُفَقا بھی سرشار
''دلقِ حافظ بچہ ارزد بہ مَیَش رنگیں کُن
وا نگہش مست و خراب از رہِ بازار بیار''

گائے: اشارہ ہے برصغیر کے ہندوؤں کی طرف **اونٹ**: یعنی مسلمان. **گرمِ سخن ہوئی**: خوب باتیں کرنے لگی. **مُہار**: اونٹ کی ناک میں ڈالی ہوئی رسی، نکیل، یہاں مراد اسلام. **از رُوئے سیاست**: مُلکی انتظام میں سوچ بچار کے لحاظ سے. **حذر**: کسی چیز سے بچنے کا عمل، خوف. **صدائے زنہار**: کبھی نہیں کی آواز. **غبار**: گرد، کدورت، رنج. **رشکِ صد غمزۂ اشتر**: اونٹ کے سیکڑوں ناز سے بڑھ کر. **کُلیل**: اُچھل کود. **بیمار**: عاشق. **بن**: جنگل، بیابان. **مذاقِ گفتار**: بات چیت کرنے کا ذوق شوق. **گوسفند**: بھیڑ. **گاو**: گائے. **پلنگ**: چیتا. **خرِ لنگ**: لنگڑا گدھا. **ایک ہی رنگ میں رنگیں ہونا**: ایک جیسا ہونا، برابر کے حقوق ہونا، باہمی اتحاد ہونا. **وقار**: ساکھ، بھرم. **باغباں**: مالی، رکھوالا، رہنما. **سبق آموز**: سبق سکھانے والا. **ہمزبان**: آواز میں آواز ملانے والا، ساتھی. **طیور**: جمع طائر، پرندے. **سرشار**: مست. ☆ حافظ کی گُدڑی کی کیا قیمت پڑے گی یعنی کوئی قدر و قیمت نہیں، تو اسے شراب میں رنگ دے، اس کے بعد اسے بازار سے مست اور دُھت پڑا ہوا لے آ۔ دیوانِ حافظ کے تمام ایرانی، نولکشوری اور لاہوری ایڈیشنوں میں ''از سر بازار'' ہے۔ (حافظ شیرازی کا شعر)

رات مچھر نے کہہ دیا مجھ سے
ماجرا اپنی ناتمامی کا
مجھ کو دیتے ہیں ایک بُوند لہو
صِلہ شب بھر کی تِشنہ کامی کا
اور یہ بسوہ دار، بے زحمت
پی گیا سب لہو اسامی کا

◉◉

یہ آیۂ نو، جیل سے نازل ہُوئی مجھ پر
گیتا میں ہے قرآن تو قرآن میں گیتا
کیا خوب ہُوئی آشتیِ شیخ و برہمن
اس جنگ میں آخر نہ یہ ہارا نہ وہ جیتا
مندر سے تو بیزار تھا پہلے ہی سے 'بدری'
مسجد سے نکلتا نہیں، ضدّی ہے 'مسیتا'

ناتمامی: پوری نہ ہونے والی کوشش. شب بھر کی: پوری رات کی. تشنہ کامی: پیاس. بسوہ دار: حصہ دار. بے زحمت: کوئی تکلیف اُٹھائے بغیر. اسامی: کسان، کھیتی باڑی کرنے والا.

آیۂ نو: نئی آیت. جیل: قید خانہ. نازل ہونا: اترنا. گیتا: ہندوؤں کی مذہبی کتاب. آشتی: ملاپ، صلح صفائی. بدری: ایک فرضی نام، ہندو. مسیتا: پنجابی لفظ مسیت بمعنی مسجد سے بنا ہے، مسجدی، مسلمان.

جان جائے ہاتھ سے جائے نہ سَت
ہے یہی اک بات ہر مذہب کا تَت
چِٹّے بَٹّے ایک ہی تھیلی کے ہیں
ساہُو کاری، بسوہ داری، سلطنت

◉◉

محنت و سرمایہ دُنیا میں صف آرا ہوگئے
دیکھیے ہوتا ہے کس کس کی تمناؤں کا خون
حکمت و تدبیر سے یہ فتنۂ آشوب خیز
ٹل نہیں سکتا 'وَقَد کُنتُم بِہٖ تَستَعجِلُون'
کُھل گئے' یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشمِ مسلم دیکھ لے تفسیرِ حرف 'یَنسِلُون'

سَت: سچائی۔ تَت: خلاصہ، نچوڑ۔ ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہونا: اصلیت میں ایک جیسے ہونا۔ ساہوکاری: ہندو بنیے کی تجارت/بیوپار۔ بسوہ داری: زمینداری۔

محنت: مراد مزدور طبقہ۔ صف آرا ہونا: لڑنے/جنگ کرنے کے لیے تیار ہونا۔ تمناؤں کا خون ہونا: شکست کھانا، یا خواہشیں پوری نہ ہونا۔ حکمت: دانائی، عقلمندی۔ تدبیر: کوشش، سوچ بچار۔ فتنہ: ہنگامہ، فساد۔ آشوب خیز: خرابی اور بگاڑ پیدا کرنے والا۔ ''وَقَد کُنتُم بِہٖ تَستَعجِلُون'': (قرآنی آیت) اور بے شک تم بڑی تیزی سے اس (عذاب) کی طرف بڑھ رہے ہو۔ یاجوج اور ماجوج: دو ایسی قومیں جو پرانے زمانے میں فارس میں گھس کر تباہی مچایا کرتی تھیں۔ قرآن کریم میں ان کی بربادی سے متعلق پیش گوئی ہے۔ یہاں مراد فسادی قومیں۔ ''یَنسِلُون'': سورہ الانبیآء، آیت ۹۶، ترجمہ: یہاں تک کہ جب یاجوج اور ماجوج کھول دیے جائیں گے اور وہ (اپنی کثرت کی وجہ سے) ہر بلندی (جیسے پہاڑ اور ٹیلا) سے تیزی سے نکلتے معلوم ہوں گے۔

شام کی سرحد سے رُخصت ہے وہ رِندِ لَم یزل
رکھ کے میخانے کے سارے قاعدے بالائے طاق

یہ اگر سچ ہے تو ہے کس درجہ عبرت کا مقام
رنگ اک پَل میں بدل جاتا ہے یہ نیلی رِواق

حضرتِ گرزن کو اب فکرِ مداوا ہے ضرور
حُکم برداری کے معدے میں ہے دردِ لا یُطاق

وفد ہندُستاں سے کرتے ہیں سر آغا خاں طلب
کیا یہ چورن ہے پئے ہضمِ فلسطین و عراق؟

شام: مُلک شام. رخصت ہوا: چلا گیا. رندِ لم یزل: ہمیشہ شراب پینے والا، مراد فرانس۔ انگریزوں نے ۱۹۱۹ء میں ترکوں کو شکست دے کر شریفِ مکہ کے بیٹے کو شام کا بادشاہ بنا دیا، عراق و فلسطین فرانس کے سپرد کیے، شامیوں نے ۱۹۲۵ء میں فرانس سے یہ علاقے آزاد کرا لیے. بالائے طاق رکھنا: نظر انداز کر دینا. کس درجہ: کس حد تک، مراد بہت. عبرت کا مقام: نصیحت اور تنبیہ حاصل کرنے کا موقع. نیلی رِواق: نیلا آسمان. حضرتِ کرزن: لارڈ کرزن جو ہندوستان کا وائسرائے رہا اور اس موقع پر وہ برطانیہ کا وزیر خارجہ تھا. مداوا: علاج، چارہ. حکم برداری: بات ماننا، فرماں برداری، نمک حلالی. دردِ لا یطاق: بہت شدید درد. وفد: کسی قوم کی نمائندگی کرنے والے چند لوگوں کی جماعت. سر آغا خان: فرقہ اسماعیلیہ کے مشہور لیڈر. چورن: ہاضمے کی دوا. پئے ہضمِ فلسطین و عراق: یعنی فلسطین اور عراق کو ہڑپ کرنے کے لیے.

تکرار تھی مزارع و مالک میں ایک روز
دونوں یہ کہہ رہے تھے، مرا مال ہے زمیں

کہتا تھا وہ، کرے جو زراعت اُسی کا کھیت
کہتا تھا یہ کہ عقل ٹھکانے تری نہیں

پوچھا زمیں سے مَیں نے کہ ہے کس کا مال تُو
بولی مجھے تو ہے فقط اس بات کا یقیں

مالک ہے یا مزارعِ شوریدہ حال ہے
جو زیرِ آسماں ہے، وہ دَھرتی کا مال ہے

مزارع: کھیتی باڑی کرنے والا. مالک: زمیندار. زراعت: کھیتی باڑی کا کام. عقل ٹھکانے نہ ہونا: بیوقوف / ناسمجھ ہونا. شوریدہ حال: برا حال، مراد مفلس، جس کی مالی حالت پتلی ہو. زیرِ آسماں: آسمان کے نیچے، یعنی دُنیا میں. دھرتی: زمین.

اُٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے
الکشن، ممبری، کونسل، صدارت
بنائے خوب آزادی نے پھندے
میاں نجّار بھی چھیلے گئے ساتھ
نہایت تیز ہیں یورپ کے رندے

◉◉

کارخانے کا ہے مالک مَردکِ ناکردہ کار
عیش کا پُتلا ہے، محنت ہے اسے ناسازگار
حکمِ حق ہے لَیسَ لِلاِنسَانِ اِلّا مَا سَعیٰ
کھائے کیوں مزدور کی محنت کا پھل سرمایہ دار

نئی تہذیب: مغربی تہذیب سے متاثر موجودہ طرزِ زندگی. الکشن: (Election) الیکشن، انتخابات. ممبری: (Membership) رکن ہونا. کونسل: قانون بنانے کا مرکزی یا صوبائی ادارہ. صدارت: کسی انجمن وغیرہ کا صدر ہونا. میاں نجار: جناب بڑھئی مراد انگریز حکمران. رندے: جمع رندہ، لکڑی چھیلنے / ہموار کرنے کا ایک اوزار، یہاں مراد یورپ کے ہتھ کنڈے.

مردک: گھٹیا آدمی. ناکردہ کار: کوئی کام نہ کرنے والا، بیکار بیٹھا رہنے والا. حکمِ حق: خدا کا فرمان. "لَیسَ لِلاِنسَانِ اِلّا مَا سَعیٰ": (سورہ النجم، آیت ۳۹) بے شک انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے. محنت کا پھل: محنت مزدوری کے نتیجے میں جو آمدنی ہو.

سُنا ہے مَیں نے، کل یہ گفتگو تھی کارخانے میں
پُرانے جھونپڑوں میں ہے ٹھکانا دست کاروں کا
مگر سرکار نے کیا خوب کونسل ہال بنوایا
کوئی اس شہر میں تکیہ نہ تھا سرمایہ داروں کا

دستکاری: ہاتھ کا صنعتی کام کرنے والا. کونسل ہال: بڑا کمرہ جس میں کونسل کا اجلاس ہوتا ہے. تکیہ: کسی قبرستان میں فقیر یا صوفی کی آرام کرنے کی جگہ. تکیہ: ٹھکانا. سرمایہ دار: دولت مند.

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
مَن اپنا پُرانا پاپی ہے، برسوں میں نمازی بن نہ سکا

کیا خوب امیرِ فیصل کو سنوسی نے پیغام دیا
تُو نام ونسب کا حجازی ہے پر دل کا حجازی بن نہ سکا

تر آنکھیں تو ہو جاتی ہیں، پر کیا لذّت اس رونے میں
جب خونِ جگر کی آمیزش سے اشک پیازی بن نہ سکا

اقبالؔ بڑا اُپدیشک ہے مَن باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا یہ غازی تو بنا، کردار کا غازی بن نہ سکا

مسجد تو بنادی: اشارہ ہے لاہور میں شاہ عالمی چوک کے قریب واقع ایک چھوٹی مسجد کی طرف۔ متعلقہ زمین کے بارے میں مسلمانوں اور ہندوؤں میں جھگڑا تھا۔ مسلمانوں نے راتوں رات وہاں مسجد بنادی، یہ مسجد آج بھی موجود ہے. **شب بھر میں:** راتوں رات. **مَن:** دل. **پاپی:** گنہگار. **برسوں میں:** بہت مدت گزرنے پر بھی. **نمازی بن نہ سکا:** نماز ادا کرنے کی عادت نہ پڑی. **امیرِ فیصل:** شریفِ ابن شریف حسین مکہ جس نے انگریزوں کے دمشق پر قابض ہونے کی خوشی میں چراغاں کیا. **سنُّوسی:** سید محمد ادریس السنُّوسی، سنُّوسیہ تنظیم کے ایک بزرگ جنھوں نے اٹلی کا مقابلہ کرنے کے لیے ترکوں کے ساتھ مل کر ۱۹۱۱ء میں اپنے مریدوں کی ایک فوج تیار کی تھی. **نام ونسب کا:** اپنے نام اور خاندان کے لحاظ سے. **حجازی:** حجاز کا رہنے والا، مراد مسلمان. **دل کا حجازی:** دِلی طور پر یعنی صحیح مسلمان. **خونِ جگر:** دل کا خون. **آمیزش:** ملاوٹ، مراد شامل ہونا. **اشک:** آنسو. **پیازی:** پیاز کا سا یعنی سرخ. **اُپدیشک:** نصیحتیں کرنے والا. **موہ لینا:** لبھا لینا، مائل کر لینا. **گفتار:** محض باتیں کرنے کا عمل. **غازی:** فتح کرنے والا.

بالِ جبریلؒ

علّامہ محمّد اقبال

مکتبۂ جمال
تیسری منزل حسن مارکیٹ
اُردو بازار لاہور فون نمبر: 7232731
E-mail: maktaba_jamal@email.com

اُٹھ کہ خورشید کا سامانِ سفر تازہ کریں
نفَسِ سوختۂ شام و سحر تازہ کریں

(اقبالؔ)

خورشید: سورج. سامان تازہ کرنا: نئے سرے سے تیاری کرنا. نفسِ سوختۂ: جلی ہوئی سانسیں، پرانی یادیں.
تازہ کریں: ہم اس میں کوئی انقلاب لائیں. شام وسحر: شام اور صبح یعنی رات اور دن.

فہرست

غزلیات (حصہ اوّل)

1 میری نوائے شوق سے شور حریمِ ذات میں 537
2 اگر کج رَو ہیں انجم، آسماں تیرا ہے یا میرا؟ 538
3 گیسوئے تاب دار کو اور بھی تاب دار کر 540
4 اثر کرے نہ کرے، سُن تو لے مری فریاد 542
5 کیا عشق ایک زندگیِ مستعار کا 544
6 پریشاں ہو کے میری خاک آخر دل نہ بن جائے 546
7 دِگرگُوں ہے جہاں، تاروں کی گردش تیز ہے ساقی 548
8 لا پھر اک بار وہی بادہ و جام اے ساقی 550
9 مٹا دیا مرے ساقی نے عالمِ من و تُو 552
10 متاعِ بے بہا ہے دَرد و سوزِ آرزُومندی 554
11 تجھے یاد کیا نہیں ہے مرے دل کا وہ زمانہ 556
12 ضمیرِ لالہ مے لعل سے ہُوا لبریز 558
13 وہی میری کم نصیبی، وہی تیری بے نیازی 560
14 اپنی جولاں گاہ زیرِ آسماں سمجھا تھا میں 562
15 اک دانشِ نورانی، اک دانشِ بُرہانی 564
16 یارب! یہ جہانِ گُزراں خوب ہے لیکن 566

غزلیات (حصہ دوم)

1 سما سکتا نہیں پہنائے فطرت میں مرا سودا 569
2 یہ کون غزل خواں ہے پُر سوز و نشاط انگیز 575
3 وہ حرفِ راز کہ مجھ کو سِکھا گیا ہے جنوں 577
4 عالمِ آب و خاک و باد! سِرِّ عیاں ہے تُو کہ مَیں 579
5 تُو ابھی رہ گزر میں ہے، قیدِ مقام سے گزر 580
6 امینِ راز ہے مردانِ حُر کی درویشی 582
7 پھر چراغِ لالہ سے روشن ہوئے کوہ و دمن 583
8 مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دل نوازی کا 585
9 عشق سے پیدا نوائے زندگی میں زِیر و بم 587
10 دل سوز سے خالی ہے، نِگہ پاک نہیں ہے 588
11 ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق 590
12 پوچھ اس سے کہ مقبول ہے فطرت کی گواہی 592
13 یہ حوریانِ فرنگی، دل و نظر کا حجاب 593
14 دلِ بیدار فاروقی، دلِ بیدار کرّاری 595
15 خودی کی شوخی و تُندی میں کبر و ناز نہیں 597
16 میرِ سپاہ ناسزا، لشکریاں شکستہ صف 599
17 زمستانی ہَوا میں گرچہ تھی شمشیر کی تیزی 601
18 یہ دَیرِ کہن کیا ہے؟ انبارِ خس و خاشاک 603
19 کمالِ ترک نہیں آب و گِل سے مہجوری 605

20 عقل گو آستاں سے دُور نہیں 607
21 خودی وہ بحر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں 608
22 یہ پیام دے گئی ہے مجھے بادِ صبح گاہی 610
23 تری نگاہ فرومایہ، ہاتھ ہے کوتاہ 612
24 خِرَد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں 614
25 نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے 616
26 نہ تُو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے 618
27 تُو اے اسیرِ مکاں! لامکاں سے دُور نہیں 620
28 خِرَد نے مجھ کو عطا کی نظر حکیمانہ 621
29 افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر 623
30 ہر شے مسافر، ہر چیز راہی 625
31 ہر چیز ہے محوِ خودنمائی 626
32 اعجاز ہے کسی کا یا گردشِ زمانہ! 627
33 خِرد مندوں سے کیا پوچھوں کہ میری ابتدا کیا ہے 629
34 جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی 631
35 مجھے آہ و فغانِ نیم شب کا پھر پیام آیا 633
36 نہ ہو طغیانِ مشتاقی تو مَیں رہتا نہیں باقی 634
37 فطرت کو خِرَد کے رُوبرو کر 636
38 یہ پیرانِ کلیسا و حرم، اے وائے مجبوری! 637
39 تازہ پھر دانشِ حاضر نے کیا سحرِ قدیم 639
40 ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں 640
41 ڈھونڈ رہا ہے فرنگ عیشِ جہاں کا دوام 642

42	خودی ہو علم سے محکم تو غیرتِ جبریل	644
43	مکتبوں میں کہیں رعنائیِ افکار بھی ہے؟	646
44	حادثہ وہ جو ابھی پردۂ افلاک میں ہے	647
45	رہا نہ حلقۂ صوفی میں سوزِ مشتاقی	648
46	ہُوا نہ زور سے اس کے کوئی گریباں چاک	650
47	یوں ہاتھ نہیں آتا وہ گوہرِ یک دانہ	652
48	نہ تخت و تاج میں، نَے لشکر و سپاہ میں ہے	654
49	فطرت نے نہ بخشا مجھے اندیشۂ چالاک	656
50	کریں گے اہلِ نظر تازہ بستیاں آباد	657
51	کی حق سے فرشتوں نے اقبالؔ کی غمّازی	659
52	نے مُہرہ باقی، نے مُہرہ بازی	660
53	گرمِ فُغاں ہے جرس، اُٹھ کہ گیا قافلہ	661
54	مِری نوا سے ہُوئے زندہ عارف و عامی	662
55	ہر اک مقام سے آگے گزر گیا مہِ نو	664
56	کھو نہ جا اس سحر و شام میں اے صاحبِ ہوش!	666
57	تھا جہاں مدرسۂ شیری و شاہنشاہی	667
58	ہے یاد مجھے نکتۂ سلمانِ خوش آہنگ	668
59	فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ	669
60	کمالِ جوشِ جنوں میں رہا میں گرمِ طواف	671
61	شعور و ہوش و خِرَد کا معاملہ ہے عجیب	672
قطعہ	(اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے)	673

رُباعیات

1 ترے شیشے میں مے باقی نہیں ہے 539
2 دِلوں کو مرکزِ مہر و وفا کر 545
3 رہ و رسمِ حرم نامحرمانہ 675
4 ظلامِ بحر میں کھو کر سنبھل جا 675
5 مکانی ہُوں کہ آزادِ مکاں ہُوں 676
6 خودی کی خلوتوں میں گم رہا مَیں 676
7 پریشاں کاروبارِ آشنائی 677
8 یقیں مثلِ خلیلؑ آتش نشینی 677
9 عرب کے سوز میں سازِ عجم ہے 678
10 کوئی دیکھے تو میری نے نوازی 678
11 ہر اک ذرّے میں ہے شاید مکیں دِل 679
12 ترا اندیشہ اَفلاکی نہیں ہے 679
13 نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری 680
14 خودی کی جلوتوں میں مُصطفائی 680
15 نگہ اُلجھی ہوئی ہے رنگ و بُو میں 681
16 جمالِ عشق و مستی نے نوازی 681
17 وہ میرا رونقِ محفل کہاں ہے 682
18 سوارِ ناقہ و محمل نہیں مَیں 682
19 ترے سینے میں دم ہے، دِل نہیں ہے 683

20 ترا جوہر ہے نُوری، پاک ہے تُو 683
21 محبت کا جنوں باقی نہیں ہے 684
22 خودی کے زور سے دُنیا پہ چھا جا 684
23 چمن میں رختِ گُل شبنم سے تر ہے 685
24 خرد سے راہرو روشن بصر ہے 685
25 جوانوں کو مری آہِ سحر دے 686
26 تری دُنیا جہانِ مُرغ و ماہی 686
27 کرم تیرا کہ بے جوہر نہیں مَیں 687
28 وہی اصلِ مکان و لامکاں ہے 687
29 کبھی آوارہ و بے خانماں عشق 688
30 کبھی تنہائی کوہ و دمن عشق 688
31 عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر 689
32 یہ نکتہ مَیں نے سیکھا بوالحسن سے 689
33 خرد واقف نہیں ہے نیک و بد سے 690
34 خدائی اہتمامِ خشک و تر ہے 690
35 یہی آدم ہے سُلطاں بحر و بر کا 691
36 دمِ عارف نسیمِ صبحدم ہے 691
37 رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے 692
38 کُھلے جاتے ہیں اسرارِ نہانی 692
39 زمانے کی یہ گردش جاودانہ 693
40 حکیمی نامسلمانی خودی کی 693
41 ترا تن رُوح سے ناآشنا ہے 694

قطعہ (اقبالؔ نے کل اہلِ خیاباں کو سُنایا) 694

منظومات

1 دُعا 695
2 مسجدِ قُرطبہ 698
3 قید خانے میں معتمد کی فریاد 710
4 عبدالرحمٰن اوّل کا بویا ہُوا کھجور کا پہلا درخت سرزمینِ اندلس میں 711
5 ہسپانیہ 713
6 طارق کی دُعا (اندلس کے میدانِ جنگ میں) 715
7 لینن (خدا کے حضور میں) 717
8 فرشتوں کا گیت 721
9 ذوق و شوق 724
10 پروانہ اور جگنو 730
11 جاوید کے نام 731
12 گدائی 732
13 مُلّا اور بہشت 733
14 دِین و سیاست 734
15 الارض للہ 736
16 ایک نوجوان کے نام 737
17 نصیحت 739
18 لالۂ صحرا 740

19	ساقی نامہ	742
20	زمانہ	756
21	فرشتے آدم کو جنت سے رخصت کرتے ہیں	758
22	رُوحِ ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے	759
23	پیر و مُرید	761
24	جبریل و ابلیس	774
25	اذان	777
26	محبت	779
27	ستارے کا پیغام	780
28	جاوید کے نام	781
29	فلسفہ و مذہب	783
30	یورپ سے ایک خط	784
31	نپولین کے مزار پر	786
32	مسولینی	788
33	سوال	790
34	پنجاب کے دہقان سے	791
35	نادر شاہ افغان	793
36	خوشحال خاں کی وصیّت	794
37	تاتاری کا خواب	795
38	حال و مقام	797
39	ابوالعلا معرّی	798
40	سنیما	800

41 پنجاب کے پیر زادوں سے 801
42 سیاست 803
43 فقر 803
44 خودی 804
45 جُدائی 805
46 خانقاہ 805
47 ابلیس کی عرضداشت 806
48 لہو 807
49 پرواز 808
50 شیخِ مکتب سے 809
51 فلسفی 810
52 شاہیں 811
53 باغیِ مُرید 813
54 ہارُون کی آخری نصیحت 814
55 ماہرِ نفسیات سے 814
56 یورپ 815
57 آزادیِ افکار 816
58 شیر اور خچر 817
59 چیونٹی اور عقاب 818
قطعہ (فطرت مری مانندِ نسیمِ سحری ہے) 819
قطعہ (کل اپنے مُریدوں سے کہا پیرِ مُغاں نے) 819

حصّہ اوّل

پھول کی پتّی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

(بھرتری ہری)

مردِ ناداں: ناسمجھ آدمی. کلامِ نرم و نازک: مراد نرم لہجے والی اور ہلکی پھلکی باتیں. بھرتری ہری: چھٹی صدی عیسوی کے بعد کا ایک ہندو عالم و شاعر، راجہ بکرماجیت کا بھائی. بے اثر: جس کا کوئی اثر نہ ہو، بے فائدہ.

(۱)

میری نوائے شوق سے شور حریمِ ذات میں
غلغلہ ہائے الاماں بُت کدۂ صفات میں

حور و فرشتہ ہیں اسیر میرے تخیلات میں
میری نگاہ سے خلل تیری تجلّیات میں

گرچہ ہے میری جُستجو دَیر و حرم کی نقش بند
میری فُغاں سے رستخیز کعبہ و سومنات میں

گاہ مری نگاہِ تیز چیر گئی دلِ وجود
گاہ اُلجھ کے رہ گئی میرے توہّمات میں

تُو نے یہ کیا غضب کِیا، مجھ کو بھی فاش کر دیا
مَیں ہی تو ایک راز تھا سینۂ کائنات میں!

نوائے شوق: شوق کی آواز، مراد عشقِ حقیقی میں ڈوبی ہوئی جذبوں سے پُر شاعری. **حریمِ ذات**: خدا تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کا ٹھکانا/ عرش. **غُلغلہ**: شور، ہنگامہ. **الاماں**: پناہ، خدا کی پناہ. **بُت کدۂ صفات**: یہ کائنات جس میں اہلِ بصیرت کو خدا کی مختلف صفتیں نظر آتی ہیں. **اَسیر**: قیدی. **تخیلات**: جمع تخیل، ذہن میں آئے ہوئے خیالات. **خلل**: فتور، رَخنہ. **تجلّیات**: جمع تجلّی، خدا کے جلوے. **جستجو**: تلاش، تحقیق. **دَیر و حرم**: مندر اور کعبہ، کفر اور اسلام، مختلف دین. **نقش بند**: نقشے بنانے والا، نقاش، صورت گر، کسی شے کو شکل دینے والی. **فغاں**: فریاد، مراد فکر انگیز شاعری. **رَستخیز**: قیامت، ہنگامہ. **کعبہ و سومنات**: کعبہ اور بت، مراد تمام اسلامی اور کفر کے حلقے. **گاہ**: کبھی. **دلِ وجود**: کائنات کا باطن/ اندر. **اُلجھ کے رہ جانا**: اٹک کر رہ جانا. **توہمات**: جمع توہم، وسوسے، شک، گمان. **فاش کرنا**: ظاہر کرنا. **سینۂ کائنات**: کائنات کا دل.

(۲)

اگر کج رَو ہیں انجم، آسماں تیرا ہے یا میرا
مجھے فکرِ جہاں کیوں ہو، جہاں تیرا ہے یا میرا؟

اگر ہنگامہ ہائے شوق سے ہے لامکاں خالی
خطا کس کی ہے یارب! لامکاں تیرا ہے یا میرا؟

اُسے صبحِ ازَل انکار کی جُرأت ہوئی کیونکر
مجھے معلوم کیا، وہ رازداں تیرا ہے یا میرا؟

محمدؐ بھی ترا، جبریل بھی، قرآن بھی تیرا
مگر یہ حرفِ شیریں ترجماں تیرا ہے یا میرا؟

اسی کوکب کی تابانی سے ہے تیرا جہاں روشن
زوالِ آدمِ خاکی زیاں تیرا ہے یا میرا؟

کج رَو: ٹیڑھا چلنے والے. ہنگامہ ہائے شوق: اشتیاق یا تمناؤں اور آرزوؤں کے ہنگامے / شور. لامکاں: مراد اوپر کی دُنیا یعنی عالمِ قُدس. صبحِ ازل: پہلی صبح جب یہ کائنات تخلیق کی گئی. حرفِ شیریں: میٹھا یعنی عمدہ لفظ. ترجماں: ترجمانی کرنے والا، نمائندگی کرنے والا. کوکب: ستارہ، مراد انسان. تابانی: چمک. آدمِ خاکی: مراد انسان. زیاں: نقصان، گھاٹا.

ترے شیشے میں مے باقی نہیں ہے
بتا، کیا تُو مرا ساقی نہیں ہے
سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم
بخیلی ہے یہ رزّاقی نہیں ہے

شیشہ: صُراحی، شراب کی صُراحی. بخیلی: کنجوسی. رزّاقی: بہت رزق دینے کا عالَم.

(۳)

گیسوئے تاب دار کو اور بھی تاب دار کر
ہوش و خِرَد شکار کر، قلب و نظر شکار کر

عشق بھی ہو حجاب میں، حُسن بھی ہو حجاب میں
یا تو خود آشکار ہو یا مجھے آشکار کر

تُو ہے محیطِ بے کراں، میں ہُوں ذرا سی آبجو
یا مجھے ہمکنار کر یا مجھے بے کنار کر

میں ہُوں صدَف تو تیرے ہاتھ میرے گُہر کی آبرو
میں ہُوں خزَف تو تُو مجھے گوہرِ شاہوار کر

نغمۂ نوبہار اگر میرے نصیب میں نہ ہو
اس دمِ نیم سوز کو طائرکِ بہار کر

باغِ بہشت سے مجھے حکمِ سفر دیا تھا کیوں
کارِ جہاں دراز ہے، اب مرا انتظار کر

روزِ حساب جب مرا پیش ہو دفترِ عمل
آپ بھی شرمسار ہو، مجھ کو بھی شرمسار کر

گیسوئے تابدار: پیچ یا بل کھائی ہوئی زلفیں جو دلکشی کی علامت ہیں. تابدار کرنا: بل دینا، مزید دلکش بنانا. خرد: عقل. قلب و نظر: دل اور نظر. شکار کرنا: موہ لینا. حجاب میں ہونا: پردے میں یا چھپے ہونا. آشکار ہونا: ظاہر ہونا، سامنے آنا. محیطِ بے کراں: وسیع سمندر جس کا کوئی کنارہ نظر نہ آئے. آبجو: ندی. ہمکنار کر: مراد خود میں سمو لے. بے کنار کر: وسیع یا گہرا کر دے. صدف: سیپی. آبرو: چہرے کی چمک، مراد عزت. خزف: ٹھیکری، کنکر. گوہرِ شاہوار کر: بادشاہوں کے لائق موتی بنا، مراد اپنی بارگاہ میں مقبول فرما. نغمۂ نو بہار: تازہ بہار کا نغمہ، مراد ملتِ اسلامیہ کا پھر سے عروج، مرادِ مذکورہ عروج کی خوشخبری دینے والا. دمِ نیم سوز: مراد ملت کی ناکامیوں کے سبب جلا ہوا دل / شاعری. حکمِ سفر: مراد حضرت آدمؑ کو جنت سے زمین پر اترنے کا حکم. کارِ جہاں: اس دُنیا کے معاملے / کاروبار. دراز ہے: پھیلا ہوا ہے، طویل ہے. روزِ حساب: قیامت کا دن. دفترِ عمل: وہ کتاب جس میں انسان کے نیک اور برے عمل درج ہوں گے.

(۴)

اثر کرے نہ کرے، سُن تو لے مِری فریاد
نہیں ہے داد کا طالب یہ بندۂ آزاد

یہ مُشتِ خاک، یہ صرصر، یہ وسعتِ افلاک
کرم ہے یا کہ سِتم تیری لذّتِ ایجاد!

ٹھہر سکا نہ ہوائے چمن میں خیمۂ گُل
یہی ہے فصلِ بہاری، یہی ہے بادِ مراد؟

قصور وار، غریب الدّیار ہُوں لیکن
ترا خرابہ فرشتے نہ کر سکے آباد

مری جفا طلَبی کو دعائیں دیتا ہے
وہ دشتِ سادہ، وہ تیرا جہانِ بے بنیاد

خطر پسند طبیعت کو سازگار نہیں
وہ گُلسِتاں کہ جہاں گھات میں نہ ہو صیّاد

مقامِ شوق ترے قُدسیوں کے بس کا نہیں
اُنھی کا کام ہے یہ جن کے حوصلے ہیں زیاد

داد: انصاف، تعریف. طالب: مانگنے / چاہنے والا. بندۂ آزاد: آزاد، غلامی کی زندگی بسر نہ کرنے والا. مُشتِ خاک: مُٹھی بھر مٹی، انسان. صَرصَر: آندھی. وسعت: پھیلاؤ. اَفلاک: جمع فلک، آسمان. سِتم: ظلم، سختی. لذتِ ایجاد: پیدا کرنے کا لطف، مراد خدا کا اس کائنات کو پیدا کرنے کا ذوق و شوق۔ حدیثِ قُدسی ہے: ''میں ایک مخفی خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ میں جانا جاؤں، سو میں جانا گیا''. ہوائے چمن: چمن کی فضا. خیمۂ گُل: پھول کا خیمہ. نہ ٹھہرنا: مراد فانی اور عارضی ہونا. فصلِ بہاری: موسمِ بہار. بادِ مُراد: خواہش کے مطابق چلنے والی ہوا. قصوروار: خطاکار. غریب الدیار: پردیسی، انسان کا اصل ٹھکانا دوسری دنیا میں ہے، گویا یہاں وہ پردیسی ہے. خرابہ: ویرانہ، مراد یہ دنیا. جفاطلبی: سخت کوشی، سختیوں میں خوش رہنے کی حالت. دشتِ سادہ: مراد یہ دنیا جو ویران تھی، انسان نے آکر اس میں رونقیں پیدا کیں. جہانِ بے بنیاد: مراد عارضی و فانی دنیا. گھات میں ہونا: تاک میں ہونا. صیاد: شکاری. مقامِ شوق: عشق کی منزل. قُدسی: مراد فرشتہ. بس میں ہونا: قابو میں ہونا. زیاد: زیادہ.

(۵)

کیا عشق ایک زندگیِ مستعار کا
کیا عشق پائدار سے ناپائدار کا

وہ عشق جس کی شمع بجھا دے اجل کی پھونک
اُس میں مزا نہیں تپش و انتظار کا

میری بساط کیا ہے، تب و تابِ یک نفَس
شعلے سے بے محل ہے اُلجھنا شرار کا

کر پہلے مجھ کو زندگیِ جاوداں عطا
پھر ذوق و شوق دیکھ دلِ بے قرار کا

کانٹا وہ دے کہ جس کی کھٹک لازوال ہو
یا رب، وہ درد جس کی کسک لازوال ہو!

زندگیِ مستعار: مانگی ہوئی زندگی، مراد فانی اور عارضی زندگی. پائدار: مضبوط، اپنی جگہ برقرار، غیر فانی، خدا. ناپائدار: مراد فانی، انسان. اَجل: موت. تپش: حرارت، گرمی. بساط: حیثیت، اَوقات. تب و تاب: مراد چمک، جگنو کی سی عارضی چمک. یک نفس: ایک پل، وقتی. بے محل: بے موقع، نامناسب. اُلجھنا: مراد ٹکر لینا. شرار: چنگاری، مراد انسان. زندگیِ جاوداں: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی. دلِ بے قرار: عشق کے سبب بے قراری کا شکار دل. کھٹک: چبھن، خلش. لازوال: جسے فنا نہیں. کسک: ٹیس.

دِلوں کو مرکزِ مِہر و وفا کر
حریمِ کبریا سے آشنا کر
جسے نانِ جوِیں بخشی ہے تُو نے
اُسے بازُوئے حیدرؓ بھی عطا کر

مِہر و وفا: محبت اور خلوص. حریمِ کبریا: خدائی عظمت کی منزل. نانِ جویں: جو کی روٹی جو حضرت علیؓ کو پسند تھی.
بازوئے حیدرؓ: مراد حضرت علیؓ کی سی قوت، خیبر جیسے کفر کے قلعہ کو توڑنے والی قوت.

(۶)

پریشاں ہو کے میری خاک آخر دل نہ بن جائے
جو مشکل اب ہے یارب پھر وہی مشکل نہ بن جائے

نہ کردیں مجھ کو مجبورِ نَوا فردوس میں حوریں
مرا سوزِ دروں پھر گرمیِ محفل نہ بن جائے

کبھی چھوڑی ہُوئی منزل بھی یاد آتی ہے راہی کو
کھٹک سی ہے جو سینے میں، غمِ منزل نہ بن جائے

بنایا عشق نے دریائے ناپیدا کراں مجھ کو
یہ میری خود نِگہداری مرا ساحل نہ بن جائے

کہیں اس عالمِ بے رنگ و بُو میں بھی طلب میری
وہی افسانۂ دُنبالۂ محمل نہ بن جائے

عُروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہِ کامل نہ بن جائے

پریشاں ہونا: پھیل جانا، منتشر ہونا. مجبورِ نوا: نغمہ الاپنے یا عشقِ الٰہی کی باتیں کرنے پر مجبور. فردوس: بہشت. سوزِ دروں: دل کی گرمی جو نتیجہ ہے عشق کا. گرمیِ محفل: محفل کے لیے رونق. چھوڑی ہوئی منزل: چھوڑا ہوا

ٹھکانہ مراد بہشت جہاں سے حضرت آدمؑ کو زمین پر بھیجا گیا. راہی: مسافر، انسان. کھٹک: چبھن، خلش. دریائے ناپیدا کراں: وسیع سمندر جس کا کوئی کنارہ نہ ہو، عشق کے سبب انسان کا لامحدود ہو جانا. خود نگہداری: اپنی ذات پر نظر رکھنا، خدا کے عشق میں پوری طرح محو نہ ہونا. ساحل: کنارہ، مراد پھیلاؤ میں رکاوٹ. عالمِ بے رنگ و بو: یہ دنیا. طلب: مانگ، خواہش. دنبالہ: پیچھے پیچھے. افسانۂ دُنبالۂ محفل: محمل کے پیچھے پیچھے چلنے کی داستان، ایک دفعہ مجنوں نے لیلیٰ کو خط بھیجا، لیکن ساتھ ہی قاصد کے پیچھے پیچھے ہولیا کہ لیلیٰ سے یہ کہنا، لیلیٰ سے وہ کہنا، یہاں تک کہ خود لیلیٰ کی منزل کے قریب پہنچ گیا. آدمِ خاکی: انسان. انجم: جمع نجم، ستارے. سہم جانا: ڈر جانا. ٹوٹا ہوا تارا: انسان جسے بہشت سے بے دخل ہونا پڑا. مہِ کامل: مکمل چاند.

(۷)

دِگرگُوں ہے جہاں، تاروں کی گردش تیز ہے ساقی
دلِ ہر ذرّہ میں غوغائے رستاخیز ہے ساقی

متاعِ دین و دانش لُٹ گئی اللہ والوں کی
یہ کس کافر ادا کا غمزۂ خوں ریز ہے ساقی

وہی دیرینہ بیماری، وہی نامحکمی دل کی
علاج اس کا وہی آبِ نشاط انگیز ہے ساقی

حرم کے دل میں سوزِ آرزو پیدا نہیں ہوتا
کہ پیدائی تری اب تک حجاب آمیز ہے ساقی

نہ اُٹھا پھر کوئی رومیؔ عجم کے لالہ زاروں سے
وہی آب و گِلِ ایراں، وہی تبریز ہے ساقی

نہیں ہے نااُمید اقبالؔ اپنی کِشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹّی بہت زرخیز ہے ساقی

فقیرِ راہ کو بخشے گئے اَسرارِ سُلطانی
بہا میری نوا کی دولتِ پرویز ہے ساقی

دِگرگوں: اُلٹ پلٹ، بدلا ہوا. ساقی: شراب پلانے والا، محبوب. غوغا: شور، ہنگامہ. رَستاخیز: قیامت. متاع: پونجی، دولت. دین و دانش: مراد دین و دنیا سب کچھ. کافر ادا: انتہائی دلکش اداؤں والا محبوب. غمزہ: ناز، ادا، نخرا. خوں ریز: خون گرانے والا، مراد عاشقوں کو پوری طرح خود میں محو کر دینے والا. دیرینہ: پرانی. نامحکمی: مراد بے قراری یعنی پکا یقین نہ ہونے کی حالت. آبِ نشاط انگیز: سُرور یا نشہ لانے والی شراب، مراد آغازِ اسلام والا جوش و جذبہ اور عشقِ الٰہی. حرم: مراد ملتِ اسلامیہ. سوزِ آرزو: اعلیٰ مقاصد کے حصول کی گرمی / جذبہ. پیدائی: ظہور، ظاہر ہونے کی حالت، سامنے آنا. حجاب آمیز: پردے یعنی کائنات کے مظاہر میں چھپی ہوئی. رومی: مولانا روم (وفات بمقام قونیہ ۱۷ دسمبر ۱۲۷۳ء). عجم: مراد ایران، غیر عرب علاقے. لالہ زار: جہاں لالہ کے پھول ہوں، مراد سرزمین. آب و گلِ ایراں: ایران کا پانی اور مٹی مراد ایران کی سرزمین. تبریز: شمس تبریزی، مرشد رومی، تبریز کے باشندے تھے۔ انھوں نے رومی میں ایک عظیم تبدیلی پیدا کی. کشتِ ویراں: بنجر کھیت، غیر پیداواری کھیتی، مراد ملتِ اسلامیہ جو جہد و عمل سے بیگانہ ہو کر غلامی کی زندگی بسر کر رہی ہے. نم: نمی، مراد رحمتِ خداوندی. یہ مٹی: مراد ملتِ اسلامیہ. فقیرِ راہ: مراد خود علامہ اقبال. اَسرارِ سلطانی: بادشاہی / حکمرانی کے بھید. بہا: قیمت. نوا: نغمہ، مراد شاعری. دولتِ پرویز: ایران کے ایک قدیم عظیم بادشاہ خسرو پرویز کی حکومت، مراد باعظمت حکمرانی.

(۸)

لا پھر اک بار وہی بادہ و جام اے ساقی
ہاتھ آ جائے مجھے میرا مقام اے ساقی!

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی

مری مِینائے غزل میں تھی ذرا سی باقی
شیخ کہتا ہے کہ ہے یہ بھی حرام اے ساقی

شیر مَردوں سے ہوا بیشۂ تحقیق تہی
رہ گئے صوفی و مُلّا کے غلام اے ساقی

عشق کی تیغِ جگردار اُڑا لی کس نے
عِلم کے ہاتھ میں خالی ہے نیام اے ساقی

سِینہ روشن ہو تو ہے سوزِ سخن عینِ حیات
ہو نہ روشن، تو سخن مرگِ دوام اے ساقی

تُو مری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ
ترے پیمانے میں ہے ماہِ تمام اے ساقی!

وہی بادہ و جام: وہی شراب اور پیالہ، مراد آغازِ اسلام والا جوش، جذبہ اور جہد و عمل. میرا مقام: یعنی ملتِ اسلامیہ کا مقام. ہند کے میخانے بند: ہندوستان کے شراب خانے بند ہیں، مراد برصغیر غلامی میں مبتلا ہے. فیض: فائدہ یا نفع پہنچانے کی کیفیت. مینائے غزل: غزل کی صراحی، مراد شاعری جس میں عشقِ خدا اور رسولؐ ہے. شیخ: نام نہاد مُلّا. شیرِ مَرد: دلیر لوگ / مومن جنھوں نے حق کی تلاش و تحقیق میں مصیبتیں برداشت کیں. بیشۂ: جنگل. تحقیق: تحقیق یعنی دینی مسائل کی حقیقت جاننے کا ذوق و شوق. تہی: خالی، مراد وہ بات نہیں رہی. صوفی و مُلّا کے غلام: مراد اُن مذہبی رہنماؤں کے پیروکار جو خود تحقیق سے بے خبر اور صرف لکیر کے فقیر ہیں. تیغِ جگردار: وہ تلوار جس کی کاٹ بے پناہ ہو. اُڑالی: چُرالی، مراد وہ جوش و جذبہ ختم ہو گیا. عِلم: فلسفہ، حکمت. نیام: تلوار کا غلاف. سوزِ سخن: شعر یا بات میں جذبوں کی گرمی. عینِ حیات: سراسر زندگی، ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی. مرگِ دوام: ہمیشہ ہمیشہ کی موت. مہتاب: چاندنی. ماہِ تمام: پورا چاند، مراد علم اور عمل کی شراب.

(۹)

مٹا دیا مرے ساقی نے عالمِ من و تُو
پلا کے مجھ کو مَے 'لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو'

نہ مے، نہ شعر، نہ ساقی، نہ شورِ چنگ و رباب
سکُوتِ کوہ و لبِ جوے و لالۂ خود رُو!

گدائے مے کدہ کی شانِ بے نیازی دیکھ
پہنچ کے چشمۂ حیواں پہ توڑتا ہے سبو!

مرا سبوچہ غنیمت ہے اس زمانے میں
کہ خانقاہ میں خالی ہیں صوفیوں کے کدُو

میں نَو نیاز ہوں، مجھ سے حجاب ہی اَولیٰ
کہ دل سے بڑھ کے ہے میری نگاہ بے قابو

اگرچہ بحر کی موجوں میں ہے مقام اس کا
صفائے پاکیِ طینت سے ہے گُہر کا وضو

جمیل تر ہیں گُل و لالہ فیض سے اس کے
نگاہِ شاعرِ رنگیں نوا میں ہے جادُو

عالم من وتو: مراد مَیں اور تُو کی تفریق، خود میں اور دوسرے میں فرق کی حالت. **مئے "لا الٰہ الا ھو":** "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں" کی شراب. **چنگ:** باجا. **رباب:** ایک ساز، سارنگی. **سکوتِ کوہ:** پہاڑ پر چھائی ہوئی خاموشی. **لبِ جوے:** ندی کا کنارہ. **لالہ خودرو:** خود بخود اُگا ہوا لالہ کا پھول. **گدائے میکدہ:** شراب خانے کا فقیر، مراد توحید پرست. **شانِ بے نیازی:** کسی بھی شے کی پروا نہ ہونے کی شان. **چشمۂ حیواں:** آبِ حیات کا افسانوی چشمہ، جس کا پانی پی کر آدمی ہمیشہ زندہ رہتا ہے. **سبو:** مٹکا. **سبو چہ:** چھوٹا مٹکا. **غنیمت ہے:** بہتر ہے، مناسب ہے. **کدو:** مراد بڑا پیالہ. **صوفیوں کے کدو خالی ہیں:** مراد گوشہ یا خانقاہ نشینی کے سبب صوفی جہد و عمل اور عملی جذبوں سے محروم ہیں. **نو نیاز:** نیا نیا عاجزی کرنے والا، مراد نیا نیا عاشق. **حجاب:** پردہ، آڑ. **اولیٰ:** بہتر. **بے قابو:** جو اختیار میں نہ ہو. **صفائے پاکیِ طینت:** مراد باطن / اندر کا ہر آلودگی سے صاف ہونا. **گہر کا وضو:** موتی کی وضو، پانی میں رہنے کے سبب موتی کے لیے وضو کا لفظ استعمال کیا ہے. **شاعرِ رنگیں نوا:** ایسا شاعر جس کی شاعری پُر تاثیر ہے.

(۱۰)

متاعِ بے بہا ہے دَرد و سوزِ آرزو مندی
مقامِ بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی

ترے آزاد بندوں کی نہ یہ دُنیا، نہ وہ دُنیا
یہاں مرنے کی پابندی، وہاں جینے کی پابندی

حجاب اِکسیر ہے آوارۂ کُوئے محبت کو
مِری آتش کو بھڑکاتی ہے تیری دَیر پیوندی

گزر اوقات کر لیتا ہے یہ کوہ و بیاباں میں
کہ شاہیں کے لیے ذلّت ہے کارِ آشیاں بندی

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سِکھائے کس نے اسمٰعیلؑ کو آدابِ فرزندی

زیارت گاہِ اہلِ عزم و ہمّت ہے لحد میری
کہ خاکِ راہ کو میں نے بتایا رازِ الوندی

مِری مشّاطگی کی کیا ضرورت حُسنِ معنی کو
کہ فطرت خود بخود کرتی ہے لالے کی حنا بندی

متاعِ بے بہا: بہت قیمتی سرمایہ. **درد و سوز:** اعلیٰ جذبوں کی حرارت. **آرزومندی:** اعلیٰ مقاصد رکھنا، جن کے حصول کے لیے عمل اور جدوجہد کرنا پڑتی ہے. **مقامِ بندگی:** بندہ ہونے کا مرتبہ. **حجاب:** پردہ، رکاوٹ، آڑ. **اکسیر ہے:** بیحد مفید ہے، اکسیر ایک روایتی چٹکی ہے جس سے تانبے کو سونا بنا لیتے ہیں. **آوارۂ کوئے محبت:** کوچۂ محبت میں بے مقصد گھومنے والا. **بھڑکانا:** تیز کرنا. **دَیر پیوندی:** دَیر سے وابستہ ہونا/ تعلق قائم کرنا. **کارِ آشیاں بندی:** گھونسلا بنانے کا کام. **فیضانِ نظر:** نظر یا توجہ کا فیض / مہربانی. **مکتب کی کرامت:** مدرسے کا غیر معمولی کارنامہ، مراد ظاہری علم کے بس کی بات نہیں (اشارہ ہے واقعۂ قربانی کی طرف). **آدابِ فرزندی:** بیٹا ہونے کے طور طریقے۔ اشارہ ہے اس واقعہ کی طرف جب حضرت ابراہیمؑ نے اپنے خواب میں حضرت اسمٰعیلؑ کو قربان کرنے کا ذکر کیا تو حضرت اسمٰعیلؑ نے فوراً خواب کو پورا کرنے کی خاطر اپنا آپ پیش کر دیا. **اہلِ عزم و ہمت:** جدوجہد اور عمل کے جذبہ سے سرشار لوگ. **خاکِ راہ:** راستے کی مٹی، کمزور یا حقیر شے، غلام قوم. **الوندی:** الوند سے. **الوند:** ایران کا مشہور پہاڑ. **حُسنِ معنی:** شاعری میں اچھے اور اعلیٰ مضامین. **مشاطگی:** بناؤ سنگھار. **لالے کی حنا بندی:** لالہ سرخ رنگ کا ہوتا ہے، اسے مہندی لگانے کی ضرورت نہیں ہوتی، مراد شعر میں ظاہری آراستگی.

(۱۱)

تجھے یاد کیا نہیں ہے مِرے دل کا وہ زمانہ
وہ ادب گہِ محبت، وہ نِگہ کا تازیانہ

یہ بُتانِ عصرِ حاضر کہ بنے ہیں مدرَسے میں
نہ ادائے کافرانہ، نہ تراشِ آزرانہ

نہیں اس کُھلی فضا میں کوئی گوشۂ فراغت
یہ جہاں عجب جہاں ہے، نہ قفَس نہ آشیانہ

رگِ تاک منتظر ہے تری بارشِ کرم کی
کہ عجم کے مے کدوں میں نہ رہی مَئے مُغانہ

مِرے ہم صفیر اسے بھی اَثَرِ بہار سمجھے
انھیں کیا خبر کہ کیا ہے یہ نوائے عاشقانہ

مِرے خاک وخوں سے تُو نے یہ جہاں کِیا ہے پیدا
صِلۂ شہید کیا ہے، تب و تابِ جاودانہ

تری بندہ پروری سے مِرے دن گزر رہے ہیں
نہ گِلہ ہے دوستوں کا، نہ شکایتِ زمانہ

ادب گہِ محبت: مراد عشق کے آغاز کے دن. **بتانِ عصرِ حاضر**: موجودہ دور کے بت، مراد جدید مغربی انداز کی تعلیم (جس میں مادہ پرستی پر زور ہے) حاصل کرنے والے نوجوان. **ادائے کافرانہ**: خوبصورت، مراد باطنی حُسن، جذبۂ روحانیت یا عشقِ حقیقی. **تراشِ آزرانہ**: (حضرت ابراہیمؑ کے زمانے کے مشہور بت تراش) کی سی ماہرانہ بناوٹ، مراد ظاہری کمال (بھی نہیں). **گوشۂ فراغت**: سکون اور آرام کا کونا. **قفس**: پنجرہ. **رگِ تاک**: انگور کی بیل، مراد ملتِ اسلامیہ. **بارشِ کرم**: مہربانی کی بارش، عنایت کی نظر. **عجم**: مراد ایران. **مَے کدے**: شراب خانے، مراد اسلامی جذبے پیدا کرنے والے ادارے. **مَے مُغانہ**: مراد اسلامی خیالات اور جذبے. **ہم صفیر**: ہم آواز، ہم زبان، مراد برصغیر کے مسلمان شاعر. **نوائے عاشقانہ**: عشقیہ اشعار. **تب وتابِ جاودانہ**: ہمیشہ ہمیشہ کی بیقراری یا آتشِ عشق کی حرارت کی کیفیت. **بندہ پروری**: بندوں کو نوازنے کی کیفیت، بندوں پر مہربانی.

(۱۲)

ضمیرِ لالہ مے لعل سے ہُوا لبریز
اشارہ پاتے ہی صوفی نے توڑ دی پرہیز

بچھائی ہے جو کہیں عشق نے بساط اپنی
کِیا ہے اس نے فقیروں کو وارثِ پرویز

پُرانے ہیں یہ ستارے، فلک بھی فرسُودہ
جہاں وہ چاہیے مجھ کو کہ ہو ابھی نوخیز

کسے خبر ہے کہ ہنگامۂ نشور ہے کیا
تری نگاہ کی گردش ہے میری رستاخیز

نہ چھین لذّتِ آہِ سحر گہی مجھ سے
نہ کر نِگہ سے تغافل کو التفات آمیز

دلِ غمیں کے موافق نہیں ہے موسمِ گُل
صدائے مُرغِ چمن ہے بہت نشاط انگیز

حدیثِ بے خبراں ہے، 'تو با زمانہ بساز'
زمانہ با تو نسازد، تو با زمانہ ستیز

ضمیرِ لالہ: لالہ کا باطن / اندر. مئے لعل: سُرخ شراب. لبریز: بھرا ہوا، پُر. پرہیز توڑنا: مراد توبہ توڑنا. بساط: کوئی سی چیز جو بچھائی جائے، دری، قالین، چٹائی. فقیر: مراد بے حیثیت انسان، مفلس. وارثِ پرویز: بادشاہ خسرو پرویز کا وارث، مراد بہت بڑی سلطنت و عظمت کا مالک. فرسودہ: گھِسا ہوا. بہت پُرانا / قدیم. نوخیز: نیا نیا وجود میں آیا ہوا. ہنگامۂ نشور: قیامت کا شور. نگاہ کی گردش: دل کش انداز میں نظریں گھمانے کی حالت. رستاخیز: قیامت. آہِ سحرگہی: صبح سویرے اُٹھ کر خدا کے حضور گڑگڑانا / عاجزی کا اظہار کرنا. تغافل: جان بوجھ کر بے توجہی. اِلتفات آمیز: جس میں توجہ شامل ہو. دلِ غمیں: غمگیں دل. موسمِ گُل: موسمِ بہار. موافق: سازگار. مرغِ چمن: باغ کا پرندہ یعنی بلبل. نشاط انگیز: مَسرّت / خوشی بخش. حدیثِ بے خبراں: ناسمجھ لوگوں کی بات. ''تو با زمانہ بساز'': تو زمانے کے ساتھ موافقت کر. ☆ اگر زمانہ تیرے ساتھ موافقت نہیں کرتا تو تو بھی زمانے کے ساتھ لڑ / جنگ کر۔

(۱۳)

وہی میری کم نصیبی، وہی تیری بے نیازی
مِرے کام کچھ نہ آیا یہ کمالِ نَے نوازی

میں کہاں ہوں تُو کہاں ہے، یہ مکاں کہ لامکاں ہے؟
یہ جہاں مِرا جہاں ہے کہ تری کرشمہ سازی

اسی کشمکش میں گزریں مِری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و سازِ رُومی، کبھی پیچ و تابِ رازی

وہ فریب خوردہ شاہیں کہ پَلا ہو کرگسوں میں
اُسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسمِ شاہبازی

نہ زباں کوئی غزل کی، نہ زباں سے باخبر مَیں
کوئی دِلکُشا صدا ہو، عَجَمی ہو یا کہ تازی

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
یہ سپہ کی تیغ بازی، وہ نگہ کی تیغ بازی

کوئی کارواں سے ٹُوٹا، کوئی بدگماں حرم سے
کہ امیرِ کارواں میں نہیں خُوئے دل نوازی

کم نصیبی: بے نصیبی. بے نیازی: مراد بے توجہی، بے پروائی. کمال: مہارت. نَے نوازی: بانسری بجانا، مراد شاعری. مکاں: مراد یہ کائنات. لامکاں: عالمِ بالا. کرشمہ سازی: ناز و ادا کی کیفیت. سوز و سازِ رومی: مولانا روم کا سا عشقیہ جوش و جذبہ. پیچ و تابِ رازی: مشہور فلسفی امام فخرالدین رازی (وفات ۱۲۱۰ء) کی سی مختلف فلسفیانہ مسئلوں کو حل کرنے کی بیقراری. کرگس: گدھ. شاہبازی: شاہباز کی سی بلند پروازی اور شکار کرنے میں عزم و ہمت. دل کشا صدا: پُر تاثیر آواز / شاعری. عجمی: ایرانی، فارسی. تازی: عربی. امتیاز: فرق، تمیز. تیغ بازی: تلوار چلانا. کارواں سے ٹوٹنا: قافلے سے جدا ہو جانا، مراد ملت سے جدا ہو جانا. بدگماں: دل میں شک رکھنے والا. امیرِ کارواں: قافلہ سالار / قافلے کا سربراہ، قومی رہنما. خوئے دل نوازی: دل موہ لینے کی عادت.

(۱۴)

اپنی جولاں گاہ زیرِ آسماں سمجھا تھا میں
آب و گِل کے کھیل کو اپنا جہاں سمجھا تھا میں

بے حجابی سے تری ٹُوٹا نگاہوں کا طلسم
اک رِدائے نیلگوں کو آسماں سمجھا تھا میں

کارواں تھک کر فضا کے پیچ و خم میں رہ گیا
مِہر و ماہ و مُشتری کو ہم عناں سمجھا تھا میں

عشق کی اک جَست نے طے کر دیا قصّہ تمام
اس زمین و آسماں کو بے کراں سمجھا تھا میں

کہہ گئیں رازِ محبت پردہ دارِیہائے شوق
تھی فُغاں وہ بھی جسے ضبطِ فُغاں سمجھا تھا میں

تھی کسی درماندہ رہرو کی صدائے دردناک
جس کو آوازِ رحیلِ کارواں سمجھا تھا میں

جولاں گاہ: دوڑنے یا گھوڑا دوڑانے کا میدان. زیرِ آسماں: مراد دُنیا. آب و گِل کا کھیل: مراد یہ فانی اور مادی دنیا. مَیں: مراد انسان. بے حجابی: بے پردہ ہونا، سامنے آنا، مراد کائنات میں خدا کے جلوے مختلف صورتوں

میں نظر آنا. طلسم: جادو. ردائے نیلگوں: نیلی چادر، آسمان. کارواں: قافلہ، مراد آسمانی مخلوق، چاند ستارے وغیرہ. پیچ وخم: موڑ، راستے کے موڑ اور چکر. مہر و ماہ و مُشتری: سورج اور چاند اور مُشتری. ہم عناں: سفر میں ساتھ چلنے والے. جست: چھلانگ. قصّہ تمام کر دیا: بات ختم کر دی، بحث ختم ہو گئی. بے کراں: بہت وسیع جس کا کوئی کنارہ نہ ہو، ان اشعار میں دراصل حضورِ اکرمؐ کے واقعہ معراج کی طرف اشارہ ہے. پردہ داری: چُھپے ہونے کی حالت. شوق: عشق. فغاں: فریاد، آہ. ضبطِ فغاں: فریاد پر قابو پانے کی حالت. درماندہ رہرو: پیچھے رہا ہوا مسافر. صدائے دردناک: ایسی آواز یا فریاد جس میں درد، کسک ہو. رحیلِ کارواں: قافلے کی روانگی.

(۱۵)

اک دانشِ نورانی، اک دانشِ بُرہانی
ہے دانشِ بُرہانی، حیرت کی فراوانی

اس پیکرِ خاکی میں اک شے ہے، سو وہ تیری
میرے لیے مشکل ہے اُس شے کی نگہبانی

اب کیا جو فغاں میری پہنچی ہے ستاروں تک
تُو نے ہی سِکھائی تھی مجھ کو یہ غزل خوانی

ہو نقش اگر باطل، تکرار سے کیا حاصل
کیا تجھ کو خوش آتی ہے آدم کی یہ ارزانی؟

مجھ کو تو سِکھا دی ہے افرنگ نے زِندیقی
اس دَور کے مُلّا ہیں کیوں ننگِ مسلمانی!

تقدیر شکن قُوّت باقی ہے ابھی اس میں
ناداں جسے کہتے ہیں تقدیر کا زِندانی

تیرے بھی صنم خانے، میرے بھی صنم خانے
دونوں کے صنم خاکی، دونوں کے صنم فانی

دانشِ نورانی: نور والی عقل، مرد عشق حقیقی. دانشِ بُرہانی: دلیلوں والی عقل، فلسفہ وحکمت. حیرت: حیرانی، کسی مسئلے میں کھوئے رہنے کی حالت. پیکرِ خاکی: مٹی کا جسم، مراد انسانی جسم. اِک شے: ایک چیز، مراد دل. غزل خوانی: غزل پڑھنا، مراد شاعری. نقش: تصویر. تکرار: دُہرانا. خوش آنا: اچھا لگنا، پسند آنا. آدم: انسان. زِندیقی: بے دینی، ظاہر میں ایمان باطن میں کفر ہونا. ننگِ مسلمانی: مسلمانوں کے لیے باعثِ شرم. تقدیر شکن: تقدیر کو توڑنے والی، مراد جدوجہد سے اپنی تقدیر آپ بنانے کا عمل. تقدیر کا زِندانی: تقدیر کا قیدی، مُراد بے عمل. صنم خانہ: بت خانہ، مراد وہ اشیا جو خدا کی راہ میں رکاوٹ بنیں. خاکی: مٹی کے، مراد جلد ٹوٹ جانے والے.

(۱۶)

یا رب! یہ جہانِ گُزراں خوب ہے لیکن
کیوں خوار ہیں مردانِ صفا کیش و ہُنر مند

گو اس کی خُدائی میں مہاجن کا بھی ہے ہاتھ
دنیا تو سمجھتی ہے فرنگی کو خداوند

تو برگِ گیاہے ندہی اہلِ خرد را
او کِشتِ گُل و لالہ بخشد بہ خرے چند

حاضر ہیں کلیسا میں کباب و مئے گُلگُوں
مسجد میں دھرا کیا ہے بجز مَوعظہ و پند

احکام ترے حق ہیں مگر اپنے مفسِّر
تاویل سے قُرآں کو بنا سکتے ہیں پاژند

فردوس جو تیرا ہے، کسی نے نہیں دیکھا
افرنگ کا ہر قریہ ہے فردوس کی مانند

مُدّت سے ہے آوارۂ افلاک مرا فکر
کر دے اسے اب چاند کی غاروں میں نظر بند

فطرت نے مجھے بخشے ہیں جوہر مَلَکُوتی
خاکی ہُوں مگر خاک سے رکھتا نہیں پیوند

درویشِ خدا مست نہ شرقی ہے، نہ غربی
گھر میرا نہ دِلّی، نہ صفاہاں، نہ سمرقند

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے اَبلۂ مسجد ہُوں، نہ تہذیب کا فرزند

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں، بیگانے بھی ناخوش
مَیں زہرِ ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

مشکل ہے کہ اک بندۂ حق بین و حق اندیش
خاشاک کے تودے کو کہے کوہِ دماوند

ہُوں آتشِ نمرود کے شعلوں میں بھی خاموش
مَیں بندۂ مومن ہوں، نہیں دانۂ اسپند

پُرسوز و نظرباز و نِکوبین و کم آزار
آزاد و گرفتار و تہی کیسہ و خُورسند

ہر حال میں میرا دلِ بے قید ہے خُرّم
کیا چھینے گا غنچے سے کوئی ذوقِ شکر خند!

چُپ رہ نہ سکا حضرتِ یزداں میں بھی اقبالؔ
کرتا کوئی اس بندۂ گستاخ کا مُنہ بند!

جہانِ گزراں: فانی دنیا. مردان: جمع مَرد، انسان، باہمت انسان. صفا کیش: پاک دل والے. ہنر مند: فن والے. خدائی: حکومت. مہاجن: بنیا، ہندو. ☆ تو عقل والوں کو گھاس کی ایک پتّی یعنی معمولی شے بھی نہیں دیتا جبکہ وہ چند گدھوں کو گلاب اور لالہ کی کھیتی عطا کر دیتا ہے. کباب و مئے گلگوں: کباب اور سرخ شراب. بجز: سوائے. موعظہ و پند: وعظ اور نصیحت. حق: سچ، درست. مُفسّر: تفسیر یعنی تشریح کرنے والے. تاویل: مراد اپنے مطلب کے معنی نکالنا. پاژند: آتش پرستوں کی دینی کتاب ژند کی تفسیر. قریہ: آبادی، شہر، قصبہ. آوارۂ افلاک: آسمانوں پر گھومنے والا، مراد بلند فکر. جوہر ملکوتی: فرشتوں کی سی صفات. خاکی: خاک کا بنا ہوا. پیوند: تعلق، واسطہ. شرقی: مشرقی. ابلہِ مسجد: مسجد کا احمق مراد نام نہاد مُلّا. تہذیب کا فرزند: مراد جدید یورپی تہذیب کا پیرو. اپنے بھی: اپنی قوم. زہرِ ہلاہل: فوراً ہلاک کر دینے والا زہر. قند: شکر، مراد میٹھا، کھانڈ. بندۂ حق بیں: حقیقت پر نظر رکھنے والا. حق اندیش: حقیقت کے بارے میں سوچنے والا. خاشاک کا تودہ: مٹی کا ڈھیر، مراد کمزور سی شے. کوہِ دماوند: ایران کا ایک پہاڑ، مراد اپنی جگہ سے نہ ہلنے والی شے. آتشِ نمرود: بادشاہ نمرود نے حضرت ابراہیمؑ کو جس آگ میں ڈالا، مراد غیر اسلامی ماحول. دانۂ اسپند: ہرمَل کا دانہ جسے آگ میں ڈالیں تو چٹخنے لگتا ہے. پُر سوز: عشق کی حرارت و گرمی سے پُر. نظر باز: مراد مشاہدے کی گہری نظر والا. نکوبیں: اچھا یعنی بغور دیکھنے اور سوچنے والا. کم آزار: دوسروں کو تکلیف نہ پہنچانے والا. گرفتار: پکڑا ہوا، مراد قوم کی حالت پر دِل گرفتہ. تہی کیسہ: خالی جیب والا، کنگال. خورسند: خوش، حال مست. دلِ بے قید: مادی الجھنوں سے آزاد دل. خُرّم: خوش، تر و تازہ. ذوقِ شکر خند: میٹھی ہلکی سی مسکراہٹ کا ذوق، کلی کھلنے کا دل کش انداز. حضرتِ یزداں: خدا کے حضور. بندۂ گستاخ: بے ادب بندہ.

حصہ دوم

(۱)

اعلیٰ حضرت شہید امیر المومنین نادر شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کے لُطف و کرم سے نومبر ۱۹۳۳ء میں مصنّف کو حکیم سنائی غزنویؒ کے مزارِ مقدّس کی زیارت نصیب ہوئی۔ یہ چند افکارِ پریشاں جن میں حکیم ہی کے ایک مشہور قصیدے کی پیروی کی گئی ہے، اُس روزِ سعید کی یادگار میں سپُردِ قلم کیے گئے:

'ما از پئے سنائی و عطّار آمدیم'

سما سکتا نہیں پہنائے فطرت میں مرا سودا
غلَط تھا اے جنوں شاید ترا اندازۂ صحرا

خودی سے اس طلسمِ رنگ و بُو کو توڑ سکتے ہیں
یہی توحید تھی جس کو نہ تُو سمجھا نہ مَیں سمجھا

نگہ پیدا کر اے غافل تجلّی عینِ فطرت ہے
کہ اپنی موج سے بیگانہ رہ سکتا نہیں دریا

رقابت عِلم و عرفاں میں غلَط بینی ہے منبر کی
کہ وہ حلّاج کی سُولی کو سمجھا ہے رقیب اپنا

خدا کے پاک بندوں کو حکومت میں، غلامی میں
زِرہ کوئی اگر محفوظ رکھتی ہے تو اِستغنا

نہ کر تقلید اے جبریل میرے جذب و مستی کی
تن آساں عرشیوں کو ذکر و تسبیح و طواف اَولیٰ!



بہت دیکھے ہیں مَیں نے مشرق و مغرب کے میخانے
یہاں ساقی نہیں پیدا، وہاں بے ذوق ہے صہبا

نہ ایراں میں رہے باقی، نہ تُوراں میں رہے باقی
وہ بندے فقر تھا جن کا ہلاکِ قیصر و کسریٰ

یہی شیخِ حرم ہے جو چُرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیمِ بُوذرؓ و دَلقِ اویسؓ و چادرِ زہراؓ!

حضورِ حق میں اسرافیل نے میری شکایت کی
یہ بندہ وقت سے پہلے قیامت کر نہ دے برپا

ندا آئی کہ آشوبِ قیامت سے یہ کیا کم ہے
'گرفتہ چیلیاں احرام و مکّی خفتہ در بطحا!'

لبالب شیشۂ تہذیبِ حاضر ہے مئے 'لا' سے
مگر ساقی کے ہاتھوں میں نہیں پیمانۂ 'اِلّا'

دبا رکھا ہے اس کو زخمہ ور کی تیز دستی نے
بہت نیچے سُروں میں ہے ابھی یورپ کا واوَیلا

اسی دریا سے اُٹھتی ہے وہ موجِ تُند جولاں بھی
نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہ و بالا

غلامی کیا ہے؟ ذوقِ حُسن و زیبائی سے محرومی
جسے زیبا کہیں آزاد بندے، ہے وہی زیبا

بھروسا کر نہیں سکتے غلاموں کی بصیرت پر
کہ دنیا میں فقط مردانِ حُر کی آنکھ ہے بِینا

وہی ہے صاحبِ امروز جس نے اپنی ہمّت سے
زمانے کے سمندر سے نکالا گوہرِ فردا

فرنگی شیشہ گر کے فن سے پتھر ہوگئے پانی
مِری اِکسیر نے شیشے کو بخشی سختیِ خارا

رہے ہیں، اور ہیں فرعون میری گھات میں اب تک
مگر کیا غم کہ میری آستیں میں ہے یدِ بیضا

وہ چنگاری خس و خاشاک سے کس طرح دب جائے
جسے حق نے کِیا ہو نیستاں کے واسطے پیدا

محبت خویشتن بینی، محبت خویشتن داری
محبت آستانِ قیصر و کِسریٰ سے بے پروا

عجب کیا گر مہ و پرویں مِرے نخچیر ہوجائیں
'کہ بر فتراکِ صاحب دولتے بستم سرِ خود را'

وہ دانائے سُبل، ختم الرُّسل، مولائے کُلؐ جس نے
غُبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سِینا

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل، وہی آخر
وہی قُرآں، وہی فُرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

سنائیؔ کے ادب سے میں نے غوّاصی نہ کی ورنہ
ابھی اس بحر میں باقی ہیں لاکھوں لُولوئے لالا

ما از پئے سنائی و عطار آمدیم: ہم سنائی اور عطار کے بعد آئے ہیں، مولانا روم کا مصرع. **سمانا:** جگہ پانا، بسنا. **پہنائے فطرت:** مراد کائنات کی وسعت. **سَودا:** جنون، دیوانگی. **جنون:** دیوانگی. **طلسمِ رنگ و بو:** رنگ اور بو کا جادو مراد دنیا کا جادو. **توحید:** خدا کی وحدت، صرف ایک معبود کا تصور. **نِگہ:** نگاہ، مراد بصیرت. **عینِ فطرت:** مکمل طور پر قدرت، عالمِ تخلیق. **رقابت:** کینہ، حسد. **عرفاں:** خدا کی معرفت، روحانیت. **غلط بینی:** غلط دیکھنا، غلط اندازے لگانا. **منبر:** جس پر کھڑے ہو کر مولوی وعظ کرتے ہیں، یہاں مراد علمائے ظاہر، روحانیت سے بے بہرہ. **حلاّج:** روئی دھننے والا مراد منصور حلاج، جنھیں ''اَنا الحق'' کہنے پر سولی پر لٹکا دیا گیا تھا. **زرہ:** ڈھال. **اِستغنا:** بے نیازی، دنیاوی چیزوں کی طرف توجہ نہ دینا. **جبریل:** حضرت جبرئیلؑ، مراد کوئی بھی مقرّب فرشتہ. **جذب و مستی:** عشقِ خداوندی میں کھوئے رہنے کی حالت. **تن آساں:** سُست مزاج، آرام طلب. **عرشی:** عرش والے، مراد فرشتے. **طواف:** کسی شے کے گرد چکر لگانا.

مشرق و مغرب کے میخانے: مراد مشرقی اور مغربی ملکوں کی درس گاہیں / تعلیمی ادارے. **ساقی:** پلانے والا، مراد صحیح استاد، مُصلح. **یہاں:** مراد مشرقی ملکوں میں. **پیدا:** ظاہر. **بے ذوق:** بے مزہ، مراد مادیت پر زیادہ زور ہے. **صہبا:** شراب، مراد تعلیم. **فقر:** عشقِ خداوندی میں باطل قوتوں سے بے خوفی. **قیصر:** روم کے بادشاہوں کا لقب، مراد بڑے بڑے بادشاہ. **کسریٰ:** اسلام سے قبل کے ایرانی بادشاہوں کا لقب، مراد بڑے بڑے حکمران، بڑی بڑی حکومتیں. **شیخِ حرم:** اسلام کا ظاہری عالم. **گلیمِ بوذرؓ:** بوذرؓ کی کملی، مراد حضورِ اکرمؐ کے قریبی صحابی حضرت ابوذر غفاریؓ کا زُہد اور پرہیز گاری. **دَلقِ اویسؓ:** اَویسؓ کی گُدڑی، مراد حضورِ اکرمؐ کے قریبی صحابی حضرت اویسؓ کا فقیرانہ / سادہ لباس. **چادرِ زہراؓ:** حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی چادر، مراد حضورِ اکرمؐ کی دختر حضرت فاطمہؓ کی عفت و عصمت. **حضورِ حق:** خدا کے حضور، بارگاہِ خداوندی میں. **اِسرافیل:** وہ فرشتہ جس کے صور پھونکنے پر مُردے قبروں سے اُٹھ کھڑے ہوں گے. **قیامت برپا کرنا:** ایک زبردست ہنگامہ کھڑا کر دینا. **ندا:** آواز. **آشوبِ قیامت:** قیامت کا ہنگامہ. ☆☆ **اہلِ چین تو حج کے لیے اِتنی دور کا سفر طے کر رہے ہیں اور مکّہ کا رہنے والا بطحا میں سویا ہوا ہے۔** (یہ مصرع حکیم سنائی کا ہے) **لبالب:** پوری طرح بھری ہوئی. **شیشہ:** صُراحی. **تہذیبِ حاضر:** موجودہ دَور کی مادہ پرست تہذیب. **مَے ''لا'':** ''نہیں'' کی شراب، مراد صرف ''کوئی معبود نہیں ہے'' کا نعرہ. **ساقی:** پلانے والا، مراد رہنما یا موجودہ تہذیب کے دعویدار. **پیمانہ ''اِلّا'':** ''سوائے'' کا جام، مراد اللہ کے سوا (کوئی معبود نہیں ہے). **زخمہ وَر:** مضراب چلانے والا، مراد ستار نواز. **تیز دستی:** فنی مہارت. **واویلا:** فریاد. **بلند جولاں:** تیز چلنے والی. **نہنگ:** مگرمچھ. **نشیمن:** ٹھکانا. **تہ و بالا:** نیچے اوپر، تباہ.

ذوقِ حُسن و زیبائی: مراد فطرت کے مظاہر میں موجود قدرت کے حُسن سے لطف اندوز ہونے اور اِس طرح معرفت حاصل کرنے کا عمل. **زیبا:** خوبصورت، حسین. **آزاد بندہ:** مردِ مومن، مردِ حُر، آزاد قوم. **بصیرت:**

حقیقت تک پہنچنے والی نظر. **مردانِ حُر**: آزاد بندے. **بینا**: بصیرت والی. **صاحبِ امروز**: آج کا یعنی حال کا مالک. **گوہرِ فردا**: مستقبل کا موتی، مراد آنے والے دَور کے تقاضوں کو پورا کرنے کی اہلیت. **فرنگی شیشہ گر**: شیشہ بنانے والا انگریز. **پتھر پانی ہو جانا**: سخت شے کا نرم ہونا، مراد طاقتور قوموں کا مغلوب ہو جانا. **اکسیر**: جلد اثر کرنے والی، مراد جذبۂ آزادی تیز کرنے والی شاعری. **شیشہ**: نازک شے. **سختیِ خارا**: پتھر کی سی سختی. **فرعون**: حضرت موسیٰؑ کے زمانے کا بادشاہ اور خدائی کا دعویدار، مراد انگریز حکمران. **یدِ بیضا**: روشن ہاتھ، حضرت موسیٰؑ کا معجزہ، جب وہ جیب سے ہاتھ باہر نکالتے تو وہ روشن ہوتا. **خس و خاشاک**: کوڑا کرکٹ، مراد انگریز، باطل قوت. **دَب جانا**: مراد بجھ جانا. **چنگاری**: شعلہ مراد اسلام. **نیستاں**: بانسوں کا جنگل، مراد باطل اور کفر کی طاقتیں. **خویشتن بینی**: اپنی ذات کی معرفت، اپنی پوشیدہ قوتوں سے آگاہی. **خویشتن داری**: خودداری. **آستاں**: دہلیز، چوکھٹ. **قیصر و کسریٰ**: مراد بڑی بڑی حکومتیں / سلطنتیں. **مہ و پرویں**: مراد قدرت کے مختلف عناصر. **نخچیر**: شکار. ☆☆☆ کیونکہ میں نے ایک بہت بڑی سلطنت کے مالک، مراد حضور اکرمؐ کے شکار بند سے اپنا سر باندھ لیا ہے۔ یعنی حضور اکرمؐ کی غلامی اختیار کی ہوئی ہے۔ (یہ مصرع میرزا صائبؔ کا ہے جس میں صرف ایک لفظی تغیر کیا گیا).

دانائے سُبلؐ: راستوں (صراطِ مستقیم) سے آگاہ ذات، حضور اکرمؐ. **ختم الرُّسُل**: آخری رسول، حضور اکرمؐ. **مولائے کُل**: سب کے یعنی تمام کائنات کے آقا، حضور اکرمؐ. **غبارِ راہ**: راستے کی مٹی، مراد انسان. **فروغ**: روشنی. **وادیِ سینا**: وہ وادی جہاں حضرت موسیٰؑ کو خدا کا جلوہ نظر آیا، مراد حضورؐ نے دلوں کو عشقِ الٰہی سے منور فرما دیا. **نگاہِ عشق و مستی**: عشق اور جذب و شوقِ حقیقی والی نگاہ. **وہی اوّل**: حضور اکرمؐ ہی پہلے ہیں، یعنی آپؐ کا نورِ مبارک سب سے پہلے پیدا ہوا. **وہی آخر**: حضور اکرمؐ ہی آخر ہیں، یعنی نبیوں میں سب سے آخر. **فرقان**: حضورؐ حق اور باطل میں فرق کرنے والے ہیں. **یٰسین**: قرآن کریم کی ایک سورت. **طٰہٰ**: قرآن کریم کی ایک سورت۔ ان سب لفظوں سے مراد ہے کہ حضور اکرمؐ کی ذاتِ گرامی قرآن مجید کا عملی نمونہ ہے. **سنائی**: فارسی کے مشہور صوفی شاعر (وفات ۱۱۳۱ء). **غواصی**: غوطہ زنی، مراد پورا اور گہرا مطالعہ. **لُولوئے لالا**: چمکدار موتی، مراد بلند مضامین والے شعر.

(۲)

یہ کون غزل خواں ہے پُرسوز و نشاط انگیز
اندیشۂ دانا کو کرتا ہے جنوں آمیز

گو فقر بھی رکھتا ہے اندازِ مُلوکانہ
ناپختہ ہے پرویزی بے سلطنتِ پرویز

اب حُجرۂ صوفی میں وہ فقر نہیں باقی
خونِ دلِ شیراں ہو جس فقر کی دستاویز

اے حلقۂ درویشاں! وہ مردِ خدا کیسا
ہو جس کے گریباں میں ہنگامۂ رستاخیز

جو ذکر کی گرمی سے شعلے کی طرح روشن
جو فکر کی سُرعت میں بجلی سے زیادہ تیز!

کرتی ہے مُلوکیّت آثارِ جُنوں پیدا
اللہ کے نشتر ہیں تیمور ہو یا چنگیز

یوں دادِ سخن مجھ کو دیتے ہیں عراق و پارس
یہ کافرِ ہندی ہے بے تیغ و سناں خوں ریز

غزل خواں: غزل گانے والے، مراد شاعر اقبال. پُر سوز: تپش، عشق سے پُر. نشاط انگیز: خوشی و مسرّت بڑھانے والا. اندیشۂ دانا: عقل والے کی سوچ اور فکر. جنوں آمیز: جس میں دیوانگی ہو، مراد عشق کا جذبہ پیدا کرتا ہے. اندازِ مُلوکانہ: حکمرانوں کے سے طور طریقے. ناپختہ: کچا، خام، نامکمل. پرویزی: پرویز ہونا، مراد حکمران، بادشاہت. حجرۂ صوفی: صوفی کی کوٹھڑی، مراد خود صوفی. دستاویز: سَند. حلقۂ درویشاں: درویشوں کا حلقہ. مردِ خدا: مردِ مومن. گریباں میں: سینے / دل میں. ہنگامہ رستاخیز: قیامت کا ہنگامہ. ذکر: یادِ الٰہی، دعا و وظیفہ. فکر: سوچ. سُرعت: تیزی. مُلوکیت: بادشاہت. آثارِ جنوں: پاگل پن کی نشانیاں، مراد ظلم و ستم، وحشت. تیمور: مشہور مغل بادشاہ. چنگیز: مشہور منگول سردار جس نے ایران میں قتلِ عام کیا تھا. دادِ سخن دینا: مراد فکر انگیز اور عظیم شاعری کو سراہنا، تعریف کرنا. عراق و پارس: مراد عرب اور فارس یعنی اسلامی مُلک. کافرِ ہندی: مراد خود علامہ اقبال. بے تیغ و سناں: تلوار اور نیزے کے بغیر مراد جذبۂ جہاد اُبھارنے والی شاعری. خوں ریز: خون گرانے والا، مراد اپنے سچے جذبوں کی حامل پُر تاثیر شاعری سے دلوں کو گرما دینے والا.

(۳)

وہ حرفِ راز کہ مجھ کو سِکھا گیا ہے جُنوں
خدا مجھے نفَسِ جبرئیل دے تو کہوں

ستارہ کیا مِری تقدیر کی خبر دے گا
وہ خود فراخیِ اَفلاک میں ہے خوار و زبوں

حیات کیا ہے، خیال و نظر کی مجذُوبی
خودی کی موت ہے اندیشہ ہائے گونا گُوں

عجب مزا ہے، مجھے لذّتِ خودی دے کر
وہ چاہتے ہیں کہ مَیں اپنے آپ میں نہ رہوں

ضمیرِ پاک و نگاہِ بلند و مستیِ شوق
نہ مال و دولتِ قارُوں، نہ فکرِ افلاطوں

سبق مِلا ہے یہ معراجِ مُصطفٰیؐ سے مجھے
کہ عالمِ بشَرِیّت کی زد میں ہے گردُوں

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید
کہ آرہی ہے دمادم صدائے 'کُن فَیَکُون'

علاج آتشِ رُومی کے سوز میں ہے ترا
تری خرَد پہ ہے غالب فرنگیوں کا فسوں

اُسی کے فیض سے میری نگاہ ہے روشن
اُسی کی فیض سے میرے سبو میں ہے جیحوں

حرفِ راز: بھید کی بات. جنوں: عشقِ حقیقی. نفسِ جبرئیل: حضرت جبرئیلؑ کا سا سانس، مراد لب ولہجہ. فراخیِ افلاک: آسمانوں کی وسعت. زبوں: عاجز، ناتواں. حیات: صحیح معنوں میں زندگی، یہ جسمانی زندگی نہیں. خیال ونظر: مراد بلند خیال اور گہری نظر/بصیرت. مجذوبی: جذب ہونے کی حالت، مراد عشقِ خداوندی میں ڈوب کر باقی کائنات سے بے نیاز ہو جانا. اندیشہ ہائے گوناگوں: مختلف قسم کے وسوسے اور خوف. لذتِ خودی: اپنی ذات اور اپنی چھپی ہوئی قوتوں سے آگاہ ہونے کا لطف. اپنے آپ میں نہ رہنا: مراد عشقِ حقیقی میں اتنا محو ہو جانا کہ اپنی ذات کی خبر تک نہ رہے. ضمیرِ پاک: پاک باطن/دل. نگاہِ بلند: مراد مادی دنیا سے بے نیاز نظر/بصیرت. مستیِ شوق: عشق کے جذبوں سے سرشار ہونے کی کیفیت. دولتِ قارُوں: قارُون کا خزانہ۔ قارُون، حضرت موسیٰؑ کے زمانے کا ایک بیحد دولتمند شخص جس کے خزانوں کی صرف چابیاں چالیس خچروں پر لدی ہوئی تھیں. فکرِ افلاطوں: مشہور یونانی فلسفی افلاطون کا فلسفہ وحکمت. معراجِ مصطفیٰؐ: خدائی انوار ونشانیاں دکھانے اور دیدارِ خداوندی کے لیے حضرت جبرئیلؑ حضور اکرمؐ کو ۲۶ اور ۲۷ رجب کی درمیانی رات مکہ معظمہ سے اوپر لے گئے تھے۔ خود جبرئیل اپنے مقام سے آگے نہ بڑھ سکے. عالمِ بشریت: انسانوں کی دنیا، حضور اکرمؐ کے واقعۂ معراج کے حوالے سے یہ کہا جبکہ حضور اکرمؐ اکیلے عالمِ قُدس کی طرف گئے. زد: نشانہ. گردوں: آسمان. دمادم: مسلسل، لگاتار. صدائے "کُن فیکوں": "کُن فیکون" کی آواز، قرآن کریم میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کوئی چیز پیدا کرنا چاہتا ہے تو "کُن" (ہو جا) فرما دیتا ہے اور وہ پیدا ہو جاتی ہے. آتشِ رُومی: مراد مولانا رُوم نے اپنی شاعری (مثنوی) سے دلوں میں عشقِ حقیقی کی آگ بھڑکائی. غالب: چھایا ہوا. فرنگیوں کا فسوں: انگریزوں کا جادو، مراد مغربی تہذیب کا جادو. سبو: مٹکا، صُراحی، مراد شاعری. جیحوں: بلخ کے قریب ایک دریا، مراد جذبوں اور علم ومعرفت کا دریا.

(۴)

عالَمِ آب و خاک و باد! سِرِّ عیاں ہے تُو کہ مَیں
وہ جو نظر سے ہے نہاں، اُس کا جہاں ہے تُو کہ مَیں

وہ شبِ درد و سوز و غم، کہتے ہیں زندگی جسے
اُس کی سحَر ہے تُو کہ مَیں، اُس کی اذاں ہے تُو کہ مَیں

کس کی نمود کے لیے شام و سحَر ہیں گرمِ سَیر
شانۂ روزگار پر بارِ گراں ہے تُو کہ مَیں

تُو کفِ خاک و بے بصر، مَیں کفِ خاک و خود نِگر
کِشتِ وجود کے لیے آبِ رواں ہے تُو کہ مَیں

عالمِ آب و خاک و باد: عناصر (پانی، آگ، خاک اور ہوا) کی دنیا، مراد یہ دنیا. سرِّ عیاں: ظاہر یا نمایاں بھید. وہ جو: مراد خالق، خدا. سحر: صبح. اَذاں: مراد صبح کے آغاز کی علامت. نمود: ظہور، ظاہر ہونا. گرمِ سیر: چلنے میں مصروف. شانہ: کندھا. روزگار: زمانہ. بارِ گراں: بہت وزنی بوجھ، ناگوار بوجھ. کفِ خاک: مٹی کی مُٹھی، انسان. بے بصر: بینائی / بصیرت سے محروم. خود نگر: اپنی ذات / خودی سے باخبر. کشتِ وجود: وجود یا ہستی کی کھیتی، کائنات. آبِ رواں: بہتا ہوا پانی جو فصل کی زرخیزی کا باعث ہوتا ہے.

(۵)

(لندن میں لکھے گئے)

تُو ابھی رہ گزر میں ہے، قیدِ مقام سے گزر
مصر و حجاز سے گزر، پارس و شام سے گزر

جس کا عمل ہے بے غرض، اُس کی جزا کچھ اور ہے
حور و خِیام سے گزر، بادہ و جام سے گزر

گرچہ ہے دِلکشا بہت حُسنِ فرنگ کی بہار
طائرکِ بلند بال، دانہ و دام سے گزر

کوہ شگاف تیری ضرب، تجھ سے کُشادِ شرق و غرب
تیغِ ہلال کی طرح عیشِ نیام سے گزر

تیرا امام بے حضور، تیری نماز بے سُرور
ایسی نماز سے گزر، ایسے امام سے گزر!

قیدِ مقام: منزل کی پابندی. مصر و حجاز: مراد جغرافیائی حدیں. پارس و شام: مراد جغرافیائی حدیں. حور و خیام: حوریں اور خیمے، مراد جنت کی آسائشیں وغیرہ. بادہ و جام: شراب اور جام، مراد جنت کی شرابِ طہور وغیرہ. گزر: یعنی خیال چھوڑ. دل کُشا: دل کو بھانے والا. حُسنِ فرنگ: انگریزوں کی خوبصورتی یورپ کی تہذیب کی

چکاچوند. طائرکِ بلند بال: بلندی میں اُڑنے والا پرندہ، مراد مردِ مومن. دانہ و دام: دانہ اور جال، مراد ظاہری چکاچوند جس پر انسان فریفتہ ہو جاتا ہے. کوہ شگاف: پہاڑ کو پھاڑنے والی. ضرب: چوٹ، وار. کشادِ شرق و غرب: مشرق و مغرب مراد کائنات کی تسخیر. تیغِ ہلال: پہلے دن کا چاند تلوار کی شکل کا ہوتا ہے. عیشِ نیام: غلاف کا عیش، مراد جدوجہد اور عمل سے خالی زندگی. اِمام: مذہبی رہنما، مُلّا. بے حضور: دِلی توجہ (حضوری) سے خالی. بے سرُور: جس میں حضوری کی کیفیت نہ ہو.

(۶)

امینِ راز ہے مردانِ حُر کی درویشی
کہ جبرئیلؑ سے ہے اس کو نسبتِ خویشی

کسے خبر کہ سفینے ڈبو چکی کتنے
فقیہ و صوفی و شاعر کی ناخوش اندیشی

نگاہِ گرم کہ شیروں کے جس سے ہوش اُڑ جائیں
نہ آہِ سرد کہ ہے گوسفندی و میشی

طبیبِ عشق نے دیکھا مجھے تو فرمایا
ترا مرَض ہے فقط آرزو کی بے نیشی

وہ شے کچھ اور ہے کہتے ہیں جانِ پاک جسے
یہ رنگ و نم، یہ لہو، آب و ناں کی ہے بیشی

امینِ راز: بھید یعنی عشق کے بھید کی امانت رکھنے والی. مردانِ حُر: آزاد لوگ، مردانِ مومن. درویشی: دنیا سے بے نیازی کی حالت. نسبتِ خویشی: اپنائیت کا تعلق. سفینے: جمع سفینہ، کشتیاں. ناخوش اندیشی: اچھی بات نہ سوچنے یا بُری بات سوچنے کا انداز. نگاہِ گرم: عنایت کی نظر. آہِ سرد: ٹھنڈی آہ جو مایوسی کی علامت ہے. فقیہ: شرعی احکام سے آگاہ اور ان کے مطابق فیصلہ کرنے والا. گوسفندی: بکری پن یعنی بزدلی، کمزوری، ڈرپوک ہونا. میشی: بھیڑ کا سا انداز، بزدلی، ڈرپوک ہونا. آرزو کی بے نیشی: ایسی آرزو جس میں عشق کی چبھن نہ ہو. جانِ پاک: پاکیزہ روح، آلودگی سے پاک روح. رنگ و نم: ظاہری چمک دمک جو انسان کے چہرہ پر ہوتی ہے. یہ لہو: مراد جسم میں دوڑنے والا خون. آب و ناں کی بیشی: پانی روزی کی زیادتی (مثنوی رومی کا ایک مصرع ہے "ایں نہ عشق است ایں فسادِ گندم است" یہ عشق نہیں گندم کا بگاڑ ہے).

(۷)

پھر چراغِ لالہ سے روشن ہوئے کوہ و دمن
مجھ کو پھر نغموں پہ اُکسانے لگا مُرغِ چمن

پھول ہیں صحرا میں یا پریاں قطار اندر قطار
اُودے اُودے، نیلے نیلے، پیلے پیلے پیرہن

برگِ گُل پر رکھ گئی شبنم کا موتی بادِ صبح
اور چمکاتی ہے اس موتی کو سورج کی کرن

حُسنِ بے پروا کو اپنی بے نقابی کے لیے
ہوں اگر شہروں سے بَن پیارے تو شہر اچھے کہ بَن

اپنے من میں ڈُوب کر پا جا سراغِ زندگی
تُو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن، اپنا تو بن

من کی دنیا! من کی دنیا سوز و مستی، جذب و شوق
تن کی دنیا! تن کی دنیا سُود و سَودا، مکر و فن

من کی دولت ہاتھ آتی ہے تو پھر جاتی نہیں
تن کی دولت چھاؤں ہے، آتا ہے دَھن جاتا ہے دَھن

من کی دُنیا میں نہ پایا مَیں نے افرنگی کا راج
من کی دُنیا میں نہ دیکھے مَیں نے شیخ و برہمن

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تُو جھکا جب غیر کے آگے، نہ من تیرا نہ تن

کوہ و دمن: پہاڑ اور وادی. اُکسانا: شوق دِلانا. اُودے اُودے: سُرخی مائل سیاہ رنگ کے. برگِ گُل: پھول کی پتّی. باد: ہوا. حُسنِ بے پروا: مراد خدائے بے نیاز کا جلوہ. بے نقابی: بغیر پردے کے، کُھل کر سامنے آنا. بَن: جنگل. مَن میں ڈُوبنا: اپنی ذات میں ڈُوبنا. سُراغ: پتا، نشان. اپنا بننا: اپنی ذات سے باخبر ہونا. سوز و مستی: عشق کی گرمی اور محویت. جذب و شوق: بیخودی کی حالت اور اشتیاق. تن: جسم، مراد مادہ، وجود. سُود: نفع. سَودا: کاروبار، خرید و فروخت. مکر و فن: ہیرا پھیری، دھوکا فریب. دَھن: دولت. افرنگی کا راج: انگریز کی حکومت. شیخ و برہمن: شیخ مسلمانوں کا مولوی، برہمن ہندو مذہبی رہنما، عشق و جذبہ کی دولت سے محروم مذہبی رہنما. پانی پانی کرنا: شرمندہ کرنا. غیر: مراد ماسوا یعنی اللہ کے سوا جو کچھ ہے، غیر اللہ.

(۸)

(کابل میں لکھے گئے)

مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دل نوازی کا
مروّت حُسنِ عالم گیر ہے مردانِ غازی کا

شکایت ہے مجھے یا رب! خداوندانِ مکتب سے
سبق شاہیں بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا

بہت مدّت کے نخچیروں کا اندازِ نگہ بدلا
کہ مَیں نے فاش کر ڈالا طریقہ شاہبازی کا

قلندر جُز دو حرفِ لا اِلٰہ کچھ بھی نہیں رکھتا
فقیہِ شہر قارُوں ہے لُغت ہائے حجازی کا

حدیثِ بادہ و مِینا و جام آتی نہیں مجھ کو
نہ کر خارا شگافوں سے تقاضا شیشہ سازی کا

کہاں سے تُو نے اے اقبالؔ سیکھی ہے یہ درویشی
کہ چرچا پادشاہوں میں ہے تیری بے نیازی کا

سلیقہ: ڈھنگ. دل نوازی: دوسروں کے دل موہ لینے کا انداز، حُسنِ سلوک. مروّت: ایک دوسرے کا پاس لحاظ. حسنِ عالمگیر: دُنیا پر چھا جانے والا حُسن. مردانِ غازی: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن. خداوندانِ مکتب: مراد موجودہ دَور کے تعلیمی اداروں کے سربراہ، تعلیمی ادارے چلانے والے. شاہیں بچے: مراد دلیر قوم کے بچے، مسلمان طلبا. خاکبازی: مٹی کا کھیل، مراد حوصلہ پست کرنے والی باتیں. نخچیر: شکار، مراد غلام قوم، مسلمان. اندازِ نگاہ: دیکھنے سوچنے اور چوکنا رہنے کا انداز. فاش کر ڈالا: ظاہر کر دیا. طریقہ شاہبازی کا: مراد دلیری اور بے خوفی کا انداز. جُز: سوائے. فقیہ: شرعی احکام جاننے والا. قارُوں: مراد بہت دولتمند، الفاظ کا بہت سرمایہ رکھنے والا. لُغت ہائے حجازی: مراد عربی کے موٹے موٹے الفاظ یا عبارتیں. حدیث: بات. خارا شگاف: پتھروں کو پھاڑنے والا، سخت جدوجہد کرنے والا. تقاضا: اصرار، مطالبہ. شیشہ سازی: مراد نازک/ناپائدار کام. بے نیازی: مراد حرص وہوس سے پاک ہونا، بے توجہی.

(۹)

عشق سے پیدا نوائے زندگی میں زِیر و بم
عشق سے مٹّی کی تصویروں میں سوزِ دم بہ دم

آدمی کے ریشے ریشے میں سما جاتا ہے عشق
شاخِ گُل میں جس طرح بادِ سحر گاہی کا نم

اپنے رازق کو نہ پہچانے تو محتاجِ ملوک
اور پہچانے تو ہیں تیرے گدا دارا و جم

دل کی آزادی شہنشاہی، شِکَم سامانِ موت
فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے، دل یا شِکَم!

اے مسلماں! اپنے دل سے پوچھ، مُلّا سے نہ پوچھ
ہو گیا اللہ کے بندوں سے کیوں خالی حرم

نوائے زندگی: زندگی کا نغمہ، مراد زندگی. **زیر و بم**: نیچے اور اونچے سُر، انقلاب. **مٹی کی تصویر**: مراد انسان. **سوزِ دم بہ دم**: ہر پل تپش و حرارت، جذبوں میں شدت. **ریشہ ریشہ**: رُواں رُواں، رگ رگ. **سما جاتا**: داخل ہو جاتا. **بادِ سحر گاہی**: صبح کی ہوا، بادِ نسیم. **نم**: نمی. **محتاجِ ملوک**: بادشاہوں کا دست نگر، بادشاہوں کے پاس اپنی حاجتیں لے جانے والا. **گدا**: فقیر، بھک منگا. **دارا و جم**: قدیم ایران کے دو عظیم بادشاہ، مراد بڑے بڑے حکمران، دارا اور جمشید. **شکم**: پیٹ، مراد مادی ضروریات پر توجہ. **سامانِ موت**: مراد روحانی زندگی کے ختم ہونے کا باعث. **اللہ کے بندے**: مراد سچے مومن. **حرم**: مکہ، مراد ملتِ اسلامیہ.

(۱۰)

دل سوز سے خالی ہے، نِگہ پاک نہیں ہے
پھر اِس میں عجب کیا کہ تُو بے باک نہیں ہے

ہے ذوقِ تجلّی بھی اسی خاک میں پنہاں
غافل! تُو نِرا صاحبِ اِدراک نہیں ہے

وہ آنکھ کہ ہے سُرمۂ افرنگ سے روشن
پُرکار و سخن ساز ہے، نم ناک نہیں ہے

کیا صُوفی و مُلّا کو خبر میرے جُنوں کی
اُن کا سرِ دامن بھی ابھی چاک نہیں ہے

کب تک رہے محکومیِ انجم میں مِری خاک
یا مَیں نہیں، یا گردشِ اَفلاک نہیں ہے

بجلی ہُوں، نظر کوہ و بیاباں پہ ہے میری
میرے لیے شایاں خس و خاشاک نہیں ہے

عالَم ہے فقط مومنِ جاں باز کی میراث
مومن نہیں جو صاحبِ لولاک نہیں ہے!

سوز: تپش، حرارت، گرمی۔ نگہ پاک ہونا: دنیاوی آلودگیوں سے نگاہیں پاک رہنا۔ ذوقِ تجلّی: جلوۂ خداوندی۔ اسی خاک: مراد انسان۔ پنہاں: چھپا ہوا۔ فِرا: صرف، محض۔ صاحبِ ادراک: عقل و دانش والا۔ سُرمۂ افرنگ: مراد یورپی تہذیب۔ پُرکار: بہت کام کرنے والا اور چالاک۔ سخن ساز: باتیں گھڑنے/ بنانے والا، باتونی۔ نم ناک: گیلی، مراد جذبۂ عشق سے سرشار۔ سر دامن چاک ہونا: عشقِ حقیقی میں مبتلا ہونے کی کیفیت۔ محکومیِ انجم: مراد تقدیر کی غلامی۔ گردشِ افلاک: تقدیر کا چکر۔ شایاں: شان کے لائق۔ خس و خاشاک: کوڑا کرکٹ، مراد مادی دنیا۔ مومنِ جانباز: خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا مومن۔ میراث: ترکہ، بزرگوں کی چھوڑی ہوئی جائداد۔ صاحبِ "لولاک": "لولاک" والا/ کا مالک، حدیثِ قدسی کی طرف اشارہ ہے کہ اگر تُو (حضور اکرمؐ) نہ ہوتا تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا۔

(۱۱)

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازَل سے قلندروں کا طریق

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ بات کہ پیرِ مُغاں ہے مردِ خلیق

علاجِ ضعفِ یقیں ان سے ہو نہیں سکتا
غریب اگرچہ ہیں رازی کے نکتہ ہائے دقیق

مُریدِ سادہ تو رو رو کے ہو گیا تائب
خدا کرے کہ مِلے شیخ کو بھی یہ توفیق

اُسی طلسمِ کُہن میں اسیر ہے آدم
بغل میں اس کی ہیں اب تک بُتانِ عہدِ عتیق

مِرے لیے تو ہے اقرار بِاللِّساں بھی بہت
ہزار شُکر کہ مُلّا ہیں صاحبِ تصدیق

اگر ہو عشق تو ہے کُفر بھی مسلمانی
نہ ہو تو مردِ مسلماں بھی کافر و زِندیق

رفیق: ساتھی. **قلندر**: خدا کی محبت میں گم اور دنیا سے بے نیاز صوفی، مردِ مومن. **ہجوم**: بھیڑ. **پیرِ مُغاں**: آتش پرستوں کا روحانی پیشوا، مراد اسوۂ حسنۂ رسولؐ پر چلنے والا مذہبی پیشوا. **مردِ خلیق**: اچھے اخلاق والا آدمی. **ضعفِ یقیں**: یقین کی کمزوری. **غریب**: انوکھے. **رازی**: مشہور فلسفی فخرالدین رازی (وفات ۱۲۱۰ء) **نکتہ ہائے دقیق**: باریک صوفیانہ باتیں/مسئلے. **مُریدِ سادہ**: بھولا بھالا مُرید. **توفیق**: ہدایت، رہنمائی. **شیخ**: مُرشد، جس نے مُرید کو توبہ کی ہدایت کی لیکن خود نہ کی. **طلسمِ کہن**: پُرانا جادو. **بتانِ عہدِ عتیق**: قدیم زمانے کے بت، مراد رنگ اور نسل یا قبیلہ برادری کا امتیاز/تعصب. **اِقرار باللّسان**: کسی بات کا زبان سے اقرار کرنا، زبان سے خدا کی توحید اور حضورِ اکرمؐ کے پیغمبر ہونے کا اقرار. **صاحبِ تصدیق**: سچا قرار دینے والا. **کافر و زندیق**: خدا کا منکر اور بے دین.

(۱۲)

پوچھ اس سے کہ مقبول ہے فطرت کی گواہی
تُو صاحبِ منزل ہے کہ بھٹکا ہوا راہی

کافر ہے مسلماں تو نہ شاہی نہ فقیری
مومن ہے تو کرتا ہے فقیری میں بھی شاہی

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

کافر ہے تو ہے تابعِ تقدیر مسلماں
مومن ہے تو وہ آپ ہے تقدیرِ الٰہی

مَیں نے تو کِیا پردۂ اَسرار کو بھی چاک
دیرینہ ہے تیرا مرَضِ کور نگاہی

مقبول: تسلیم کی گئی، مانی گئی. صاحبِ منزل: مراد اپنے اعلیٰ مقصد کو پا لینے والا. بھٹکا ہوا راہی: راستہ بھولا ہوا مسافر، مراد بے مقصد زندگی بسر کرنے والا. شمشیر: تلوار، مراد مادی ذریعے اور اسباب. بے تیغ: تلوار کے بغیر، مراد جذبۂ جہاد کے ساتھ. تابعِ تقدیر: تقدیر کے ماتحت، مراد جدوجہد کی بجائے تقدیر کا سہارا لینے والا. تقدیرِ الٰہی: خدا کی تقدیر یعنی خدا کا فرمان. پردۂ اسرار چاک کرنا: فطرت کے راز کھول دینا. دیرینہ: پرانا. کور نگاہی: اندھا پن، مراد بصیرت سے عاری ہونا.

(۱۳)

(قُرطُبہ میں لکھے گئے)

یہ حوریانِ فرنگی، دل و نظر کا حجاب
بہشتِ مغربیاں، جلوہ ہائے پا بہ رکاب

دل و نظر کا سفینہ سنبھال کر لے جا
مہ و ستارہ ہیں بحرِ وجود میں گرداب

جہانِ صوت و صدا میں سما نہیں سکتی
لطیفۂ ازلی ہے فُغانِ چنگ و رباب

سِکھا دیے ہیں اسے شیوہ ہائے خانقہی
فقیہِ شہر کو صوفی نے کر دیا ہے خراب

وہ سجدہ، روحِ زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اُسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

سُنی نہ مصر و فلسطیں میں وہ اذاں میں نے
دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشۂ سیماب

ہَوائے قُرطُبہ! شاید یہ ہے اثر تیرا
مِری نوا میں ہے سوز و سُرورِ عہدِ شباب

قُرطبہ: سپین یعنی ہسپانیہ کا ایک مشہور شہر جہاں دنیا کی ایک بہت وسیع خوبصورت ترین اور عظیم ترین مسجد ہے۔
حوریانِ فرنگی: انگریز خوبصورت عورتیں، میمیں۔ دل ونظر کا حجاب: یعنی ان کا حُسن اتنا دل کش ہے کہ اور کوئی حسین چیز دل ونظر کو نہیں لبھاتی۔ جلوہ ہائے پابہ رکاب: مراد چند روزہ حُسن ودل کشی۔ سفینہ: کشتی۔ مہ وستارہ: چاند اور تارے، مراد ظاہری حسن کی علامتیں۔ بحرِ وجود: وجود کا سمندر۔ گرداب: بھنور۔ جہانِ صَوت وصدا: آواز اور شور کا جہاں، مراد شور اور ہنگاموں کی دنیا۔ لطیفۂ ازلی: قدرت کی عطا کردہ ایک دلکش وروح پرور شے۔
نُغان: آہ، مراد لَے، سُر۔ چنگ ورباب: ستار اور باجا، موسیقی۔ شیوہ ہائے خانقہی: خانقاہ کے طور طریقے، گوشہ نشینی، بے عملی کی زندگی۔ فقیہِ شہر: شہر کا دینی پیشوا۔ روحِ زمیں کا کانپنا: پوری کائنات کا تھرتھرانا۔ منبر و محراب: مراد مسجدیں، سجدہ گاہیں۔ رعشۂ سیماب: پارے کی طرح ہلتے رہنا، کانپتے رہنا۔ سوز وسرور: تپش اور نشہ، مسرّت۔ عہدِ شباب: جوانی کا زمانہ۔

(۱۴)

دلِ بیدار فاروقی، دلِ بیدار کرّاری
مِسِ آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری

دلِ بیدار پیدا کر کہ دل خوابیدہ ہے جب تک
نہ تیری ضرب ہے کاری، نہ میری ضرب ہے کاری

مشامِ تیز سے ملتا ہے صحرا میں نشاں اس کا
ظن و تخمیں سے ہاتھ آتا نہیں آہُوئے تاتاری

اس اندیشے سے ضبطِ آہ میں کرتا رہوں کب تک
کہ مُغ زادے نہ لے جائیں تری قسمت کی چنگاری

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیّاری ہے، سُلطانی بھی عیّاری

مجھے تہذیبِ حاضر نے عطا کی ہے وہ آزادی
کہ ظاہر میں تو آزادی ہے، باطن میں گرفتاری

تُو اے مولائے یثرِبؐ! آپ میری چارہ سازی کر
مِری دانش ہے افرنگی، مِرا ایماں ہے زُنّاری

دلِ بیدار: جاگتا دل، جذبۂ عشقِ حقیقی سے سرشار اور زندہ دل. **فاروقی:** حضرت عمرؓ جیسی خوبیاں۔ آپ بہترین حکمران، مدبّر، سیاست دان، سپہ سالار اور زبردست فاتح تھے. **کرّاری:** حضرت علیؓ جیسی خوبیاں، دلیری، بے خوفی، خیبر جیسے قلعہ کو فتح کیا. **مِسِ آدم:** انسان کا تانبا، مراد خود انسان. **کیمیا:** اکسیر جس سے تانبے کو سونے میں بدلتے ہیں. **دلِ خوابیدہ:** سویا ہوا یعنی جذبوں سے خالی دل. **کاری:** پُر اثر. **مشامِ تیز:** سونگھنے کی تیز قوت. **ظن و تخمیں:** تحقیق کے بغیر اندازے، اٹکل پچو. **آہوئے تاتاری:** تاتار کا ہرن جو اپنی مُشکِ نافہ کے لیے مشہور ہے. **ضبطِ آہ کرنا:** آہ دبائے رکھنا. **مُغ زادے:** جمع مُغ زادہ، آتش پرست، مراد کافر لوگ. **عیّاری:** مکّاری، دغا، فریب، چالاکی. **تہذیبِ حاضر:** موجودہ دَور/ آج کے رسم و رواج، ثقافت. **باطن میں گرفتاری:** یعنی حقیقت میں غلامی یا محکومی ہے. **چارہ سازی کرنا:** علاج کرنا، تکلیف دور کرنے کی تدبیر کرنا. **دانش:** علم، دانائی و عقل. **افرنگی:** مغربی انداز کی، یورپی. **زُنّاری:** کافر مراد کافروں کے سے طور طریقوں والا.

(۱۵)

خودی کی شوخی و تُندی میں کِبر و ناز نہیں
جو ناز ہو بھی تو بے لذّتِ نیاز نہیں

نگاہِ عشق دلِ زندہ کی تلاش میں ہے
شکارِ مُردہ سزاوارِ شاہباز نہیں

مِری نوا میں نہیں ہے ادائے محبوبی
کہ بانگِ صُورِ سرافیل دل نواز نہیں

سوالِ مے نہ کروں ساقیِ فرنگ سے مَیں
کہ یہ طریقۂ رِندانِ پاک باز نہیں

ہوئی نہ عام جہاں میں کبھی حکومتِ عشق
سبب یہ ہے کہ محبت زمانہ ساز نہیں

اک اضطرابِ مسلسل، غیاب ہو کہ حضور
میں خود کہوں تو مِری داستاں دراز نہیں

اگر ہو ذوق تو خلوَت میں پڑھ زبورِ عجم
فُغانِ نیم شبی بے نوائے راز نہیں

شوخی و شندی: شدت، تیزی، زیادتی کبر و ناز، بڑا پن، تکبر اور فخر. **ناز:** فخر، بڑائی، ادا. **بے لذتِ نیاز:** عاجزی کی لذت کے بغیر. **دلِ زندہ:** مراد خودی کے جذبے سے سرشار دل. **سزاوار:** لائق. **ادائے محبوبی:** حسینوں کا سا ناز و ادا. **بانگ:** آواز. **صُورِ سرافیل:** حضرت اسرافیل کا بِگل جس کے بجنے پر قیامت کے روز مُردے قبروں سے اُٹھ کھڑے ہوں گے. **دل نواز:** دل لبھانے والی. **ساقیِ فرنگ:** یورپ کا شراب پلانے والا، حکمران. **رندانِ پاک باز:** پاک فطرت، خدا مست لوگ. **زمانہ ساز:** مراد اپنی مصلحت اور بھلائی کے لیے زمانے کے ساتھ ساتھ چلنا خواہ صحیح ہو یا غلط. **اِضطرابِ مسلسل:** لگاتار بے قراری جو عشق کا نتیجہ ہے. **غیاب:** مراد فراق، ہجر. **حضور:** مراد وصل، سامنے ہونا. **دراز:** لمبی. **خلوت:** تنہائی. **زبورِ عجم:** علامہ کی فارسی نظموں وغیرہ کا مجموعہ جس میں معرفتِ الٰہی اور حکمت و فلسفہ کے مضامین بیان ہوئے ہیں. **فُغانِ نیم شبی:** آدھی رات کے وقت اللہ کے حضور سر بسجود ہونے اور گڑگڑانے کا عمل. **بے نوائے راز:** خدائی عشق کے رازوں کے بغیر.

(۱۶)

میرِ سپاہ ناسزا، لشکریاں شکستہ صف
آہ! وہ تیرِ نیم کش جس کا نہ ہو کوئی ہدف

تیرے محیط میں کہیں گوہرِ زندگی نہیں
ڈھونڈ چکا میں موج موج، دیکھ چکا صدف صدف

عشقِ بُتاں سے ہاتھ اُٹھا، اپنی خودی میں ڈوب جا
نقش و نگارِ دَیر میں خونِ جگر نہ کر تلَف

کھول کے کیا بیاں کروں سِرِّ مقامِ مرگ و عشق
عشق ہے مرگِ باشرَف، مرگ حیاتِ بے شرَف

صحبتِ پیرِ روم سے مجھ پہ ہُوا یہ راز فاش
لاکھ حکیم سَر بجیب، ایک کلیم سَر بکف

مثلِ کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی
اب بھی درختِ طُور سے آتی ہے بانگِ 'لَا تَخَف'

خِیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ
سُرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

میرِ سپاہ: فوج کا سردار، مراد قوم کے رہنما. ناسزا: نااہل. لشکریاں: جمع لشکر، فوجی، مراد قوم، عوام. شکستہ صف: مراد بکھرے ہوئے، غیر متحد، غیر منظم. تیرِ نیم کش: جو تیر پوری طرح کمان میں نہ کھینچا گیا ہو، مراد بے اثر تیر. ہدف: نشانہ. تیرا محیط: تیرا سمندر، مراد مسلمانوں میں. گوہرِ زندگی: مراد جذبوں اور جہد و عمل سے بھرپور زندگی. موج موج: ایک ایک لہر، پوری طرح. صدف صدف: ایک ایک سیپی. عشقِ بُتاں: مراد مختلف مادی خواہشوں میں ڈوبے رہنا. ہاتھ اُٹھانا: باز آجانا، چھوڑ دینا. سِرّ: بھید، راز. مقامِ مرگ و عشق: موت اور عشق کا مرتبہ. مرگِ باشرف: عظمت والی موت. حیاتِ بے شَرف: وقار اور عظمت سے خالی زندگی. صحبتِ پیرِ رُوم: مراد مولانا رُوم کی مثنوی اور دیوان وغیرہ کے مطالعے کے نتیجے میں. راز فاش ہونا: بھید کھل جانا. سر بجیب: گریبان میں سر جھکائے، فلسفیانہ سوچوں میں گُم. کلیم: حضرت موسیٰؑ کا لقب کلیم اللہ، مراد مردِ مومن، مجاہد. سر بکف: ہتھیلی پر سر لیے، مراد خدا کی راہ میں ہر وقت جان کی بازی لگانے والا. معرکہ آزما: کفر و باطل کی قوتوں سے ٹکرانے والا. درختِ طور: جس پر موسیٰؑ کو خدا کا دیدار ہوا، طورِ سینا. بانگِ "لاتخف": مت ڈر کی آواز، حضرت موسیٰؑ جب فرعون کے دربار میں جادوگروں کے جادو سے ڈر گئے تو خدا کی طرف سے انھیں آواز آئی "مت ڈر" چنانچہ انھوں نے اپنا عصا پھینکا اور سب جادو مٹ گئے. خیرہ کرنا: حیران کرنا. جلوۂ دانش فرنگ: مغربی/یورپی علم و دانش کی روشنی. خاکِ مدینہ و نجف: مدینہ اور نجف کی مٹی، مدینہ میں حضور اکرمؐ کا روضۂ مبارک ہے اور نجف میں حضرت علیؓ کا.

(۱۷)

(یورپ میں لکھے گئے)

زمستانی ہَوا میں گرچہ تھی شمشیر کی تیزی
نہ چُھوٹے مجھ سے لندن میں بھی آدابِ سحَر خیزی

کہیں سرمایۂ محفل تھی میری گرم گُفتاری
کہیں سب کو پریشاں کر گئی میری کم آمیزی

زمامِ کار اگر مزدور کے ہاتھوں میں ہو پھر کیا؟
طریقِ کوہکن میں بھی وہی حِیلے ہیں پرویزی

جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جُدا ہو دِیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

سوادِ رومۂ الکبریٰ میں دِلّی یاد آتی ہے
وہی عبرت، وہی عظمت، وہی شانِ دل آویزی

زمستانی ہوا: موسمِ سرما کی ٹھنڈی ہوا. آدابِ سحر خیزی: صبح سویرے اُٹھ کر اللہ کی یاد میں مشغول ہونے کے طور طریقے. سرمایۂ محفل: مراد محفل کی رونق. کم آمیزی: دوسروں سے کم ملنا جلنا، دور رہنا. زمامِ کار: مُلک کے انتظامی امور، حکومت وغیرہ. طرقِ کوہکن: فرہاد کا طریقہ، پہاڑ کھودنے کا عمل، فرہاد نے اپنی محبوبہ شیریں کے

کہنے پر پہاڑ بیستوں کاٹ کر چراگاہ سے محل تک نہر کھودی تھی تا کہ شیریں تک چراگاہ سے تازہ دودھ پہنچتا رہے.
پرویزی: پرویز، خسرو پرویز کا طریقہ، مراد حکومت. جلالِ پادشاہی: بادشاہت کا رعب و دبدبہ. جمہوری تماشا: مراد نام نہاد جمہوریت، عوامی حکومت کا ڈھونگ. چنگیزی: مراد ظلم و ستم، لوٹ مار اور خوں ریزی. سواد: گرد و نواح. رُومۃ الکبریٰ: اٹلی کا پایہ تخت جو قدیم زمانے میں ایک بڑا شہر اور دارالسلطنت تھا.

(۱۸)

یہ دَیرِ کُہن کیا ہے، انبارِ خس و خاشاک
مشکل ہے گزر اس میں بے نالۂ آتش ناک

نخچیرِ محبت کا قصّہ نہیں طُولانی
لُطفِ خلشِ پَیکاں، آسودگیِ فِتراک

کھویا گیا جو مطلب ہفتاد و دو ملّت میں
سمجھے گا نہ تُو جب تک بے رنگ نہ ہو اِدراک

اک شرعِ مسلمانی، اک جذبِ مسلمانی
ہے جذبِ مسلمانی سرِّ فلک الافلاک

اے رہروِ فرزانہ! بے جذبِ مسلمانی
نے راہِ عمل پیدا، نے شاخِ یقیں نم ناک

رمزیں ہیں محبت کی گستاخی و بے باکی
ہر شوق نہیں گستاخ، ہر جذب نہیں بے باک

فارغ تو نہ بیٹھے گا محشر میں جنوں میرا
یا اپنا گریباں چاک یا دامنِ یزداں چاک!

دَیرِ کہن: پرانا مندر، مراد یہ دنیا. انبار: ڈھیر. خس و خاشاک: کوڑا کرکٹ، مراد مٹ جانے والی چیزیں. نالۂ آتشناک: مراد عشق کی حرارت اور جوش و جذبہ سے پُر ہونا. نخچیر: شکار. طولانی: لمبا، طویل. لطفِ خلشِ پیکاں: تیر کی چبھن کا مزہ، مراد عشق کی راہ میں آنے والی تکلیفیں، مشکلیں. آسودگیِ فتراک: شکار بند کی راحت. مطلب: مدعا. ہفتاد و دو ملّت: مراد بہتر (۷۲) فرقے، جو ملتِ اسلامیہ میں پھوٹ کا باعث بنے ہیں، فرقہ پرستی. بے رنگ: مراد ہر طرح کی جغرافیائی حدود اور فرقہ پرستی سے پاک. اِدراک: عقل و شعور. شرعِ مسلمانی: شریعت و قانونِ محمدی. جذبِ مسلمانی: دنیا سے بے تعلق اور عشقِ حقیقی میں ڈوبے رہنے کا عمل. فلک الافلاک: آسمانوں کا آسمان، عرشِ بریں. رہروِ فرزانہ: عقلمند مسافر. راہِ عمل: عمل کا راستہ، مسلسل جدوجہد کا طریقہ. شاخِ یقیں: یقین کی شاخ، مراد یقین. نم ناک: گیلی، تر و تازہ، سرسبز، مراد پختہ پکا. رمزیں: جمع رمز، اشارے، طور طریقے. گستاخی: بے ادبی، مراد ایسے الفاظ کا استعمال جنھیں محبوب تو سمجھتا ہے لیکن عام لوگ وہ شعور نہ رکھنے کے سبب انھیں بے ادبی کے الفاظ سمجھتے ہیں. شوق: اشتیاق، عشق، تمنا. جنوں: دیوانگی، عشق. گریباں چاک ہونا: گریباں کا پھٹنا، جنون کی علامت، بیحد عشق ہونا. دامنِ یزداں: خدا کا دامن.

(۱۹)

کمالِ تَرک نہیں آب و گِل سے مہجوری
کمالِ تَرک ہے تسخیرِ خاکی و نُوری

میں ایسے فقر سے اے اہلِ حلقہ باز آیا
تمہارا فقر ہے بے دَولتی و رنجوری

نہ فقر کے لیے موزُوں، نہ سلطنت کے لیے
وہ قوم جس نے گنوایا متاعِ تیموری

سُنے نہ ساقیِ مہ وَش تو اور بھی اچّھا
عِیارِ گرمیِ صحبت ہے حرفِ معذوری

حکیم و عارِف و صوفی، تمام مستِ ظہور
کسے خبر کہ تجلّی ہے عین مستوری

وہ ملتفت ہوں تو کُنجِ قفس بھی آزادی
نہ ہوں تو صحنِ چمن بھی مقامِ مجبوری

بُرا نہ مان، ذرا آزما کے دیکھ اسے
فرنگ دل کی خرابی، خرد کی معموری

کمالِ ترک: مراد دنیا و مافیہا سے تعلق توڑ لینے کی خوبی. **آب و گل**: پانی اور مٹی، مراد مادی دنیا اور اس میں جو کچھ ہے. **مہجوری**: دُوری، چھوڑ دینے کا عمل. **تسخیرِ خاکی و نوری**: خاک اور روشنی کو مسخر کرنا، مراد اِس دنیا اور آسمانی دنیا پر حکمرانی. **اہلِ حلقہ**: صوفیوں کا وہ گروہ جو دائرے کی صورت میں بیٹھ کر ذکر کرتا ہے. **بے دولتی**: دولت سے محرومی، جس سے کچھ حاصل نہ ہو. **رنجوری**: آزردہ ہونا، رنج کرنا، کُڑھنا. **متاعِ تیموری**: تیمور کی دولت، اشارہ ہے مغلیہ سلطنت کی طرف جو عالمگیر کے زمانے میں بہت وسیع تھی، بعد والوں نے اپنی نالائقیوں کے سبب ہاتھوں سے کھو دی. **ساقیِ مہ وَش**: چاند ایسا خوبصورت ساقی. **عِیار**: کسوٹی. **گرمیِ صحبت**: باہم مِل بیٹھنے میں جوش و جذبہ. **حرفِ معذوری**: مجبوری کی بات. **حکیم**: فلسفی. **عارِف**: خدا کی معرفت حاصل کرنے والا. **مستِ ظہور**: مراد محبوبِ حقیقی کو سامنے دیکھنے کے بیحد خواہشمند. **تجلّی**: جلوہ. **عین مستوری**: پورے طور پر پردے میں ہونا. **ملتفت ہونا**: توجّہ کرنا. **کنجِ قفس**: پنجرے کا کونا. **مقامِ مجبوری**: ایسی جگہ جہاں مجبوراً رہنا پڑے. **دل کی خرابی**: بے ادبی مراد عشق کے جذبات سے خالی دل. **خرد کی معموری**: عقل کی فراوانی، مراد ظاہری اور سائنسی علوم سے مالا مال.

(۲۰)

عقل گو آستاں سے دُور نہیں
اس کی تقدیر میں حضور نہیں

دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

عِلم میں بھی سُرور ہے لیکن
یہ وہ جنت ہے جس میں حور نہیں

کیا غضب ہے کہ اس زمانے میں
ایک بھی صاحبِ سُرور نہیں

اک جنوں ہے کہ باشعور بھی ہے
اک جنوں ہے کہ باشعور نہیں

ناصبوری ہے زندگی دل کی
آہ وہ دل کہ ناصبُور نہیں

بے حضوری ہے تیری موت کا راز
زندہ ہو تُو تو بے حضور نہیں

ہر گُہر نے صدف کو توڑ دیا
تُو ہی آمادۂ ظہور نہیں

'اَرِنی' مَیں بھی کہہ رہا ہوں، مگر
یہ حدیثِ کلیمؑ و طُور نہیں

گو: اگرچہ. آستاں: دہلیز، مراد بارگاہِ خداوندی. حضور: خدائی جلووں کا سامنے ہونا. دلِ بینا: دیکھنے والا دل، مراد گہری بصیرت اور جذبۂ عشق سے پُر دل. سُرور: نشہ، کیف، مستی. صاحبِ سُرور: عشق کے جذبوں سے سرشار انسان. کیا غضب ہے: کیا اندھیر ہے، کیا قیامت ہے. جنوں: دیوانگی، مراد عشق. باشعور: دانائی اور لیاقت والا. ناصبوری: بے صبری، محبت میں دل کی بیقراری. بے حضوری: دل کی توجہ سے خالی. گُہر: موتی. زندہ: جہد و عمل کرنے والا، عشق سے سرشار. صدف: سیپی. آمادۂ ظہور: خود کو یعنی اپنی پوشیدہ قوتوں اور صلاحیتوں کو جہدِ مسلسل سے ظاہر کرنے کے لیے تیار. ''اَرِنی'': مجھے اپنا جلوہ دِکھا''۔ حضرت موسیٰؑ نے طور پر خدا سے یہ درخواست کی تھی. حدیثِ کلیم و طُور نہیں: یعنی صرف حضرت موسیٰؑ کی درخواست اور طور تک ہی یہ بات محدود نہیں.

(۲۱)

خودی وہ بحر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں
تُو آبجُو اسے سمجھا اگر تو چارہ نہیں

طلسمِ گنبدِ گردُوں کو توڑ سکتے ہیں
زُجاج کی یہ عمارت ہے، سنگِ خارہ نہیں

خودی میں ڈُوبتے ہیں پھر اُبھر بھی آتے ہیں
مگر یہ حوصلۂ مردِ ہیچ کارہ نہیں

ترے مقام کو انجم شناس کیا جانے
کہ خاکِ زندہ ہے تُو، تابعِ ستارہ نہیں

یہیں بہشت بھی ہے، حور و جبرئیل بھی ہے
تری نِگہ میں ابھی شوخیِ نظارہ نہیں

مِرے جنوں نے زمانے کو خوب پہچانا
وہ پیرہن مجھے بخشا کہ پارہ پارہ نہیں

غضب ہے، عینِ کرم میں بخیل ہے فطرت
کہ لعلِ ناب میں آتش تو ہے، شرارہ نہیں

آبجو: ندی. گنبدِ گردوں: آسمان کا گنبد، مراد آسمان. زُجاج: شیشہ. سنگِ خارا: سخت پتھر. مردِ ہیچ کارہ: بیکار آدمی، جہد و عمل سے جان چُرانے والا. انجم شناس: ستاروں کا عمل جاننے والا، نجومی. خاکِ زندہ: زندہ مٹی، مراد جذبوں اور خودی کی بدولت ہمیشہ زندہ رہنے والا. تابعِ ستارہ: ستارے یعنی تقدیر کا حکم ماننے والا. شوخیِ نظارہ: نظارے کی شوخی، مراد گہری بصیرت. پارہ پارہ: ٹکڑے ٹکڑے جگہ جگہ سے پھٹا ہوا. لعلِ ناب: خالص سرخ رنگ کا قیمتی پتھر.

(۲۲)

یہ پیام دے گئی ہے مجھے بادِ صُبح گاہی
کہ خودی کے عارِفوں کا ہے مقام پادشاہی

تری زندگی اسی سے، تری آبرو اسی سے
جو رہی خودی تو شاہی، نہ رہی تو رُوسیاہی

نہ دیا نشانِ منزل مجھے اے حکیم تُو نے
مجھے کیا گِلہ ہو تجھ سے، تُو نہ رہ نشیں نہ راہی

مِرے حلقۂ سخن میں ابھی زیرِ تربیت ہیں
وہ گدا کہ جانتے ہیں رہ و رسمِ کج کُلاہی

یہ معاملے ہیں نازک، جو تری رضا ہو تُو کر
کہ مجھے تو خوش نہ آیا یہ طریقِ خانقاہی

تُو ہُما کا ہے شکاری، ابھی ابتدا ہے تیری
نہیں مصلحت سے خالی یہ جہانِ مُرغ و ماہی

تُو عرَب ہو یا عجم ہو، ترا 'لَا اِلٰہَ اِلَّا'
لُغَتِ غریب، جب تک ترا دل نہ دے گواہی

پیام: پیغام. **بادِ صبحگاہی**: صبح کی ہوا. **خودی کے عارِف**: خودی سے واقف مراد جو اپنی خودی یعنی اپنی پوشیدہ قوتوں اور اہلیتوں سے پوری طرح باخبر ہیں. **پادشاہی**: حکمرانی، باطل قوتوں پر غلبہ. **آبرو**: چہرے کی چمک، مراد عزت. **شاہی**: حکمرانی. **رُوسیاہی**: رُسوائی، ذلت. **نشانِ منزل**: منزل کا نشان مراد محبوبِ حقیقی تک رسائی کا پتہ. **گِلہ**: شکایت. **رَہ نشیں**: راستے میں بیٹھنے والا، مراد محبوبِ حقیقی تک رسائی کی راہ میں بیٹھنے والا. **راہی**: مسافر، یعنی راہِ عشق کا مسافر. **حلقۂ سُخن**: شاعری کا حلقہ، مراد شاعری. **زیرِ تربیت**: تربیت پانے والے. **گدا**: فقیر، بھِک منگا، مراد مسلمان جو کبھی حکمران تھے اور اب محکوم ہیں. **رہ و رسمِ کج کلاہی**: مراد حکمرانی کے طور طریقے. **رضا**: مرضی. **طریقِ خانقاہی**: مراد خانقاہوں میں بیٹھ کر جہد و عمل سے خالی زندگی اور محض ''ھُو حق'' کرنے کا انداز. **ہُما**: ایک افسانوی پرندہ جس کا سایہ کسی پر پڑ جائے تو وہ بادشاہ بن جاتا ہے. **مصلحت**: حِکمت. **جہانِ مرغ و ماہی**: پرندوں اور مچھلیوں کی دنیا، مراد یہ دنیا. **عرب یا عجم ہونا**: مراد دنیا کے کسی بھی مُلک کا مسلمان ہونا. **ترا ''لا اِلٰہ اِلاّ''**: مراد تیرا محض زبان سے ''لا اِلٰہ اِلاّ'' (خدا کے سوا کوئی معبود نہیں) کہنا. **لغتِ غریب**: اجنبی سا لفظ، غیر مانوس لفظ. **دل کا گواہی دینا**: یعنی لا الٰہ دل سے نکلے اور اس پر عمل ہو.

(۲۳)

تری نگاہ فرومایہ، ہاتھ ہے کوتاہ
ترا گُنہ کہ نخیلِ بلند کا ہے گُناہ

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرَسہ نے ترا
کہاں سے آئے صدا 'لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ'

خودی میں گُم ہے خدائی، تلاش کر غافل!
یہی ہے تیرے لیے اب صلاحِ کار کی راہ

حدیثِ دل کسی درویشِ بے گلیم سے پوچھ
خدا کرے تجھے تیرے مقام سے آگاہ

برہنہ سر ہے تو عزمِ بلند پیدا کر
یہاں فقط سرِ شاہیں کے واسطے ہے کُلاہ

نہ ہے ستارے کی گردش نہ بازیِ اَفلاک
خودی کی موت ہے تیرا زوالِ نعمت و جاہ

اُٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے غم ناک
نہ زندگی، نہ محبت، نہ معرفت، نہ نگاہ!

فرومایہ: گھٹیا، مراد تیزیِ نگاہ سے عاری. ہاتھ کوتاہ ہونا: تنگ دستی، کسی چیز تک رسائی نہ ہونے کا عمل. نخیلِ بلند: کھجور کا اونچا درخت. گلا گھونٹ دینا: مار دینا، مراد جذبوں سے عاری کر دینا اور دنیاوی علوم میں مصروف رکھنا. اہلِ مدرسہ: مدرسہ والے، مراد عشق کے جذبوں سے خالی ظاہری علوم پڑھانے والے، موجودہ دَور کے تعلیمی ادارے چلانے والے. ''لا الٰہ الا اللہ'': اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، یعنی توحیدِ خداوندی. صلاحِ کار: کسی کام کو درست کرنا، درستگی. حدیثِ دل: دل کی بات، جذبۂ عشق کی بات. درویشِ بے گلیم: گدڑی کے بغیر رہنے والا درویش، مراد جو درویشی کی ظاہری نشانیوں کی نمائش کرنے والا نہ ہو، صحیح معنوں میں درویشِ خدا مست. برہنہ سر: ننگے سر، مراد غلامی. عزمِ بلند: بلند ارادہ، بہت جدوجہد کا ارادہ. سرِ شاہیں: شاہین کا سر، مراد مردِ مومن کا سر. کُلاہ: ٹوپی. ستارے کی گردش: مراد تقدیر کا چکّر. بازیِ افلاک: آسمانوں کا کھیل، آسمانوں کی گردش جس سے زمانے میں تبدیلیاں آتی ہیں. زوالِ نعمت و جاہ: دولت اور عزت میں کمی. نگاہ: نظر، مرشد یا عاشقِ حقیقی کی نگاہ جو دوسروں میں انقلاب پیدا کر دے. معرفت: مراد خدا کی صحیح پہچان.

(۲۴)

خِرَد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
ترا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

ہر اک مقام سے آگے مقام ہے تیرا
حیات ذوقِ سفر کے سوا کچھ اور نہیں

گراں بہا ہے تو حفظِ خودی سے ہے ورنہ
گُہر میں آبِ گُہر کے سوا کچھ اور نہیں

رگوں میں گردشِ خوں ہے اگر تو کیا حاصل
حیات سوزِ جگر کے سوا کچھ اور نہیں

عُروسِ لالہ! مُناسب نہیں ہے مجھ سے حجاب
کہ مَیں نسیمِ سَحَر کے سوا کچھ اور نہیں

جسے کساد سمجھتے ہیں تاجرانِ فرنگ
وہ شے متاعِ ہُنر کے سوا کچھ اور نہیں

بڑا کریم ہے اقبالِ بے نوا لیکن
عطائے شعلہ شرر کے سوا کچھ اور نہیں

خبر: مراد ظاہری علوم، حواسِ خمسہ کے ذریعے حاصل ہونے والی معلومات. نظر: کسی اللہ والے کی نگاہ جو انسان میں جذبۂ عشق اور یقین کامل پیدا کرتی ہے. حیات: صحیح یا ابدی زندگی. ذوقِ سفر: مسلسل سفر کا شوق، مراد جدوجہد اور مسلسل عمل کا لطف. گراں بہا: بیحد قیمتی. حفظِ خودی: خودی کی حفاظت، خودی کو برقرار رکھنے کا عمل. آبِ گہر: موتی کی چمک. گردشِ خوں: خون کا جسم میں پھرنا جو زندگی کی علامت ہے. سوزِ جگر: جگر کی تپش، عشق کے جذبوں سے پُر ہونا. عروسِ لالہ: لالہ کی دلہن، مراد لالہ کا پھول. حجاب: پردہ. نسیمِ سحر: صبح کی ہوا جس سے کلیاں کھلتی ہیں. تاجرانِ فرنگ: یورپ کے تاجر، مراد انگریز حکمران جنھوں نے تجارت کے بہانے برصغیر پر قبضہ جمایا. متاعِ ہنر: ہنر کی دولت، مراد فضل و کمال کی پونجی. کریم: مہربان. بے نوا: جس کے پاس کچھ نہ ہو. عطائے شعلہ: شعلے کا انعام، شعلے کا کچھ دینا. شرر: چنگاری، مراد سوزِ عشق.

(۲۵)

نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے
خراج کی جو گدا ہو، وہ قیصری کیا ہے!

بُتوں سے تجھ کو اُمیدیں، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اَور کافری کیا ہے!

فلک نے اُن کو عطا کی ہے خواجگی کہ جنھیں
خبر نہیں روِشِ بندہ پروَری کیا ہے

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دِلبری کیا ہے

اسی خطا سے عتابِ مُلُوک ہے مجھ پر
کہ جانتا ہُوں مآلِ سکندری کیا ہے

کسے نہیں ہے تمنّائے سَروَری، لیکن
خودی کی موت ہو جس میں وہ سَروَری کیا ہے!

خوش آ گئی ہے جہاں کو قلندری میری
وگرنہ شعر مِرا کیا ہے، شاعری کیا ہے!

نگاہِ فقر میں: درویش کی نظر میں، مراد عشقِ حقیقی سے سرشار مردِ مومن کی نظر میں. **شانِ سکندری:** سکندر کی شن، مراد عظیم حکومت وسلطنت کی شان. کیا ہے: مراد کچھ نہیں. **خراج:** ٹیکس. **گدا:** مانگنے والی. **قیصری:** قیصر، روم کے بادشاہوں کا لقب، مراد عظیم حکومت اور سلطنت. **خواجگی:** آقائی، مالک ہونا. **روِش:** طریقہ. **بندہ پروری:** غلاموں پر مہربان، مراد انسانوں پر مہربانی اور نوازش کا عمل. **شوخی:** چلبلا پن. **دلبری:** محبوبی، دلوں پر قبضہ کرنے کی کیفیت. **عتابِ ملوک:** بادشاہوں کا غیظ وغضب / غصہ. **مآلِ سکندری:** سکندر کی بادشاہی کا انجام، مراد فانی دنیا کی عظیم بادشاہت کا انجام (یعنی آخر فنا). **تمنائے سروری:** بڑا بننے کی آرزو. **قلندری:** جذب وعشق کی حالت اور دنیا سے بے نیازی. **شعر مرا کیا ہے:** میرے شعر کچھ نہیں، مراد فنی طور پر میری شاعری اعلیٰ درجے کی نہیں ہے.

(۲۶)

نہ تُو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے
جہاں ہے تیرے لیے، تُو نہیں جہاں کے لیے

یہ عقل و دِل ہیں شرر شعلۂ محبت کے
وہ خار و خَس کے لیے ہے، یہ نَیستاں کے لیے

مقامِ پرورشِ آہ و نالہ ہے یہ چمن
نہ سَیرِ گُل کے لیے ہے نہ آشیاں کے لیے

رہے گا راوی و نیل و فرات میں کب تک
ترا سفینہ کہ ہے بحرِ بے کراں کے لیے!

نشانِ راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو
ترس گئے ہیں کسی مردِ راہ داں کے لیے

نِگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پُرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

ذرا سی بات تھی، اندیشۂ عجم نے اسے
بڑھا دیا ہے فقط زیبِ داستاں کے لیے

مِرے گلو میں ہے اک نغمہ جبرئیل آشوب
سنبھال کر جسے رکھّا ہے لامکاں کے لیے

خار و خس: کانٹے اور تنکے، مراد یہ مادی دنیا. **نیستاں:** بانسوں کا جنگل، مراد دنیائے عشق. **مقامِ پرورش آہ و نالہ:** آہ و نالہ کی پرورش کا مقام، مراد فطرت کے مناظر خدا تعالیٰ کے وجود سے آگاہ اور صاحبِ بصیرت کو اس کے عشق میں مبتلا کرتے ہیں. **سَیرِ گُل:** پھولوں کی سیر، مراد باغ کی ایسی سیر جس سے انسان کوئی معرفت حاصل نہ کرے. **راوی و نیل و فرات:** ۳ مشہور دریا، مراد جغرافیائی حدیں. **بحرِ بیکراں:** بہت وسیع سمندر، مراد اسلام جغرافیائی حدود میں محدود نہیں. **نشانِ راہ دکھانا:** گہری بصیرت اور بلند ارادوں کا حامل ہونا. **مردِ راہ داں:** راستہ جاننے والا، مراد حقیقی و عظیم رہنما، قائد. **نگہ بلند:** مراد بلند حوصلہ، فراخ دل. **سخن دل نواز:** دل لبھانے والی باتیں. **جاں پُرسوز:** عشق کی حرارت سے سرشار روح. **رختِ سفر:** سفر کا سامان، مراد قیادت و رہنمائی کا سرمایہ. **اندیشۂ عجم:** غیر عربی فکر. **زیبِ داستاں:** کہانی کی زینت، مراد کہانی کو خوبصورت بنانے کے لیے اسے طول دینا.

(۲۷)

تُو اے اسیرِ مکاں! لا مکاں سے دُور نہیں
وہ جلوہ گاہ ترے خاک داں سے دُور نہیں

وہ مَرغزار کہ بیمِ خزاں نہیں جس میں
غمیں نہ ہو کہ ترے آشیاں سے دُور نہیں

یہ ہے خلاصۂ علمِ قلندری کہ حیات
خدنگِ جَستہ ہے لیکن کماں سے دُور نہیں

فضا تری مہ و پرویں سے ہے ذرا آگے
قدم اُٹھا، یہ مقام آسماں سے دُور نہیں

کہے نہ راہ نُما سے کہ چھوڑ دے مجھ کو
یہ بات راہروِ نکتہ داں سے دُور نہیں

اسیرِ مکاں: مکان تک محدود، مراد جو صرف اس دُنیا تک محدود ہے. لامکاں: عالمِ بالا، عالمِ قُدس. جلوہ گاہ: خدائی تجلّی کی جگہ. خاک داں: مراد یہ دنیا. مَرغزار: سبزہ زار. بیمِ خزاں: موسمِ خزاں کا ڈر. غمیں: غمگین، غم زدہ. خدنگِ جستہ: کمان سے نکلا ہوا تیر. مہ و پرویں: چاند اور ستارے. قدم اُٹھا: مراد جدوجہد اور عمل کر. راہروِ نکتہ داں: گہری اور باریک باتیں جاننے والا مسافر.

(۲۸)

(یورپ میں لکھے گئے)

خِرَد نے مجھ کو عطا کی نظر حکیمانہ
سِکھائی عشق نے مجھ کو حدیثِ رِندانہ

نہ بادہ ہے، نہ صُراحی، نہ دَورِ پیمانہ
فقط نگاہ سے رنگیں ہے بزمِ جانانہ

مِری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ مَیں ہوں محرمِ رازِ درُونِ میخانہ

کلی کو دیکھ کہ ہے تشنۂ نسیمِ سحر
اسی میں ہے مرے دل کا تمام افسانہ

کوئی بتائے مجھے یہ غیاب ہے کہ حضور
سب آشنا ہیں یہاں، ایک مَیں ہوں بیگانہ

فرنگ میں کوئی دن اور بھی ٹھہر جاؤں
مِرے جنوں کو سنبھالے اگر یہ ویرانہ

مقامِ عقل سے آساں گزر گیا اقبالؔ
مقامِ شوق میں کھویا گیا وہ فرزانہ

خرد: عقل و دانش. حکیمانہ نظر: فلسفیوں کی سی نظر، مسائلِ فطرت پر غور و فکر کا انداز. حدیثِ رِندانہ: رندوں کی سی بات. بادہ: شراب. دَورِ پیمانہ: جام کی گردش. نگاہ: نظر، مراد بصیرت، دل کی نگاہ. بزمِ جانانہ: محبوب کی محفل، مراد یہ کائنات. نوائے پریشاں: منتشر آواز/ نغمہ. محرم: واقف، جاننے والا. رازِ دُرون: اندر کا بھید. تشنہ: پیاسی. نسیمِ سحر: صبح کی ہوا جس سے کلیاں کِھلتی ہیں. غیاب: پوشیدہ. حضور: غیاب کی ضد، حضوری، خدائی تجلیات کا سامنے ہونا. آشنا: ایک دوسرے کو جاننے والے. جنوں: دیوانگی، عشق. مقامِ عقل: عقل کی منزل. مقامِ شوق: عشق کی منزل. کھویا گیا: گُم ہو گیا، راستہ بھول گیا. فرزانہ: عقلمند، دانا.

(۲۹)

اَفلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر
کرتے ہیں خطاب آخر، اُٹھتے ہیں حجاب آخر

احوالِ محبت میں کچھ فرق نہیں ایسا
سوز وتب وتاب اوّل، سوز وتب وتاب آخر

مَیں تجھ کو بتاتا ہُوں، تقدیرِ اُمَم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل، طاؤس و رباب آخر

میخانۂ یورپ کے دستور نرالے ہیں
لاتے ہیں سُرور اوّل، دیتے ہیں شراب آخر

کیا دبدبۂ نادر، کیا شوکتِ تیموری
ہو جاتے ہیں سب دفتر غرقِ مَے ناب آخر

خَلوَت کی گھڑی گزری، جَلوَت کی گھڑی آئی
چُھٹنے کو ہے بجلی سے آغوشِ سحاب آخر

تھا ضبط بہت مشکل اس سیلِ معانی کا
کہہ ڈالے قلندر نے اَسرارِ کتاب آخر

نالوں کا جواب: فریاد یا دعاؤں کا جواب. آخر: آخرکار. خطاب کرنا: مراد بات کرنا، سامنے ہو کر گفتگو کرنا. حجاب اُٹھنا: پردہ ہٹ جانا، سامنے آنا. احوال: جمع حال، مراد کیفیتیں. سوز: تپش جو عشق کا نتیجہ ہے. تب و تاب: عشق کے سبب بے قراری. تقدیرِ اُمم: قوموں کی تقدیر. شمشیر: تلوار، مراد جہد و عمل. سناں: نیزہ یعنی جدوجہد، عمل. طاؤس و رباب: باجا اور سارنگی، مراد عیش کی زندگی. میخانۂ یورپ: یورپ کا شراب خانہ، مراد یورپ والے، انگریز حکمران. سُرورِ اوّل: پہلا مزہ، مراد پہلے دوسری قوموں کو مختلف حیلوں سے اپنا گرویدہ بناتے ہیں. دیتے ہیں شرابِ آخر: اور پھر اُنھیں ان حیلوں میں اُلجھا کر اپنا غلام بنا لیتے ہیں. دبدبۂ نادر: نادر کا رُعب داب، مراد نادر شاہ جس نے دہلی میں قتلِ عام کیا اور آخر خود بھی قتل ہو گیا. شوکتِ تیموری: تیمور کی شان، مراد مغلیہ خاندان کی شان و شوکت۔ اس خاندان نے برصغیر پر دو اڑھائی صدی حکومت کی۔ آخر انگریزوں سے شکست کھائی. دفتر: کتاب. غرقِ مَے ناب: خالص شراب میں غرق، مراد آخر فنا کا شکار ہو جاتے ہیں. جلوت: محفل، بزم. آغوشِ سحاب: بادل کی گود. سَیلِ معانی: معانی کا سیلاب، مراد شعروں میں نئے نئے مضامین کا طوفان یعنی تیزی سے وارد ہونا. ضبط: روکنا. قلندر: بے نیاز، مراد خود علامہ اقبال. اسرارِ کتاب: کتاب کے راز.

(۳۰)

ہر شے مسافر، ہر چیز راہی
کیا چاند تارے، کیا مرغ و ماہی

تُو مردِ میداں، تُو میرِ لشکر
نوری حضوری تیرے سپاہی

کچھ قدر اپنی تُو نے نہ جانی
یہ بے سوادی، یہ کم نگاہی!

دنیائے دُوں کی کب تک غلامی
یا راہبی کر یا پادشاہی

پیرِ حرم کو دیکھا ہے میں نے
کردار بے سوز، گفتار واہی

مسافر: سفر کرنے والا، مراد فانی. راہی: مسافر یعنی فانی، گزر جانے والی. مرغ و ماہی: پرندے اور مچھلی، مراد کائنات کی دوسری مخلوق. مردِ میداں: میدان کا دلیر، مراد دیگر مخلوقات پر غالب. میرِ لشکر: لشکر کا سردار، کائنات پر حکم چلانے والا. نُوری: مراد فرشتے، آسمانی مخلوق. حضوری: مراد اس کائنات کی مخلوق. سپاہی: مراد تیرے ماتحت / تیرا حکم ماننے والے. قدر جاننا: اپنی اہمیت سے باخبر ہونا. بے سوادی: بے علمی، نادانی. کم نگاہی: تنگ نظری، عاقبت نااندیشی. دُنیائے دُوں: گھٹیا دنیا، یعنی یہ مادی دنیا. راہبی کر: کنارہ کر، مراد دُنیا سے بے تعلق ہو، گوشہ نشینی اختیار کر. پادشاہی: حکمرانی، کائنات کو مسخر کرنا. پیرِ حرم: مُلّا، مولوی. کردار بے سوز: عمل میں جذبہ عشق نہیں. گفتار واہی: باتیں اُلٹی سیدھی یعنی اصل مقصد سے ہٹ کر.

(۳۱)

ہر چیز ہے محوِ خود نمائی ہر ذرّہ شہیدِ کبریائی
بے ذوقِ نمود زندگی، موت تعمیرِ خودی میں ہے خدائی
رائی زورِ خودی سے پربت پربت ضعفِ خودی سے رائی
تارے آوارہ و کم آمیز تقدیرِ وجود ہے جُدائی
یہ پچھلے پہر کا زرد رُو چاند بے راز و نیازِ آشنائی
تیری قندیل ہے ترا دل تُو آپ ہے اپنی روشنائی
اک تُو ہے کہ حق ہے اس جہاں میں باقی ہے نمودِ سیمیائی
ہیں عقدہ کُشا یہ خارِ صحرا
کم کر گِلۂ برہنہ پائی

محوِ خود نمائی: خود کو ظاہر کرنے میں مصروف. شہیدِ کبریائی: عظمت کا شہید، مراد خود کو عظیم بنانے کے جذبوں سے سرشار. بے ذوقِ نمود: خود کو نمایاں کرنے کے ذووق وشوق کے بغیر. تعمیرِ خودی: اپنی ذات یعنی قوتوں سے آگاہ ہو کر انھیں عمل میں لانا. خدائی: مراد عظمت، کبریائی. رائی: ایک چھوٹا سا دانہ، مراد حقیر سی شے. زورِ خودی: اپنی ذات سے آگاہ ہونے کی طاقت. پربت: پہاڑ، مراد عظیم، باعظمت. ضعفِ خودی: خودی کی کمزوری/ناتوانی. آوارہ: بے مقصد گھومنے والے. کم آمیز: ایک دوسرے کے ساتھ کم مِل بیٹھنے والے. تقدیرِ وجود: مادی دنیا کا نصیب. جدائی: الگ رہنا. زرد رُو چاند: پہلا چاند، مراد ایسا چاند جس کی زندگی بے کیف ہے. پچھلے پہر کا: رات کے آخری حصے کا. بے راز و نیازِ آشنائی: مراد جو عشق کے راز و نیاز یا مختلف جذبوں سے عاری ہے. قندیل: چراغ. حق ہونا: مراد تیرا وجود بجا ہے. نمودِ سیمیائی: خیالی باتوں کا ظہور. عُقدہ کشا: گرہ کھولنے والا، مشکل حل کرنے والا. خارِ صحرا: صحرا کا کانٹا، مراد جدوجہد کے راستے میں آنے والی تکلیفیں. گِلۂ برہنہ پائی: ننگے پاؤں کی شکایت، مراد سخت جدوجہد کرنے کی حالت کا شکوہ.

(۳۲)

اعجاز ہے کسی کا یا گردشِ زمانہ!
ٹوٹا ہے ایشیا میں سِحرِ فرنگیانہ

تعمیرِ آشیاں سے میں نے یہ راز پایا
اہلِ نوا کے حق میں بجلی ہے آشیانہ

یہ بندگی خدائی، وہ بندگی گدائی
یا بندۂ خدا بن یا بندۂ زمانہ!

غافل نہ ہو خودی سے، کر اپنی پاسبانی
شاید کسی حرم کا تُو بھی ہے آستانہ

اے لا اِلہ کے وارث! باقی نہیں ہے تجھ میں
گفتارِ دِلبرانہ، کردارِ قاہرانہ

تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے
کھویا گیا ہے تیرا جذبِ قلندرانہ

رازِ حرم سے شاید اقبالؔ باخبر ہے
ہیں اس کی گفتگو کے انداز محرمانہ

اعجاز: معجزہ، غیر معمولی کارنامہ. گردشِ زمانہ: زمانے کا انقلاب. سحر ٹوٹنا: جادو کا اثر زائل ہونا، ایشیا کی بیداری کی طرف اشارہ ہے. سحرِ فرنگیانہ: انگریزوں کا جادو، انگریزوں کا غلبہ وغیرہ. اہلِ نوا: چہچہانے والے پرندے. حق میں: کے لیے. یہ بندگی: مراد خدا کا بندہ ہونا، خدا سے عشق و وابستگی. خدائی: مراد کائنات پر حکمرانی. وہ بندگی: مراد دنیا کی غلامی، مادی دنیا سے لگاؤ. گدائی: بھیک مانگنے کی حالت، مراد ذلت. بندۂ خدا: خدا کا غلام، مراد مردِ مومن. بندۂ زمانہ: زمانے کا غلام. حرم: چار دیواری. آستانہ: دہلیز، چوکھٹ. لا الٰہ کا وارث: مراد خدا کی توحید کا نگہبان، جس کا کام توحید کو پھیلانا ہے. گفتارِ دلبرانہ: دلوں پر قبضہ کرنے والی باتیں، حُسنِ اخلاق. کردارِ قاہرانہ: زبردست کردار، مراد باطل اور کفر کی قوتوں سے ٹکر لینے اور انھیں مٹانے کا عمل. جذبِ قلندرانہ: قلندر کا جذبہ، مراد اسلام اور توحید سے وابستگی کے نتیجے میں پیدا ہونے والی قوت. رازِ حرم: حرم کا بھید. محرمانہ: واقفوں یا اپنوں کا سا.

(۳۳)

خِرَد مندوں سے کیا پوچھوں کہ میری ابتدا کیا ہے
کہ مَیں اس فکر میں رہتا ہوں، میری انتہا کیا ہے

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے، بتا تیری رضا کیا ہے

مقامِ گفتگو کیا ہے اگر مَیں کیمیا گر ہوں
یہی سوزِ نفَس ہے، اَور میری کیمیا کیا ہے!

نظر آئیں مجھے تقدیر کی گہرائیاں اُس میں
نہ پوچھ اے ہم نشیں مجھ سے وہ چشمِ سُرمہ سا کیا ہے

اگر ہوتا وہ مجذوبِ فرنگی اس زمانے میں
تو اقبالؔ اس کو سمجھاتا مقامِ کبریا کیا ہے

نوائے صبح گاہی نے جگر خُوں کر دیا میرا
خدایا جس خطا کی یہ سزا ہے، وہ خطا کیا ہے!

خِرَد مند: عقلمند، مراد فلسفی. رضا: خواہش، مرضی. مقامِ گفتگو: بات یا اعتراض کرنے کا محل. کیمیا گر: معمولی

شے کو اعلیٰ بنانے والا، مراد گھٹیا ذہنیت کو اعلیٰ ذہنیت میں بدلنے والا۔ **سوزِ نفس**: جذبۂ عشق کی حرارت۔ **کیمیا**: وہ دوا جس سے کسی دھات کو سونا بنا دیتے ہیں۔ **ہم نشیں**: ساتھ بیٹھنے والا۔ **چشم سُرمہ سا**: سُرمہ لگی آنکھ جس میں بہت کشش ہوتی ہے۔ **مجذوبِ فرنگی**: مراد جرمنی کا مشہور مجذوب فلسفی **نٹشے** (Nietzsche) (وفات ۲۶ اگست ۱۹۰۰ء)۔ **نوائے صبحگاہی**: صبح سویرے اُٹھ کر محبوبِ حقیقی کے حضور گڑگڑانے کا عمل۔ **جگر خوں کرنا**: جان کاوی کرنا، بہت زیادہ محنت کرنا۔

(۳۴)

جب عشق سِکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اَسرارِ شہنشاہی

عطّار ہو، رُومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی

نومید نہ ہو ان سے اے رہبرِ فرزانہ!
کم کوش تو ہیں لیکن بے ذوق نہیں راہی

اے طائرِ لاہُوتی! اُس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اَولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بُوئے اسَدُ اللّٰہی

آئینِ جوانمرداں، حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رُوباہی

خود آگاہی: اپنی ذات کو پہچاننا یا قوتوں سے آگاہ ہونا. اَسرار کُھلنا: بھید ظاہر ہو جانا. اسرارِ شہنشاہی: بادشاہوں کے راز، مراد آزادی اور حکمرانی کے بھید. عطّار: مشہور صوفی شاعر فریدالدین عطار (۱۱۱۹ء۔۱۲۳۰ء)

مراد بڑے صوفی ہونا. رُومی: مشہور عظیم صوفی شاعر مولانا محمد جلال الدین رُومی (وفات ۱۲۷۳ء). رازی: فخر الدین رازی (۱۱۵۰ء۔۱۲۱۰ء) عظیم فلسفی اور مذہبی مفکّر. غزالی: امام محمد بن ابو حامد غزالی (۱۰۹۰ء۔۱۱۱۱ء) عظیم فلسفی اور صوفی. بے آہِ سحر گاہی: مراد رات کے پچھلے پہر خدا کے حضور سجدہ ریز ہونے اور ذکر کے بغیر. رہبرِ فرزانہ: عقلمند رہنما. کم کوش: سُست، کم محنت کرنے والا. بے ذوق: بے مزہ، مراد جذبوں کے بغیر. راہی: مسافر، مراد قوم کے افراد. طائرِ لاہُوتی: قدر کا پرندہ، علم تصوف میں روحانی ترقی کی آخری منزل لاہوت ہے جہاں ذات باری تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں ہوتا، گویا لاہوت کا مطلب ہے انتہائی بلند مقام، طائرِ لاہوتی وہ پرندہ ہے جو روحانی ترقی کے بلند ترین مقام پر اڑنے والا ہے. دارا: مشہور ایرانی بادشاہ. سکندر: مشہور یونانی بادشاہ، دونوں سے مراد عظیم حکمران. بُوئے اَسدُ اللّٰہی: خدا کے شیر ہونے کی خوشبو، حضرت علیؓ کی سی دلیری، مردِ مومن کی سی بے خوفی. جواں مرداں جمع جواں مرد، دلیر لوگ، مردانِ مومن. حق گوئی: صاف اور کھری بات کرنا. اللہ کے شیر: مراد دلیر لوگ، مومنین. رُوباہی: لومڑی پن، مراد مکر و فریب.

(۳۵)

مجھے آہ و فُغانِ نیم شب کا پھر پیام آیا
تھم اے رہرَو کہ شاید پھر کوئی مشکل مقام آیا

ذرا تقدیر کی گہرائیوں میں ڈُوب جا تُو بھی
کہ اس جنگاہ سے مَیں بن کے تیغِ بے نیام آیا

یہ مصرع لکھ دیا کس شوخ نے محرابِ مسجد پر
یہ ناداں گر گئے سجدوں میں جب وقتِ قیام آیا

چل، اے میری غریبی کا تماشا دیکھنے والے
وہ محفل اُٹھ گئی جس دم تو مجھ تک دَورِ جام آیا

دیا اقبالؔ نے ہندی مسلمانوں کو سوز اپنا
یہ اک مردِ تن آساں تھا، تن آسانوں کے کام آیا

اسی اقبالؔ کی مَیں جستجو کرتا رہا برسوں
بڑی مدّت کے بعد آخر وہ شاہیں زیرِ دام آیا

آہ و فُغانِ نیم شب: آدھی رات کے وقت محبوبِ حقیقی کے حضور فریاد اور ذکر و سجود. جنگاہ: میدانِ جنگ. تیغِ بے نیام: ننگی تلوار، بے نیام تلوار جو کسی رکاوٹ کے بغیر چلتی ہے. شوخ: شریر، شرارتی. سجدوں میں گر جانا: سجدے کرنا، مراد جدّوجہد کے وقت آرام طلبی کرنا. وقتِ قیام: کھڑے ہونے کا وقت، مراد جدوجہد کا موقع. محفل اُٹھ جانا: محفل ختم ہونا. دورِ جام: جام کی گردش، مراد باری. سوز: عشق کی تپش. مردِ تن آساں: آرام طلب / سست آدمی. وہ شاہیں: وہ باز، مراد خود اقبال. زیرِ دام آنا: جال میں پھنسنا، قابو آنا.

(۳۶)

نہ ہو طُغیانِ مشتاقی تو مَیں رہتا نہیں باقی
کہ میری زندگی کیا ہے، یہی طُغیانِ مشتاقی

مجھے فطرت نوَا پر پَے بہ پَے مجبور کرتی ہے
ابھی محفل میں ہے شاید کوئی درد آشنا باقی

وہ آتش آج بھی تیرا نشیمن پھونک سکتی ہے
طلَب صادِق نہ ہو تیری تو پھر کیا شِکوۂ ساقی!

نہ کر افرنگ کا اندازہ اس کی تابناکی سے
کہ بجلی کے چراغوں سے ہے اس جوہر کی برّاقی

دِلوں میں ولولے آفاق گیری کے نہیں اُٹھتے
نگاہوں میں اگر پیدا نہ ہو اندازِ آفاقی

خزاں میں بھی کب آسکتا تھا مَیں صیّاد کی زَد میں
مِری غمّاز تھی شاخِ نشیمن کی کم اَوراقی

اُلٹ جائیں گی تدبیریں، بدل جائیں گی تقدیریں
حقیقت ہے، نہیں میرے تخیل کی یہ خلّاقی

طغیان: طوفان. طغیانِ مشتاقی: مراد عاشقی کے جذبوں کا جوش. نوا: نغمہ، فریاد. درد آشنا: درد جاننے والا، مراد دردِ عشق سے لطف اندوز ہونے والا. پھونک دینا: جلا دینا. طلب صادق ہونا: سچی اور حقیقی خواہش ہونا. شکوۂ ساقی: شراب پلانے والے کا گِلہ. تابناکی: چمک، مراد ظاہری چمک دمک. جوہر: موتی، قیمتی پتھر. برّاقی: بجلی جیسی، چمک دمک. ولولے اُٹھنا: جوش و جذبہ پیدا ہونا. آفاق گیری: کائنات کو تسخیر کرنے کا عمل، یا پوری دنیا کے دل مسخر کرنا. اندازِ آفاقی: پوری دنیا پر چھا جانے والا انداز. صیّاد: شکاری. زَود: نشانہ. غمّاز: چغلی کھانے والی، نشاندہی کرنے والی. شاخِ نشیمن: گھونسلے کی شاخ. کم اَوراقی: تھوڑے پتے ہونا. تدبیر اُلٹ جانا: کوشش ناکام ہو جانا. تخیل: ذہن میں آیا ہوا خیال. خلاقی: تخلیق، پیداوار.

(۳۷)

فطرت کو خِرَد کے رُوبرو کر
تسخیرِ مقامِ رنگ و بُو کر

تُو اپنی خودی کو کھو چکا ہے
کھوئی ہُوئی شے کی جستجو کر

تاروں کی فضا ہے بیکرانہ
تُو بھی یہ مقام آرزُو کر

عُریاں ہیں ترے چمن کی حوریں
چاکِ گُل و لالہ کو رفُو کر

بے ذوق نہیں اگرچہ فطرت
جو اس سے نہ ہو سکا، وہ تُو کر!

خرد: عقل، دانش. رُوبرو کرنا: آمنے سامنے کرنا، مراد کائنات پر غور و فکر کرنا. تسخیر کرنا: غور و فکر اور جہد و عمل سے اپنا تابع کرنا، کام لینا. مقامِ رنگ و بو: رنگ و بو کی جگہ، مراد یہ دنیا. خودی کھونا: اپنی قوتوں سے بے خبر ہونا. بیکرانہ: بہت وسیع جس کا کوئی کنارہ نہ ہو. عُریاں: ننگی. ترے چمن کی حوریں: تیرے باغ کی حوریں، مراد تیرے باغ کے پھول یعنی مسلمان جو غلامی اور بیچارگی کا شکار ہیں. چاکِ گُل و لالہ: مراد اپنی ملت یعنی مسلمانوں کے مختلف زخم (مفلسی، غلامی، بیچارگی). رفو کرنا: سینا. بے ذوق: بے مزہ.

(۳۸)

یہ پیرانِ کلیسا و حرم، اے وائے مجبوری!
صِلہ ان کی کدو کاوش کا ہے سینوں کی بے نوری

یقیں پیدا کر اے ناداں! یقیں سے ہاتھ آتی ہے
وہ درویشی کہ جس کے سامنے جھکتی ہے فغفوری

کبھی حیرت، کبھی مستی، کبھی آہِ سحَرگاہی
بدلتا ہے ہزاروں رنگ میرا دردِ مہجوری

حدِ اِدراک سے باہر ہیں باتیں عشق و مستی کی
سمجھ میں اس قدر آیا کہ دل کی موت ہے دُوری

وہ اپنے حُسن کی مستی سے ہیں مجبورِ پیدائی
مِری آنکھوں کی بینائی میں ہیں اسبابِ مستوری

کوئی تقدیر کی منطق سمجھ سکتا نہیں ورنہ
نہ تھے تُرکانِ عثمانی سے کم تُرکانِ تیموری

فقیرانِ حرم کے ہاتھ اقبالؔ آگیا کیونکر
میسّر میر و سُلطاں کو نہیں شاہینِ کافُوری

پیرانِ کلیسا و حرم: گرجا اور کعبہ کے مالک، مراد مسلم اور غیر مسلم مذہبی راہنما، مُلّا، پادری وغیرہ۔ **اے وائے:** افسوس اور حسرت ہے۔ **صِلہ:** بدلہ، انعام۔ **کد و کاوش:** کوشش اور محنت، جانفشانی۔ **سینوں کا بے نور ہونا:** دلوں کا عشق کی روشنی سے محروم ہونا۔ **فغفوری:** مراد سلطانی دبدبہ (فغفور: قدیم چین کے بادشاہوں کا لقب)۔ **حیرت:** حیرانی۔ **مَستی:** نشہ۔ **آہِ سحرگاہی:** رات کے پچھلے پہر کی عبادت و ریاضت۔ **دردِ مہجوری:** دوری کا دکھ۔ **اِدراک:** فہم، شعور۔ **حُسن کی مستی:** مراد بے پناہ حُسن کا نشہ۔ **مجبورِ پیدائی:** خود کو ظاہر کرنے پر مجبور، اشارہ ہے حدیثِ قُدسی (میں ایک مخفی خزانہ تھا....) کی طرف۔ **اسبابِ مستوری:** چُھپے رہنے کے اسباب، مراد ظاہری آنکھ کائنات میں خدائی جلوے دیکھنے سے عاری ہے۔ **منطق:** دلیل، فلسفہ۔ **تُرکانِ عثمانی:** عثمانی ترک، اشارہ ہے ایشیائے کوچک کے حکمران عثمان بن طغرل اور اس کے جانشینوں کی طرف جو تیرھویں عیسوی سے کوئی پانچ صدی تک یورپ کے لیے خطرہ بنے رہے۔ **تُرکانِ تیموری:** تیموری ترک، مراد مغلیہ خاندان کے حکمران جنھوں نے سولھویں صدی کے آغاز سے برصغیر پر حکومت کی اور آخر میں بہادر شاہ ظفر کے دور (۱۸۵۷ء) میں انگریزوں نے ختم کی۔ **فقیرانِ حرم:** کعبہ کے درویش، مراد مسلمان قوم۔ **ہاتھ آ گیا:** قابو آ گیا، پکڑا گیا۔ **میر و سلطاں:** بادشاہ اور بڑے بڑے حکمران۔ **شاہینِ کافوری:** سفید رنگ کا شاہین جو نایاب ہونے کے سبب بادشاہوں تک کو نہیں ملتا۔

(۳۹)

تازہ پھر دانشِ حاضر نے کیا سحرِ قدیم
گزر اس عہد میں ممکن نہیں بے چوبِ کلیم

عقل عیّار ہے، سَو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بے چارہ نہ مُلّا ہے نہ زاہد نہ حکیم!

عیشِ منزل ہے غریبانِ محبت پہ حرام
سب مسافر ہیں، بظاہر نظر آتے ہیں مقیم

ہے گراں سیر غمِ راحلہ و زاد سے تُو
کوہ و دریا سے گزر سکتے ہیں مانندِ نسیم

مردِ درویش کا سرمایہ ہے آزادی و مرگ
ہے کسی اور کی خاطر یہ نصابِ زر و سیم

تازہ کرنا: نئے سرے سے شروع کرنا. دانشِ حاضر: موجودہ زمانے کا علم، جدید مغربی علوم، سائنس. سحرِ قدیم: پرانا جادو، جس کا فرعون وغیرہ کے زمانے میں رواج تھا. بے چوبِ کلیم: حضرت موسیٰؑ کے عصا کے بغیر. بھیس بنا لینا: رُوپ یا شکل بدل لینا. عیشِ منزل: پڑاؤ کا آرام، راستے میں ستانے کی حالت. غریبانِ محبت: محبت کے مسافر. مقیم: قیام کیے ہوئے، ٹھکانا کیے ہوئے. گراں سیر: جسے سامان کے بوجھ کے سبب چلنا مشکل ہو. غمِ راحلہ و زاد: سواری اور سفر کے خرچ کا غم. مانندِ نسیم: صبح کی ہوا کی طرح. سرمایہ: پونجی، دولت. نصاب: وہ مقدار مال جس پر زکوٰۃ واجب ہے. زر و سیم: سونا چاندی.

(۴۰)

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

تہی، زندگی سے نہیں یہ فضائیں
یہاں سیکڑوں کارواں اور بھی ہیں

قناعت نہ کر عالمِ رنگ و بُو پر
چمن اور بھی آشیاں اور بھی ہیں

اگر کھو گیا اک نشیمن تو کیا غم
مَقاماتِ آہ و فُغاں اور بھی ہیں

تو شاہیں ہے، پرواز ہے کام تیرا
ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں

اسی روز و شب میں اُلجھ کر نہ رہ جا
کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں

گئے دن کہ تنہا تھا مَیں انجمن میں
یہاں اب مِرے رازداں اور بھی ہیں

تہی: خالی. یہ فضائیں: مراد یہ کائنات. کارواں: قافلہ. قناعت کرنا: تھوڑے کو کافی سمجھنا اور اس پر صبر شکر کرنا. مقاماتِ آہ وفغاں: فریاد کے مقامات، مراد جدوجہد کے موقعے. روز وشب: دن رات، مراد وقت کی گردش. اُلجھ کر رہ جانا: پھنس کر رہ جانا. زمان ومکاں: زمانہ اور مقام، وقت اور دنیا. انجمن: محفل، مراد قوم. رازداں: بھید جاننے والا.

(۴۱)

(فرانس میں لکھے گئے)

ڈھونڈ رہا ہے فرنگ عیشِ جہاں کا دوام
وائے تمنائے خام، وائے تمنائے خام!

پیرِ حرم نے کہا سُن کے مِری رُوئداد
پختہ ہے تیری فُغاں، اب نہ اسے دل میں تھام

تھا اَرِنی گو کلیم، مَیں اَرِنی گو نہیں
اُس کو تقاضا روا، مجھ پہ تقاضا حرام

گرچہ ہے افشائے راز، اہلِ نظر کی فُغاں
ہو نہیں سکتا کبھی شیوۂ رِندانہ عام

حلقۂ صوفی میں ذکر، بے نم و بے سوز و ساز
مَیں بھی رہا تشنہ کام، تُو بھی رہا تشنہ کام

عشق تری انتہا، عشق مری انتہا
تُو بھی ابھی ناتمام، میں بھی ابھی ناتمام

آہ کہ کھویا گیا تجھ سے فقیری کا راز
ورنہ ہے مالِ فقیر سلطنتِ روم و شام

عیشِ جہاں: مادّی دنیا کی راحتیں۔ تمنائے خام: کچی آرزو یعنی غلط قسم کی خواہش۔ پیرِ حرم: کعبہ کا والی، مراد مسلمان مُرشِد۔ رُوئداد: کہانی، ماجرا، داستاں۔ پختہ: پکی ہوئی، مراد مضبوط، مفید۔ فُغاں: فریاد۔ دل میں تھامنا: دل میں رکھنا، مراد اظہار نہ کرنا۔ ''اَرِنی'' گو: ''مجھے اپنا جلوہ دکھا کہنے والا''، مراد حضرت موسیٰؑ۔ کلیم: حضرت موسیٰؑ کا لقب۔ رَوا: مناسب، جائز۔ افشائے راز: بھید ظاہر کرنا۔ شیوۂ رِندانہ: رِندوں کا طریقہ۔ حلقۂ صوفی: صوفی کا دائرہ، مراد صوفیوں میں۔ بے نم: نمی کے بغیر، مراد آنکھوں میں آنسوؤں کے بغیر۔ بے سوز و ساز: عشق کے جذبوں اور حرارت سے خالی۔ تشنہ کام: پیاسا۔ ناتمام: نامکمل۔ کھویا گیا: گُم ہو گیا۔ فقیری کا راز: فقیری کا بھید، مراد پہلے مسلمان مجاہدوں کا سا جوش و جذبہ۔ سلطنتِ روم و شام: مراد بڑی بڑی سلطنتیں، روم اور شام کی حکومتیں۔

(۴۲)

خودی ہو علم سے مُحکم تو غیرتِ جبریل
اگر ہو عشق سے مُحکم تو صورِ اسرافیل

عذابِ دانشِ حاضر سے باخبر ہُوں مَیں
کہ مَیں اس آگ میں ڈالا گیا ہُوں مثلِ خلیلؑ

فریب خوردۂ منزل ہے کارواں ورنہ
زیادہ راحتِ منزل سے ہے نشاطِ رحیل

نظر نہیں تو مِرے حلقۂ سخن میں نہ بیٹھ
کہ نکتہ ہائے خودی ہیں مثالِ تیغِ اصیل

مجھے وہ درسِ فرنگ آج یاد آتے ہیں
کہاں حضور کی لذّت، کہاں حجابِ دلیل!

اندھیری شب ہے، جُدا اپنے قافلے سے ہے تُو
ترے لیے ہے مِرا شعلۂ نوا، قِندیل

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حُسینؓ، ابتدا ہے اسمٰعیلؑ

مُحکم: مضبوط. غیرتِ جبریل: حضرت جبرئیل کے لیے بھی باعث رشک. صورِ اسرافیل: حضرت اسرافیل کا بگل جسے قیامت کے روز سن کر مُردے، قبروں سے اُٹھ کھڑے ہوں گے، مراد غلام قوم بھی آزادی کے لیے اُٹھ کھڑی ہوتی ہے. دانشِ حاضر: موجودہ دَور کے جدید علوم. مثلِ خلیل: حضرت ابراہیمؑ کی مانند. فریب خوردۂ منزل: منزل کے دھوکے میں آیا ہوا. راحتِ منزل: پڑاؤ پر ٹھہرنے کا آرام (بے عملی کی زندگی). نشاطِ رحیل: کُوچ کی مسرت، مراد مسلسل حرکت و عمل. نظر: مراد گہرا شعور اور غور و فکر کی صلاحیت. حلقۂ سخن: مراد شاعری. نکتہ ہائے خودی: خودی کی گہری باتیں. تیغِ اصیل: مضبوط اور تیز تلوار. درسِ فرنگ: انگریزی تعلیم. حضور کی لذّت: خدائی جلووں کے سامنے ہونے کا لطف. حجابِ دلیل: دلیل کا پردہ، دلیلوں میں اُلجھے رہنے کا عمل. اندھیری شب: اندھیری رات، مراد غلامی کا زمانہ. شعلۂ نوا: آواز کا شعلہ/شاعری. قندیل: چراغ، مراد آزادی کی تحریک کرنے والا. غریب: عجیب، انوکھی. رنگیں: رنگ والا، مراد خون سے رنگین. داستانِ حرم: اسلام کی تاریخ. نہایت: انجام، انتہا. حُسینؓ: حضرت امام حسینؓ جنھیں شہید کیا گیا. اسمٰعیلؑ: جنھوں نے خود کو قربانی کے لیے پیش کر دیا.

(۴۳)

مکتبوں میں کہیں رعنائیِ اَفکار بھی ہے؟
خانقاہوں میں کہیں لذّتِ اَسرار بھی ہے؟

منزلِ راہرواں دُور بھی، دُشوار بھی ہے
کوئی اس قافلے میں قافلہ سالار بھی ہے؟

بڑھ کے خیبر سے ہے یہ معرکۂ دین و وطن
اس زمانے میں کوئی حیدرِؓ کرّار بھی ہے؟

عِلم کی حد سے پرے، بندۂ مومن کے لیے
لذّتِ شوق بھی ہے، نعمتِ دیدار بھی ہے

پیرِ میخانہ یہ کہتا ہے کہ ایوانِ فرنگ
سُست بنیاد بھی ہے، آئنہ دیوار بھی ہے!

مکتب: جدید دَور کی درس گاہ. **رعنائیِ افکار**: خیالات کا حُسن. **خانقاہ**: صوفیوں کی گوشہ نشینی کی جگہ. **لذّتِ اَسرار**: بھیدوں کی لذت. **منزلِ راہرواں**: چلنے والوں کی منزل مراد مسلمانوں کی منزلِ آزادی. **قافلہ**: ملّتِ اسلامیہ ابر صغیر کے مسلمان. **قافلہ سالار**: قافلہ کا رہبر / سردار، جذبۂ آزادی سے سرشار قائد. **خیبر**: یہودیوں کا مشہور اور مضبوط قلعہ جسے حضرت علیؓ نے فتح کیا تھا. **معرکۂ دین و وطن**: اسلام اور مُلک کو غاصبوں (انگریزوں) سے چھڑانے کی جنگ. **حیدرِ کرارؓ**: حضرت علیؓ، مراد ان جیسا فاتح اور مجاہد. **لذتِ شوق**: جذبۂ عشق کی لذت. **نعمتِ دیدار**: محبوبِ حقیقی کے جلوے کی دولت. **پیرِ میخانہ**: مراد صاحبِ بصیرت بزرگ. **ایوانِ فرنگ**: یورپ کا محل، مراد یورپ کی تہذیب. **سُست بنیاد**: کمزور بنیاد والا، جلد گر جانے والا. **آئنہ دیوار**: شیشے کی دیوار والا، کمزور دیوار والا.

(۴۴)

حادثہ وہ جو ابھی پردۂ اَفلاک میں ہے
عکس اُس کا مِرے آئینۂ اِدراک میں ہے

نہ ستارے میں ہے، نے گردشِ افلاک میں ہے
تیری تقدیر مِرے نالۂ بے باک میں ہے

یا مِری آہ میں کوئی شررِ زندہ نہیں
یا ذرا نم ابھی تیرے خس و خاشاک میں ہے

کیا عجب میری نوا ہائے سحرگاہی سے
زندہ ہو جائے وہ آتش کہ تری خاک میں ہے

توڑ ڈالے گی یہی خاک طلسمِ شب و روز
گرچہ اُلجھی ہوئی تقدیر کے پیچاک میں ہے

حادثہ: واقعہ یا مصیبت. پردۂ افلاک: آسمانوں کی اوٹ. آئینۂ اِدراک: شعور کا آئینہ. گردشِ افلاک: آسمانوں کی گردش. نالۂ بیباک: بے خوف نالہ، مراد بے خوف شاعری میں چھپا پیغامِ بیداری. شررِ زندہ: سلگتی ہوئی چنگاری. نم: نمی. خس و خاشاک: گھاس پھوس، مراد فہم و شعور. نوا ہائے سحرگاہی: رات کے پچھلے پہر کی شاعری جو پُرسوز جذبوں کی حامل ہے. خاک: مراد ضمیر، دل. آتش زندہ ہونا: مراد جذبوں کی آگ تیز ہونا. طلسمِ شب و روز: رات دن کا جادو، مراد وقت کی گردش کا جادو. اُلجھی ہوئی: پھنسی ہوئی. پیچاک: پیچیدگی.

(۴۵)

رہا نہ حلقۂ صوفی میں سوزِ مُشتاقی
فسانہ ہائے کرامات رہ گئے باقی

خراب کوشکِ سُلطان و خانقاہِ فقیر
فُغاں کہ تخت و مصلّٰی کمالِ زرّاقی

کرے گی داورِ محشر کو شرمسار اک روز
کتابِ صوفی و مُلّا کی سادہ اَوراقی

نہ چینی و عرَبی وہ، نہ رومی و شامی
سما سکا نہ دو عالَم میں مردِ آفاقی

مَے شبانہ کی مستی تو ہو چکی، لیکن
کھٹک رہا ہے دِلوں میں کرشمۂ ساقی

چمن میں تلخ نوائی مِری گوارا کر
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاقی

عزیز تر ہے متاعِ امیر و سُلطاں سے
وہ شعر جس میں ہو بجلی کا سوز و بُرّاقی

سوزِ مُشتاقی: عشق کے جذبوں کی حرارت. فسانہ ہائے کرامات: کرامتوں کی فرضی کہانیاں. کوشکِ سلطان: سلطان کا محل. فُغاں: فریاد ہے. تخت: مراد حکومت، بادشاہت. مُصلّٰی: مراد صوفیوں کے حلقے. کمالِ زَرّاقی: سراسر عیاری، مکاری اور فریب. داورِ محشر: قیامت کے دن انصاف کرنے والا یعنی خدا. سادہ اَوراقی: صفحے بغیر تحریر کے ہونا، مراد جہد و عمل سے خالی زندگی. نہ چینی و عربی وہ، نہ رومی و شامی: نہ چین کا نہ عرب کا، نہ روم کا نہ شام کا، مراد جغرافیائی حدود سے بے نیاز ہے. مردِ آفاقی: آفاقی مرد، مراد مردِ مومن. مَے شبانہ: رات کو پی ہوئی شراب، مراد وہ علوم وغیرہ جن سے اگلے مسلمانوں کی رات کی محفلیں سجتی تھیں. مستی تو ہو چکی: وہ نشہ یعنی سلسلہ تو ختم ہوا. کھٹکنا: مسلسل یاد آنا. کرشمۂ ساقی: ساقی کا کرشمہ کرامات، مراد حضورِ اکرمؐ کی ولولہ انگیز اور حیران کُن تعلیمات. چمن: باغ، مُلک، وطن. تلخ نوائی: کڑوی باتیں / نصیحتیں. کارِ تریاقی: زہر کا اثر ختم کرنے کا کام. متاع: دولت، پونجی. بجلی کا سوز: بجلی کی سی تپش. برّاقی: چمک.

(۴۶)

ہُوا نہ زور سے اس کے کوئی گریباں چاک
اگرچہ مغربیوں کا جنوں بھی تھا چالاک

مَے یقیں سے ضمیرِ حیات ہے پُرسوز
نصیبِ مدرَسہ یا رب یہ آبِ آتش ناک

عُروجِ آدمِ خاکی کے منتظر ہیں تمام
یہ کہکشاں، یہ ستارے، یہ نیلگوں اَفلاک

یہی زمانۂ حاضر کی کائنات ہے کیا
دماغ روشن و دل تیرہ و نِگہ بے باک

تُو بے بصر ہو تو یہ مانعِ نگاہ بھی ہے
وگرنہ آگ ہے مومن، جہاں خس و خاشاک

زمانہ عقل کو سمجھا ہُوا ہے مشعلِ راہ
کسے خبر کہ جنوں بھی ہے صاحبِ اِدراک

جہاں تمام ہے میراث مردِ مومن کی
مِرے کلام پہ حُجّت ہے نکتۂ لَولاک

گریباں چاک ہونا: گریبان پھٹنا، اثر ہونا. **مغربیوں کا جنوں:** یورپ والوں کی دیوانگی. **چالاک:** عقل و دانش کے لحاظ سے پُر تاثیر. **مَے یقیں:** یقین کی شراب، مراد یقین. **ضمیرِ حیات:** زندگی کی باطنی قوت. **پُر سوز:** حرارت و تپش سے بھرا ہوا. **آبِ آتشناک:** آگ کی سی تیز حرارت والا پانی / مَے یقین. **عروج:** بلندی، ترقی. **آدمِ خاکی:** مراد انسان. **منتظر:** انتظار کرنے والا. **کہکشاں:** وہ چند ستارے جو آسمان پر سڑک کی طرح نظر آتے ہیں. **نیلگوں افلاک:** نیلے آسمان، مراد اوپر کی دنیا. **زمانۂ حاضر:** موجودہ زمانہ. **کائنات:** ساری پونجی. **دماغ روشن:** تیز دماغ، مراد علم و دانش کی روشنی سے منور. **دل تیرہ:** تاریک دل، عشق و مستی کے جذبوں سے خالی دل. **نگہ بے باک:** بے خوف یعنی شرم و حیا سے عاری نگاہ. **بے بصر:** بصیرت سے محروم. **مانعِ نگاہ:** دیکھنے میں رکاوٹ. **مشعلِ راہ:** راستے کا چراغ. **جنوں:** مراد عشق. **صاحبِ ادراک:** عقل و دانش والا. **حجت:** دلیل. **نکتۂ "لولاک":** لولاک کا راز، حدیث قدسی ہے کہ اے محمد ﷺ اگر تو نہ ہوتا تو میں یہ کائنات پیدا نہ کرتا.

(۴۷)

یوں ہاتھ نہیں آتا وہ گوہرِ یک دانہ
یک رنگی و آزادی اے ہمّتِ مردانہ!

یا سنجر و طغرل کا آئینِ جہاں گیری
یا مردِ قلندر کے اندازِ مُلوکانہ!

یا حیرتِ فارابی یا تاب و تبِ رُومی
یا فکرِ حکیمانہ یا جذبِ کلیمانہ!

یا عقل کی رُوباہی یا عشقِ یدُاللّٰہی
یا حیلۂ افرنگی یا حملۂ تُرکانہ!

یا شرعِ مسلمانی یا دَیر کی دربانی
یا نعرۂ مستانہ، کعبہ ہو کہ بُت خانہ!

میری میں فقیری میں، شاہی میں غلامی میں
کچھ کام نہیں بنتا بے جُرأتِ رِندانہ

گوہرِ یک دانہ: بے نظیر اور قیمتی موتی. یک رنگی: ایک رنگ، مراد اتفاق اور اتحاد کی حالت. سنجر و طغرل: ایران کے سلجوقی خاندان کے دو عظیم بادشاہ (۱۱ویں صدی عیسوی) مراد بڑی شان و دبدبہ والے حکمران. آئینِ

جہانگیری: دنیا کو فتح کرنے کا دستور. مُلوکانہ: بادشاہوں کا سا. حیرتِ فارابی: مشہور مسلمان فلسفی محمد بن محمد طرخان (وفات ۹۵۰ء) کی حیرت، مراد فلسفیوں کی طرح حکمت کے مسائل میں اُلجھے رہنے کی حالت. تاب و تبِ رُومی: مولانا روم یعنی عاشق حقیقی کا سا سوز اور تڑپ. فکرِ حکیمانہ: فلسفیانہ سوچ اور غور و فکر. جذبِ کلیمانہ: حضرت موسیٰؑ کا سا جوش و ولولہ جنھوں نے فرعون ایسے بادشاہ سے ٹکر لی. رُوباہی: مکاری، عیاری. عشقِ یدُ اللّٰہی: سورۂ الفتح آیت ۱۰ میں ہے: جو لوگ آپؐ کی بیعت کرتے ہیں ان پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ مراد محبوبِ حقیقی اور حضورِ اکرمؐ سے عشق. حملۂ تُرکانہ: تُرکوں کی طرح دلیرانہ حملہ کرنا. شرعِ مسلمانی: مومن کا دستور، توحید پرستی. دَیر کی دربانی: مندر کی چوکیداری، دنیا کے دھندوں میں پھنسے رہنا. نعرۂ مستانہ: عشق کی قوت سے سرشار نعرہ. بے جرأتِ رندانہ: رندوں کی جرأت کے بغیر، مراد مردِ مومن کی سی دلیری کے بغیر.

(۴۸)

نہ تخت و تاج میں، نَے لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

صنم کدہ ہے جہاں اور مردِ حق ہے خلیل
یہ نکتہ وہ ہے کہ پوشیدہ لا اِلٰہ میں ہے

وہی جہاں ہے ترا جس کو تُو کرے پیدا
یہ سنگ و خِشت نہیں، جو تری نگاہ میں ہے

مہ و ستارہ سے آگے مقام ہے جس کا
وہ مُشتِ خاک ابھی آوارگانِ راہ میں ہے

خبر مِلی ہے خدایانِ بحر و بَر سے مجھے
فرنگ رہ گزرِ سیلِ بے پناہ میں ہے

تلاش اس کی فضاؤں میں کر نصیب اپنا
جہانِ تازہ مِری آہِ صبح گاہ میں ہے

مِرے کدُو کو غنیمت سمجھ کہ بادۂ ناب
نہ مَدرَسے میں ہے باقی نہ خانقاہ میں ہے

بارگاہ: آستانہ، دربار. **صنم کدہ:** مراد مختلف بتوں کا گھر. **مردِ حق:** مردِ مومن، باطل قوتوں کو مٹانے والا. **خلیلؑ:** حضرت ابراہیمؑ جنھوں نے بتخانۂ نمرود کے بت توڑے، مراد بت شکن. **پوشیدہ:** چھپا ہوا. **"لا اِلٰہ":** مراد توحیدِ خداوندی (خدا کے سوا کوئی معبود نہیں). **سنگ و خشت:** پتھر اور اینٹ، مراد یہ مادی دنیا. **مُشتِ خاک:** مٹی کی مُٹھی، انسان. **آوارگانِ راہ:** راستہ میں گھومنے والے، مراد جہد و عمل کرنے والے. **خدایانِ بحر و بر:** مراد قضا و قدر کے وہ فرشتے جو خشکی اور سمندر پر متعین ہیں. **فرنگ:** یورپ، تہذیبِ یورپ. **رہ گزر:** راستہ. **سیلِ بے پناہ:** شدید قسم کا سیلاب جو سب کچھ بہا کر لے جائے. **جہانِ تازہ:** نئی دنیا، نئی تہذیب یعنی اسلامی تہذیب. **کدُو:** مراد پیالہ. **غنیمت سمجھنا:** قدر کے لائق جاننا. **بادۂ ناب:** خالص شراب، مراد شرابِ عشقِ حقیقی. **مدرسہ:** جدید طرزِ تعلیم اور علوم کا ادارہ. **خانقاہ:** مراد صوفیوں کا ٹھکانا.

(۴۹)

فطرت نے نہ بخشا مجھے اندیشۂ چالاک
رکھتی ہے مگر طاقتِ پرواز مِری خاک

وہ خاک کہ ہے جس کا جنوں صَیقلِ اِدراک
وہ خاک کہ جبریل کی ہے جس سے قبا چاک

وہ خاک کہ پروائے نشیمن نہیں رکھتی
چُنتی نہیں پہنائے چمن سے خس و خاشاک

اس خاک کو اللہ نے بخشے ہیں وہ آنسو
کرتی ہے چمک جن کی ستاروں کو عرق ناک

اندیشۂ چالاک: تیز غور و فکر. طاقتِ پرواز: اڑنے کی طاقت، مراد بلندی کی طرف بڑھنے کی طاقت. خاک: مٹی، مراد انسان. صَیقلِ ادراک: عقل کی چمک، شعور اور فکر میں تیزی کا باعث. قبا چاک ہونا: چغہ ٹکڑے ٹکڑے ہونا، کسی پر رشک ہونے کی حالت. پروائے نشیمن کرنا: ٹھکانے کی پروا کرنا، مراد حرکت و عمل سے دور رہنا. پہنائے چمن: چمن کا پھیلاؤ، وسعتِ دنیا. خس و خاشاک چننا: گھٹیا اور بیکار چیزوں کی طرف توجہ کرنا. عرق ناک: پسینے میں ڈوبا ہوا، مراد شرمندہ.

(۵۰)

کریں گے اہلِ نظر تازہ بستیاں آباد
مری نگاہ نہیں سُوئے کُوفہ و بغداد

یہ مدرَسہ، یہ جواں، یہ سُرور و رعنائی
انھی کے دم سے ہے میخانۂ فرنگ آباد

نہ فلسفی سے، نہ مُلّا سے ہے غرض مجھ کو
یہ دل کی موت، وہ اندیشہ و نظر کا فساد

فقیہِ شہر کی تحقیر! کیا مجال مِری
مگر یہ بات کہ مَیں ڈھونڈتا ہوں دل کی کُشاد

خرید سکتے ہیں دُنیا میں عشرتِ پرویز
خدا کی دین ہے سرمایۂ غمِ فرہاد

کیے ہیں فاش رموزِ قلندری میں نے
کہ فکرِ مدرَسہ و خانقاہ ہو آزاد

رِشی کے فاقوں سے ٹُوٹا نہ برہَمن کا طلسم
عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کارِ بے بنیاد

اہلِ نظر: بصیرت والے. تازہ بستیاں: نئی آبادیاں، مراد اسلامی علوم وفنون کے نئے عظیم ادارے. سوئے کوفہ و بغداد: کوفہ اور بغداد کی طرف۔ یہ دونوں شہر کبھی علومِ اسلامی کے بڑے مرکز تھے. یہ مدرسہ: جدید علوم کی درسگاہ. سرُور و رعنائی: ظاہری علم کا نشہ اور ظاہری چمک دمک. میخانۂ فرنگ: انگریزوں کا شراب خانہ، مغربی تہذیب. یہ: مراد فلسفی. دل کی موت: دل کا مرنا، جذبۂ عشق سے دل کا خالی ہونا. وہ: یعنی مُلّا. اندیشہ و نظر: فکر اور بصیرت. فساد: خرابی، بگاڑ. فقیہِ شہر: شہر کا عالم، مراد کوئی بھی فقیہ جو جذبۂ عشق سے خالی ہے. مجال: طاقت، جرأت. دل کی کشاد: مراد عشق و جذب سے دل کِھل اُٹھے. عشرتِ پرویز: مراد پرویز کا سا عیش اور شان و شوکت۔ خسرو پرویز قدیم ایران کا عظیم بادشاہ شیریں جس کی کنیز تھی. دَین: بخشش، انعام. غمِ فرہاد: فرہاد یعنی شیریں کے عاشق کا غم. فاش: ظاہر، آشکارا. رموز: رمز کی جمع، اَسرار، راز. رِشی: مراد ہندوؤں کے سیاسی رہنما مہاتما گاندھی جنھوں نے بات بات پر بھوک ہڑتال کا چکّر چلایا. برہمن: ہندوؤں کی اعلیٰ ذات، مراد انگریز جن پر ان ہڑتالوں کا کوئی اثر نہ ہوا. عصا: حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی، مراد توحید پر ایمانِ کامل اور عشقِ صادق. کلیمی: کلیم ہونا مراد باطل قوتوں کو مٹانے کی ہمت و جرأت جو اس ایمان سے حاصل ہوتی ہے. کارِ بے بنیاد: ناپائدار اور بے فائدہ کام.

(۵۱)

کی حق سے فرشتوں نے اقبالؔ کی غمّازی
گستاخ ہے، کرتا ہے فطرت کی حنا بندی

خاکی ہے مگر اس کے انداز ہیں اَفلاکی
رُومی ہے نہ شامی ہے، کاشی نہ سمرقندی

سِکھلائی فرشتوں کو آدم کی تڑپ اس نے
آدم کو سِکھاتا ہے آدابِ خداوندی!

حنا بندی کرنا: مراد سجانا، آراستہ کرنا. خاکی: خاک کا بنا ہوا، انسان. انداز اَفلاکی ہونا: بلند طور طریقے ہونا.
آدم کی تڑپ: انسان کا سوزِ عشق. آدابِ خداوندی: خدائی کے انداز.

(۵۲)

نے مُہرہ باقی، نے مُہرہ بازی — جیتا ہے رُومیؔ، ہارا ہے رازیؔ
روشن ہے جامِ جمشید اب تک — شاہی نہیں ہے بے شیشہ بازی
دل ہے مسلماں میرا نہ تیرا — تُو بھی نمازی، میں بھی نمازی!
میں جانتا ہوں انجام اُس کا — جس معرکے میں مُلّا ہوں غازی
ترکی بھی شیریں، تازی بھی شیریں — حرفِ محبت تُرکی نہ تازی

آزر کا پیشہ خارا تراشی — کارِ خلیلاں خارا گدازی
تُو زندگی ہے، پائندگی ہے
باقی ہے جو کچھ، سب خاک بازی

مُہرہ: شطرنج کی گوٹ. مُہرہ بازی: گوٹیں چلانا، مراد عقل و فلسفہ کے استدلالی مغالطے اور چالیں. جیتا ہے رُومیؔ: (رومی: مولانا رُوم) مراد عشق کو برتری حاصل ہوئی ہے. ہارا ہے رازیؔ: رازی ہار گیا، مراد فلسفہ و حکمت خدائی تجلیات سے بے بہرہ ہے. جامِ جمشید: ایران کے قدیم بادشاہ جمشید کا پیالہ جس میں ساری دنیا نظر آتی تھی. بے شیشہ بازی: شعبدہ بازی کے بغیر. دل مسلماں نہ ہونا: عبادت میں دل کی توجہ نہ ہونا. نمازی: مراد دل اور زبان کی توجہ کے بغیر نماز پڑھنے والا. معرکہ: جنگ. غازی: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا. تازی: عربی زبان. آزر: مراد بُت بنانے والا. خارا تراشی: پتھر تراشنا، سنگ تراشی، مراد بت بنانا. کارِ خلیلاں: مراد بت شکنوں کا کام. خارا گدازی: پتھر پگھلانا یعنی بت شکنی. پائندگی: پختگی، مضبوطی. خاک بازی: مٹی کا کھیل، ناپائدار.

(۵۳)

گرمِ فُغاں ہے جرَس، اُٹھ کہ گیا قافلہ
وائے وہ رَہرو کہ ہے منتظرِ راحلہ!

تیری طبیعت ہے اور، تیرا زمانہ ہے اور
تیرے موافق نہیں خانقہی سلسلہ

دل ہو غلامِ خرد یا کہ امامِ خرد
سالکِ رہ، ہوشیار! سخت ہے یہ مرحلہ

اُس کی خودی ہے ابھی شام و سحر میں اسیر
گردشِ دَوراں کا ہے جس کی زباں پر گِلہ

تیرے نفَس سے ہوئی آتشِ گُل تیز تر
مُرغِ چمن! ہے یہی تیری نوا کا صِلہ

گرمِ فُغاں: فریاد میں مصروف، بج رہا ہے. جَرس: قافلے کا گھنٹا جو کوچ کے وقت بجاتے ہیں. وائے: افسوس ہے. رَہرو: مسافر. منتظر: انتظار کرنے والا. موافق: طبیعت کے لیے مناسب. خانقہی سلسلہ: مجاوروں کا کام، مراد جدوجہد سے خالی زندگی. غلامِ خرد: عقل کا غلام، مراد صرف عقل پر چلنے والا. امامِ خرد: عقل کا پیشوا. سالکِ رہ: مسافر. گردشِ دَوراں: زمانے کا چکر، مراد تقدیر. گِلہ: شکایت. تیرے نفس سے: تیری وجہ سے، مراد علامہ کی شاعری سے. آتشِ گل: مراد ملت کا جوش و جذبہ. مُرغِ چمن: باغ کا پرندہ، مراد خود علامہ اقبال. نوا کا صلہ: مراد شاعری کا انعام.

(۵۴)

مِری نوا سے ہُوئے زندہ عارِف و عامی
دِیا ہے مَیں نے انھیں ذوقِ آتش آشامی

حرم کے پاس کوئی اعجمی ہے زمزمہ سنج
کہ تار تار ہُوئے جامہ ہائے اِحرامی

حقیقتِ ابدی ہے مقامِ شبیری
بدلتے رہتے ہیں اندازِ کُوفی و شامی

مجھے یہ ڈر ہے مقامِر ہیں پختہ کار بہت
نہ رنگ لائے کہیں تیرے ہاتھ کی خامی

عجب نہیں کہ مسلماں کو پھر عطا کر دیں
شکوہِ سنجر و فقرِ جُنیدؒ و بسطامیؒ

قبائے علم و ہُنر لُطفِ خاص ہے، ورنہ
تری نگاہ میں تھی میری ناخوش اندامی

عارف: خدا کی معرفت رکھنے والا. عامی: عام لوگ. ذوق: سلیقہ. آتش آشامی: مراد عشق کا سوز و جذبہ رکھنا.
حرم: کعبہ، ملتِ اسلامیہ. اعجمی: غیر عرب، خود علامہ اقبال. زمزمہ سنج: نغمہ الاپنے والا، پکارنے والا. تار تار

ہونا: پھٹ جانا. جامہ ہائے اِحرامی: اِحرام (حج کے موقع کا لباس) کے لباس، مراد ملتِ اسلامیہ میں جذبے اور ولولے پیدا کر دیے. حقیقت ابدی: ہمیشہ قائم رہنے والی سچائی. مَقامِ شبیری: مراد حضرت امام حسینؓ کا مرتبہ. اندازِ کوفی و شامی: کوفی اور شامی لوگوں کی چالیں، مراد باطل قوتوں کے طور طریقے. مقامر: جواری، مراد برصغیر کے انگریز حکمران. پختہ کار: تجربہ کار، عیار، چالاک. رنگ لانا: بُر انتیجہ پیدا کرنا. ہاتھ کی خامی: سادہ لوحی. شکوہِ سنجر: سنجر جیسی شان و شوکت اور دبدبہ، سلطان سنجر ایران کے سلجوقی خاندان کا ایک عظیم بادشاہ. فقرِ جنیدؒ و بسطامیؒ: مشہور صوفی حضرت جنید بغدادیؒ (وفات ۹۱۰ء) اور عظیم صوفی حضرت بایزیدؒ بسطامی کا سا فقر. قبائے علم و ہنر: علم و فضل اور قابلیت وغیرہ کا لباس. لطفِ خاص: خاص مہربانی / عنایتِ خداوندی. ناخوش اندامی: جسم بے ڈھنگا ہونا، مراد علم و فضل کے لائق نہ ہونا.

(۵۵)

ہر اک مقام سے آگے گزر گیا مہِ نَو
کمال کس کو میسّر ہُوا ہے بے تگ و دَو

نفَس کے زور سے وہ غُنچہ وا ہُوا بھی تو کیا
جسے نصیب نہیں آفتاب کا پرتَو

نگاہ پاک ہے تیری تو پاک ہے دل بھی
کہ دل کو حق نے کِیا ہے نگاہ کا پَیرو

پنَپ سکا نہ خیاباں میں لالۂ دل سوز
کہ سازگار نہیں یہ جہانِ گندم و جَو

رہے نہ اَیبک و غوری کے معرکے باقی
ہمیشہ تازہ و شیریں ہے نغمۂ خسرَو

مہِ نو: پہلے دن کا چاند، ہلال. میسّر ہونا: حاصل ہونا. تگ و دَو: مراد جدوجہد. وا ہونا: کِھلنا. آفتاب: سورج. پرتو: روشنی. پاک نگاہ: دُنیاوی آلودگی سے پاک اور عشقِ حقیقی میں ڈوبی ہوئی نگاہ. پنپنا: اُبھرنا، بڑھنا. خیاباں: کیاری. لالۂ دل سوز: دل کو جلانے والا، لالہ کا پھول، مراد عاشق حقیقی. سازگار: طبیعت کے موافق. جہانِ گندم و جو: گندم اور جو کی دنیا، مراد یہ مادّی دنیا. ایبک: مراد سلطان قطب الدین ایبک، برصغیر کا پہلا مسلمان بادشاہ جو شروع میں سلطان شہاب الدین غوری کا غلام تھا۔ اس کی تعمیر کردہ عالی شان مسجد قوۃ الاسلام

(قطب الاسلام) مشہور ہے۔ طبیعت کا بڑا سخی تھا۔ ۱۲۱۰ء میں گھوڑے سے گر کر فوت ہوا۔ مزار لاہور میں انارکلی بازار کے قریب ہے. **غوری:** مراد سلطان شہاب الدین غوری۔ غزنی کا حاکم تھا پھر برصغیر میں فتوحات کر کے یہاں ۱۱۹۴ء میں اسلامی حکومت قائم کی۔ ۱۲۰۶ء میں غزنی واپس جاتے ہوئے قتل ہوا. **معرکے:** عظیم کارنامے. **تازہ و شیریں:** تازہ اور میٹھے، مراد نہ بھولنے اور نہ مٹنے والا اور پُر تاثیر. **نغمۂ خسرو:** مراد مشہور فارسی شاعر حضرت امیر خسروؒ کی شاعری، نام خواجہ ابوالحسن، لقب طوطیِ ہند، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے مریدِ خاص۔ فارسی شاعری میں اُن کے چار دیوان اور سات آٹھ مثنویاں ہیں۔ ۱۳۲۵ء میں انتقال ہوا۔ دہلی میں دفن ہیں.

(۵۶)

کھو نہ جا اس سحر و شام میں اے صاحبِ ہوش!
اک جہاں اور بھی ہے جس میں نہ فردا ہے نہ دوش

کس کو معلوم ہے ہنگامۂ فردا کا مقام
مسجد و مکتب و میخانہ ہیں مُدّت سے خموش

مَیں نے پایا ہے اُسے اشکِ سحر گاہی میں
جس دُرِ ناب سے خالی ہے صدَف کی آغوش

نئی تہذیب تکلّف کے سوا کچھ بھی نہیں
چہرہ روشن ہو تو کیا حاجتِ گُلگُونہ فروش!

صاحبِ ساز کو لازم ہے کہ غافل نہ رہے
گاہے گاہے غلَط آہنگ بھی ہوتا ہے سروش

سحر و شام: صبح و شام، مراد وقت کی گردش. صاحبِ ہوش: دانا آدمی. فردا: آنے والا کل. دوش: گزرا ہوا کل. ہنگامۂ فردا: مستقبل کا ہنگامہ. میخانہ: شراب خانہ. اشکِ سحر گاہی: صبح کے آنسو، مراد رات کے پچھلے پہر محبوبِ حقیقی کے حضور سجدہ ریز ہو کر گڑگڑانا. دُرِ ناب: خالص موتی. صدف: سیپی. چہرہ روشن ہونا: باطن روشن ہونا. گلگونہ فروش: سرخی پاؤڈر بیچنے والا. صاحبِ ساز: ساز بجانے والا. گاہے گاہے: کبھی کبھی. غلط آہنگ: غلط سُر، غلط لَے. سروش: فرشتہ، مراد الہام یا کشف.

(۵۷)

تھا جہاں مدرسۂ شیری و شاہنشاہی
آج اُن خانقہوں میں ہے فقط رُوباہی

نظر آئی نہ مجھے قافلہ سالاروں میں
وہ شبانی کہ ہے تمہیدِ کلیمُ اللّٰہی

لذّتِ نغمہ کہاں مُرغِ خوش اِلحاں کے لیے
آہ، اس باغ میں کرتا ہے نفَس کوتاہی

ایک سرمستی و حیرت ہے سراپا تاریک
ایک سرمستی و حیرت ہے تمام آگاہی

صفَتِ برق چمکتا ہے مِرا فکرِ بلند
کہ بھٹکتے نہ پھریں ظُلمتِ شب میں راہی

مدرسۂ شیری و شاہنشاہی: شیر اور شہنشاہ کا مدرسہ، جوانمردی و حکمرانی کی تربیت گاہ. رُوباہی: مکاری اور عیاری. قافلہ سالار: ملّت کا راہنما. شبانی: جانور چرانے کا کام. تمہید: مراد آغاز. کلیم اللّٰہی: حضرت موسیٰؑ کی طرح اللہ سے ہم کلام ہونے نیز باطل قوتوں سے ٹکرا جانے کا عمل. خوش الحان: اچھی آواز والا. سرمستی و حیرت: مراد جہد و عمل اور جذبوں سے خالی. تمام آگاہی: پورے طور پر باخبر. صفتِ برق: بجلی کی طرح. فکرِ بلند: عظیم تخیل، مراد شاعری. بھٹکنا: راستہ بھولنا. ظلمتِ شب: رات کی تاریکی، مراد ناموافق حالات. راہی: مسافر، مراد مسلمان.

(۵۸)

ہے یاد مجھے نکتۂ سلمانِ خوش آہنگ
دنیا نہیں مردانِ جفاکش کے لیے تنگ

چیتے کا جگر چاہیے، شاہیں کا تجسس
جی سکتے ہیں بے روشنیِ دانش و فرہنگ

کر بُلبل و طاؤس کی تقلید سے توبہ
بلبل فقط آواز ہے، طاؤس فقط رنگ!

نکتہ: گہری بات. سلمان: مراد فارسی کا مشہور شاعر مسعود بن سعد بن سلمان (۱۰۴۶ء۔۱۱۲۵ء) لاہور میں پیدا ہوا۔ شاہِ غزنی نے اسے غلط الزامات کی بنا پر قید کر لیا۔ پھر ایک قصیدے پر اسے رہا کر دیا. خوش آہنگ: اچھے لہجے یعنی اچھی شاعری والا. مردانِ جفاکش: محنت اور جدوجہد کرنے والے لوگ. چیتے کا جگر: شیر کا حوصلہ، مراد بہت ہمت و حوصلہ. شاہین کا تجسس: باز کی جستجو، مراد شاہین کی سی تیز نگاہی. دانش و فرہنگ: فلسفہ و حکمت وغیرہ. طاؤس: مور.

(۵۹)

فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ
فقر ہے میروں کا میر، فقر ہے شاہوں کا شاہ

علم کا مقصود ہے پاکیِ عقل و تجرّد
فقر کا مقصود ہے عفّتِ قلب و نگاہ

علم فقیہ و حکیم، فقر مسیح و کلیم
علم ہے جویائے راہ، فقر ہے دانائے راہ

فقر مقامِ نظر، علم مقامِ خبر
فقر میں مستی ثواب، علم میں مستی گناہ

علم کا 'موجود' اَور، فقر کا 'موجود' اَور
اَشہَدُ اَن لّآ اِلٰہ، اَشہَدُ اَن لّآ اِلٰہ!

چڑھتی ہے جب فقر کی سان پہ تیغِ خودی
ایک سپاہی کی ضرب کرتی ہے کارِ سپاہ

دل اگر اس خاک میں زندہ و بیدار ہو
تیری نِگہ توڑ دے آئنۂ مہر و ماہ

معجزات: جمع معجزہ، غیر معمولی کارنامے. **تاج وسریر**: تاج اور تخت، حکمرانی، کائنات کی تسخیر. **شاہوں کا شاہ**: بہت بڑا بادشاہ. **مقصود**: مدعا، مقصد. **عِفّت**: پاکدامنی، پرہیزگاری. **فقیہ**: اسلامی اصولوں کے مطابق قانون سازی کرنے والا. **مسیح**: حضرت عیسیٰؑ، جو مُردوں کو زندہ کرتے تھے. **کلیم**: حضرت موسیٰؑ جو کوہِ طور پر خدا سے ہمکلام ہوئے. **جویائے راہ**: راستہ تلاش کرنے والا. **دانائے راہ**: راستے سے واقف. **مقامِ نظر**: کشف اور شہود کی منزل. **مقامِ خبر**: مراد علمی مشاہدے اور سائنسی تجربے کی منزل. **ثواب**: اچھا صلہ، مراد جائز. **مستی**: نشہ، وجد وکیف. **مَوجود**: مراد ہستی، ذاتِ حق. **اَشهَدُ اَن لَّا اِلٰه**: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں. **سان**: وہ پتھر جس پر تلوار وغیرہ تیز کرتے ہیں. **تیغ**: تلوار. **ضرب**: چوٹ، حملہ. **کارِ سپاہ**: پوری فوج کا کام. **اِس خاک**: مراد جسم. **زندہ و بیدار**: زندہ اور جاگتا، ہوشیار اور جاگتا، مراد عشق کے جذبوں سے سرشار. **آئینۂ مہر و ماہ**: سورج اور چاند کا آئینہ.

(۶۰)

کمالِ جوشِ جنوں میں رہا مَیں گرمِ طواف
خدا کا شکر، سلامت رہا حَرم کا غلاف

یہ اتفاق مبارک ہو مومنوں کے لیے
کہ یک زباں ہیں فقیہانِ شہر میرے خلاف

تڑپ رہا ہے فلاطوں میانِ غیب و حضور
ازل سے اہلِ خرد کا مقام ہے اِعراف

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گِرہ کُشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشّاف

سُرور و سوز میں ناپائدار ہے، ورنہ
مَے فرنگ کا تہ جُرعہ بھی نہیں ناصاف

کمال: پوری طرح. جوشِ جنوں: بیحد دیوانگی یا عشق. گرمِ طواف: چکر لگانے میں مصروف. حرم کا غلاف: کعبہ پر چڑھایا ہوا سیاہ کپڑا. یک زباں ہونا: آپس میں متفق ہونا. فقیہانِ شہر: مراد شہر کے علماء. فلاطوں: افلاطون، مشہور یونانی فلسفی. میان: درمیان، دو چیزوں کے بیچ میں. غیب و حضور: یہ مسئلہ کہ خدا غائب ہے یا ہر ذرّے میں اس کا جلوہ ہے. اِعراف: جنت اور دوزخ کے درمیان مقام. ضمیر: باطن، دل. نزولِ کتاب: مراد قرآنِ کریم کا دل پر صحیح اثر ہونا. گرہ کشا: مشکل حل کرنے والا. رازی: مراد کوئی فلسفی. صاحبِ کشاف: کشاف: ۱۱ویں، ۱۲ویں صدی عیسوی کے مشہور مُفسّرِ قرآن ابوالقاسم زمخشری کی تفسیر کا نام۔ مراد کوئی بھی مُفسّر. مَے فرنگ: مغربی تہذیب و تمدن. تہ جُرعہ: شراب کی تلچھٹ کا گھونٹ، مراد معمولی قسم کے ظاہری علوم.

(۶۱)

شعور و ہوش و خرد کا معاملہ ہے عجیب
مقامِ شوق میں ہیں سب دل و نظر کے رقیب

میں جانتا ہوں جماعت کا حشر کیا ہوگا
مسائلِ نظری میں اُلجھ گیا ہے خطیب

اگرچہ میرے نشیمن کا کر رہا ہے طواف
مِری نوا میں نہیں طائرِ چمن کا نصیب

سُنا ہے میں نے سخن رس ہے تُرکِ عثمانی
سُنائے کون اسے اقبالؔ کا یہ شعرِ غریب

سمجھ رہے ہیں وہ یورپ کو ہم جوار اپنا
ستارے جن کے نشیمن سے ہیں زیادہ قریب!

مقامِ شوق: عشق کا مرتبہ / منزل. رقیب: مخالف، حاسد. جماعت: مراد ملّت. حشر ہونا: مراد بُرا حال ہونا. مسائلِ نظری: مراد منطقی دلیلوں سے حل کیے جانے والے سوال / مسئلے. اُلجھنا: پھنسنا، مراد محدود رہنا. نشیمن: ٹھکانا، مراد شاعری اور اس کا مفہوم. طواف کرنا: کسی چیز کے گرد چکر لگانا، مراد پڑھنا. نوا: مراد شاعری. طائرِ چمن: مراد نوجوان. نصیب: حصہ، مراد مقصد سمجھنے کی اہلیت. سخن رس: بات یا شعر کو پا جانے اور سمجھ لینے والا. ترکِ عثمانی: مراد مصطفیٰ اتاترک جس نے مغربی تہذیب و تمدن سے مرعوب ہو کر ترکی کو مغربیت کے قریب لا کر کچھ اصلاحات کیں. شعرِ غریب: نادر / انوکھا شعر. ہم جوار: ہمسایہ.

قطعہ

اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مِری بات
یا وسعتِ اَفلاک میں تکبیرِ مسلسل
یا خاک کے آغوش میں تسبیح و مناجات

وہ مذہبِ مردانِ خود آگاہ و خدا مست
یہ مذہبِ مُلّا و جمادات و نباتات

اندازِ بیاں: بات کرنے/شعر کہنے کا طریقہ. شوخ: تیز. بات دل میں اُترنا: بات کا دل پر اثر کرنا. وسعتِ اَفلاک: آسمانوں کا پھیلاؤ، مراد کائنات. تکبیرِ مسلسل: اللہ کی عظمت کا لگاتار ذکر. خاک کی آغوش: مراد زمین پر، پستی میں. تسبیح: ذکرِ الٰہی. مُناجات: دُعا. وہ: مراد تکبیر مسلسل. مردانِ خود آگاہ: اپنی خودی سے باخبر دلیر، مردانِ مومن. خدا مست: عشق خدا میں ڈوبے ہوئے. یہ: مراد تسبیح و مناجات. مذہبِ مُلّا: جذبۂ عشق سے خالی مذہبی رہنما کا مذہب. جمادات و نباتات: پتھر اور پیڑ پودے.

رُباعیات

رہ و رسمِ حرم نامحرمانہ
کلیسا کی ادا سوداگرانہ
تبرّک ہے مرا پیراہنِ چاک
نہیں اہلِ جنوں کا یہ زمانہ

❖ ❖

ظلامِ بحر میں کھو کر سنبھل جا
تڑپ جا، پیچ کھا کھا کر بدل جا
نہیں ساحل تری قسمت میں اے موج
اُبھر کر جس طرف چاہے نکل جا!

رہ و رسم: طور طریقے. حرم: مراد مسلمان، ملتِ اسلامیہ. نامحرمانہ: غیروں / ناواقفوں کا سا. کلیسا: چرچ، مراد یورپ. ادا: انداز. سوداگرانہ: سوداگروں جیسا، مراد اپنے ہی نفع کا سوچنا. تبرک: برکت والی چیز، بزرگوں کا تحفہ. پیراہن چاک: پھٹی ہوئی قمیص، مراد توحید اور رسالت پر ایمانِ کامل اور عشقِ حقیقی کے جذبوں کی حامل شاعری.

ظلامِ بحر: سمندر کی تاریکیاں. کھو کر: گم ہو کر، ڈوب کر. سنبھل جا: گرنے پھسلنے سے بچ جا. موج: لہر، مراد مسلمان، ملتِ اسلامیہ. اُبھرنا: اوپر کو اُٹھنا.

مکانی ہُوں کہ آزادِ مکاں ہُوں
جہاں بیں ہُوں کہ خود سارا جہاں ہُوں
وہ اپنی لامکانی میں رہیں مست
مجھے اتنا بتا دیں مَیں کہاں ہُوں!

❁ ❁

خودی کی خَلوَتوں میں گُم رہا مَیں
خدا کے سامنے گویا نہ تھا مَیں
نہ دیکھا آنکھ اُٹھا کر جلوۂ دوست
قیامت میں تماشا بن گیا مَیں!

مکانی: اِس کائنات میں شامل. **آزادِ مکاں:** مکان کی قید سے آزاد، مراد کائنات سے بے تعلق. **جہاں بیں:** کائنات کو دیکھنے / مطالعہ کرنے والا. **وہ:** مراد محبوبِ حقیقی. **لامکانی:** عالَمِ قدس میں رہنے کی حالت. **مست رہنا:** مراد خوش رہنا.

خلوت: تنہائی. **گُم رہا:** کھویا رہا. **گویا:** جیسے. **جلوۂ دوست:** محبوبِ حقیقی کی تجلّی / دیدار. **تماشا بننا:** عجیب حالت ہونا جسے لوگ دیکھنے لگیں.

پریشاں کاروبارِ آشنائی
پریشاں تر مِری رنگیں نوائی!
کبھی مَیں ڈھونڈتا ہُوں لذّتِ وصل
خوش آتا ہے کبھی سوزِ جُدائی!

❖ ❖

یقیں، مثلِ خلیل آتش نشینی
یقیں، اللہ مستی، خود گزینی
سُن، اے تہذیبِ حاضر کے گرفتار
غلامی سے بتر ہے بے یقینی

پریشاں: منتشر، بکھرا ہوا. **کاروبارِ آشنائی:** عشق و محبت کا معاملہ. **پریشاں تر:** زیادہ منتشر. **رنگیں نوائی:** دل کش اور پُر تاثیر شاعری. **لذتِ وصل:** دوست کے قُرب کا لطف. **سوزِ جدائی:** دوست سے دوری کی تپش / تڑپ.

مثلِ خلیل: حضرت ابراہیمؑ کی طرح (جنھیں نمرود نے آگ میں ڈالا، لیکن خدا کے حکم سے وہ آگ گلزار بن گئی). **آتش نشینی:** آگ میں بیٹھنے کی حالت. **خود گزینی:** خود کو چننے کی کیفیت. **تہذیبِ حاضر کا گرفتار:** موجودہ دَور کی تہذیب و تمدن پسند کرنے والے. **بتر:** بُری.

عرب کے سوز میں سازِ عجم ہے
حَرم کا راز توحیدِ اُمم ہے
تہی وحدت سے ہے اندیشۂ غرب
کہ تہذیبِ فرنگی بے حرم ہے



کوئی دیکھے تو میری نَے نوازی
نفَس ہندی، مَقامِ نغمہ تازی
نگہ آلُودۂ اندازِ افرنگ
طبیعت غزنوی، قسمت ایازی!

عرب کا سوز: مراد مسلمانوں کا جذبۂ عشق. سازِ عجم: مراد غیر اسلامی تعلیمات اور نظریات کا اثر. حرم: مکّہ جو دُنیا بھر کے مسلمانوں کا مرکز ہے. توحیدِ اُمم: مختلف قوموں کا ایک قوم ہونا. تہی: خالی. اندیشۂ غرب: مغرب / اہل یورپ کی سوچ اور فکر. تہذیبِ فرنگی: مغربی / یورپی تہذیب و تمدن. بے حرم: مکّہ یعنی مرکز کے بغیر.

نَے نوازی: بانسری بجانا، مراد شاعری. نفس ہندی: ہندی سانس، مراد ہندوستان کا باشندہ. مقامِ نغمہ: گانے کی لَے / سُر، مراد خیالات، نظریات. آلودہ: لتھڑی ہوئی. اندازِ فرنگ: انگریزوں کے انداز، اشارہ ہے علامہ کے یورپ میں تعلیم حاصل کرنے کی طرف. طبیعت غزنوی: غزنوی کا مزاج، مراد شاہانہ طبیعت. قسمت ایازی: ایاز کی قسمت، مراد قسمت کے لحاظ سے غلام.

ہر اک ذرّے میں ہے شاید مکیں دل
اِسی جَلوَت میں ہے خَلوَت نشیں دل
اسیرِ دوش و فردا ہے ولیکن
غلامِ گردشِ دوراں نہیں دل

❖ ❖

ترا اندیشہ اَفلاکی نہیں ہے
تری پرواز لَولاکی نہیں ہے
یہ مانا اصل شاہینی ہے تیری
تری آنکھوں میں بے باکی نہیں ہے

جَلوت: بزم، محفل، کائنات. خلوت نشیں: تنہائی میں بیٹھنے والا. اسیر دوش وفردا: آج کل کا پابند، مراد زمان یا گردشِ وقت کا پابند. گردشِ دوراں: زمانے کی گردش، مراد زمانے کی تبدیلیاں/انقلابات.

اندیشہ: سوچ، فکر. افلاکی: مراد بلند. پرواز: اُڑان. لَولاکی: مراد عالَمِ بالا/عالَمِ مقدّس کی بلندی تک پہنچانے والی. اصل: بنیاد، سرچشمہ. شاہینی: شاہین کی پرواز، مراد بلندی پر اُڑنے کی حالت.

نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری
رہا صُوفی، گئی روشن ضمیری
خدا سے پھر وہی قلب و نظر مانگ
نہیں ممکن امیری بے فقیری

❁ ❁

خودی کی جَلوَتوں میں مُصطفائی
خودی کی خَلوَتوں میں کِبریائی
زمین و آسمان و کُرسی و عرش
خودی کی زد میں ہے ساری خُدائی!

امیری: سرداری، مراد کائنات کو مسخر کرنے کی قوت. صوفی: زاہدِ خشک. روشن ضمیری: دل کی عشقِ حقیقی کے نور سے منور ہونے کی حالت. گئی: مراد ختم ہوگئی، باقی نہیں رہی. وہی قلب و نظر: وہی دل و نگاہ، مراد پہلے مسلمانوں جیسا بے خوف اور منور دل اور بصیرت جو مومن ہونے کی علامت ہے. امیری بے فقیری: مومنانہ صفتوں کے بغیر کائنات پر حکمرانی.

خودی کی جلوت: خودی کی محفل. مُصطفائی: مصطفیٰ کا حضور اکرمؐ سے تعلق و عشق ہونے کی حالت. کِبریائی: محبوبِ حقیقی کے جلوے / دیدار کی کیفیت. کرسی: عرش / مقامِ الٰہی. زد میں ہونا: نشانے پر ہونا، مراد مسخر ہونا. ساری خدائی: مراد ساری کائنات.

نِگہ اُلجھی ہُوئی ہے رنگ و بُو میں
خرد کھوئی گئی ہے چار سُو میں
نہ چھوڑ اے دل فغانِ صبح گاہی
اماں شاید مِلے 'اللہ ھُو' میں!

❁ ❁

جمالِ عشق و مستی نَے نوازی
جلالِ عشق و مستی بے نیازی
کمالِ عشق و مستی ظرفِ حیدرؓ
زوالِ عشق و مستی حرفِ رازی

نگہ اُلجھنا: نگاہ کا پھنس کر رہ جانا. **رنگ و بو:** مادی دنیا. **کھوئی گئی ہے:** گُم ہوگئی ہے. **چار سُو:** چار طرف مراد موجودات کی دنیا. **فغانِ صبحگاہی:** رات کے پچھلے پہر محبوبِ حقیقی کے حضور سر بسجدہ ہو کر گڑگڑانے کی حالت. **اَماں:** پناہ. **''اللہ ھُو'':** صرف وہی اللہ ہے یعنی عبادت کے لائق ہے، صوفیوں کا نعرہ.

نَے نوازی: مراد پُرسوز نغمہ / شاعری. **جلال:** رعب، دبدبہ. **بے نیازی:** مراد دنیا و مافیہا کو خاطر میں نہ لانا. **کمال:** مکمل ہونے کی صورت. **ظرفِ حیدرؓ:** حضرت علیؓ کا حوصلہ، جرأت اور عشقِ الٰہی میں محویت. **حرفِ رازی:** رازی کی باتیں، مراد فلسفیانہ / منطق کی باتیں.

وہ میرا رونقِ محفل کہاں ہے
مِری بجلی، مِرا حاصل کہاں ہے
مقام اس کا ہے دل کی خلوتوں میں
خدا جانے مقامِ دل کہاں ہے!

❀ ❀

سوارِ ناقہ و محمل نہیں مَیں
نشانِ جادہ ہوں، منزل نہیں مَیں
مری تقدیر ہے خاشاک سوزی
فقط بجلی ہوں مَیں، حاصل نہیں مَیں

وہ: مراد محبوبِ حقیقی. رونقِ محفل: بزم کی زینت. کہاں ہے؟: حیرانی کے طور پر یہ سوال ہے. بجلی: مراد وہ بجلی جو گر کر فصل کو جلا ڈالتی ہے. حاصل: فصل. مقام: ٹھکانا، منزل. دل کی خلوت: مراد دل کے اندر. مقامِ دل: دل کا ٹھکانا.

ناقہ: اونٹنی. محمل: کجاوہ. نشانِ جادہ: راستے کا پتا دینے والا نشان. منزل: وہ جگہ جہاں جانا مقصود ہو. خاشاک سوزی: کوڑا کرکٹ جلانا، مراد عشق کی راہ میں آنے والی مادی رکاوٹیں دور کرنا.

ترے سینے میں دَم ہے، دل نہیں ہے
ترا دَم گرمیِ محفل نہیں ہے
گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نُور
چراغِ راہ ہے، منزل نہیں ہے

❖ ❖

ترا جوہر ہے نُوری، پاک ہے تُو
فروغِ دیدۂ اَفلاک ہے تُو
ترے صیدِ زبوں افرشتہ و حور
کہ شاہینِ شہِ لَولاکؐ ہے تُو!

دَم: سانس. گرمیِ محفل: محفل میں سوزِ عشق پیدا کرنے کا باعث. یہ نور: یہ روشنی، مراد عقل. چراغِ راہ: راستے کا دِیا، یعنی اصل مقصود نہیں.

جوہر: اصل. نوری: نور کا. فروغ: روشنی. دیدۂ افلاک: آسمانوں کی آنکھ، مراد کائنات کے لیے. صیدِ زبوں: کمزور اور عاجز شکار. افرشتہ و حور: فرشتے اور حوریں، عالمِ بالا کی مخلوق. شاہین: مشہور شکاری پرندہ، مراد اُمتی. شہِ لَولاک: ''لولاک'' کا بادشاہ، مراد حضور اکرمؐ۔ حدیث قدسی ہے: ''اگر تو نہ ہوتا تو مَیں کائنات کو پیدا نہ کرتا''.

محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
مسلمانوں میں خوں باقی نہیں ہے
صفیں کج، دل پریشاں، سجدہ بے ذوق
کہ جذبِ اندرُوں باقی نہیں ہے

❖ ❖

خودی کے زور سے دُنیا پہ چھا جا
مقامِ رنگ و بُو کا راز پا جا
برنگِ بحر ساحل آشنا رہ
کفِ ساحل سے دامن کھینچتا جا

جنوں: مراد جوش. خوں: لوگوں میں دوڑنے والا خون، مراد عملی زندگی. صفیں کج: ٹیڑھی صفیں. دل پریشاں: بے چینی، بے قراری کی حالت. سجدہ بے ذوق: دل اور زبان کی توجہ کے بغیر سجدہ. جذبِ اندروں: دل کی عشقِ الٰہی میں محویت.

زور: قوت. مقامِ رنگ و بو: یہ کائنات، دنیا. راز پا جانا: حقیقت سے آگاہ ہو جانا. برنگ بحر: سمندر کی طرح. ساحل آشنا: کنارے سے واقف. کفِ ساحل: کنارہ پر اُٹھنے والی جھاگ، یعنی دنیاوی علائق. دامن کھینچنا: بچنا.

چمن میں رَختِ گُل شبنم سے تر ہے
سَمَن ہے، سبزہ ہے، بادِ سحَر ہے
مگر ہنگامہ ہو سکتا نہیں گرم
یہاں کا لالہ بے سوزِ جگر ہے

❁ ❁

خِرَد سے راہرو روشن بصر ہے
خِرَد کیا ہے، چراغِ رَہ گزر ہے
دُرونِ خانہ ہنگامے ہیں کیا کیا
چراغِ رَہ گزر کو کیا خبر ہے!

رختِ گُل: پھول کا لباس. سمن: چنبیلی. بادِ سحر: صبح کی ہوا، نسیم. ہنگامہ گرم ہونا: کوئی زبردست کارنامہ واقع
ا. لالہ: مراد واعظ یا مذہبی رہنما. بے سوزِ جگر: پُر سوز جذبوں سے خالی دل.

ر: عقل. راہرو: مسافر، سالک. روشن بصر: مراد گہرائی اور دُور تک دیکھنے والی نظر. چراغِ رہ گزر: مراد
ستے کا پتا بتانے والی. درونِ خانہ: مراد دل میں. ہنگامے: مراد جذبوں کی ہل چل.

جوانوں کو مِری آہِ سحَر دے
پھر ان شاہیں بچوں کو بال و پر دے
خدایا! آرزُو میری یہی ہے
مِرا نورِ بصیرت عام کر دے

❁ ❁

تری دُنیا جہانِ مُرغ و ماہی
مِری دُنیا فُغانِ صبحگاہی
تری دُنیا میں مَیں محکوم و مجبور
مِری دُنیا میں تیری پادشاہی!

آہِ سحر: صبح کی فریاد، پُرسوز جذبے. شاہیں بچے: مرادِ مسلم نوجوان. بال و پر: مرادِ قوتِ عمل، جدوجہد کا جذبہ. نورِ بصیرت: بصیرت کی روشنی.

جہانِ مُرغ و ماہی: پرندے اور مچھلی کی دنیا، ساری کائنات. تری: خدا کی. فُغانِ صبحگاہی: صبح کے وقت اللہ کے حضور گڑگڑانا. محکوم: غلام. پادشاہی: حکومت.

کرم تیرا کہ بے جوہر نہیں مَیں
غلامِ طغرل و سنجر نہیں مَیں
جہاں بینی مِری فطرت ہے لیکن
کسی جمشید کا ساغر نہیں مَیں

❁ ❁

وہی اصلِ مکان و لامکاں ہے
مکاں کیا شے ہے، اندازِ بیاں ہے
خضر کیونکر بتائے، کیا بتائے
اگر ماہی کہے دریا کہاں ہے

کرم: مہربانی. بے جوہر: صلاحیت اور لیاقت کے بغیر. طغرل و سنجر: ایران کے سلجوقی خاندان (۱۱ویں، ۱۲ویں صدی عیسوی) کے دو عظیم بادشاہ، مراد کوئی بھی عظیم حکمران. جہاں بینی: دنیا/ کائنات کا مشاہدہ. جمشید: قدیم ایران کا بادشاہ جس کے پاس ایک ایسا جام تھا جس میں ساری دنیا نظر آتی تھی. ساغر: جام، پیالہ.

اصل: بنیاد، سرچشمہ. مکان و لامکاں: یہ دنیا اور عالمِ بالا. اندازِ بیاں: زبانِ حال سے سب کچھ کہہ جانے کی حالت. خضر: ایک روایتی ولی جو پانی میں رہتے اور بھولے بھٹکوں کی رہنمائی کرتے ہیں. ماہی: مچھلی.

کبھی آوارہ و بے خانماں عشق
کبھی شاہِ شہاں نوشیرواں عشق
کبھی میداں میں آتا ہے زرہ پوش
کبھی عُریان و بے تیغ و سناں عشق!

❖ ❖

کبھی تنہائیِ کوہ و دمن عشق
کبھی سوز و سُرور و انجمن عشق
کبھی سرمایۂ محراب و منبر
کبھی مولا علیؓ خیبر شکن عشق!

بے خانماں: جس کا کوئی گھر بار نہ ہو. شاہِ شہاں: بہت بڑا بادشاہ. نوشیرواں: عدل وانصاف میں مشہور ایرانی بادشاہ جو حضور اکرمؐ کی بعثت سے کچھ پہلے حکمران تھا (چھٹی صدی عیسوی). زرہ پوش: زرہ بکتر پہنے ہوئے. عریاں: ننگا مراد کھلم کھلا ظاہر. سناں: برچھی.

دَمن: وادی. محراب و منبر: مراد مذہبی ادارے. مولا علیؓ: مراد حضرت علیؓ جنھوں نے یہودیوں کا بہت مضبوط قلعہ خیبر فتح کیا تھا. خیبر شکن: مراد قلعۂ خیبر فتح کرنے والا.

عطا اَسلاف کا جذبِ دروں کر
شریکِ زُمرۂ 'لَا یَحزَنُوں' کر
خِرَد کی گُتھیاں سُلجھا چکا مَیں
مِرے مَولا مجھے صاحِبِ جُنوں کر!

❁ ❁

یہ نکتہ مَیں نے سیکھا بُوالحسن سے
کہ جاں مرتی نہیں مرگِ بدن سے
چمک سورج میں کیا باقی رہے گی
اگر بیزار ہو اپنی کِرن سے!

اَسلاف: جمع سلف، قدیم آبا و اجداد، مراد آغازِ اسلام کے مجاہد مومنین. جذبِ دُروں: اندرونی جذبہ، عشق میں دل کی محویت و کیف. شریک کرنا: شامل کرنا، ساتھ ملانا. زُمرہ: جماعت. ''لا یحزنُوں'': مومنوں کے بارے میں آیت قرآنی: وہ کسی بات پر غم نہیں کرتے. خرد: عقل. گتھیاں: مشکلیں. صاحب جنوں: عشق حقیقی سے سرشار انسان.

نکتہ: گہری اور لطیف بات. بوالحسن: مراد حضرت علیؓ، جن کی کنیت ابوالحسن ہے۔ ان کا قول ہے کہ ''جو مرجاتا ہے وہ انسانوں کے نزدیک مرجاتا ہے لیکن اس کی روح نہیں مرتی''۔ سید عابد علی عابد کے مطابق غالباً اس سے ابوالحسن خرقانی (م۔۱۰۳۳ء) مراد ہیں. مرگِ بدن: جسم کی موت.

خِرَد واقف نہیں ہے نیک و بد سے
بڑھی جاتی ہے ظالم اپنی حد سے
خدا جانے مجھے کیا ہو گیا ہے
خِرَد بیزار دل سے، دِل خِرَد سے!

❁ ❁

خدائی اہتمامِ خُشک و تَر ہے
خداوندا! خدائی دردِ سر ہے
ولیکن بندگی، استغفراللہ!
یہ دردِ سَر نہیں، دردِ جگر ہے

خرد: عقل. واقف: باخبر. نیک: اچھائی. بد: بُرائی. حد سے بڑھنا: اپنی اوقات سے باہر ہونا. ظالم: تکلّف کے طور پر ظالم کہا. بیزار: تنگ آئی ہوئی.

خدائی: خدا ہونا، زمین و آسمان پر حکمرانی. اِہتمام: بندوبست کرنا. خشک و تر: خشکی اور پانی، مراد تمام کائنات. دردِ سر: سر کا درد، مراد تکلیف دِہ. بندگی: بندہ/ مخلوق ہونا. استغفراللہ: خدا کی پناہ. دردِ جگر: جگر کی تکلیف، مراد زیادہ تکلیف دِہ.

یہی آدم ہے سُلطاں بحر و بَر کا
کہوں کیا ماجرا اس بے بصر کا
نہ خود بیں، نے خدا بیں، نے جہاں بیں
یہی شہکار ہے تیرے ہُنر کا!

❁❁

دمِ عارف نسیمِ صبح دَم ہے
اِسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسّر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

یہی ہے: طنز اور سوال کے طور پر ''کیا یہی ہے؟''. آدم: انسان، اشرف المخلوقات. بحر و بر: سمندر اور خشکی. ماجرا: حال. بے بصر: بصیرت سے عاری. خود بیں: اپنی ذات اور صلاحیتوں سے واقف. خدا بیں: خدا کی معرفت رکھنے والا. شہکار: بہت بڑا کام. ہنر: مراد کاریگری / تخلیق.

دمِ عارف: خدا کی معرفت رکھنے والے کی سانس. نسیم صبح دَم: صبح کی خوشگوار ہوا جس سے کلیاں کھلتی ہیں. ریشۂ معنی: حقیقت کی جڑ. نم: مراد تازگی. شعیب: حضرت شعیبؑ جنھوں نے حضرت موسیٰؑ سے کچھ عرصہ گلہ بانی کروا کے اپنی بیٹی ان سے بیاہ دی تھی. شبانی: جانور، بھیڑ بکری وغیرہ چَرانے کا کام. کلیمی: مراد خدا سے ہم کلامی. دو قدم: بہت قریب.

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے
وہ دل، وہ آرزُو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہیں، تُو باقی نہیں ہے

❁ ❁

کُھلے جاتے ہیں اَسرارِ نہانی
گیا دَورِ حدیثِ 'لَن ترَانی'
ہوئی جس کی خودی پہلے نمودار
وہی مہدی، وہی آخر زمانی!

وہ لہو: یعنی پہلے مسلمانوں کا سا جوش و جذبہ. آرزو: مراد عشق. یہ سب باقی ہیں: یعنی ارکانِ اسلام سے متعلق حکم اُسی طرح ہے. تو باقی نہیں ہے: تجھ میں پہلے والے جذبے اور عمل نہیں رہے.

اَسرارِ نہانی: خفیہ راز. حدیث: بات. "لَن تَرانی": تُو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا، خدا نے حضرت موسیٰؑ کے اصرار پر فرمایا تھا، مراد جلوۂ خداوندی سے محرومی. نمودار: ظاہر، نمایاں. مہدی: امام مہدی جن کا آخری زمانے میں ظہور ہوگا. آخر زمانی: مراد آخری زمانے کا رہنما یا حکمران.

زمانے کی یہ گردش جاودانہ
حقیقت ایک تُو، باقی فسانہ
کسی نے دوش دیکھا ہے نہ فردا
فقط اِمروز ہے تیرا زمانہ

❁ ❁

حکیمی، نامسلمانی خودی کی
کلیمی، رمزِ پنہانی خودی کی
تجھے گُر فقر و شاہی کا بتا دوں
غریبی میں نگہبانی خودی کی!

گردش: چکّر. جاودانہ: ہمیشہ ہمیشہ کی. ایک تُو: یعنی صرف انسان، اشرف المخلوقات. باقی: دیگر مخلوقات، کائنات. دوش: گزرا ہوا کل، ماضی. فردا: آنے والا کل، مستقبل. امروز: آج، حال کا زمانہ.

حکیمی: فلسفہ دانی. نامسلمانی: مسلمان نہ ہونے کی کیفیت. کلیمی: خدا سے ہمکلامی کا مرتبہ. رمزِ پنہانی: چھپا ہوا بھید. گُر: طریقہ، پکا اصول. نگہبانی: حفاظت.

ترا تَن رُوح سے ناآشنا ہے
عجب کیا! آہ تیری نارَسا ہے
تنِ بے رُوح سے بیزار ہے حق
خدائے زندہ، زندوں کا خدا ہے

قطعہ

اقبالؔ نے کل اہلِ خیاباں کو سُنایا
یہ شعرِ نشاط آور و پُرسوز و طرَب ناک
مَیں صُورتِ گُل دستِ صبا کا نہیں محتاج
کرتا ہے مرا جوشِ جُنوں میری قبا چاک

تَن: جسم، بدن. ناآشنا: بے خبر، ناواقف. آہ: کلمۂ افسوس. نارسا: جو منزل تک نہ پہنچے. تنِ بے رُوح: جہد و عمل اور جذبۂ عشق سے خالی انسان. بیزار: ناخوش. زندوں کا خدا: یعنی عشق کے جذبوں سے سرشار انسانوں کا خدا.

اہلِ خیاباں: باغ کے لوگ، اہلِ وطن. نشاط آور: جوش و جذبہ پیدا کرنے والا. پُرسوز: حرارت اور گرمی سے بھرا ہوا. طرب ناک: خوشی و مسرت سے پُر. صورتِ گُل: پھول کی طرح. دستِ صبا: صبح کی ہوا کا ہاتھ، مراد نسیم جس کے چلنے سے کلیاں کھِلتی ہیں. محتاج: ضرورت مند. جوشِ جنوں: جذبۂ عشق میں شدت. قبا چاک کرنا: مراد محبوبِ حقیقی تک رسائی میں رہنمائی کرنا.

دُعا

(مسجدِ قُرطُبہ میں لکھی گئی)

ہے یہی میری نماز، ہے یہی میرا وضو
میری نواؤں میں ہے میرے جگر کا لہو

صحبتِ اہلِ صفا، نُور و حضور و سُرور
سرخوش و پُرسوز ہے لالہ لبِ آبجو

راہِ محبت میں ہے کون کسی کا رفیق
ساتھ مِرے رہ گئی ایک مِری آرزو

میرا نشیمن نہیں درگہِ میر و وزیر
میرا نشیمن بھی تُو، شاخِ نشیمن بھی تُو

تجھ سے گریباں مرا مطلعِ صبحِ نشور
تجھ سے مِرے سینے میں آتشِ 'اَللہ ھُو'

تجھ سے مِری زندگی سوز و تب و درد و داغ
تُو ہی مِری آرزو، تُو ہی مِری جستجو

پاس اگر تُو نہیں، شہر ہے ویراں تمام
تُو ہے تو آباد ہیں اُجڑے ہُوئے کاخ و کُو

پھر وہ شرابِ کُہن مجھ کو عطا کر کہ مَیں
ڈُھونڈ رہا ہوں اُسے توڑ کے جام و سبُو

چشمِ کرم ساقیا! دیر سے ہیں منتظر
جلوَتیوں کے سبُو، خلوَتیوں کے کدُو

تیری خدائی سے ہے میرے جنوں کو گِلہ
اپنے لیے لامکاں، میرے لیے چار سُو!

فلسفہ و شعر کی اور حقیقت ہے کیا
حرفِ تمنّا، جسے کہہ نہ سکیں رُوبرو

نوا: لَے، نغمہ، شاعری. جگر کا لہو: مراد بیحد سوز اور تڑپ. صحبت: پاس بیٹھنا، کسی کی خدمت میں بیٹھنا. اہلِ صفا: مراد دنیا و مافیہا کی آلودگیوں سے پاک عاشقانِ خدا. نور: روشنی، مراد دل کے عشق الٰہی سے منور ہونے کی حالت. حضور: خدائی جلوے پیشِ نظر ہونے کی حالت. سرخوشی: بہت خوش. پُرسوز: گرمی اور حرارتِ عشق سے پُر. لبِ آبجو: ندی کے کنارے. رفیق: ساتھی. نشیمن: گھونسلا، ٹھکانا. درگہ: درگاہ، دہلیز. میر و وزیر: مراد حکمران، بڑے بڑے لوگ. تُو: یعنی خدا تعالیٰ. شاخِ نشیمن: جس شاخ پر گھونسلا بنا ہو. گریباں: مراد سینہ. مطلع: طلوع ہونے کی جگہ. مطلع صبح نشور: قیامت کی صبح طلوع ہونے کا مقام، مراد عشق کی حرارت وسوز کی جگہ. آتشِ ''اللہ ھُو'': ''اللہ ھُو'' کے نعرے کی آگ. سوز: تپش، حرارت. تب: حرارت، چمک. درد: عشق کی خلش. داغ: عشق کا زخم. جستجو: تلاش. ویراں: غیر آباد، جہاں کوئی آبادی نہ ہو. اُجڑے ہوئے: وِیران، غیر آباد. کاخ

وگو: محل اور گلیاں. شرابِ کُہن: پرانی شراب، مراد پہلے مسلمان مجاہدوں کے سے جذبے یعنی عشق خدا اور رسولِ اکرمؐ. توڑ کے جام وسبو: مراد عشق ومعرفت کے بغیر یا بے عملی کا شکار ہو کر. چشمِ کرم: مہربانی کی نظر. ساقیا: یعنی اے خدا. جلوتی: محفل پسند، مراد مادی دنیا کی رونقوں میں کھوئے ہوئے. سبو: جام. خلوتی: تنہائی پسند، مراد خانقاہ نشین صوفی. کدُو: مراد پیالہ. لامکاں: عالمِ بالا، جو ہر طرح کی حدود سے خالی ہے. چار سُو: چار طرف، مراد مکاں، یہ دنیا جس میں حدود ہیں. حرفِ تمنا: آرزو کی/ عشق کی بات. رُوبرو: آمنے سامنے، منہ پر.

مسجدِ قُرطُبہ

(ہسپانیہ کی سرزمین، بالخصوص قُرطُبہ میں لکھی گئی)

سِلسلۂ روز و شب، نقش گرِ حادِثات
سلسلۂ روز و شب، اصلِ حیات و ممات
سِلسلۂ روز و شب، تارِ حریرِ دو رنگ
جس سے بناتی ہے ذات اپنی قبائے صفات

سِلسلۂ روز و شب، سازِ ازل کی فغاں
جس سے دِکھاتی ہے ذات زِیر و بمِ ممکنات
تجھ کو پرکھتا ہے یہ، مجھ کو پرکھتا ہے یہ
سِلسلۂ روز و شب، صَیرفیِ کائنات
تُو ہو اگر کم عِیار، مَیں ہُوں اگر کم عِیار
موت ہے تیری برات، موت ہے میری برات

تیرے شب و روز کی اور حقیقت ہے کیا
ایک زمانے کی رَو جس میں نہ دن ہے نہ رات
آنی و فانی تمام معجزہ ہائے ہُنر
کارِ جہاں بے ثبات، کارِ جہاں بے ثبات!

اوّل و آخر فنا، باطن و ظاہر فنا
نقشِ کُہن ہو کہ نَو، منزلِ آخر فنا

ہے مگر اس نقش میں رنگِ ثباتِ دوام
جس کو کِیا ہو کسی مردِ خدا نے تمام
مردِ خدا کا عمل عشق سے صاحب فروغ
عشق ہے اصلِ حیات، موت ہے اس پر حرام
تُند و سبک سَیر ہے گرچہ زمانے کی رَو
عشق خود اک سَیل ہے، سَیل کو لیتا ہے تھام
عشق کی تقویم میں عصرِ رواں کے سوا
اور زمانے بھی ہیں جن کا نہیں کوئی نام
عشق دمِ جبرئیل، عشق دلِ مصطفیٰؐ
عشق خدا کا رسُول، عشق خدا کا کلام

عشق کی مستی سے ہے پیکرِ گِل تابناک
عشق ہے صہبائے خام، عشق ہے کاسُ الکرام
عشق فقیرِ حرم، عشق امیرِ جُنود
عشق ہے ابن السّبیل، اس کے ہزاروں مقام

عشق کے مِضراب سے نغمۂ تارِ حیات
عشق سے نُورِ حیات، عشق سے نارِ حیات

اے حرَمِ قُرطبہ! عشق سے تیرا وجود
عشق سراپا دوام، جس میں نہیں رفت و بود
رنگ ہو یا خشت و سنگ، چنگ ہو یا حرف و صوت
معجزۂ فن کی ہے خونِ جگر سے نمود
قطرۂ خونِ جگر سِل کو بناتا ہے دِل
خونِ جگر سے صدا سوز و سُرور و سرود
تیری فضا دل فروز، میری نوا سینہ سوز
تجھ سے دِلوں کا حضور، مجھ سے دِلوں کی کشود
عرشِ معلّٰی سے کم سینۂ آدم نہیں
گرچہ کفِ خاک کی حد ہے سپہرِ کبود

پیکرِ نُوری کو ہے سجدہ میسّر تو کیا
اس کو میسّر نہیں سوز و گدازِ سجود

کافرِ ہندی ہُوں مَیں، دیکھ مِرا ذوق و شوق
دل میں صلوٰۃ و درُود، لب پہ صلوٰۃ و درُود

شوق مِری لَے میں ہے، شوق مری نَے میں ہے
نغمۂ 'اَللّٰہ ھُو' میرے رگ و پَے میں ہے

تیرا جلال و جمال، مردِ خدا کی دلیل
وہ بھی جلیل و جمیل، تُو بھی جلیل و جمیل

تیری بِنا پائدار، تیرے سُتوں بے شمار
شام کے صحرا میں ہو جیسے ہُجومِ نخیل

تیرے در و بام پر وادیِ اَیمن کا نور
تیرا منارِ بلند جلوہ گہِ جبرئیل

مِٹ نہیں سکتا کبھی مردِ مسلماں کہ ہے
اس کی اذانوں سے فاش سرِّ کلیمؑ و خلیلؑ

اس کی زمیں بے حدود، اس کا اُفُق بے ثُغور
اس کے سمندر کی موج، دجلہ و دینوب و نیل

اس کے زمانے عجیب، اس کے فسانے غریب
عہدِ کُہن کو دیا اس نے پیامِ رحیل
ساقیِ اربابِ ذوق، فارسِ میدانِ شوق
بادہ ہے اس کا رحیق، تیغ ہے اس کی اصیل

مردِ سپاہی ہے وہ، اس کی زِرہ 'لا اِلٰہ'
سایۂ شمشیر میں اس کی پنہ 'لا اِلٰہ'

تجھ سے ہُوا آشکار بندۂ مومن کا راز
اس کے دنوں کی تپش، اس کی شبوں کا گداز
اس کا مقامِ بلند، اس کا خیالِ عظیم
اس کا سُرور اس کا شوق، اس کا نیاز اس کا ناز

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں، کار کُشا، کارساز
خاکی و نوری نہاد، بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دلِ بے نیاز
اس کی اُمیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دل فریب، اس کی نگہ دل نواز

نرم دمِ گفتگو، گرم دمِ جستجو
رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاک باز
نُقطۂ پرکارِ حق، مردِ خدا کا یقیں
اور یہ عالَم تمام وہم و طلسم و مجاز

عقل کی منزل ہے وہ، عشق کا حاصل ہے وہ
حلقۂ آفاق میں گرمیِ محفل ہے وہ

کعبۂ اربابِ فن! سطوتِ دینِ مُبیں
تجھ سے حرم مرتبت اندلسیوں کی زمیں
ہے تہِ گردُوں اگر حُسن میں تیری نظیر
قلبِ مسلماں میں ہے، اَور نہیں ہے کہیں

آہ وہ مردانِ حق! وہ عرَبی شہسوار
حاملِ 'خُلقِ عظیم'، صاحبِ صدق و یقیں
جن کی حکومت سے ہے فاش یہ رمزِ غریب
سلطنتِ اہلِ دل فقر ہے، شاہی نہیں

جن کی نگاہوں نے کی تربیتِ شرق و غرب
ظُلمتِ یورپ میں تھی جن کی خِرَد راہ بیں

جن کے لہو کی طفیل آج بھی ہیں اندلسی
خوش دل و گرم اختلاط، سادہ و روشن جبیں
آج بھی اس دیس میں عام ہے چشمِ غزال
اور نگاہوں کے تیر آج بھی ہیں دل نشیں

بُوئے یمن آج بھی اس کی ہواؤں میں ہے
رنگِ حجاز آج بھی اس کی نواؤں میں ہے

دیدۂ انجم میں ہے تیری زمیں، آسماں
آہ کہ صدیوں سے ہے تیری فضا بے اذاں
کون سی وادی میں ہے، کون سی منزل میں ہے
عشقِ بلاخیز کا قافلۂ سخت جاں!
دیکھ چکا المنی، شورشِ اصلاحِ دیں
جس نے نہ چھوڑے کہیں نقشِ کہن کے نشاں
حرفِ غلَط بن گئی عصمتِ پیرِ کُنِشت
اور ہُوئی فکر کی کشتیِ نازک رواں
چشمِ فرانسیس بھی دیکھ چکی انقلاب
جس سے دِگرگُوں ہُوا مغربیوں کا جہاں

ملّتِ رومی نژاد کُہنہ پرستی سے پیر
لذّتِ تجدید سے وہ بھی ہُوئی پھر جواں

رُوحِ مسلماں میں ہے آج وہی اضطراب
رازِ خدائی ہے یہ، کہہ نہیں سکتی زباں

دیکھیے اس بحر کی تہ سے اُچھلتا ہے کیا
گنبدِ نیلوفری رنگ بدلتا ہے کیا!

وادیِ کُہسار میں غرقِ شفَق ہے سحاب
لعلِ بدخشاں کے ڈھیر چھوڑ گیا آفتاب

سادہ و پُرسوز ہے دُخترِ دہقاں کا گیت
کشتیِ دل کے لیے سَیل ہے عہدِ شباب

آبِ روانِ کبیر! تیرے کنارے کوئی
دیکھ رہا ہے کسی اَور زمانے کا خواب

عالمِ نَو ہے ابھی پردۂ تقدیر میں
میری نگاہوں میں ہے اس کی سحَر بے حجاب

پردہ اُٹھا دوں اگر چہرۂ افکار سے
لا نہ سکے گا فرنگ میری نواؤں کی تاب

جس میں نہ ہو انقلاب، موت ہے وہ زندگی
رُوحِ اُمم کی حیات کشمکشِ انقلاب
صُورتِ شمشیر ہے دستِ قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب

نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر

مسجدِ قُرطبہ: ہسپانیہ (سپین) کے اُموی خلیفہ عبدالرحمن نے اس مسجد کی بنیاد آٹھویں صدی عیسوی کے آخر میں رکھی تھی۔ اس کی تعمیر میں مشرق و مغرب کی تمدنی میراث کو نہایت خوبی و سلیقے سے استعمال کیا گیا ہے۔ اس انتہائی مضبوط اور خوبصورت مسجد کے اکیس دروازے اور کئی ستون ہیں. **سلسلۂ روز و شب**: دن رات کا سلسلہ، مراد وقت / زمانہ کی گردش **نقش گر**: تصویر بنانے والا، مراد پیدا کرنے والا. **حادثات**: جمع حادثہ، نئے نئے واقعات و حالات **اصل حیات و ممات**: زندگی اور موت کی بنیاد / حقیقت. **حریر دو رنگ**: دو رنگا ریشم. **ذات**: خدا تعالیٰ کی ہستی **قبائے صفات**: صفتوں کا لباس، مراد خدا کی مختلف صفتیں جیسے رحیم، کریم، غفار وغیرہ **سازِ ازل**: قدرت کا ساز **فغاں**: فریاد، مراد لَے. **زیر و بم**: اُتار چڑھاؤ مراد نت نئی تبدیلیاں. **ممکنات**: جمع ممکن، مراد خدا کے علاوہ تمام مخلوق **صیرفی**: صرّاف، مراد کسوٹی پر کھوٹا کھرا پرکھنے والا **کم عیار**: مراد کھوٹا **برات**: مقدر، مراد موت کا فرمان / پروانہ. **زمانے کی رَو**: وقت کی لہر / موج. **آنی**: عارضی، وقتی. **فانی**: فنا ہونے والے، مراد وقتی **معجزہ ہائے ہنر**: فن کے غیر معمولی کارنامے. **کارِ جہاں**: دنیا کا معاملہ، دنیا کے کام. **بے ثبات**: فانی. **باطن**: چھپی ہوئی شے، اندرون. **ظاہر**: نظر آنے والی. **فنا**: مٹ جانے کی حالت. **نقشِ کُہن**: پرانے نقش، پرانے فنی کمالات **نو**: نیا **منزلِ آخر**: آخری منزل، مراد انجام. **نقش**: تصویر، فن. **رنگِ ثباتِ دوام**: ہمیشہ ہمیشہ برقرار رہنے کی حالت. **مردِ خدا**: مراد مردِ مومن **تمام**: مکمل. **صاحب فروغ**: روشنی والا، ترقی کی طرف بڑھنے والا. **اصل حیات**: زندگی یعنی دائمی زندگی کی بنیاد **موت حرام ہونا**: مراد حیاتِ جاوید حاصل ہونا. **تند و سبک سیر**:

سخت اور تیز رفتار. **سَیل**: طوفان. **تھامنا**: روکنا. **تقویم**: جنتری، کیلنڈر. **عصرِ رواں**: زمانۂ حال. **دمِ جبرئیل** حضرت جبرئیل کا سانس / پھونک. **دلِ مصطفیٰؐ**: حضور اکرمؐ کا دلِ مبارک جو عشقِ خداوندی میں ڈوبا ہوا تھا **رسول**: پیغام بر، پیغام لانے والا. **پیکرِ گل**: مٹی کا یعنی انسانی جسم. **صہبائے خام**: کچی شراب. **کاس الکرام** مرادنجی لوگوں کا پیالہ جس سے دوسرے بھی فائدہ اُٹھائیں. **فقیہِ حرم**: مومن عالم. **امیرِ جنود**: فوج کا سردار. **ابن السّبیل**: مسافر، مراد عشق سالک کے ساتھ ساتھ چلتا ہے. **مِضراب**: ستار بجانے کے لیے تار کا چھلا. **نغمہ ترانہ. تارِ حیات**: زندگی کا ساز. **نورِ حیات**: زندگی کی روشنی. **نارِ حیات**: زندگی کی آگ / تپش و حرارت. **حرمِ قُرطبہ**: قُرطبہ کی مسجد. **تیرا وجود**: یعنی مسجد کا تعمیر ہونا عشق کے طفیل ہے. **سراپا دوام**: پورے طور پر ہمیشگی **رفت و بود**: مراد فنا ہونے کی حالت. **رنگ**: مصوری. **خشت و سنگ**: اینٹ اور پتھر، سنگ تراشی. **چنگ**: ساز. سازوں کی موسیقی. **حرف و صَوت**: الفاظ اور آواز، موسیقی. **معجزۂ فن**: فن کا عظیم کارنامہ. **خونِ جگر**: بیحد محنت. **نمود**: ظہور، وجود میں آنا. **قطرۂ خونِ جگر**: جگر کے خون کا قطرہ، مراد محنت. **سِل**: پتھر. **سوز و سُرور و سرود**: جذبے کی حرارت، خوشی و مسرّت، موسیقیت. **فضا**: مراد مسجد کا پورا ماحول. **دل فروز**: دل کو منور کرنے والی. **سینہ سوز**: سینے میں جذبوں کی گرمی پیدا کرنے والی. **دلوں کا حضور**: مراد دل اللہ کی یاد میں محو ہو جاتے ہیں. **کشود**: کھلنا. **دلوں کی کشود**: مراد میری شاعری دلوں میں جذبے پیدا کرتی ہے. **عرشِ معلّٰی**: سب سے بلند عرش. **سینۂ آدم**: انسان کا دل. **کفِ خاک**: مٹی کی مُٹھی، انسان. **حد**: انتہا. **سپہرِ کبود**: نیلا آسمان، مراد آسمان. **پیکرِ نوری**: فرشتے. **سوز و گدازِ سجود**: سجدے کی تپش اور نرمی. **کافرِ ہندی**: ہندوستان کا کافر. **ذوق و شوق**: بیحد دلچسپی اور جذبۂ عشق. **صلوٰۃ و درود**: حضور اکرمؐ اور حضورؐ کی آل وغیرہ پر بھیجا جانے والا درود. **شوق**: جذبہ عشق. **لَے**: سُر، نغمہ، مراد دل. **نَے**: بانسری، مراد رُوح. **نغمۂ "اللہ ھو"**: "صرف وہی اللہ ہے" کا گیت / نعرہ. **رگ و پے میں ہونا**: رگ رگ / نس نس میں ہونا. **تیرا**: یعنی مسجد کا. **مردِ خدا**: مردِ مومن. وہ: یعنی مردِ خدا. **جلیل**: باعظمت. **جمیل**: خوبصورت. **بِنا**: بنیاد، عمارت. **ستُوں**: کھمبے جن پر مسجد کی چھت کھڑی ہے. **نخیل**: کھجور کے درخت. **در و بام**: دروازے اور چھتیں. **وادیِ ایمن**: جہاں حضرت موسیٰؑ کو خدا تعالیٰ کا جلوہ نظر آیا تھا. **سرِّ کلیم و خلیل**: حضرت موسیٰؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی حقیقت / راز. **اُس کی**: مراد مردِ مومن / مسلمان کی. **زمیں بے حدود**: مراد جغرافیائی حدوں سے پاک. **اُفق**: مراد فضا کی وسعت. **بے ثُغور**: سرحدوں سے بے نیاز. **دجلہ و دینوب و نیل**: دجلہ ملک عراق کا بڑا دریا، ڈینیوب یورپ کا اور نیل ملک مصر کا دریا، مراد بڑے بڑے دریا، یہ وہ وقت ہے جب سلیمان اعظم کی حکومت تینوں ملکوں میں تھی. **اُس کے**: مراد مردِ مسلماں کے. **فسانے غریب**: واقعات حیران کن. **پیامِ رحیل**: کوچ کا پیغام، مراد پرانی غلط روایتیں ختم کر دیں. **ارباب ذوق**:

عشقِ حقیقی سے سرشار لوگ، مسلمان. **فارِس**: شہ سوار. **بادہ**: شرابِ عشق. **رَحیق**: خالص شراب. **زِرہ**: دشمن کے وار سے بچنے کے لیے لوہے کا لباس، ڈھال. **سایۂ شمشیر**: تلوار کا سایہ، مراد میدانِ جنگ. **پنہ**: پناہ. **دنوں کی تپش**: دن میں عشقِ حقیقی کے نتیجے میں بیقراری. **شبوں کا گداز**: راتوں کو اُٹھ کر خدا کے حضور سربسجدہ ہونا. **خیالِ عظیم**: بہت بلند سوچ/ فکر. **سُرور**: مسرت، نشہ، روحانی کیفیت. **ناز**: فخر. **غالب**: مراد باطل قوتوں پر غلبہ پانے والا. **کارآفریں**: اہم اور انسانیت کے لیے مفید کام کرنے والا. **کارکُشا**: مشکل کام یا گتھیاں سُلجھانے/ کھولنے والا. **کارساز**: بگڑے کام سنوارنے والا. **نوری نہاد**: جس کی فطرت نوری ہے. **بندۂ مولا صفات**: یعنی ایسا بندہ جس میں خدائی صفات کی جھلک پائی جاتی ہو. **دلِ بے نیاز**: دنیاوی آسائشوں وغیرہ کی طرف توجہ نہ کرنے والا دل. **ادا**: مراد طور طریقے. **دل نواز**: دل پر اثر کرنے/ دل کو بھانے والی. **دمِ گفتگو**: بات کرتے وقت. **گرم**: تیزی سے مشغول. **دمِ جستجو**: تلاش کے وقت. **رزم**: جنگ. **پاک باز**: مراد معاملے کا صاف، دھوکے بازی سے پاک. **نقطۂ پرکارِ حق**: خدا کی پرکار کا مرکز. **طلسم**: جادو، ایسی چیز جس کا کوئی وجود نہ ہو. **مجاز**: جو حقیقت نہ ہو. **حلقۂ آفاق**: مراد کائنات. **گرمیِ محفل**: مراد کائنات کی رونق کا باعث. **کعبہ**: مراد مرکز. **سطوت**: شان و شوکت، دبدبہ. **حرمِ مرتبت**: کعبہ ایسے مرتبے والی. **تجھ سے**: یعنی مسجد قرطبہ سے. **اندلسیوں کی زمیں**: مراد ہسپانیہ (سپین). **تہ گردوں**: آسمان کے نیچے، اِس دنیا میں. **نظیر**: مثال. **عربی شہسوار**: مراد عرب کے دلیر سوار اور مجاہد. **حامِل**: اُٹھانے/ رکھنے والے. **خُلقِ عظیم**: اعلیٰ اخلاق، انسان دوستی پر مبنی اخلاق، قرآن کریم میں حضور اکرمؐ کو صاحبِ خُلقِ عظیم کہا گیا ہے. **صدق و یقیں**: سچائی اور ٹھوس اعتبار/ اعتماد. **رمزِ غریب**: انوکھا اشارہ/ راز. **اہلِ دل**: عشقِ حقیقی سے سرشار لوگ. **فقر**: خدا کے عشق میں دنیا و مافیہا سے بے تعلقی کا عمل. **ظلمتِ یورپ**: یورپ کی جہالت، مراد اُس دور میں یورپ جہالت کے اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا. **راہ بیں**: راستوں سے آگاہ، مراد علوم سے آراستہ. **لہو کی طفیل**: لہو کے صدقے، مراد پرانی ہسپانوی نسل کے خون کی موجودہ نسل کے خون میں آمیزش کے سبب. **گرم اختلاط**: محبت و خلوص کے ساتھ پیش آنے والا. **روشن جبیں**: چمکتا ہوا ماتھا جو حُسن کی علامت ہے. **چشمِ غزال**: ہرن کی سی خوبصورت آنکھوں والی حسینائیں. **نگاہوں کے تیر**: مراد بڑی بڑی پلکیں جو حسن کی علامت ہیں. **بُوئے یمن**: غالباً نبی کریمؐ کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے: میں یمن کی طرف سے رحمان کی خوشبو محسوس کرتا ہوں. **رنگِ حجاز**: مراد حجازی لہجہ. **نواؤں میں**: مراد باتوں/ گفتگو میں. **دیدۂ انجم**: ستاروں کی نگاہ. **بے اذاں**: غیر مسلم حکومت نے مسجد بند کر دی تھی اور وہاں نماز نہیں ہو سکتی تھی. **عشق بلا خیز**: مراد مجاہدین جنھوں نے انقلابی قدم اُٹھائے. **سخت جاں**: مقاصد کے حصول میں جان کی پروا نہ کرنے والا. **المنی**: جرمن، مارٹن لُوتھر کی طرف اشارہ ہے جس نے کیتھولک پوپ اور کلیسا کے

خلاف تحریک چلائی تھی اور یوں پروٹسٹنٹ فرقہ وجود میں آیا. **اصلاحِ دِیں**: پروٹسٹنٹ تحریک کی طرف اشارہ. **نقشِ کہن**: پرانا نقش، مراد کلیسا کی دونوں رسمیں. **حرفِ غلط**: مراد بیکار، جس کی ضرورت نہ ہو. **عصمت**: معصومیت، گناہ سے پاک ہونا. **پیرِ کنشت**: مراد روم کا پوپ/پاپائے روم. **فکر**: مراد سوچ اور خیال. **کشتیِ نازک**: کمزور کشتی، اشارہ ہے لوتھر کی سوچ کی طرف جو ایک معمولی پادری تھا. **چشمِ فرانسیس**: فرانس کی آنکھ، مراد ۱۷۸۹ء کا انقلابِ فرانس، جدید دنیا کا پہلا جمہوری انقلاب. **رومی نژاد**: اطالوی (اٹلی کی) نسل. **کہنہ پرستی**: قدیم رسموں سے چمٹے رہنا. **پیر**: بوڑھا، بوڑھی. **لذّتِ تجدید**: جدید دَور کے مطابق زندگی گزارنے کا مزہ. **بحر**: سمندر، مراد صورتِ حالات. **گنبدِ نیلوفری**: نیلا گنبد، مراد آسمان. **رنگ بدلنا**: مراد تبدیلیاں یا انقلاب لانا. **غرقِ شفق**: شام کے وقت سرخی میں ڈوبا ہوا. **سحاب**: بادل. **لعلِ بدخشاں**: بدخشاں (شہر کا نام جہاں کے لعل مشہور ہیں) کا سرخ قیمتی پتھر. **پُر سوز**: عشق کی گرمی سے پُر. **دُخترِ دہقاں**: کسان کی بیٹی. **کشتیِ دل**: دل کی کشتی، مراد دل. **سیل**: طوفان. **عہدِ شباب**: جوانی کا زمانہ. **آبِ روانِ کبیر**: وادالکبیر، قرطبہ کے مشہور دریا (جس کے قریب مسجدِ قرطبہ واقع ہے) کا بہتا ہوا پانی. **عالمِ نو**: نئی دنیا، نیا زمانہ. **پردۂ تقدیر**: مراد تقدیر میں بے حجاب: بے پردہ، ظاہر. **پردہ اُٹھا دوں**: ظاہر کر دوں. **چہرۂ افکار**: خیالات کا چہرہ، مراد خیالات. **تاب**: طاقت، برداشت کرنے کی قوت. **موت ہے**: یعنی بے کار اور فضول ہے. **روحِ اُمم**: قوموں کی روح. **کشمکشِ انقلاب**: مسلسل تبدیلیوں کی کھینچا تانی. **صورتِ شمشیر**: تلوار کی طرح. **دستِ قضا**: تقدیر کا ہاتھ. **ہر زماں**: ہر پل، ہر ہر لمحہ. **اپنے عمل کا حساب کرنا**: خود ہی اپنے عملوں کا جائزہ لینا. **نقش**: کسی بھی فن کے نمونے یا تخیلات. **خونِ جگر**: انتہائی جدوجہد اور محنت. **سَودائے خام**: نیم دیوانگی، مراد نامکمل جذبۂ عشق یا کسی بھی فن میں پوری محویت نہ ہونا.

قید خانے میں معتمدؔ کی فریاد

معتمدؔ اشبیلیہ کا بادشاہ اور عربی شاعر تھا۔ ہسپانیہ کے ایک حکمران نے اس کو شکست دے کر قید میں ڈال دیا تھا۔ معتمدؔ کی نظمیں انگریزی میں ترجمہ ہو کر ''وِزڈم آف دی ایسٹ سیریز'' میں شائع ہو چکی ہیں۔

اک فُغانِ بے شرر سینے میں باقی رہ گئی
سوز بھی رُخصت ہُوا، جاتی رہی تاثیر بھی
مردِ حُر زِنداں میں ہے بے نیزہ و شمشیر آج
مَیں پشیماں ہوں پشیماں ہے مِری تدبیر بھی
خود بخود زنجیر کی جانب کھنچا جاتا ہے دل
تھی اسی فولاد سے شاید مِری شمشیر بھی
جو مِری تیغِ دو دم تھی، اب مِری زنجیر ہے
شوخ و بے پروا ہے کتنا خالقِ تقدیر بھی!

فغاں: فریاد۔ **بے شرر**: تپش اور سوز سے خالی۔ **سوز**: تپش، گرمی۔ **تاثیر**: اثر ہونے کی کیفیت۔ **مردِ حُر**: آزاد مرد، مردِ مومن۔ **زنداں**: قید خانہ۔ **بے نیزہ و شمشیر**: نیزہ اور تلوار کے بغیر، مراد آلاتِ جنگ یا ہتھیاروں کے بغیر۔ **پشیماں**: شرمندہ، نادم۔ **تدبیر پشیماں ہونا**: کوشش بیکار جانا۔ **زنجیر**: مراد قیدی کے پاؤں میں ڈالی گئی زنجیر۔ **تیغِ دو دم**: دو دھاری تلوار۔ **شوخ**: چالاک، شریر۔ **بے پروا**: بے نیاز، توجہ نہ کرنے والا۔ **خالقِ تقدیر**: تقدیر بنانے والا، مراد خدا۔

عبدالرحمٰن اوّل کا بویا ہُوا کھجور کا پہلا درخت
سرزمینِ اندلس میں

یہ اشعار جو عبدالرحمٰن اوّل کی تصنیف سے ہیں، 'تاریخ المقری' میں درج ہیں۔ مندرجہ ذیل اُردو نظم ان کا آزاد ترجمہ ہے (درخت مذکور مدینۃ الزّہراء میں بویا گیا تھا)

میری آنکھوں کا نور ہے تُو میرے دل کا سُرور ہے تُو
اپنی وادی سے دُور ہوں مَیں میرے لیے نخلِ طور ہے تُو
مغرب کی ہوا نے تجھ کو پالا صحرائے عرب کی حور ہے تُو
پردیس میں ناصبور ہوں میں پردیس میں ناصبور ہے تُو

غُربت کی ہوا میں بارور ہو
ساقی تیرا نمِ سحر ہو

عالَم کا عجیب ہے نظارہ دامانِ نِگہ ہے پارہ پارہ
ہمّت کو شناوری مبارک! پیدا نہیں بحر کا کنارہ
ہے سوزِ دُروں سے زندگانی اُٹھتا نہیں خاک سے شرارہ
صبحِ غُربت میں اور چمکا ٹُوٹا ہُوا شام کا ستارہ

مومن کے جہاں کی حد نہیں ہے
مومن کا مقام ہر کہیں ہے

عبدالرحمٰن اوّل. خاندان بنی اُمیہ کے خلیفہ ہشام کا پوتا۔ عباسیوں کے ہاتھوں تنگ آ کر ہسپانیہ چلا گیا۔ کچھ عرصہ بعد ہسپانیہ کے حاکم کو شکست دے کر اور عباسیوں سے قطع تعلق کر کے خود مختار بادشاہ بن گیا۔ وفات ۷۹۰ء۔ سلطنت اندلس کا بانی یہی ہے **دل کا سرُور**: دل کی مسرت **نخلِ طور**: طور کا وہ درخت جس کے ذریعے خدا، حضرت موسیٰؑ سے ہم کلام ہوا **صحرائے عرب**: عرب کا ریگستان. **حور**: مراد حور کی مانند خوبصورت. **ناصبور**: جس میں صبر نہ ہو. **غربت**: پردیس. **بارور ہونا**: پھلنا پھولنا **نم سحر**: شبنم، اوس. **عالَم**: دنیا، کائنات. **دامانِ نگہ پارہ پارہ ہونا**: مراد نگاہوں کا حیران ہونا، دیکھنے میں محو ہونا. **شناوری**: تیراکی. **سوزِ دروں**: دل کی تپش. **شرارہ اُٹھنا**: مراد گرمی / تپش پیدا ہونا **صبح غربت**: پردیس کی صبح. **ٹوٹا ہوا ستارہ**: مراد اپنے وطن سے دور یا نکالا گیا انسان یعنی عبدالرحمن ہر کہیں: ہر جگہ.

ہسپانیہ

(ہسپانیہ کی سرزمین میں لکھے گئے)

(واپس آتے ہوئے)

ہسپانیہ تُو خونِ مسلماں کا امیں ہے
مانندِ حرم پاک ہے تُو میری نظر میں

پوشیدہ تری خاک میں سجدوں کے نشاں ہیں
خاموش اذانیں ہیں تری بادِ سحر میں

روشن تھیں ستاروں کی طرح ان کی سِنانیں
خیمے تھے کبھی جن کے ترے کوہ و کمر میں

پھر تیرے حَسینوں کو ضرورت ہے حنا کی؟
باقی ہے ابھی رنگ مِرے خونِ جگر میں!

کیونکر خس و خاشاک سے دب جائے مسلماں
مانا، وہ تب و تاب نہیں اس کے شرر میں

غرناطہ بھی دیکھا مِری آنکھوں نے ولیکن
تسکینِ مسافر نہ سفر میں نہ حضر میں

دیکھا بھی دِکھایا بھی، سُنایا بھی سُنا بھی
ہے دل کی تسلّی نہ نظر میں، نہ خبر میں!

حرم: قابل احترام جگہ مراد خانۂ کعبہ. **پوشیدہ:** چُھپے ہوئے. **خاموش اذانیں:** مراد وہ اذانیں جو کبھی یہاں دی گئیں. **بادِ سحر:** صبح کی ہوا، نسیم. **سِنانیں:** جمع سِنان، برچھیاں. **کوہ و کمر:** پہاڑ اور وادی **تیرے حسین:** تیرے خوبصورت لوگ مراد حسینائیں. **حنا:** مہندی، عورتوں کی آرائش کی چیز. **خونِ جگر:** مراد دل کا خون. **خس و خاشاک:** گھاس پھوس، مراد باطل اور کفر کی قوتیں. **تب و تاب:** قوت و طاقت، جذبوں کی حرارت. **غرناطہ:** ہسپانیہ کا ایک شہر جو مسلمانوں کی گزشتہ عظمت کی آخری یادگار تھا۔ یہاں سے بھی مسلمان نکال دیے گئے. **حضر:** قیام، کسی جگہ ٹھہرے رہنے کی حالت. **نظر:** مراد کشف اور شہود، مرشد کی وہ نگاہِ خاص جس سے دوسروں کی تربیت ہوتی ہے. **خبر:** مراد علمی مشاہدے اور سائنسی تجربات وغیرہ جن کے ذریعے حقیقت کا ادراک کرتے ہیں.

طارق کی دُعا

(اندلس کے میدانِ جنگ میں)

یہ غازی، یہ تیرے پُراَسرار بندے
جنھیں تُو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالَم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذّتِ آشنائی
شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کِشور کُشائی
خیاباں میں ہے منتظِر لالہ کب سے
قبا چاہیے اس کو خونِ عرب سے
کِیا تُو نے صحرا نشینوں کو یکتا
خبر میں، نظر میں، اذانِ سحَر میں
طلب جس کی صدیوں سے تھی زندگی کو
وہ سوز اس نے پایا انھی کے جگر میں

کُشادِ درِ دل سمجھتے ہیں اس کو
ہلاکت نہیں موت ان کی نظر میں
دلِ مردِ مومن میں پھر زندہ کر دے
وہ بجلی کہ تھی نعرۂ 'لا تذر' میں
عزائم کو سینوں میں بیدار کر دے
نگاہِ مسلماں کو تلوار کر دے!

طارق: مراد طارق بن زیاد فاتحِ اندلس۔ بربری افریقہ کے باشندے اور موسیٰ بن نصیر کے آزاد کردہ غلام۔ فوجی خدمات پر مامور تھے۔ ان کا لشکر بربریوں پر مشتمل تھا۔ ۱۹ جولائی ۷۱۱ء کو حملہ کر کے اندلس فتح کیا اور وہاں اسلامی حکومت قائم کی. پُر اَسرار: مراد جن کا صحیح پتا نہ چل سکے۔ جب طارق نے اندلس پر حملہ کیا تو وہاں کے حاکم نے بادشاہ راڈرک کو اطلاع دی کہ ایسے لوگوں نے حملہ کیا ہے جن کا نہ وطن معلوم ہے نہ یہ کہ وہ آسمان سے اُترے ہیں یا زمین سے نکلے ہیں. ذوقِ خدائی: حکمرانی کا شوق و جذبہ. دو نیم: دو ٹکڑے. رائی: چھوٹا سا دانہ دو عالَم: مراد ساری کائنات. لذتِ آشنائی: عشقِ حقیقی کا لطف. شہادت: خدا کی راہ میں جان دینا. مطلوب و مقصود: اصل غرض اور مطلب. مالِ غنیمت: شکست خوردہ فوج کا مال جو فاتح فوج کے ہاتھ لگتا ہے. کشور کشائی: مُلک فتح کرنا. خیاباں: کیاری. لالہ: سرخ پھول، مراد ملتِ اسلامیہ. قبا: ایک خاص لباس. خونِ عرب: عرب کا خون، مراد عرب فوجیں خدا کی راہ میں جان دیں. صحرا نشین: ریگستانوں میں بسیرا کرنے والے. یکتا: واحد، بے مثل. سوز: تپش، جذبوں کی گرمی. جگر: مراد دل. کشادِ درِ دل: دل کے دروازے کا کھلنا. ہلاکت: تباہی. زندہ کر دے: پیدا کر دے، مراد پہلے والی قوت پھر پیدا کر دے. نعرۂ ''لا تذر'': ''لا تذر'' کا نعرہ، ایک قرآنی آیت کے مطابق حضرت نوحؑ نے اللہ سے گزارش کی کہ روئے زمین پر ایک بھی کافر نہ چھوڑ. نگاہ کو تلوار کر دے: نظر کو تلوار بنا، یعنی نگاہوں میں تلوار کی سی کاٹ مراد تاثیر بھر دے

لینن

(خدا کے حضور میں)

اے اَنفُس و آفاق میں پیدا ترے آیات
حق یہ ہے کہ ہے زندہ و پائندہ تری ذات
مَیں کیسے سمجھتا کہ تُو ہے یا کہ نہیں ہے
ہر دَم متغیّر تھے خرد کے نظَریّات

محرم نہیں فطرت کے سرودِ ازَلی سے
بِینائے کواکب ہو کہ دانائے نباتات

آج آنکھ نے دیکھا تو وہ عالَم ہُوا ثابت
مَیں جس کو سمجھتا تھا کلیسا کے خرافات

ہم بندِ شب و روز میں جکڑے ہُوئے بندے
تُو خالقِ اعصار و نگارندۂ آنات!

اک بات اگر مجھ کو اجازت ہو تو پوچھوں
حل کر نہ سکے جس کو حکیموں کے مقالات

جب تک میں جیا خیمۂ افلاک کے نیچے
کانٹے کی طرح دل میں کھٹکتی رہی یہ بات

گفتار کے اسلُوب پہ قابو نہیں رہتا
جب رُوح کے اندر متلاطم ہوں خیالات

وہ کون سا آدم ہے کہ تُو جس کا ہے معبود
وہ آدمِ خاکی کہ جو ہے زیرِ سماوات؟

مشرق کے خداوند سفیدانِ فرنگی
مغرب کے خداوند درخشندہ فِلِزّات

یورپ میں بہت روشنیِ علم و ہُنر ہے
حق یہ ہے کہ بے چشمۂ حیواں ہے یہ ظلمات

رعنائیِ تعمیر میں، رونق میں، صفا میں
گرجوں سے کہیں بڑھ کے ہیں بنکوں کی عمارات

ظاہر میں تجارت ہے، حقیقت میں جوا ہے
سُود ایک کا لاکھوں کے لیے مرگِ مفاجات

یہ عِلم، یہ حِکمت، یہ تدبُّر، یہ حکومت
پیتے ہیں لہو، دیتے ہیں تعلیمِ مساوات

بے کاری و عُریانی و مے خواری و اِفلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدَنیّت کے فتوحات

وہ قوم کہ فیضانِ سماوی سے ہو محروم
حد اُس کے کمالات کی ہے برق و بخارات

ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت
احساسِ مروّت کو کُچل دیتے ہیں آلات

آثار تو کچھ کچھ نظر آتے ہیں کہ آخر
تدبیر کو تقدیر کے شاطر نے کِیا مات

میخانے کی بنیاد میں آیا ہے تزلزُل
بیٹھے ہیں اسی فکر میں پیرانِ خرابات

چہروں پہ جو سُرخی نظر آتی ہے سرِ شام
یا غازہ ہے یا ساغر و مینا کی کرامات

تُو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات

کب ڈُوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ؟
دُنیا ہے تری منتظرِ روزِ مکافات!

لینن: مشہور کیمونسٹ لیڈر (۱۸۷۰ء۔۱۹۲۴ء) پوری زندگی سخت ترین جدوجہد میں گزری۔ بالآخر ۱۹۱۷ء میں روس میں نظریہ سوشلزم کے تحت ایک کامیاب انقلاب برپا کیا۔ **انفس**: مراد بنی نوع انسان۔ **آفاق**: جمع افق۔ مراد کائنات۔ **آیات**: جمع آیت، نشانیاں۔ **زندہ و پائندہ**: مراد ہمیشہ قائم رہنے والی۔ **متغیر**: بدلتے رہنے والے۔ **محرم**: واقف۔ **سرودِ ازلی**: ہمیشہ ہمیشہ کا ترانہ۔ **بینائے کواکب**: ستاروں کو دیکھنے والا، مراد نجومی، سائنسدان۔ **دانائے نباتات**: ماہر نباتات، پودوں وغیرہ کے علم کا ماہر۔ **ثابت ہونا**: دلیل سے واضح ہونا۔ **کلیسا**: عیسائیوں کی عبادت گاہ، چرچ، مراد مذہبی ادارہ۔ **خرافات**: جمع خرافہ، لغو اور بیہودہ باتیں۔ **بندِ شب و روز**: رات دن کی پابندی، مراد گردشِ وقت کی قید/پابندی۔ **جکڑے ہوئے**: پھنسے/بندھے ہوئے۔ **خالقِ اعصار**: عصروں یعنی زمانوں کو پیدا کرنے والا۔ **نگارندۂ آنات**: مراد ایک ایک گھڑی اور پل مقرر کرنے والا۔ **حکیموں کے مقالات**: فلسفیوں کی کتابیں/تصنیفات۔ **خیمۂ افلاک**: آسمانوں کا خیمہ، مراد آسمان۔ **دل میں کھٹکنا**: دل میں چبھنا۔ **گفتار**: باتیں کرنے کی حالت۔ **اسلوب**: انداز، طریقہ۔ **متلاطم**: طوفانی۔ **آدم**: انسان۔ **معبود**: جس کی عبادت کی جائے۔ **آدمِ خاکی**: مٹی کا آدمی، مراد انسان۔ **زیرِ سماوات**: آسمانوں کے نیچے، مراد اس دنیا میں۔ **مشرق**: مراد مشرقی ممالک۔ **خداوند**: آقا، حکمران۔ **سفیدانِ فرنگی**: یورپ کی سفید قوم، انگریز۔ **مغرب**: مراد مغربی ممالک، یورپ۔ **خداوند**: مراد معبود۔ **درخشندہ فلزات**: چمکتی ہوئی دھاتیں، مراد سونے چاندی کے سکے۔ **روشنیٔ علم و ہنر**: مراد سائنسی علوم و فنون کی روشنی۔ **بے چشمہ حیواں**: آبِ حیات کے چشمے کے بغیر۔ **ظلمات**: تاریکیاں، وہ سمند جس میں سکندر آبِ حیات کی تلاش میں گیا تو وہاں ایک جگہ بہت تاریکی تھی۔ **رعنائیٔ تعمیر**: عمارت کی ظاہری تعمیر کی خوبصورتی۔ **رونق**: چہل پہل۔ **صفا**: صاف ستھرا ہونا۔ **ظاہر**: دیکھنے میں۔ **مرگِ مفاجات**: اچانک موت، کسی کام کا اچانک ہو جانا۔ **علم**: سائنس۔ **تدبّر**: غور و فکر، سیاست۔ **مے لہو پینا**: دوسروں یعنی مزدوروں کی محنت سے ہونے والی آمدنی خود کھا جانا۔ **تعلیمِ مساوات**: برابری کی تعلیم۔ **عریانی**: ننگا پن، مراد عورتوں کا پورا لباس نہ ہونا۔ **مے خواری**: شراب پینے کا عمل۔ **فرنگی مدنیت**: یورپی تمدن۔ **فتوحات**: جمع فتح، مراد فتح مندی کے کارنامے۔ **فیضانِ سماوی**: آسمانی فائدہ رسانی کی حالت۔ **حد**: انتہا۔ **برق و بخارات**: مراد بجلی اور بھاپ سے چلنے والی (مشین) **مشینوں کی حکومت**: مراد صنعت کاری کا غلبہ۔ **احساسِ مروّت**: ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی کرنے کا جذبہ۔ **کچل دینا**: پاؤں تلے روند ڈالنا، مراد ختم کر دینا۔ **آلات**: جمع آلہ، مراد مشینیں۔ **آثار**: جمع اثر، نشانیاں۔ **تدبیر**: غور و فکر، سوچ بچار۔ **تقدیر کا شاطر**: تقدیر کا کھلاڑی، مراد تقدیر۔ **مات کرنا**: شکست دینا، ہرا دینا۔ **تزلزل**: زلزلہ، لرزنے کی حالت۔ **پیرانِ خرابات**: شراب خانے چلانے والے۔ **فکر**: پریشانی۔ **سرِ شام**: شام کے شروع ہی سے۔ **غازہ**: مراد سرخی پاؤڈر۔ **ساغر و مینا**: جام اور صراحی، مراد شراب خوری۔ **کرامات**: جمع کرامت، غیر معمولی کارنامہ۔ **قادر**: قدرت رکھنے والا، خدا کی ایک صفت۔ **عادل**: عدل و انصاف کرنے والا، خدا کی ایک صفت۔ **اوقات تلخ ہونا**: زندگی مصیبت میں گزرنا۔ **سرمایہ پرستی**: دولت کی عبادت یعنی دولت ہی کو سب کچھ سمجھ لینے کی کیفیت۔ **سفینۂ کشتیٔ روز**۔ **مکافات**: بدلے یا سزا کا دن۔

فرشتوں کا گیت

عقل ہے بے زمام ابھی، عشق ہے بے مقام ابھی
نقش گرِ ازل! ترا نقش ہے ناتمام ابھی

خلقِ خدا کی گھات میں رِند و فقیہ و میر و پیر
تیرے جہاں میں ہے وہی گردشِ صبح و شام ابھی

تیرے امیر مال مست، تیرے فقیر حال مست
بندہ ہے کُوچہ گرد ابھی، خواجہ بلند بام ابھی

دانش و دِین و علم و فن بندگیِ ہوَس تمام
عشقِ گرہ کُشاے کا فیض نہیں عام ابھی

جوہرِ زندگی ہے عشق، جوہرِ عشق ہے خودی
آہ کہ ہے یہ تیغِ تیز پردگیِ نیام ابھی!

فرمانِ خدا

(فرشتوں سے)

اُٹھو! مِری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخِ اُمَرا کے در و دیوار ہلا دو

گرماؤ غلاموں کا لہو سوزِ یقیں سے
کنجشکِ فرومایہ کو شاہیں سے لڑا دو

سُلطانیِ جمہور کا آتا ہے زمانہ
جو نقشِ کُہن تم کو نظر آئے، مٹا دو

جس کھیت سے دہقاں کو میسّر نہیں روزی
اُس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

کیوں خالق و مخلوق میں حائل رہیں پردے
پیرانِ کلیسا کو کلیسا سے اُٹھا دو

حق را بسجودے، صنَماں را بطوافے
بہتر ہے چراغِ حَرم و دَیر بجھا دو

میں ناخوش و بیزار ہُوں مَرمَر کی سِلوں سے
میرے لیے مٹّی کا حرم اور بنا دو

تہذیبِ نوی کارگہِ شیشہ گراں ہے
آدابِ جنوں شاعرِ مشرق کو سِکھا دو!

زمام: لگام. بے زمام: لگام کے بغیر، جو قابو میں نہ ہو. نقش گرِ ازل: ازل کا مصوّر، مراد خالق باری تعالیٰ. نقش: تصویر، مراد انسان. گھات میں ہونا: تاک میں ہونا، نقصان پہنچانے کی تدبیر کرنا. رِند: دنیادار، آزاد مشرب لوگ. فقیہ: دینی اصولوں کو مدنظر رکھ کر قانون سازی کرنے والا. گردشِ صبح وشام: وقت کی گردش. مال مست: دولت کے نشے میں ڈوبے ہوئے. حال مست: اپنی اس بُری حالت میں بھی خوش ہیں. کوچہ گرد: بے مقصد گھومنے والا، مراد جس کا کوئی نصب العین نہیں. بلند بام: مراد اونچی اور اعلیٰ درجے کی عمارت والا. دانش: مراد علم وعقل. بندگیِ ہوس: حرص اور لالچ کی غلامی، بیحد لالچ. عشقِ گرہ کشائے: مشکل حل کرنے والا عشق. فیض: فائدہ پہنچانے کا عمل. جوہرِ زندگی: زندگی کی اصل / حقیقت. تیغِ تیز: کاٹ دار تلوار. پردگیِ نیام: غلاف کے پردے میں ہونا.

فرمانِ خدا.. (فرشتوں سے)

جگا دو: بیدار کر دو، مراد ظلم کے خلاف لڑنے کے لیے ان میں حوصلہ پیدا کر دو. کاخِ اُمرا: دولت مندوں کے محل. ہلا دو: مراد امیروں میں خوف پیدا کر دو. لہو گرمانا: جوش دلانا. سوزِ یقیں: اعتماد کی تپش. کنجشک: چڑیا. فرومایہ: گھٹیا. سلطانیِ جمہور: عوام کی حکومت، جمہوریت. نقشِ کُہن: مراد پرانا اندازِ حکومت / حکمرانی. دہقاں: کسان، مراد مزدور وغیرہ. خوشۂ گندم: گندم کی بالی / گچھا. پردے حائل رہنا: رکاوٹ کا باعث ہونا / بننا. پیرانِ کلیسا: مراد مذہبی رہنما، مذہب کے اجارہ دار. کلیسا: مراد مذہبی ادارہ یعنی عبادت گاہ. اُٹھا دو: نکال دو. ☆ پہلا ٹکڑا غالبؔ کے فارسی قطعہ سے ہے۔ اس کے حوالے سے مصرع کا مطلب ہے کہ یہ لوگ خدا کو سجدہ کر کے اور بتوں کے گرد طواف کر کے انھیں دھوکا دیتے ہیں۔ (دوسرے مصرعہ سے مراد) مذہب کے نام پر، خواہ مسلمانوں میں، خواہ دوسری قوموں میں، جو ریاکاری ہو رہی ہے اسے ختم کر دو. مَرمَر کی سِل: سنگِ مرمر کا خوبصورت فرش. حرم: چار دیواری. تہذیبِ نوی: جدید تہذیب. کارگہِ شیشہ گراں: شیشہ بنانے والوں کا کارخانہ، مراد شعبدہ بازی کرنے والوں یا مداریوں کا تیار کردہ مجموعہ. آدابِ جنوں: عشقِ حقیقی کے طور طریقے. شاعرِ مشرق: مراد مشرقی ملکوں کے شاعر.

ذوق وشوق

(ان اشعار میں سے اکثر فلسطین میں لکھے گئے)

'دریغ آمدم زاں ہمہ بوستاں تہی دست رفتن سوئے دوستاں'

قلب و نظر کی زندگی دشت میں صبح کا سماں
چشمۂ آفتاب سے نُور کی ندّیاں رواں
حُسنِ ازَل کی ہے نمود، چاک ہے پردۂ وجود
دل کے لیے ہزار سُود ایک نگاہ کا زیاں

سُرخ و کبود بدلیاں چھوڑ گیا سحابِ شب
کوہِ اِضم کو دے گیا رنگ برنگ طَیلساں
گرد سے پاک ہے ہَوا، برگِ نخیل دُھل گئے
ریگِ نواحِ کاظمہ نرم ہے مثلِ پرنیاں
آگ بجھی ہُوئی اِدھر، ٹُوٹی ہُوئی طناب اُدھر
کیا خبر اس مقام سے گزرے ہیں کتنے کارواں

آئی صدائے جبرئیل، تیرا مقام ہے یہی
اہلِ فراق کے لیے عیشِ دوام ہے یہی

کس سے کہوں کہ زہر ہے میرے لیے مَے حیات
کُہنہ ہے بزمِ کائنات، تازہ ہیں میرے واردات

کیا نہیں اور غزنوی کارگہِ حیات میں
بیٹھے ہیں کب سے منتظر اہلِ حرم کے سومنات

ذکرِ عرَب کے سوز میں، فکرِ عجم کے ساز میں
نے عرَبی مشاہدات، نے عَجَمی تخیلات

قافلۂ حجاز میں ایک حُسینؓ بھی نہیں
گرچہ ہے تاب دار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات

عقل و دل و نگاہ کا مُرشدِ اوّلیں ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دِیں بُت کدۂ تصوّرات

صدقِ خلیلؑ بھی ہے عشق، صبرِ حُسینؓ بھی ہے عشق
معرکۂ وجود میں بدر و حُنین بھی ہے عشق

آیۂ کائنات کا معنیِ دیریاب تُو
نکلے تری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ و بو

جلوَتیانِ مدرسہ کور نگاہ و مُردہ ذوق
خلوَتیانِ مے کدہ کم طلب و تہی کدُو

مَیں کہ مِری غزل میں ہے آتشِ رفتہ کا سُراغ
میری تمام سرگزشت کھوئے ہُوؤں کی جستجو

بادِ صبا کی موج سے نشوو نَمائے خار و خس
میرے نفَس کی موج سے نشوو نَمائے آرزو

خونِ دل و جگر سے ہے میری نَوا کی پرورش
ہے رگِ ساز میں رواں صاحبِ ساز کا لہو

'فرصتِ کشمکش مدہ ایں دلِ بے قرار را
یک دو شکن زیادہ کُن گیسوے تابدار را'

لَوح بھی تُو، قلم بھی تُو، تیرا وجود اَلکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرّۂ ریگ کو دِیا تُو نے طلوعِ آفتاب

شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقرِ جنیدؒ و بایزیدؒ تیرا جمالِ بے نقاب

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب

تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب و جستجو، عشق حضور و اضطراب

تیرہ و تار ہے جہاں گردشِ آفتاب سے
طبعِ زمانہ تازہ کر جلوۂ بے حجاب سے

تیری نظر میں ہیں تمام میرے گزشتہ روز و شب
مجھ کو خبر نہ تھی کہ ہے علم نخیلِ بے رُطَب

تازہ مِرے ضمیر میں معرکۂ کُہن ہُوا
عشق تمام مصطفیٰؐ، عقل تمام بُولہَب

گاہ بحیلہ می برد، گاہ بزور می کشد
عشق کی ابتدا عجب، عشق کی انتہا عجب

عالمِ سوز و ساز میں وصل سے بڑھ کے ہے فراق
وصل میں مرگِ آرزو، ہجر میں لذّتِ طلب

عینِ وصال میں مجھے حوصلۂ نظر نہ تھا
گرچہ بہانہ جُو رہی میری نگاہِ بے ادب

گرمیِ آرزو فراق، شورشِ ہائے و ہُو فراق
مَوج کی جستجو فراق، قطرے کی آبرو فراق!

☆ (یہ شعر شیخ سعدی کی بوستاں کے ''سبب نظم کتاب'' میں ہے) مجھے یہ بات اچھی نہ لگی کہ میں اس باغ سے دوستوں کے لیے کوئی تحفہ لے کر نہ جاؤں۔ اس میں علامہ کا اشارہ فلسطین وغیرہ کی طرف ہے. **دشت**: جنگل. **سماں**: منظر. **چشمۂ آفتاب**: سورج کا چشمہ، یعنی سورج. **نور کی ندیاں**: مراد کرنیں. **حُسنِ ازل**: مراد قدرت کا حُسن جو کائنات میں مختلف صورتوں میں نظر آ رہا ہے. **نمود**: ظاہر ہونا. **چاک ہے**: پھٹا ہوا ہے، مراد ظاہر ہے. **پردۂ وجود**: مراد چھپی ہوئی کائنات. **ہزار سود**: بیشمار فائدے. **زیاں**: نقصان. **کبود**: نیلی. **سحابِ شب**: رات کا بادل. **کوہِ اضم**: اضم کا پہاڑ، مدینہ منورہ کے نواح میں واقع ایک پہاڑ کا نام. **طیلساں**: وہ چادر جو عرب کندھوں پر ڈالتے ہیں. **برگِ نخیل**: کھجور کے درختوں کے پتے. **ریگ**: ریت. **نواحِ کاظمہ**: کاظمہ کا قریبی علاقہ، مدینہ منورہ کا ایک نام. **مثلِ پرنیاں**: ریشم کی طرح. **طناب**: رسّی. **صدائے جبرئیل**: حضرت جبرئیل کی آواز. **اہلِ فراق**: ہجر میں زندگی گزارنے والے. **عیشِ دوام**: ہمیشہ ہمیشہ کی راحت و آرام کی زندگی. **مَے حیات**: زندگی کی شراب. **کہنہ**: پرانی. **بزمِ کائنات**: کائنات کی محفل، مراد کائنات. **واردات**: جمع واردہ، دل پر نازل ہونے والے خیالات. **غزنوی**: سلطان محمود غزنوی، جس نے سومنات کا مندر توڑا. **کارگہِ حیات**: زندگی کا کارخانہ، مراد اس دَور میں. **اہلِ حرم**: مراد مسلمان، اُمت مسلمہ. **سومنات**: ہندوستان کا مشہور بتخانہ، مراد مسلمانوں نے فرقے، ذات برادری، دولت وغیرہ کے جو بُت بنا رکھے ہیں. **ذکرِ عرب**: عرب والوں کا اندازِ یادِ الٰہی. **فکرِ عجم**: غیر عرب کا فلسفہ، منطق وغیرہ. **سوز**: مراد عشق کی تپش. **عربی مشاہدات**: حضورِ اکرمؐ کی سرگزشت اور آپ کا ذکرِ خیر. **عجمی تخیلات**: غیر عرب خیالات، مراد علوم و فنون. **قافلۂ حجاز**: مراد اُمت مسلمہ. **حسینؓ**: ایسی ہستی جو امام حسینؓ کی طرح باطل سے ٹکرا جائے. **تاب دار**: بل کھایا ہوا. **دجلہ و فرات**: عراق کے مشہور دریا. **مرشدِ اوّلیں**: سب سے پہلا رہنما، ہدایت کرنے والا. **شرع و دِیں**: مراد مذہبی امور اور قوانین. **بُت کدۂ تصورات**: محض خیالوں کا بت خانہ. **صدقِ خلیلؑ**: حضرت ابراہیمؑ کی سچائی۔ آپؑ نے نمرود کی آگ میں بیٹھنا قبول کر لیا لیکن حق کہنے سے نہیں رکے. **صبرِ حسینؓ**: حضرت امام حسینؓ کا صبر، جنھوں نے یزید کے ظلم سہتے ہوئے جامِ شہادت پی لیا. **بدر و حنین**: حضور اکرمؐ کے دو غزووں کے نام۔ یہ غزوات ۲ھ اور ۸ھ میں ہوئے۔ مسلمان بڑی جانبازی سے لڑے اور کئی صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ یہ سب حضرات عشقِ خدا و رسولؐ سے سرشار تھے. **آیۂ کائنات**: کائنات کی آیت، مراد کائنات. **معنیِ دیریاب**: ایسا مفہوم جو دیر سے سمجھ میں آئے. **قافلہ ہائے رنگ و بو**: مراد کائنات. **جلوتیانِ مدرسہ**: مراد جدید تعلیم حاصل کرنے والے. **کورنگاہ**: مراد بصیرت سے محروم. **مردہ ذوق**: جن کا دل مر چکا ہو. **خلوتیانِ مے کدہ**: مراد اہلِ تصوف وغیرہ. **کم طلب**: مراد آرزو سے خالی. **تہی کدُو**: خالی پیالہ والے، یعنی ان کا دل جوش و جذبہ سے خالی ہے. **میری غزل**: علامہ کی شاعری. **آتشِ رفتہ**: مراد اسلاف میں عشقِ رسولِ اکرمؐ کا جو جذبہ تھا. **سرگزشت**: واقعہ، ماجرا. **کھوئے ہوؤں کی جستجو**: مراد رسول اکرمؐ کے عشق میں ڈوبے ہوئے ماضی کے مسلمان. **بادِ صبا**: صبح کی ہوا، نسیم. **موج**: لہر. **نشوونما**: بڑھنے،

پھولنے کا عمل. خار و خس: مراد نباتات، درخت پودے. نفس: سانس، شاعری. آرزو: تمنا، مراد عشق. خونِ دل وجگر: مراد بیحد محنت و ریاضت. نوا: نغمہ، مراد شاعری. رگِ ساز میں: مراد ساز (موسیقی کا آلہ) میں. صاحب ساز کا لہو: مراد ساز بجانے والے کی بیحد ریاضت. ☆☆ عشق کے ہاتھوں اس بے چین دل کو کھینچا تانی کا موقع نہ دے بلکہ اپنی بل کھائی زلفوں میں دو ایک بل اور ڈال دے. لوح: تختی، مراد قدرت جس پر کائنات کی تقدیر تحریر کرتی ہے. قلم: مراد جس سے کائنات کی تقدیر لکھی جاتی ہے. تیرا وجود: یعنی حضور اکرمؐ کی ذاتِ مبارک. الکتاب: مراد قرآن کریم، یعنی حضورؐ قرآن کریم کی عملی تفسیر ہیں. گنبدِ آبگینہ رنگ: شیشے کے یا نیلے رنگ کا گنبد، یعنی آسمان. محیط: گھیرا. حباب: بلبلہ. عالمِ آب و خاک: پانی اور مٹی کی دنیا، مراد یہ دنیا. ظہور: مراد وجود میں آنا. فروغ: روشنی، رونق. ذرّۂ ریگ: ریت کا ذرّہ. طلوعِ آفتاب: سورج کا طلوع ہونا، مراد سورج کی سی روشنی. شوکتِ سنجر و سلیم: سنجر اور سلیم کی سی عظمت اور شان۔ سنجر، ایران کے سلجوقی خاندان کا ایک عظیم بادشاہ، سلیم سے مراد سلطان سلیم اوّل، ترکی کا باعظمت بادشاہ (۱۵۱۲ء). تیرے جلال کی نمود: یعنی حضور اکرمؐ کے رعب و دبدبہ کا ظہور / نشان. فقرِ جنیدؒ و بایزیدؒ: بہت بڑے صوفی جنید بغدادیؒ (وفات ۹۱۹ء) اور حضرت بایزید بسطامیؒ (وفات ۸۷۵ء) کا فقر. تیرا جمال بے نقاب: یعنی حضور اکرمؐ کا ظاہر اور کھلا حُسن. شوق: عشق. نگاہِ ناز: حضور اکرمؐ کی خُلق و محبت سے بھرپور توجہ / نگاہ. غیاب و جستجو: مراد محبوب کا سامنے نہ ہونا اور اس کو تلاش کرنا. حضور و اضطراب: محبوب کا سامنے ہونا اور عاشق کی بیقراری. تیرہ و تار: تاریک، اندھیروں میں ڈوبا ہوا. طبعِ زمانہ: زمانے کی طبیعت، مراد موجودہ صورتِ حال. تازہ کرنا: پھر سے پہلی صورت پر لانا. نظر میں ہونا: علم میں ہونا، جاننا. علم: جدید علوم، ماڈرن سائنس. نخیلِ بے رُطب: کھجور کا درخت جس میں پھل نہ لگتا ہو، مراد جذبۂ عشق پیدا کرنے سے عاری. معرکۂ کہن: ماضی یعنی آغازِ اسلام والا جوش و جذبۂ عشق. تمامِ مصطفیٰؐ: مراد حضور اکرمؐ کی صفات کا حامل. تمامِ بولہب: مراد ابولہب کی طرح فتنہ پردازی و شرارت. ☆☆☆ کبھی تو وہ کسی بہانہ سے محبوب کی طرف کھینچ لے جاتا ہے اور کبھی طاقت یعنی قوتِ جذب سے کھینچ لے جاتا ہے. عالمِ سوز و ساز: مراد عشق کی دنیا. وصل: محبوب کا سامنے ہونا، اس کا قُرب. مرگِ آرزو: مراد محبوب کے قُرب کی تمنا ختم ہونا. لذّتِ طلب: مراد محبوب تک رسائی کے لیے کی گئی کوشش کا مزہ. عین وصال میں: ٹھیک وصل کے موقع پر. بہانہ جو: مراد محبوب پر نظر ڈالنے کے مختلف بہانے ڈھونڈنا. نگاہِ بے ادب: گستاخ نگاہ، مراد محبوب پر نظر ڈالنا گویا گستاخی کا عمل ہے. گرمیِ آرزو: محبوب تک رسائی کے لیے بیحد جدوجہد. شورشِ ہائے وہُو: مراد ہجر میں عاشق جو آہ و فریاد کرتا ہے. آبرو: چہرے کی چمک، چمک دمک، عزت.

پروانہ اور جگنو

پروانہ

پروانے کی منزل سے بہت دُور ہے جگنو
کیوں آتشِ بے سوز پہ مغرور ہے جگنو

جگنو

اللہ کا سَو شُکر کہ پروانہ نہیں مَیں
دریوزہ گرِ آتشِ بیگانہ نہیں مَیں

آتش بے سوز: تپش کے بغیر آگ، جگنو کی روشنی. آتشِ بیگانہ: غیر کی آگ. دریوزہ گر: بھیک مانگنے والا.

جاوید کے نام

خودی کے ساز میں ہے عُمرِ جاوداں کا سُراغ
خودی کے سوز سے روشن ہیں اُمّتوں کے چراغ

یہ ایک بات کہ آدم ہے صاحبِ مقصود
ہزار گُونہ فروغ و ہزار گُونہ فراغ!

ہوئی نہ زاغ میں پیدا بلند پروازی
خراب کر گئی شاہیں بچے کو صحبتِ زاغ

حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی
خدا کرے کہ جوانی تری رہے بے داغ

ٹھہر سکا نہ کسی خانقاہ میں اقبالؔ
کہ ہے ظریف و خوش اندیشہ و شگفتہ دماغ

جاوید: علامہ کا دوسرا بیٹا، جاوید صاحب بطور چیف جسٹس ریٹائر ہوئے اور اب (۹۸-۱۹۹۷ء) مختلف بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کرتے رہتے ہیں. عمرِ جاوداں: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی. سراغ: نشان. سوز: تپش، گرمی. آدم: انسان. صاحبِ مقصود: مراد اس کائنات کی تخلیق کی اصلی غرض. ہزار گونہ فروغ: ہزاروں قسم کی رونق و روشنی. فراغ: سکون اور اطمینان. زاغ: کوّا. بلند پروازی: اونچی فضاؤں میں اُڑنے کی حالت. خراب کرنا: بگاڑنا. شاہیں بچہ: مراد مُسلم نوجوان. صحبتِ زاغ: کوّے کی محفل، ناپسندیدہ لوگوں کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا. حیا: شرم. بے داغ: برائیوں سے پاک. ظریف: مراد زندہ دل. خوش اندیشہ: اچھی اور اعلیٰ سوچ والا. شگفتہ دماغ: تر و تازہ طبیعت والا، خشک مزاج کی ضد.

گدائی

مے کدے میں ایک دن اک رِندِ زِیرک نے کہا
ہے ہمارے شہر کا والی گدائے بے حیا

تاج پہنایا ہے کس کی بے کُلاہی نے اسے
کس کی عُریانی نے بخشی ہے اسے زرّیں قبا

اس کے آبِ لالہ گُوں کی خونِ دہقاں سے کشید
تیرے میرے کھیت کی مٹّی ہے اس کی کیمیا

اس کے نعمت خانے کی ہر چیز ہے مانگی ہوئی
دینے والا کون ہے، مردِ غریب و بے نوا

مانگنے والا گدا ہے، صدقہ مانگے یا خراج
کوئی مانے یا نہ مانے، مِیر و سُلطاں سب گدا!

(ماخوذ از انوری)

گدائی: بھیک مانگنے کا عمل. رندِ زیرک: چالاک شرابی / کائیاں شراب خور. والی: حاکم / حکمران. گدائے بے حیا: بے شرم فقیر. تاج پہنانا: مقام و مرتبہ دینا / حکومت دینا. بے کُلاہی: ٹوپی کے بغیر ہونا، مراد بہت مفلس ہونا. عریانی: ننگا، مراد پورا لباس میسّر نہ ہونا. زرّیں قبا: سونے کا یعنی نہایت قیمتی لباس. آبِ لالہ گوں: سُرخ رنگ کا پانی، شراب. خونِ دہقاں: کسان کی انتہائی محنت. کشید: کھینچی ہوئی مراد تیار کی گئی. کیمیا: وہ جڑی بوٹی جس سے کسی دھات کو سونے میں بدل دیتے ہیں. نعمت خانہ: توشہ خانہ، مراد اُس کی ضرورت کی ہر شے. بے نوا: مفلس، کنگال. مِیر و سلطاں: مراد ہر طرح کے حکمران. گدا: فقیر، بھِک منگا.

مُلّا اور بہشت

مَیں بھی حاضر تھا وہاں، ضبطِ سخن کر نہ سکا
حق سے جب حضرتِ مُلّا کو مِلا حکمِ بہشت

عرض کی مَیں نے، الٰہی! مِری تقصیر معاف
خوش نہ آئیں گے اسے حور و شراب و لبِ کِشت

نہیں فردوس مقامِ جدَل و قال و اقول
بحث و تکرار اس اللہ کے بندے کی سرِشت

ہے بدآموزیِ اقوام و مِلل کام اس کا
اور جنت میں نہ مسجد، نہ کلیسا، نہ کُنِشت

ضبطِ سخن کرنا: بات پر قابو رکھنا۔ حق: خدا۔ حکمِ بہشت: یعنی بہشت میں جانے کا حکم۔ عرض کرنا: کسی بڑے کے سامنے ادب سے کوئی بات کرنا۔ تقصیر: خطا۔ لبِ کشت: کھیت کا کنارہ۔ فردوس: بہشت۔ مقام: ٹھکانا، جگہ۔ جدَل: لڑائی، جھگڑا۔ قال و اقول: اس نے یہ کہا اور میں یہ کہتا ہوں، مراد بحث مباحثہ۔ بحث و تکرار: مراد چھوٹے اور معمولی مسئلوں پر بحث۔ سرشت: فطرت۔ بدآموزی: بُرا سکھانے کی کیفیت۔ مِلل: جمع ملّت، قومیں۔ کُنِشت: آتش پرستوں کی عبادت گاہ، آتش کدہ۔

دین و سیاست

کلیسا کی بنیاد رُہبانیت تھی
سماتی کہاں اس فقیری میں میری

خصومت تھی سُلطانی و راہبی میں
کہ وہ سر بلندی ہے یہ سربزیری

سیاست نے مذہب سے پیچھا چھڑایا
چلی کچھ نہ پیرِ کلیسا کی پیری

ہُوئی دِین و دولت میں جس دَم جُدائی
ہوَس کی امیری، ہوَس کی وزیری

دُوئی ملک و دِیں کے لیے نامرادی
دُوئی چشمِ تہذیب کی نابصیری

یہ اعجاز ہے ایک صحرا نشیں کا
بشیری ہے آئینہ دارِ نذیری!

اسی میں حفاظت ہے انسانیت کی
کہ ہوں ایک جُنّیدی و اردشیری

رُہبانیت: عیسائی/نصرانی پادریوں کا ترکِ دنیا کا عمل. سمانا: جگہ پانا، گھر کرنا. میری: سرداری. خصومت: دشمنی. سر بلندی: سر اونچا رکھنے کی حالت. سر بزیری: سر جھکائے رکھنے کی حالت. پیچھا چھڑانا: خود کو بچانا/نجات دلانا. پیرِ کلیسا: گرجے کا راہب، مذہبی رہنما. پیری چلنا: مراد مذہبی رہنمائی کا کام آنا. وزیری: وزیر ہونا، حکمرانی. دُوئی: دو ہونا، وحدت کی ضِد. نابصیری: بصیرت سے خالی ہونا. اعجاز: معجزہ. ایک صحرا نشیں: مراد حضور اکرمؐ. بشیری: جنت کی خوش خبری دینے کی کیفیت، دینی قیادت. آئینہ دار: مراد ظاہر کرنے والا. نذیری: عذابِ قیامت سے ڈرانے کی کیفیت. جنیدی: جنید ہونا، حضرت جنید بغدادیؒ بہت بڑے صوفی تھے، مراد مذہبی قیادت. اردشیری: اردشیر ہونا۔ اسلام سے پہلے ایران کے ساسانی خاندان کا بانی، مراد حکومت، حکمرانی.

الارض للہ!

پالتا ہے بیج کو مٹّی کی تاریکی میں کون
کون دریاؤں کی موجوں سے اُٹھاتا ہے سحاب؟
کون لایا کھینچ کر پچھّم سے بادِ سازگار
خاک یہ کس کی ہے، کس کا ہے یہ نُورِ آفتاب؟
کِس نے بھر دی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب
موسموں کو کس نے سِکھلائی ہے خُوئے انقلاب؟
دِہ خُدایا! یہ زمیں تیری نہیں، تیری نہیں
تیرے آبا کی نہیں، تیری نہیں، میری نہیں

الارض للہ: زمین اللہ کے لیے ہے، یعنی اللہ کی ملکیت ہے. سحاب اُٹھانا: مراد بادل، پانی سے پیدا کر کے آسمان کی طرف بلند کرنا. پچھّم: مغرب. بادِ سازگار: موافق ہوا. نورِ آفتاب: سورج کی روشنی. خوشہ: گچھا. خوئے انقلاب: بدلتے رہنے کی عادت. دِہ خدا: گاؤں کا مالک. آبا: جمع اب، باپ دادا.

ایک نوجوان کے نام

ترے صوفے ہیں افرنگی، ترے قالیں ہیں ایرانی
لہو مجھ کو رُلاتی ہے جوانوں کی تن آسانی
امارت کیا، شکوہِ خُسروی بھی ہو تو کیا حاصل
نہ زورِ حیدری تجھ میں، نہ اِستغنائے سلمانی
نہ ڈُھونڈ اس چیز کو تہذیبِ حاضر کی تجلّی میں
کہ پایا مَیں نے اِستغنا میں معراجِ مسلمانی
عقابی رُوح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے اس کو اپنی منزل آسمانوں میں
نہ ہو نَومید، نَومیدی زوالِ علم و عرفاں ہے
اُمیدِ مردِ مومن ہے خدا کے رازدانوں میں
نہیں تیرا نشیمن قصرِ سُلطانی کے گنبد پر
تُو شاہیں ہے، بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

صوفے: فرنیچر کی ایک قسم. افرنگی: مغربی یعنی یورپ کے بنے ہوئے. ایرانی: ایران کے بنے ہوئے. لہو رُلانا:

بیحد دکھ پہنچانا. امارت: امیری، مراد سرداری یا حکمرانی. شکوہِ خسروی: مراد بادشاہانہ شان وشوکت. کیا حاصل: کیا فائدہ. زورِ حیدریؓ: حضرت علیؓ کا سا زور وقوت. استغنائے سلمانی: حضرت سلمان فارسیؓ کی سی بے نیازی. تہذیبِ حاضر: موجودہ دَور کی تہذیب جو مغربی تہذیب سے متاثر ہے. تجلّی: جلوہ. اِستغنا: بے نیازی. معراجِ مسلمانی: مسلمان ہونے کی انتہائی بلندی. عُقابی روح: باز کی روح، مراد عقاب کی طرح بلندیوں پر اُڑنے کا جذبہ. نومیدی: مایوسی. زوال: پستی. علم وعرفاں: مراد فلسفہ وحکمت اور تصوف / روحانیت. رازدان: بھیدوں سے واقف. نشیمن: گھونسلا، ٹھکانا. قصرِ سلطانی: بادشاہ کا محل. بسیرا کرنا: رہنا.

نصیحت

بچۂ شاہیں سے کہتا تھا عقابِ سالخورد
اے ترے شہپر پہ آساں رفعتِ چرخِ بریں

ہے شباب اپنے لہو کی آگ میں جلنے کا نام
سخت کوشی سے ہے تلخِ زندگانی انگبیں

جو کبوتر پر جھپٹنے میں مزا ہے اے پسر!
وہ مزا شاید کبوتر کے لہو میں بھی نہیں

سالخورد: بوڑھا. شہپر: بڑا پَر. رفعت: بلندی. چرخِ بریں: مراد آسمان. شباب: جوانی. اپنے لہو کی آگ میں جلنا: مراد بیحد جدوجہد کرنا. سخت کوشی: بیحد محنت اور جدوجہد. تلخ: کڑوا، کڑوی چیز. انگبیں: شہد. جھپٹنا: حملہ کرنا/شکار کا پیچھا کرنا. پسر: بیٹا.

لالۂ صحرا

یہ گنبدِ مِینائی، یہ عالَمِ تنہائی
مجھ کو تو ڈراتی ہے اس دشت کی پہنائی

بھٹکا ہُوا راہی مَیں، بھٹکا ہُوا راہی تُو
منزل ہے کہاں تیری اے لالۂ صحرائی!

خالی ہے کلیموں سے یہ کوہ و کمر ورنہ
تُو شعلۂ سینائی، مَیں شعلۂ سینائی!

تُو شاخ سے کیوں پھوٹا، مَیں شاخ سے کیوں ٹُوٹا
اک جذبۂ پیدائی، اک لذّتِ یکتائی!

غوّاصِ محبت کا اللہ نگہباں ہو
ہر قطرۂ دریا میں دریا کی ہے گہرائی

اُس موج کے ماتم میں روتی ہے بھنور کی آنکھ
دریا سے اُٹھی لیکن ساحل سے نہ ٹکرائی

ہے گرمیِ آدم سے ہنگامۂ عالَم گرم
سُورج بھی تماشائی، تارے بھی تماشائی

اے بادِ بیابانی! مجھ کو بھی عنایت ہو
خاموشی و دِل سوزی، سرمستی و رعنائی!

گنبدِ مینائی: نیلا گنبد، مراد آسمان. عالمِ تنہائی: اکیلا پن. پہنائی: پھیلاؤ، وسعت. بھٹکا ہوا راہی: راستہ بھولا ہوا مسافر. لالۂ صحرائی: ریگستان کا لالہ، آغازِ اسلام کے مسلمان مراد ہیں جو صحراؤں میں رہتے اور بہت جدوجہد کرتے تھے. کلیم: حضرت موسیٰؑ، مراد باطل سے ٹکر لینے والا. کوہ و کمر: پہاڑ اور وادی. شعلۂ سینائی: طورِ سینا والا شعلہ، حضرت موسیٰؑ کو سینا پہاڑ پر آگ جلتی دکھائی دی تھی جو دراصل خدا کا جلوہ تھا. شاخ سے پھوٹنا: اُگنا. شاخ سے ٹوٹنا: شاخ سے الگ ہو جانا. جذبۂ پیدائی: ظاہر ہونے کا جذبہ. لذتِ یکتائی: یکتا یعنی بے مثال ہونے کا مزہ. غوّاص: غوطہ لگانے والا. ماتم: کسی کے مرنے پر رونے کی حالت. بھنور: پانی کا چکر، گرداب. گرمیِ آدم سے: مراد انسان کی رونق کے سبب. ہنگامۂ عالم: دنیا کی رونق، چہل پہل. گرم ہونا: رونق قائم ہونا. بادِ بیابانی: جنگل کی ہوا. دل سوزی: عشق میں دل کی تپش اور حرارت. سرمستی: محویت، بیخودی کی حالت. رعنائی: خوبصورتی.

ساقی نامہ

ہُوا خیمہ زن کاروانِ بہار
اِرَم بن گیا دامنِ کوہسار
گُل و نرگس و سَوسن و نسترن
شہیدِ ازَل لالہ خونیں کفن
جہاں چُھپ گیا پردۂ رنگ میں
لہو کی ہے گردش رگِ سنگ میں
فضا نِیلی نِیلی، ہَوا میں سُرور
ٹھہَرتے نہیں آشیاں میں طیور
وہ جوئے کُہستاں اُچکتی ہوئی
اَٹکتی، لچکتی، سَرکتی ہوئی
اُچھلتی، پھسلتی، سنبھلتی ہوئی
بڑے پیچ کھا کر نکلتی ہوئی

رُکے جب تو سِل ِچیر دیتی ہے یہ
پہاڑوں کے دل ِچیر دیتی ہے یہ
ذرا دیکھ اے ساقیِ لالہ فام!
سُناتی ہے یہ زندگی کا پیام
پلا دے مجھے وہ مَے پردہ سوز
کہ آتی نہیں فصلِ گُل روز روز
وہ مے جس سے روشن ضمیرِ حیات
وہ مے جس سے ہے مستیِ کائنات
وہ مے جس میں ہے سوز و سازِ ازَل
وہ مے جس سے کُھلتا ہے رازِ ازَل
اُٹھا ساقیا پردہ اس راز سے
لڑا دے ممولے کو شہباز سے
زمانے کے انداز بدلے گئے
نیا راگ ہے، ساز بدلے گئے
ہُوا اس طرح فاش رازِ فرنگ
کہ حیرت میں ہے شیشہ بازِ فرنگ
پُرانی سیاست گری خوار ہے
زمیں ِمیر و سُلطاں سے بیزار ہے

گیا دَورِ سرمایہ داری، گیا
تماشا دِکھا کر مداری گیا
گِراں خواب چینی سنبھلنے لگے
ہمالہ کے چشمے اُبلنے لگے
دلِ طُورِ سِینا و فاراں دو نیم
تجلّی کا پھر منتظر ہے کلیم
مسلماں ہے توحید میں گرم جوش
مگر دل ابھی تک ہے زُنّار پوش
تمدّن، تصوّف، شریعت، کلام
بُتانِ عجم کے پجاری تمام!
حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ اُمّت روایات میں کھو گئی
لبھاتا ہے دل کو کلامِ خطیب
مگر لذّتِ شوق سے بے نصیب
بیاں اس کا منطق سے سلجھا ہُوا
لُغَت کے بکھیڑوں میں اُلجھا ہُوا
وہ صوفی کہ تھا خدمتِ حق میں مرد
محبت میں یکتا، حمِیّت میں فرد

عجم کے خیالات میں کھو گیا
یہ سالک مقامات میں کھو گیا
بجھی عشق کی آگ، اندھیر ہے
مسلماں نہیں، راکھ کا ڈھیر ہے
شرابِ کُہن پھر پلا ساقیا
وہی جام گردش میں لا ساقیا!
مجھے عشق کے پَر لگا کر اُڑا
مِری خاک جگنو بنا کر اُڑا
خرد کو غلامی سے آزاد کر
جوانوں کو پیروں کا استاد کر
ہری شاخِ ملّت ترے نم سے ہے
نفَس اس بدن میں ترے دَم سے ہے
تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے
دلِ مرتضیٰؓ، سوزِ صِدّیقؓ دے
جگر سے وہی تیر پھر پار کر
تمنّا کو سینوں میں بیدار کر
ترے آسمانوں کے تاروں کی خیر
زمینوں کے شب زندہ داروں کی خیر

جوانوں کو سوزِ جگر بخش دے
مِرا عشق، میری نظر بخش دے
مِری ناؤ گِرداب سے پار کر
یہ ثابت ہے تُو اس کو سیّار کر
بتا مجھ کو اَسرارِ مرگ و حیات
کہ تیری نگاہوں میں ہے کائنات
مِرے دیدۂ تر کی بے خوابیاں
مِرے دل کی پوشیدہ بے تابیاں
مِرے نالۂ نیم شب کا نیاز
مِری خلوَت و انجمن کا گداز
اُمنگیں مِری، آرزوئیں مِری
اُمیدیں مِری، جستجوئیں مِری
مِری فطرت آئینۂ روزگار
غزالانِ اَفکار کا مَرغزار
مِرا دل، مِری رزم گاہِ حیات
گمانوں کے لشکر، یقیں کا ثبات
یہی کچھ ہے ساقی متاعِ فقیر
اسی سے فقیری میں ہُوں مَیں امیر

مِرے قافلے میں لُٹا دے اسے
لُٹا دے، ٹھکانے لگا دے اسے!

دمادم رواں ہے یمِ زندگی
ہر اک شے سے پیدا رمِ زندگی
اسی سے ہوئی ہے بدن کی نمود
کہ شعلے میں پوشیدہ ہے موجِ دُود
گراں گرچہ ہے صحبتِ آب و گِل
خوش آئی اسے محنتِ آب و گِل
یہ ثابت بھی ہے اور سیّار بھی
عناصر کے پھندوں سے بیزار بھی
یہ وحدت ہے کثرت میں ہر دم اسیر
مگر ہر کہیں بے چگُوں، بے نظیر
یہ عالَم، یہ بُت خانۂ شش جہات
اسی نے تراشا ہے یہ سومنات
پسند اس کو تکرار کی خُو نہیں
کہ تُو مَیں نہیں، اور مَیں تُو نہیں
من و تُو سے ہے انجمن آفریں
مگر عینِ محفل میں خلوَت نشیں

چمک اس کی بجلی میں، تارے میں ہے
یہ چاندی میں، سونے میں، پارے میں ہے
اسی کے بیاباں، اسی کے ببُول
اسی کے ہیں کانٹے، اسی کے ہیں پھول
کہیں اس کی طاقت سے کُہسار چُور
کہیں اس کے پھندے میں جبریل و حور
کہیں جُرّہ شاہینِ سیماب رنگ
لہو سے چکوروں کے آلُودہ چنگ
کبوتر کہیں آشیانے سے دُور
پھڑکتا ہُوا جال میں ناصبُور
فریبِ نظر ہے سکُون و ثبات
تڑپتا ہے ہر ذرّۂ کائنات
ٹھہرتا نہیں کاروانِ وجود
کہ ہر لحظہ ہے تازہ شانِ وجود
سمجھتا ہے تُو راز ہے زندگی
فقط ذوقِ پرواز ہے زندگی
بہت اس نے دیکھے ہیں پست و بلند
سفَر اس کو منزل سے بڑھ کر پسند

سفر زندگی کے لیے برگ و ساز
سفر ہے حقیقت، حضر ہے مجاز
اُلجھ کر سلجھنے میں لذّت اسے
تڑپنے پھڑکنے میں راحت اسے
ہُوا جب اسے سامنا موت کا
کٹھن تھا بڑا تھامنا موت کا
اُتر کر جہانِ مکافات میں
رہی زندگی موت کی گھات میں
مذاقِ دوئی سے بنی زوج زوج
اُٹھی دشت و کُہسار سے فوج فوج
گُل اس شاخ سے ٹُوٹتے بھی رہے
اسی شاخ سے پھوٹتے بھی رہے
سمجھتے ہیں ناداں اسے بے ثبات
اُبھرتا ہے مِٹ مِٹ کے نقشِ حیات
بڑی تیز جولاں، بڑی زُود رس
ازَل سے ابَد تک رمِ یک نفَس
زمانہ کہ زنجیرِ ایّام ہے
دَموں کے اُلَٹ پھیر کا نام ہے

یہ موجِ نفَس کیا ہے تلوار ہے
خودی کیا ہے، تلوار کی دھار ہے
خودی کیا ہے، رازِ دُرونِ حیات
خودی کیا ہے، بیداریِ کائنات
خودی جلوہ بدمست و خَلوَت پسند
سمندر ہے اک بوند پانی میں بند
اندھیرے اُجالے میں ہے تابناک
من و تُو میں پیدا، من و تُو سے پاک
ازَل اس کے پیچھے، ابَد سامنے
نہ حد اس کے پیچھے، نہ حد سامنے
زمانے کے دریا میں بہتی ہوئی
ستم اس کی موجوں کے سہتی ہوئی
تجسّس کی راہیں بدلتی ہوئی
دمادم نگاہیں بدلتی ہوئی
سبک اس کے ہاتھوں میں سنگِ گراں
پہاڑ اس کی ضربوں سے ریگِ رواں
سفر اس کا انجام و آغاز ہے
یہی اس کی تقویم کا راز ہے

کِرن چاند میں ہے، شرر سنگ میں
یہ بے رنگ ہے ڈُوب کر رنگ میں
اسے واسطہ کیا کم و بیش سے
نشیب و فراز و پس و پیش سے
ازَل سے ہے یہ کشمکش میں اسِیر
ہُوئی خاکِ آدم میں صُورت پذیر
خودی کا نشیمن ترے دل میں ہے
فلک جس طرح آنکھ کے تِل میں ہے
خودی کے نِگہباں کو ہے زہرِ ناب
وہ ناں جس سے جاتی رہے اس کی آب
وہی ناں ہے اس کے لیے ارجمند
رہے جس سے دُنیا میں گردن بلند
فرو فالِ محمود سے درگزر
خودی کو نگہ رکھ، ایازی نہ کر
وہی سجدہ ہے لائقِ اہتمام
کہ ہو جس سے ہر سجدہ تجھ پر حرام
یہ عالَم، یہ ہنگامۂ رنگ و صوت
یہ عالَم کہ ہے زیرِ فرمانِ موت

یہ عالَم، یہ بُت خانۂ چشم و گوش
جہاں زندگی ہے فقط خورد و نوش
خودی کی یہ ہے منزلِ اوّلیں
مسافر! یہ تیرا نشیمن نہیں
تری آگ اس خاک داں سے نہیں
جہاں تجھ سے ہے، تُو جہاں سے نہیں
بڑھے جا یہ کوہِ گراں توڑ کر
طلسمِ زمان و مکاں توڑ کر
خودی شیرِ مولا، جہاں اس کا صید
زمیں اس کی صید، آسماں اس کا صید
جہاں اور بھی ہیں ابھی بے نمود
کہ خالی نہیں ہے ضمیرِ وجود
ہر اک منتظر تیری یلغار کا
تری شوخیِ فکر و کردار کا
یہ ہے مقصدِ گردشِ روزگار
کہ تیری خودی تجھ پہ ہو آشکار
تُو ہے فاتحِ عالَمِ خوب و زِشت
تجھے کیا بتاؤں تری سرنوِشت

حقیقت پہ ہے جامۂ حرف تنگ
حقیقت ہے آئینہ، گفتار زنگ
فروزاں ہے سینے میں شمعِ نفَس
مگر تابِ گفتار کہتی ہے، بس!
'اگر یک سرِ مُوے برتر پرَم
فروغِ تجلّی بسوزد پرَم'

خیمہ زن ہونا: خیمہ لگا کر رہنا، پڑاؤ ڈالنا، مراد کسی کی آمد ہونا. اِرم: بہشت. دامنِ کوہسار: پہاڑ کی وادی. سوسن: ایک نیلے رنگ کا پھول. نسترن: سیوتی کا پھول. شہیدِ ازل: روز اول سے شہید، لالہ کے سرخ رنگ کی بنا پر ازلی شہید کہا. خونیں کفن: سرخ کفن والا. پردۂ رنگ: رنگ کی اوٹ، مراد بہار کے سبب جگہ جگہ رنگ دار پھول کھلے ہیں. رگِ سنگ: مراد پتھر. جوئے کہستاں: پہاڑی ندی. اُچکنا: کودنا. سرکنا: جگہ سے ہٹنا. پیچ کھانا: بل کھانا. سِل چیرنا: پتھر کاٹنا. ساقیِ لالہ فام: مراد سرخ رخساروں والا/ حسین ساقی. مَے پردہ سوز: رکاوٹ کو جلا دینے والی شراب. فصلِ گُل: موسمِ بہار. ضمیرِ حیات: زندگی کا باطن. مستی کائنات: کائنات کی رونق. سوز و ساز: مراد جوش و جذبۂ عشق. مملولا: ایک چھوٹی سی اور کمزور چڑیا. راگ: گانا، لَے، مراد اندازِ زمانہ، زمانے کے طور طریقے. ساز بدل جانا: موسیقی کے آلے کا بدل جانا، مراد حالات میں تبدیلی آنا. شیشہ باز: شعبدہ باز، مراد سیاسی چالیں چلنے والا، فریبی. زمیں: مراد دنیا. میر و سلطاں: مراد شاہی حکمران. دَورِ سرمایہ داری: دولت مندوں/ کارخانہ داروں کا زمانہ. گراں خواب چینی: مراد غفلت کا شکار چینی. سنبھلنا: بیدار ہونا مراد غلامی کے خلاف اُٹھ کھڑے ہونا. ہمالہ کے چشمے اُبلنا: مراد ہمالہ کے گرد و نواح میں آباد قوموں کا بیدار ہونا. فاراں: مکہ معظمہ کی پہاڑی جہاں سے اسلام کا آغاز ہوا. طورِ سینا: وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰؑ کو خدا کا جلوہ نظر آیا تھا. دو نیم: دو ٹکڑے. کلیم: حضرت موسیٰؑ باطل سے ٹکر لینے والی ہستی. گرم جوش: پُر جوش. زنار پوش: مراد بُت پرستوں کی سی یعنی غیر اسلامی عادتیں رکھنے والا. تمدّن: کسی قوم کے افراد کا باہم رہنے سہنے کا طور

طریقہ. **تصوّف**: روحانیت، باطن کی اصلاح کا عمل. **شریعت**: اسلام کے اصول وغیرہ. **کلام**: باتیں، تقریر. **بتانِ عجم**: مراد غیر اسلامی طور طریقے. **حقیقت**: اصل. **لبھانا**: اچھا لگنا. **لذتِ شوق**: عشق کا حقیقی جذبہ. **منطق**: مراد موٹی موٹی فلسفیانہ باتیں. **سُلجھا ہوا**: مراد گہرے اور مشکل مسئلے. **لُغت کے بکھیڑے میں**: لفظوں کے اُلجھاؤ اور جنجال میں. **خدمتِ حق**: مراد خدا کی عبادت. **مَرد**: دلیر، مراد مخلص اور تیز. **فرد**: بے مثال. **عجم کے خیالات**: غیر اسلامی خیالات. **سالک**: مراد صوفی. **مقامات**: جمع مقام، تصوف کی مختلف منزلیں. **اندھیر ہونا**: غضب ہونا. **بجھی عشق کی آگ**: مراد عشق کے جذبے ٹھنڈے پڑ گئے. **راکھ کا ڈھیر**: مراد مُردہ روح والا، بے حِس. **شرابِ کہن**: پرانی شراب، مراد پہلے مسلمانوں والا عشق حقیقی کا جذبہ. **وہی جام**: وہی پیالہ، مراد پہلے والے جذبے. **گردش میں لانا**: پھیرنا، مراد پیدا کرنا. **پیروں کا**: بوڑھوں کا. **استاد کر**: استاد بنا دے. **دلِ مرتضٰی**: حضرت علیؓ کا سا دنیا سے بے نیاز اور دلیر دل. **سوزِ صدیقؓ**: حضرت ابوبکر صدیقؓ کا سا سچا جذبۂ عشق. **شب زندہ دار**: راتوں کو خدا کی عبادت میں محو رہنے والا. **وہی تیر**: مراد وہی آغازِ اسلام والے جذبے اور جوش ولولہ. **میری نظر**: مراد علامہ اقبال کی سی گہری بصیرت. **ناؤ**: کشتی، بیڑا. **ثابت**: ایک جگہ پر ٹھہری ہوئی. **سیّار کر**: چلا دے. **دیدۂ تر**: رونے والی آنکھیں، مراد قوم کے غم میں رونے والی آنکھیں. **نالۂ نیم شب**: آدھی رات میں خدا کے حضور عرض و نیاز. **انجمن**: دوستوں کی محفل. **گداز**: سوز، تپش، نرمی. **آئینۂ روزگار**: زمانے کے حالات کا پتا دینے والی. **غزالان**: جمع غزال، ہرن. **مَرغزار**: جانوروں کے چرنے کی جگہ، سبزہ زار. **رزم گاہ**: جنگ کا میدان. **گمانوں کا لشکر**: شک شبہوں کی کثرت. **یقیں**: مراد بھرپور اعتبار اور بھروسا جس میں شک نہ ہو. **ثبات**: ثابت قدمی یعنی اپنی بات پر قائم رہنے کی کیفیت. **متاعِ فقیر**: فقیر کا سرمایہ، مراد علامہ اقبال کی پونجی. **میرا قافلہ**: مراد ملت اسلامیہ. **لُٹا دے**: یعنی قوم میں یہ جذبے پیدا کر دے. **ٹھکانے لگانا**: صحیح جگہ کام میں لانا. **دمادم**: لگاتار. **یمِ زندگی**: زندگی کا دریا. **رَم**: ڈر کر بھاگنے کی حالت. **دُود**: دھواں. **صحبتِ آب و گِل**: مراد دنیا کے عناصر کے ساتھ مِلنا/بیٹھنا اُٹھنا. **وحدت**: ایک ہونے کی حالت، خدا کی توحید. **بے چگوں**: بے مثال. **بت خانۂ شش جہات**: چھ طرفوں یعنی دائیں بائیں، آگے پیچھے، اوپر نیچے کا بت خانۂ کائنات. **سومنات**: کاٹھیاواڑ (گجرات) کا مشہور بتخانہ مراد بت خانہ. **خو**: عادت. **من و تو**: مَیں اور تُو، مراد افرادِ انسانی. **انجمن آفریں**: مراد انسانوں کا ایک اجتماع بنانے والی. **عین محفل میں**: مراد اِس اجتماع میں، اس کے ساتھ ساتھ. **خلوت نشیں**: تنہائی میں بیٹھنے والی، انفرادی حیثیت والی. **ببول**: کیکر کا درخت، مراد ہر قسم کی نباتات. **جبریل و حور**: مراد آسمانی مخلوق. **جرّہ شاہین**: نر یعنی دلیر شاہین/باز. **سیماب رنگ**: سفید رنگ کا. **آلودہ چنگ**: بھرے ہوئے پنجوں والا. **ناصبور**: بے چین. **سکون و ثبات**: مراد کسی حرکت اور ٹھہراؤ کے بغیر

ہونا. ہر ذرّۂ کائنات: اس دنیا کی ہر ہر شے. کاروانِ وجود: دنیا کی موجودات کا قافلہ. شانِ وجود: موجودات کی حالت. ذوقِ پرواز: بلندیوں کی طرف اُڑنے کا شوق. پست و بلند: نشیب و فراز، مراد نفع و نقصان. سفر: مراد ہر لمحہ حرکت میں رہنا. برگ و ساز: مراد ساز و سامان، اسباب اور وسیلے. حضر: ایک جگہ پر رکنا/ مقیم رہنا. مجاز: بے حقیقت. الجھ کر سلجھنا: مراد رکاوٹوں سے ٹکرا کر آگے بڑھنا. تڑپنا پھڑکنا: بے قراری یعنی ہر وقت حرکت میں رہنا. جہانِ مکافات: جزا اور سزا کی دنیا. مذاقِ دوئی: دو ہونے کا ذوق. زوج زوج: قِسم قِسم کی، جوڑا جوڑا، مراد نر اور مادہ. نقشِ حیات: زندگی کا نشان. تیز جولاں: تیز دوڑنے والی. زود رس: جلد منزل پر پہنچنے والی. رَمِ یک نفس: ایک پل کی دوڑ. زنجیرِ ایام: مراد دنوں کا سلسلہ، آگے پیچھے آتے رہنا. دَموں کا اُلٹ پھیر: سانسوں کا آنا جانا. موجِ نفس: سانس کی لہر. رازِ درونِ حیات: زندگی کے اندر کا بھید. بیداریِ کائنات: کائنات کا برسرِ عمل ہونا. جلوہ بدمست: تجلّیِ خداوندی میں بیخود محو رہنے کی حالت. سبک: ہلکا. سنگِ گراں: بھاری پتھر. ضربوں: چوٹوں. ریگِ رواں: اُڑتی ہوئی ریت. تقویم: قائم رہنے کی حالت. بے رنگ: جس کا کوئی رنگ نہ ہو، مراد غیر مادی. پس و پیش: پیچھے اور آگے، مراد حدود. صورت پذیر: شکل اختیار کرنے والی. زہر ناب: خالص زہر، فوری ہلاک کرنے والا زہر. ناں: روٹی، رزق. آب: پانی، چمک مراد عزت. ارجمند: عزت اور وقار کا باعث. گردن بلند رہنا: ہر طرح کی غلامی وغیرہ سے محفوظ رہنا، مراد فخر سے سر بلند ہونا. فر و فال: شان و شوکت. محمود: مراد محمود غزنوی. ایازی نہ کر: غلامی نہ کر (ایاز: محمود غزنوی کا غلام تھا). لائقِ اہتمام: بندوبست کیے جانے یعنی کرنے کا مستحق. ہنگامۂ رنگ و صَوت: مراد اس مادی دنیا کی چہل پہل. زیرِ فرمانِ موت: یعنی فانی ہے. بُت خانۂ چشم و گوش: آنکھ اور کان کا بت خانہ، مراد ایسا سلسلہ جو خدا تک رسائی میں رکاوٹ بنتا ہے. فقط خورد و نوش: مراد کھانا اور پینا. اِس خاک داں: مراد یہ دنیا. کوہِ گراں: بھاری پہاڑ، مراد مادی رکاوٹیں. زمان و مکاں: مراد یہ حدود اور وقت کی قیدی دنیا. صید: شکار. ضمیرِ وجود: موجودات کا اندرون. شوخیِ فکر و کردار: غور و فکر، جہد و عمل کی شدت اور تیزی. گردشِ روزگار: وقت یا زمانے کا مسلسل بدلتے رہنا. عالم خوب و زشت: اچھے اور بُرے کی کائنات / دنیا، مراد یہ موجودات کی دنیا. سرنوشت: تقدیر. جامۂ حرف تنگ ہونا: کسی بات / مسئلے کو پوری طرح بیان یا واضح کرنے کے لیے صحیح لفظ نہ ملنا. گفتار: بات، قول. زنگ: میل. شمعِ نفس: سانس کا دیا، مراد سانس. تابِ گفتار: بات کرنے کی طاقت و ہمت. بس: اتنا کافی ہے. ☆ اگر میں ایک بال بھی آگے اُڑوں تو جلوۂ خداوندی کی روشنی میرے پر جلا دے گی۔

زمانہ

جو تھا نہیں ہے، جو ہے نہ ہوگا، یہی ہے اک حرفِ محرمانہ
قریب تر ہے نمود جس کی، اُسی کا مشتاق ہے زمانہ

مِری صراحی سے قطرہ قطرہ نئے حوادث ٹپک رہے ہیں
مَیں اپنی تسبیحِ روز و شب کا شُمار کرتا ہوں دانہ دانہ

ہر ایک سے آشنا ہُوں، لیکن جُدا جُدا رسم و راہ میری
کسی کا راکب، کسی کا مَرکب، کسی کو عبرت کا تازیانہ

نہ تھا اگر تُو شریکِ محفل، قصور میرا ہے یا کہ تیرا
مِرا طریقہ نہیں کہ رکھ لوں کسی کی خاطر مَے شبانہ

مِرے خم و پیچ کو نجومی کی آنکھ پہچانتی نہیں ہے
ہدَف سے بیگانہ تیر اُس کا، نظر نہیں جس کی عارفانہ

شفَق نہیں مغربی اُفق پر، یہ جوئے خوں ہے، یہ جوئے خوں ہے
طلوعِ فردا کا منتظِر رہ کہ دوش و اِمروز ہے فسانہ

وہ فکرِ گستاخ جس نے عُریاں کِیا ہے فطرت کی طاقتوں کو
اُسی کی بیتاب بجلیوں سے خطر میں ہے اُس کا آشیانہ

ہوائیں اُن کی، فضائیں اُن کی، سمندر اُن کے، جہاز اُن کے
گِرہ بھنور کی کھلے تو کیونکر، بھنور ہے تقدیر کا بہانہ

جہانِ نَو ہو رہا ہے پیدا، وہ عالَمِ پیر مر رہا ہے
جسے فرنگی مُقامِروں نے بنا دیا ہے قِمار خانہ

ہَوا ہے گو تُند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیے ہیں اندازِ خُسروانہ

حرفِ محرمانہ: مراد جانی بوجھی بات. نمود: ظاہر ہونے کی کیفیت. صراحی: زمانہ خود کو صراحی کہہ رہا ہے. مشتاق: شوق رکھنے والا. نئے حوادث: نئے حادثے، نت نئے واقعات اور انقلابات. ٹپکنا: قطرہ قطرہ نیچے گرنا، مراد واقع ہو رہے ہیں. شمار کرنا: گننا. تسبیحِ روز و شب: مراد دن رات کی مسلسل گردش. آشنا: واقف، جاننے والا. رسم و راہ: مراد ملنے کا طور طریقہ. راکب: سوار. مرکب: سواری، سواری کا جانور. عبرت: تنبیہ اور نصیحت. تازیانہ: چابک. مَے شبانہ: رات کی بچی ہوئی شراب، مراد ماضی کا عظیم دَور. خم و پیچ: مراد بل کھاتی ہوئی چال. بیگانہ: ناواقف، مراد دُور. عارفانہ: حقیقت کو جاننے پہچاننے والی. شفق: وہ سُرخی جو سورج طلوع ہوتے اور غروب ہوتے وقت آسمان پر نظر آتی ہے. مغربی اُفق: مراد یورپ جو جنگ کی طرف بڑھ رہا تھا. جوئے خوں: خون کی ندی. طلوعِ فردا: آنے والے کل یعنی مستقبل کا آنا. فکرِ گستاخ: اپنی حد سے آگے نکلنے والا فکر، مراد سائنسدان جنھوں نے انسان کی تباہی کے لیے خطرناک ہتھیار ایجاد کیے. عُریاں کرنا: مراد ظاہر کرنا. بیتاب بجلیاں: مراد مُہلک اور خطرناک ہتھیار. گِرہ: الجھاؤ، پیچ. عالَمِ پیر: بوڑھا یعنی پرانا جہان. فرنگی مقامر: انگریز جوا باز مراد برصغیر پر قابض انگریز جو یہاں کے باشندوں کو آزادی سے محروم رکھنے کے مختلف طریقے اختیار کر رہے تھے. قمار خانہ: جوا خانہ، جہاں جوا کھیلا جاتا ہے. تند و تیز: شدّت سے یعنی آندھی کی طرح چلنے والی، مراد حالات بیحد مخالف سمت میں جا رہے ہیں. چراغ اپنا جلانا: مراد اپنی جدوجہد جاری رکھنا. مردِ درویش: دنیا سے بے نیاز خدا مست آدمی، مراد خود علامہ اقبال. خسروانہ: بادشاہوں کے سے، مادّی قوتوں سے بے خوف.

فرشتے آدم کو جنت سے رُخصت کرتے ہیں

عطا ہُوئی ہے تجھے روز و شب کی بیتابی
خبر نہیں کہ تُو خاکی ہے یا کہ سیمابی
سُنا ہے، خاک سے تیری نمود ہے، لیکن
تِری سرِشت میں ہے کوکبی و مہ تابی
جمال اپنا اگر خواب میں بھی تُو دیکھے
ہزار ہوش سے خُوشتر تری شکر خوابی
گراں بہا ہے ترا گریۂ سحرگاہی
اسی سے ہے ترے نخلِ کُہن کی شادابی
تری نوا سے ہے بے پردہ زندگی کا ضمیر
کہ تیرے ساز کی فطرت نے کی ہے مضرابی

روز و شب: دن اور رات. سیمابی: پارے کا بنا ہوا، جو ہر وقت ہلتا رہتا ہے. نمود: ظہور، مراد تخلیق، پیدا ہونا. کوکبی: ستارے کی طرح چمکنے کی حالت. مہتابی: چاند کی طرح روشن ہونے کی حالت، چمک. جمال: حُسن و خوبی. ہزار ہوش: یعنی بہت زیادہ بیداری یا جاگنے کی کیفیت. شکر خوابی: میٹھی نیند سونے کی حالت. گریۂ سحرگاہی: رات کے پچھلے پہر اللہ کے حضور سر بسجود ہو کر رونے کا عمل. نخلِ کہن: پرانا درخت. نوا: نغمہ، مراد فریاد، جذبۂ عشق. مضرابی: سارنگی، ستار کے تاروں کو حرکت میں لانے کا کام.

رُوحِ ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے

کھول آنکھ، زمیں دیکھ، فلک دیکھ، فضا دیکھ
مشرق سے اُبھرتے ہوئے سُورج کو ذرا دیکھ
اس جلوۂ بے پردہ کو پردوں میں چُھپا دیکھ
ایّامِ جُدائی کے سِتم دیکھ، جفا دیکھ
بے تاب نہ ہو معرکۂ بیم و رَجا دیکھ!

ہیں تیرے تصرُّف میں یہ بادل، یہ گھٹائیں
یہ گنبدِ اَفلاک، یہ خاموش فضائیں
یہ کوہ یہ صحرا، یہ سمندر یہ ہوائیں
تھیں پیشِ نظر کل تو فرشتوں کی ادائیں
آئینۂ ایّام میں آج اپنی ادا دیکھ!

سمجھے گا زمانہ تری آنکھوں کے اشارے
دیکھیں گے تجھے دُور سے گردُوں کے ستارے
ناپید ترے بحرِ تخیل کے کنارے
پہنچیں گے فلک تک تری آہوں کے شرارے
تعمیرِ خودی کر، اثرِ آہِ رَسا دیکھ!

خورشید جہاں تاب کی ضو تیرے شرر میں
آباد ہے اک تازہ جہاں تیرے ہُنر میں
جچتے نہیں بخشے ہوئے فردوس نظر میں
جنت تری پنہاں ہے ترے خونِ جگر میں
اے پیکرِ گِل کوششِ پیہم کی جزا دیکھ!

نالندہ ترے عُود کا ہر تار ازَل سے
تُو جنسِ محبت کا خریدار ازَل سے
تُو پیرِ صنم خانۂ اَسرار ازَل سے
محنت کش و خوں ریز و کم آزار ازَل سے
ہے راکبِ تقدیرِ جہاں تیری رضا، دیکھ!

رُوحِ ارضی: مراد زمین کی کائنات، یہ دنیا. استقبال کرنا: کسی کے آنے پر اس کا خیر مقدم کرنا. کھول آنکھ: توجہ کر. اُس جلوۂ بے پردہ کو: مراد خدا کی اُس تجلّی کو جو حضرت آدمؑ نے آسمان پر دیکھی تھی. پردوں میں چھپا: یعنی جو عناصرِ فطرت میں پوشیدہ ہے. ایامِ جدائی: جدائی کے دن، مراد بہشت سے نکل کر دنیا میں آنے کے دن. جفا: سختی. معرکۂ بیم و رجا: ڈر اور امید کا ہنگامہ، مراد دنیا میں پیش آنے والی امیدوں اور مایوسیوں کی کھینچا تانی. تصرّف میں ہونا: قبضے اور اختیار، استعمال میں ہونا. گنبدِ افلاک: آسمانوں کا گنبد، مراد آسمان. پیشِ نظر: آنکھوں کے سامنے. آئینۂ ایام: زمانے کا آئینہ. زمانہ: مراد کائنات. گردوں: آسمان. ناپید: نظر نہ آنے والے، بیحد وسیع. بحرِ تخیل: خیالات سوچوں کا سمندر. شرارے: جمع شرارہ، چنگاریاں. تعمیرِ خودی کر: مراد اپنی خودی کو ترقی دے، اعلیٰ مرتبے تک پہنچنے کے لیے جدوجہد کر. آہِ رسا: مراد اثر دکھانے والی فریاد. خورشید: سورج. جہاں تاب: دنیا کو روشن کرنے والا. ضو: روشنی. جچنا: پسند آنا، اہمیت ہونا. خونِ جگر میں: بیحد محنت اور جدوجہد میں. پیکرِ گِل: مٹی کا بدن، انسان. کوششِ پیہم: لگاتار جہدوعمل. نالندہ: رونے والا، مراد پُرسوز سُر ائے نکالنے والا. عُود: باجا. صنم خانۂ اسرار: بھیدوں کا بت خانہ. خوں ریز: مراد باطل قوتوں کا خون بہانے والا. راکب: سوار.

پیر و مُرید

مریدِ ہندی

چشم بینا سے ہے جاری جوئے خوں
عِلمِ حاضر سے ہے دِیں زار و زبُوں!

پیرِ رُومی

عِلم را بر تن زنی مارے بود
عِلم را بر دل زنی یارے بود

مریدِ ہندی

اے امامِ عاشقانِ دردمند!
یاد ہے مجھ کو ترا حرفِ بلند
'خشک مغز و خشک تار و خشک پوست
از کجا می آید ایں آوازِ دوست'
دَورِ حاضر مستِ چنگ و بے سُرور
بے ثبات و بے یقین و بے حضور
کیا خبر اس کو کہ ہے یہ راز کیا
دوست کیا ہے، دوست کی آواز کیا

آہ، یورپ با فروغ و تاب ناک
نغمہ اس کو کھینچتا ہے سُوئے خاک

پیرِ رومی

بر سماعِ راست ہر کس چیر نیست
طعمۂ ہر مُرغکے انجیر نیست

مریدِ ہندی

پڑھ لیے مَیں نے علومِ شرق و غرب
رُوح میں باقی ہے اب تک درد و کرب

پیرِ رُومی

دستِ ہر نااہل بیمارت کُند
سُوئے مادر آ کہ تیمارت کُند

مریدِ ہندی

اے نِگہ تیری مرے دل کی کُشاد
کھول مجھ پر نکتۂ حُکمِ جہاد

پیرِ رُومی

نقشِ حق را ہم بہ امرِ حق شکن
بر زُجاجِ دوست سنگِ دوست زن

مریدِ ہندی

ہے نگاہِ خاوراں مسحورِ غرب
حورِ جنت سے ہے خُوشتر حورِ غرب

پیرِ رُومی

ظاہرِ نُقرہ گر اسپید است و نو
دست و جامہ ہم سیہ گردد ازو

مریدِ ہندی

آہ مکتب کا جوانِ گرم خوں!
ساحرِ افرنگ کا صیدِ زبُوں!

پیرِ رُومی

مُرغِ پَر نارُستہ چوں پرّاں شود
طعمۂ ہر گُربۂ درّاں شود

مریدِ ہندی

تا کجا آویزشِ دین و وطن
جوہرِ جاں پر مقدّم ہے بدن

پیرِ رُومی

قلب پہلو می زند با زر بشب
انتظارِ روز می دارد ذہب

مریدِ ہندی

سِرِّ آدم سے مجھے آگاہ کر
خاک کے ذرّے کو مِہر و ماہ کر!

پیرِ رُومی

ظاہرش را پشّۂ آرد بچرخ
باطنش آمد محیطِ ہفت چرخ

مریدِ ہندی

خاک تیرے نُور سے روشن بصر
غایتِ آدم خبر ہے یا نظر؟

پیرِ رُومی

آدمی دید است، باقی پوست است
دید آں باشد کہ دیدِ دوست است

مریدِ ہندی

زندہ ہے مشرق تری گفتار سے
اُمتیں مرتی ہیں کس آزار سے؟

پیرِ رُومی

ہر ہلاکِ اُمّتِ پیشیں کہ بود
زانکہ بر جندل گماں بردند عود

مریدِ ہندی

اب مسلماں میں نہیں وہ رنگ و بو
سرد کیونکر ہو گیا اس کا لہو؟

پیرِ رُومی

تا دلِ صاحب دلے نامد بہ درد
ہیچ قومے را خدا رُسوا نہ کرد

مریدِ ہندی

گرچہ بے رونق ہے بازارِ وجود
کون سے سودے میں ہے مَردوں کا سُود؟

پیرِ رُومی

زیرکی بفروش و حیرانی بخر
زیرکی ظنّ است و حیرانی نظر

مریدِ ہندی

ہم نفَس میرے سلاطیں کے ندیم
مَیں فقیرِ بے کُلاہ و بے گلِیم!

پیرِ رُومی

بندۂ یک مردِ روشن دل شوی
بہ کہ بر فرقِ سرِ شاہاں روی

مریدِ ہندی

اے شریکِ مستیِ خاصانِ بدر
مَیں نہیں سمجھا حدیثِ جبر و قدر!

پیرِ رُومی

بال بازاں را سُوے سُلطاں برد
بال زاغاں را بگورستاں برد

مریدِ ہندی

کاروبارِ خُسروی یا راہبی
کیا ہے آخر غایتِ دینِ نبیؐ؟

پیرِ رومی

مصلحت در دینِ ما جنگ و شکوہ
مصلحت در دینِ عیسیٰؑ غار و کوہ

مریدِ ہندی

کس طرح قابو میں آئے آب و گِل
کس طرح بیدار ہو سینے میں دل؟

پیرِ رُومی

بندہ باش و بر زمیں رو چوں سمند
چوں جنازہ نے کہ بر گردن برند

مریدِ ہندی

سرِّ دیں ادراک میں آتا نہیں
کس طرح آئے قیامت کا یقیں؟

پیرِ رُومی

پس قیامت شو قیامت را ببیں
دیدنِ ہر چیز را شرط است ایں

مریدِ ہندی

آسماں میں راہ کرتی ہے خودی
صیدِ مہر و ماہ کرتی ہے خودی
بے حضور و با فروغ و بے فراغ
اپنے نخچیروں کے ہاتھوں داغ داغ!

پیرِ رُومی

آں کہ ارزد صید را عشق است و بس
لیکن او کے گُنجد اندر دامِ کس!

مریدِ ہندی

تجھ پہ روشن ہے ضمیرِ کائنات
کس طرح مُحکم ہو ملّت کی حیات؟

پیرِ رُومی

دانہ باشی مُرغکانت بر چنند
غنچہ باشی کودکانت بر کنند
دانہ پنہاں کن سراپا دام شو
غنچہ پنہاں کن گیاہِ بام شو

مریدِ ہندی

تُو یہ کہتا ہے کہ دل کی کر تلاش
'طالبِ دل باش و در پیکار باش'
جو مِرا دل ہے، مِرے سینے میں ہے
میرا جوہر میرے آئینے میں ہے

پیرِ رُومی

تُو ہمی گوئی مرا دل نیز ہست
دل فرازِ عرش باشد نے بہ پست
تُو دلِ خود را دلے پنداشتی
جستجوے اہلِ دل بگذاشتی

مریدِ ہندی

آسمانوں پر مرا فکرِ بلند
مَیں زمیں پر خوار و زار و دردمند

کارِ دُنیا میں رہا جاتا ہوں مَیں
ٹھوکریں اس راہ میں کھاتا ہوں مَیں
کیوں مرے بس کا نہیں کارِ زمیں
ابلہِ دُنیا ہے کیوں دانائے دِیں؟

پیرِ رُومی

آں کہ بر افلاک رفتارش بود
بر زمیں رفتن چہ دشوارش بود

مریدِ ہندی

علم و حکمت کا ملے کیونکر سُراغ
کس طرح ہاتھ آئے سوز و درد و داغ؟

پیرِ رُومی

علم و حکمت زاید از نانِ حلال
عشق و رِقّت آید از نانِ حلال

مریدِ ہندی

ہے زمانے کا تقاضا انجمن
اور بے خَلوَت نہیں سوزِ سخن!

پیرِ رُومی

خلوت از اغیار باید، نے زیار
پوستیں بہرِ دَے آمد، نے بہار

مریدِ ہندی

ہند میں اب نور ہے باقی نہ سوز
اہلِ دل اس دیس میں ہیں تیرہ روز!

پیرِ رُومی

کارِ مرداں روشنی و گرمی است
کارِ دُوناں حیلہ و بے شرمی است

مرید ہندی: ہندوستان میں رہنے والا مرید یعنی علامہ اقبال. چشمِ بینا: مراد بصیرت والی آنکھ. جوئے خوں: خون کی ندی، مراد انتہائی دکھ کی حالت. علمِ حاضر: موجودہ سائنسی علوم. زار و زبوں: ذلیل و خوار. پیرِ رُومی: مراد مولانا جلال الدین رومی (وفات ۱۲۷۳ء) جنھیں علامہ نے غائبانہ اپنا مرشد قرار دیا. ا۔ اگر تو علم سے مادّی فائدے اٹھائے گا تو یہ سانپ ہوگا، یعنی تیری روحانی ہلاکت کا باعث۔ اگر تو علم کا اثر دل پر لے گا یعنی عشق و روحانیت کی طرف بڑھے گا تو یہ تیرا دوست ہوگا. عاشقانِ دردمند: درد والے عاشق، عشقِ حقیقی میں ڈوبے ہوئے عاشق. حرفِ بلند: مراد عظیم شعر. ۲۔ ستار کا مغز (وہ کدو جس پر اس کے تار لگے ہوتے ہیں) سوکھا ہے تار سوکھے ہیں اور تو نبا سوکھا ہے، اس صورتِ حال میں محبوب کی یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے. مست چنگ: باجے میں (مادیات میں) کھویا ہوا. بے سرور: نشہ یا مسرّت سے خالی. بے ثبات: جسے بقا یا قرار نہیں. بے یقین: اعتبار سے عاری. بے حضور: دل کی توجہ سے محروم. دوست: مراد محبوبِ حقیقی. یورپ: مغربی ممالک، برطانیہ وغیرہ. بافروغ: مراد روشن دماغ. تابناک: ظاہری چمک دمک والا. نغمہ: سُریلی آواز. سُوئے خاک: مٹی یعنی پستی کی طرف. ۳۔ صحیح حقیقی سماع پر ہر کوئی قادر نہیں ہے بالکل اسی طرح، جس طرح انجیر کا پھل ہر پرندے کی

خوراک نہیں ہے. علومِ شرق وغرب: مشرقی اور مغربی ملکوں میں رائج مختلف علوم. کرب: بے قراری، بے چینی.۴۔ ہر اناڑی یعنی نیم حکیم کا ہاتھ تجھے بیمار کر دے گا۔ تو ماں کی طرف آ، تا کہ وہ تیری صحیح طور پر دیکھ بھال کرے۔ مراد عشق و ذکرِ الٰہی ہی سے روح کو سکون ملتا ہے. دل کی کشاد: دل کی تازگی. نکتہ حکم جہاد: جہاد سے متعلق خدا کے حکم کی اہم بات.۵۔ خدا کی بنائی ہوئی تصویر کو خدا ہی کے حکم سے توڑ، یعنی دوست کے شیشے پر دوست ہی کا پتھر مار. خاوراں: مشرق، مراد مشرقی ملکوں کے لوگ. مسحور: جادو کیے گئے، جادو کا شکار. مغرب: یورپ. خوشتر: زیادہ اچھی، خوبصورت. حورِ غرب: مراد انگریز/یورپی عورت، میم.۶۔ چاندی دیکھنے میں اگرچہ سفید اور چمکیلی ہے لیکن اس سے ہاتھ اور لباس بھی تو کالا ہو جاتا ہے. مکتب: جدید قسم کے کالج یا تعلیمی ادارے. جوان: طالب علم. گرم خون: جوش والا. ساحرِ افرنگ: یورپی جادوگر، انگریز سیاسی شعبدہ باز فریبی. صیدِ زبوں: ذلیل اور خستہ حال شکار.۷۔ جب وہ پرندہ، جس کے ابھی پر نہیں نکلے، اُڑے گا تو وہ ہر پھاڑ کھانے والی بلّی کا لقمہ بن جائے گا. تا کجا: کب تک. آویزش: جھگڑا فساد. جوہرِ جاں: روح کی اصل، روح جو اپنی ذات پر قائم ہے. مقدّم: جسے دوسروں پر ترجیح/اہمیت دی جائے. بدن: مراد مادہ.۸۔ رات کے وقت نقلی سونا، اصلی سونے کے ساتھ برابری کرتا ہے، اصلی سونا دن چڑھنے کا انتظار کرتا ہے. سرِّ آدم: انسان کا بھید، انسان کی حقیقت. خاک کا ذرّہ: مراد معمولی انسان. مہر و ماہ کر: سورج اور چاند بنا دے، مراد اس کا سینہ عشق کی روشنی سے منوّر کر دے.۹۔ انسان کے ظاہر یعنی جسم کو تو ایک مچھر ہلا دیتا ہے جبکہ اس کا باطن سات آسمانوں کو گھیر لیتا ہے. روشن بصر: جس کی چشمِ بصیرت روشن ہو. غایتِ آدم: انسان کی تخلیق کا اصل مقصد. خبر: ایسی باتیں جو انسان کو حواسِ خمسہ کے ذریعے معلوم ہوں اور عقل ان سے کچھ نتیجے نکالتی ہے جو یقینی نہیں ہوتے. نظر: مراد معرفت اور جذب و مراقبہ سے خدائی جلووں کا مشاہدہ، جس میں یقین کی کیفیت ہوتی ہے.۱۰۔ انسان سراسر دیدار کا نام ہے، باقی سب کھال ہی کھال ہے اور دیدار بھی وہ جو دوست یعنی محبوبِ حقیقی کا ہو. مشرق: مشرقی ممالک کے لوگ. زندہ ہے: مراد عشقِ حقیقی کا جذبہ پیدا ہوا ہے. گفتار: باتیں، عشقِ حقیقی کی حامل شاعری. آزار: بیماری، تکلیف.۱۱۔ جو بھی کوئی گزشتہ قوم ہلاک ہوئی یعنی مٹ گئی تو اس کا سبب یہ تھا کہ اس نے پتھر کو عود سمجھ لیا تھا۔ یعنی حق کی بجائے باطل کی طرف جھکی رہی. وہ رنگ و بو: مراد ماضی کے مسلمانوں جیسے جذبے اور جوش و ولولہ. لہو سرد ہونا: جذبات ٹھنڈے ہونا.۱۲۔ جب تک کسی صاحبِ دل کے دل کو کوئی دُکھ نہیں پہنچا، اس وقت تک خدا نے کسی قوم کو ذلیل نہیں کیا. بے رونق: مراد عشق کے جذبوں سے خالی. بازارِ وجود: یہ کائنات، یہ دنیا. سُود: فائدہ، نفع. مَردوں کا: انسانوں کا.۱۳۔ عقل و دانش بیچ ڈال اور حیران ہونے کی حالت خرید لے، یعنی عشق اختیار کر، کیونکہ عقل و خرد محض غیر یقینی اندازوں سے کام لیتی ہے جبکہ حیرانی نظر ہے. ہم نفس: مراد ساتھی. ندیم: پاس بیٹھنے والا.

فقیر: مراد معمولی انسان. بے کلاہ: مراد جس کے پاس پورا لباس نہ ہو. بے گلیم: گدڑی کے بغیر. ۱۴۔ بادشاہوں کے سروں پر چلنے کی بجائے تُو اگر کسی روشن دل یعنی عارفِ کامل کی مریدی اختیار کر لے تو وہ زیادہ اچھا ہے. شریک مستی خاصانِ بدر: مراد غزوۂ بدر کے شہیدوں کے سے جذبۂ عشق کا حامل یعنی مولانا رُوم (جنگِ بدر ۲ ہجری میں لڑی گئی). حدیث: بات، مسئلہ. جبر و قدر: مجبور ہونے کی حالت اور اختیار رکھنے کی حالت مراد آیا انسان اپنے آپ کچھ کرنے کا اختیار نہیں رکھتا اور بے بس ہے یا وہ سب کچھ کرنے پر مختار ہے. ۱۵۔ بازوں کے بال و پَر انھیں سُلطان کی طرف اُڑا لے جاتے ہیں جب کہ کوّوں کو یہی بال و پر قبرستان اُڑا لے جاتے ہیں. کاروبارِ خسروی: شاہانہ کاروبار، مراد دنیاوی زندگی ٹھاٹھ باٹھ سے گزارنے کا طریقہ. راہبی: عیسائی پادریوں کی طرح ترکِ دنیا. غایتِ دینِ نبی: نبیؐ کے دین کا مقصد، مراد یہ کہ اسلام کا مقصد نظامِ حکومت دینا ہے یا ترکِ دُنیا کا درس. ۱۶۔ ہمارے دین کی بھلائی اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور سربلندی حاصل کرنا ہے، جبکہ حضرت عیسیٰؑ کے مذہب میں غار اور پہاڑ میں راہبی یعنی ترکِ دنیا کرنا اچھا ہے. قابو میں آنا: اختیار میں آنا. آب و گِل: پانی اور مٹی مراد موجودات کی دنیا. بیدار: مراد عشقِ حقیقی کے جذبہ سے سرشار. ۱۷۔ خدا کی بندگی اختیار کر اور زمین پر گھوڑے کی طرح چل، جنازے کی طرح نہیں کہ جسے لوگ کندھوں پر اُٹھا کر لے جاتے ہیں. سِرِّ دِیں: دین کی حقیقت / بھید. اِدراک: فہم، شعور. ۱۸۔ تو خود قیامت بن جا اور پھر قیامت کو دیکھ لے، کیونکہ ہر چیز کو دیکھنے کے لیے یہی شرط ہے. صید: شکار. مہر و ماہ: مراد کائنات. بے حضور: دل اور نگاہ کا (محبوب کے جلووں سے) بے توجہ ہونا. بافروغ: بظاہر بہت روشن. بے فراغ: سکون سے محروم. نخچیر: شکار. داغ داغ: زخمی. ۱۹۔ جو شے شکار کرنے کے لائق ہے وہ صرف عشق ہے، لیکن وہ ہر اَیرے غیرے کے جال میں نہیں پھنستا. ضمیرِ کائنات: اس دُنیا کا باطن / بھید. محکم: مضبوط. ۲۰۔ اگر تو دانہ بنے گا تو پرندے تجھے چُن گے اور اگر تو پھول بنے گا تو بچے تجھے توڑ لیں گے۔ دانہ چھپا دے اور پورے طور پر جال بن جا، کلی کو چھپا دے اور چھت پر اُگی ہوئی گھاس بن جا. ۲۱۔ دل تلاش کر اور حالتِ جنگ میں رہ، یعنی جہد و ریاضت کر. جوہر: آئینے کے قدرتی نقوش جن سے اس کی چمک نمایاں ہوتی ہے. ۲۲۔ تو یہ کہہ رہا ہے کہ میرے سینے میں بھی دل ہے دل تو عرش کے اوپر ہوتا ہے پستی میں نہیں، تو نے اپنے اس دل کو بھی وہ دل سمجھ لیا اور یوں اہلِ دل کی تلاش چھوڑ دی. فکرِ بلند: مراد عظیم مضامین کی حامل شاعری. زار: ناتواں. دردمند: تکلیفوں میں مبتلا. کارِ زمیں: دنیاوی معاملے. ابلہِ دُنیا: مراد دنیا کے کاموں میں ناسمجھ. دانائے دِیں: مراد دین کی حقیقت سے آگاہ، مُلّا. ۲۳۔ وہ شخص جو آسمانوں پر چلنے پھرنے والا ہو اس کے لیے زمین پر چلنا تو کوئی مشکل نہیں. علم و حکمت: فلسفہ اور دوسرے علوم. سراغ: نشان، پتا. ہاتھ آنا: میسّر آنا، ملنا. سوز: عشق کی تپش. درد و داغ: عشق کے نتیجے میں

بے قراری اور دکھوں سے لطف اُٹھانے کی کیفیت. ۲۴۔ صحیح علم و حکمت حلال کی روزی سے میسّر آتا ہے، اسی طرح عشق اور دل کی نرمی رزقِ حلال ہی سے پیدا ہوتی ہے. تقاضا: اصرار، خواہش. انجمن: مراد باہم مل کر رہنا. بے خلوت: تنہائی کے بغیر. سوزِ سخن: شاعری میں جذبۂ عشق کی تپش. ۲۵۔ تنہائی تو غیروں سے ہونی چاہیے، دوست سے نہیں، جس طرح گرم لباس موسمِ بہار کے لیے نہیں بلکہ سردیوں کے لیے ہوتا ہے. نور: روشنی، مراد جذبۂ عشق. سوز: عشق کی تپش. دیس: مُلک. تیرہ روز: تاریک دن والے، مراد بدنصیب یا نحوست کی زندگی گزارنے والے. ۲۶۔ اللہ کے بندوں کا کام عشق کی روشنی اور حرارت پھیلانا ہے جبکہ گھٹیا لوگوں کا کام فریب کاری اور بے شرمی ہے.

جبریل و اِبلیس

جبریل

ہمدمِ دیرینہ! کیسا ہے جہانِ رنگ و بو؟

اِبلیس

سوز و ساز و درد و داغ و جستجوے و آرزو

جبریل

ہر گھڑی افلاک پر رہتی ہے تیری گفتگو
کیا نہیں ممکن کہ تیرا چاکِ دامن ہو رفو؟

اِبلیس

آہ اے جبریل! تُو واقف نہیں اس راز سے
کر گیا سرمست مجھ کو ٹوٹ کر میرا سبُو
اب یہاں میری گزر ممکن نہیں، ممکن نہیں
کس قدر خاموش ہے یہ عالَمِ بے کاخ و کُو!

جس کی نومیدی سے ہو سوزِ دُرونِ کائنات
اُس کے حق میں 'تَقنَطُوا' اچھا ہے یا 'لَا تَقنَطُوا'؟

جبریل

کھو دیے انکار سے تُو نے مقاماتِ بلند
چشمِ یزداں میں فرشتوں کی رہی کیا آبرو!

اِبلیس

ہے مِری جُرأت سے مشتِ خاک میں ذوقِ نمو
میرے فتنے جامۂ عقل و خرد کا تار و پُو
دیکھتا ہے تُو فقط ساحل سے رزمِ خیر و شر
کون طُوفاں کے طمانچے کھا رہا ہے، مَیں کہ تُو؟
خضر بھی بے دست و پا، الیاس بھی بے دست و پا
میرے طوفاں یم بہ یم، دریا بہ دریا، جو بہ جُو
گر کبھی خلوَت میسّر ہو تو پوچھ اللہ سے
قِصّۂ آدم کو رنگیں کر گیا کس کا لہو!
مَیں کھٹکتا ہُوں دلِ یزداں میں کانٹے کی طرح
تُو فقط اَللہ ھُو، اَللہ ھُو، اَللہ ھُو!

ہمدمِ دیرینہ: پرانا ساتھی. جہانِ رنگ و بو: مراد یہ موجودات کی دنیا.☆عشق کی حرارت و گرمی، اس میں آنے والی تکلیفوں کا لطف ہے اور محبوب کی تلاش اور جدوجہد نیز اعلیٰ مرتبہ کی خواہش ہے. گفتگو: ذکر. چاکِ دامن رفو ہونا: مراد گناہ معاف ہونا. سرمست: نشے میں پوری طرح غرق. سبو: مٹکا، شراب کی صراحی. گزر: پہنچ، گزرنے کی حالت. یہ عالَم: دنیا، مراد اوپر کی / آسمانی کائنات. بے کاخ و کو: محل اور کوچے کے بغیر، مراد دنیاوی رونقوں سے خالی. سوزِ درونِ کائنات: مراد موجودات کی دنیا والوں کی تپش عشق. تقنطوا: مایوس ہو جاؤ. اس کے حق میں: اس کے لیے. لا تقنطوا: مت مایوس ہو. مقاماتِ بلند: بہت بڑے مرتبے اور شان و شوکت. یزداں: خدا. مُشتِ خاک: مراد انسان. ذوقِ نمو: مراد آگے بڑھنے، بلندیوں پر جانے کا شوق. جامہ: لباس. تار و پُو: تانا بانا. رزم: جنگ. طوفان کے طمانچے: سمندر میں اٹھنے والے تھپیڑے. طمانچے کھانا: مراد تھپیڑوں کا مقابلہ کرنا، تھپیڑوں سے مراد وہ لعنتیں ہیں جو انسان، شیطان پر بھیجتا رہتا ہے. بے دست و پا: بے بس، مجبور. الیاس: حضرت الیاسؑ جن کا ذکر قرآن کریم میں (سورۂ انعام اور سورۂ والصّٰفات) میں آیا ہے: اور الیاسؑ بھی پیغمبروں میں سے تھے. یم بہ یم: مراد تمام سمندروں میں. جو بہ جو: تمام ندیوں میں، مراد ہر ہر جگہ. میسّر: ملے. قصۂ آدم: مراد حضرت آدمؑ کو بہکانے اور دانۂ گندم کھلانے کا قصہ. لہو: مراد قربانی. کھٹکنا: بُرا لگنا. اللہ ھُو: صرف وہی اللہ یعنی عبادت کے لائق ہے.

اذان

اک رات ستاروں سے کہا نجمِ سحَر نے
آدم کو بھی دیکھا ہے کسی نے کبھی بیدار؟

کہنے لگا مرّیخ، ادا فہم ہے تقدیر
ہے نیند ہی اس چھوٹے سے فتنے کو سزاوار

زُہرہ نے کہا، اور کوئی بات نہیں کیا؟
اس کرمکِ شب کور سے کیا ہم کو سروکار!

بولا مہِ کامل کہ وہ کوکب ہے زمینی
تم شب کو نمودار ہو، وہ دن کو نمودار

واقف ہو اگر لذّتِ بیداریِ شب سے
اُونچی ہے ثُریّا سے بھی یہ خاکِ پُراَسرار

آغوش میں اس کی وہ تجلّی ہے کہ جس میں
کھو جائیں گے اَفلاک کے سب ثابت و سیّار

ناگاہ فضا بانگِ اذاں سے ہُوئی لب ریز
وہ نعرہ کہ ہل جاتا ہے جس سے دلِ کُہسار!

نجمِ سحر: صبح کا ستارہ. مرّیخ: ایک ستارہ جو منحوس سمجھا جاتا ہے. ادا فہم: حقیقت کو سمجھنے والی. چھوٹا سا فتنہ: مراد انسان. سزاوار: لائق، مناسب. زُہرہ: تیسرے آسمان پر ایک ستارہ جسے رقاصۂ فلک بھی کہتے ہیں. کرمکِ شب کور: وہ کیڑا جسے رات کو نظر نہ آئے، مراد انسان. سرو کار: واسطہ. مہِ کامل: پورا چاند. کوکب: ستارہ. زمینی: زمین کا. نمودار ہونا: ظاہر ہونا، نکلنا. لذتِ بیداریِ شب: راتوں کو اٹھ کر محبوبِ حقیقی کے حضور سر بسجدہ ہونے کا لطف. ثریا: چھ ستاروں کا گچھا. خاکِ پُر اسرار: بھیدوں میں ڈوبی ہوئی خاک یعنی انسان. آغوش: گود، پہلو. تجلّی: جلوہ، روشنی. کھو جانا: گُم ہو جانا. ثابت: وہ تارے جو اپنی جگہ پر قائم رہتے ہیں. سیّار: وہ تارے جو حرکت میں رہتے ہیں. ناگاہ: اچانک. فضا: ماحول، زمین سے آسمان تک کے درمیان کھلی جگہ. بانگِ اذاں: اذان کی آواز. لب ریز ہونا: بھر جانا. نعرہ: بلند آواز. کُہسار: پہاڑ.

محبت

شہیدِ محبت نہ کافر نہ غازی
محبت کی رسمیں نہ تُرکی نہ تازی

وہ کچھ اور شے ہے، محبت نہیں ہے
سِکھاتی ہے جو غزنوی کو ایازی

یہ جوہر اگر کار فرما نہیں ہے
تو ہیں علم و حکمت فقط شیشہ بازی

نہ محتاجِ سُلطاں، نہ مرعوبِ سُلطاں
محبت ہے آزادی و بے نیازی

مِرا فقر بہتر ہے اسکندری سے
یہ آدم گری ہے، وہ آئینہ سازی

شہید: خدا کی راہ میں یا کسی اعلیٰ مقصد کے حصول کی خاطر مرنے والا. کافر: خدا کا انکاری. غازی: باطل یا کفر کی طاقتوں کے خلاف جہاد کرنے والا. رسمیں: طور طریقے. نہ تُرکی نہ تازی: مراد خاص یا محدود علاقوں/لوگوں سے مخصوص نہیں ہیں. غزنوی: مراد محمود غزنوی، ایران کا مشہور بادشاہ. ایازی: ایاز ہونا، غلامی. جوہر: خوبی، لیاقت. کارفرما: کام کرنے والا.

ستارے کا پیغام

مجھے ڈرا نہیں سکتی فضا کی تاریکی
مِری سرِشت میں ہے پاکی و دُرخشانی
تُو اے مسافرِ شب! خود چراغ بن اپنا
کر اپنی رات کو داغِ جگر سے نورانی

تاریکی: اندھیرا۔ سرشت: فطرت، طبیعت۔ پاکی: پاک صاف ہونا۔ درخشانی: چمکنے کی حالت۔ داغِ جگر: دل کے وسط میں سیاہ نقطہ، مراد جذبۂ عشق۔ نورانی: روشنی والی۔

جاوید کے نام

(لندن میں اُس کے ہاتھ کا لکھا ہُوا پہلا خط آنے پر)

دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر
نیا زمانہ، نئے صبح و شام پیدا کر

خدا اگر دلِ فطرت شناس دے تجھ کو
سکُوتِ لالہ و گُل سے کلام پیدا کر

اُٹھا نہ شیشہ گرانِ فرنگ کے احساں
سفالِ ہند سے مِینا و جام پیدا کر

میں شاخِ تاک ہُوں، میری غزل ہے میرا ثمر
مِرے ثمر سے مَے لالہ فام پیدا کر

مِرا طریق امیری نہیں، فقیری ہے
خودی نہ بیچ، غریبی میں نام پیدا کر!

دیار: شہر، ملک. مقام پیدا کرنا: بلند مرتبہ حاصل کرنا. دلِ فطرت شناس: قدرتی مناظر پر غور و فکر کر کے خدا کی معرفت حاصل کرنے والا دل. سکوت: خاموشی. شیشہ گرانِ فرنگ: مراد انگریز حکمران جن کے طور طریقے

یا اصول شیشے کی مانند جلد ٹوٹ جانے والے تھے. سفالِ ہند: ہندوستان کی مٹی، یعنی برصغیر کی تہذیب و تعلیم. مینا و جام: صراحی اور پیالہ، مراد اپنے یہاں کا سیاسی، ملی اور مذہبی شعور. شاخِ تاک: انگور کی بیل کی ٹہنی. غزل: مراد شاعری. ثمر: پھل. مَے لالہ فام: سرخ رنگ کی شراب. طریق: مراد زندگی گزارنے کے طور طریقے. امیری: مراد ٹھاٹھ باٹھ والا. فقیری: درویشی. خودی: مراد غیرت اور خودداری. نام پیدا کرنا: شہرت حاصل کرنا.

فلسفہ و مذہب

یہ آفتاب کیا، یہ سِپہرِ بریں ہے کیا!
سمجھا نہیں تسلسلِ شام و سحر کو میں

اپنے وطن میں ہُوں کہ غریبُ الدّیار ہُوں
ڈرتا ہُوں دیکھ دیکھ کے اس دشت و در کو میں

کھلتا نہیں مِرے سفَرِ زندگی کا راز
لاؤں کہاں سے بندۂ صاحب نظر کو میں

حیراں ہے بُوعلی کہ میں آیا کہاں سے ہُوں
رُومی یہ سوچتا ہے کہ جاؤں کِدھر کو میں

"جاتا ہوں تھوڑی دُور ہر اک راہرَو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہُوں ابھی راہبر کو میں"

آفتاب: سورج. سپہر بریں: بلند آسمان. تسلسلِ شام وسحر: رات اور دن کا لگاتار آگے پیچھے آنے کا سلسلہ. غریب الدیار: پردیسی. دشت و در: جنگل اور صحرا. راز کھلنا: بھید ظاہر ہونا. سفرِ زندگی: مراد زندگی کا آغاز اور انجام وغیرہ. بندۂ صاحب نظر: گہری بصیرت رکھنے والا انسان. بُوعلی: مراد بُوعلی سینا، مشہور فلسفی، ریاضی دان اور طبیب (وفات ۱۰۳۷ء). رُومی: مراد جلال الدین رُومی جو عشق حقیقی کی علامت ہیں. راہرو: راستہ چلنے والا. راہبر: راستہ دکھانے والا.

یورپ سے ایک خط

ہم خُوگرِ محسوس ہیں ساحل کے خریدار
اک بحرِ پُر آشوب و پُراسرار ہے رُومی

تُو بھی ہے اسی قافلۂ شوق میں اقبالؔ
جس قافلۂ شوق کا سالار ہے رُومی

اس عصر کو بھی اُس نے دیا ہے کوئی پیغام؟
کہتے ہیں چراغِ رہِ احرار ہے رُومی

جواب

کہ نباید خورد و جو ہمچوں خراں
آہُوانہ در ختن چر ارغواں
ہر کہ کاہ و جَو خورد قرباں شود
ہر کہ نورِ حق خورد قُرآں شود

خوگرِ محسوس: احساسات کی دنیا کے عادی. **ساحل:** سمندر کا کنارہ. **بحر پُر آشوب:** سمندر جس میں بہت طوفان اُٹھتے ہوں، یہاں مراد عشقیہ جذبوں یا معرفت وحقیقت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر. **پُر اسرار:** بھیدوں سے پُر معرفت وحقیقت. **قافلۂ شوق:** عشق کا قافلہ. **سالار:** سردار، رہنما. **رُومی:** مولانا رُوم. **عصر:** دَور، زمانہ. **راہِ اَحرار:** آزاد مَردوں کا راستہ. (یہ دونوں اشعار رُومی کی مثنوی دفترِ پنجم سے ہیں) گدھوں کی طرح گھاس اور جو نہیں کھانا چاہیے، تو ختن میں ہرن کی طرح چَر۔ جو کوئی گھاس اور جو کھاتا ہے اسے آخر ذبح کر دیا جاتا ہے اور جو کوئی نورِ حق کی غذا پاتا ہے وہ قرآن ہو جاتا ہے۔

نپولین کے مزار پر

راز ہے، راز ہے تقدیرِ جہانِ تگ و تاز
جوشِ کردار سے کُھل جاتے ہیں تقدیر کے راز

جوشِ کردار سے شمشیرِ سکندر کا طلوع
کوہِ الوَند ہُوا جس کی حرارت سے گداز

جوشِ کِردار سے تیمور کا سَیلِ ہمہ گیر
سَیل کے سامنے کیا شے ہے نشیب اور فراز

صفِ جنگاہ میں مردانِ خدا کی تکبیر
جوشِ کردار سے بنتی ہے خدا کی آواز

ہے مگر فرصتِ کردار نفَس یا دو نفَس
عوَضِ یک دو نفَس قبر کی شب ہائے دراز!

"عاقبت منزلِ ما وادیِ خاموشان است
حالیا غلغلہ در گنبدِ افلاک انداز!"

نپولین: نپولین بوناپارٹ، فرانس کا مشہور فاتح جس نے ۱۹ویں صدی عیسوی کے آغاز میں یورپ کا بہت سا

حصہ فتح کرلیا۔۱۸۰۴ء میں شہنشاہ کا لقب اختیار کیا۔ بعد میں انگریزوں کے ہاتھوں شکست کھا کر قید ہوا، اسی قید میں ۵ مئی ۱۸۲۱ء کو فوت ہوا. **جہانِ تگ و تاز**: بھاگ دوڑ یعنی جدوجہد کی دنیا. **جوشِ کردار**: جہد و عمل میں شدت کی حالت. **شمشیر**: تلوار. **سکندر**: مراد سکندرِ اعظم / مقدونی، مشہور فاتح. **شمشیر کا طلوع**: تلوار کا نکلنا، مراد فتوحات. **کوہِ الوند**: ایران کا مشہور پہاڑ، مراد ایران کے بادشاہ دارا کی حکومت، جسے سکندر نے شکست دی تھی. **گداز**: پگھلنے کی حالت، یعنی شکست. **تیمور**: امیر تیمور، مشہور مغل فاتح، لنگڑا ہونے کے سبب اسے تیمور لنگ بھی کہتے ہیں۔ اس نے برصغیر کو بھی فتح کیا۔ تیس برس تک اس کی فتوحات کا سلسلہ جاری رہا۔ دیگر اور بھی کئی ملک فتح کیے۔ ۱۷ فروری ۱۴۰۵ء کو فوت اور سمرقند میں دفن ہوا. **سَیل**: طوفان، مراد حملے. **ہمہ گیر**: سب کو پکڑنے والا، مراد وہ جنگیں جو چین اور آبنائے باسفورس تک پھیلیں. **نشیب**: پستی، نچلی جگہ. **فراز**: بلند / اونچی جگہ. **صفِ جنگاہ**: میدانِ جنگ کی قطار بندی. **مردانِ خدا**: مراد خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے مجاہد. **فرصتِ کردار**: عمل کی مہلت. **یک دو نفس**: ایک دو پل. **شب ہائے دراز**: لمبی راتیں. ☆ (یہ شعر حافظ شیرازی کا ہے) آخرکار ہمارا ٹھکانا خاموش انسانوں یعنی مُردوں کی وادی ہے اس لیے فی الحال تو آسمانوں میں ہنگامے پیدا کر۔

مسولینی

ندرتِ فکر و عمل کیا شے ہے، ذوقِ انقلاب
ندرتِ فکر و عمل کیا شے ہے، مِلّت کا شباب
ندرتِ فِکر و عمل سے معجزاتِ زندگی
ندرتِ فکر و عمل سے سنگِ خارا لعلِ ناب

رومۃ الکبریٰ! دِگرگُوں ہو گیا تیرا ضمیر
اینکہ می بینم بہ بیداریست یا رب یا بہ خواب!
چشمِ پیرانِ کُہن میں زندگانی کا فروغ
نوجواں تیرے ہیں سوزِ آرزو سے سِینہ تاب

یہ محبت کی حرارت، یہ تمنّا، یہ نمود
فصلِ گُل میں پھول رہ سکتے نہیں زیرِ حجاب

نغمہ ہائے شوق سے تیری فضا معمور ہے
زخمہ ور کا منتظر تھا تیری فطرت کا رباب

فیض یہ کس کی نظر کا ہے، کرامت کس کی ہے؟
وہ کہ ہے جس کی نِگہ مثلِ شُعاعِ آفتاب!

مسولینی: اطالیہ (اٹلی) کا مشہور آمرِ مطلق (ڈکٹیٹر)۔ ۱۹۳۹ء میں ہٹلر سے مل گیا۔ ۱۹۴۰ء میں انگریزوں کے خلاف اعلانِ جنگ کیا۔ ۱۹۴۳ء میں قوم نے تنگ آ کر اسے قید کر دیا۔ جرمن فوج کے رہائی دلانے پر شمالی اٹلی کا حکمران ہوا۔ ۱۹۴۵ء میں جرمنوں کا زور ٹوٹنے پر قوم نے اس کو قتل کر دیا. **ندرت:** انوکھا پن. **ذوقِ انقلاب:** تبدیلیاں لانے کا شوق و جذبہ. **سنگِ خارا:** سخت پتھر. **لعلِ ناب:** خالص قیمتی سرخ پتھر. **رومۃ الکبریٰ:** روم کی قدیم سلطنت جو حضرت عیسیٰؑ سے پہلے دُنیا کی سب سے بڑی سلطنت تھی. یارب! یہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں یہ جاگتے ہوئے دیکھ رہا ہوں یا نیند میں. **دگرگوں:** دوسرے ڈھنگ کا ہو جانا، بدل جانا. **پیرانِ کُہن:** پرانے بوڑھے، پرانی نسل. **فروغ:** روشنی، رونق. **سوزِ آرزو:** تمنا/ خواہش کی تپش. **سینہ تاب:** جس کا سینہ/ دل روشن ہو. **نمود:** ظاہر ہونے کی حالت. **فصلِ گل:** موسمِ بہار. **زیرِ حجاب:** پردے کے نیچے. **نغمہ ہائے شوق:** عشق کے ترانے. **معمور:** بھری ہوئی. **زخمہ ور:** مضراب چلانے والا، مراد رہنما، لیڈر یعنی مسولینی. **رباب:** سارنگی. **فیض:** برکت. **کرامت:** معجزہ، مراد غیر معمولی کارنامہ. **شعاع:** کرن.

سوال

اک مفلسِ خوددار یہ کہتا تھا خدا سے
مَیں کر نہیں سکتا گِلۂ دردِ فقیری
لیکن یہ بتا، تیری اجازت سے فرشتے
کرتے ہیں عطا مردِ فرومایہ کو میری؟

خوددار: جو غیرت کے سبب کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے. گِلہ: شکایت. فقیری: غریبی. مردِ فرومایہ: گھٹیا پست انسان. میری: امیری، دولت مندی.

پنجاب کے دہقان سے

بتا کیا تری زندگی کا ہے راز
ہزاروں برس سے ہے تُو خاک باز
اسی خاک میں دب گئی تیری آگ
سحر کی اذاں ہو گئی، اب تو جاگ!
زمیں میں ہے گو خاکیوں کی برات
نہیں اس اندھیرے میں آبِ حیات
زمانے میں جھوٹا ہے اُس کا نگیں
جو اپنی خودی کو پرکھتا نہیں
بتانِ شعُوب و قبائل کو توڑ
رسومِ کُہن کے سلاسِل کو توڑ
یہی دِینِ مُحکم، یہی فتحِ باب
کہ دُنیا میں توحید ہو بے حجاب
بخاکِ بدن دانۂ دل فشاں
کہ ایں دانہ دارد ز حاصل نشاں

دہقان: کسان. خاک باز: مٹی سے کھیلنے والا، مراد کھیتی باڑی کا کام کرنے والا. آگ: مراد خواہشیں اور جذبے. سحر کی اذاں ہوگئی: مراد زمانے کے حالات بدل گئے. اب تو جاگ: یعنی غفلت چھوڑ. خاکیوں: خاکی کی جمع، مراد انسان. برات: رزق. آبِ حیات: وہ روایتی پانی جسے پی کر انسان ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ رہتا ہے. جھوٹا: نعلی. نگیں: نگینہ، قیمتی پتھر کا ٹکڑا جو انگوٹھی میں جڑتے ہیں. شعوب: جمع شعب، بڑے بڑے قبیلے. قبائل: جمع قبیلہ، چھوٹے چھوٹے کنبے / خاندان. بُت توڑنا: مراد خاندانی / قبائلی تعصب ختم کرنا. سلاسِل: جمع سلسلہ، زنجیریں. دینِ محکم: مضبوط یعنی حقیقی دین. فتحِ باب: دروازہ یعنی کامیابی کا دروازہ کھلنا. بے حجاب: بے پردہ، ظاہر. بدن کی مٹی میں دِل (عشق کے جذبوں سے بھرا دل) کا بیج بو، کیونکہ یہ وہ بیج ہے جو پیداوار کا پتا دیتا ہے۔

نادِرشاہ افغان

حضورِ حق سے چلا لے کے لُولوئے لالا
وہ ابر جس سے رگِ گُل ہے مثلِ تارِ نفَس

بہشت راہ میں دیکھا تو ہوگیا بیتاب
عجب مقام ہے، جی چاہتا ہے جاؤں برس

صدا بہشت سے آئی کہ منتظر ہے ترا
ہرات و کابل و غزنی کا سبزۂ نَورس

سرشکِ دیدۂ نادر بہ داغِ لالہ فشاں
چناں کہ آتشِ اُو را دگر فرو نہ نشاں!

نادرشاہ: والی افغانستان محمد نادر خان۔ ابتدائی تعلیم ملٹری کالج دہرہ دون شہر (ہند) میں ہوئی، پھر فوجی تعلیم کے لیے انگلستان گئے اور واپسی پر امیر امان اللہ خان کی فوج کے سپہ سالار بنے۔ ۱۹۲۹ء میں بچہ سقہ نے کابل میں اپنی حکومت بنائی تو نادر نے اسے شکست دے کر افغانستان پر قبضہ کرلیا۔ ۱۹۳۳ء میں نادر نے علامہ اقبال، ڈاکٹر راس مسعود اور مولانا سلیمان ندوی کو تعلیمی نصاب مرتب کرنے کے لیے بلایا۔ اسی سال انھیں قتل کر دیا گیا.
حضورِ حق: خدا کی بارگاہ. لولوئے لالا: بہت چمکیلے موتی، مراد بارش کے قطرے. ابر: بادل. رگِ گُل: پھول کی رگ. مثل: مانند. تارِ نفس: سانس کی ڈوری. عجب: انوکھا/ بہت اچھا. صدا: آواز. ہرات و کابل و غزنی: افغانستان کے شہر ہیں. سبزۂ نورس: تازہ اُگا سبزہ. نادر کی آنکھوں کے آنسو لالہ کے داغ پر اس طرح بکھیر کہ پھر اس کی آگ کبھی بجھنے نہ پائے۔

خوشحال خاں کی وصیّت[1]

قبائل ہوں ملّت کی وحدت میں گُم
کہ ہو نام افغانیوں کا بلند
محبت مجھے اُن جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند
مغل سے کسی طرح کمتر نہیں
قہستاں کا یہ بچّۂ ارجمند
کہوں تجھ سے اے ہم نشیں دل کی بات
وہ مدفن ہے خوشحال خاں کو پسند
اُڑا کر نہ لائے جہاں بادِ کوہ
مُغل شہسواروں کی گردِ سمند!

---

[1] خوشحال خان خٹک پشتو زبان کا مشہور وطن دوست شاعر تھا، جس نے افغانستان کو مغلوں سے آزاد کرانے کے لیے سرحد کے افغانی قبائل کی ایک جمعیت قائم کی۔ قبائل میں صرف آفریدیوں نے آخر دم تک اس کا ساتھ دیا۔ اس کی قریباً ایک سو نظموں کا انگریزی ترجمہ ۱۸۶۲ء میں شائع ہوا تھا۔ وصیت: آدمی مرتے وقت جو نصیحت اپنے پچھلوں کو کرے. مِلّت کی وحدت: یعنی ایک قوم کی صورت. نام بلند ہونا: عزت و شہرت ملنا. ستاروں پر کمند ڈالنا: غیر معمولی جرأت مندانہ کارنامے کرنا. مغل: مراد ترک، مغلیہ خاندان کا فرد. قہستاں: پہاڑی علاقہ. ارجمند: مرتبے والا. ہم نشیں: ساتھ بیٹھنے والا. مدفن: دفن ہونے کی جگہ. بادِ کوہ: پہاڑ کی ہوا. مغل شہسوار: مغلیہ فوج کے بہادر سوار. گردِ سمند: گھوڑے کے دوڑتے وقت ٹاپوں سے اٹھنے والی مٹی / غبار.

تاتاری کا خواب

کہیں سجّادہ و عمّامہ رہزن
کہیں ترسا بچوں کی چشمِ بے باک!
ردائے دِین و ملّت پارہ پارہ
قبائے ملک و دولت چاک در چاک!
مِرا ایماں تو ہے باقی و لیکن
نہ کھا جائے کہیں شعلے کو خاشاک!
ہَوائے تُند کی موجوں میں محصور
سمرقند و بخارا کی کفِ خاک!
'بگردا گردِ خود چندانکہ بینم
بلا انگشتری و من نگینم'

یکایک ہل گئی خاکِ سمرقند
اُٹھا تیمور کی تُربت سے اک نور
شفق آمیز تھی اُس کی سفیدی
صدا آئی کہ "مَیں ہُوں رُوحِ تیمور
اگر محصور ہیں مردانِ تاتار
نہیں اللہ کی تقدیر محصور
تقاضا زندگی کا کیا یہی ہے
کہ تُورانی ہو تُورانی سے مہجور؟
'خودی را سوز و تابے دیگرے دِہ
جہاں را انقلابے دیگرے دِہ"

تاتاری: تاتار یعنی ترکستان کا باشندہ، تُرک. سجادہ: صوفیوں کا مسند. عمامہ: پگڑی. رہزن: راہ مار، لٹیرا. ترسا بچہ: عیسائی لڑکا، مراد وہ عیسائی لڑکے جنھوں نے ترکوں کے خلاف مخبری کی. چشم بیباک: بے خوف اور نڈر نگاہ. رِدا: چادر. قبا: ایک قسم کا کھلا لباس. دولت: حکومت. چاک در چاک: جگہ جگہ سے پھٹی ہوئی. خاشاک: کوڑا کرکٹ. تند: تیز. محصور: گھِری ہوئی. کفِ خاک: مٹی کی مٹھی مراد لوگ مَیں اپنے اردگرد جس قدر بھی دیکھتا ہوں تو مصیبت گویا انگوٹھی ہے اور میں اس میں جڑا ہوا نگینہ. خاک ہل جانا: مراد زلزلہ سا آ جانا. تیمور مشہور مسلمان فاتح، امیر تیمور، تیمور لنگ. تُربت: قبر. نور اٹھنا: روشنی ظاہر ہونا. شفق آمیز: سُرخی مائل. تُورانی: توران کا رہنے والا، تُرک. مہجور: مراد جدا/دُور کیا گیا. خودی کو جلا دے اور اسے ایک نئی چمک دے اور یوں دنیا میں ایک نیا انقلاب لے آ.

حال و مقام

دل زندہ و بیدار اگر ہو تو بتدریج
بندے کو عطا کرتے ہیں چشمِ نِگراں اور

احوال و مقامات پہ موقوف ہے سب کچھ
ہر لحظہ ہے سالک کا زماں اور مکاں اور

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
مُلّا کی اذاں اور، مجاہد کی اذاں اور

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے، شاہیں کا جہاں اور

حال: صوفی / سالک کی شخصیت میں پیدا ہونے والی پختہ کیفیت. مقام: تصوف کی منزل، صوفی ایک منزل پر پہنچ کر اگلی منزل کے لیے ریاضت کرتا ہے. زندہ و بیدار: مراد عشقِ حقیقی کے جذبوں سے سرشار. بتدریج: درجہ بہ درجہ، رفتہ رفتہ. چشمِ نگراں: دیکھنے والی آنکھ، گہری بصیرت. مقامات: جمع مقام. موقوف: منحصر. سالک: چلنے والا، مراد صوفی. معانی: جمع معنی، مطلب. تفاوت: فرق. پرواز: اُڑنے کی حالت. کرگس: گدھ، مُردار کھانے والا پرندہ. شاہیں: باز کی ایک قسم.

ابُو العلا معرّی

کہتے ہیں کبھی گوشت نہ کھاتا تھا معرّی
پھل پھول پہ کرتا تھا ہمیشہ گزر اوقات

اک دوست نے بھونا ہُوا تیتر اسے بھیجا
شاید کہ وہ شاطر اسی ترکیب سے ہو مات

یہ خوانِ تر و تازہ معرّی نے جو دیکھا
کہنے لگا وہ صاحبِ غفران و لزومات

اے مُرغکِ بیچارہ! ذرا یہ تو بتا تُو
تیرا وہ گُنہ کیا تھا یہ ہے جس کی مکافات؟

افسوس، صد افسوس کہ شاہیں نہ بنا تُو
دیکھے نہ تری آنکھ نے فطرت کے اشارات

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازَل سے
ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات!

ابوالعلا معرّی: دسویں صدی عیسوی کا مشہور عرب شاعر ابوالعلا احمد بن عبداللہ بن سلیمان المعرّی۔ معرّہ (حلب کا ایک مقام) میں ۹۷۳ء میں پیدا ہوا۔ بے پناہ حافظے کا مالک تھا۔ تارکِ دنیا اور معلّمِ اخلاق۔ عمر بھر شادی نہ کی۔ وفات ۱۰۵۷ء. شاطر: شطرنج کھیلنے والا، مراد شوخ اور بے خوف. خوان: کھانے کی پلیٹ/طشت. صاحبِ غُفران: مراد "رسالۃ الغفران" کا مصنف (معرّی). لزومات: معرّی کے قصیدوں کے مجموعہ کا نام. مکافات: بدلہ. تقدیر کا قاضی: تقدیر کا حکم جاری کرنے والا. جرمِ ضعیفی: کمزور ہونے کا گناہ. مرگِ مفاجات: اچانک کی موت.

سنیما

وہی بُت فروشی، وہی بُت گری ہے
سنیما ہے یا صنعتِ آزری ہے

وہ صنعت نہ تھی، شیوۂ کافری تھا
یہ صنعت نہیں، شیوۂ ساحری ہے

وہ مذہب تھا اقوامِ عہدِ کُہَن کا
یہ تہذیبِ حاضر کی سوداگری ہے

وہ دُنیا کی مٹّی، یہ دوزخ کی مٹّی
وہ بُت خانہ خاکی، یہ خاکستری ہے

صنعتِ آزری: بت بنانے کی صنعت (آزر، حضرت ابراہیمؑ کے چچا اور اپنے دور کے مشہور بت تراش).
شیوۂ کافری: کافروں یعنی خدا کے منکروں کا طریقہ. خاکستری: راکھ کا بنا ہوا.

پنجاب کے پیر زادوں سے

حاضر ہُوا مَیں شیخِ مجدّدؒ کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار

اس خاک کے ذرّوں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اَسرار

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفَسِ گرم سے ہے گرمیِ احرار

وہ ہند میں سرمایۂ مِلّت کا نِگہباں
اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبردار

کی عرض یہ مَیں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں مِری بینا ہیں، ولیکن نہیں بیدار!

آئی یہ صدا سلسلۂ فقر ہُوا بند
ہیں اہلِ نظر کِشورِ پنجاب سے بیزار

عارف کا ٹھِکانا نہیں وہ خِطّہ کہ جس میں
پیدا کُلَہِ فقر سے ہو طُرّۂ دستار

باقی کُلَہِ فقر سے تھا ولولۂ حق
طُرّوں نے چڑھایا نشۂ 'خدمتِ سرکار'!

پیرزادوں: جمع پیرزادہ، پیروں کی اولاد. شیخ مجدّد: حضرت مجدّد الف ثانی۔ جہانگیری دَور کے مشہور صوفی۔ ۱۵۶۳ء میں سرہند میں پیدا ہوئے۔ آپ نے شہنشاہ اکبر کے دین الٰہی کے خلاف، جس کے اثرات اُس وقت تک تھے، خوب تبلیغ کی، جس سے کئی ملحد پھر سے مسلمان ہو گئے۔ اسی لیے آپ کو مجدّد (نئے سرے سے زندہ کرنے والا) کہا جاتا ہے۔ وفات ۱۶۲۵ء۔ مزار سرہند میں ہے. لحد: قبر، مزار. وہ خاک: مراد مذکورہ مزار. زیرِ فلک: مراد دنیا میں. مطلعِ انوار: روشنیاں طلوع ہونے/نکلنے کی جگہ. صاحبِ اَسرار: بھیدوں والا. جہانگیر: مغلیہ بادشاہ جہانگیر، نورالدین جو اکبر کا بیٹا تھا. نفس گرم: یعنی عشق کی حرارت اور تپش. گرمیِ احرار: آزاد مَردوں کی حرارت. سرمایۂ ملت کا نگہباں: دین الٰہی کے خلاف جدوجہد اور تبلیغ کر کے الحاد کو ختم کیا اور اسلام کی سربلندی برقرار رکھی. بینا: دیکھنے والا، مراد بصیرت. ولیکن نہیں بیدار: یعنی اس بصیرت سے کام نہیں لے رہا. سلسلۂ فقر: فقر کا لگاتار رہنے کا عمل. کشور: ملک، صوبہ. عارف: خدا کی معرفت رکھنے والا، صوفی. کلۂ فقر: فقیری کی ٹوپی مراد سلسلۂ تصوف. طُرّۂ دستار: پگڑی کا طرہ مراد شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ / وضع قطع. باقی: قائم. طُرّوں: جمع طُرّہ، پگڑی پر لگائے جانے والے تاروں کا گچھا، جو امارت کی علامت ہے. خدمتِ سرکار: حکومت، مراد انگریز حکومت کی چاپلوسی کرنے کی حالت.

سیاست

اس کھیل میں تعیینِ مراتب ہے ضروری
شاطر کی عنایت سے تُو فرزیں، میں پیادہ
بیچارہ پیادہ تو ہے اک مُہرۂ ناچیز
فرزیں سے بھی پوشیدہ ہے شاطر کا ارادہ!

فَقر

اک فقر سِکھاتا ہے صیّاد کو نخچیری
اک فقر سے کُھلتے ہیں اسرارِ جہاں گیری
اک فقر سے قوموں میں مسکینی و دِلگیری
اک فقر سے مٹّی میں خاصیّتِ اِکسیری
اک فقر ہے شبّیری، اس فقر میں ہے میری
میراثِ مسلمانی، سرمایۂ شبّیری!

تعیین: مقرر کرنے کا عمل. مراتب: جمع مرتبہ، شان، مقام. شاطر: شطرنج کھیلنے والا، سیاست دان. پیادہ: شطرنج کا ایک معمولی مُہرہ. فرزیں: شطرنج کا مُہرہ جسے وزیر کہتے ہیں.

نخچیری: شکار ہونا. جہاں گیری: دنیا کو فتح کرنے کی کیفیت. دل گیری: دل تنگ ہونا، دکھ درد کی حالت.

خاصیتِ اکسیری: اکسیر کا سا خاص اثر. شبیری: شبیرؓ ہونا، مراد حضرت امام حسینؓ کا سا عمل، حق و صداقت کا پرچم بلند کرنا. سرمایۂ شبیری: مراد حق و صداقت کا پرچم بلند کرنے کا عمل جس کے لیے شہادت پانا پڑی.

خودی

خودی کو نہ دے سیم و زر کے عوض
نہیں شعلہ دیتے شرر کے عوض
یہ کہتا ہے فردوسیِ دیدہ وَر
عجم جس کے سُرمے سے روشن بصر
"ز بہرِ درم مُشند و بدخو مباش
تُو باید کہ باشی، درم گو مباش"

سیم وزر: چاندی اور سونا، مراد دولت. فردوسی: مراد فارسی کا مشہور شاعر اور شاہنامہ کا مصنف ابوالقاسم حسن بن اسحاق، فردوسی تخلص۔ ولادت ۹۴۱ء، وفات ۱۰۲۰ء۔ شاہِ ایران رضا شاہ نے طوس میں اس کا بہت شاندار مقبرہ تعمیر کروایا ہے. دیدہ ور: صاحبِ بصیرت. سُرمہ: مراد شاعری. روشن بصر: تیز نظر والا. ☆ دِرم کی خاطر بدمزاج اور غصیلا نہ بن، اصل بات یہ ہے کہ تو رہے یعنی تیری خودی برقرار رہے باقی روپیہ پیسہ رہے نہ رہے کوئی بات نہیں۔

جُدائی

سُورج بُنتا ہے تارِ زر سے دُنیا کے لیے رِدائے نوری
عالَم ہے خموش و مست گویا ہر شے کو نصیب ہے حضوری
دریا، کُہسار، چاند، تارے کیا جانیں فراق و ناصبوری
شایاں ہے مجھے غمِ جُدائی
یہ خاک ہے محرمِ جُدائی

خانقاہ

رمز و اِیما اس زمانے کے لیے موزُوں نہیں
اور آتا بھی نہیں مجھ کو سخن سازی کا فن
'قُم باذنِ اللہ' کہہ سکتے تھے جو، رُخصت ہُوئے
خانقاہوں میں مُجاور رہ گئے یا گورکن!

جدائی: کسی سے الگ ہونے کی حالت. تارِ زر: سونے کا تار، یعنی کرنیں. ردائے نوری: روشنی کی چادر. عالم: کائنات، دنیا. حضوری: خدائی جلوے نظروں کے سامنے ہونے کی حالت. کہسار: پہاڑ. ناصبوری: بے صبری، بے قراری. شایاں: مناسب، لائق. یہ خاک: مراد انسان. محرم: واقف، جاننے والا.

رمز و ایما: اشاروں کنایوں میں بات کرنا. موزوں: مناسب. سخن سازی کا فن: باتیں بنانے کا ہنر. ''قم باذن اللہ'': ''اللہ کے حکم سے اُٹھ کھڑا ہو''، حضرت عیسیٰؑ مُردوں کو زندہ کرتے وقت یہ جملہ کہا کرتے تھے. رُخصت ہونا: چلے جانا، مر جانا. مُجاور: کسی خانقاہ یا مقدس مقام کا خادم. گورکن: قبر کھودنے والا.

اِبلیس کی عرضداشت

کہتا تھا عزازیل خداوندِ جہاں سے
پرکالۂ آتش ہُوئی آدم کی کفِ خاک!
جاں لاغر و تن فربہ و ملبوس بدن زیب
دل نزع کی حالت میں، خِرَد پختہ و چالاک!
ناپاک جسے کہتی تھی مشرق کی شریعت
مغرب کے فقیہوں کا یہ فتویٰ ہے کہ ہے پاک!
تجھ کو نہیں معلوم کہ حُورانِ بہشتی
ویرانیِ جنت کے تصوّر سے ہیں غم ناک؟
جمہور کے اِبلیس ہیں اربابِ سیاست
باقی نہیں اب میری ضرورت تہِ افلاک!

عرضداشت: درخواست، گزارش. **عزازیل**: ابلیس / شیطان کا نام. **پرکالۂ آتش**: آگ کا انگارا / شرارہ، مراد تیز طرّار. **لاغر**: کمزور. **تن**: جسم. **فربہ**: موٹا. **ملبوس**: لباس. **بدن زیب**: جسم کو سجانے والا، جسم پر اچھا لگنے والا. **نزع کی حالت**: دَم نکلنے کی حالت. **پختہ و چالاک**: ٹھوس اور تیز. **فقیہ**: شرعی امور جاننے والا. **ویرانی**: غیر آباد ہونے کی حالت. **جمہور**: عوام. **اربابِ سیاست**: سیاست دان، سیاسی لیڈر. **تہِ افلاک**: آسمانوں کے نیچے یعنی دنیا میں.

لہو

اگر لہو ہے بدن میں تو خوف ہے نہ ہراس
اگر لہو ہے بدن میں تو دل ہے بے وسواس
جسے مِلا یہ متاعِ گراں بہا، اُس کو
نہ سیم و زر سے محبت ہے، نے غمِ افلاس

ہراس: ڈر، خوف. لہو: حوصلہ، جرأت، ہمت. بے وسواس: بے خوف. متاع: پونجی. گراں بہا: بہت قیمتی. سیم و زر: چاندی اور سونا، مراد مال و دولت. غمِ افلاس: غریبی / مفلسی کا دکھ.

پرواز

کہا درخت نے اک روز مُرغِ صحرا سے
سِتم پہ غم کدۂ رنگ و بُو کی ہے بنیاد

خدا مجھے بھی اگر بال و پر عطا کرتا
شگفتہ اور بھی ہوتا یہ عالمِ ایجاد

دیا جواب اُسے خوب مُرغِ صحرا نے
غضَب ہے، داد کو سمجھا ہُوا ہے تُو بیداد!

جہاں میں لذّتِ پرواز حق نہیں اُس کا
وجود جس کا نہیں جذبِ خاک سے آزاد

مرغِ صحرا: جنگل کا پرندہ. ستم: ظلم. غمکدۂ رنگ و بو: رنگ اور خوشبو کا غم خانہ مراد یہ دنیا. بنیاد: اصل. بال و پر: مراد اڑنے کی طاقت. عطا کرتا: دیتا. شگفتہ: تر و تازہ. عالمِ ایجاد: تخلیق کی دنیا، یہ دنیا. غضب ہے: کمال ہے، عجیب بات ہے. داد: انصاف. بیداد: ظلم. لذتِ پرواز: اُڑنے کا مزہ. جذبِ خاک: خاک کے مادی اجزا کو اپنی طرف کھینچنے کا عمل.

شیخِ مکتب سے

شیخِ مکتب ہے اک عمارت گر
جس کی صنعت ہے رُوحِ انسانی
نکتۂ دِلپذیر تیرے لیے
کہہ گیا ہے حکیمِ قاآنی
"پیشِ خورشید برمکش دیوار
خواہی ار صحنِ خانہ نورانی"

شیخِ مکتب: مراد مدرسے کا استاد، سکول ماسٹر. **عمارت گر:** عمارت بنانے والا. **صنعت:** دستکاری. **روحِ انسانی:** مراد انسانی روح کی تعمیر. **نکتۂ دلپذیر:** دل کو بھانے والی گہری بات. **حکیم قاآنی:** ایران کا آخری دَور کا اور غالب کا ہم عصر بڑا شاعر میرزا حبیب، تخلص قاآنی۔ شیراز کا رہنے والا تھا۔ (۱۲۲۲ھ۔ ۱۲۷۰ھ)۔ اس کا زیادہ تر کلام مدحیہ قصائد پر مشتمل ہے. ☆ اگر تو چاہتا ہے کہ گھر کا صحن روشن رہے تو تو سورج کے آگے دیوار کھڑی نہ کر۔

فلسفی

بلند بال تھا، لیکن نہ تھا جسور و غیور
حکیم سِرِّ محبت سے بے نصیب رہا
پھرا فضاؤں میں کرگس اگرچہ شاہیں وار
شکارِ زندہ کی لذّت سے بے نصیب رہا

بلند بال: مراد اونچا اُڑنے والا. جسور: جرأت والا. حکیم: فلسفی. سِرِّ محبت: عشق کا راز. بے نصیب: محروم، مراد ناواقف. کرگس: گدھ، مراد فلسفی. شاہیں وار: شاہین کی طرح. شکارِ زندہ: مراد محبت کے جذبے.

شاہیں

کیا مَیں نے اُس خاک داں سے کنارا
جہاں رزق کا نام ہے آب و دانہ

بیاباں کی خَلوَت خوش آتی ہے مجھ کو
ازل سے ہے فطرت مِری راہبانہ

نہ بادِ بہاری، نہ گُل چیں، نہ بلبل
نہ بیماریِ نغمۂ عاشقانہ

خیابانیوں سے ہے پرہیز لازم
ادائیں ہیں ان کی بہت دِلبرانہ

ہوائے بیاباں سے ہوتی ہے کاری
جواں مرد کی ضربتِ غازیانہ

حمام و کبوتر کا بھوکا نہیں مَیں
کہ ہے زندگی باز کی زاہدانہ

جھپٹنا، پلٹنا، پلٹ کر جھپٹنا
لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ

یہ پُورب، یہ پچھّم چکوروں کی دُنیا
مِرا نیلگوں آسماں بیکرانہ

پرندوں کی دُنیا کا درویش ہُوں مَیں
کہ شاہیں بناتا نہیں آشیانہ

خاک داں: مٹی / کوڑا پھینکنے کی جگہ، دنیا. کنارا کرنا: علیحدگی اختیار کرنا. آب و دانہ: پانی اور دانہ، مراد غذا. خوش آنا: اچھا لگنا. راہبانہ: راہبوں کی سی، ترکِ دنیا کی حالت. بادِ بہاری: موسمِ بہار کی خوشگوار ہوا. گُل چیں: پھول توڑنے والا. خیابانیوں: جمع خیابانی، کیاری / باغ میں رہنے والے. دلبرانہ: دل چھیننے والی. کاری: اثر والی. ضربتِ غازیانہ: غازیوں کی سی چوٹ. حمام: کبوتر. زاہدانہ: پرہیزگاروں کی سی. لہو گرم رکھنا: مراد حرکت و عمل برقرار رکھنا یا جذبوں کو زندہ رکھنا. بہانہ: مراد طریقہ. پورب: مشرق. پچھّم: مغرب، مراد جغرافیائی حدیں. چکوروں: جمع چکور، تیتر کی قسم کے پرندے. نیلگوں: نیلے رنگ کا. بیکرانہ: جس کا کوئی کنارہ نہ ہو، بہت وسیع. درویش: مراد دنیاوی حرص و ہوس سے دور رہنے والا. آشیانہ: گھونسلا.

باغی مُرید

ہم کو تو میسّر نہیں مٹّی کا دِیا بھی
گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن

شہری ہو، دہاتی ہو، مسلماں ہے سادہ
مانندِ بُتاں پُجتے ہیں کعبے کے برہمن

نذرانہ نہیں، سُود ہے پیرانِ حرم کا
ہر خرقۂ سالُوس کے اندر ہے مہاجن

میراث میں آئی ہے انھیں مسندِ ارشاد
زاغوں کے تصرّف میں عقابوں کے نشیمن!

بجلی کے چراغ: یعنی بلب، جو ٹھاٹھ کی زندگی کی علامت ہیں. کعبہ کا برہمن: مراد پیر، نام کے صوفی. سُود: قرض پر دی ہوی رقم پر حاصل کیے جانے والا منافع. پیرانِ حرم: مراد پیر، صوفی. پُجنا: پُوجا جانا. خرقۂ سالوس: فریب اور ریاکاری کی گُدڑی. مہاجن: اپنی دی ہوئی رقم پر سود لینے والا. میراث: بڑوں سے ملنے والی جاگیر، جائداد وغیرہ. مسندِ ارشاد: وہ خاص جگہ جہاں بیٹھ کر پیر لوگوں کو نیک راہ دکھاتا ہے. زاغوں: جمع زاغ، کوّے، مراد نام کے صوفی. تصرّف: قبضہ. عقابوں: جمع عقاب، مراد صحیح صوفی. نشیمن: ٹھکانا.

ہارون کی آخری نصیحت

ہاروں نے کہا وقتِ رحیل اپنے پسر سے
جائے گا کبھی تُو بھی اسی راہ گزر سے
پوشیدہ ہے کافر کی نظر سے مَلَکُ الموت
لیکن نہیں پوشیدہ مسلماں کی نظر سے

ماہرِ نفسیات سے

جُرأت ہے تو افکار کی دُنیا سے گزر جا
ہیں بحرِ خودی میں ابھی پوشیدہ جزیرے
کھلتے نہیں اس قُلزُمِ خاموش کے اَسرار
جب تک تُو اسے ضربِ کلیمی سے نہ چیرے

ہارون: مشہور عباسی خلیفہ ہارون الرشید۔ عباسی خاندان کا پانچواں خلیفہ۔ وفات ۸۰۹ء۔ وقتِ رحیل: کوچ کے وقت یعنی مرتے وقت۔ پسر: بیٹا۔ اسی راہ گزر: مراد موت کا راستہ۔ ملک الموت: موت کا فرشتہ۔

ماہرِ نفسیات: انسانی ذہن کی مختلف کیفیتوں کے علم کی مہارت رکھنے والا۔ جزیرے: جمع جزیرہ، سمندر کے درمیان خشک زمین کے ٹکڑے۔ قلزم: سمندر، مراد خودی۔ اَسرار کھلنا: بھید ظاہر ہونا۔ ضربِ کلیمی: حضرت موسیٰؑ کے عصا کی سی چوٹ جس سے دریائے نیل کئی ٹکڑے ہو گیا تھا۔

اخلاق اثر۔ "ذخیرہ کتب، رسائل و جرائد"

یورپ

تاک میں بیٹھے ہیں مُدّت سے یہودی سُود خوار
جن کی رُوباہی کے آگے ہیچ ہے زورِ پلنگ
خود بخود گِرنے کو ہے پکّے ہُوئے پھل کی طرح
دیکھیے پڑتا ہے آخر کس کی جھولی میں فرنگ!

(ماخوذ از نطشہ)

تاک میں بیٹھنا: کسی کو پھانسنے کے لیے موقع کی تلاش میں رہنا. سُود خوار: سُود کھانے والا. رُوباہی: لومڑی ہونا، مراد چالاکی، مکاری. زورِ پلنگ: چیتے کی طاقت. خود بخود: اپنے آپ. فرنگ: انگریز قوم. ماخوذ: مراد لیا گیا مضمون. نطشہ: جرمنی کا مشہور مجذوب فلسفی (۱۸۴۴ء۔۱۹۰۰ء).

آزادیِ افکار

جو دُونیِ فطرت سے نہیں لائقِ پرواز
اُس مُرغکِ بیچارہ کا انجام ہے اُفتاد

ہر سینہ نشیمن نہیں جبریلِ امیں کا
ہر فکر نہیں طائرِ فردوس کا صیّاد

اُس قوم میں ہے شوخیِ اندیشہ خطرناک
جس قوم کے افراد ہوں ہر بند سے آزاد

گو فکرِ خدا داد سے روشن ہے زمانہ
آزادیِ افکار ہے اِبلیس کی ایجاد

آزادیِ افکار: مراد ہر معاملے / مسئلے میں اپنی رائے دینے کی حالت. دونیِ فطرت: طبیعت کا گھٹیا پن / پستی.
لائق: مناسب. مُرغک: چھوٹا سا پرندہ. افتاد: گرنا. طائرِ فردوس: جنت کا پرندہ. صیّاد: شکاری. شوخیِ اندیشہ: سوچ اور فکر کی تیزی. خطرناک: خطرے والی. بند: قید، بندھن.

شیر اور خچر

شیر

ساکنانِ دشت و صحرا میں ہے تُو سب سے الگ
کون ہیں تیرے اَب و جَد، کس قبیلے سے ہے تُو؟

خچر

میرے ماموں کو نہیں پہچانتے شاید حضور
وہ صبا رفتار، شاہی اصطبل کی آبرو!

(ماخوذ از جرمن)

ساکنان: جمع ساکن، رہنے والے. **دشت:** جنگل. **اب و جد:** باپ دادا. **قبیلہ:** خاندان. **حضور:** ادب کے طور پر بولا جاتا ہے، آپ. **ماموں:** ماں کا بھائی، مراد گھوڑا. **خچر:** نر گدھے اور گھوڑی کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے. **صبا رفتار:** مراد تیز رفتار. **اصطبل:** طویلہ، گھوڑے باندھنے کی جگہ. **آبرو:** شان، عزت.

چیونٹی اور عقاب

چیونٹی

مَیں پائمال و خوار و پریشان و دردمند
تیرا مقام کیوں ہے ستاروں سے بھی بلند؟

عقاب

تُو رِزق اپنا ڈھونڈتی ہے خاکِ راہ میں
مَیں مہ و سِپہر کو نہیں لاتا نگاہ میں!

پائمال: پاؤں کے نیچے روندی جانے والی. دردمند: دُکھوں والی. مقام: مرتبہ. رِزق: روزی، خوراک. خاکِ راہ: راستے میں پڑی ہوئی مٹی. مہ و سِپہر: نو آسمان، شاعروں کے نزدیک آسمان نو ہیں. نگاہ میں نہ لانا: کوئی اہمیت نہ دینا.

قطعہ

فطرت مِری مانندِ نسیمِ سحَری ہے
رفتار ہے میری کبھی آہستہ، کبھی تیز
پہناتا ہُوں اَطلس کی قبا لالہ و گُل کو
کرتا ہُوں سرِ خار کو سوزن کی طرح تیز

قطعہ

کل اپنے مُریدوں سے کہا پیرِ مُغاں نے
قیمت میں یہ معنی ہے دُرِ ناب سے دَہ چند
زہراب ہے اُس قوم کے حق میں مَے افرنگ
جس قوم کے بچّے نہیں خوددار و ہُنرمند

قطعہ: شاعری کی ایک صنف جس میں مطلع نہیں ہوتا اور دو یا دو سے زیادہ اشعار ہوتے ہیں. فطرت: مزاج، طبیعت. مانند: طرح، مثل. نسیمِ سحری: صبح کے وقت چلنے والی ہوا. رفتار: چلنے کی حالت. اطلس: ایک قسم کا ریشمی چمکیلا کپڑا. سرِ خار: کانٹے کی نوک جو تیز ہوتی ہے. سوزن: سُوئی.

پیرِ مُغاں: مراد حقیقی معنوں میں مسلمان عالم. دُرِ ناب: خالص قیمتی موتی. دَہ چند: دس گنا زیادہ. زہراب: زہر ملا ہوا پانی. مَے افرنگ: یورپ کی شراب، مراد انگریزی تہذیب اور جدید تعلیم وغیرہ. خوددار: غیرت والے. ہنرمند: کاریگر، مراد محنتی اور جدوجہد کرنے والے.

ضربِ کلیم

علّامہ محمّد اقبال

مکتبۂ جمال
تیسری منزل، حسن مارکیٹ
اُردو بازار لاہور فون نمبر: 7232731
E-mail: maktaba jamal@email.com

نہیں مقام کی خوگر طبیعتِ آزاد
ہَوائے سیر مثالِ نسیم پیدا کر
ہزار چشمہ ترے سنگِ راہ سے پھوٹے
خودی میں ڈُوب کے ضربِ کلیم پیدا کر

خوگر: عادی. طبیعت آزاد: پابندیوں سے آزاد مزاج. ہوائے سیر: چلتی ہوا. مثال نسیم: صبح کے ہوا کے جھونکے کی طرح. چشمہ: سوتہ. سنگ راہ: راستے کا پتھر. ضرب کلیم: حضرت موسیٰ کلیم اللہ نے دریائے نیل پر اپنا عصا مار کر اسے دو ٹکڑے کر دیا، پھر وہ عصا فرعون کے دربار میں جادوگروں کے سانپوں کو اژدھا بن کر کھا گیا، یہاں مراد معجزہ ہے.

فہرست

☆ اعلیحضرت نواب سر حمید اللہ خاں فرماں روائے بھوپال کی خدمت میں 833
☆ ناظرین سے 835
☆ تمہید 836

اسلام اور مسلمان

1 صبح 840
2 لا الٰہ الاّ اللہ 841
3 تن بہ تقدیر 843
4 معراج 844
5 ایک فلسفہ زدہ سید زادے کے نام 846
6 زمین و آسماں 849
7 مسلمان کا زوال 850
8 علم و عشق 851
9 اجتہاد 853
10 شکر و شکایت 854

11 ذِکر و فکر 855

12 مُلّائے حرم 856

13 تقدیر 857

14 توحید 858

15 علم اور دین 859

16 ہندی مسلمان 860

17 آزادیِ شمشیر کے اعلان پر 861

18 جہاد 862

19 قُوّت اور دین 864

20 فقر و مُلوکیّت 865

21 اسلام 866

22 حیاتِ ابدی 867

23 سُلطانی 868

24 صوفی سے 870

25 افرنگ زدہ 871

26 تصوّف 872

27 ہندی اسلام 874

28 غزل (دلِ مُردہ دل نہیں ہے، اسے زندہ کر دوبارہ) 875

29 دُنیا 877

30 نماز 878

31 وحی 879

32 شکست 880

33 عقل و دل 881
34 مستیِ کردار 882
35 قبر 883
36 قلندر کی پہچان 884
37 فلسفہ 885
38 مردانِ خُدا 886
39 کافر و مومن 887
40 مہدیِ برحق 888
41 مومن 889
42 محمد علی باب 891
43 تقدیر 892
44 اے روحِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! 894
45 مدنیّتِ اسلام 895
46 اِمامت 897
47 فقر و راہبی 898
48 غزل (تیری متاعِ حیات علم و ہُنر کا سُرور) 900
49 تسلیم و رضا 902
50 نکتۂ توحید 903
51 الہام اور آزادی 904
52 جان و تن 906
53 لاہور و کراچی 907
54 نبوّت 908

55 آدم 909
56 مکّہ اور جنیوا 910
57 اے پیرِ حرم 911
58 مہدی 912
59 مردِ مسلمان 913
60 پنجابی مسلمان 915
61 آزادی 916
62 اشاعتِ اسلام فرنگستان میں 917
63 لا و اِلّا 918
64 اُمرائے عرب سے 919
65 احکامِ الٰہی 920
66 موت 921
67 قُم باذنِ اللہ 922

تعلیم و تربیت

1 مقصود 924
2 زمانۂ حاضر کا انسان 925
3 اقوامِ مشرق 926
4 آگاہی 927
5 مصلحینِ مشرق 928
6 مغربی تہذیب 929

7 اسرارِ پیدا 930
8 سُلطان ٹیپو کی وصیّت 931
9 غزل (نہ میں اعجمی نہ ہندی، نہ عراقی وحجازی) 933
10 بیداری 934
11 خودی کی تربیت 935
12 آزادیِ فکر 936
13 خودی کی زندگی 937
14 حکومت 938
15 ہندی مکتب 939
16 تربیت 941
17 خوب و زِشت 942
18 مرگِ خودی 943
19 مہمانِ عزیز 944
20 عصرِ حاضر 945
21 طالبِ علم 946
22 امتحان 947
23 مدرَسہ 948
24 حکیم نطشہ 950
25 اساتذہ 951
26 غزل (مِلے گا منزلِ مقصود کا اُسی کو سُراغ) 952
27 دین و تعلیم 953
28 جاوید سے 954

عورت

1 مردِ فرنگ 961
2 ایک سوال 962
3 پردہ 962
4 خَلوَت 963
5 عورت 964
6 آزادیِ نسواں 965
7 عورت کی حفاظت 966
8 عورت اور تعلیم 967
9 عورت 968

ادبیات، فنونِ لطیفہ

1 دین و ہُنر 970
2 تخلیق 971
3 جنوں 972
4 اپنے شعر سے 973
5 پیرس کی مسجد 974
6 ادبیات 975
7 نگاہ 976

8 مسجدِ قُوّت الاسلام 977
9 تیاتر 979
10 شعاعِ اُمّید 980
11 اُمّید 984
12 نگاہِ شوق 985
13 اہلِ ہُنر سے 987
14 غزل (دریا میں موتی، اے موجِ بے باک!) 988
15 وجود 990
16 سرود 991
17 نسیم و شبنم 992
18 اَہرامِ مصر 993
19 مخلوقاتِ ہُنر 994
20 اقبالؔ 995
21 فنونِ لطیفہ 996
22 صبحِ چمن 997
23 خاقانیؔ 998
24 رُومیؔ 1000
25 جدّت 1001
26 مرزا بیدلؔ 1002
27 جلال و جمال 1003
28 مصوّر 1004
29 سرودِ حلال 1005

30 سرودِ حرام 1006
31 فوّارہ 1006
32 شاعر 1007
33 شعرِ عجم 1008
34 ہُنر وران ہند 1009
35 مردِ بزرگ 1010
36 عالمِ نو 1011
37 ایجادِ معانی 1012
38 موسیقی 1013
39 ذوقِ نظر 1013
40 شعر 1014
41 رقص و موسیقی 1014
42 ضبط 1015
43 رقص 1015

سیاسیاتِ مشرق و مغرب

1 اشتراکیت 1017
2 کارل مارکس کی آواز 1018
3 انقلاب 1019
4 خوشامد 1019
5 مناصب 1020

یورپ اور یہود 1021
نفسیاتِ غلامی 1022
بلشوِیک روس 1023
آج اور کل 1024
مشرق 1025
سیاستِ افرنگ 1026
خواجگی 1027
غلاموں کے لیے 1028
اہلِ مصر سے 1029
ابی سینیا 1030
ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام 1031
جمعیتِ اقوامِ مشرق 1033
سُلطانیِ جاوید 1034
جمہوریت 1035
یورپ اور سُوریا 1035
مسولینی 1036
کلہ 1038
اِنتداب 1039
لادین سیاست 1040
دامِ تہذیب 1041
نصیحت 1042
ایک بحری قزّاق اور سکندر 1043

28 جمعیّتِ اقوام 1044
29 شام و فلسطین 1045
30 سیاسی پیشوا 1046
31 نفسیاتِ غلامی 1047
32 غلاموں کی نماز 1048
33 فلسطینی عرب سے 1049
34 مشرق و مغرب 1050
35 نفسیاتِ حاکمی 1050

محرابِ گُل افغان کے افکار

1 میرے کُہستاں! تجھے چھوڑ کے جاؤں کہاں 1052
2 حقیقتِ ازَلی ہے رقابتِ اقوام 1053
3 تِری دُعا سے قضا تو بدل نہیں سکتی 1054
4 کیا چرخِ کج رو، کیا مہر، کیا ماہ 1055
5 یہ مدرسہ، یہ کھیل، یہ غوغائے رواَرَو 1057
6 جو عالمِ ایجاد میں ہے صاحبِ ایجاد 1058
7 رومی بدلے، شامی بدلے، بدلا ہندُستان 1059
8 زاغ کہتا ہے نہایت بدنُما ہیں تیرے پَر 1061
9 عشقِ طینت میں فرومایہ نہیں مثلِ ہوَس 1062
10 وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا 1063
11 جس کے پرتَو سے منوّر رہی تیری شبِ دوش 1064

12 لادینی ولاطینی، کس پیچ میں اُلجھا تُو! 1065
13 مجھ کو تو یہ دُنیا نظر آتی ہے دِگرگُوں 1066
14 بے جُرأتِ رندانہ ہر عشق ہے رُوباہی 1067
15 آدم کا ضمیر اس کی حقیقت پہ ہے شاہد 1068
16 قوموں کے لیے موت ہے مرکز سے جُدائی 1069
17 آگ اس کی پھُونک دیتی ہے برنا و پیر کو 1070
18 یہ نکتہ خوب کہا شیر شاہ سُوری نے 1071
19 نگاہ وہ نہیں جو سُرخ و زرد پہچانے 1072
20 فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی 1073

بگیر ایں ہمہ سرمایۂ بہار از من
کہ گل بدست تو آرد شاخِ تازہ ترِ ماند

اعلیٰحضرت نوّاب سر حمید اللہ خاں فرمانروائے بھوپال کی خدمت میں

زمانہ با اُمَمِ ایشیا چہ کرد و کُنَد
کسے نہ بود کہ ایں داستاں فرو خواند

تو صاحبِ نظری آنچہ در ضمیرِ من است
دلِ تو بیند و اندیشۂ تو می دانَد

بگیر ایں ہمہ سرمایۂ بہار از من
'کہ گُل بدستِ تو از شاخ تازہ تر مانَد'

سر: (Sir)، انگریز حکومت کی طرف سے کسی کی بڑائی اور عزت کے لیے دیا گیا خطاب. حمید اللہ خاں: حکمران کا نام ہے. فرمان روا: حکم چلانے والا، حکم جاری کرنے والا. بھوپال: برصغیر پاک و ہند کی ایک مشہور مسلم ریاست. ۱۔ زمانے نے ایشیا کی قوموں کے ساتھ کیا کچھ کیا اور کر رہا ہے۔ کوئی بھی ایسا انسان نہ تھا جو یہ داستان پڑھ ڈالتا. اُمم: اُمت کی جمع، قومیں. چہ: کیا. کرد: کیا. کُنَد: کرتا ہے، کر رہا ہے. کسے: کوئی ایک، کوئی. بود: تھا. ایں: یہ. فرو خواند: پڑھے، پڑھ لے. ۲۔ تو بصیرت والا انسان ہے، جو کچھ میرے دل میں ہے وہ تیرا دل دیکھ رہا ہے اور اسے جانتا ہے یعنی میرے دل کی باتوں سے واقف ہے. تو صاحب نظری: تو نظر والا ہے یعنی تو بصیرت والا ہے. آنچہ: جو کچھ. در: میں، اندر. ضمیر: باطن، مراد دل. مَن: میں، میرا. دلِ تو: تیرا دل. بیند: دیکھتا ہے. اندیشۂ تو: تیرا خیال، تیرا فکر. می داند: جانتا ہے. ۳۔ تو مجھ سے بہار کی یہ ساری پونجی (میرے

افکار و خیالات) لے لے، کیونکہ تیرے ہاتھ میں پکڑا ہوا پھول ٹہنی پر لگے رہنے سے کہیں زیادہ تازہ اور شگفتہ رہتا ہے. **بگیر**: پکڑ لے، یعنی لے لے. **ہمہ**: سب، سارا. **سرمایۂ بہار**: بہار کی دولت یا پونجی، بہت سے پھول، یعنی اعلیٰ خیالات اور افکار. **ازمن**: مجھ سے. **بدست تو**: تیرے ہاتھ میں. **تازہ تر**: زیادہ تازہ. **ماند**: رہتا ہے.

اس شعر کا دوسرا مصرع فارسی کے مشہور شاعر طالب آملی کا ہے جس نے ۱۰۳۶ھ/۷-۱۶۲۶ء میں وفات پائی)

ناظرین سے

جب تک نہ زندگی کے حقائق پہ ہو نظر
تیرا زُجاج ہو نہ سکے گا حریفِ سنگ

یہ زورِ دست و ضربتِ کاری کا ہے مقام
میدانِ جنگ میں نہ طلب کر نوائے چنگ

خونِ دل و جگر سے ہے سرمایۂ حیات
فطرت 'لہو ترنگ' ہے غافل! نہ 'جل ترنگ'

ناظرین: ناظِر کی جمع، دیکھنے والے مراد کتاب پڑھنے والے. حقائق: حقیقت کی جمع، حقیقتیں، مراد کسی چیز کی اصلیت یا صحیح صورتِ حال. زُجاج: شیشہ. حریف: جو مقابلے میں آئے، جو دوسرے سے ٹکرائے. زورِ دست: ہاتھ کی طاقت، بہت قوت. ضربتِ کاری: زوردار یا گہرا وار، جس کا اثر گہرائی تک جائے. مَقام: قیام کرنے یا ٹھہرنے کی جگہ، یہاں مراد موقع، وقت. نوائے چنگ: باجے کا نغمہ. خونِ دل وجگر: دل اور جگر کا خون، مراد ایسی سخت محنت اور جدوجہد جس سے انسان کا دل اور جگر پگھل کے رہ جائے. سرمایۂ حیات: زندگی کی دولت، یعنی پھر زندگی اپنی صحیح صورت میں سامنے آتی ہے، زندگی کا مقصد پورا ہوتا ہے. فطرت: قدرت، انسان کی پیدائشی عادت. لہو ترنگ: پیالوں میں پانی کی جگہ خون، یعنی سخت محنت اور جدوجہد (لہو: خون + ترنگ: ساز بجاتے وقت تار کی آواز. جل ترنگ: ایسا باجا جس میں چھوٹے بڑے پیالے ہوتے ہیں۔ ان میں پانی ڈال کر باجے کو تیلیوں سے بجایا جاتا ہے۔ یہاں مراد عیش وآرام کی زندگی.

تمہید

(۱)

نہ دَیر میں نہ حرم میں خودی کی بیداری
کہ خاوراں میں ہے قوموں کی رُوح تریاکی

اگر نہ سہل ہوں تجھ پر زمیں کے ہنگامے
بُری ہے مستیِ اندیشہ ہائے اَفلاکی

تری نجات غمِ مرگ سے نہیں ممکن
کہ تُو خودی کو سمجھتا ہے پیکرِ خاکی

زمانہ اپنے حوادِث چُھپا نہیں سکتا
ترا حجاب ہے قلب و نظر کی ناپاکی

عطا ہُوا خس و خاشاکِ ایشیا مجھ کو
کہ میرے شعلے میں ہے سَرکشی و بے باکی!

(۲)

ترا گناہ ہے اقبالؔ! مجلس آرائی
اگرچہ تُو ہے مثالِ زمانہ کم پیوند

جو کوکنار کے خُوگر تھے، اُن غریبوں کو
تری نوَا نے دیا ذوقِ جذبہ ہائے بلند

تڑپ رہے ہیں فضا ہائے نیلگوں کے لیے
وہ پَر شکستہ کہ صحنِ سرا میں تھے خورسند

تری سزا ہے نوائے سحر سے محرومی
مقامِ شوق و سُرور و نظر سے محرومی

---

(۱)

تمہید: آغاز، کتاب کا شروع کا حصہ. دَیر: بُت خانہ. حرم: گھر کی چار دیواری، کعبہ، مراد مسلمان، اسلام. خودی: اپنی ذات، شخصیت یا وجود کا احساس، مراد انسان کے اندر چھپی قوتوں اور صلاحیتوں سے کام لینا. خاوراں: مشرق، مراد مشرق کے مُلک. تریاکی: افیم کھائے ہوئے، نشے کی حالت میں، یعنی سوئی ہوئی، عمل کی صلاحیت نہ رکھنے والی. مستی اندیشہ ہائے افلاکی: آسمانی خیالوں کی مستی، یعنی ایسے افکار یا خیالات میں کھو جانا جو دیکھنے میں تو بہت بلند ہوں لیکن عملی طور پر بے فائدہ ہوں. غمِ مرگ: موت کا دکھ. پیکر خاکی: مٹی کا جسم، مراد بیکار سی شے. حوادث: حادثہ کی جمع بمعنی واقعات، حالات. قلب ونظر: دل اور نظر. عطا ہوا: مِلا، عطا بمعنی کسی چیز کا مِلنا، حاصل ہونا. خس و خاشاک: سوکھی گھاس کا تنکا اور کوڑا کرکٹ، غلامی کی زندگی بسر کرنے والی قومیں. ایشیا: وہ براعظم جس میں پاکستان، ہندوستان، جاپان، چین، روس کا آدھا حصہ اور عرب شامل ہیں.

شعلے: شعلہ، آگ کی لپٹ، آنچ، (علامہ کی پُرسوز شاعری). سرکشی: سر اٹھانا، نافرمانی، یہاں بمعنی تیزی، شعلے کی تیزی. بے باکی: بے خوف یا نڈر ہونا، بمعنی تیزی کے ہے، یعنی ایسی شاعری جو پُرسوز ہے، بے خوف ہے اور اثر کرنے والی ہے.

(۲)

مجلس آرائی: مجلس سجانے کی کیفیت یعنی دوست احباب کے ساتھ بڑی محبت سے پیش آنا، یہاں مراد ہے اپنی شاعری سے دوسروں کو متاثر کرنا). مثالِ زمانہ: زمانے کی طرح، یعنی دوسرے لوگوں کی طرح. کم پیوند: دوسروں کے ساتھ کم میل ملاپ رکھنے والا. کوکنار: خشخاش کا ڈوڈا جسے پوست بھی کہتے ہیں. نوا: آواز، نغمہ، یعنی شاعری. ذوقِ جذبہ ہائے بلند: بلند جذبوں کا ذوق، بلند جذبوں کا شوق. فضا ہائے نیلگوں: نیلے رنگوں کی فضائیں، یعنی زمین سے اوپر اور آسمان کے نیچے کی کھلی فضا جس میں پرندے اُڑتے ہیں۔ مراد آزادی کی فضا. پَر شکستہ: ٹوٹے ہوئے پر والا یا والے، مراد غلام لوگ / قوم. صحن سَرا: گھر کا آنگن، مراد تھوڑی سی جگہ. خورسند: خوش. نوائے سحر: صبح کی آواز، صبح کا نغمہ، پرندوں کا صبح کے وقت چہچہانا. مَقامِ شوق و سُرور و نظر سے محرومی: یعنی ایسی جگہ یا منزل کا کھو جانا یا نہ ملنا جہاں عشق، خوشی و مسرت اور نظر کی دلچسپی کا سامان ہو.

اِسلام اور مُسلمان

صبح

یہ سحَر جو کبھی فردا ہے کبھی ہے اِمروز
نہیں معلوم کہ ہوتی ہے کہاں سے پیدا
وہ سحَر جس سے لرَزتا ہے شبستانِ وجود
ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا

سحر: صبح. امروز: آج کا دن. فردا: آنے والا دن. لرزتا ہے: کانپتا ہے، تھرتھراتا ہے. شبستانِ وجود: وجود کا شبستان، یعنی یہ کائنات، یہ دُنیا. بندۂ مومن: ایمان والا بندہ، مراد ایسا انسان جو اللہ پر ایمان رکھتا اور اُسی سے ڈرتا ہے، باقی دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت سے بھی ذرا نہیں ڈرتا.

لَا اِلٰہَ اِلّا اللہ

خودی کا سِرِّ نہاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
خودی ہے تیغ، فَساں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

یہ دَور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

کِیا ہے تُو نے متاعِ غُرور کا سَودا
فریب سُود و زیاں، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

یہ مال و دولتِ دُنیا، یہ رشتہ و پیوند
بُتانِ وہم و گُماں، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

عُرَیاں ہوئی ہے زمان و مکاں کی زُنّاری
نہ ہے زماں نہ مکاں، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

یہ نغمہ فصلِ گُل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

اگرچہ بُت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حُکمِ اذاں، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

لا اِلٰہ الا اللہ: اللہ کے سِوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں ہے (اِلّا: مگر، سوائے + اللہ). خودی: اپنے وجود کا احساس، یہاں یہ مراد ہے کہ انسان قوتوں کا مجموعہ ہے۔ اِن قوتوں اور صلاحیتوں کی ایک خاص تربیت کا نام شخصیت ہے۔ اس مخصوص تربیت کو برقرار رکھنے کے لیے انسان کو ایسی خصوصیتوں کی طرف مائل ہونا چاہیے جو شخصیت کے احساس کو مضبوط اور پکا کرتی ہیں. تیغ: تلوار. فَسّاں: ڈھال، جس پر تلوار کا وار روکا جاتا ہے. بَراہیم: حضرت ابراہیم علیہ السلام جنھوں نے بتخانۂ نمرود کے بُت توڑ ڈالے اور اس طرح خدا کی مخالف قوتوں کو مٹا دیا. صنم کدہ: بُت یعنی بتوں کا گھر، ایسی جگہ جہاں بہت سے بُت رکھے گئے ہوں، تاکہ لوگ ان کی عبادت کریں، بت خانہ. متاعِ غرور: دھوکے کا سامان، اسباب یا پونجی، یہ اشارہ ہے قرآن کریم کی سورہ آل عمران کی آیت ۱۸۵ کی طرف جس میں فرمایا گیا ہے کہ "دنیاوی زندگی دھوکے کی پونجی کے سوا کچھ نہیں ہے". سُود و زیاں: نفع اور نقصان، فائدہ اور گھاٹا. مال و دولتِ دنیا: دنیا کا مال اور دولت. رِشتہ: لفظی معنی دھاگا یا رسّی، مراد کسی خاندان کے لوگوں کا آپس میں تعلق، اپنائیت. پیوند: ملاپ، مراد قرابت داری، رشتہ داری. خرد: عقل. زمان و مکاں: زمانہ اور جگہ یا مقام، وقت اور ٹھکانا، فلسفے کی رُو سے ہر مادی چیز کے لیے زمانہ یا وقت اور جگہ یا مقام ضروری ہے اور اِن دونوں کے بغیر کسی مادے کا وجود نہیں ہے. زُنّاری: وہ شخص جس نے زُنّار پہن رکھی ہو، رواج کا پابند. یہ نغمہ: یہ گیت یا سُریلی آواز، اشارہ ہے "لا اِلٰہ الا اللہ" کی طرف. فصلِ گُل و لالہ: گلاب اور لالہ کے پھولوں کا موسم یعنی بہار کا موسم جس میں پھول کثرت سے کھلتے ہیں. پابند: جس کے پاؤں بندھے ہوئے ہوں، قیدی، محتاج. آستینوں میں: آستینوں کے اندر. حکمِ اَذاں: اَذاں کا حکم، یعنی ان غلط اور کافرانہ یا غلامانہ خیالات اور رویوں کے خلاف جہاد کرنے کا حکم.

تن بہ تقدیر

اسی قُرآں میں ہے اب ترکِ جہاں کی تعلیم
جس نے مومن کو بنایا مہ و پرویں کا امیر

'تن بہ تقدیر' ہے آج اُن کے عمل کا انداز
تھی نہاں جن کے ارادوں میں خدا کی تقدیر

تھا جو 'ناخوب' بتدریج وہی 'خوب' ہُوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

تن بہ تقدیر: راضی بر تقدیر، خود کوئی جدوجہد یا عمل نہ کرنے، اللہ کے کیے پر راضی رہنے کی حالت. تَرکِ جہاں: دنیا کو چھوڑ دینا، یعنی دنیاوی معاملات سے بالکل الگ تھلگ رہ کر زندگی بسر کرنا، جیسا کہ صوفیا نے کیا. مومن: ایمان والا، یعنی جو صرف ایک خدا پر ایمان رکھتا ہو اور دُنیا کی کسی دوسری طاقت سے نہ ڈرتا ہو. مہ و پرویں: چاند اور ستارے، مراد کائنات، یہ دنیا. ناخوب: جو اچھا نہ ہو، بُرا. بتدریج: درجہ بدرجہ، آہستہ آہستہ.

مِعراج

دے ولولۂ شوق جسے لذّتِ پرواز
کر سکتا ہے وہ ذرّہ مہ و مِہر کو تاراج

مشکل نہیں یارانِ چمن! معرکۂ باز
پُرسوز اگر ہو نفَسِ سینۂ دُرّاج

ناوَک ہے مسلماں، ہدَف اس کا ہے ثُریّا
ہے سِرِّ سرا پردۂ جاں نکتۂ معراج

تُو معنیِ 'وَالنّجم' نہ سمجھا تو عجب کیا
ہے تیرا مَد و جزر ابھی چاند کا محتاج

معراج: بلندی، ترقی، یہاں اشارہ ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کی طرف، جو آپؐ کو اللہ تعالیٰ کی دعوت پر نصیب ہوئی۔ ۲۶ اور ۲۷ رجب کی درمیانی رات کو، جب آپؐ مکہ معظمہ میں محوِ خواب تھے، حضرت جبرئیل آپؐ کو براق پر سوار کرا کے عالمِ بالا لے گئے جہاں خدا تعالیٰ کے دیدار سے فیض یاب ہو کر واپس تشریف لے آئے۔ سورہ الاسراء آیت (۱) میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے. ولولۂ شوق: شوق یعنی عشق، آرزو

رخواہش کا جوش وخروش، مراد کسی اعلیٰ مقصد کے حصول کے لیے بلند جذبہ. لذتِ پرواز: اُڑنے کی لذت، ندیوں تک رسائی یعنی پہنچنے کا لطف، عظمت حاصل کرنے کا شدید جذبہ. ذرّہ: چھوٹے سے چھوٹا جُز، مراد کمزور سے کمزور. مہ و مہر: چاند اور سورج، مراد بڑی سے بڑی طاقت. تاراج: تباہ، برباد. یارانِ چمن: چمن کے دوست، مراد قوم و ملّت کے افراد. معرکۂ باز: باز کا معرکہ، مراد بڑی سے بڑی طاقت. پُرسوز: سوز یعنی گرمی ر جوش سے بھرا ہوا. نفس سینۂ دُرّاج: تیتر کے سینے کا سانس، مراد کمزور سے کمزور انسان / قوم کے سینے میں ت جوش اور ولولہ ہونا. ناوَک: تیر. ثریا: چھ ستاروں کا گچھا جو بہت بلندی پر نظر آتا ہے، اسے خوشۂ پروین اور قدِ پروین بھی کہا جاتا ہے. سرِّ سراپردۂ جاں: روح کے گھر کے اندر کا بھید، یعنی روح کے باطن کا بھید یا طن کی انتہائی پاکیزگی کا بھید. نکتۂ معراج: یعنی حضورؐ کے واقعہ معراج شریف کا عمدہ راز. معنی ''وَالنجم'': شارہ ہے سورۂ والنجم کی طرف جس میں کہا گیا ہے: قسم ہے تارے کی جب وہ اُترا. مدّ و جزر: چڑھاؤ اور اُتار، مندر میں پانی کا پورے چاند کی روشنی کے نتیجے میں اُترنا اور چڑھنا، جوار بھاٹا، طوفانی کیفیت.

ایک فلسفہ زدہ سیّد زادے کے نام

تُو اپنی خودی اگر نہ کھوتا
زُنّاریِ برگساں نہ ہوتا

ہیگل کا صدَف گُہر سے خالی
ہے اُس کا طلسم سب خیالی

محکم کیسے ہو زندگانی
کس طرح خودی ہو لازَمانی!

آدم کو ثبات کی طلب ہے
دستورِ حیات کی طلب ہے

دُنیا کی عشا ہو جس سے اِشراق
مومن کی اذاں نِدائے آفاق

مَیں اصل کا خاص سومناتی
آبا مِرے لاتی و مناتی

تُو سیّدِ ہاشمی کی اولاد
میری کفِ خاک برہمن زاد

ہے فلسفہ میرے آب و گِل میں
پوشیدہ ہے ریشہ ہائے دل میں

اقبالؔ اگرچہ بے ہُنر ہے
اس کی رگ رگ سے باخبر ہے

شعلہ ہے ترے جنوں کا بے سوز
سُن مجھ سے یہ نکتۂ دل افروز

انجامِ خرد ہے بے حضوری
ہے فلسفہ زندگی سے دُوری

افکار کے نغمہ ہائے بے صَوت
ہیں ذوقِ عمل کے واسطے موت

دِیں مسلکِ زندگی کی تقویم
دِیں سرِّ محمدؐ و براہیمؑ

"دل در سخنِ محمدی بند
اے پُورِ علیؓ ز بُو علی چند!

چوں دیدۂ راہ بیں نداری
قاید قرشی بہ از بخاری"

فلسفہ زدہ: فلسفہ کا مارا ہوا، فلسفہ سے بہت لگاؤ رکھنے والا. **خودی کھونا:** اپنی شخصیت یعنی اپنی صلاحیتوں اور قوتوں کو گم کر دینا، اُن سے کام نہ لینا اور بیکار ہو کے رہ جانا. **زُنّاری:** زنار پہننے والا، برگساں کی تعلیمات پر چلنے والا کافر ہندو. **زُنّاری برگساں:** برگساں کی تعلیمات پر چلنے والا، فرانس کا ایک مشہور فلسفی، جس نے اُنیسویں صدی عیسوی کے وسط میں زندگی بسر کی۔ اُس نے عقل کی بجائے وِجدان کو سب کچھ سمجھا ہے. **ہیگل:** جرمنی کا ایک مشہور فلسفی جس کا تعلق اٹھارہویں اور اُنیسویں صدی عیسوی کے وسط سے ہے۔ اس نے بہت سے مسائل میں افلاطون کے فلسفہ کو اپنایا یعنی جو کچھ افلاطون نے فلسفے کی باتیں کیں، ہیگل بھی اُسی طرح کی باتیں کرتا رہا. **زندگانی:** زندگی، حیات. **لازمانی:** جو زمانے کی قید میں نہ ہو، وقت سے آزاد اور بلند تر ہو. **ثبات:** برقرار رہنا، قائم دائم رہنے کی حالت. **دستورِ حیات:** زندگی کا قانون، زندگی کا طریقہ، زندگی کا اصول. **عِشا:** رات. **اِشراق:** روشن ہونا، چمکنا، سورج طلوع ہونا. **مومن کی اَذاں:** مردِ مجاہد کی اذان، یعنی اس کے ایسے ایمانی عمل جو دنیا سے کفر اور مادیت کی تاریکیاں دور کر دیں. **ندائے آفاق:** ایسی آواز جو پوری دنیا میں گونجے. **اصل کا:** بنیاد کا. **خاص سومناتی:** جس کا خاص تعلق سومنات سے ہو، مراد ہندو برہمن. **لاتی ومناتی:** لات اور منات سے وابستہ یا اُن سے تعلق رکھنے والے، مراد بتوں کی پوجا کرنے والے. **کفِ خاک:** مٹی کی مٹھی. **برہمن زاد:** برہمن کی نسل سے، بت پرست کی اولاد، علامہ کے آباواجداد ذات کے برہمن تھے. **آب وگِل:** پانی اور مٹی، مراد فطرت، طبیعت، خمیر. **ریشہ ہائے دل:** دل کی جڑیں، دل کی رگیں، یعنی رُواں رُواں. **اقبال:** یہاں خود علامہ اقبال مراد ہیں. **رگ رگ سے:** ایک ایک بات یا مسئلہ سے. **باخبر:** واقف، جاننے والا، محاورہ: رگ رگ سے باخبر ہونا. **جنوں:** پاگل پن، یہاں عشق کے معنوں میں ہے. **بے سوز:** جس میں کوئی گرمی یا تپش نہ ہو، سرد. **نکتۂ دل افروز:** دل کو چمکانے یا روشن کرنے والی گہری بات. **انجامِ خرد:** عقل کا انجام، یعنی فلسفے یا اُس علم کا انجام جو جہد وعمل اور سچے جذبوں سے خالی ہو. **بے حضوری:** حاضر یا موجود نہ ہونا، مراد کائنات میں مناظرِ قدرت میں موجود خدا کی تجلّی سے بے گانہ اور دُور رہنا. **زندگی سے دوری:** مراد قوتِ عمل اور جدوجہد سے دور رہنا. **نغمہ ہائے بے صَوت:** ایسے نغمے یا ترانے جن کی کوئی آواز نہ ہو، مراد بے اثر اور بیکار قسم کے سُر یعنی خیالات. **ذوقِ عمل:** عمل کا ذوق، جدوجہد کا شوق. **موت:** یہاں مراد تباہی، فنا یا فنا کا باعث. **مَسلکِ زندگی:** زندگی کا راستہ، مراد حقیقی اور اعلیٰ مقاصد سے پُر زندگی کا طریقِ کار. **تقویم:** کیلنڈر، جنتری، مراد گزارنے یا عمل کرنے کا قانون. **سرِّ محمدؐ و براہیمؑ:** محمدؐ اور ابراہیمؑ کا بھید، راز، مراد اسلام. ☆ حضور اکرمؐ کی فرمائی ہوئی باتوں سے دل لگا، یعنی آپؐ کے ارشادات پر عمل کر، اے علیؓ کی اولاد تو کب تک بوعلی (سینا) کے فلسفے سے چمٹا رہے گا. ☆☆ چونکہ تیری نگاہ راستے کو پہچاننے سے عاجز ہے اس لیے کسی قریشی کو رہنما بنا لینا کسی بخاری کو قائد بنانے سے بہتر ہے، یہاں قریشی سے مراد حضور اکرمؐ کی ذاتِ گرامی ہے،

بخاری سے مراد بوعلی سینا ہیں۔ یہ آخری دو شعر مشہور شاعر افضل الدین خاقانی (وفات ۵۹۵ھ/ ۱۱۹۹ء) کی مثنوی تحفۃ العراقین سے لیے گئے ہیں۔ یہ حضرت خضرؑ نے خاقانی کے ایک سوال کے جواب میں نصیحت کے طور پر کہے ہیں۔ (مثنوی تحفۃ العراقین، مطبوعہ تہران ص ۶۵، ۶۶)

زمین و آسماں

ممکن ہے کہ تُو جس کو سمجھتا ہے بہاراں
اَوروں کی نگاہوں میں وہ موسم ہو خزاں کا

ہے سلسلہ احوال کا ہر لحظہ دِگرگُوں
اے سالکِ رہ! فکر نہ کر سُود و زیاں کا

شاید کہ زمیں ہے یہ کسی اَور جہاں کی
تُو جس کو سمجھتا ہے فلک اپنے جہاں کا!

سلہ: تسلسل، کسی چیز یا کام وغیرہ کا مسلسل ہونا۔ اَحوال: حال کی جمع، حالات، مراد کائنات میں تبدیلیاں۔
گوں: دوسرے رنگ کا، مراد بدلتا ہوا۔ سالکِ رہ: یعنی جدوجہد اور عمل کے راستے پر گامزن۔ سُود و زیاں: اور نقصان۔

مسلمان کا زوال

اگرچہ زر بھی جہاں میں ہے قاضی الحاجات
جو فقر سے ہے مُیسّر، تونگری سے نہیں

اگر جواں ہوں مِری قوم کے جسور و غیور
قلندری مِری کچھ کم سکندری سے نہیں

سبب کچھ اور ہے، تُو جس کو خود سمجھتا ہے
زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں

اگر جہاں میں مِرا جوہر آشکار ہُوا
قلندری سے ہُوا ہے، تونگری سے نہیں

قاضی الحاجات: ضرورتیں پوری کرنے والا. فقر: مفلسی، مراد دُنیا و دولت کی حرص و لالچ سے پاک ہونا. تونگری: امیری، امیر ہونا، دولت مندی. جسور: دلیر، نڈر، بے خوف. قلندری: قلندر ہونا، دنیا سے بے نیاز ہو کر صرف اللہ کی ذات سے وابستہ ہونا. سکندری: سکندر ہونا، سکندر کی سی شان رکھنا. بے زری: دولت نہ ہونا، مفلسی، غریبی.

عِلم و عشق

علم نے مجھ سے کہا عشق ہے دیوانہ پن
عشق نے مجھ سے کہا علم ہے تخمین و ظن
بندۂ تخمین و ظن! کرمِ کتابی نہ بن
عشق سراپا حضور، علم سراپا حجاب!

عشق کی گرمی سے ہے معرکۂ کائنات
علم مقامِ صفات، عشق تماشائے ذات
عشق سکون و ثبات، عشق حیات و ممات
علم ہے پیدا سوال، عشق ہے پنہاں جواب!

عشق کے ہیں معجزات سلطنت و فقر و دیں
عشق کے ادنیٰ غلام صاحبِ تاج و نگیں
عشق مکان و مکیں، عشق زمان و زمیں
عشق سراپا یقیں، اور یقیں فتحِ باب!

شرعِ محبت میں ہے عشرتِ منزل حرام
شورشِ طوفاں حلال، لذّتِ ساحل حرام
عشق پہ بجلی حلال، عشق پہ حاصل حرام
علم ہے اِبن الکتاب، عشق ہے اُمّ الکتاب!

تخمین: اندازہ. ظن: گمان. کرمِ کتابی: کتاب کا کیڑا جو اسے چاٹ جاتا ہے، مراد ایسا آدمی جو کتابوں کے مطالعہ میں کھویا رہتا ہے. حضور: مراد اللہ کی تجلّیات کا آنکھوں کے سامنے ہونا. معرکۂ کائنات: کائنات کا میدانِ جنگ یعنی اس دنیا میں جو کچھ رونق اور ہنگامے ہیں. مقامِ صفات: صفتوں کا مرتبہ. تماشائے ذات: ذات کو دیکھنا، یعنی اللہ تعالیٰ کا جلوہ نظر آنے کی حالت. ثبات: پائیداری، یہاں بمعنی اپنی جگہ پر قائم رہنا. مَمات: موت، موت کا وقت. پیدا سوال: کھلا اور ظاہر سوال. معجزات: معجزہ کی جمع، وہ کام جو عام انسانی طاقت سے باہر ہو. فقر: دنیا کی مادی خواہشات اور قوتوں سے بے نیازی. نگیں: بمعنی شاہی مُہر، یعنی حکومت اور اقتدار کی علامت. مکان و مکیں: ٹھکانا اور اس میں رہنے والا، مراد کائنات کی ہر ہر شے میں سمائی ہوئی طاقت یعنی ہر شے میں اللہ کا ظہور ہے. فتحِ باب: دروازے کا کھلنا، مراد ہر طرح کے مسئلوں اور معاملات کا حل اور کامیابی. شرعِ محبت: محبت کا قانون، عشقِ حقیقی کا طریقہ. عشرتِ منزل: ایک ہی جگہ پر رُک جانے کی خوشی. طوفان: مراد زندگی کا زور دار ہنگاموں سے پُر ہونا. حاصل: پھل، فصل، نتیجہ. اِبن الکتاب: کتاب کا بیٹا، یہاں مراد صرف کتابوں کے مطالعے تک محدود بات. اُم الکتاب: کتاب کی ماں، یعنی کتابوں کے وجود کا باعث.

اِجتہاد

ہند میں حکمتِ دِیں کوئی کہاں سے سیکھے
نہ کہیں لذّتِ کردار، نہ اَفکارِ عمیق

حلقۂ شوق میں وہ جُرأتِ اندیشہ کہاں
آہ محکومی و تقلید و زوالِ تحقیق!

خود بدلتے نہیں، قُرآں کو بدل دیتے ہیں
ہُوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق!

ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سِکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق!

اِجتہاد: شرعی مسئلوں کا قرآن وحدیث کے حوالے سے، ہر دَور کے حالات کے مطابق، حل تلاش کرنے کا عمل. حکمتِ دِیں: دین کی اصل حقیقت اور فلاسفی. لذّتِ کردار: کردار کا مزہ، گہرے خیالات، یعنی بہت دُور تک یا گہرائی تک کسی بات پر غور کرنے کا عمل. حلقۂ شوق: عشق کا حلقہ، یہاں مراد علمی اور دینی حلقے. جرأتِ اندیشہ: غور وفکر کرنے میں دلیری سے کام لینا. تقلید: کسی کے پیچھے چلنا، یہاں مراد مسائل پر خود غور کرنے کی بجائے دوسروں کا خیال اپنانا. تحقیق: کسی مسئلے کی حقیقت یا تہہ تک پہنچنا. فقیہانِ حرم: دین اسلام کے وہ عالم جو شرعی مسائل کو جانتے اور اپنے زمانے کے حالات کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں. بے توفیق: بے ہمت، جس میں فیصلے کی جرأت نہ ہو، پست ہمت. مُسلک: طریقہ، راستہ، یعنی خیال. طریق: طریقہ، ڈھنگ.

شُکر و شکایت

میں بندۂ ناداں ہوں، مگر شُکر ہے تیرا
رکھتا ہوں نہاں خانۂ لاہُوت سے پیوند

اک ولولۂ تازہ دِیا میں نے دِلوں کو
لاہور سے تا خاکِ بُخارا و سمرقند

تاثیر ہے یہ میرے نفَس کی کہ خزاں میں
مُرغانِ سحر خواں مِری صحبت میں ہیں خورسند

لیکن مجھے پیدا کِیا اُس دیس میں تُو نے
جس دیس کے بندے ہیں غلامی پہ رضامند!

بندۂ ناداں: ایسا انسان جسے کسی بات کی سمجھ نہ ہو، بے خبر. نہاں خانۂ لاہوت: لاہوت کا چُھپا ہوا گھر، یہاں مراد عالمِ بالا یا اوپر کی دنیا کے رازوں کا مقام. پیوند: تعلق. ولولۂ تازہ: نیا جوش و خروش. خاکِ بخارا: ایک شہر کا نام، خاکِ بخارا و سمرقند یعنی پوری اسلامی دنیا. تاثیر: اثر، اثر ڈالنے کی کیفیت. نفس: سانس، مراد شاعری. مُرغان: مُرغ بمعنی پرندے کی جمع. سحر خواں: صبح کو پڑھنے والے، صبح سویرے چہچہانے والے. صحبت: دو یا زیادہ آدمیوں کا مِل بیٹھنا. خورسند: خوش.

ذِکر و فِکر

یہ ہیں سب ایک ہی سالِک کی جستجو کے مقام
وہ جس کی شان میں آیا ہے 'علّم الاسما'

مقامِ ذکر، کمالاتِ رومؔی و عطّارؔ
مقامِ فکر، مقالاتِ بُوعلی سِینؔا

مقامِ فکر ہے پیمائشِ زمان و مکاں
مقامِ ذکر ہے 'سبحان ربی الاعلیٰ'

سالک: چلنے والا، یعنی اللہ تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرنے والا، صوفی. مقام: پڑاؤ ڈالنے کی جگہ یا تصوف کے مقامات میں سے کوئی مقام جو سالک ایک ایک کر کے طے کرتا ہے. "علّم الاسماء": یہ اشارہ ہے سورۂ البقرہ کی آیت ۳۱ کی طرف، "اور آدمؑ کو نام سکھا دیے گئے". کمالات: کمال کی جمع، کسی ہنر یا فن وغیرہ میں کامل ہونا. رُومی: مشہور صوفی شاعر مولانا جلال الدین رُومی (وفات ۵ جمادی الآخر ۶۷۲ھ / ۱۲۷۳ء) مزار ترکی کے شہر قونیہ میں ہے، مراد اللہ تعالیٰ کے عشق میں ڈوبا ہوا انسان. عطّار: فارسی کے مشہور صوفی شاعر شیخ فریدالدین محمد (وفات ۶۲۷ھ / ۱۲۳۰ء) یہاں بھی رومی والی بات مراد ہے. مقالات: جمع مقالہ، تحریریں، مراد حکمت اور فلسفے کی باتیں. بوعلی سینا: مشہور فلسفی (وفات ۴۲۸ھ / ۱۰۳۷ء) یہاں مراد عام یا سب فلسفی. سبحان ربی الاعلیٰ: "میرا بلند مرتبہ پروردگار، پاک ہے"۔ (سجدے کی حالت میں پڑھا جاتا ہے).

مُلّائے حرم

عجب نہیں کہ خدا تک تری رسائی ہو
تری نِگہ سے ہے پوشیدہ آدمی کا مقام
تری نماز میں باقی جلال ہے، نہ جمال
تری اذاں میں نہیں ہے مِری سحر کا پیام

مُلّائے حرم: حرم کا مُلّا یعنی مسجد میں نماز پڑھانے والا، مراد بصیرت سے عاری مذہبی آدمی. رَسائی: پہنچ. نِگہ: نظر، یعنی نگاہ. جلال: عظمت، شان، دبدبہ. جمال: حُسن مراد خلوص اور تاثیر.

تقدیر

نا اہل کو حاصل ہے کبھی قُوّت و جبروت
ہے خوار زمانے میں کبھی جوہرِ ذاتی

شاید کوئی منطق ہو نہاں اس کے عمل میں
تقدیر نہیں تابعِ منطق نظر آتی

ہاں، ایک حقیقت ہے کہ معلوم ہے سب کو
تاریخِ اُمَم جس کو نہیں ہم سے چُھپاتی

'ہر لحظہ ہے قوموں کے عمل پر نظر اس کی
بُرّاں صفَتِ تیغِ دو پیکر نظر اس کی!'

جبروت: عظمت، بڑائی. جوہرِ ذاتی: کسی کی ذات میں پائی جانے والی خوبیاں اور اہلیتیں. مَنطِق: ایک علم جس میں عقلی دلیلوں سے کسی مسئلے پر غور کیا جاتا ہے. تابع: پَیرو، پیچھے چلنے والی. حقیقت: صحیح بات، اصل بات. تاریخ اُمم: اُمتوں یعنی قوموں کی تاریخ، تاریخی حالات. بُراں: کاٹنے والی، تیز. تیغ: تلوار. دوپیکر: دو دھاری، جو دو طرف سے کاٹ کرے.

توحید

زندہ قُوّت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی
آج کیا ہے، فقط اک مسئلۂ علمِ کلام
روشن اس ضَو سے اگر ظُلمتِ کردار نہ ہو
خود مسلماں سے ہے پوشیدہ مسلماں کا مقام
مَیں نے اے میرِ سِپہ! تیری سِپہ دیکھی ہے
'قُل ھُو اللہ' کی شمشیر سے خالی ہیں نیام
آہ! اس راز سے واقف ہے نہ مُلّا، نہ فقیہ
وحدتِ افکار کی بے وحدتِ کردار ہے خام
قوم کیا چیز ہے، قوموں کی امامت کیا ہے
اس کو کیا سمجھیں یہ بیچارے دو رکعت کے امام!

توحید: خدا کو ایک ماننے کا عقیدہ. زندہ قوت: ایسی قوت جو اپنے زور پر مادی دنیا پر غلبہ پالے. مسئلہ: معاملہ، سوال. عِلمِ کلام: ایک علم جس میں اسلام کے عقیدوں کو عقلی دلیلوں سے ثابت کیا جاتا ہے. ضو: روشنی. کردار: عمل. میرِ سپہ: فوج کا سردار، سپہ سالار. "قل ھو اللہ": کہہ دے اللہ (ایک ہے)۔ اشارہ ہے سورۂ اخلاص آیت (۱) کی طرف۔ یہاں بمعنی اللہ کی توحید. شمشیر: تلوار. نیام: تلوار کا غلاف. فقیہ: شرعی مسئلے جاننے والا. وحدتِ کردار: ایک جیسا عمل. خام: کچا، مراد بے کار، ناقص. اِمامت: سرداری، رہبری. دو رکعت کے امام: مسجد میں صرف نماز پڑھا دینے والے مولوی جنھیں اور کوئی علم نہ آتا ہو یا جن کی فکر محدود ہو.

عِلم اور دین

وہ علم اپنے بُتوں کا ہے آپ ابراہیم
کِیا ہے جس کو خدا نے دل و نظر کا ندیم

زمانہ ایک، حیات ایک، کائنات بھی ایک
دلیلِ کم نظَری، قِصّۂ جدید و قدیم

چمن میں تربیَتِ غنچہ ہو نہیں سکتی
نہیں ہے قطرۂ شبنم اگر شریکِ نسیم

وہ علم، کم بَصَری جس میں ہمکنار نہیں
تجلّیاتِ کلیم و مشاہداتِ حکیم!

ابراہیمؑ: حضرت ابراہیم علیہ السلام، یہاں مراد فکر و عقل، عشق و بصیرت. ندیم: ساتھی. کم نظری: کم عقلی، بے علمی. نسیم: صبح کی ہوا. کم بصری: کم نظر ہونے کی حالت، مراد بے علمی. ہمکنار نہیں: یہاں بمعنی جو ساتھ شامل نہ ہو. تجلّیات: تجلّی کی جمع، جلوے، اللہ تعالیٰ کے جلوے. کلیم: حضرت موسیٰؑ جو طورِ سینا پر اللہ سے ہم کلام ہوئے. مُشاہدات: مشاہدہ کی جمع، بمعنی آنکھوں سے دیکھی اور سمجھی ہوئی باتیں. حکیم: فلسفی.

ہندی مسلمان

غدّارِ وطن اس کو بتاتے ہیں برہمن
انگریز سمجھتا ہے مسلماں کو گداگر

پنجاب کے اربابِ نبوّت کی شریعت
کہتی ہے کہ یہ مومنِ پارینہ ہے کافر

آوازۂ حق اُٹھتا ہے کب اور کدھر سے
'مسکیں دِلکم ماندہ دریں کشمکش اندر!'

غدّارِ وطن: جو اپنے وطن کا وفادار نہ ہو اور اُس کے دشمنوں سے ساز باز رکھے. اربابِ نبوت: نبوت والے، اشارہ ہے مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف جس نے پنجاب میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا. شریعت: دین کا قانون، اسلامی قانون. مومن پارینہ: پُرانا یا قدیم مومن، مراد صحیح مسلمان. آوازۂ حق: سچی اور کھری بات یا آواز. ''مسکیں دِلکم ماندہ دَریں کشمکش اندر'': میرا بیچارہ دل اِسی کشمکش یا کھینچا تانی میں پڑا ہوا ہے.

آزادیِ شمشیر کے اعلان پر

سوچا بھی ہے اے مردِ مسلماں کبھی تُو نے
کیا چیز ہے فولاد کی شمشیرِ جگردار

اُس بَیت کا یہ مصرعِ اوّل ہے کہ جس میں
پوشیدہ چلے آتے ہیں توحید کے اسرار

ہے فکر مجھے مصرعِ ثانی کی زیادہ
اللہ کرے تجھ کو عطا فقر کی تلوار

قبضے میں یہ تلوار بھی آ جائے تو مومن
یا خالدِؓ جانباز ہے یا حیدرِؓ کرّار

شمشیر جگر دار: مضبوط اور تیز تلوار. بَیت: گھر، یہاں بمعنی شعر جس کے دو مصرعے ہوتے ہیں. مصرع: (صحیح صراع)، دروازے کا ایک پٹ، مراد شعر کا ایک حصہ. فقر: دنیاوی حرص و ہوس اور مادی خواہشات سے پاک رہنے اور عشقِ الٰہی میں رہنے کی حالت. قبضے میں آنا: ہاتھ میں آنا، ہاتھ لگنا. خالدؓ جانباز: مراد حضرت خالد بن ولیدؓ جنھوں نے خلافت راشدہ کے زمانے میں کئی جنگوں میں بطور کمانڈر حصہ لیا اور اپنی بہادری اور دلیری کے جوہر دکھائے. حیدرِؓ کرّار: حضرت علیؓ کا لقب بڑھ بڑھ کے حملہ کرنے والا شیر۔ مراد حضرت علیؓ جنھوں نے شر کی طاقتوں کو اپنی انتہائی دلیری اور بے خوفی سے ہلا کے رکھ دیا.

جہاد

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دُنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر

لیکن جنابِ شیخ کو معلوم کیا نہیں؟
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سُود و بے اثر

تیغ و تُفنگ دستِ مسلماں میں ہے کہاں
ہو بھی، تو دل ہیں موت کی لذّت سے بے خبر

کافر کی موت سے بھی لرَزتا ہو جس کا دِل
کہتا ہے کون اُسے کہ مسلماں کی موت مر

تعلیم اُس کو چاہیے ترکِ جہاد کی
دُنیا کو جس کے پنجۂ خونیں سے ہو خطر

باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زِرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر

ہم پُوچھتے ہیں شیخِ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر

حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر!

شیخ: بوڑھا آدمی، مرشد، مراد خود غرض مذہبی رہنما یا مُلّا. قلم: مراد اسلام کی اشاعت تحریر کے ذریعے کرنا. کارگر: جس کا اثر ہو. وعظ: نصیحت کرنا، مُلّا کی مسجد یا مجلس میں نصیحت والی تقریر. بے سُود: بے فائدہ، جس کا کوئی فائدہ نہ ہو. تفنگ: بندوق. دستِ مسلماں: مسلمان کا ہاتھ. کافر: انکار کرنے والا، مراد خدائے واحد کو نہ ماننے والا. ترکِ جہاد: جہاد چھوڑنا، یعنی جہاد نہ کرنا. پنجۂ خونیں: خون سے بھرا ہاتھ، جنگ کے لیے ہر وقت تیار. ڈوب گیا: یہاں مراد جنگ کی تیاریاں کرنے لگا. زِرہ: لوہے کی کڑیوں سے بنی ہوئی ایک پوشاک. دوش: کندھا. شیخ کلیسا نواز: اشارہ ہے مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف جس نے جہاد کے خلاف فتویٰ دے کر انگریزوں کی مدد کی. مشرق: مشرقی ممالک برصغیر پاکستان و ہند اور عرب وغیرہ. مغرب: سورج ڈوبنے کی جگہ، مراد یورپ کے ممالک. زیبا: خوب صورت، نہایت اچھی. مُحاسبہ: حساب کتاب، مراد پوچھ گچھ کرنا.

قُوّت اور دِین

اسکندر و چنگیز کے ہاتھوں سے جہاں میں
سَو بار ہوئی حضرتِ انساں کی قبا چاک

تاریخِ اُمَم کا یہ پیامِ ازَلی ہے
'صاحب نظَراں! نشّۂ قُوّت ہے خطرناک'

اس سیلِ سُبک سَیر و زمیں گِیر کے آگے
عقل و نظَر و عِلم و ہُنر ہیں خس و خاشاک

لا دِیں ہو تو ہے زہرِ ہلاہل سے بھی بڑھ کر
ہو دِیں کی حفاظت میں تو ہر زہر کا تریاک

اسکندر: سکندرِ اعظم، یونان کا بادشاہ. چنگیز: مشہور منگول سردار چنگیز خان، چنگیز کا اصل نام تموجن تھا. حضرتِ انساں: انسان چونکہ خدا کی تمام مخلوق سے افضل ہے اس لیے ادب کے طور پر حضرت کہا. پیامِ ازَلی: ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پیغام. صاحب نظراں: نظر رکھنے والا، صاحب بصیرت. سیل: طوفان، طغیانی. سبک سَیر: تیز چلنے والا. زمیں گِیر: زمین کو پکڑنے والا، یعنی جو زمین پر پھیل جائے. زہرِ ہلاہل: ہلاک کر دینے والا زہر. تِریاک: زہر کا توڑ، ایسی دوا جس سے زہر کا اثر ختم ہو جائے.

فقر و مُلوکیّت

فقر جنگاہ میں بے ساز و یَراق آتا ہے
ضرب کاری ہے، اگر سینے میں ہے قلبِ سلیم

اس کی بڑھتی ہوئی بے باکی و بے تابی سے
تازہ ہر عہد میں ہے قصّۂ فرعون و کلیم

اب ترا دَور بھی آنے کو ہے اے فقرِ غیور
کھا گئی رُوحِ فرنگی کو ہَوائے زر و سیم

عشق و مستی نے کِیا ضبطِ نفَس مجھ پہ حرام
کہ گرہ غُنچے کی کُھلتی نہیں بے موجِ نسیم

بے ساز و یراق: ہر قسم کے ہتھیار اور سامانِ رَسد کے بغیر. قلبِ سلیم: خدا اور رسولِ اکرمؐ کی محبت میں ڈوبا ہوا دل. فرعون: مراد جابر اور ظالم حکمران. کلیم: مراد جابر اور ظالم حکمرانوں کے خلاف جہاد کرنے والا. فقرِ غیور: وہ فقر جس میں بڑی غیرت ہو. ہوائے زر و سیم: سونے اور چاندی یعنی دولت کی حرص. عشق و مستی: جنون کا جوش یعنی اسلام سے بے پناہ محبت. ضبطِ نفس: سانس روک لینا، یعنی بولنے سے رُکنا. بے موجِ نسیم: صبح کی ہوا کی لہر کے بغیر.

اِسلام

رُوحِ اسلام کی ہے نُورِ خودی، نارِ خودی
زندگانی کے لیے نارِ خودی نور و حضور

یہی ہر چیز کی تقویم، یہی اصلِ نمود
گرچہ اس رُوح کو فطرت نے رکھا ہے مستور

لفظِ 'اسلام' سے یورپ کو اگر کد ہے تو خیر
دوسرا نام اسی دِین کا ہے 'فقرِ غیور'!

نورِ خودی: خودی کی روشنی، مراد جمال کی وہ شان جو خودی کی ریاضت سے صاحبِ خودی میں پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی معرفت. نارِ خودی: خودی کی آگ، جلال کی شان، اشارہ ہے خدا کی راہ میں جہاد کا جذبہ. نور و حضور: جلوہ اور حاضر یا موجود ہونا، خدا کی تجلّیوں کا نظروں کے سامنے ہونا. تقویم: جنتری، کیلنڈر یعنی قانون، دستورِ عمل. اصلِ نمود: ظاہر ہونے یا نمایاں ہونے کی بنیاد. کد: دشمنی، بَیر. فقرِ غیور: غیرت والا فقر، مراد اسلام.

حیاتِ ابدی

زندگانی ہے صدَف، قطرۂ نیساں ہے خودی
وہ صدَف کیا کہ جو قطرے کو گُہر کر نہ سکے
ہو اگر خود نِگر و خودگر و خودگیر خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ تُو موت سے بھی مر نہ سکے

قطرۂ نیساں: موسمِ بہار میں ہونے والی بارش کا قطرہ جو سیپی کے منہ میں گر کر موتی بنتا ہے. خودنگر: اپنے آپ کو دیکھنے والی، یعنی اپنی ذات اور اپنے ماحول سے پوری طرح آگاہ. خودگیر: اپنے آپ کو پکڑنے والی، مراد اپنی حفاظت اور ہر بات کے حل کی طاقت رکھنے والی.

سُلطانی[1]

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے
وہ فقر جس میں ہے بے پردہ روحِ قُرآنی
خودی کو جب نظر آتی ہے قاہری اپنی
یہی مقام ہے کہتے ہیں جس کو سُلطانی

یہی مقام ہے مومن کی قُوّتوں کا عِیار
اسی مقام سے آدم ہے ظِلِّ سُبحانی

یہ جبر و قہر نہیں ہے، یہ عشق و مستی ہے
کہ جبر و قہر سے ممکن نہیں جہاں بانی

کِیا گیا ہے غلامی میں مبتلا تجھ کو
کہ تجھ سے ہو نہ سکی فقر کی نگہبانی

مثالِ ماہ چمکتا تھا جس کا داغِ سجود
خرید لی ہے فرنگی نے وہ مسلمانی

ہوا حریفِ مہ و آفتاب تُو جس سے
رہی نہ تیرے ستاروں میں وہ دُرَخشانی

---

۱ ریاض منزل بھوپال میں لکھے گئے اشعار۔

سلطانی: غلبہ، دبدبہ، حکومت۔ بے پردہ: بالکل ظاہر، کسی رکاوٹ کے بغیر نظر آنے والی۔ روحِ قُرآنی: قرآن کی اصل حقیقت اور پیغام۔ قاہری: غلبہ یہاں مراد ایسی باطنی قوت جس سے کائنات کی تسخیر کی جائے۔ عیار: کسوٹی، کھرا کھوٹا پرکھنے والی چیز۔ ظلِ سبحانی: اللہ تعالیٰ کا سایہ، مراد وہ انسان جس پر خدا کے انوار پڑتے ہوں، خدا کی تجلیوں کا پرتو، دنیا پر حکومت کرنے والا۔ جبر و قہر: مجبور کرنا اور زبردستی یا غلبہ۔ جہاں بانی: دنیا پر حکومت کرنے کی کیفیت۔ مثالِ ماہ: چاند کی مانند۔ داغِ سجود: سجدوں کا نشان جو ماتھے پر پڑ جاتا ہے، یعنی اللہ کی بہت عبادت کرنے اور صرف اسی سے ڈرنے کی حالت۔ فرنگی: انگریز، مغربی تہذیب۔ مہ و آفتاب: چاند اور سورج۔ دُرَخشانی: چمک، روشنی۔

صُوفی سے

تری نگاہ میں ہے مُعجزات کی دُنیا
مِری نگاہ میں ہے حادِثات کی دُنیا

تخیلات کی دُنیا غریب ہے، لیکن
غریب تر ہے حیات و ممات کی دُنیا

عجب نہیں کہ بدل دے اسے نگاہ تری
بُلا رہی ہے تجھے مُمکنات کی دُنیا

مُعجزات: معجزہ کی جمع، ایسے کام جو انسان کی طاقت سے باہر ہوں اور جو صرف پیغمبر، خدا کی دی ہوئی طاقت سے کر سکیں. حادِثات: حادثہ کی جمع، نئی نئی وجود میں آنے والی چیزیں مراد اس مادی دنیا میں ہر پل بدلتے حالات. تخیلات: تخیل کی جمع، خیال میں لانا، خیالات. غریب: مسافر، یہاں مراد عجیب، انوکھی. غریب تر: زیادہ عجیب. ممات: موت. ممکنات: ممکن کی جمع، مراد موجودات، اللہ کی ذات کے سوا جو کچھ اس دنیا میں ہے.

اَفرنگ زدہ

(۱)

ترا وجود سراپا تجلّیِ افرنگ
کہ تُو وہاں کے عمارت گروں کی ہے تعمیر
مگر یہ پیکرِ خاکی خودی سے ہے خالی
فقط نیام ہے تُو، زرنگار و بے شمشیر!

(۲)

تری نگاہ میں ثابت نہیں خدا کا وجود
مری نگاہ میں ثابت نہیں وجود ترا
وجود کیا ہے، فقط جوہرِ خودی کی نمود
کر اپنی فکر کہ جوہر ہے بے نمود ترا

افرنگ زدہ: مراد مغربی تہذیب کا دِلدادہ، جو اسلامی تعلیم و تہذیب سے دور ہو. **وجود:** مراد ہستی، ذات. **سراپا:** سر سے پاؤں تک، پورے طور پر. **تجلّی:** جلوہ، مراد مغربی تہذیب کا عکس. **عمارت گر:** عمارت بنانے والا، معمار. **نیام:** وہ غلاف جس میں تلوار رکھی جاتی ہے. **زرنگار:** سونے سے آراستہ، جس پر سونے کے تاروں سے بیل بوٹے بنائے گئے ہوں. **بے شمشیر:** تلوار کے بغیر، مراد بے کار.

ثابت: جو دلیل سے واضح ہو. **جوہرِ خودی:** خودی کی اہلیت اور قوت. **نمود:** ظاہر یا نمایاں ہونے کا عمل. **بے نمود:** جو ظاہر یا نمایاں نہ ہو.

تصوّف[1]

یہ حکمتِ مَلَکُوتی، یہ علمِ لاہُوتی
حَرم کے درد کا درماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

یہ ذکرِ نیم شبی، یہ مراقبے، یہ سُرور
تری خودی کے نگہباں نہیں تو کچھ بھی نہیں

یہ عقل جو مہ و پرویں کا کھیلتی ہے شکار
شریکِ شورشِ پنہاں نہیں تو کچھ بھی نہیں

خِرَد نے کہہ بھی دیا 'لا اِلٰہ' تو کیا حاصل
دِل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

عجب نہیں کہ پریشاں ہے گفتگو میری
فروغِ صبحِ پریشاں نہیں تو کچھ بھی نہیں

---

[1] ریاض منزلِ بھوپال میں لکھے گئے۔

تصوّف: وہ علم جس کے ذریعہ دل کی صفائی اور نفس کا تزکیہ ہو. حکمتِ ملکوتی: ایسا فلسفہ جس کا تعلق فرشتوں کی دنیا سے ہو، مراد ریاضت اور عبادت. علمِ لاہُوتی: وہ علم جو خدا کی معرفت کے متعلق بحث کرے. حرم: چار دیواری، کعبہ، یہاں مراد اسلام. درد: دکھ، یعنی اسلام کو پہنچنے والا نقصان. دَرماں: علاج، چارہ. ذکرِ نیم شبی:

ی رات کے وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت کرنے کا عمل. مُراقبے: مراقبہ کی جمع، گردن جھکا کر اور
ی دنیا سے بے نیاز ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کی یاد میں ڈوبے رہنے کی حالت. مہ و پرویں: چاند اور ستارے.
ورشِ پنہاں: چھپا ہوا جوش و جذبہ، مراد عشقِ الٰہی کی کیفیات اور حالات. خرد: عقل. لا اِلٰہ: کوئی معبود نہیں
اللہ کے سوا) تو کیا حاصل: تو کوئی فائدہ نہیں. پریشاں: پھیلا ہوا، منتشر، بے ربط. فروغِ صبح: صبح کی روشنی
پوری دنیا پر پھیلی ہوئی ہے.

ہندی اِسلام

ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملّت
وحدت ہو فنا جس سے وہ اِلہام بھی اِلحاد

وحدت کی حفاظت نہیں بے قُوّتِ بازو
آتی نہیں کچھ کام یہاں عقلِ خداداد

اے مردِ خدا! تجھ کو وہ قُوّت نہیں حاصل
جا بیٹھ کسی غار میں اللہ کو کر یاد

مسکینی و محکومی و نومیدیِ جاوید
جس کا یہ تصوّف ہو وہ اسلام کر ایجاد

مُلّا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد!

وحدتِ افکار: خیالات ایک جیسے ہونا، سب خیالات پر باہم متفق ہونا. **اِلہام**: اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی وسیلے کے بغیر کسی خیال کا دل میں نازل ہونا. **اِلحاد**: اللہ کے وجود کا انکار. **غار**: پہاڑ کے اندر جو کھوہ ہوتی ہے. **مسکین**: مراد عاجزی، محتاجی. **محکومی**: غلامی، غیر قوم یا قوموں کا مطیع ہو کے رہنا. **نومیدیِ جاوید**: ہمیشہ ہمیشہ کی ناامیدی. **ایجاد**: وجود میں لانے کا عمل، کوئی نئی چیز بنانا. **ناداں**: جسے کچھ علم نہ ہو، بے علم، بے خبر.

غزل

دلِ مُردہ دل نہیں ہے، اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے اُمّتوں کے مرَضِ کُہَن کا چارہ

ترا بحر پُرسکُوں ہے، یہ سکُوں ہے یا فسُوں ہے؟
نہ نَہنگ ہے، نہ طُوفاں، نہ خرابیِ کنارہ!

تُو ضمیرِ آسماں سے ابھی آشنا نہیں ہے
نہیں بے قرار کرتا تجھے غمزۂ ستارہ

ترے نَیستاں میں ڈالا مِرے نغمۂ سَحَر نے
مِری خاکِ پے سِپَر میں جو نِہاں تھا اک شرارہ

نظر آئے گا اُسی کو یہ جہانِ دوش و فَردا
جسے آگئی میسّر مِری شوخیِ نظارہ

دلِ مُردہ: مَرا ہوا دل، یعنی جذبوں سے خالی دل. مرضِ کہن: پُرانا مرض، جہالت، نادانی وغیرہ. چارہ: علاج.
بحر: سمندر، مراد دل. پُرسکوں: جس میں کوئی طوفان ہو، یعنی جذبوں سے خالی. فسوں: جادو۔ اصل لفظ افسوں.
نہنگ: مگرمچھ، مراد چھوٹے موٹے جذبے. خرابیِ کنارہ: ساحل کی تباہی یا بربادی. ضمیرِ آسماں: آسمان کا

باطن، مراد تقدیر. غمزۂ ستارہ: ستارے کا ناز نخرہ، مراد تقدیر کا چکر. نیستاں: بانسوں کا جنگل جس میں معمولی سی چنگاری پڑنے پر بھی آگ بھڑک اٹھتی ہے، یہاں مراد دل. نغمۂ سحر: صبح کا نغمہ، مراد قوم کو بیدار کرنے والی شاعری. خاکِ پے سپر: چلنے والی خاک، مراد خود شاعر یا اس کا دل. شرارہ: چنگاری. جہانِ دوش و فردا: گزرے ہوئے کل اور آنے والے کل کی دنیا، مراد یہ دنیا، یہ کائنات. شوخیِ نظارہ: دیکھنے کی قوت کی تیزی، مراد گہری بصیرت.

دُنیا

مجھ کو بھی نظر آتی ہے یہ بُوقلمونی
وہ چاند، یہ تارا ہے، وہ پتھر، یہ نگیں ہے
دیتی ہے مِری چشمِ بصیرت بھی یہ فتویٰ
وہ کوہ، یہ دریا ہے، وہ گردُوں، یہ زمیں ہے
حق بات کو لیکن میں چُھپا کر نہیں رکھتا
تُو ہے، تجھے جو کچھ نظر آتا ہے، نہیں ہے!

بوقلمونی: مختلف یا کئی رنگوں کا ہونا، رنگارنگی. نگیں: نگینہ، قیمتی پتھر. چشمِ بصیرت: مراد دُور تک یا گہرائی تک دیکھنے والی آنکھ، کسی بات کی تہ تک پہنچنے والی نگاہ. فتویٰ: شرعی یا مذہبی فیصلہ. گردُوں: آسمان. حق بات: سچی اور کھری بات.

نماز

بدل کے بھیس پھر آتے ہیں ہر زمانے میں
اگرچہ پیر ہے آدم، جواں ہیں لات و منات
یہ ایک سجدہ جسے تُو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات!

بھیس: شکل، صورت، روپ. پیر: بوڑھا. آدم: مراد انسان. جواں ہیں: یعنی اس طرح برقرار ہیں، پُوجے جا رہے ہیں. لات و منات: قبل از اسلام کے وہ بت جن کی عرب میں پوجا ہوا کرتی تھی، مراد غیر شرعی مفادات اور خواہشات. گراں: بوجھل، بھاری.

وَحی[1]

عقلِ بے مایہ امامت کی سزاوار نہیں
راہبر ہو ظن و تخمیں تو زبُوں کارِ حیات

فکر بے نُور ترا، جذبِ عمل بے بنیاد
سخت مشکل ہے کہ روشن ہو شبِ تارِ حیات

خوب و ناخوب عمل کی ہو گرہ وَا کیونکر
گر حیات آپ نہ ہو شارحِ اسرارِ حیات!

---

[1] ریاض منزل میں لکھے گئے۔

وحی: اللہ کی طرف سے پیغمبروں کو جبرئیلؑ کے ذریعے پیغام. بے مایہ: جس کی کوئی قیمت نہ ہو، بے قدر، حقیر. سزاوار: اہل یا کسی چیز کے لائق ہونا. ظن و تخمیں: گمان اور اندازہ. زبوں: خوار، عاجز، ناتواں. کارِ حیات: زندگی کا کام، مراد زندگی کے معاملات. بے نور: جس میں روشنی نہ ہو، مراد پُر تاثیر / ٹھوس نہ ہونا. جذبِ عمل: عمل کی کشش، مراد اعلیٰ مقصد حاصل کرنے کا جذبہ. شبِ تارِ حیات: زندگی کی تاریک رات. ناخوب: جو اچھا نہ ہو. وَا: کھلنا. شارح: تشریح کرنے والی. اسرارِ حیات: زندگی کے بھید.

شکست

مجاہدانہ حرارت رہی نہ صُوفی میں
بہانہ بے عَملی کا بنی شرابِ اَلَست

فقیہِ شہر بھی رُہبانیت پہ ہے مجبور
کہ معرکے ہیں شریعت کے جنگ دست بدست

گریز کشمکشِ زندگی سے، مَردوں کی
اگر شکست نہیں ہے تو اور کیا ہے شکست!

شکست: ناکامی، مراد جدوجہد نہ کرنا اور ہمت ہار کر بیٹھے رہنا. مجاہدانہ حرارت: ایسی گرمی یعنی ایسا جوش و جذبہ جس میں مجاہد کے سے عمل اور جہاد کی شان ہو. شرابِ الست: ایسی شراب یعنی صوفی کا ایسا ذکر و فکر جس کا تعلق صرف خدا کی ذات سے ہو۔ الست اشارہ ہے سورۂ اعراف کی ایک آیت کی طرف جس میں خدا تعالیٰ نے روحوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ''کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں'' تو سب نے ہاں میں جواب دیا. فقیہِ شہر: شہر کے مفتی، مراد مُلک کے مسلمان علما. رُہبانیت: عیسائیوں کے پادریوں کی ترکِ دنیا کی حالت. جنگ دست بدست: ہاتھوں ہاتھ جنگ، مراد حق بات کہنے پر برصغیر کے برطانوی حکمرانوں سے کھلم کھلا لڑائی. گُریز: بچنا. کشمکشِ زندگی: زندگی کی کھینچا تانی، یعنی زندگی کے ہنگامے.

عقل و دِل

ہر خاکی و نُوری پہ حکومت ہے خرد کی
باہر نہیں کچھ عقلِ خداداد کی زد سے
عالَم ہے غلام اس کے جلالِ ازَلی کا
اک دل ہے کہ ہر لحظہ اُلجھتا ہے خرد سے

نوری: مراد فرشتہ. عقلِ خداداد: خدا کی دی ہوئی عقل. زَد: نشانہ. جلالِ ازَلی: ایسا رُعب و دبدبہ اور شان و شوکت جو ہمیشہ ہمیشہ برقرار رہے.

مستیِ کردار

صُوفی کی طریقت میں فقط مستیِ احوال
مُلّا کی شریعت میں فقط مستیِ گُفتار

شاعر کی نوا مُردہ و اَفسردہ و بے ذوق
افکار میں سرمست، نہ خوابیدہ نہ بیدار

وہ مردِ مجاہد نظر آتا نہیں مجھ کو
ہو جس کے رگ و پَے میں فقط مستیِ کردار

مستیِ کردار: عمل یا جدوجہد میں جوش و جذبہ کا انداز. طریقت: اپنی ذات / نفس کو نفسانی خواہشوں سے پاک رکھنے کے اصول یعنی صوفیوں کا مَسلک. مستی احوال: تصوف کی اِصطلاح میں صوفیوں کے وَجد کی کیفیت. مستی گفتار: باتوں کی مستی، یعنی صرف وعظ کرنا، جہد و عمل نہ کرنا. نوا: آواز، یعنی شاعری. مُردہ: مَری ہوئی، مراد تاثیر سے خالی. افسردہ: بجھی ہوئی، بے اثر. اَفکار: فکر کی جمع، خیالات. سرمست: بہت مست. خوابیدہ: سویا ہوا، بے عملی کی حالت. بیدار: جاگنے والا / والی، عمل کی حالت. مردِ مجاہد: جہاد کرنے والا دلیر، مراد مردِ مومن. رگ و پے: جسم کا رُواں رُواں.

قبر

مرقد کا شبستاں بھی اُسے راس نہ آیا
آرام قلندر کو تہِ خاک نہیں ہے
خاموشیِ افلاک تو ہے قبر میں لیکن
بے قیدی و پہنائیِ افلاک نہیں ہے

مرقد: قبر. شبستاں: رات کو سونے کی جگہ. راس نہ آیا: مزاج کے مطابق نہ ہوا. قلندر: خدا کا فقیر یعنی محبوبِ حقیقی کی ذات میں خود کو فنا کرنے والا صوفی. تہِ خاک: مٹی کے نیچے یعنی قبر میں. خاموشیِ اَفلاک: آسمانوں کی خاموشی. بے قیدی: قید میں نہ ہونا، آزادی. پہنائیِ اَفلاک: آسمانوں کی وسعت.

قلندر کی پہچان

کہتا ہے زمانے سے یہ درویشِ جواں مرد
جاتا ہے جدھر بندۂ حق، تُو بھی اُدھر جا!
ہنگامے ہیں میرے تری طاقت سے زیادہ
بچتا ہوا بُنگاہِ قلندر سے گزر جا
میں کشتی و ملّاح کا محتاج نہ ہوں گا
چڑھتا ہُوا دریا ہے اگر تُو تو اُتر جا
توڑا نہیں جادُو مِری تکبیر نے تیرا؟
ہے تجھ میں مُکر جانے کی جُرأت تو مُکر جا!
مہر و مہ و انجم کا محاسِب ہے قلندر
ایّام کا مَرکب نہیں، راکِب ہے قلندر

درویشِ جواں مَرد: خدا کی محبت میں فنا دلیر اور نڈر انسان. بندۂ حق: اللہ کا بندہ یعنی مردِ مومن. بنگاہِ قلندر: قلندر کا ٹھکانا محتاج: حاجت مند، ضرورت مند. چڑھتا ہوا دریا: وہ دریا جس میں طغیانی آئی ہوئی ہو. تکبیر: اللہ کی بڑائی کا بیان. مکر جانا: اپنی بات سے پھر جانا، سچی بات کو جھٹلانا. جرأت: دلیری، بہادری. مہر و مہ و انجم: سورج اور چاند اور ستارے. محاسب: حساب کرنے والا، مراد پوچھ گچھ کرنے والا، حکومت کرنے والا. اَیام: یوم کی جمع، دن بمعنی زمانہ. مَرکب: سواری، مراد محکوم یا غلام. راکب: سوار، مراد حکمران / حاکم.

فلسفہ

افکار جوانوں کے خفی ہوں کہ جَلی ہوں
پوشیدہ نہیں مردِ قلندر کی نظر سے
معلوم ہیں مجھ کو ترے احوال کہ مَیں بھی
مُدّت ہوئی گزرا تھا اسی راہ گزر سے
الفاظ کے پیچوں میں اُلجھتے نہیں دانا
غوّاص کو مطلب ہے صدَف سے کہ گُہر سے!
پیدا ہے فقط حلقۂ اربابِ جنوں میں
وہ عقل کہ پا جاتی ہے شُعلے کو شرر سے
جس معنیِ پیچیدہ کی تصدیق کرے دل
قیمت میں بہت بڑھ کے ہے تابندہ گُہر سے
یا مُردہ ہے یا نزع کی حالت میں گرفتار
جو فلسفہ لِکّھا نہ گیا خونِ جگر سے

فلسفہ: علم کی ایک شاخ، حکمت، وہ عمل جو اشیا کے وجود کی حقیقتوں اور اسباب سے متعلق بحث کرتا ہے. خفی: چھپے ہوئے. جلی: روشن، واضح. الفاظ کے پیچ: لفظوں کا اُلٹ پھیر. اُلجھنا: پڑنا. غوّاص: غوطہ لگانے والا، جو دریا کی تہ میں موتی تلاش کرتا ہے. حلقۂ اربابِ جنوں: یہاں مراد عشقِ حقیقی میں ڈوبے ہوئے انسانوں کا حلقہ، گہری بصیرت والے. معنیِ پیچیدہ: مشکل معنی. تصدیق: کسی بات یا معاملے کے صحیح ہونے کی گواہی دینا. تابندہ گہر: چمکتا ہوا موتی. گرفتار: پکڑا ہوا، مبتلا. خونِ جگر: مراد جہاد اور عشق کا جذبہ.

مردانِ خُدا

وہی ہے بندۂ حُر جس کی ضرب ہے کاری
نہ وہ کہ حَرب ہے جس کی تمام عیّاری

ازَل سے فطرتِ اَحرار میں ہیں دوش بدوش
قلندری و قبا پوشی و کُلہ داری

زمانہ لے کے جسے آفتاب کرتا ہے
اُنھی کی خاک میں پوشیدہ ہے وہ چنگاری

وجود انھی کا طوافِ بُتاں سے ہے آزاد
یہ تیرے مومن و کافر، تمام زُنّاری!

بندۂ حُر: آزاد انسان، مراد مردِ مومن. ضرب: وار، حملہ. کاری: پورے اثر والی. حرب: لڑائی، جنگ. ازَل سے: ابتدا سے. فطرتِ اَحرار: آزاد انسانوں کی طبیعت. دوش بدوش: کندھے سے کندھا ملائے ہوئے. قلندری: قلندر ہونے کی کیفیت. قبا پوشی: قبا پہننے کی حالت، مراد مذہبی عالم یا شیخ ہونا. کُلہ داری: کُلاہ یعنی تاج رکھنے کی کیفیت، مراد بادشاہت. طوافِ بتاں: بتوں کے گرد چکر لگانا، عبادت کا انداز. زُنّاری: زُنّار پہنے ہوئے، مراد بُت پرست.

کافر و مومن

کل ساحلِ دریا پہ کہا مجھ سے خضر نے
تُو ڈھونڈ رہا ہے سَمِ افرنگ کا تریاق؟
اک نکتہ مِرے پاس ہے شمشیر کی مانند
بُرّندہ و صَیقل زدہ و روشن و بَرّاق
کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گُم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گُم اس میں ہیں آفاق!

خضر: حضرت خضرؑ جو بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھاتے ہیں. سمِ افرنگ: انگریزوں کا زہر، مراد مغربی تعلیم و تہذیب. تریاق: زہر کا اثر مٹانے والی دوا. بُرّندہ: کاٹنے والی، تیز. صَیقل زدہ: بہت چمکتی ہوئی. بَرّاق: چمکیلی، روشن، واضح. گُم ہے: کھویا ہوا ہے، یعنی صرف اسی دنیا میں گُم ہے. آفاق: اُفق کی جمع، آسمان کا کنارہ، مراد دنیاوی معاملات.

مہدیِ برحق

سب اپنے بنائے ہوئے زنداں میں ہیں محبوس
خاور کے ثوابت ہوں کہ افرنگ کے سیّار

پیرانِ کلیسا ہوں کہ شیخانِ حَرم ہوں
نے جدّتِ گُفتار ہے، نے جدّتِ کردار

ہیں اہلِ سیاست کے وہی کُہنہ خَم و پیچ
شاعر اسی اَفلاسِ تخیل میں گرفتار

دُنیا کو ہے اُس مہدیِ برحق کی ضرورت
ہو جس کی نِگہ زلزلۂ عالمِ افکار

مہدیِ برحق: حقیقی یا صحیح مہدی. زِنداں: قید. ثوابت: ثابت کی جمع، وہ ستارہ جو اپنی جگہ پر ٹھہرا رہتا ہے مراد جدوجہد نہ کرنے والے انسان. سیّار: گردش کرنے والے ستارے، جدوجہد کرنے والے. پیرانِ کلیسا: کلیسا کے بزرگ یعنی عیسائیوں کے مذہبی رہنما. شیخانِ حرم: مراد مسلمانوں کے مذہبی رہنما. جدّتِ گفتار: نئی باتیں. خم و پیچ: مراد طور طریقے. اَفلاسِ تخیل: سوچ کی مفلسی، یعنی ایسی قوتِ فکر جو ایک ہی ڈگر پر قائم ہے اور آگے بڑھنے کی صلاحیت نہیں رکھتی. زلزلہ: بھونچال، مراد جو ایک زبردست انقلاب پیدا کر دے. عالمِ افکار: افکار کی دنیا، نظریات کی دنیا.

مومن[1]

(دُنیا میں)

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

افلاک سے ہے اس کی حریفانہ کشاکش
خاکی ہے مگر خاک سے آزاد ہے مومن

جچتے نہیں کُنجشک و حمام اس کی نظر میں
جبریل و سرافیل کا صیّاد ہے مومن

جنت میں

کہتے ہیں فرشتے کہ دِل آویز ہے مومن
حوروں کو شکایت ہے، کم آمیز ہے مومن

۱ بھوپال میں لکھے گئے۔

حلقۂ یاراں: دوستوں کا حلقہ، مومنوں کا حلقہ. **بریشم:** ریشم مراد نرم یا نرم مزاج. **رزمِ حق و باطل:** سچ اور جھوٹ یعنی اسلام اور کفر کی جنگ (یہ شعر دراصل سورۂ المائدہ آیت ۵۴ کے ایک ٹکڑے کا منظوم ترجمہ ہے). **اَفلاک:** فلک بمعنی آسمان کی جمع. **جریفانہ کشاکش:** دشمنوں کی سی کھینچا تانی، دشمن کے ساتھ شدید اختلاف اور ٹکراؤ. **جچتے نہیں:** نگاہ میں کوئی اہمیت نہیں. **کنجشک:** چڑیا، مراد قوم/ قومیں. **حمام:** کبوتر، مراد کمزور افراد/ قومیں. **جبریل:** حضرت جبرئیلؑ، مراد بلند سے بلند قوتیں یا عالمِ بالا. **سرافیل:** حضرت اسرافیلؑ جو قیامت کے روز صور پھونکیں گے (اِس سے بھی جبریل والی بات مراد ہے).

دل آویز: دل پسند، دل کو بھانے والا. **کم آمیز:** دوسروں میں کم اُٹھنے بیٹھنے والا.

محمد علی باب

تھی خوب حضورِ عُلَما باب کی تقریر
بیچارہ غلَط پڑھتا تھا اعرابِ سمٰوٰت
اُس کی غلَطی پر عُلَما تھے متبسم
بولا، تمھیں معلوم نہیں میرے مقامات
اب میری امامت کے تصدّق میں ہیں آزاد
محبوس تھے اعراب میں قرآن کے آیات!

محمد علی باب: میرزا محمد علی باب کا تعلق ایران کے شہر شیراز سے تھا۔ ۱۲۶۰ ہجری میں اس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ اللہ کی طرف سے اس کام پر مامور ہوا ہے کہ وہ لوگوں کو آگاہ کر دے کہ امام مہدی اور مسیح موعود کا ظہور ہونے والا ہے۔ اور یہ کہ وہ اس اعتبار سے باب یعنی دروازہ ہے کہ جب تک لوگ اس کے افکار کے دروازے سے نہ گزر لیں ان پر یہ بات واضح نہ ہوگی کہ امام مہدی اور مسیح موعود کب اور کس طرح ظہور فرمائیں گے۔ یہ بابی مذہب کا بانی تھا۔ ۱۸۵۰ء میں قتل ہوا. حضورِ علماء: عالموں کے سامنے. باب: دروازہ، یہاں مراد محمد علی باب. اعرابِ سمٰوٰت: لفظ سماوات کے زیر زبر. متبسم: ہنسنا. مقامات: منزلیں، مرتبے. اِمامت: رہنمائی، پیشوائی. تصدق: طفیل، کسی چیز کے طفیل، بدولت. محبوس: حبس کیے گئے، بند یا قیدی. اِعراب: زیر، زبر وغیرہ، کسی لفظ کا تلفّظ. آیات: آیت بمعنی نشانی کی جمع، مراد قرآن کی آیتیں.

تقدیر[1]

(اِبلیس و یزداں)

اِبلیس

اے خدائے کُن فکاں! مجھ کو نہ تھا آدم سے بیر
آہ! وہ زندانیِ نزدیک و دُور و دیر و زُود
حرفِ 'اِستکبار' تیرے سامنے ممکن نہ تھا
ہاں، مگر تیری مشیت میں نہ تھا میرا سجود

یزداں

کب کُھلا تجھ پر یہ راز، انکار سے پہلے کہ بعد؟

اِبلیس

بعد، اے تیری تجلّی سے کمالاتِ وجود!

یزداں

(فرشتوں کی طرف دیکھ کر)

پستیِ فطرت نے سِکھلائی ہے یہ حجت اسے
کہتا ہے 'تیری مشیّت میں نہ تھا میرا سجود'
دے رہا ہے اپنی آزادی کو مجبوری کا نام
ظالم اپنے شعلۂ سوزاں کو خود کہتا ہے دُود!

(ماخوذ از محی الدّین ابنِ عربی)

لہ یہ نظم مشہور صوفی محی الدّین ابنِ عربی (وفات ۱۲۴۰ء) کی تحریر سے اخذ کی گئی ہے۔
خدائے کُن فکاں: "ہو جا اور وہ ہو گیا" کا خدا۔ قرآنی آیت کی طرف اشارہ ہے، مراد کُل مخلوقات کا خدا.
زندانیِ نزدیک و دور: نزدیک اور دُور یعنی مکاں کا قیدی. دیر و زُود: دیر اور جلد یعنی آدم زمان و مکاں کے چکر میں گرفتار ہے. حرفِ اِستکبار: تکبر یا بڑائی کی بات. مشیّت: مرضی یعنی خدا کی مرضی. یزداں: خدا. کب کھلا: کب روشن یا ظاہر ہوا. تجلّی: جلوہ. کمالاتِ وجود: وجود کے کمالات یعنی کائنات کی تخلیق میں قدرت کے جو کمالات نظر آتے ہیں. پستیِ فطرت: فطرت یعنی طبیعت کا گھٹیا پن. حجت: دلیل. شعلۂ سوزاں: جلا دینے والا شعلہ. دُود: دُھواں.

اے رُوحِ محمدؐ

شیرازہ ہُوا ملّتِ مرحوم کا اَبتر
اب تُو ہی بتا، تیرا مسلمان کدھر جائے!

وہ لذّتِ آشوب نہیں بحرِ عرَب میں
پوشیدہ جو ہے مجھ میں، وہ طوفان کدھر جائے

ہر چند ہے بے قافلہ و راحلہ و زاد
اس کوہ و بیاباں سے حُدی خوان کدھر جائے

اس راز کو اب فاش کر اے رُوحِ محمدؐ!
آیاتِ الٰہی کا نگہبان کدھر جائے!

شیرازہ: کتاب کی جز بندی والا فیتہ، یہاں مراد نظام، بندوبست. ملّتِ مرحوم: وہ قوم جس پر رحم / رحمت خداوندی ہو، یہاں مراد اُمتِ مُسلِمہ. اَبتر: بُرا. لذّتِ آشوب: مراد دین سے بے حد عشق کا ذوق، جوش و جذبہ. بحرِ عرب: عرب میں واقع سمندر کا نام، عرب قوم، مراد دنیا کے مسلمان. پوشیدہ: چُھپا ہوا. بے قافلہ و راحلہ و زاد: قافلے، سواری اور سامانِ سفر کے بغیر. کوہ و بیاباں: پہاڑ اور جنگل. حُدی خوان: حُدی پڑھنے والا، وہ آدمی جو اونٹوں کے قافلے کے آگے ایسے شعر پڑھتے ہوئے چلتا ہے جن سے اونٹ مست ہو کر تیز چلنے لگتا ہے. فاش کر: ظاہر کر، کھول دے. آیاتِ الٰہی: خدا کی نشانیاں.

مَدنِیّتِ اسلام

بتاؤں تُجھ کو مسلماں کی زندگی کیا ہے
یہ ہے نہایتِ اندیشہ و کمالِ جنوں

طلوع ہے صفَتِ آفتاب اس کا غروب
یگانہ اور مثالِ زمانہ گُوناگُوں!

نہ اس میں عصرِ رواں کی حیا سے بیزاری
نہ اس میں عہدِ کُہن کے فسانہ و اَفسوں

حقائقِ ابدی پر اساس ہے اس کی
یہ زندگی ہے، نہیں ہے طلسمِ افلاطوں!

عناصر اس کے ہیں رُوح القُدُس کا ذوقِ جمال
عجم کا حُسنِ طبیعت، عرَب کا سوزِ دروں!

مدنیت: تہذیب، تمدن. نہایت اندیشہ: غور اور فکر کی انتہا. کمالِ جنوں: عشق کا کامل ہونا. صفت آفتاب: سورج کی طرح. یگانہ: مراد جس کی کوئی مثال نہ ہو. مثالِ زمانہ: زمانے کی طرح. گوناگوں: رنگ رنگ یا قسم قسم کا. عصرِ رواں: چلتا ہوا زمانہ، مراد موجودہ/ جدید دَور. فسانہ و افسوں: افسانہ اور جادو، مراد ایسی باتیں یا کہانیاں جن میں کوئی حقیقت نہ ہو. حقائقِ ابدی: ایسی حقیقتیں جو ہمیشہ برقرار رہیں. اَساس: بنیاد. طلسم

افلاطوں: افلاطون کا جادو، مشہور یونانی فلسفی افلاطون کے فلسفے کے مطابق یہ کائنات اور زندگی سب محض ایک جادو ہے یعنی ان کی اپنی کوئی حقیقت یا وجود نہیں ہے. **عناصر:** عُنصُر بمعنی مادہ کی جمع، مادہ یعنی آگ، پانی، مٹی اور ہوا جن سے مادی جسم ترکیب پاتا ہے. **رُوحُ القدس:** مقدس روح، مراد حضرت جبرئیلؑ. **ذوقِ جمال:** حُسن وخوبی کا جذبہ اشوق. **عجم:** غیر عرب علاقے اممالک، یہاں مراد ایران وغیرہ. **حُسنِ طبیعت:** ذہن کا فطری حُسن کو پسند کرنے کا ذوق. **عرب کا سوزِ دروں:** یعنی عربوں کا سا سوز وگداز.

اِمامت

تُو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحبِ اَسرار کرے

ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

موت کے آئنے میں تجھ کو دِکھا کر رُخِ دوست
زندگی تیرے لیے اور بھی دُشوار کرے

دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے

فتنۂ ملّتِ بیضا ہے اِمامت اُس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے!

اِمامت: پیشوائی، رہبری. صاحبِ اَسرار: مخفی حقیقتوں سے واقف. امامِ برحق: حقیقی رہنما. حاضر و موجود: مراد موجودہ زمانے کی برائیاں/ خرابیاں. بیزار: نفرت کرنے والا. رُخِ دوست: دوست کا چہرہ مراد اللہ کا دیدار. اِحساسِ زیاں: نقصان کا احساس. لہو گرما دے: جوش و جذبہ پیدا کر دے. سان: وہ پتھر جس پر تلوار/ چھری تیز کرتے ہیں. تلوار کرے: تیزی پیدا کر دے. فتنۂ ملّتِ بیضا: روشن ملّت یعنی ملّتِ اسلامیہ کے لیے خرابی کا باعث. پرستار: پرستش کرنے والا، مراد حاکموں کی چاپلوسی کرنے والا.

فقر و راہبی

کچھ اور چیز ہے شاید تری مسلمانی
تری نگاہ میں ہے ایک، فقر و رُہبانی

سکُوں پرستیِ راہب سے فقر ہے بیزار
فقیر کا ہے سفینہ ہمیشہ طوفانی

پسند رُوح و بدن کی ہے وا نمود اس کو
کہ ہے نہایتِ مومن خودی کی عُریانی

وجود صَیرفیِ کائنات ہے اُس کا
اُسے خبر ہے، یہ باقی ہے اور وہ فانی

اُسی سے پوچھ کہ پیشِ نگاہ ہے جو کچھ
جہاں ہے یا کہ فقط رنگ و بُو کی طُغیانی

یہ فقر مردِ مسلماں نے کھو دیا جب سے
رہی نہ دولتِ سَلمانی و سلیمانی

ہبانی: ترکِ دنیا کی کیفیت. سکوں پرستی: سکون سے محبت یعنی جدوجہد نہ کرنا. فقر: خدا اور رسولؐ خدا سے
بت کی بنا پر غیر شرعی اور نفسانی و دنیاوی خواہشات سے بچنے کی کیفیت. فقیر: درویش، خدامست، عشقِ حقیقی میں
وبا ہوا شخص. سفینہ: کشتی. طوفانی: جو طوفان میں پھنسی ہو. وانمود: دکھانے یا ظاہر کرنے کی کیفیت، مراد نمائش.
ہایتِ مومن: مومن کی انتہا. خودی کی عُریانی: مراد خودی کو عملی طور پر سامنے لانا. صیرفی کائنات: کائنات
کے کھرے کھوٹے کو پرکھنے والا. پیشِ نگاہ: نظروں کے سامنے. رنگ و بو کی طغیانی: رنگ اور خوشبو کا طوفان
راد اِس دنیا کی فانی اور عارضی خوبصورتی وغیرہ کی کثرت. دولت سلمانی: حضرت سَلمانؓ فارسی (صحابی،
فات ۳۳ھ / ۶۵۳ء) کی دولت، یعنی بہت زُہد اور تقویٰ اور باطنی پاکیزگی. سلیمانی: حضرت سلیمانؑ، مراد
کمرانی، اشارہ ہے اس دَور کی طرف جب آغازِ اسلام میں مسلمان دنیا پر چھا گئے تھے.

غزل

تیری متاعِ حیات علم و ہُنر کا سُرور
میری متاعِ حیات ایک دلِ ناصبور!

معجزۂ اہلِ فکر، فلسفۂ پیچ پیچ
معجزۂ اہلِ ذکر، مُوسیٰؑ و فرعون و طُور

مصلحتاً کہہ دیا مَیں نے مسلماں تجھے
تیرے نفَس میں نہیں، گرمیِ یومُ النّشور

ایک زمانے سے ہے چاک گریباں مِرا
تُو ہے ابھی ہوش میں، میرے جنوں کا قصور!

فیضِ نظر کے لیے ضبطِ سخن چاہیے
حرفِ پریشاں نہ کہہ اہلِ نظر کے حضور

خوار جہاں میں کبھی ہو نہیں سکتی وہ قوم
عشق ہو جس کا جسور، فقر ہو جس کا غیور

متاعِ حیات: زندگی کا سرمایہ. **علم و ہُنر:** فلسفہ و حکمت اور فن وغیرہ. **دلِ ناصبور:** بے صبر دل. **اہلِ فکر:** فلسفہ و حکمت جاننے والے، فلسفی جو بہت غور و فکر کرتے ہیں. **فلسفۂ پیچ پیچ:** بہت اُلجھا ہوا یعنی مشکل فلسفہ. **اہلِ ذکر:** اللہ کی یاد میں کھوئے ہوئے لوگ، مومنین. **موسیٰ و فرعون و طُور:** حضرت موسیٰؑ، فرعون مصر کا بادشاہ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا، طُور جس پر حضرت موسیٰؑ، خدا سے ہمکلام ہوئے مرادِ مردِ مومن بڑی سے بڑی طاقت سے بھی ٹکرا جاتا اور اللہ کے جلوے سے بھی فیضیاب ہوتا ہے. **گرمیِ یومُ النّشور:** اُٹھنے کے دن یعنی روزِ قیامت کی گرمی، ایک مردِ مومن کا سا جوش و جذبہ. **فیضِ نظر:** کسی اللہ والے کی نگاہ یعنی اس کی صحبت سے پہنچنے والا فائدہ. **ضبطِ سخن:** بات قابو میں رکھنا، حدِّ ادب میں رہ کر بات کرنا. **حرفِ پریشاں:** بکھری ہوئی بات، بے تکی بات جو موقع کے مطابق نہ ہو. **اہلِ نظر:** مراد بصیرت والے لوگ جو چُھپے اَسرار کو مختلف نشانیوں سے سمجھ لیتے ہیں.
حضور: سامنے، موجودگی. **خوار:** ذلیل، رُسوا. **جسور:** جسارت والا، دلیر، نڈر. **غیور:** غیرت والا.

تسلیم و رِضا

ہر شاخ سے یہ نکتۂ پیچیدہ ہے پیدا
پودوں کو بھی احساس ہے پہنائے فضا کا

ظُلمت کدۂ خاک پہ شاکر نہیں رہتا
ہر لحظہ ہے دانے کو جنوں نشو و نما کا

فطرت کے تقاضوں پہ نہ کر راہِ عمل بند
مقصود ہے کچھ اور ہی تسلیم و رضا کا

جُرأت ہو نمو کی تو فضا تنگ نہیں ہے
اے مردِ خدا، مُلکِ خدا تنگ نہیں ہے!

تسلیم: سپرد کرنا، مراد خدا کی مرضی پر راضی رہنا. رضا: راضی ہونا، خوشی، خدا کی مرضی پر خوش رہنا. نکتۂ پیچیدہ: مشکل اور غیر واضح گہری بات. پیدا: ظاہر. پہنائے فضا: فضا کی وسعت. ظلمت کدۂ خاک: مٹی کی تاریک جگہ یعنی زمین کے اندر. شاکر: شکر کرنے والا یعنی قناعت کرنے والا. ہر لحظہ: ہر پل، ہر گھڑی. جنوں: پاگل پن، مراد جوش. نشو و نما: بڑھنے پھولنے کا عمل. فطرت: قدرت، طبیعت. تقاضا: خواہش. مقصود: مقصد، غرض. جرأت: دلیری، بے خوفی. نمو: بڑھنے پھولنے کا عمل.

نکتۂ توحید

بیاں میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے
ترے دماغ میں بُت خانہ ہو تو کیا کہیے

وہ رمزِ شوق کہ پوشیدہ لا اِلٰہ میں ہے
طریقِ شیخ فقیہانہ ہو تو کیا کہیے

سُرور جو حق و باطل کی کارزار میں ہے
تُو حرب و ضرب سے بیگانہ ہو تو کیا کہیے

جہاں میں بندۂ حُر کے مشاہدات ہیں کیا
تری نگاہ غلامانہ ہو تو کیا کہیے

مقامِ فقر ہے کتنا بلند شاہی سے
روِش کسی کی گدایانہ ہو تو کیا کہیے!

رمزِ شوق: خدا سے عشق و جذبہ کا بھید. پوشیدہ: چھپی ہوئی. لا اِلٰہ: یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں. طریقِ شیخ: مُلّا یا واعظ کا طریقہ. فقیہانہ: فتویٰ دینے والوں کی طرح. حق و باطل: سچ اور جھوٹ، مراد اسلام اور کفر. کارزار: لڑائی، جنگ. حرب و ضرب: لڑائی اور وار کرنا، باہمی جنگ. بیگانہ: ناواقف. بندۂ حُر: آزاد انسان یعنی مردِ مومن. مشاہدات: مشاہدہ کی جمع ایسی باتیں جو آنکھوں سے دیکھی اور سمجھی گئی ہوں. رَوِش: طور، طریقہ. گدایانہ: فقیروں کا سا.

اِلہام اور آزادی

ہو بندۂ آزاد اگر صاحبِ اِلہام
ہے اس کی نِگہ فکر و عمل کے لیے مہمیز

اس کے نفَسِ گرم کی تاثیر ہے ایسی
ہو جاتی ہے خاکِ چَمِنستاں شرر آمیز

شاہیں کی ادا ہوتی ہے بلبل میں نمودار
کس درجہ بدل جاتے ہیں مُرغانِ سحَر خیز!

اُس مردِ خود آگاہ و خدا مست کی صُحبت
دیتی ہے گداؤں کو شکوہِ جم و پرویز

محکوم کے اِلہام سے اللہ بچائے
غارت گرِ اقوام ہے وہ صُورتِ چنگیز

کے بغیر خدا کی طرف سے انسان کے دل میں کوئی خیال آنا. صاحبِ اِلہام: جس کو الہام رخدا کوئی ہدایت یا خیال نازل کرتا ہے. مہمیز: گھوڑے کو ایڑ لگانے کی میخ، یہاں مراد فکر و نے والی. نفسِ گرم: گرم سانس، مراد عشق کا سوز و جذبہ. چمنستاں: چمن کی جگہ، مراد

جہاں بہت پھول ہوں. **شرر آمیز**: چنگاریوں سے بھری ہوئی، یعنی سرخ رنگ کے پھول کھِل اٹھتے ہیں. **شاہیں**: عقاب کی قسم کا ایک سفید شکاری پرندہ، مراد مردِ خود آگاہ. **مُرغانِ سحر خیز**: صبح کو اُٹھنے یعنی چہچہانے والے پرندے، باذوق مسلمان. **مردِ خود آگاہ**: مردِ مومن جو اپنی پوشیدہ قوتوں اور صلاحیتوں سے پوری طرح باخبر ہے. **خدا مست**: خدا کے عشق میں ڈوبا ہوا. **شکوہِ جم و پرویز**: جمشید اور پرویز کا سا جاہ و جلال۔ جمشید اور پرویز قبل از اسلام کے ایران کے دو عظیم بادشاہ یہاں مراد بہت عظیم، شان و شوکت. **غارت گر**: لُوٹنے اور تباہ کرنے والا. **صورتِ چنگیز**: چنگیز کی مانند، مراد بہت ظالمانہ، چنگیز منگولوں کا انتہائی ظالم سردار جس نے ۶۱۶ھ / ۱۲۱۹ء میں ایران پر حملہ کر کے اسے تباہ کیا.

جان و تن

عقل مُدّت سے ہے اس پیچاک میں اُلجھی ہوئی
رُوح کس جوہر سے، خاکِ تیرہ کس جوہر سے ہے

میری مشکل ہستی و شور و سُرور و درد و داغ
تیری مشکل، مے سے ہے ساغر کہ مے ساغر سے ہے

اِرتباطِ حرف و معنی، اِختلاطِ جان و تن
جس طرح اخگر قبا پوش اپنی خاکستر سے ہے!

پیچاک: اُلجھن، مشکل، پیچیدگی. اُلجھی ہوئی: پھنسی ہوئی. جوہر: وہ مادہ جس سے آگے کوئی چیز تیار کی جائے. خاکِ تیرہ: سیاہ مٹی، مراد جسم، تن. شور و سرُور: جوش و جذبہ اور کردار کی مستی. درد و داغ: مراد حقیقی عشق کا سوز و غم. اِرتباط: ایک دوسرے سے تعلق یا ربط. اِختلاط: میل جول، باہم مِل بیٹھنا، یک جا ہونا. اَخگر: چنگاری. قبا پوش: قبا یا لباس پہنے ہوئے. خاکستر: راکھ.

لاہور و کراچی

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمانِ غیور
موت کیا شے ہے، فقط عالَمِ معنی کا سفر
اُن شہیدوں کی دِیَت اہلِ کلیسا سے نہ مانگ
قدر و قیمت میں ہے خوں جن کا حرم سے بڑھ کر
آہ، اے مردِ مسلماں تجھے کیا یاد نہیں
حرفِ 'لَا تَدعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھاً آخَر'

عالَمِ معنی: حقیقی دنیا، آخرت کی دنیا. دِیَت: خون بہا، یعنی خون کا بدلہ / قیمت. اہلِ کلیسا: کلیسا یعنی گرجا کے لوگ مراد عیسائی یعنی انگریزی حکومت. حرم: کعبہ. "لَا تَدعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھاً آخَر": قرآنی سورۃ القصص آیت ۸۸ کا ایک ٹکڑا: اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارو، یعنی خدا کا شریک نہ ٹھہراؤ.

نبوّت

مَیں نہ عارِف، نہ مُجدِّد، نہ مُحدِّث، نہ فقیہ
مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوّت کا مقام

ہاں، مگر عالَمِ اسلام پہ رکھتا ہوں نظر
فاش ہے مجھ پہ ضمیرِ فلَکِ نیلی فام

عصرِ حاضر کی شبِ تار میں دیکھی مَیں نے
یہ حقیقت کہ ہے روشن صفَتِ ماہِ تمام

"وہ نبوّت ہے مسلماں کے لیے برگِ حشیش
جس نبوّت میں نہیں قوّت و شوکت کا پیام"

عارِف: دانا، جاننے والا، یہاں مراد خدا کی پہچان رکھنے والا۔ مُجدِّد: مراد کامل ولی جو ہر صدی میں پیدا ہوتا اور دینی و شرعی مسائل کی تجدید تبلیغ کے ذریعے کرتا ہے۔ مُحدِّث: حدیثِ رسول اکرمؐ کے علم کا ماہر۔ فاش: ظاہر۔ ضمیرِ فلک: آسمان کا باطن، یعنی آسمانی کتابوں میں جو کچھ تعلیم دی گئی ہے۔ نیلی فام: نیلے رنگ کا۔ شبِ تار: اندھیری رات، مراد بُرے حالات۔ صفت: مانند، طرح۔ ماہِ تمام: پورا چاند جو بہت روشن ہوتا ہے۔ برگِ حشیش: بھنگ کا پتا۔ شوکت: رعب، دبدبہ۔

آدم

طلسمِ بُود و عدم، جس کا نام ہے آدم
خدا کا راز ہے، قادر نہیں ہے جس پہ سخن

زمانہ صبحِ ازَل سے رہا ہے محوِ سفر
مگر یہ اس کی تگ و دَو سے ہو سکا نہ کُہَن

اگر نہ ہو تجھے اُلجھن تو کھول کر کہہ دوں
'وجودِ حضرتِ انساں نہ رُوح ہے نہ بدن'!

بُود و عدم: ہونا اور نہ ہونا یعنی وجود کا ہونا اور نہ ہونا. قادِر: قدرت رکھنے والا. سخن: بات، مراد زبان یا گویائی. صبحِ ازَل: ابتدائی صبح، مراد تخلیق کائنات سے بھی پہلے سے. تگ و دَو: بھاگ دوڑ مراد کوشش. کھول کر: واضح طور

مکّہ اور جنیوا

اس دَور میں اقوام کی صحبت بھی ہُوئی عام
پوشیدہ نگاہوں سے رہی وحدتِ آدم
تفریقِ مِلَل حکمتِ افرنگ کا مقصود
اسلام کا مقصود فقط ملّتِ آدم
مکّے نے دیا خاکِ جنیوا کو یہ پیغام
جمعِیّتِ اقوام کہ جمعِیّتِ آدم!

مکّہ اور جنیوا: مکہ سے مراد اسلام ہے اور جنیوا اشارہ ہے "مجلسِ اقوامِ عالم" (League of Nations) کی طرف جو مغربی ملکوں نے ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم کے بعد قائم کی تھی اور جس کا صدر مقام جنیوا تھا، اس کا بظاہر مقصد دنیا میں امن قائم کرنا تھا لیکن درحقیقت کمزور ملکوں کو غلام بنانے کی کوشش تھی. صحبت: مل بیٹھنے کی کیفیت. وحدتِ آدم: انسانوں کا ایک ہونا یعنی رنگ، نسل، وطن اور قوم کا امتیاز نہ ہونا. مِلَل: مِلّت کی جمع، قومیں. حکمتِ افرنگ: مراد یورپی قوموں کی سیاست. ملتِ آدم: مراد تمام انسان ایک قوم کی صورت ہوں. جمعیّتِ اَقوام: مختلف قوموں کا اکٹھا ہونا، یہاں اشارہ ہے لیگ آف نیشنز کی طرف، جو یورپ کی قوموں نے جنگ عظیم اوّل (۱۹۱۴ء) کے بعد تشکیل دی. جمعیّتِ آدم: مراد تمام انسانوں کی ایک جماعت.

اے پیرِ حرم

اے پیرِ حرم! رسم و رہِ خانقہی چھوڑ
مقصود سمجھ میری نوائے سَحَری کا
اللہ رکھے تیرے جوانوں کو سلامت!
دے ان کو سبق خود شِکَنی، خود نِگَری کا
تُو ان کو سِکھا خارا شگافی کے طریقے
مغرب نے سِکھایا انھیں فن شیشہ گری کا
دِل توڑ گئی ان کا دو صدیوں کی غلامی
دارُو کوئی سوچ ان کی پریشاں نظَری کا
کہہ جاتا ہوں مَیں زورِ جُنوں میں ترے اَسرار
مجھ کو بھی صِلہ دے مِری آشُفتہ سَری کا!

پیرِ حرم: چار دیواری کا بوڑھا، مراد صوفی یا مذہبی رہنما. رسم و رہِ خانقہی: خانقاہ میں بیٹھے رہنے کا طور طریقہ، مراد عمل اور جدوجہد سے دُور رہنا. مقصود: مطلب. نوائے سحری: صبح سویرے کا نغمہ، مراد شاعری. خود شکنی: خود کو توڑنے کا عمل، مراد اپنی کوتاہیوں خرابیوں کی اِصلاح. خودنگری: خود کو دیکھنے کا عمل، مراد اپنی ذات کی شناخت یعنی اپنی پوشیدہ قوتوں اور اہلیتوں سے باخبر ہونے کا عمل. خارا شگافی: سخت پتھر توڑنے کا عمل، مراد سخت جدوجہد اور محنت کرنے کا عمل. شیشہ گری: شیشہ بنانے کا عمل، مراد ظاہری بناؤ سنگھار. دارو: دوا، علاج. پریشاں نظری: کسی ایک مرکز پر نظر کا نہ جمنا، مراد اسلام پر پوری توجہ نہ ہونا. زورِ جنوں: مراد جذبات کی شدّت. اَسرار: سِرّ بمعنی بھید کی جمع، راز کی باتیں. آشفتہ سَری: دیوانہ پن، مراد ملّتِ اسلامیہ سے بیحد محبت.

مہدی

قوموں کی حیات ان کے تخیل پہ ہے موقوف
یہ ذوق سِکھاتا ہے ادب مُرغِ چمن کو

مجذوبِ فرنگی نے بہ اندازِ فرنگی
مہدی کے تخیل سے کِیا زندہ وطن کو

اے وہ کہ تُو مہدی کے تخیل سے ہے بیزار
نومید نہ کر آہُوئے مُشکیں سے خُتن کو

ہو زندہ کفن پوش تو میّت اُسے سمجھیں
یا چاک کریں مَردکِ ناداں کے کفن کو؟

مہدی: جسے خدا تعالیٰ نے حق کی طرف ہدایت کی ہو، حضرت مہدیؑ جن کا قیامت سے پہلے ظہور ہوگا. تخیل: قوتِ فکر، خیال میں لانا. موقوف: منحصر. مرغِ چمن: چمن اباغ کا پرندہ. مجذوبِ فرنگی: یہ اشارہ ہے اُس آدمی کی طرف جس نے انگریزوں کے اشارے پر مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ قرآن کی رُو سے انگریز کی اطاعت ضروری ہے. بہ اندازِ فرنگی: انگریزوں کے طور طریقے سے. آہُوئے مُشکیں: وہ ہرن جس کی مُشک کی خوشبو چاروں طرف مہکے، یہاں مراد امام مہدی جن کی تعلیمات سے دنیا میں امن و امان اور عدل و انصاف قائم ہوگا. خُتن: ترکستان کا ایک علاقہ جہاں کے ہرن اپنی مُشک کی وجہ سے مشہور ہیں. کفن پوش: کفن پہنے ہوئے، مراد مُردہ. چاک کریں: پھاڑیں، چیر ڈالیں. مَردکِ ناداں: بے وقوف اور جاہل.

مردِ مسلمان

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان، نئی آن
گفتار میں، کِردار میں، اللہ کی بُرہان!

قہّاری و غفّاری و قُدّوسی و جبرُوت
یہ چار عناصِر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

ہمسایۂ جبریلِ امیں بندۂ خاکی
ہے اس کا نشیمن نہ بُخارا نہ بدخشان

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے، حقیقت میں ہے قُرآن!

قُدرت کے مقاصد کا عِیار اس کے ارادے
دُنیا میں بھی میزان، قیامت میں بھی میزان

جس سے جگرِ لالہ میں ٹھنڈک ہو، وہ شبنم
دریاؤں کے دِل جس سے دہل جائیں، وہ طوفان

فطرت کا سرودِ ازلی اس کے شب و روز
آہنگ میں یکتا صفتِ سورۂ رحمٰن

بنتے ہیں مِری کارگہِ فکر میں انجم
لے اپنے مقدّر کے ستارے کو تو پہچان!

نئی آن: نئی شان. گفتار: بولنا، باتیں کرنا. برہان: روشن دلیل. قہّاری: قاہر ہونا، کافروں پر سختی کرنے کی حالت. غفّاری: بخشنے یا خطا معاف کر دینے کا عمل. قدُّوسی: خطاؤں اور گناہوں سے پاک ہونے کی کیفیت. جبرُوت: عظمت اور قوت، خدائی عظمت. عناصر: مراد ایسی اشیاء جنھیں ملا کر ایک چیز بنائی جائے. بخارا، بدخشان: شہروں کے نام، مراد کوئی بھی شہر. قاری: پڑھنے والا، مراد قرآن کریم پڑھنے والا. عیار: کسوٹی. میزان: ترازو مراد ایک سا، اللہ کی کسوٹی پر پورا اترنے والا/ گفتار اور کردار میں توازن والا. دل دہل جانا: ڈر کے مارے دل کا کانپ اٹھنا. فطرت: قدرت. سرودِ ازلی: ہمیشہ ہمیشہ کا ترانہ. آہنگ: لَے، سُر. یکتا: ایک سا، بالکل ویسا ہی. صفتِ سورۂ رحمٰن: سورۂ رحمٰن کی مانند، پارہ ۲۷ کی ایک سورت جس میں یہ آیت "فَبِاَیِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ" بار بار آتی ہے۔ (تم اللہ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے). کارگہِ فکر: فکر کا کارخانہ، مراد شعور میں، شاعری جس میں جہد و عمل کا پیغام ہے. انجم: نجم بمعنی ستارہ کی جمع، تارے. مقدّر: قسمت.

پنجابی مسلمان

مذہب میں بہت تازہ پسند اس کی طبیعت
کر لے کہیں منزل تو گزرتا ہے بہت جلد
تحقیق کی بازی ہو تو شرکت نہیں کرتا
ہو کھیل مُریدی کا تو ہَرتا ہے بہت جلد

تاوِیل کا پھندا کوئی صیّاد لگا دے
یہ شاخِ نشیمن سے اُترتا ہے بہت جلد

تازہ پسند: نئی نئی چیزیں پسند کرنے والا. تحقیق: کسی مسئلے کی حقیقت تک پہنچنے کا علم. بازی: کھیل. تاوِیل: کسی بات کے ظاہری مطلب سے ہٹ کر دوسرا مطلب جو صحیح نہ ہو. صیّاد: شکاری.

آزادی

ہے کس کی یہ جُرأت کہ مسلمان کو ٹوکے
حُرّیتِ افکار کی نعمت ہے خداداد

چاہے تو کرے کعبے کو آتش کدۂ پارس
چاہے تو کرے اس میں فرنگی صنم آباد

قُرآن کو بازیچۂ تاوِیل بنا کر
چاہے تو خود اک تازہ شریعت کرے ایجاد

ہے مملکتِ ہند میں اک طُرفہ تماشا
اسلام ہے محبوس، مسلمان ہے آزاد!

حریتِ افکار: خیالات کی آزادی، ہر قسم کے خیالات کو کسی خوف کے بغیر ظاہر کرنا. خداداد: خدا کی دی ہوئی. آتش کدہ: آگ کا گھر، آتش پرستوں کی عبادت گاہ. پارس: (فارس) ایران کا صوبہ۔ آتش پرستی کا آغاز، اسلام سے بہت پہلے، ایران میں ہوا تھا. بازیچہ: کھلونا. طُرفہ تماشا: انوکھا یا عجیب کھیل. محبوس: جس کیا گیا، قیدی.

اِشاعتِ اسلام فرنگستان میں

ضمیر اس مدَنِیّت کا دِیں سے ہے خالی
فرنگیوں میں اُخوّت کا ہے نَسَب پہ قیام
بلند تر نہیں انگریز کی نگاہوں میں
قبولِ دینِ مسیحی سے برَہمن کا مقام
اگر قبول کرے، دینِ مصطفیٰؐ، انگریز
سیاہ روز مسلماں رہے گا پھر بھی غلام

ضمیر: باطن، دل. مدنیّت: تہذیب اور تمدّن. نسب: خاندان، قبیلہ. دینِ مسیحی: عیسائی مذہب. برہمن: ہندوؤں کا مذہبی پیشوا. سیاہ روز: تاریک دن والا، مراد بدنصیب.

لا و اِلّا

فضائے نُور میں کرتا نہ شاخ و برگ و بَر پیدا
سفر خاکی شبستاں سے نہ کر سکتا اگر دانہ

نہادِ زندگی میں ابتدا 'لا' انتہا 'اِلّا'
پیامِ موت ہے جب 'لا' ہُوا 'اِلّا' سے بیگانہ

وہ مِلّت رُوح جس کی 'لا' سے آگے بڑھ نہیں سکتی
یقیں جانو، ہُوا لبریز اُس مِلّت کا پیمانہ

لا و اِلّا: نہیں اور مگر سوائے، اشارہ ہے کلمہ طیبہ کی طرف: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ گویا "لا" ابتدا ہے اور "اِلا" انتہا. فضائے نور: روشن فضا، مراد زمین کے باہر کی فضا. برگ و بر: پتے اور پھل. خا کی شبستاں: مٹی کی بنی ہوئی رات گزارنے کی جگہ، مراد زمین کے اندر. نہادِ زندگی: زندگی کی بنیاد اصل. بیگانہ: بے خبر، ناواقف. لبریز: بھرا ہوا، پُر. پیمانہ: پیالہ، جام، برتن.

اُمَرائے عرب سے[1]

کرے یہ کافرِ ہندی بھی جُرأتِ گُفتار
اگر نہ ہو اُمَرائے عرَب کی بے ادَبی!
یہ نکتہ پہلے سِکھایا گیا کس اُمّت کو؟
وِصالِ مُصطفَوی، افتراقِ بُولَہبی!
نہیں وجود حدُود و ثُغُور سے اس کا
محمدؐ عرَبی سے ہے عالَمِ عرَبی!

---

[1] بھوپال (شیش محل) میں لکھے گئے۔

اُمرا: اَمیر بمعنی سردار کی جمع. کافرِ ہندی: ہندوستان کا کافر، یہاں مراد خود اقبال. وِصالِ مُصطفوی: مصطفیٰؐ سے وابستگی، یعنی حضورِ اکرمؐ اور اسلام سے محبت. اِفتراقِ بولہبی: بولہب سے کنارہ کشی یعنی کفر سے دور رہنے کی حالت (ابولہب: حضورِ اکرمؐ کا چچا اور اسلام کا بہت بڑا دشمن تھا). حدود: حد کی جمع. ثغور: ثغر بمعنی سرحد.

احکامِ الٰہی

پابندیِ تقدیر کہ پابندیِ احکام!
یہ مسئلہ مشکل نہیں اے مردِ خِرَد مند
اک آن میں سَو بار بدل جاتی ہے تقدیر
ہے اس کا مُقلِّد ابھی ناخوش، ابھی خورسند

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مومن فقط احکامِ الٰہی کا ہے پابند

پابندیِ احکام: مراد خدا نے جو کچھ حکم دیا ہے اُس پر پوری طرح عمل کرنا. مُقلّد: کسی کی پیروی کرنے وال
پیچھے چلنے والا. جمادات: جماد کی جمع، ہر بے جان چیز جو حرکت نہ کر سکے.

موت

لَحد میں بھی یہی غیب و حضور رہتا ہے
اگر ہو زندہ تو دِل ناصُبور رہتا ہے

مہ و ستارہ، مثالِ شرارہ یک دو نفَس
مَے خودی کا ابَد تک سُرور رہتا ہے

فرشتہ موت کا چھُوتا ہے گو بدن تیرا
ترے وجود کے مرکز سے دُور رہتا ہے!

لحد: قبر. غیب و حضور: غائب اور موجود ہونے کی کیفیت. مثالِ شرارہ: چنگاری کی مانند. یک دو نفس: ایک دو سانس ایسا، مراد بالکل عارضی. مَے خودی: خودی کی شراب، خودی میں ڈوبے رہنے کی حالت. وجود کا مرکز: مراد خودی، جس تک موت کے فرشتے کا ہاتھ نہیں پہنچتا.

قُم باذنِ اللہ

جہاں اگرچہ دِگرگُوں ہے، قُم باذنِ اللہ
وہی زمیں، وہی گردُوں ہے، قُم باذنِ اللہ

کِیا نوائے 'انا الحق' کو آتشیں جس نے
تری رگوں میں وہی خوں ہے، قُم باذنِ اللہ

غمیں نہ ہو کہ پراگندہ ہے شعور ترا
فرنگیوں کا یہ افسُوں ہے، قُم باذنِ اللہ

قُم باذنِ اللہ: اُٹھ اللہ کے حکم سے (حضرت عیسیٰؑ کا ایک فقرہ جو وہ مُردوں کو زندہ کرتے وقت کہا کرتے تھے) نوائے اَنا الحق: میں حق / خدا ہوں کی آواز، حُسین بن منصور حلاّج کا نعرہ، جس کا مطلب تھا کہ مجھ میں خدا ہے، یعنی کائنات کے ہر ہر ذرّے میں خدا کا ظہور ہے، مراد توحید. آتشیں: آگ والی، مراد عشق کی آگ والی، بیحد اثر والی. غمیں نہ ہو: غم نہ کر، بے فکر ہو جا. پراگندہ: بکھرا ہوا، منتشر. شعور: عقل، ذہانت، کھرا کھوٹا پرکھنے کی اہلیت. اَفسوں: جادو، فریب.

تعلیم و تربیت

مقصود[1]

(سپنوزا)

نظر حیات پہ رکھتا ہے مردِ دانش مند
حیات کیا ہے، حضور و سُرور و نُور و وجود

(فلاطُوں)

نگاہ موت پہ رکھتا ہے مردِ دانش مند
حیات ہے شبِ تاریک میں شرر کی نمود

حیات و موت نہیں التفات کے لائق
فقط خودی ہے خودی کی نگاہ کا مقصود

---

[1] ریاض منزل (دولت کدۂ سرراس مسعود) بھوپال میں لکھے گئے۔
مقصود: اصلی غرض، مقصد. سپنوزا: ہالینڈ کا ایک فلسفی (وفات ۱۶۷۷ء) جو یہودی گھرانے میں پیدا ہوا۔ مذہبی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس نے فلسفہ پڑھا۔ پھر مذہب سے برگشتہ ہونے کے سبب یہودیوں نے اسے وہاں سے نکال دیا۔ وہ ہیگ جا کر آباد ہو گیا اور عینکوں کے شیشے پالش کر کے روزی کماتا اور ساتھ ساتھ فلسفے کی کتابیں لکھتا رہا. مردِ دانشمند: عقل اور شعور والا انسان. حضور: موجودگی، مراد خدا کی تجلّیات آنکھوں کے سامنے ہونا. سُرور: خوشی، مراد روحانی مسرّت. نور: روشنی، جلوہ، عشق. وجود: پیدا ہونے کی کیفیت، مراد تمام کائنات میں خدا کا ظہور. شبِ تاریک: اندھیری رات. شرر کی نمود: چنگاری کے ظاہر ہونے کی حالت. اِلتفات: توجہ، کسی چیز کو اہمیت دینا. لائق: مستحق.

زمانۂ حاضر کا انسان

عشق ناپید و خرد می گزدش صُورتِ مار
عقل کو تابعِ فرمانِ نظر کر نہ سکا

ڈُھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دُنیا میں سفر کر نہ سکا

اپنی حِکمت کے خم و پیچ میں اُلجھا ایسا
آج تک فیصلۂ نفع و ضرر کر نہ سکا

جس نے سُورج کی شعاعوں کو گرفتار کِیا
زندگی کی شبِ تاریک سحَر کر نہ سکا!

ناپید و خرد می گزدش صورتِ مار": عشق غائب ہے اور عقل اُسے سانپ کی طرح ڈس رہی ہے (یعنی ور کا انسان عشق سے محروم.....). تابع: ماتحت، حکم ماننے والی. فرمانِ نظر: نظر کا حکم، مراد عشق / جو کچھ کہے. اَفکار کی دنیا: خیالات کی دنیا. خم و پیچ: اُلٹی سیدھی یا ٹیڑھی چال. ضرر: نقصان. شب : سیاہ رات.

اقوامِ مشرق

نظر آتے نہیں بے پردہ حقائق اُن کو
آنکھ جن کی ہوئی محکومی و تقلید سے کور

زندہ کر سکتی ہے ایران و عرب کو کیونکر
یہ فرنگی مدَنِیّت کہ جو ہے خود لبِ گور!

اقوامِ مشرق: مشرق کی قومیں، مشرق میں واقع ملکوں کے لوگ. حقائق: حقیقت کی جمع، مراد وہ حالات جو بالکل صاف نظر آ رہے ہیں. محکومی: غلامی. تقلید: پیروی. کور: اندھی. فرنگی مدنیت: یورپی تہذیب و تمدّن. لب گور: قبر کے کنارے، مرنے کے قریب.

آگاہی

نظر سپہر پہ رکھتا ہے جو ستارہ شناس
نہیں ہے اپنی خودی کے مقام سے آگاہ

خودی کو جس نے فلک سے بلند تر دیکھا
وہی ہے مملکتِ صبح و شام سے آگاہ

وہی نِگاہ کے ناخوب و خوب سے محرم
وہی ہے دل کے حلال و حرام سے آگاہ

آگاہی: واقف / باخبر ہونے کی حالت. سپہر: آسمان. ستارہ شناس: ستاروں کے علم کا ماہر، نجومی. مملکتِ صبح و شام: دن اور رات کی سلطنت / حکومت، مراد کائنات کے راز، بھید. ناخوب: جو اچھا نہ ہو. محرم: واقف، کسی کے بھید سے واقف.

مصلحینِ مشرق

میں ہُوں نومید تیرے ساقیانِ سامری فن سے
کہ بزمِ خاوراں میں لے کے آئے ساتگیں خالی

نئی بجلی کہاں ان بادلوں کے جیب و دامن میں
پُرانی بجلیوں سے بھی ہے جن کی آستیں خالی!

مصلحین: مُصلح کی جمع، اصلاح اور ستی کرنے والے، مراد قوم کے رہبر ارہنما. ساقیان: ساقی کی جمع، پلانے والے، مراد قوم کے رہنما. سامری فن: سامری کا سا ہنر رکھنے والے (سامری: حضرت موسیٰؑ کے زمانے کا جادوگر جس نے سونے کا بچھڑا بنا کر بنی اسرائیل سے اس کی عبادت کروائی) مراد عیّار اور فریب کار. بزمِ خاوراں: مشرق کی مجلس، مراد مشرقی مُلک. ساتگیں: بڑا پیالہ. جیب و دامن: گریبان اور جھولی. نئی بجلی: مراد نئے خیالات جن کی بنا پر قوم ترقی کرے.

مغربی تہذیب

فسادِ قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب
کہ رُوح اس مدنیّت کی رہ سکی نہ عفیف

رہے نہ رُوح میں پاکیزگی تو ہے ناپید
ضمیرِ پاک و خیالِ بلند و ذوقِ لطیف

فسادِ قلب و نظر: دل اور نظر کی خرابی، مراد جذبوں اور بصیرت کے لیے نقصان دہ. عفیف: پارسا، پاک باطن.
ناپید: غائب، گم. ضمیرِ پاک: پاک باطن، پاک دل. ذوقِ لطیف: پسندیدہ و ناپسندیدہ میں تمیز کرنے کی حیت.

اَسرارِ پیدا

اُس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جس کے جوانوں کی خودی صُورتِ فولاد

ناچیز جہانِ مہ و پروِیں ترے آگے
وہ عالَمِ مجبور ہے، تُو عالَمِ آزاد

موجوں کی تپش کیا ہے، فقط ذوقِ طلب ہے
پنہاں جو صدَف میں ہے، وہ دولت ہے خداداد

شاہیں کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گِرتا
پُر دم ہے اگر تُو تو نہیں خطرۂ اُفتاد

اَسرارِ پیدا: کھلے بھید، کھلی حقیقتیں. شمشیر: تلوار. صورتِ فولاد: سخت لوہے کی مانند. ناچیز: بے قدر، جس کی کوئی اہمیت نہ ہو. جہانِ مہ و پرویں: چاند اور ستاروں کی دنیا یہ کائنات. عالمِ مجبور: ایسی دنیا جو خود کچھ نہ کر سکے، جس کام پر اُسے لگایا جائے وہی کرتی رہے. تپش: گرمی، جوش. ذوقِ طلب: کسی شے کو پا لینے کا جذبہ، حرکت و عمل کا جذبہ. پنہاں: چھپی ہوئی. صدف: سیپی. خداداد: خدا کی دی ہوئی. پُر دَم: سانس سے بھرا ہوا، یعنی طاقتور. خطرۂ اُفتاد: گرنے کا خطرہ.

سُلطان ٹیپو کی وصیّت

تُو رَہ نوَردِ شوق ہے، منزل نہ کر قبول
لیلیٰ بھی ہم نشیں ہو تو محمل نہ کر قبول

اے جوئے آب بڑھ کے ہو دریائے تُند و تیز
ساحل تجھے عطا ہو تو ساحل نہ کر قبول

کھویا نہ جا صَنم کدۂ کائنات میں
محفل گُداز! گرمیِ محفل نہ کر قبول

صبحِ ازَل یہ مجھ سے کہا جبرئیل نے
جو عقل کا غلام ہو، وہ دِل نہ کر قبول

باطل دُوئی پسند ہے، حق لاشریک ہے
شِرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول!

سلطان ٹیپو: فتح علی خان ولد حیدر علی، والیِ مَیسور (ولادت ۱۷۵۳ء، شہادت ۴ مئی ۱۷۹۹ء)۔ اپنی دلیری اور سرفروشی کی بنا پر اس نے انگریزوں کا مقابلہ کر کے ایک موقع پر انھیں شکست دی لیکن بعد میں میر صادق جیسے غدّاروں کی غدّاری کے نتیجے میں میدانِ جنگ میں شہید ہوا. **وصیت:** ایسی نصیحت جو کوئی شخص مرتے وقت اپنے عزیزوں کو کرے. **رَہ نوردِ شوق:** عشق کا راستہ طے کرنے والا، مراد جہد و عمل کرنے اور باطل کے خلاف جہاد کرنے والا. **محمل:** کجاوہ، اُونٹ کا ہَودہ جس میں بیٹھ کر پردہ کرنے والی عورتیں سفر کرتی ہیں. **جوئے آب:** پانی کی ندی. **دریائے تند و تیز:** ٹھاٹھیں یا موجیں مارتا دریا/ سمندر. **صنم کدہ:** بتوں کا گھر، مراد یہ دنیا جس میں مفادات اور خواہشوں کی پوجا کی جاتی ہے. **محفل گداز:** مجلس کو پگھلانے والا، اپنے قول اور عمل سے دوسروں کو متاثر کرنے والا. **گرمیِ محفل:** بزم/ مجلس کا جوش، مراد دوسروں کا جوش. **صبحِ ازَل:** کائنات کے وجود میں آنے سے پہلے. **عقل کا غلام:** جو صرف فلسفہ وغیرہ کی بحث کرے لیکن جہد و عمل سے دُور رہے. **دوئی پسند:** دو کو پسند کرنے والا، توحید کا منکر. **حق:** سچ، مراد خدا. **لاشریک:** جس کا کوئی ثانی نہ ہو، یعنی صرف وہی عبادت کے لائق ہو. **میانہ:** درمیان، بیچ.

کر

غزل

نہ میں اَعجمی نہ ہندی، نہ عراقی و حجازی
کہ خودی سے مَیں نے سیکھی دو جہاں سے بے نیازی
تُو مِری نظر میں کافر، مَیں تری نظر میں کافر
ترا دِیں نفَس شماری، مِرا دِیں نفَس گُدازی
تُو بدل گیا تو بہتر کہ بدل گئی شریعت
کہ موافقِ تدَرواں نہیں دینِ شاہبازی
ترے دشت و در میں مجھ کو وہ جنوں نظر نہ آیا
کہ سِکھا سکے خرد کو رَہ و رسمِ کارسازی
نہ جُدا رہے نَواگر تب و تابِ زندگی سے
کہ ہلاکیِ اُمَم ہے یہ طریقِ نَے نوازی

اَعجمی: غیر عرب. ہندی: ہندوستان کا رہنے والا. بے نیازی: بے پروائی، کسی چیز پر توجہ نہ دینا. نفس شُماری: سانس گننے کا عمل، زندہ رہنے کی آرزو. نفس گدازی: سانس پگھلانے کا عمل، یعنی عمل اور جہاد کرنے کی بیحد لگن. شریعت: مذہب، دِین. تدَرواں: تدرو بمعنی چکور کی جمع، مراد کمزور قوم. دین شاہبازی: شاہباز کا سا طور طریقہ، مراد سخت کوشی، دلیری اور جدوجہد کے انداز. دشت و دَر: جنگل اور بیابان. رَہ و رَسمِ کارسازی: کام بنانے کے طور طریقے، مراد عشق حقیقی اور جہد و عمل کے طور طریقے. نواگر: نغمہ گانے والا، مراد شاعر. تب و تاب: گرمی اور چمک، جوش و جذبہ. ہلاکیِ اُمم: اُمتوں / قوموں کی تباہی. طریقِ نے نوازی: بانسری بنانے کا انداز، مراد شاعری کا انداز، یہ اشارہ ہے دَورِ غلامی کی اُس اُردو شاعری کی طرف جس میں صرف گل و بلبل کی باتیں ہیں اور قوم کے لیے آزادی کی تڑپ اور حرکت و عمل کا کوئی پیغام نہیں.

بیداری

جس بندۂ حق بیں کی خودی ہو گئی بیدار
شمشیر کی مانند ہے بُرّندہ و بَرّاق

اُس کی نگہِ شوخ پہ ہوتی ہے نمودار
ہر ذرّے میں پوشیدہ ہے جو قُوّتِ اِشراق

اُس مردِ خدا سے کوئی نسبت نہیں تجھ کو
تُو بندۂ آفاق ہے، وہ صاحبِ آفاق

تجھ میں ابھی پیدا نہیں ساحل کی طلب بھی
وہ پاکیِ فطرت سے ہُوا مَحرمِ اَعماق

حق بیں: حق کو دیکھنے والا، مراد عدل و انصاف پر چلنے والا. بیدار: جاگنے کی حالت. بُرّندہ: کاٹنے والی، بہت تیز. بَرّاق: بہت چمکدار، روشن. نگہِ شوخ: مراد تیز نگاہ جو دُور تک گہرائی میں بھی دیکھ لے. نمودار: ظاہر. قوتِ اِشراق: روشن اور نمایاں ہونے کی طاقت. مردِ خدا: اللہ کا بندہ، مراد مردِ مومن جو خدا کے سوا دنیا کی کسی طاقت سے نہیں ڈرتا. بندۂ آفاق: مراد مادی دنیا کا غلام، جو ہر چھوٹی بڑی طاقت سے ڈرتا ہے. صاحبِ آفاق: مراد دنیا کا مالک، یعنی دنیا پر حکومت کرنے والا/غلبہ پانے والا. طلب: آرزو، تمنا. ساحل: سمندر کا کنارہ. پاکیِ فطرت: باطن/ضمیر کے ہر طرح کی بُرائی سے پاک ہونے کی حالت. محرم: واقف، جاننے والا. اَعماق: عُمق بمعنی گہرائی کی جمع، مراد زندگی کے گہرے راز، بھید.

خودی کی تربیت

خودی کی پرورش و تربیَت پہ ہے موقوف
کہ مُشتِ خاک میں پیدا ہو آتشِ ہمہ سوز
یہی ہے سِرِّ کلیمی ہر اِک زمانے میں
ہَوائے دشت و شعیب و شبانیِ شب و روز!

موقوف: ٹھہرایا گیا یعنی مُنحصر. مشتِ خاک: مٹی کی مٹھی مراد انسان. آتشِ ہمہ سوز: سب کو جلا دینے والی آگ، مراد اللہ کے سوا جو کچھ ہے (ماسوااللہ) اُس سے بے نیاز ہونے کی قوت. سرِ کلیمی: کلیم ہونے کا راز، مراد کفر اور ظلم کی طاقتوں کے خلاف ڈٹ جانے کے عمل کا راز. شعیب: مراد حضرت شعیبؑ، جن کے یہاں حضرت موسیٰؑ نے کچھ عرصہ اُن کی بھیڑوں کی گلّہ بانی کی جس کے عوض انھوں نے حضرت موسیٰؑ سے اپنی بیٹی بیاہ دی اور پھر اِس واقعے کے بعد حضرت موسیٰؑ کی خدا سے ہم کلامی ہوئی. شبانیِ شب و روز: دن رات کی گلّہ بانی، مراد مسلسل محنت، جدوجہد، رہبر اور مُرشد کی شب و روز خدمت.

آزادیِ فکر

آزادیِ اَفکار سے ہے اُن کی تباہی
رکھتے نہیں جو فکر و تدبّر کا سلیقہ

ہو فکر اگر خام تو آزادیِ افکار
انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ!

آزادیِ افکار: کسی مسئلے وغیرہ پر کھل کر بات کرنے، رائے کا اِظہار کرنے کی آزادی / اصلاحیت. فکر و تدبّر: غور اور سوچ بچار کرنے کی حالت. سلیقہ: ڈھنگ، تمیز. خام: کچی، فضول اور بیکار قسم کی فکر.

خودی کی زندگی

خودی ہو زندہ تو ہے فقر بھی شہنشاہی
نہیں ہے سَنجر و طُغرل سے کم شکوہِ فقیر

خودی ہو زندہ تو دریائے بے کراں پایاب
خودی ہو زندہ تو کُہسار پرنیان و حَرِیر

نَہنگِ زندہ ہے اپنے مُحیط میں آزاد
نَہنگِ مُردہ کو موجِ سراب بھی زنجیر!

فقر: صرف خدا سے وابستگی اور دنیا سے بے تعلق ہونا. سنجر وطغرل: دونوں ایران کے سلجوقی خاندان کے عظیم بادشاہ تھے جنھوں نے چھٹی صدی ہجری اور بعد میں ایران پر حکومت کی۔ مراد شان وشوکت والے حکمران/ بادشاہ. شکوہ: شان، دبدبہ. فقیر: محتاج، یہاں مراد صاحبِ فقر. دریائے بیکراں: ایسا سمندر جس کا کوئی کنارہ نہ ہو، انتہائی وسیع سمندر، مراد کٹھن اور مشکل مرحلے. پایاب: دریا کی سطح کا زیادہ گہرا نہ ہونا، یعنی آدمی آسانی سے اس میں اِدھر اُدھر چل سکے. پَرنیان: ریشمی کپڑے کی ایک قسم، مراد نرم. حریر: ریشمی لباس، یعنی نرم. نہنگ: مگرمچھ. محیط: ماحول، سمندر. موجِ سراب: مراد ریت کی لہر.

حکومت[1]

ہے مُریدوں کو تو حق بات گوارا لیکن
شیخ و مُلّا کو بُری لگتی ہے درویش کی بات

قوم کے ہاتھ سے جاتا ہے متاعِ کردار
بحث میں آتا ہے جب فلسفۂ ذات و صفات

گرچہ اس دَیرِ کُہن کا ہے یہ دستورِ قدیم
کہ نہیں مے کدہ و ساقی و مِینا کو ثبات

قسمتِ بادہ مگر حق ہے اُسی مِلّت کا
آنکبیں جس کے جوانوں کو ہے تلخابِ حیات!

متاعِ کردار: عمل کی دولت / پونجی. فلسفۂ ذات و صفات: اللہ کی ذات و صفات سے متعلق فلسفہ یعنی آیا اللہ کی صفتیں اس کی ذات سے الگ ہیں یا ذات میں شامل ہیں وغیرہ، مراد ایسی بحثیں جن کا حاصل کچھ نہ ہو. دَیرِ کُہن: پرانا مندر، یعنی یہ دنیا. دستورِ قدیم: پرانا طریقہ، پرانا اصول، پرانی رسم. ثبات: برقرار رہنا. قسمتِ بادہ: شراب کی تقسیم، شراب بانٹنا یعنی حکومت کرنا. آنکبیں: شہد. تلخابِ حیات: زندگی کا کڑوا پانی، مراد جہد و عمل میں جو تکالیف اٹھانا پڑتی ہیں.

---

[1] ریاض منزل (دولت کدۂ سر راس مسعود) بھوپال میں لکھے گئے۔

ہندی مکتب

اقبالؔ! یہاں نام نہ لے عِلمِ خودی کا
موزُوں نہیں مکتب کے لیے ایسے مَقالات

بہتر ہے کہ بیچارے ممولوں کی نظر سے
پوشیدہ رہیں باز کے اَحوال و مَقامات

آزاد کی اِک آن ہے محکوم کا اِک سال
کس درجہ گراں سَیر ہیں محکوم کے اوقات!

آزاد کا ہر لحظہ پیامِ ابَدِیّت
محکوم کا ہر لحظہ نئی مرگِ مفاجات

آزاد کا اندیشہ حقیقت سے منوّر
محکوم کا اندیشہ گرفتارِ خُرافات

محکوم کو پیروں کی کرامات کا سَودا
ہے بندۂ آزاد خود اک زندہ کرامات

محکوم کے حق میں ہے یہی تربیَت اچھی
موسیقی و صُورت گری و علمِ نباتات!

ہندی مکتب: ہندوستان کے مدرسے. موزُوں: مناسب، جو موقع محل کے مطابق ہو. مقالات: مقالہ کی جمع، مراد باتیں، مضمون. مموُلے: چڑیا کی قسم کے کمزور پرندے، مراد کمزور یا غلام قوم. احوال و مقامات: صوفی یعنی مردِ مومن کے جہد و عمل کی مختلف صورتیں. آن: پَل، لمحہ. گراں سیر: آہستہ چلنے والے، بوجھل لمحے جن کا گزارنا مشکل ہو. لحظہ: گھڑی، پَل، لمحہ. پیامِ ابدیت: ہمیشہ ہمیشہ کا پیغام، حیاتِ جاوید کا پیغام. مرگِ مفاجات: اچانک، مجبوری کی موت. اندیشہ: سوچ، فکر. منور: روشن. خرافات: غلط قسم کی اور فضول سی باتیں. کرامات: کرامت کی جمع، ایسی بات یا کام جو عام انسان کے بس سے باہر ہو. زِندہ کرامات: جاندار کرامت، دنیا پر چھا جانے والی قوت. صورت گری: نقاشی کا فن، مصوری. علم نباتات: درختوں، پودوں کا علم، باٹنی (Botany).

تربیت

زندگی کچھ اَور شے ہے، علم ہے کچھ اور شے
زندگی سوزِ جگر ہے، علم ہے سوزِ دماغ

علم میں دولت بھی ہے، قُدرت بھی ہے، لذّت بھی ہے
ایک مشکل ہے کہ ہاتھ آتا نہیں اپنا سُراغ

اہلِ دانش عام ہیں، کم یاب ہیں اہلِ نظر
کیا تعجب ہے کہ خالی رہ گیا تیرا اَیاغ!

شیخِ مکتب کے طریقوں سے کُشادِ دل کہاں
کس طرح کبریت سے روشن ہو بجلی کا چراغ!

...: جگر کی تپش، مراد دل کا منور ہونا، عشق، عمل اور جدوجہد سے معرفتِ الٰہی کا حاصل کرنا. سوزِ دماغ: ...تپش، مراد عقل اور علم سے دماغ کا روشن ہونا. قدرت: طاقت، قوت. سُراغ: نشان، پتا. اہلِ دانش: ...ے، دانا لوگ. کم یاب: کم ملتے ہیں، تھوڑے ہیں. اہلِ نظر: بصیرت اور معرفت والے لوگ، مردانِ ...یاغ: پیالہ. شیخِ مکتب: مدرسے کا اُستاد، کالج یا یونیورسٹی کا پروفیسر. کُشادِ دل: دِل کا کھلنا، معرفت و ...، دل کا پُر ہونا. کبریت: گندھک، دیا سلائی.

خوب و زِشت

ستارگانِ فضا ہائے نیلگوں کی طرح
تخیلات بھی ہیں تابعِ طلوع و غروب
جہاں خودی کا بھی ہے صاحبِ فراز و نشیب
یہاں بھی معرکہ آرا ہے خوب سے ناخوب
نمود جس کی فرازِ خودی سے ہو، وہ جمیل
جو ہو نشیب میں پیدا، قبیح و نامحبوب!

زِشت: بُرا، بُری. ستارگان: ستارہ کی جمع. فضا ہائے نیلگوں: نیلے رنگ کی فضائیں، آسمان. تخیلات: تخیل کی جمع، خیالات. تابع: ماتحت، پیرو. طلوع و غروب: چڑھنا اور ڈوبنا، ترقی اور زوال. فراز و نشیب: بلندی اور پستی. ناخوب: جو اچھا نہ ہو، بُرا. معرکہ آرا: جنگ کرنے والا، لڑنے والا. نمود: ظاہر ہونے کی کیفیت. فرازِ خودی: خودی کی بلندی. قبیح: بُرا. نامحبوب: جو محبت کے لائق نہ ہو، ناپسندیدہ.

مرگِ خودی

خودی کی موت سے مغرب کا اندرُوں بے نور
خودی کی موت سے مشرق ہے مُبتلائے جُذام

خودی کی موت سے رُوحِ عرب ہے بے تب و تاب
بدن عراق و عجم کا ہے بے عُروق و عِظام

خودی کی موت سے ہندی شکستہ بالوں پر
قفس ہُوا ہے حلال اور آشیانہ حرام!

خودی کی موت سے پیرِ حرم ہُوا مجبور
کہ بیچ کھائے مسلماں کا جامۂ احرام!

مغرب: مراد یورپ، مغربی ممالک. اندروں: ضمیر، باطن، دل. مشرق: مراد مشرق میں واقع ممالک. روحِ عرب: عرب یعنی عرب مُلکوں کی روح. بے تب و تاب: جوش و جذبہ سے خالی. عراق و عجم: عراق یعنی عرب اور غیر عرب مُلک. عروق: عِرق بمعنی رگ کی جمع رگیں. عظام: جمع عَظم بمعنی ہڈی، ہڈیاں. شکستہ بال: جن کے پَر ٹوٹے ہوں اور وہ اُڑ نہ سکتے ہوں، مراد غلام. پیرِ حرم: حرم کا شیخ، مسلمان مذہبی رہنما، شیخ. جامۂ احرام: وہ اَن سلا لباس جو حج کے موقع پر پہنتے ہیں، پیرِ حرم اور جامۂ احرام میں اشارہ ہے شریفِ مکہ کی طرف جس نے انگریزوں سے مِل کر ترکی کی عثمانیہ خلافت کو ختم کر دیا تھا.

مہمانِ عزیز

پُر ہے اَفکار سے ان مدرَسے والوں کا ضمیر
خوب و ناخوب کی اس دَور میں ہے کس کو تمیز!

چاہیے خانۂ دل کی کوئی منزل خالی
شاید آ جائے کہیں سے کوئی مہمانِ عزیز

اَفکار: فکر کی جمع، خیالات. ضمیر: باطن، دل. تمیز: سلیقہ، اچھے بُرے کی پہچان. خانۂ دل: دل کا گھر، مراد دل کا کوئی کونا. مہمانِ عزیز: قابلِ عزت مہمان، مراد بلند و پاکیزہ خیال.

عصرِ حاضر

پختہ افکار کہاں ڈھونڈنے جائے کوئی
اس زمانے کی ہَوا رکھتی ہے ہر چیز کو خام

مدرَسہ عقل کو آزاد تو کرتا ہے مگر
چھوڑ جاتا ہے خیالات کو بے ربط و نظام

مُردہ، لادینیِ اَفکار سے افرنگ میں عشق
عقل بے ربطیِ اَفکار سے مشرق میں غلام!

پختہ افکار: مضبوط خیالات، ایسے ٹھوس خیالات جو دوسروں میں بھی جوش و جذبہ پیدا کر دیں. خام: کچا، بے ربط و نظام: کوئی باہمی تعلق اور ترتیب نہ ہو، اُلٹے سیدھے. لادینی اَفکار: خیالات میں مذہبی رنگ نہ ہونا، کافروں کے سے خیالات، جن سے آدمی مذہب سے دور ہو. بے ربطی اَفکار: خیالات میں باہمی تعلق نہ ہونا، اُلٹے سیدھے خیالات. مشرق: مراد مشرقی ممالک.

طالبِ علم

خُدا تجھے کسی طُوفاں سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں
تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تُو
کتاب خواں ہے مگر صاحبِ کتاب نہیں!

طوفاں: سمندر میں موجوں کا بہت بلند ہونا، مراد بلند جذبے. اِضطراب: بے چینی، مراد سمندر میں طوفانی کیفیت. فراغ: فرصت. کتاب خواں: کتاب پڑھنے والا، مراد جو صرف کتابیں پڑھتا ہے لیکن عمل اور جدوجہد نہیں کرتا. صاحبِ کتاب: کتاب والا، مراد کتاب یعنی قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کرنے والا.

اِمتحان

کہا پہاڑ کی ندّی نے سنگ ریزے سے
فتادگی و سرافگندگی تری مِعراج!

ترا یہ حال کہ پامال و دردمند ہے تُو
مِری یہ شان کہ دریا بھی ہے مِرا محتاج

جہاں میں تُو کسی دیوار سے نہ ٹکرایا
کسے خبر کہ تُو ہے سنگِ خارا یا کہ زُجاج!

سنگ ریزہ: پتھر کا ٹکڑا، کنکر. فتادگی: اُفتادگی، نیچے گرے رہنے کی حالت، مراد پست ہمتی. سرافگندگی: سر جُھکائے رہنے کی حالت، مراد پست ہمتی. معراج: بلندی، عظمت. پامال: پاؤں کے نیچے روندا ہوا، مراد ذلیل و خوار. دَردمند: درد یعنی مصیبت والا، مصیبت میں گرفتار. سنگِ خارا: سخت پتھر. زُجاج: شیشہ.

مَدرَسہ

عصرِ حاضر مَلَکُ الموت ہے تیرا، جس نے
قبض کی رُوح تری دے کے تجھے فکرِ معاش

دل لرزتا ہے حریفانہ کشاکش سے ترا
زندگی موت ہے، کھو دیتی ہے جب ذوقِ خراش

اُس جنوں سے تجھے تعلیم نے بیگانہ کیا
جو یہ کہتا تھا خرد سے کہ بہانے نہ تراش

فیضِ فطرت نے تجھے دیدۂ شاہیں بخشا
جس میں رکھ دی ہے غلامی نے نگاہِ خفّاش

مدرَسے نے تری آنکھوں سے چُھپایا جن کو
خَلوَتِ کوہ و بیاباں میں وہ اَسرار ہیں فاش

عصرِ حاضر: موجودہ دَور جس میں مادی زندگی کی طرف زیادہ توجہ ہے. ملک الموت: موت کا فرشتہ
عزرائیلؑ. روح قبض کرنا: رُوح نکالنا. فکرِ معاش: روزی کی پریشانی. حریفانہ کشاکش: باہمی ٹکراؤ اور
کھینچا تانی، مراد دکھوں اور مصیبتوں یا ناسازگار حالات سے ٹکرا جانے کا عمل. ذوقِ خراش: چھیلے جانے یا زخمی ہو

جانے کا شوق، یعنی ناسازگار حالات سے گھبرانے کی بجائے ان پر حاوی ہونے کا جذبہ. بیگانہ: ناواقف، حقیقت سے دُوری. بہانے تراشنا: بہانے بنانا، مراد کسی بات سے بچنے کے لیے الٹی سیدھی ہانکنا. فیض: فائدہ پہنچانے کا عمل، برکت. دیدۂ شاہیں: شاہین کی آنکھ، مراد تیز نگاہی، گہری بصیرت، (شاہین اپنا شکار بڑی بلندی اور دُوری سے دیکھ لیتا ہے). نگاہِ خفّاش: چمگادڑ کی نگاہ، آنکھیں نہ کھولنے کا عمل، حالات پر گہری نظر نہ رکھنے کی حالت (چمگادڑ دِن کو آنکھ نہیں کھولتی، اندھیرے میں نکلتی ہے). خلوت: تنہائی، مراد غور و فکر کرنے کی جگہ. اَسرار: سِرّ بمعنی بھید کی جمع، مراد خدا کی معرفت کی علامتیں.

حکیم نطشہ

حریفِ نکتۂ توحید ہو سکا نہ حکیم
نِگاہ چاہیے اَسرارِ 'لا اِلٰہ' کے لیے

خدنگِ سینۂ گردُوں ہے اُس کا فکرِ بلند
کمند اُس کا تخیل ہے مہر و مہ کے لیے

اگرچہ پاک ہے طینت میں راہبی اُس کی
ترس رہی ہے مگر لذّتِ گُنہ کے لیے

حکیم: فلسفی. نطشہ: جرمنی کا مشہور مجذوب فلسفی (ولادت ۱۸۴۴ء، وفات ۱۹۰۰ء) اس کے مطابق زندگی کا اصل اصول اقتدار حاصل کرنے کی آرزو ہے اور صرف وہی انسان زندہ ہے جو مصیبتوں کا مقابلہ کر سکتا ہے اور ایک خیالی دنیا میں پناہ نہیں لیتا. حریف: مقابلے پر آنے والا، مدِ مقابل. نکتۂ توحید: اللہ کی وحدت سے متعلق گہری بات. لا اِلٰہ: یعنی اللہ کے سِوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں. خدنگ: تیر. گردوں: آسمان. کمند: پھندا. طینت: فطرت، سرشت. راہبی: راہب ہونے کا عمل، ترکِ دنیا کی کیفیت. لذّتِ گُنہ: گناہ کی لذّت، گناہ میں جو مزہ ہے. لعلِ بدخشاں: بدخشاں کا لعل، مراد طالب علم، شاگرد.

اَساتذہ

مقصد ہو اگر تربیتِ لعلِ بدخشاں
بے سُود ہے بھٹکے ہُوئے خورشید کا پرتَو
دُنیا ہے روایات کے پھندوں میں گرفتار
کیا مدرَسہ، کیا مدرَسے والوں کی تگ و دَو!
کر سکتے تھے جو اپنے زمانے کی امامت
وہ کُہنہ دماغ اپنے زمانے کے ہیں پیَرو!

اَساتِذہ: اُستاذ کی جمع، اُستاد، معلّم. **بے سُود:** بے فائدہ، بیکار. **بھٹکا ہوا خورشید:** ایسا سورج جو صحیح راہ پر نہ چلے، مراد وہ اُستاد/معلّم جو خود مغربی تعلیم کے اثر سے صحیح راہ پر نہ ہو. **پرتَو:** پرچھائیں، سایہ، روشنی، کرن، عکس. **روایات:** روایت کی جمع، مراد سُنی سنائی باتیں جن میں حقیقت نہ ہو یا جن کے بارے میں تحقیق نہ کی گئی ہو. **تگ و دَو:** بھاگ دوڑ، مراد کوشش. **کُہنہ دِماغ:** پُرانے دماغ والے، حقیقت کی تہہ تک پہنچنے والے/قوتِ ادراک سے آراستہ استاد. **پیَرو:** پیچھے چلنے والا، دوسروں کی باتوں پر چلنے والا.

غزل

مِلے گا منزلِ مقصود کا اُسی کو سُراغ
اندھیری شب میں ہے چیتے کی آنکھ جس کا چراغ
مُیَسّر آتی ہے فُرصت فقط غلاموں کو
نہیں ہے بندۂ حُر کے لیے جہاں میں فراغ
فروغِ مغربیاں خیرہ کر رہا ہے تجھے
تری نظر کا نگہباں ہو صاحبِ 'مازاغ'
وہ بزمِ عیش ہے مہمانِ یک نفَس دو نفَس
چمک رہے ہیں مثالِ ستارہ جس کے اَیاغ
کِیا ہے تجھ کو کتابوں نے کور ذوق اتنا
صبا سے بھی نہ مِلا تجھ کو بُوئے گُل کا سُراغ!

منزلِ مقصود: وہ جگہ جہاں پہنچنے کا اُرادہ ہو. سُراغ: نشان، پتا. فرصت: مُہلت، مراد فالتو وقت. بندۂ حُر: آزاد قوم کا فرد. فراغ: فرصت، سکون، فراغت. فروغ: چمک دمک، روشنی مراد تہذیب. مغربیاں: اہلِ مغرب، یورپی قومیں. خیرہ کرنا: تیز روشنی کا آنکھوں کو چندھیا دینا. صاحبِ "مازاغ": مازاغ والا۔ مراد حضورِ اکرمؐ، اس میں اشارہ ہے سورہ النجم کی آیت ۱۷ کی طرف "اور نگاہ نہ تو ہٹی اور نہ آگے بڑھی". بزمِ عیش: عیش کی محفل، یہ دنیا. مہمانِ یک نفس دو نفس: پل دو پل کا مہمان، فانی. ایاغ: پیالہ، جام، مراد دل کش دنیاوی چیزیں. کور ذوق: ذوق کا اندھا، مراد کائنات کی اشیا کو دیکھ کر بھی اُس کے خالق کے وجود سے باخبر نہ ہونے والا. صَبا: صبح کی ہوا، مراد کائنات کے عناصر. بوئے گُل: پھول کی خوشبو، مراد خالقِ کائنات.

دِین و تعلیم

مجھ کو معلوم ہیں پیرانِ حرم کے انداز
ہو نہ اِخلاص تو دعوائے نظر لاف و گزاف

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مُروّت کے خلاف

اُس کی تقدیر میں محکومی و مظلومی ہے
قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف

فطرت افراد سے اِغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں مِلّت کے گُناہوں کو معاف

پیرانِ حرم: مسلمان مذہبی رہنما، شیوخ. دعوائے نظر: صاحب بصیرت ہونے کا دعویٰ. لاف و گزاف: فضول بات، جس میں کوئی حقیقت نہ ہو. اہل کلیسا: گرجا والے، مراد انگریز، برصغیر کے انگریز حکمران. مروّت: اَخلاق، پاس اور لحاظ. مظلومی: ظلم سہنے کی حالت. اِغماض: نظر انداز کرنے کی کیفیت، چشم پوشی.

جاوید سے

(۱)

غارت گرِ دِیں ہے یہ زمانہ ہے اس کی نہاد کافرانہ
دربارِ شہنشہی سے خُوشتر مردانِ خدا کا آستانہ
لیکن یہ دَورِ ساحری ہے انداز ہیں سب کے جادُوانہ
سرچشمۂ زندگی ہُوا خشک باقی ہے کہاں مَے شبانہ!
خالی اُن سے ہُوا دبستاں تھی جن کی نگاہ تازیانہ
جس گھر کا مگر چراغ ہے تُو ہے اُس کا مذاق عارفانہ
جوہر میں ہو 'لا اِلٰہ' تو کیا خوف تعلیم ہو گو فرنگیانہ
شاخِ گُل پر چہک و لیکن کر اپنی خودی میں آشیانہ!
وہ بحر ہے آدمی کہ جس کا ہر قطرہ ہے بحرِ بیکرانہ
دہقان اگر نہ ہو تن آساں ہر دانہ ہے صد ہزار دانہ

"غافل مَنشیں نہ وقتِ بازی ست
وقتِ ہُنر است و کار سازی ست"

جاوید: علامہ کے فرزند، ڈاکٹر جاوید اقبال جو بطور جسٹس اب ریٹائر ہو چکے ہیں. غارت گر: لُوٹنے والا، تباہ کر

دینے والا. نہاد: اصل، بنیاد، فطرت. دربارِ شہنشہی: شہنشاہ کا دربار، مراد دنیاوی شان و شوکت. خوشتر: بہتر، زیادہ اچھا. مَردانِ خدا: اللہ کے مرد، مراد مردانِ مومن جو دنیاوی آلائشوں سے خود کو پاک رکھتے ہیں. آستانہ: دہلیز، ٹھکانا، روحانی فیض حاصل کرنے کی جگہ. دَورِ ساحری: جادو کا زمانہ، مراد ظاہری چمک دمک کا زمانہ جس کی کوئی حقیقت نہیں اور نہ جس کو بقا ہے. سرچشمہ: جاری ہونے کی جگہ. مَے شبانہ: رات کی شراب، وہ علوم جن سے پہلے مسلمانوں کی محفلیں گرم رہتی تھیں. دَبستاں: مدرسہ، نظامِ تعلیم. تازیانہ: چابک، مراد ذوق و شوق میں اضافہ کرنے والی. مَذاق: ذوق. چَراغ: مراد فرد. عارفانہ: اللہ کی شناخت / معرفت والا. جوہر: اصل، مراد فطرت، خمیر، سرشت. لا اِلٰہ: مراد اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں. فرنگیانہ: انگریزی یا یورپی انداز کی. بحرِ بیکرانہ: وسیع سمندر. صد ہزار دانہ: لاکھوں دانے. ☆ غافل مت بیٹھ، یہ کھیل کود کا وقت نہیں ہے، بلکہ ہُنر اور عمل سے کام لینے کا وقت ہے۔

(۲)

سینے میں اگر نہ ہو دلِ گرم — رہ جاتی ہے زندگی میں خامی
نخچیر اگر ہو زِیرک و چست — آتی نہیں کام کُہنہ دامی
ہے آبِ حیات اسی جہاں میں — شرط اس کے لیے ہے تشنہ کامی
غیرت ہے طریقتِ حقیقی — غیرت سے ہے فقر کی تمامی
اے جانِ پدر! نہیں ہے ممکن — شاہیں سے تذَرو کی غلامی
نایاب نہیں متاعِ گفتار — صد انوریؔ و ہزار جامیؔ!
ہے میری بساط کیا جہاں میں — بس ایک فغانِ زیر بامی
اک صدقِ مقال ہے کہ جس سے — مَیں چشمِ جہاں میں ہُوں گرامی
اللہ کی دین ہے، جسے دے — میراث نہیں بلند نامی
اپنے نورِ نظر سے کیا خوب — فرماتے ہیں حضرتِ نظامیؔ

"جاے کہ بزرگ بایدت بود
فرزندیِ من نداردت سود"

دلِ گرم: جوش و جذبہ سے پُر دِل. خامی: کچا پن، نامکمل رہنا. نخچیر: شکار. کہنہ دامی: پرانا دام ہونا. آبِ حیات: وہ روایتی پانی جسے پی کر انسان کو حیاتِ جاوید میسّر آتی ہے یعنی وہ قیامت تک زندہ رہتا ہے، مراد ایسے عمل جن سے صاحب عمل کا نام ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ رہتا ہے. تشنہ کامی: پیاس، مراد جستجو، تلاش. طریقتِ حقیقی: صحیح راستہ، مراد شریعتِ اسلامیہ. تمامی: تکمیل، مکمل ہونے کی کیفیت. جانِ پدر: باپ کی جان،

لاڈ اور محبت کے الفاظ ہیں. شاہیں: باز کی قسم کا پرندہ، مراد مردِ مومن. تدرو: چکور، مراد کمزور، ناتواں، غلام. نایاب: جو کہیں نہ پایا جائے. متاعِ گفتار: باتوں کی دولت، مراد شعر و شاعری. انوری: ایران کا مشہور شاعر اوحدالدین محمد (وفات ۵۸۳ھ/۱۱۸۷ء)، یہاں مراد ہر شاعر یا ہر بڑا شاعر. جامی: مشہور فارسی شاعر نورالدین عبدالرحمٰن جامی (وفات ۸۹۸ھ/۱۴۹۳ء)۔ یہاں مراد کوئی بھی یا ہر شاعر. بساط: حیثیت، اہمیت، وقعت. فغانِ زیرِ بامی: چھت کے نیچے آہ و فغاں کی حالت، مراد ملت کو اس کی حالت پر توجہ دلا کر اسے بیدار کرنے کی کوشش. صدقِ مقال: سچی اور کھری بات. چشمِ جہاں: دنیا کی آنکھ، مراد دنیا والوں کی نظر میں. گرامی: باعزت، احترام والا. دین: عطیہ، اِنعام. میراث: بزرگوں کا چھوڑا ہوا سرمایہ، جائداد، جاگیر. بلند نامی: اونچا نام یعنی مشہور ہونے کی حالت. حضرتِ نظامی: مراد مشہور فارسی شاعر حکیم ابومحمد الیاس بن یوسف ذکی تخلص نظامی جو اپنی پانچ مثنویوں کی وجہ سے مشہور ہیں، گنجہ (جو اَب روس کی ایک آزاد مسلم ریاست میں واقع ہے) کے رہنے والے تھے (وفات ۶۱۵ھ/۱۲۱۸ء). ☆ جس جگہ تجھے بڑا یا عظیم ہونا چاہیے وہاں تجھے میری فرزندی، کا کوئی فائدہ نہ ہوگا، مراد تمہاری عظمت تمہارے اپنے کارناموں کے سبب ہوگی۔

(۳)

مومن پہ گراں ہیں یہ شب و روز
دِین و دولت، قمار بازی!

ناپید ہے بندۂ عمل مست
باقی ہے فقط نفَس درازی

ہمّت ہو اگر تو ڈھونڈ وہ فقر
جس فقر کی اصل ہے حجازی

اُس فقر سے آدمی میں پیدا
اللہ کی شانِ بے نیازی

کُنجشک و حمام کے لیے موت
ہے اُس کا مقام شاہبازی

روشن اُس سے جِرَد کی آنکھیں
بے سُرمۂ بُو علی و رازی

حاصل اُس کا شکوہِ محمود
فطرت میں اگر نہ ہو ایازی

تیری دُنیا کا یہ سرافیل
رکھتا نہیں ذوقِ نَے نوازی

ہے اس کی نگاہِ عالم آشوب
در پردہ تمام کارسازی

یہ فقرِ غیور جس نے پایا
بے تیغ و سناں ہے مردِ غازی

مومن کی اسی میں ہے امیری
اللہ سے مانگ یہ فقیری

دِین و دولت: مذہب اور دولت، اشارہ ہے دنیا پرست دینی علما کی طرف. قمار بازی: جوا، کسی چیز کو داؤ پر لگا دینا. ناپید: جو کہیں نہ ملے. بندۂ عمل مست: ایسا انسان جو جوشِ عمل سے سرشار ہو. نفس درازی: لمبے سانس لینے کی کیفیت، مراد عمل سے خالی طویل زندگی. اصل: سرچشمہ، جڑ. حجازی: حجاز سے متعلق، مراد جس کا تعلق اسلام سے ہے. شانِ بے نیازی: دنیاوی حرص اور لالچ کو اہمیت نہ دینے کا عمل. کنجشک: چڑیا. حمام: کبوتر.

شاہبازی: شاہباز ہونا، مراد دلیری، مردِ مومن ہونے کی کیفیت. **بُوعلی:** مراد مشہور فلسفی اور طبیب شیخ الرئیس ابو علی بن حسین سینا (وفات ۴۲۸ھ/ ۱۰۳۷ء). **رازی:** مشہور فلسفی امام فخرالدین رازی (وفات ۶۰۶ھ/ ۱۰۔۱۲۰۹ء). **حاصل:** نتیجہ، پھل، فصل. **شکوہِ محمود:** محمود کی شان وشوکت، مراد مشہور سلطان محمود غزنوی (وفات ۴۲۱ھ/ ۱۰۳۰ء) یعنی بہت بڑی شان وشوکت. **ایازی:** ایاز ہونا، غلامی، ایاز محمود غزنوی کا ایک غلام تھا جس سے محمود کو محبت تھی. **سرافیل:** اِسرافیلؑ، وہ فرشتہ جو قیامت کے روز صُور پھونکے گا جس سے مُردے قبروں میں سے اُٹھ کھڑے ہوں گے، مراد ایسا فقر جو سوئی ہوئی ملت کو بیدار کردے. **ذوقِ نَے نوازی:** بانسری بجانے کا شوق، مراد خالی نعروں کا شوق اور عمل سے دُوری. **نگاہِ عالَم آشوب:** انقلابی نظر، مراد ایسی نگاہ جو دنیا میں ایک ہنگامہ پیدا کرنے والی ہو. **در پردہ:** کسی چیز کی آڑ میں. **کارسازی:** کام بنانے کا عمل. **سنان:** ڈھال. **مردِ غازی:** باطل قوتوں کو شکست دینے والا دلیر. **امیری:** سرداری.

عورت

حاصل اس کا شکوہِ محمود — فطرت میں اگر نہ ہو ایازی
تیری دنیا کا یہ سرافیل — رکھتا نہیں ذوقِ نے نوازی
ہے اس کی نگاہِ عالم آشوب — در پردہ تمام کارسازی
یہ فقرِ غیور جس نے پایا — بے تیغ و سناں ہے مردِ غازی

مومن کی اسی میں ہے امیری
اللہ سے مانگ یہ فقیری

مردِ فرنگ

ہزار بار حکیموں نے اس کو سُلجھایا
مگر یہ مسئلۂ زن رہا وہیں کا وہیں

قصور زن کا نہیں ہے کچھ اس خرابی میں
گواہ اس کی شرافت پہ ہیں مہ و پروِیں

فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور
کہ مرد سادہ ہے بیچارہ زن شناس نہیں

حکیم: دانا، فلسفی. سُلجھایا: حل کیا. مسئلۂ زن: عورت کا مسئلہ، عورت کا معاملہ. مہ و پروین: چاند اور ستارے، مراد دنیا. فساد: خرابی، بگاڑ. فرنگی معاشرت: یورپی تہذیب. ظہور: ظاہر ہونے کا عمل. سادہ: بھولا بھالا. زن شناس: عورت کی نفسیات سے پوری طرح واقف.

ایک سوال

کوئی پُوچھے حکیمِ یورپ سے
ہند و یوناں ہیں جس کے حلقہ بگوش
کیا یہی ہے معاشرت کا کمال
مرد بے کار و زن تہی آغوش!

پردہ

بہت رنگ بدلے سپہرِ بریں نے
خدایا یہ دُنیا جہاں تھی، وہیں ہے
تفاوُت نہ دیکھا زن و شو میں مَیں نے
وہ خَلوَت نشیں ہے، یہ خَلوَت نشیں ہے
ابھی تک ہے پردے میں اولادِ آدم
کسی کی خودی آشکارا نہیں ہے

حکیمِ یورپ: یورپ کا فلسفی. حلقہ بگوش: جس کے کانوں میں چھلّا پڑا ہو، مراد غلام محکوم. زن: عورت. تہی آغوش: جس کی گود خالی ہو، بے اَولاد.

سپہرِ بریں: اونچا آسمان. تفاوت: فرق. زن و شو: عورت اور شوہر. خلوت نشیں: تنہائی میں بیٹھنے والا/والی. آشکارا: ظاہر.

خَلوَت

رُسوا کِیا اس دَور کو جَلوَت کی ہوَس نے
روشن ہے نِگہ، آئنۂ دِل ہے مُکدّر

بڑھ جاتا ہے جب ذوقِ نظر اپنی حدوں سے
ہو جاتے ہیں اَفکار پراگندہ و اَبتر

آغوشِ صدف جس کے نصیبوں میں نہیں ہے
وہ قطرۂ نیساں کبھی بنتا نہیں گوہر

خلوَت میں خودی ہوتی ہے خود گیر، و لیکن
خلوَت نہیں اب دَیر و حرم میں بھی مُیسّر!

مکدر: گرد سے بھرا ہوا، مراد غلط قسم کے خیالات سے پُر. ذوقِ نظر: مراد ظاہری سیر تماشے کا فطری شوق. پراگندہ: بے ترتیب، پھیلے ہوئے. اَبتر: بہت بُرا. نیساں: موسمِ بہار کا دوسرا مہینہ جس کی بارش کا کوئی قطرہ سیپی کے منہ میں جا کر موتی بن جاتا ہے. خود گیر: اپنے آپ کو پکڑنے والا، اپنی تربیت آپ کرنے والا. دَیر و حرم: مندر و کعبہ، مراد مسلم اور غیر مسلم مذہبی ادارے.

عورت

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں
شرَف میں بڑھ کے ثُریّا سے مُشتِ خاک اس کی
کہ ہر شرَف ہے اِسی دُرج کا دُرِ مکنوں
مکالماتِ فلاطُوں نہ لکھ سکی، لیکن
اسی کے شُعلے سے ٹُوٹا شرارِ افلاطُوں

وجودِ زن: عورت کی ہستی. تصویرِ کائنات: دنیا کی تصویر، مراد دنیا. رنگ: مراد رونق. سوزِ دروں: اندر کا سوز، مراد دل میں پیدا ہونے والا سوز. ثریّا: ایک گچھے کی صورت میں چھ ستاروں کا جھرمٹ. مُشتِ خاک: مٹی کی مُٹھی، مراد وجود، ذات. دُرج: ڈبیا. دُرِ مکنوں: چُھپا ہوا موتی. مکالمات: مکالمہ کی جمع بمعنی باتیں، فلسفیانہ نظریات. شعلہ: آگ کی لپٹ، مراد عورت کا وجود. شرارِ اَفلاطوں: یعنی بڑے بڑے فلسفیوں کا وجود میں آنا.

آزادیِ نسواں

اس بحث کا کچھ فیصلہ مَیں کر نہیں سکتا
گو خوب سمجھتا ہُوں کہ یہ زہر ہے، وہ قند

کیا فائدہ، کچھ کہہ کے بنوں اَور بھی معتوب
پہلے ہی خفا مجھ سے ہیں تہذیب کے فرزند

اس راز کو عورت کی بصیرت ہی کرے فاش
مجبور ہیں، معذور ہیں، مردانِ خِرَد مند

کیا چیز ہے آرائش و قیمت میں زیادہ
آزادیِ نسواں کہ زمرّد کا گلوبند!

نسواں: عورتیں. قند: شکر، شیرہ. معتوب: زیرِ عتاب، ڈانٹ ڈپٹ کیا گیا. تہذیب کے فرزند: تہذیب کے بیٹے، مراد جو خود کو بڑے مہذب سمجھتے ہیں. مردانِ خردمند: دانا لوگ، گہری نظر رکھنے والے. زمرد: سبز رنگ کا قیمتی پتھر. گلوبند: گلے میں باندھے جانے والا ایک زیور، یا گلے میں باندھنے والا کپڑا، مفلر.

عورت کی حفاظت

اِک زندہ حقیقت مِرے سینے میں ہے مستور
کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد

نے پردہ، نہ تعلیم، نئی ہو کہ پُرانی
نِسوانیتِ زن کا نِگہباں ہے فقط مَرد

جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا
اُس قوم کا خورشید بہت جلد ہُوا زرد

مستور: چُھپی ہوئی۔ لہو کا سرد ہونا: جذبوں کا ٹھنڈا ہونا۔ نسوانیتِ زن: عورت کا عورت پن، عورت کی شرم و حیا۔ نگہباں: محافظ۔ خورشید زرد ہونا: سورج ڈوبنا، مراد زوال آنا۔

عورت اور تعلیم

تہذیبِ فرنگی ہے اگر مرگِ اُمومت
ہے حضرتِ انساں کے لیے اس کا ثمر موت

جس عِلم کی تاثیر سے زَن ہوتی ہے نازَن
کہتے ہیں اُسی علم کو اربابِ نظر موت

بیگانہ رہے دِیں سے اگر مَدرَسۂ زَن
ہے عشق و محبت کے لیے عِلم و ہُنر موت

تہذیبِ فرنگی: یورپ کی تہذیب. مرگِ اُمومت: ماں بننے کی صلاحیت ختم ہو جانا. ثمر: پھل، نتیجہ. نازَن: بانجھ، جس کے اولاد نہ ہو. اربابِ نظر: دانا لوگ، صاحب بصیرت. مدرسۂ زن: عورت کا مکتب، مراد عورت کی تعلیم و تربیت.

عورت

جوہرِ مرد عیاں ہوتا ہے بے منّتِ غیر
غیر کے ہاتھ میں ہے جوہرِ عورت کی نمود

راز ہے اس کے تپِ غم کا یہی نکتۂ شوق
آتشیں، لذّتِ تخلیق سے ہے اس کا وجود

کھلتے جاتے ہیں اسی آگ سے اَسرارِ حیات
گرم اسی آگ سے ہے معرکۂ بُود و نبود

مَیں بھی مظلومیِ نسواں سے ہُوں غم ناک بہت
نہیں ممکن مگر اس عُقدۂ مشکل کی کُشود!

جوہر: خوبی، صلاحیت. عیاں: ظاہر، نمایاں. بے منّتِ غیر: کسی دوسرے کے احسان کے بغیر. نمود: ظاہر ہونا. تپِ غم: غم کی آگ، مراد جذبے اور لگن کی گرمی. نکتۂ شوق: عشق کی گہری بات. آتشیں: آگ والا، پُر حرارت. لذّتِ تخلیق: (بچہ) پیدا کرنے کا لطف. اَسرارِ حیات: زندگی کے راز. معرکہ: جنگ، مراد ہنگامہ. بُود و نبود: ہونا اور نہ ہونا، مراد انسان کی دنیا. مظلومیِ نسواں: مراد عورتوں پر جو ظلم ہو رہے ہیں. غم ناک: غم سے بھرا ہوا. عُقدۂ مشکل: مشکل مسئلہ. کشود: کھلنا.

ادبیات

فنونِ لطیفہ

دِین و ہُنر

سرود و شعر و سیاست، کتاب و دِین و ہُنر
گُہر ہیں ان کی گِرہ میں تمام یک دانہ
ضمیرِ بندۂ خاکی سے ہے نمود ان کی
بلند تر ہے ستاروں سے ان کا کاشانہ
اگر خودی کی حفاظت کریں تو عینِ حیات
نہ کر سکیں تو سراپا فسُون و افسانہ
ہُوئی ہے زیرِ فلک اُمتوں کی رُسوائی
خودی سے جب ادَب و دِیں ہُوئے ہیں بیگانہ

سرود: نغمہ، موسیقی. گُہر: گوہر، موتی. گرہ: مراد جیب، دامن، پاس. یک دانہ: بے مثال، قیمتی. ضمیر: باطن، مراد دل. بندۂ خاکی: مراد انسان. کاشانہ: رہنے کی جگہ، ٹھکانا. عینِ حیات: مکمل زندگی. سراپا: سرتا پاؤں، مراد مکمل. فسوں: جادو، مراد بے حقیقت کہانی، افسانہ. زیرِ فلک: آسمان کے نیچے مراد دُنیا میں.

تخلیق

جہانِ تازہ کی افکارِ تازہ سے ہے نمود
کہ سنگ و خشت سے ہوتے نہیں جہاں پیدا
خودی میں ڈُوبنے والوں کے عزم و ہمّت نے
اس آبجو سے کیے بحرِ بے کراں پیدا
وہی زمانے کی گردش پہ غالب آتا ہے
جو ہر نفَس سے کرے عُمرِ جاوداں پیدا
خودی کی موت سے مشرق کی سرزمینوں میں
ہُوا نہ کوئی خُدائی کا رازداں پیدا
ہَوائے دشت سے بُوئے رفاقت آتی ہے
عجب نہیں ہے کہ ہوں میرے ہم عناں پیدا

تخلیق: پیدا کرنا. جہانِ تازہ: نئی دنیا. افکارِ تازہ: نئے نئے افکار، فلسفے، خیالات. نمود: ظاہر ہونے کی کیفیت. خشت: اینٹ. عزم: ارادہ، قصد، ہمّت، جذبہ. آبجو: ندی. بحرِ بے کراں: وسیع سمندر جس کا کنارہ نہ آئے. گردش: تبدیلی، حالات بدلتے رہنا. غالب آنا: قابو پانا. ہر نفس: ہر پل. عُمرِ جاوداں: ہمیشہ کی زندگی. رازداں: بھید جاننے والا. ہوائے دَشت: جنگل کی فضا، مراد قوم کا موجودہ رُجحان. بُوئے رفاقت: دوستی ساتھ دینے کی خوشبو، ساتھ چلنے کا جذبہ. ہم عناں: سفر کے ساتھی، رفیق، ساتھی.

جنوں

زُجاج گر کی دُکاں شاعری و مُلّائی
سِتم ہے، خوار پھرے دشت و در میں دیوانہ!

کسے خبر کہ جنوں میں کمال اَور بھی ہیں
کریں اگر اسے کوہ و کمر سے بیگانہ

ہجومِ مدرَسہ بھی سازگار ہے اس کو
کہ اس کے واسطے لازم نہیں ہے ویرانہ

جنوں: دیوانگی، پاگل پن، مراد خودی سے متعلق جہد و عمل. زُجاج گر: شیشے کی چیزیں بنانے والا. مُلّائی: مُلّا ہونا، مدرسے کا استاد، مراد جہد و عمل سے دور رہنا اور صرف باتوں پر زور. دَشت و دَر: جنگل اور بیابان. دیوانہ: پاگل مراد عاشقِ حقیقی، جہد و عمل سے سرشار انسان. کمال: مکمل ہونے کی حالت، خوبی، ہُنر. کوہ: پہاڑ. کمر: پہاڑ کا درمیانی حصہ، دَرّہ. بیگانہ: ناواقف، دُور رہنے کا عمل. ہجوم: بھیڑ، رش، بہت سے لوگوں کا ایک جگہ جمع ہونا. سازگار: موافق، طبیعت کو راس آنے والی. ویرانہ: بیابان، غیر آباد جگہ.

اپنے شعر سے

ہے گِلہ مجھ کو تری لذّتِ پیدائی کا
تُو ہُوا فاش تو ہیں اب مِرے اَسرار بھی فاش
شعلے سے ٹُوٹ کے مثلِ شرَر آوارہ نہ رہ
کر کسی سِینۂ پُرسوز میں خلوَت کی تلاش!

لذتِ پیدائی: ظاہر یا نمایاں ہونے کا مزہ۔ فاش: ظاہر۔ اَسرار: سِرّ کی جمع یعنی راز۔ سینۂ پُرسوز: ایسا دل جو جذبوں کی گرمی سے بھرا ہو۔ خلوت: تنہائی۔

پیرس کی مسجد

مِری نگاہ کمالِ ہُنر کو کیا دیکھے
کہ حق سے یہ حرَمِ مغربی ہے بیگانہ

حرم نہیں ہے، فرنگی کرشمہ بازوں نے
تنِ حرم میں چُھپا دی ہے رُوحِ بُت خانہ

یہ بُت کدہ انھی غارت گروں کی ہے تعمیر
دمشق ہاتھ سے جن کے ہُوا ہے ویرانہ

پیرس کی مسجد: حکومت فرانس نے مسلمانوں کے لیے ایک بڑی خوبصورت مسجد بنائی تھی، لیکن چونکہ فرانس نے مختلف اسلامی ملکوں پر سختیاں کی تھی، اِس بنا پر اِس تعمیرِ مسجد کے پیچھے فرانس کی جو ریاکاری تھی، علاّمہ نے اس سے آگاہ کیا. کمالِ ہنر: فن کی بڑی خوبی. حق: حقیقت، خدائی. حرمِ مغربی: یورپی چار دیواری، مراد پیرس کی مسجد. بیگانہ: بے خبر، ناواقف. فرنگی کرشمہ باز: مراد یورپ / فرانس کے چالباز. روحِ بُت خانہ: مندر کی روح، مراد ظاہر میں مسجد ہے لیکن جس طرح اسے تعمیر کیا گیا ہے وہ بت خانے کی صورت ہے. بُت کدہ: بتوں کا گھر. غارت گر: تباہ و برباد کرنے والا. دمشق: مسلم مُلک شام کا دارالحکومت.

اَدَبیات

عشق اب پیرویِ عقلِ خداداد کرے
آبرُو کوچۂ جاناں میں نہ برباد کرے
کُہنہ پیکر میں نئی رُوح کو آباد کرے
یا کُہن رُوح کو تقلید سے آزاد کرے

اَدَبیات: جمع ادب، علم اور شعر و شاعری اور اس سے متعلق باتیں. پیروی: پیچھے چلنا. خُدا داد: خدا کی دی ہوئی. کوچۂ جاناں: محبوب کی گلی. کُہنہ پیکر: پرانا جسم. نئی روح آباد کرنا: مراد نئے حالات کے مطابق قوم کے لیے مفید مضامین پیدا کرنا. کُہن روح: پرانی روح، مراد شاعری کا پرانا انداز جو قوم کے لیے مفید نہیں.

نگاہ[1]

بہار و قافلۂ لالہ ہائے صحرائی
شباب و مستی و ذوق و سُرور و رعنائی!

اندھیری رات میں یہ چشمکیں ستاروں کی
یہ بحر، یہ فلکِ نیلگوں کی پہنائی!

سفر عُروسِ قمر کا عماریِ شب میں
طلوعِ مہر و سکُوتِ سپہرِ مینائی!

نگاہ ہو تو بہائے نظارہ کچھ بھی نہیں
کہ بیچتی نہیں فطرت جمال و زیبائی

---

[1] ریاض منزل : بھوپال میں لکھے گئے۔

لالہ ہائے: لالہ کی جمع سرخ رنگ کے پھول. رعنائی: خود کو سجانے کی حالت. چشمکیں: چشمک کی جمع، آنکھوں کے اشارے. نیلگوں: نیلا. عروسِ قمر: چاند کی دُلھن، یعنی چاند. عماری: محمل، کجاوہ. طلوعِ مہر: سورج نکلنا. سپہرِ مینائی: مراد ایسا آسمان جس پر جڑاؤ کام ہُوا ہو. بہائے نظارہ: دیکھنے کی قیمت. نگاہ: نظر یہاں مراد بصیرت. جمال: حُسن. زیبائی: خوبصورتی.

مسجدِ قُوّتُ الاسلام

ہے مِرے سِینۂ بے نُور میں اب کیا باقی
'لا اِلٰہ' مُردہ و افسردہ و بے ذوقِ نمود

چشمِ فطرت بھی نہ پہچان سکے گی مجھ کو
کہ ایازی سے دِگرگُوں ہے مَقامِ محمودؔ

کیوں مسلماں نہ خجِل ہو تری سنگینی سے
کہ غلامی سے ہُوا مثلِ زُجاج اس کا وجود

ہے تری شان کے شایاں اُسی مومن کی نماز
جس کی تکبیر میں ہو معرکۂ بُود و نبود

اب کہاں میرے نفَس میں وہ حرارت، وہ گُداز
بے تب و تابِ درُوں میری صلوٰۃ اور درُود

ہے مِری بانگِ اذاں میں نہ بلندی، نہ شکوہ
کیا گوارا ہے تجھے ایسے مسلماں کا سجود؟

مسجد قوت الاسلام: دہلی کی ایک مسجد کا نام، جس کی بنیاد بارھویں صدی عیسوی میں رکھی گئی لیکن وہ مکمل نہ ہو

سکی۔ آج بھی اس کا ایک مینار برقرار ہے جسے قُطب مینار کہتے ہیں. سینۂ بے نور: وہ دل جو خدا اور رسولؐ کے عشق سے خالی ہو. مُردہ و اَفسردہ: مراد خدا کی توحید اور حضور اکرمؐ کی رسالت سے متعلق جذبے سرد اور بجھے ہوئے ہیں. بے ذوقِ نمود: اظہار کے جذبوں سے خالی. چشمِ فطرت: قدرت کی آنکھ، یعنی قدرت. ایازی: ایاز ہونا، غلامی، غلامانہ، ایاز محمود غزنوی کا غلام تھا۔ محمود کو اس سے بیحد محبت تھی. دِگرگوں: دوسرے رنگ کا، مراد اُلٹ پلٹ ہونا. مقامِ محمود: محمود (غزنوی) کا مرتبہ. خجل: شرمندہ. سنگینی: پتھر کا ہونا، مراد مضبوطی، پختگی. مثل زُجاج: شیشے کی طرح، مراد نازک. شایاں: شان کے لائق، مناسب. تکبیر: اللہ کی بڑائی کا بیان، اللہ اکبر. معرکۂ بود و نبود: کائنات میں ہونے والے ہنگامے. گداز: پگھلنے کی حالت، مراد سوز و جذبہ. بے تب و تابِ دروں: باطن یعنی دل کی گرمی اور چمک (سوز و گداز) کے بغیر. صلوٰۃ: نماز. بانگِ اذاں: اَذان کی آواز. شکوہ: شان، عظمت. گوارا: پسند آنے والا، پسندیدہ. سجود: سجدہ.

تیاتَر

تری خودی سے ہے روشن ترا حریمِ وجود
حیات کیا ہے، اُسی کا سُرور و سوز و ثبات

بلند تر مہ و پرویں سے ہے اُسی کا مقام
اُسی کے نُور سے پیدا ہیں تیرے ذات وصفات

حریم تیرا، خودی غیر کی! معاذ اللہ
دوبارہ زندہ نہ کر کاروبارِ لات و منات

یہی کمال ہے تمثیل کا کہ تُو نہ رہے
رہا نہ تُو تو نہ سوزِ خودی، نہ سازِ حیات

تیاتر: تھیٹر (Theatre). حریمِ وجود: جسم کی چار دیواری، مراد جسم. سُرور: خوشی، نشہ. سوز: گرمی، حرارت، جذبۂ عشق. مہ و پرویں: چاند ستارے، مراد بہت بلند. ذات وصفات: وجود اور خوبیاں / اہلیتیں. حریم: گھر کی چار دیواری. معاذ اللہ: خدا کی پناہ. کاروبارِ لات ومَنات: (لات اور منات عرب کے دو قدیم بت) مراد بتوں یا مادی خواہشات کی پوجا. تمثیل: ڈراما (Acting). سوزِ خودی: خودی کی حرارت / جذبہ و جوش. سازِ حیات: عظیم زندگی گزارنے کا سامان.

شعاعِ اُمّید

(۱)

سُورج نے دیا اپنی شعاعوں کو یہ پیغام
دُنیا ہے عجب چیز، کبھی صبح کبھی شام

مُدّت سے تم آوارہ ہو پہنائے فضا میں
بڑھتی ہی چلی جاتی ہے بے مہریِ ایّام

نے ریت کے ذرّوں پہ چمکنے میں ہے راحت
نے مثلِ صبا طَوفِ گُل و لالہ میں آرام

پھر میرے تجلّی کدۂ دل میں سما جاؤ
چھوڑو چَمَنستان و بیابان و در و بام

(۲)

آفاق کے ہر گوشے سے اُٹھتی ہیں شعاعیں
بچھڑے ہُوئے خورشید سے ہوتی ہیں ہم آغوش

اک شور ہے، مغرب میں اُجالا نہیں ممکن
اَفرنگ مشینوں کے دُھویں سے ہے سیَہ پوش

مشرق نہیں گو لذّتِ نظّارہ سے محروم
لیکن صفَتِ عالَمِ لاہُوت ہے خاموش

پھر ہم کو اُسی سینۂ روشن میں چُھپا لے
اے مہرِ جہاں تاب! نہ کر ہم کو فراموش

(۳)

اک شوخ کِرَن، شوخ مثالِ نگہِ حُور
آرام سے فارغ، صفَتِ جوہرِ سیماب

بولی کہ مجھے رُخصتِ تنویر عطا ہو
جب تک نہ ہو مشرق کا ہر اک ذرّہ جہاں تاب

چھوڑوں گی نہ مَیں ہند کی تاریک فضا کو
جب تک نہ اُٹھیں خواب سے مردانِ گراں خواب

خاور کی اُمیدوں کا یہی خاک ہے مرکز
اقبالؔ کے اشکوں سے یہی خاک ہے سیراب

چشمِ مہ و پرویں ہے اسی خاک سے روشن
یہ خاک کہ ہے جس کا خزَف ریزہ دُرِ ناب

اس خاک سے اُٹھے ہیں وہ غوّاصِ معانی
جن کے لیے ہر بحرِ پُر آشوب ہے پایاب

جس ساز کے نغموں سے حرارت تھی دِلوں میں
محفل کا وہی ساز ہے بیگانۂ مِضراب

بُت خانے کے دروازے پہ سوتا ہے برہمن
تقدیر کو روتا ہے مسلماں تہِ محراب

مشرق سے ہو بیزار، نہ مغرب سے حذَر کر
فطرت کا اشارہ ہے کہ ہر شب کو سحَر کر!

---

(۱)

شعاع: کرن. پہنائے فضا: فضا کا پھیلاؤ/وسعت. بے مہری ایام: زمانے کا ایسا سلوک جس میں ہمدردی نہ ہو. نَے: نہ، نہیں. راحت: آرام، سکون. صبا: صبح کی ہوا. طوف: کسی چیز کے گرد چکر لگانا. تجلّی کدہ: جلووں کا گھر. سما جانا: گھر کر جانا، جگہ پا جانا. چمنستان: چمن کی جگہ، مراد باغ. در و بام: دروازہ اور چھت، مراد عمارت/عمارتیں.

(۲)

آفاق: اُفق کی جمع، دُور کے کنارے، مراد کائنات. گوشہ: کونا. ہم آغوش: بغلگیر. سیہ پوش: سیاہ لباس پہنے

ہوئے، مراد اندھیرے میں. محروم: بے نصیب، نا اُمید. صفت: مانند. عالمِ لاہُوت: عالمِ بالا، خدا کا عالمِ ذات. مہرِ جہاں تاب: دنیا کو روشن کرنے والا سورج. فراموش: بھولنا، بھلانا.

(۳)

شوخ: شریر، بے باک. مثال: مانند. نگہِ حور: حور کی نگاہ. فارغ: مطمئن. جوہرِ سیماب: پارے کی دھات. رُخصتِ تنویر: روشنی پھیلانے کی اجازت. جہاں تاب: دنیا پر چمکنے والا. تاریک فضا: اندھیری فضا، ایسی جگہ جہاں جہالت یا غلامی ہو. مَردان: مَرد کی جمع، لوگ، عوام. گراں خواب: گہری نیند سونے والے، غافل. خاوَر: مشرق. سیراب: تر و تازہ. خزف ریزہ: ٹھیکری کا ذرّہ. دُرِ ناب: خالص موتی. غوّاصِ معانی: حقیقت کے سمندر میں غوطہ لگانے والے. بحرِ پُر آشوب: طوفانی سمندر. پایاب: کم گہرا، جس میں سے آسانی سے گزرا جا سکے. بیگانۂ مضراب: مضراب سے ناواقف. تہِ محراب: محراب کے نیچے یعنی مسجد میں. نہ حذر کر: خوف نہ کھا. شب کو سحر کر: رات کو صبح کر دے، مراد تاریکی کو روشنی میں بدل ڈال.

اُمّید[1]

مقابلہ تو زمانے کا خوب کرتا ہُوں
اگرچہ مَیں نہ سپاہی ہُوں نے امیرِ جُنود
مجھے خبر نہیں یہ شاعری ہے یا کچھ اور
عطا ہُوا ہے مجھے ذکر و فکر و جذب و سرُود
جبینِ بندۂ حق میں نمود ہے جس کی
اُسی جلال سے لبریز ہے ضمیرِ وجود
یہ کافری تو نہیں، کافری سے کم بھی نہیں
کہ مردِ حق ہو گرفتارِ حاضر و موجود
غمیں نہ ہو کہ بہت دَور ہیں ابھی باقی
نئے ستاروں سے خالی نہیں سپہرِ کبُود

---

[1] ریاض منزل (دولت کدۂ سر راس مسعود) بھوپال میں لکھے گئے۔

امیرِ جنود: فوجوں کا سردار. ذکر و فکر: یادِ الٰہی اور کائنات کے رازوں پر غور. جذب: یادِ الٰہی میں بیخودی کی حالت. سرود: نغمہ مراد دل کو بیدار کرنے والی شاعری. جبین: پیشانی، ماتھا. نمود: ظاہر ہونے کی کیفیت. جلال: رُعب، دبدبہ یعنی خدائی عظمت. ضمیرِ وجود: وجود کا باطن، مراد یہ کائنات. گرفتار: اُلجھا ہوا، پکڑا ہوا. حاضر و موجود: مراد اِس مادی دنیا کی دلچسپیاں. سپہر: آسمان. کبود: نیلا.

نگاہِ شوق

یہ کائنات چُھپاتی نہیں ضمیر اپنا
کہ ذرّے ذرّے میں ہے ذوقِ آشکارائی

کچھ اور ہی نظر آتا ہے کاروبارِ جہاں
نگاہِ شوق اگر ہو شریکِ بینائی

اسی نگاہ سے محکوم قوم کے فرزند
ہُوئے جہاں میں سزاوارِ کارفرمائی

اسی نگاہ میں ہے قاہری و جبّاری
اسی نگاہ میں ہے دِلبری و رعنائی

اسی نگاہ سے ہر ذرّے کو، جُنوں میرا
سِکھا رہا ہے رہ و رسمِ دشت پیمائی

نگاہِ شوق مُیَسّر نہیں اگر تجھ کو
ترا وجود ہے قلب و نظر کی رُسوائی

نگاہِ شوق: مراد عشقِ حقیقی میں ڈوبی ہوئی بصیرت. ذوقِ آشکارائی: خود کو ظاہر کرنے کا جذبہ یا لطف. کاروبار: معاملہ. بینائی: بصیرت. فرزند: لڑکا، مراد عوام. سزاوار: لائق، قابل، مناسب. کارفرمائی: سرگرمی اور جوش و جذبہ سے کام. قاہری: باطل قوتوں پر غلبہ. جبّاری: دبدبہ، رُعب، باطل قوتوں پر سختی. رَعنائی: حُسن، جمال، زیبائی (یہ چاروں لفظ دراصل ایک قرآنی آیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ سورۂ المائدہ، آیت ۵۴ کا ایک ٹکڑا). جنوں: عشق اور جذبہ. دَشت پیمائی: جنگل میں چلنا پھرنا یعنی سخت جدوجہد کرنا. قلب و نظر کی رُسوائی: جذبوں اور بصیرت کی ذلت، بدنامی.

اہلِ ہُنر سے

مِہر و مہ و مُشتری، چند نفَس کا فروغ
عشق سے ہے پائدار تیری خودی کا وجود
تیرے حرم کا ضمیر اَسود و اَحمر سے پاک
ننگ ہے تیرے لیے سُرخ و سپید و کبود
تیری خودی کا غیاب معرکۂ ذکر و فکر
تیری خودی کا حضور عالمِ شعر و سرود
رُوح اگر ہے تری رنجِ غلامی سے زار
تیرے ہُنر کا جہاں دَیر و طواف و سجود
اور اگر باخبر اپنی شرافت سے ہو
تیری سِپہ اِنس و جن، تُو ہے امیرِ جُنود!

اہلِ ہنر: فن والے. مہر: سُورج. مہ: ماہ یعنی چاند. مشتری: ایک ستارے کا نام جو چھٹے آسمان پر ہے. چند نفس: لمحے، عارضی، وقتی. فروغ: روشنی. حرم کا ضمیر: حرم کا باطن، مراد اسلام کی تعلیمات. اَحمر: سرخ. کبود: نیلا. غیاب: نظر سے دور ہونا، چُھپا ہوا ہونا. معرکۂ ذکر و فکر: مراد کائنات کے بھیدوں پر غور اور ان سے اللہ کے وجود کا قائل ہو کر اس کی یاد میں کھو جانے کی حالت. حضور: حاضر ہونا، موجود ہونا. عالمِ شعر و سرود: شاعری اور موسیقی کی حالت. رنجِ غلامی: غلامی کا دکھ. زار: کمزور، ناتواں. دَیر: مندر، مراد غیر اسلامی مذہبی ادارے. طواف: کسی چیز کے گرد چکر کاٹنا. شرافت: مراد اللہ کی تمام مخلوق سے افضل ہونا. اَمیرِ جنود: فوجوں کا سردار، سالار.

غزل

دریا میں موتی، اے موجِ بے باک
ساحل کی سوغات! خار و خس و خاک

میرے شرر میں بجلی کے جوہر
لیکن نَیستاں تیرا ہے نم ناک

تیرا زمانہ، تاثیر تیری
ناداں! نہیں یہ تاثیرِ اَفلاک

ایسا جنوں بھی دیکھا ہے مَیں نے
جس نے سِیے ہیں تقدیر کے چاک

کامِل وہی ہے رِندی کے فن میں
مستی ہے جس کی بے مِنّتِ تاک

رکھتا ہے اب تک میخانۂ شرق
وہ مے کہ جس سے روشن ہو اِدراک

اہلِ نظر ہیں یورپ سے نومید
ان اُمتوں کے باطن نہیں پاک

موجِ بے باک: بے خوف لہر، یعنی بہت تیز لہر. خار: کانٹا. خس: تنکا، مراد بیکار چیز. نیستاں: بانس کا جنگل. نم ناک: گیلا، نمی والا. اَفلاک: فلک کی جمع، آسمان. رِندی: مراد عشق یا خودی کی شراب پینے کی حالت. بے منّتِ تاک: مراد شراب کے احسان کے بغیر. میخانۂ شرق: مشرق کا شراب خانہ، مراد اسلامی تہذیب وعلوم کے ادارے. اِدراک: شعور، عقل، بصیرت. اہلِ نظر: بصیرت والے.

غزل

دریا میں موتی، اے موجِ بے باک
ساحل کی سوغات! خار و خس و خاک

میرے شرر میں بجلی کے جوہر
لیکن نَیستاں تیرا ہے نم ناک

تیرا زمانہ، تاثیر تیری
ناداں! نہیں یہ تاثیرِ اَفلاک

ایسا جنوں بھی دیکھا ہے مَیں نے
جس نے سِیے ہیں تقدیر کے چاک

کامِل وہی ہے رِندی کے فن میں
مستی ہے جس کی بے مِنّتِ تاک

رکھتا ہے اب تک میخانۂ شرق
وہ مے کہ جس سے روشن ہو اِدراک

اہلِ نظر ہیں یورپ سے نومید
ان اُمتوں کے باطن نہیں پاک

موجِ بے باک: بے خوف لہر، یعنی بہت تیز لہر. خار: کانٹا. خس: تنکا، مراد بیکار چیز. نیستاں: بانس کا جنگل. نم ناک: گیلا، نمی والا. اَفلاک: فلک کی جمع، آسمان. رِندی: مراد عشق یا خودی کی شراب پینے کی حالت. بے منّتِ تاک: مراد شراب کے احسان کے بغیر. میخانۂ شرق: مشرق کا شراب خانہ، مراد اسلامی تہذیب وعلوم کے ادارے. اِدراک: شعور، عقل، بصیرت. اہلِ نظر: بصیرت والے.

وُجود

اے کہ ہے زیرِ فلک مثلِ شرر تیری نمود
کون سمجھائے تجھے کیا ہیں مقاماتِ وجود!

گر ہُنر میں نہیں تعمیرِ خودی کا جوہر
وائے صُورت گری و شاعری و نائے و سرود!

مکتب و مے کدہ جز درسِ نبودن ندہند
بودن آموز کہ ہم باشی و ہم خواہی بود

زیرِ فلک: آسمان کے نیچے، یعنی اِس دنیا میں. **مثلِ شرر**: چنگاری کی طرح، مراد عارضی، وقتی. **وجود**: بدن، مراد خودی. **تعمیرِ خودی**: مراد خودی کو ترقی دینے کی کیفیت. **جوہر**: خاصیت، اہلیت، لیاقت. **صورت گری**: تصویر بنانے کا فن، مصوری. **نائے و سرود**: بانسری اور نغمہ، مراد گانے بجانے کا فن. مدرسہ اور شراب خانہ سوائے ''نہ ہونے'' کے اور کچھ نہیں پڑھاتے۔ ''ہونا'' سیکھ کہ اِس سے تو آج بھی زندہ ہے اور مستقبل میں بھی زندہ رہے گا۔

سرُود

آیا کہاں سے نالۂ نَے میں سُرورِ مے
اصل اس کی نَے نواز کا دِل ہے کہ چوبِ نَے!
دل کیا ہے، اس کی مستی وقُوّت کہاں سے ہے
کیوں اس کی اِک نگاہ اُلٹتی ہے تختِ کے
کیوں اس کی زندگی سے ہے اقوام میں حیات
کیوں اس کے وارِدات بدلتے ہیں پے بہ پے
کیا بات ہے کہ صاحبِ دل کی نگاہ میں
جچتی نہیں ہے سلطنتِ روم و شام و رَے
جس روز دل کی رمز مُغَنّی سمجھ گیا
سمجھو تمام مرحلہ ہائے ہُنر ہیں طے

سرود: نغمہ، موسیقی. نالۂ نَے: بانسری کی آہ وزاری، بانسری کا نغمہ. سرورِ مے: شراب کا سا نشہ / مستی. اَصل: بنیاد، مراد اصل باعث. نَے نواز: بانسری بجانے والا. چوبِ نَے: بانس کی لکڑی، یعنی بانسری. قُوت: طاقت، جذبوں کا جوش. تختِ کے: اسلام سے پہلے ایران کے بادشاہ کیخسرو / کیقباد کا تخت، مراد بڑی اور طاقتور حکومتیں. اَقوام: قوم کی جمع، قومیں. حیات: زندگی، مراد جوش اور ولولے. وارِدات: وارِد بمعنی آنے والا کی جمع، مراد پیش آنے والے مختلف حالات. پے بہ پے: لگاتار، مسلسل. صاحب دل: دل والا، مراد وہ شخص جو اِس فانی دنیا کی حقیقت سے باخبر ہے. جچنا: اہمیت ہونا. سلطنتِ رُوم وشام ورَے: مراد دنیا کی بڑی بڑی حکومتیں (رے: تہران کا پرانا نام، مراد ایران). رمز: بھید، مراد حقیقت. مُغنّی: گانے والا. مرحلہ ہائے ہُنر: فن کی منزلیں.

نسیم و شبنم

نسیم

انجم کی فضا تک نہ ہُوئی میری رسائی
کرتی رہی میں پیرہنِ لالہ و گُل چاک
مجبور ہُوئی جاتی ہوں مَیں ترکِ وطن پر
بے ذوق ہیں بلبل کی نوا ہائے طرَب ناک
دونوں سے کِیا ہے تجھے تقدیر نے محرم
خاکِ چمن اچھی کہ سرا پردۂ اَفلاک!

شبنم

کھینچیں نہ اگر تجھ کو چمن کے خس و خاشاک
گُلشن بھی ہے اِک سِرِّ سَرا پردۂ اَفلاک

نسیم: نرم اور ٹھنڈی ہوا۔ صبح کی ہوا۔ شبنم: نم شب یعنی رات کی نمی، مراد اوس۔ انجم: جمع نجم، ستارے۔ رَسائی: پہنچ۔ پیرہن چاک کرنا: کُرتا پھاڑنا، مراد کلی کِھلانا۔ ترکِ وطن: وطن چھوڑ دینا، ہجرت کرنا۔ بے ذوق: جس میں کوئی لطف اور دلکشی نہ ہو، روکھا پھیکا۔ نوا ہا: نوا کی جمع، مراد نغمے، چہچہے۔ طرب ناک: جسے اجنھیں سُن کر دل خوش ہو۔ محرم: واقف، باخبر، رازداں۔ سرا پردۂ افلاک: آسمانوں کا بہت بڑا خیمہ، مراد آسمانی فضا۔ خس و خاشاک: تنکے اور گھاس کانٹے وغیرہ۔ سِرّ: بھید، راز۔

اَہرامِ مصر

اس دشتِ جگر تاب کی خاموش فضا میں
فطرت نے فقط ریت کے ٹیلے کیے تعمیر

اَہرام کی عظمت سے نِگُوں سار ہیں اَفلاک
کس ہاتھ نے کھینچی اَبَدِیّت کی یہ تصویر!

فطرت کی غلامی سے کر آزاد ہُنر کو
صیّاد ہیں مردانِ ہُنرمند کہ نخچیر!

اہرامِ مصر: مصر کے قدیم بادشاہوں کے وہ اونچے مقبرے جو مصریوں نے قاہرہ کے قریب تعمیر کیے تھے اور جو
بھی وہاں موجود ہیں۔ دَشت: جنگل۔ جگر تاب: مراد دل کو تڑپانے والا۔ فطرت: قدرت۔ فقط: صِرف۔
ت: بڑائی، شان۔ نگوں سار: اُلٹا، سر جھکائے ہوئے۔ اَبدیت: ہمیشگی، ہمیشہ ہمیشہ رہنے کی حالت۔ صَیاد:
ی۔ مَردانِ ہُنرمند: فن والے لوگ، اہلِ فن۔ نخچیر: شکار۔

مخلوقاتِ ہُنر

ہے یہ فِردوسِ نظر اہلِ ہُنر کی تعمیر
فاش ہے چشمِ تماشا پہ نہاں خانۂ ذات

نہ خودی ہے، نہ جہانِ سحر و شام کے دَور
زندگانی کی حریفانہ کشاکش سے نجات

آہ، وہ کافرِ بیچارہ کہ ہیں اُس کے صنَم
عصرِ رفتہ کے وہی ٹُوٹے ہُوئے لات و منات!

تُو ہے میّت، یہ ہُنر تیرے جنازے کا امام
نظر آئی جسے مرقد کے شبستاں میں حیات!

مخلوقات: مخلوق کی جمع، پیدا کیا گیا. فردوسِ نظر: ایسی چیز جو آنکھوں کے لیے جنت کی طرح خوش گوار ہو، بہت دل کش. تعمیر: مراد فن کے نمونے. فاش: ظاہر. چشمِ تماشا: نظارہ کرنے یا دیکھنے والی آنکھ. نہاں خانہ: چھپا ہوا گھر، مراد اندر کی یا راز کی بات. ذات: وجود، ہستی، یعنی اہلِ فن. سحر و شام: صبح اور شام. دَور: گردش، چکر. حریفانہ: دشمنوں کی سی. کشاکش: کھینچا تانی. نجات: رہائی. کافر بیچارہ: مراد ہندوستان کا فنکار. صنم: بت. عصرِ رفتہ: گزرا ہوا زمانہ، ماضی. لات و منات: قدیم عرب کے مشہور بت، مراد فن کے وہی پرانے طریقے، جن میں نیا پن نہیں. مرقد: آرام کی جگہ، قبر. شبستاں: رات گزارنے کی جگہ.

اقبالؔ

فِردوس میں رُومیؔ سے یہ کہتا تھا سنائیؔ
مشرق میں ابھی تک ہے وہی کاسہ، وہی آش
حلّاج کی لیکن یہ روایت ہے کہ آخر
اک مردِ قلندر نے کِیا رازِ خودی فاش!

رُومی: مشہور صوفی شاعر مولانا جلال الدین محمد رومی جن کی مثنوی کو فارسی زبان کا قرآن کہا گیا اور جن کا مزار قونیہ (ترکی) میں ہے (وفات ۶۷۲ھ/ ۴-۱۲۷۳ء)۔ سنائی: فارسی کے مشہور شاعر ابوالمجد مجدود بن آدم سنائی (وفات ۵۴۵ھ/ ۱۱۵۰ء)۔ ان کی مثنوی "حدیقۃ الحقیقۃ" بہت مشہور ہے۔ کاسہ: پیالہ۔ آش: شوربا۔ حلّاج: اپنے وقت کے بہت بڑے صوفی حسین بن منصور جنھوں نے "اَنا الحق" کا نعرہ لگایا جس پر علمائے وقت نے ان پر کفر کا فتویٰ لگا کر خلیفۂ بغداد مقتدر سے انھیں پھانسی دلوادی۔ ان کی ولادت صوبہ فارس کے ایک قصبہ میں تقریباً ۲۴۴ھ/ ۸۵۸ء میں اور وفات چوتھی صدی ہجری میں ہوئی۔ مردِ قلندر: عشقِ حقیقی کے جذبہ سے سرشار آدمی، یہاں مراد خود علامہ اقبال ہیں۔

فنونِ لطیفہ

اے اہلِ نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شَے کی حقیقت کو نہ دیکھے، وہ نظر کیا

مقصودِ ہُنر سوزِ حیاتِ ابدی ہے
یہ ایک نفَس یا دو نفَس مثلِ شرَر کیا

جس سے دلِ دریا مُتلاطم نہیں ہوتا
اے قطرۂ نَیساں وہ صدَف کیا، وہ گُہر کیا

شاعر کی نوا ہو کہ مُغنّی کا نفَس ہو
جس سے چمن اَفسردہ ہو وہ بادِ سحَر کیا

بے مُعجزہ دُنیا میں اُبھرتی نہیں قومیں
جو ضربِ کلیمی نہیں رکھتا وہ ہُنر کیا!

فنونِ لطیفہ: عمدہ فن Fine Arts. ذوقِ نظر: اچھی خوبصورت چیزوں کو دیکھنے کا فطری مذاق. سوزِ حیات: زندگی کی حرارت، جذبوں کا جوش. مثلِ شرر: چنگاری کی مانند، مراد عارضی، وقتی. متلاطم: طوفانی. قطرۂ نیساں: بہار کی بارش کا وہ قطرہ جو سیپی کے منہ میں پڑ کر موتی بن جاتا ہے. صدف: سیپی. نوا: آواز، مراد شاعری. مُغنّی: گانے والا. نفَس: سانس، ہوا. بادِ سحر: صبح کی ہوا. مُعجزہ: مراد انتہائی غیر معمولی اور اہم کارنامہ. ضربِ کلیمی: حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ نے دریائے نیل پر اپنا عصا مار کر اسے دو ٹکڑے کر دیا۔ پھر وہ عصا فرعون کے دربار میں جادوگروں کے سانپوں کو اژدہا بن کر کھا گیا۔ یہاں مراد معجزے کی سی قوت.

صُبحِ چمن

پھول

شاید تُو سمجھتی تھی وطن دُور ہے میرا
اے قاصدِ اَفلاک! نہیں، دُور نہیں ہے

شبنم

ہوتا ہے مگر محنتِ پرواز سے روشن
یہ نکتہ کہ گردُوں سے زمیں دُور نہیں ہے

صبح

مانندِ سحر صحنِ گُلستاں میں قدم رکھ
آئے تہِ پا گوہرِ شبنم تو نہ ٹُوٹے
ہو کوہ و بیاباں سے ہم آغوش، ولیکن
ہاتھوں سے ترے دامنِ افلاک نہ چُھوٹے!

قاصدِ افلاک: آسمانوں کا پیغام پہنچانے والا. نکتہ: لطیف یا گہری بات. گردُوں: آسمان. تہِ پا: پاؤں کے نیچے. گوہرِ شبنم: شبنم کا موتی، مراد شبنم کا قطرہ. بیاباں: ویرانہ. ہم آغوش: بغل گیر، گلے ملنے کی حالت. دامنِ افلاک: آسمانوں کا پلّو، مراد آسمانی یا بلندی کی فضا.

خاقانیؔ

وہ صاحبِ 'تحفۃ العراقین'
اربابِ نظر کا قُرّۂ العین

ہے پردہ شگاف اُس کا اِدراک
پردے ہیں تمام چاک در چاک

خاموش ہے عالَمِ معانی
کہتا نہیں حرفِ 'دلنِ ترانی'!

پوچھ اس سے یہ خاک داں ہے کیا چیز
ہنگامۂ این و آں ہے کیا چیز

وہ محرمِ عالَمِ مکافات
اک بات میں کہہ گیا ہے سَو بات

''خود بوے چنیں جہاں تواں بُرد
کابلیس بماند و بُوالبشر مُرد!''

خاقانیؔ: فارسی کا مشہور شاعر افضل الدین ابراہیم بن علی شروانی، تخلص خاقانی۔ تبریز کے مقام پر ۱۱۸۶ء میں فوت

ہوا۔ حضور اکرمؐ کی نعتیں بڑی دل سوزی سے لکھی ہیں۔ اِسی بنا پر اُسے "حسان العجم" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے. صاحب "تحفۃ العراقین": جس نے مثنوی تحفۃ العراقین لکھی۔ مراد خاقانی۔ خاقانی کی اِس مثنوی کو بہت شہرت حاصل ہے۔ خاقانی نے ۵۲۹ھ/۴-۱۱۷۳ء حج کے لیے مکّہ کا سفر کیا اور واپسی پر اس نے یہ مثنوی لکھی۔ اِس مثنوی میں خاقانی نے اپنے عراقِ عجم اور عراقِ عرب کے سفر کا حال بیان کیا ہے. قُرۃ العین: آنکھوں کی ٹھنڈک. پردۂ شگاف: پردے کو پھاڑنے والا، مراد کائنات کے رازوں کو جاننے اور بتانے والا. چاک در چاک: پوری طرح پھٹے ہوئے، مراد کوئی بھی راز اس سے پوشیدہ نہیں ہے. عالمِ معانی: حقیقت کی دنیا، آخرت کی دنیا. "لن ترانی": "لَن تَرانی" (تو مجھے نہیں دیکھ سکتا) اشارہ ہے اس ارشادِ خداوندی کی طرف جو حضرت موسیٰؑ کو جواباً فرمایا. خاک داں: مٹی کوڑا پھینکنے کی جگہ، مراد دنیا. ہنگامہ: شور، غل، بھیڑ. اِین و آں: یہ اور وہ، یعنی یہ دنیا. محرم: رازوں سے واقف. عالمِ مُکافات: عُقبیٰ، حقیقت کی دنیا جہاں ہر انسان کو اس کے عمل کی جزا یا سزا ہوگی. ☆ اِس قسم کی دنیا، جہاں شیطان تو رہ گیا اور آدم مر گیا، کی بولی جا سکتی ہے، مراد ایسی دنیا کے رازوں سے واقفیت ضروری ہے جس میں شیطانی کھیل تو جاری ہیں لیکن انسانیت ختم ہو گئی ہے۔

رُومی

غلَط نِگر ہے تری چشمِ نیم باز اب تک
ترا وجود ترے واسطے ہے راز اب تک

ترا نیاز نہیں آشنائے ناز اب تک
کہ ہے قیام سے خالی تری نماز اب تک

گُسستہ تار ہے تیری خودی کا ساز اب تک
کہ تُو ہے نغمۂ رُومی سے بے نیاز اب تک!

رُومی: مولانا جلال الدین رومی. غلط نگر: غلط دیکھنے والی. چشم نیم باز: اَدھ کھلی آنکھ. نیاز: ضرورت، مراد غلامی. آشنا: واقف. ناز: فخر، مراد بے پروائی اور آزادی. قیام: نماز میں کھڑے ہونے کی حالت. گُسستہ تار: جس کے تار ٹوٹے ہوئے ہوں. نغمۂ رومی: مراد رومی کی شاعری.

جدّت

دیکھے تُو زمانے کو اگر اپنی نظر سے
اَفلاک منوّر ہوں ترے نورِ سحر سے

خورشید کرے کسبِ ضیا تیرے شَرر سے
ظاہر تری تقدیر ہو سیمائے قمر سے

دریا متلاطم ہوں تری موجِ گہر سے
شرمندہ ہو فطرت ترے اعجازِ ہُنر سے

اَغیار کے اَفکار و تخیل کی گدائی!
کیا تجھ کو نہیں اپنی خودی تک بھی رسائی؟

جدّت: نیا پن. منوّر: روشن. نورِ سحر: صبح کی روشنی. کسبِ ضیا: روشنی حاصل کرنے کا عمل. سیمائے قمر: چاند کی پیشانی. متلاطم: طوفانی. موجِ گہر: موتی کی لہر، موتی کی چمک کو موج کہا ہے. اعجاز: کرشمہ، کرامت، معجزہ. اَغیار: غیر کی جمع، دوسرے لوگ، دوسری قومیں. تخیل: خیال میں لانا، خیالات. گدائی: بھیک.

مرزا بیدلؔ

ہے حقیقت یا مری چشمِ غلط بیں کا فساد
یہ زمیں، یہ دشت، یہ کُہسار، یہ چرخِ کبود

کوئی کہتا ہے نہیں ہے، کوئی کہتا ہے کہ ہے
کیا خبر، ہے یا نہیں ہے تیری دُنیا کا وجود!

میرزا بیدلؔ نے کس خوبی سے کھولی یہ گرہ
اہلِ حکمت پر بہت مشکل رہی جس کی کشود

"دل اگر میداشت وسعت بے نشاں بود ایں چمن
رنگِ مے بیروں نشست از بسکہ مینا تنگ بود"

بیدل: برصغیر کا مشہور فارسی شاعر میرزا عبدالقادر عظیم آبادی۔ ولادت ۱۰۵۴ھ/ ۱۶۴۴ء، وفات دہلی میں ۱۱۳۳ھ/ ۱۷۲۱ء میں ہوئی، جہاں وہ مستقل طور پر آباد ہو گئے تھے۔ غلط بیں: غلط دیکھنے والی۔ کہسار: کوہ سار، ایسی جگہ جہاں بہت پہاڑ ہوں۔ چرخِ کبود: نیلا آسمان۔ اہلِ حکمت: عقل و دانش والے لوگ۔ کشود: حل، کھلنے کا عمل۔ ☆ اگر دل میں وسعت ہوتی تو یہ چمن یعنی دنیا کا کوئی وجود نہ ہوتا، صراحی، یعنی دل، بہت ہی تنگ تھی جس کے سبب شراب کا رنگ باہر ہی نمایاں ہو گیا۔

جلال و جمال

مِرے لیے ہے فقط زورِ حیدری کافی
ترے نصیب فلاطُوں کی تیزیِ اِدراک

مِری نظر میں یہی ہے جمال و زیبائی
کہ سر بسجدہ ہیں قُوّت کے سامنے اَفلاک

نہ ہو جلال تو حُسن و جمال بے تاثیر
نِرا نفَس ہے اگر نغمہ ہو نہ آتش ناک

مجھے سزا کے لیے بھی نہیں قبول وہ آگ
کہ جس کا شعلہ نہ ہو تُند و سرکش و بے باک!

جلال: رعب و دبدبہ، اللہ کی ایک صفت. زورِ حیدری: حیدرِ کرارؓ (حضرت علیؓ) کا سا زور، عظیم قوت جو باطل سے ٹکرا کر اسے فنا کر دے. تیزیِ ادراک: شعور کی تیزی، مشکل بات کو فوراً سمجھ جانا. زیبائی: خوبصورتی، حُسن. سر بسجدہ: سجدے میں سر جھکائے ہوئے. بے تاثیر: جس کا کوئی اثر نہ ہو. نِرا: محض، صِرف. نفس: سانس، مراد ہوا. آتش ناک: آگ والا، مراد جو دلوں میں حرارت پیدا کر دے. تند: تیز، سخت. سرکش: مراد تیز اور اونچا. بے باک: بے خوف، شوخ مراد تیز (شعلہ).

مُصوّر

کس درجہ یہاں عام ہُوئی مرگِ تخیل
ہندی بھی فرنگی کا مقلّد، عجمی بھی!

مجھ کو تو یہی غم ہے کہ اس دَور کے بہزاد
کھو بیٹھے ہیں مشرق کا سرُورِ ازَلی بھی

معلوم ہیں اے مردِ ہُنر تیرے کمالات
صنعت تجھے آتی ہے پُرانی بھی، نئی بھی

فطرت کو دِکھایا بھی ہے، دیکھا بھی ہے تُو نے
آئینۂ فطرت میں دِکھا اپنی خودی بھی!

مرگ: مَوت. تخیل: خیال میں لانا، ذہن میں آئے ہوئے کسی نئے خیال کو لفظوں کی صورت دینا. ہندی: ہندوستان کا رہنے والا. فرنگی: یورپ کا رہنے والا، انگریز. مُقلّد: پیروی کرنے والا. عجمی: غیر عرب؛ ایران، افغانستان وغیرہ کا آدمی. بہزاد: بہ + زاد = اچھی نسل والا مراد مصوّر۔ یہاں اشارہ ہے ایران کے مشہور مصور اور نقاش کمال الدین بہزاد کی طرف جو تیموری خاندان کے آخری بادشاہ سلطان ابوالحسین غازی کے دربار سے وابستہ تھا، بعد میں وہ صفوی دربار سے وابستہ ہوا۔ وفات مقام تبریز ۱۶ ویں صدی عیسوی. سرورِ ازلی: ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی روحانی مسرّت. مردِ ہُنر: فن کا آدمی، فنکار۔ (Artist). آئینۂ فطرت: قدرت کا آئینہ، مناظرِ فطرت.

سرودِ حلال

کھل تو جاتا ہے مُغنّی کے بم و زیر سے دل
نہ رہا زندہ و پائندہ تو کیا دل کی کشود!
ہے ابھی سینۂ اَفلاک میں پنہاں وہ نوا
جس کی گرمی سے پگھل جائے ستاروں کا وجود
جس کی تاثیر سے آدم ہو غم و خوف سے پاک
اور پیدا ہو ایازی سے مقامِ محمود
مہ و انجم کا یہ حیرت کدہ باقی نہ رہے
تُو رہے اور ترا زمزمۂ لا موجود
جس کو مشروع سمجھتے ہیں فقیہانِ خودی
منتظر ہے کسی مُطرِب کا ابھی تک وہ سرود!

سرودِ حلال: ایسی موسیقی جس کا سننا جائز ہو، یعنی جسے سُن کر روح میں تازگی آئے. دل کھل جانا: دل خوش ہونا، ایسی بات جس سے دل میں تازگی پیدا ہو. مغنّی: گانے والا، موسیقار. بم و زیر: اونچی اور نیچی لَے اُسُر.
سینۂ افلاک: آسمانوں کا سینہ، بلند فضاؤں میں. نوا: آواز، مراد نغمہ. ایازی: یعنی غلام ہونا۔ ایاز محمود غزنوی کا محب غلام تھا. مقامِ محمود: محمود کا مرتبہ، مراد بہت بڑی عظمت. حیرت کدہ: حیرت کا گھر، مراد یہ کائنات جس کے مختلف مظاہر دیکھ کر انسان حیرت میں کھو جاتا ہے. زمزمۂ: گیت. لا موجود: اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں.
مشروع: وہ بات جو شرع کے مطابق جائز ہو. فقیہانِ خودی: خودی کے قاضی. مُطرب: گانے والا. سُرود: گیت، ترانہ.

سرودِ حرام

نہ میرے ذکر میں ہے صُوفیوں کا سوز و سُرور
نہ میرا فکر ہے پیمانۂ ثواب و عذاب
خدا کرے کہ اُسے اتّفاق ہو مجھ سے
فقیہِ شہر کہ ہے محرمِ حدیث و کتاب
اگر نَوا میں ہے پوشیدہ موت کا پیغام
حرام میری نگاہوں میں نائے و چنگ و رباب!

•

فوّارہ

یہ آبجو کی روانی، یہ ہمکناریِ خاک
مِری نگاہ میں ناخوب ہے یہ نظّارہ
اُدھر نہ دیکھ، اِدھر دیکھ اے جوانِ عزیز
بلند زورِ دروں سے ہُوا ہے فوّارہ

سرودِ حرام: ایسا گانا جسے سن کر دل و روح افسردہ ہو جائیں. ذِکر: خدا کی یاد. سوز و سرور: عشقِ الٰہی کا جذبہ اور نشہ. پیمانہ: ناپنے یعنی جانچنے کا آلہ. فقیہِ شہر: شہر کا قاضی. حدیث: بات، مراد حضور اکرمؐ کی حدیث کا علم. کتاب: مراد قرآن کریم. نائے: بانسری. چنگ: ایک قسم کا باجا. رباب: ایک قسم کی سارنگی.

فوارہ: تالاب میں لگا ہوا اونچا پائپ جس میں سے پانی اوپر کو اُچھلتا ہے. آبجو: ندی. روانی: پانی کے بہنے کی حالت. ہمکناری: بغل گیر ہونے یعنی ساتھ رہنے / چلنے کی حالت. ناخوب: جو اچھا نہ ہو، بُرا. زورِ دروں: اندر کی قوت.

شاعر

مشرق کے نَیستاں میں ہے محتاجِ نفَس نَے
شاعر! ترے سینے میں نفَس ہے کہ نہیں ہے

تاثیرِ غلامی سے خودی جس کی ہُوئی نرم
اچھی نہیں اُس قوم کے حق میں عجمی نَے

شیشے کی صُراحی ہو کہ مٹّی کا سبو ہو
شمشیر کی مانند ہو تیزی میں تری مے

ایسی کوئی دُنیا نہیں اَفلاک کے نیچے
بے معرکہ ہاتھ آئے جہاں تختِ جم و کے

ہر لحظہ نیا طُور، نئی برقِ تجلّی
اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے!

نیستاں: نَے + ستاں = بانس کا جنگل محتاجِ نفس: جسے سانس کی ضرورت ہو۔ نَے: بانسری۔ عجمی نَے: مراد ایران کی فارسی شاعری جس میں گُل و بلبل کی اور دوسری فرضی باتیں اور کہانیاں ہیں۔ سبو: پیالہ۔ شمشیر: تلوار۔ بے معرکہ: جنگ اور لڑائی کے بغیر، مراد سخت جدوجہد کے بغیر۔ ہاتھ آنا: حاصل ہونا، قابو آنا۔ تختِ جم و کے: جمشید اور کیخسرو / کیقباد کا تخت، مراد زبردست قوت و غلبہ یا عظیم حکومت و سلطنت (جمشید، کے خسرو اور کیقباد ایران کے، قبل از اسلام کے، عظیم بادشاہ تھے، ویسے "کے" سب سے بڑے بادشاہ کا لقب تھا)۔ ہر لحظہ: ہر پَل، ہر لمحہ، ہر وقت۔ طُور: وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰؑ کو خدا کا جلوہ نظر آیا تھا۔ برقِ تجلّی: خدائی جلوے کی زوردار چمک جسے دیکھ کر حضرت موسیٰؑ بے ہوش ہو گئے تھے۔ مرحلۂ شوق: عشقِ حقیقی کی منزل۔

شعرِ عجم

ہے شعرِ عجم گرچہ طرَب ناک و دل آویز
اس شعر سے ہوتی نہیں شمشیرِ خودی تیز

افسردہ اگر اس کی نوا سے ہو گُلستاں
بہتر ہے کہ خاموش رہے مُرغِ سحَر خیز

وہ ضرب اگر کوہ شکن بھی ہو تو کیا ہے
جس سے مُتزلزل نہ ہُوئی دولتِ پرویز

اقبالؔ یہ ہے خارہ تراشی کا زمانہ
'از ہرچہ بآئینہ نمایند بہ پرہیز'

شعرِ عجم: مراد ایرانی / فارسی شاعری. طرب ناک: خوشی اور مسرّت سے پُر. دل آویز: دل کو بھانے والی / والا. اَفسردہ: بُجھا ہوا، مراد مُرجھایا ہوا. مرغِ سحر خیز: صبح اٹھنے یعنی چہچہانے والا پرندہ. کوہ شکن: پہاڑ توڑ ڈالنے والی. متزلزل: ڈگمگانے یا ہل جانے والی. دولتِ پرویز: پرویز کی حکومت۔ خسرو پرویز ایران کا بادشاہ تھا۔ شیریں اس کی بیوی تھی جس پر فرہاد عاشق تھا۔ فرہاد نے اسی کے کہنے پر کوہِ بیستوں کو کھودا، لیکن شیریں پھر بھی اسے نہ مل سکی۔ یہاں اسی طرف اشارہ ہے. خارہ تراشی: پتھر تراشنے کا عمل، مراد سخت کوشش، جدوجہد (صحیح املا: خارا). ☆ جو کچھ بھی تجھے آئینے میں دکھایا جائے اس سے بچ، یعنی حقیقت پر نظر کر۔

ہُنر ورانِ ہند

عشق و مستی کا جنازہ ہے تخیل ان کا
ان کے اندیشۂ تاریک میں قوموں کے مزار
موت کی نقش گری ان کے صَنم خانوں میں
زندگی سے ہُنر ان برہمنوں کا بیزار
چشمِ آدم سے چُھپاتے ہیں مَقاماتِ بلند
کرتے ہیں رُوح کو خوابیدہ، بدن کو بیدار
ہند کے شاعر و صُورت گر و افسانہ نویس
آہ، بیچاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار!

ہنروران: ہُنر ور کی جمع، فن کار Artist. اندیشۂ تاریک: ایسی فکر یا ایسا تخیل جس سے جذبوں میں بیداری نہ آئے. نقش گری: نقاشی کا کام یعنی مُصوّری. صنم خانہ: بت خانہ مراد Art House. برہمن: ہندوؤں کا مذہبی پیشوا. مقاماتِ بلند: اعلیٰ درجے کے مرتبے. خوابیدہ: سوئی ہوئی، جس میں تازگی نہ ہو. بیدار: جاگی ہوئی. صورت گر: تصویر بنانے والا، مُصور. اَعصاب: جمع عَصب، پٹھے، رگیں.

مردِ بزرگ

اُس کی نفرت بھی عمیق، اُس کی محبت بھی عمیق
قہر بھی اُس کا ہے اللہ کے بندوں پہ شفیق

پرورش پاتا ہے تقلید کی تاریکی میں
ہے مگر اُس کی طبیعت کا تقاضا تخلیق

انجمن میں بھی مُیَسّر رہی خَلوَت اُس کو
شمعِ محفل کی طرح سب سے جُدا، سب کا رفیق

مثلِ خورشیدِ سحر فکر کی تابانی میں
بات میں سادہ و آزادہ، معانی میں دقیق

اُس کا اندازِ نظر اپنے زمانے سے جُدا
اُس کے احوال سے محرم نہیں پیرانِ طریق

مردِ بزرگ: عظیم انسان، مراد مردِ مومن. عمیق: گہری، شدید. قہر: سختی، غضب. شفیق: جس میں شفقت ہو، مہربانی کرنے والا. تقلید: پیروی. تخلیق: کوئی نئی بات پیدا کرنا. انجمن: بزم، محفل. خلوت: تنہائی. رفیق: ساتھی. شمعِ محفل: محفل کی شمع، جو الگ رہ کر جلتی اور محفل کو روشن رکھتی ہے. تابانی: روشنی، چمک. معانی: جمع معنی، مطالب. دَقیق: گہرا، باریک، نازک. محرم: واقف حال. پیرانِ طریق: طریقت کے بزرگ.

عالَمِ نَو

زندہ دل سے نہیں پوشیدہ ضمیرِ تقدیر
خواب میں دیکھتا ہے عالَمِ نَو کی تصویر

اور جب بانگِ اذاں کرتی ہے بیدار اُسے
کرتا ہے خواب میں دیکھی ہُوئی دُنیا تعمیر

بدن اس تازہ جہاں کا ہے اُسی کی کفِ خاک
رُوح اِس تازہ جہاں کی ہے اُسی کی تکبیر

عالمِ نَو: نئی دنیا، نئی کائنات. ضمیر: باطن، دل. بانگ: آواز. تازہ جہاں: نئی دنیا. کفِ خاک: مراد جسم. تکبیر: اللہ کی بڑائی (اللہ اکبر).

ایجادِ معانی

ہر چند کہ ایجادِ معانی ہے خداداد
کوشش سے کہاں مردِ ہُنر مند ہے آزاد!

خونِ رگِ معمار کی گرمی سے ہے تعمیر
میخانۂ حافظؔ ہو کہ بُتخانۂ بہزادؔ

بے محنتِ پیہم کوئی جوہر نہیں کُھلتا
روشن شرَرِ تیشہ سے ہے خانۂ فرہاد!

ایجادِ معانی: شاعری میں نئے مضمون پیدا کرنا. خداداد: خدا کی دی ہوئی. مردِ ہُنر مند: فن کار. معمار: بنانے والا، مراد شاعر، مُصور. میخانۂ حافظ: حافظ شیرازی کی شاعری، ایران کا مشہور شاعر. بتخانۂ بہزاد: مراد ایرانی مُصور بہزاد کی تصویروں کا مجموعہ. محنتِ پیہم: لگاتار محنت. جوہر کُھلنا: خوبیاں اور اہلیتیں ظاہر ہونا. شرر: چنگاری. تیشہ: پتھر توڑنے کا اوزار. فرہاد: شیریں کا عاشق جس نے پہاڑ کھودا تھا. غزل سرا: غزل گانے والا.

موسیقی

وہ نغمہ سردیِ خونِ غزل سرا کی دلیل
کہ جس کو سُن کے ترا چہرہ تاب ناک نہیں
نوا کو کرتا ہے موجِ نفَس سے زہر آلُود
وہ نَے نواز کہ جس کا ضمیر پاک نہیں
پھرا میں مشرق و مغرب کے لالہ زاروں میں
کسی چمن میں گریبانِ لالہ چاک نہیں

ذوقِ نظر

خودی بلند تھی اُس خوں گرفتہ چینی کی
کہا غریب نے جلّاد سے دمِ تعزیر
ٹھہَر ٹھہَر کہ بہت دِل کُشا ہے یہ منظر
ذرا میں دیکھ تو لوں تاب ناکیِ شمشیر!

سردیِ خون: ٹھنڈے جذبات، جوش اور جذبہ کی گرمی سے خالی. موجِ نفس: سانس کی لہر. نَے نواز: بانسری بجانے والا. ضمیر: باطن، دل. لالہ زار: مراد شہر. لالہ: مراد فن کار.

ذوقِ نظر: کسی چیز کو دیکھنے کا عمدہ مذاق. خوں گرفتہ چینی: سزا کے طور پر قتل کیے جانے والا چینی۔ غالباً اشارہ ہے چینی شاعر 'کی کان' کی طرف (۳۰۰۔۴۰۰ء) جسے ناانصافی کے ساتھ قتل کیا گیا، لیکن اس کا پختہ ارادہ اس سزا کے آگے کمزور نہ ہوا. دمِ تعزیر: سزا کے وقت. تاب ناکی: چمک.

شعر

مَیں شعر کے اَسرار سے مَحرم نہیں لیکن
یہ نُکتہ ہے، تاریخِ اُمم جس کی ہے تفصیل
وہ شعر کہ پیغامِ حیاتِ ابدی ہے
یا نغمۂ جبریل ہے یا بانگِ سرافیل!

رقص و موسیقی

شعر سے روشن ہے جانِ جبرئیل و اَہرمن
رقص و موسیقی سے ہے سوز و سُرورِ انجمن
فاش یوں کرتا ہے اک چینی حکیم اَسرارِ فن
شعر گویا رُوحِ موسیقی ہے، رقص اس کا بدن!

اَسرار: بھید. مَحرم: واقف. حیاتِ ابدی: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی. نغمۂ جبریل: حضرت جبرئیل کا ترانہ اوحی. بانگِ سرافیل: فرشتہ اسرافیلؑ کے صُور پھونکنے کی آواز جس سے مُردے قیامت کے روز زندہ ہوں گے.

رقص: ناچ. اَہرمن: شیطان. فاش: ظاہر. چینی حکیم: چین کا فلسفی، اشارہ ہے کنفیوشس کی طرف جس نے شاعری، موسیقی اور ناچ کے ذریعے چینی عوام کو تعلیم دی۔ ۴۶۹ قبل مسیح میں فوت ہوا. اسرارِ فن: فن کی باریکیاں.

ضبط

طریقِ اہلِ دُنیا ہے گلہ شکوہ زمانے کا
نہیں ہے زخم کھا کر آہ کرنا شانِ درویشی
یہ نُکتہ پیرِ دانا نے مجھے خَلوَت میں سمجھایا
کہ ہے ضبطِ فُغاں شیری، فُغاں رُوباہی و میشی!

رقص

چھوڑ یورپ کے لیے رقصِ بدن کے خم و پیچ
رُوح کے رقص میں ہے ضربِ کلیم اللّٰہی!
صِلہ اُس رقص کا ہے تشنگیِ کام و دہن
صِلہ اِس رقص کا درویشی و شاہنشاہی!

طریق: طریقہ. ضبطِ فُغاں: آہ وزاری روکنے کی حالت. شیری: دلیری. فُغاں: آہ وزاری. رُوباہی: مکاری. میشی: بزدلی.

رقص بدن: جسم کا تھرکنا. خم و پیچ: ٹیڑھی سیدھی چال. ضربِ کلیم اللّٰہی: حضرت موسیٰؑ کے عصا کی سی چوٹ.
صلہ: بدلہ، انعام. تشنگی: پیاس. کام و دہن: حلق اور منہ.

سیاسیاتِ مشرق و مغرب

اِشتراکیت

قوموں کی روِش سے مجھے ہوتا ہے یہ معلوم
بے سُود نہیں رُوس کی یہ گرمیِ رفتار

اندیشہ ہُوا شوخیِ اَفکار پہ مجبور
فرسُودہ طریقوں سے زمانہ ہُوا بیزار

انساں کی ہوَس نے جنھیں رکّھا تھا چُھپا کر
کھلتے نظر آتے ہیں بتدریج وہ اَسرار

قُرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلماں
اللہ کرے تجھ کو عطا جدّتِ کردار

جو حرفِ 'قُلِ العَفو' میں پوشیدہ ہے اب تک
اس دَور میں شاید وہ حقیقت ہو نمودار!

اِشتراکیت: سوشلزم، اس نظام کے مطابق ملک کی آمدنی میں سب کا برابر کا حصہ ہے. روِش: طور طریقہ. بے سُود: بے فائدہ. گرمی رفتار: پکے ارادے والا طریقہ. اندیشہ: سوچ فکر. شوخیِ افکار: خیالات کی دل کشی. فرسودہ: گھِسا پٹا. بتدریج: آہستہ آہستہ. غوطہ زن: غوطہ لگانا، مراد بہت غور سے پڑھنا. جدّتِ کردار: عمل اور جدوجہد میں نیا پن. ''قُلِ العَفو'': قرآنی آیت کا ٹکڑا جس میں حضور اکرمؐ سے فرمایا گیا ہے: لوگ آپؐ سے پوچھتے ہیں کہ خدا کی راہ میں کتنا خرچ کریں آپ کہہ دیجیے جتنا تمھارا اخراجات سے بچ جائے. پوشیدہ: چُھپا ہوا. نمودار: ظاہر.

کارل مارکس کی آواز

یہ علم و حکمت کی مُہرہ بازی، یہ بحث و تکرار کی نمائش
نہیں ہے دُنیا کو اب گوارا پُرانے اَفکار کی نمائش

تِری کتابوں میں اے حکیمِ معاش رکّھا ہی کیا ہے آخر
خطوطِ خم دار کی نمائش، مریز و کج دار کی نمائش

جہانِ مغرب کے بُت کدوں میں، کلیساؤں میں، مدرسوں میں
ہوَس کی خوں ریزیاں چُھپاتی ہے عقلِ عیّار کی نمائش

کارل مارکس: سوشلزم کا بانی، جرمنی کا یہودی سوشلسٹ جس نے ۱۴ مارچ ۱۸۸۳ء میں وفات پائی. مُہرہ بازی: مغالطہ پیدا کرنے والی چالیں. گوارا: جو پسند آئے. پُرانے افکار: ایسے خیالات جو موجودہ حالات کے لیے مناسب نہیں. حکیمِ معاش: اقتصادی امور سے متعلق علم کا عالم. خطوطِ خمدار: مراد وہ نقشہ جو کسی کام انظام کی ترقی کا پتا دیتا ہے. مریز و کج دار: مراد پروپیگنڈا یہ کرو کہ بہت کچھ دے رہے ہیں لیکن دو کچھ بھی نہیں. کلیسا: عیسائی مذہبی ادارہ. خونریزی: خون بہانا. عیار: دھوکے باز.

اِنقلاب

نہ ایشیا میں نہ یورپ میں سوز و سازِ حیات
خودی کی موت ہے یہ، اور وہ ضمیر کی موت
دِلوں میں ولولۂ انقلاب ہے پیدا
قریب آ گئی شاید جہانِ پیر کی موت!

خوشامد

مَیں کارِ جہاں سے نہیں آگاہ، ولیکن
اربابِ نظر سے نہیں پوشیدہ کوئی راز
کر تُو بھی حکومت کے وزیروں کی خوشامد
دستور نیا، اور نئے دَور کا آغاز
معلوم نہیں ہے یہ خوشامد کہ حقیقت
کہہ دے کوئی اُلّو کو اگر 'رات کا شہباز'!

سوز و سازِ حیات: زندگی کا جوش و جذبہ. وَلولہ: جوش. جہانِ پیر: بہت قدیم دُنیا.

کارِ جہاں: دُنیا کے معاملات. آگاہ: واقف. اربابِ نظر: بصیرت رکھنے والے. پوشیدہ: چُھپا ہوا. دستور: قانون، طریقہ.

مناصِب

ہُوا ہے بندۂ مومن فسونیِ اَفرنگ
اسی سبب سے قلندر کی آنکھ ہے نم ناک

ترے بلند مناصِب کی خیر ہو، یا رب!
کہ ان کے واسطے تُو نے کِیا خودی کو ہلاک

مگر یہ بات چُھپائے سے چُھپ نہیں سکتی
سمجھ گئی ہے اسے ہر طبیعتِ چالاک

شریکِ حکم غلاموں کو کر نہیں سکتے
خریدتے ہیں فقط اُن کا جوہرِ اِدراک!

مناصب: منصب کی جمع، مرتبے. فسونیِ افرنگ: انگریزوں کے جادو کا شکار. قلندر: مومن. طبیعت چالاک: مراد شعور رکھنے والی طبیعت. شریکِ حکم: مراد حکومت میں ساتھ رکھنا. جوہرِ ادراک: فہم اور عقل کی اہلیت.

یورپ اور یہود

یہ عیشِ فراواں، یہ حکومت، یہ تجارت
دِل سینۂ بے نُور میں محرومِ تسلّی
تاریک ہے افرنگ مشینوں کے دُھویں سے
یہ وادیِ اَیمن نہیں شایانِ تجلّی
ہے نَزع کی حالت میں یہ تہذیبِ جواں مرگ
شاید ہوں کلیسا کے یہودی مُتولّی!

فراواں: بہت. مشینوں کا دُھواں: یعنی مادی خواہشات اور ضرورتوں میں کھوئے رہنے کی تاریکی. وادیِ ایمن: وہ پہاڑی جگہ جہاں حضرت موسیٰؑ نے خدا کا جلوہ دیکھا، یہاں یہودیوں کے حوالے سے یورپ کو کہا ہے. شایانِ تجلّی: جلوے کے لائق. نزع: مرنے کے قریب کی حالت. تہذیب جواں مرگ: جوانی ہی میں مر جانے والی تہذیب. متولّی: گدی نشین.

نفسیاتِ غلامی

شاعر بھی ہیں پیدا، عُلما بھی، حُکما بھی
خالی نہیں قوموں کی غلامی کا زمانہ

مقصد ہے ان اللہ کے بندوں کا مگر ایک
ہر ایک ہے گو شرحِ معانی میں یگانہ

'بہتر ہے کہ شیروں کو سِکھا دیں رمِ آہُو
باقی نہ رہے شیر کی شیری کا فسانہ'

کرتے ہیں غلاموں کو غلامی پہ رضامند
تاویلِ مسائل کو بناتے ہیں بہانہ

نفسیات: مراد ذہنیت. عکما: جمع عالم. حُکما: جمع حکیم، دانا، فلسفی. شرحِ معانی: معنوں یا حقیقتوں کو کھول کر بیان کرنا. یگانہ: بے مثال. رمِ آہُو: ہرن کا ڈر کر بھاگنا، مراد بزدلی. شیر: مراد آزاد قوم. شیری: دلیری، آزادی. تاویل: اصل مطلب سے ہٹ کر دوسرا اور غلط مطلب لینا. مسائل: جمع مسئلہ.

بلشویک رُوس

رَوِش قضائے الٰہی کی ہے عجیب و غریب
خبر نہیں کہ ضمیرِ جہاں میں ہے کیا بات
ہُوئے ہیں کسرِ چلیپا کے واسطے مامور
وہی کہ حِفظِ چلیپا کو جانتے تھے نجات

یہ وَحی دہریتِ رُوس پر ہُوئی نازل
کہ توڑ ڈال کلیسائیوں کے لات و منات!

بلشویک: خدا کے وجود کا منکر، دہریہ، یہ ایک تحریک تھی جو روس میں چلی. **رَوِش:** طور طریقہ. **ضمیر:** باطن. **کسرِ چلیپا:** صلیب یعنی عیسائیت کی توڑ پھوڑ. **مامور:** حکم دیا گیا. **حفظِ چلیپا:** عیسائیت کی حفاظت. **دہریت:** خدا کو نہ ماننے کا عمل. **نازل:** اُتری. **کلیسائیوں کے لات و منات:** عیسائی مذہب کے دینی و مذہبی ادارے.

آج اور کل

وہ کل کے غم و عیش پہ کچھ حق نہیں رکھتا
جو آج خود اَفروز و جگر سوز نہیں ہے
وہ قوم نہیں لائقِ ہنگامۂ فردا
جس قوم کی تقدیر میں اِمروز نہیں ہے!

خود افروز: اپنے آپ کو روشن کرنے والا یعنی اپنی خودی کو بلند کرنے والا. جگر سوز: بیحد جدوجہد کرنے والا.
ہنگامۂ فردا: مستقبل کی رونق مراد شاندار مستقبل. اِمروز: آج یعنی موجودہ زمانے کے تقاضوں کا احساس اور ان کے مطابق عمل کرنے کی کیفیت.

مشرق

مِری نوا سے گریبانِ لالہ چاک ہُوا
نسیمِ صُبح چمن کی تلاش میں ہے ابھی

نہ مصطفیٰ نہ رضا شاہ میں نمود اس کی
کہ رُوحِ شرق بدن کی تلاش میں ہے ابھی

مِری خودی بھی سزا کی ہے مستحق لیکن
زمانہ دار و رَسَن کی تلاش میں ہے ابھی

نوا: مراد شاعری. گریبانِ لالہ: لالہ کا گریبان مراد مسلمانوں کا گریبان. چاک ہوا: پھٹا، مراد اثر ہوا. مصطفیٰ: ترکی کے فرماں روا مصطفیٰ اتاترک (مصطفیٰ کمال پاشا) جنھوں نے انگریزوں سے ٹکر لے کر انھیں ترکی سے نکال دیا۔ وفات ۱۹۳۸ء. رضا شاہ: ایران کے بادشاہ رضا شاہ کبیر جنھوں نے ایران کو یورپ کی غلامی سے نجات دلائی، لیکن ان دونوں نے قوم کو مادیت کے چکر سے نہ نکالا. روحِ شرق: مشرق یعنی اہل مشرق یا مسلمان کی روحانی تربیت. دار و رسن: پھانسی اور رسّی، اشارہ ہے منصور حلاّج کی طرف جنھیں ''اَنا الحق'' کا نعرہ لگانے پر پھانسی دے دی گئی تھی.

سیاستِ افرنگ

تری حریف ہے یا رب سیاستِ افرنگ
مگر ہیں اس کے پجاری فقط امیر و رئیس
بنایا ایک ہی اِبلیس آگ سے تُو نے
بنائے خاک سے اُس نے دو صد ہزار ابلیس!

حریف: مقابلے پر آنے والی. سیاست افرنگ: یورپ کی سیاست. پجاری: پوجا کرنے والا. رئیس: سردار، بڑے بڑے لوگ. دو صد ہزار: مراد لاکھوں. ابلیس: مراد شیطانی کام کرنے والے.

خواجگی

دَورِ حاضر ہے حقیقت میں وہی عہدِ قدیم
اہلِ سجّادہ ہیں یا اہلِ سیاست ہیں اِمام

اس میں پیری کی کرامت ہے نہ میری کا ہے زور
سیکڑوں صدیوں سے خُوگر ہیں غلامی کے عوام

خواجگی میں کوئی مشکل نہیں رہتی باقی
پختہ ہو جاتے ہیں جب خوئے غلامی میں غلام!

خواجگی: آقا یا حاکم ہونا. دَورِ حاضر: آج کا زمانہ. عہدِ قدیم: پرانا زمانہ. اہلِ سجادہ: مراد پیر اور صوفی. اہلِ سیاست: سیاست دان. کرامت: پیروں کا ایسا کام جو عام آدمی کے بس کا نہ ہو، مراد غیر معمولی کام. پختہ: مضبوط. خوئے غلامی: غلامی کی عادت.

غلاموں کے لیے

حکمتِ مشرق و مغرب نے سِکھایا ہے مجھے
ایک نکتہ کہ غلاموں کے لیے ہے اِکسیر

دِین ہو، فلسفہ ہو، فقر ہو، سُلطانی ہو
ہوتے ہیں پختہ عقائد کی بِنا پر تعمیر

حرف اُس قوم کا بے سوز، عمل زار و زبوں
ہو گیا پختہ عقائد سے تہی جس کا ضمیر!

حکمت: دانائی، فلسفہ. اکسیر: بہت فائدہ مند. فقر: مادی دنیا کی بجائے روحانی دنیا سے عشق. عقائد: عقیدہ کی جمع، مذہبی یا غیر مذہبی خیالات. حرف: مراد باتیں. بے سوز: جذبوں کی حرارت سے خالی. زار و زبوں: ذلیل اور خوار. تہی: خالی.

اہلِ مِصر سے

خود ابوالہول نے یہ نکتہ سِکھایا مجھ کو
وہ ابوالہول کہ ہے صاحبِ اَسرارِ قدیم

دفعتہً جس سے بدل جاتی ہے تقدیرِ اُمَم
ہے وہ قُوّت کہ حریف اس کی نہیں عقلِ حکیم

ہر زمانے میں دِگرگُوں ہے طبیعت اس کی
کبھی شمشیرِ محمدؐ ہے، کبھی چوبِ کلیمؑ!

ابوالہول: قدیم زمانے کا ایک مصری بت جسے پہاڑ کاٹ کر بنایا گیا۔ کوئی اَسّی فٹ اونچا اور بڑا ہی ڈراؤنا ہے۔ اس کا جسم شیر کا اور چہرہ انسان کا ہے. صاحبِ اَسرارِ قدیم: پرانے بھید جاننے والا. حریف: مقابلہ کرنے والی. قوت: مراد جدوجہد اور جذبوں کی طاقت. تقدیرِ اُمم: قوموں کی تقدیر. عقلِ حکیم: دانا یا فلسفی کی عقل. دِگرگوں: اُلٹ پلٹ. شمشیرِ محمدؐ: حضور اکرمؐ کی تلوار، مراد حضور اکرمؐ کا لایا ہوا اسلامی انقلاب جس نے باطل قوتوں کو مٹا دیا. چوبِ کلیمؑ: حضرت موسیٰؑ کا عصا، جس سے حضرت موسیٰؑ کے معجزے وابستہ ہیں.

ابی سینیا

(۱۸/اگست ۱۹۳۵ء)

یورپ کے کرگسوں کو نہیں ہے ابھی خبر
ہے کتنی زہرناک ابی سینیا کی لاش
ہونے کو ہے یہ مُردۂ دیرینہ قاش قاش!
تہذیب کا کمال شرافت کا ہے زَوال
غارت گری جہاں میں ہے اقوام کی معاش
ہر گُرگ کو ہے بَرّۂ معصوم کی تلاش!
اے وائے آبروئے کلیسا کا آئنہ
روما نے کر دیا سرِ بازار پاش پاش
پیرِ کلیسیا! یہ حقیقت ہے دِلخراش!

ابی سینیا: ۱۸۔ اگست ۱۹۳۵ء کو اٹلی نے بلاوجہ حبشہ کے اس شہر پر حملہ کر دیا تھا، جس پر علامہ نے یہ قطعہ کہا. کرگس: گِدھ، مردار کھانے والا پرندہ. زہرناک: بہت زہریلی. مُردۂ دیرینہ: پرانا مُردہ، گدھ کے حوالے سے ابی سینیا کو کہا. قاش قاش / پاش پاش: ٹکڑے ٹکڑے. گُرگ: بھیڑیا، مراد ظالم. بَرّۂ معصوم: بکری کا بے گناہ بچہ، مراد مظلوم یعنی ابی سینیا. اے وائے: افسوس ہے. آبروئے کلیسا: یعنی عیسائیت کی عزت. روما: روم مراد اٹلی. سر بازار: بیچ بازار یعنی کھلے بازار. پیرِ کلیسیا: عیسائیت کے مذہبی رہنما. دل خراش: دل زخمی کرنے والی.

اِبلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام[1]

لا کر برہمنوں کو سیاست کے پیچ میں
زُنّاریوں کو دَیرِ کُہَن سے نکال دو

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
رُوحِ محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو

فکرِ عرَب کو دے کے فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

افغانیوں کی غیرتِ دِیں کا ہے یہ علاج
مُلّا کو اُن کے کوہ و دمن سے نکال دو

اہلِ حرم سے اُن کی روایات چھین لو
آہُو کو مرغزارِ خُتن سے نکال دو

اقبالؔ کے نفَس سے ہے لالے کی آگ تیز
ایسے غزل سرا کو چمن سے نکال دو!

۱ بھوپال (شیش محل) میں لکھے گئے۔

فرمان: حکم. **سیاسی فرزند:** یعنی وہ سیاست دان جو شیطان کی سی چالیں چلتے ہیں. **سیاست کا پیچ:** سیاست کی ہیرا پھیری، الٹ پھیر. **برہمن:** ہندوؤں کا مذہبی رہنما. **زُنّاری:** مراد کافروں کے سے طور طریقے والا. **دیرِ کُہن:** پرانا مندر. **فاقہ کش:** غریب، مراد مسلمان. **رُوحِ محمدؐ:** مراد حضور اکرمؐ کی محبت اور آپؐ کی تعلیمات کا اثر. **فکرِ عرب:** مراد اسلامی خیالات. **فرنگی تخیلات:** یورپ کے خیالات جن میں مادہ پرستی ہے. **حجاز و یمن:** مراد اسلامی مُلک. **غیرتِ دِیں:** اسلامی شریعت کی عزت برقرار رکھنے کا جذبہ. **کوہ و دمن:** پہاڑ اور وادی، پہاڑی علاقے. **اہلِ حرم:** مراد مسلمان. **روایات:** روایت کی جمع، مراد اسلامی طور طریقے جو شروع سے چل رہے ہیں. **آہُو:** ہرن، مراد مسلمان. **مرغزار:** جانوروں کے چَرنے کی جگہ. **ختن:** ترکستان کا ایک شہر جہاں کے ہرن مشہور ہیں مراد اسلامی مُلک. **نفس:** سانس، مراد شاعری. **لالے کی آگ تیز:** مراد مسلمانوں میں جوش و جذبہ تیز کرنے کا عمل. **غزل سرا:** غزل کہنے والا، شاعر.

جمعیّتِ اقوامِ مشرق[1]

پانی بھی مسخر ہے، ہوا بھی ہے مسخر
کیا ہو جو نگاہِ فلکِ پیر بدل جائے

دیکھا ہے مُلوکیّتِ افرنگ نے جو خواب
ممکن ہے کہ اُس خواب کی تعبیر بدل جائے

طہران ہو گر عالمِ مشرق کا جنیوا
شاید کُرۂ ارض کی تقدیر بدل جائے!

---

[1] بھوپال (شیش محل) میں لکھے گئے۔

جمعیّتِ اَقوام: قوموں کے ایک جگہ اکٹھے ہونے کا عمل۔ اشارہ ہے لیگ آف نیشنز کی طرف۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم کے بعد یورپ کی قوموں نے دنیا بھر میں اپنے مفادات کے تحفظ کی خاطر یہ تنظیم قائم کی تھی۔ یہاں مراد مسلمانوں کی ایسی تنظیم. مسخر: قبضے میں ہونا. نگاہِ فلک پیر: بوڑھے آسمان کی نگاہ، مراد مقدر. ملوکیّتِ اَفرنگ: یورپ والوں کی شہنشاہی. تعبیر: کسی خواب کا نتیجہ. طہران: ایران کا صدر مقام. عالمِ مشرق: مشرق میں واقع تمام مُلک. جنیوا: وہ مقام جہاں جمعیّتِ اقوام قائم ہوئی تھی. کرۂ ارض: مراد دنیا.

سُلطانیِ جاوید

غوّاص تو فطرت نے بنایا ہے مجھے بھی
لیکن مجھے اعماقِ سیاست سے ہے پرہیز

فطرت کو گوارا نہیں سُلطانیِ جاوید
ہر چند کہ یہ شُعبدہ بازی ہے دل آویز

فرہاد کی خارا شِکَنی زندہ ہے اب تک
باقی نہیں دُنیا میں مُلوکیّتِ پرویز!

سلطانیِ جاوید: ہمیشہ ہمیشہ کی سلطنت. غوّاص: غوطہ لگانے والا، سمندر میں موتی تلاش کرنے والا. اَعماق: عُمق کی جمع، گہرائیاں. گوارا: پسند. ہر چند: اگرچہ. شعبدہ بازی: جادوگری یعنی دھوکے کا کھیل. دل آویز: دل کو بھانے والی. خارا شکنی: پتھر توڑنا، فریاد نے پہاڑ کھودا تھا شیریں کے عشق میں. ملوکیتِ پرویز: خسرو پرویز کی بادشاہی.

جُمہوریت

اس راز کو اک مردِ فرنگی نے کِیا فاش
ہر چند کہ دانا اسے کھولا نہیں کرتے
جُمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بَندوں کو گِنا کرتے ہیں، تولا نہیں کرتے!

یورپ اور سُوریا

فرنگیوں کو عطا خاکِ سُوریا نے کِیا
نبیِّ عِفّت و غم خواری و کم آزاری
صِلہ فرنگ سے آیا ہے سُوریا کے لیے
مے و قِمار و ہجومِ زنانِ بازاری!

مردِ فرنگی: انگریز آدمی مراد اَستاں دال، فرانسیسی ناول نویس (۱۶۸۳ء۔۱۷۴۲ء). فاش: ظاہر. طرزِ حکومت: حکومت کرنے کا انداز.

سُوریا: مُلکِ شام. نبیِ عفت: پرہیزگاری کے نبی، مراد حضرت عیسیٰؑ. غم خواری: غم بانٹنا، غم دور کرنا. کم آزاری: کسی کو تکلیف نہ دینا. قمار: جوا. ہجوم: بھیڑ. زنانِ بازاری: بازاری عورتیں، بدچلن عورتیں.

مسولینی[1]

(اپنے مشرقی اور مغربی حریفوں سے)

کیا زمانے سے نرالا ہے مسولینی کا جُرم!
بے محل بگڑا ہے معصومانِ یورپ کا مزاج

مَیں پھٹکتا ہُوں تو چھلنی کو بُرا لگتا ہے کیوں
ہیں سبھی تہذیب کے اوزار! تُو چھلنی، مَیں چھاج

میرے سَودائے مُلوکیّت کو ٹھُکراتے ہو تم
تم نے کیا توڑے نہیں کمزور قوموں کے زُجاج؟

یہ عجائب شعبدے کس کی مُلوکیّت کے ہیں
راجدھانی ہے، مگر باقی نہ راجا ہے نہ راج

آلِ سیزر چوبِ نَے کی آبیاری میں رہے
اور تم دُنیا کے بنجر بھی نہ چھوڑو بے خراج!

تم نے لُوٹے بے نَوا صحرا نشینوں کے خِیام
تم نے لُوٹی کِشتِ دہقاں، تم نے لُوٹے تخت و تاج

پردۂ تہذیب میں غارت گری، آدم کُشی
کل رَوا رکھی تھی تم نے، مَیں رَوا رکھتا ہُوں آج!

---

۱ ۲۲، اگست ۱۹۳۵ء بھوپال (شیش محل) میں لکھے گئے۔

مسولینی: اٹلی کا آمر حکمران۔ ۱۹۴۵ء میں قتل ہوا. **معصومانِ یورپ**: یورپ کے بے گناہ (طنز کے طور پر کہا ہے) مراد یورپ کی ظالم قومیں. **پھٹکنا**: چھاج میں غلّہ وغیرہ صاف کرنا. **چھاج**: غلّہ صاف کرنے کا اوزار. **سودائے مُلوکیت**: بادشاہت کا جنوں / پاگل پن. **ٹھکرانا**: ٹھوکر مارنا، مراد حقارت سے دیکھنا. **زُجاج**: شیشہ. **عجائب شعبدے**: حیران کرنے والی چالیں اور فریب. **مُلوکیت**: بادشاہت. **راجدھانی**: حکومت کا مرکز / مرکزی شہر۔ اشارہ ہے دہلی کی طرف جو ہندوستان کا مرکزی شہر تھا اور انگریز، برطانیہ میں بیٹھے اس پر حکومت کر رہے تھے. **آلِ سیزر**: اٹلی کے حکمران کی اولاد. **چوبِ نَے**: مراد بانسوں کا جنگل جسے کاٹ کر اٹلی کی حکومت نے آباد کیا تھا. **آبیاری**: کھیت کو پانی دینے کا عمل. **بنجر**: ویران زمین جس میں کچھ نہ اُگے. **بے خراج**: لگان کے بغیر. **بے نوا**: مفلس، غریب. **صحرا نشین**: جنگلوں میں رہنے والے، مراد افریقہ کی خانہ بدوش قومیں. **خیام**: جمع خیمہ، خیمے. **کشت**: کھیتی. **دہقاں**: کسان. **پَردہ**: اوٹ، مراد بہانہ. **غارت گری**: تباہ کرنا. **آدم کشی**: انسانوں کا قتل. **روا رکھنا**: جائز سمجھنا.

گِلہ

معلوم کسے ہند کی تقدیر کہ اب تک
بیچارہ کسی تاج کا تابندہ نگیں ہے

دہقاں ہے کسی قبر کا اُگلا ہُوا مُردہ
بوسیدہ کفن جس کا ابھی زیرِ زمیں ہے

جاں بھی گِروِ غیر، بدن بھی گِروِ غیر
افسوس کہ باقی نہ مکاں ہے نہ مکیں ہے

یورپ کی غلامی پہ رضامند ہُوا تُو
مجھ کو تو گِلہ تجھ سے ہے، یورپ سے نہیں ہے!

تابندہ: چمکتا ہوا۔ نگیں: تاج میں جَڑا ہوا قیمتی موتی۔ اُگلا ہوا: مراد باہر نکالا یا پھینکا ہوا۔ گروِ غیر: دوسروں کے پاس گروی رکھا ہوا۔ مکیں: مکان میں رہنے والا۔

اِنتداب

کہاں فرشتۂ تہذیب کی ضرورت ہے
نہیں زمانۂ حاضر کو اس میں دُشواری
جہاں قمار نہیں، زَن بُتنک لباس نہیں
جہاں حرام بتاتے ہیں شغلِ مے خواری
بدن میں گرچہ ہے اک رُوحِ ناشکیب و عمیق
طریقۂ اَب و جَد سے نہیں ہے بیزاری
جسور و زِیرک و پُر دَم ہے بچۂ بدوی
نہیں ہے فیضِ مکاتب کا چشمۂ جاری
نظر وَرانِ فرنگی کا ہے یہی فتویٰ
وہ سرزمیں مدَنِیّت سے ہے ابھی عاری!

اِنتداب: نمائندگی، وکالت۔ یہاں مراد انگریزوں کی ایسی چال جس سے وہ کسی مُلک کی خیر خواہی کے بہانے اس پر قبضہ جما لیتے ہیں. بتنک لباس: تنگ لباس والی۔ تنگ لباس میں اعضا نمایاں ہو جاتے ہیں. شغل مے خواری: شراب پینے میں مصروف رہنے کا عمل. روحِ ناشکیب: بے چین روح. عمیق: گہری، مراد فکر مند. اَب و جد: باپ دادا. جسور: دلیر. زیرک: عقل و شعور والا. پُر دم: طاقتور. بچۂ بدوی: جنگل میں رہنے والا بچہ، مراد عرب کی جوان نسل، یا عرب قوم. فیضِ مکاتب: مدرسوں کا فائدہ پہنچانے کا عمل، مراد مغربی اندازِ تعلیم جو مسلم قوم کے لیے نقصان دہ ہے. نظر وَران: گہری نظر رکھنے والے. فتویٰ: حکم، مذہبی حکم. مدنیت: شہریت، تمدن، تہذیب. عاری: خالی.

لادِین سیاست

جو بات حق ہو، وہ مجھ سے چُھپی نہیں رہتی
خدا نے مجھ کو دیا ہے دلِ خبیر و بصیر

مِری نگاہ میں ہے یہ سیاستِ لا دِیں
کنیزِ اہرمن و دُوں نہاد و مُردہ ضمیر

ہُوئی ہے تَرکِ کلیسا سے حاکمی آزاد
فرنگیوں کی سیاست ہے دیوِ بے زنجیر

متاعِ غیر پہ ہوتی ہے جب نظر اس کی
تو ہیں ہراولِ لشکر کلیسیا کے سفیر!

خبیر: باخبر، جسے بہت کچھ معلوم ہو. بصیر: گہری نظر والا. سیاستِ لادِیں: ایسی سیاست جس کا دین سے کوئی تعلق نہ ہو، کفر پر مبنی سیاست. کنیز: لونڈی، نوکرانی. اَہرمن: شیطان. دُوں نہاد: بدفطرت. مُردہ ضمیر: بے ضمیر، بے حس، جس میں زندگی کی حرارت نہ ہو. تَرکِ کلیسا: چرچ سے دوری، مراد مذہب سے دُوری. حاکمی: حکومت. دیوِ بے زنجیر: وہ جن یا شیطان جو قابو میں نہ ہو. متاعِ غیر: دوسروں کی پونجی. ہراولِ لشکر: وہ دستہ جو فوج میں سب سے آگے چلتا ہے. کلیسیا کے سفیر: مراد عیسائیت کے مذہبی رہنما، پادری.

دامِ تہذیب

اقبالؔ کو شک اس کی شرافت میں نہیں ہے
ہر ملّتِ مظلوم کا یورپ ہے خریدار

یہ پیرِ کلیسا کی کرامت ہے کہ اس نے
بجلی کے چراغوں سے منوّر کیے افکار

جلتا ہے مگر شام و فلسطیں پہ مرا دل
تدبیر سے کُھلتا نہیں یہ عُقدۂ دُشوار

ترکانِ 'جفا پیشہ' کے پنجے سے نکل کر
بیچارے ہیں تہذیب کے پھندے میں گرفتار!

دامِ تہذیب: تہذیب کا جال، اس نظم میں عربوں کی اس نادانی کی طرف اشارہ ہے کہ انھوں نے تُرکوں کے خلاف انگریز کا ساتھ دیا اور پھر خود اس کے جال میں پھنس گئے. ملّتِ مظلوم: مراد دوسروں کی غلام قوم. خریدار: مراد ہمدرد (طنز کے طور پر). پیرِ کلیسا: عیسائیوں کا مذہبی پیشوا، پادری. عقدۂ دشوار: مشکل مسئلہ. تُرکانِ "جفا پیشہ": ظالم تُرک (بطور طنز ظالم کہا گیا). تہذیب کا پھندا: تہذیب کا جال.

نصیحت

اک لُردِ فرنگی نے کہا اپنے پِسر سے
منظر وہ طلب کر کہ تری آنکھ نہ ہو سیر

بیچارے کے حق میں ہے یہی سب سے بڑا ظلم
بَرّے پہ اگر فاش کریں قاعدۂ شیر

سینے میں رہے رازِ مُلوکانہ تو بہتر
کرتے نہیں محکوم کو تیغوں سے کبھی زیر

تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو
ہو جائے ملائم تو جدھر چاہے، اسے پھیر

تاثیر میں اِکسیر سے بڑھ کر ہے یہ تیزاب
سونے کا ہمالہ ہو تو مٹّی کا ہے اک ڈھیر!

لُردِ فرنگی: انگریز لارڈ. آنکھ کا سیر نہ ہونا: بہت زیادہ دیکھنے کے باوجود دیکھنے کی خواہش کا بدستور باقی رہنا.
بَرّہ: بکری یا بھیڑ کا بچہ، مراد غلام. فاش: ظاہر. قاعدۂ شیر: شیر کا طور طریقہ، مراد حکمران کے طور طریقے. رازِ ملوکانہ: حکومت کرنے کے بھید. محکوم: غلام، غلام قوم. تیغ سے زیر کرنا: تلوار سے کسی کو شکست دینا یا محکوم بنانا.
مُلائم: نرم. اکسیر: فائدہ یا شفا دینے والی. ہمالہ: ہمالیہ پہاڑ، مراد بہت ہی سخت چیز، پتھر.

ایک بحری قزّاق اور سکندر

سکندر

صِلہ تیرا تری زنجیر یا شمشیر ہے میری
کہ تیری رہزنی سے تنگ ہے دریا کی پہنائی!

قزّاق

سکندر! حیف، تُو اس کو جواں مردی سمجھتا ہے
گوارا اِس طرح کرتے ہیں ہم چشموں کی رُسوائی؟
ترا پیشہ ہے سفّاکی، مِرا پیشہ ہے سفّاکی
کہ ہم قزّاق ہیں دونوں، تُو مَیدانی، مَیں دریائی!

بحری قزاق: سمندری ڈاکو، سمندری لٹیرا. سکندر: سکندرِ اعظم. صِلہ: بدلہ، انعام. رہزنی: لُوٹنے کا عمل. پہنائی: وسعت، پھیلاؤ. حَیف: افسوس. جواں مردی: دلیری. گوارا کرنا: برداشت یا پسند کرنا. ہم چشم: مراد ایک جیسا کام کرنے والے. سفاکی: ظلم، ستم. میدانی: خشکی یعنی زمین پر. دریائی: سمندر میں.

جمعِیّتِ اقوام

بیچاری کئی روز سے دَم توڑ رہی ہے
ڈر ہے خَبرِ بَد نہ مِرے منہ سے نکل جائے
تقدیر تو مُبرم نظر آتی ہے ولیکن
پیرانِ کلیسا کی دُعا یہ ہے کہ ٹل جائے
ممکن ہے کہ یہ داشتۂ پیرَکِ افرنگ
اِبلیس کے تعویذ سے کچھ روز سنبھل جائے!

جمعیتِ اقوام: لیگ آف نیشنز۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم کے بعد یورپی قوموں نے دنیا بھر میں اپنے مفادات کے تحفظ کی خاطر یہ تنظیم قائم کی تھی. دم توڑنا: مرنا، مرنے کے قریب ہونا. خبر بد: بری خبر. مبرم: قضا جو آ کے رہے، مضبوط. ٹل جانا: مصیبت کا دُور ہونا. داشتہ: نکاح کے بغیر رکھی ہوئی عورت. پیرکِ اَفرنگ: گھٹیا بوڑھا یورپ. سنبھل جانا: بچ جانا.

شام و فلسطین

رِندانِ فرانسیس کا میخانہ سلامت
پُر ہے مئے گلرنگ سے ہر شیشہ حلَب کا
ہے خاکِ فلسطیں پہ یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہلِ عرب کا
مقصد ہے مُلوکیّتِ انگلیس کا کچھ اور
قصّہ نہیں نارنج کا یا شہد و رُطَب کا

شام و فلسطین: یہ اشارہ ہے انگریزوں کی اس سیاست کی طرف جس کے مطابق انھوں نے فلسطین پر یہودیوں کا حق جتایا تھا۔ **رِندانِ فرانسیس:** فرانسیسی شرابی۔ حکومت فرانس نے انگریزوں کے ساتھ مل کر شام پر قبضہ کرلیا تھا اور شراب نوشی اور مغربی تہذیب کی دوسری باتوں کو رواج دیا تھا۔ **میخانہ سلامت:** شراب خانہ برقرار رہے (طنزیہ)۔ **مئے گلرنگ:** سرخ رنگ کی شراب۔ **حلب:** مُلکِ شام کا ایک شہر۔ **خاکِ فلسطیں:** فلسطین کی سر زمین۔ **ہسپانیہ:** سپین، اس ملک پر عربوں نے سات سو برس حکومت کی تھی، بعد میں فرانس نے انگریزوں کے ساتھ مل کر اس پر قبضہ جما لیا۔ **مُلوکیّتِ اِنگلیس:** انگریزی شہنشاہیت۔ **نارنج:** نارنگی، سنگترے کی ایک قسم۔ **رُطب:** کھجور۔

سیاسی پیشوا

اُمید کیا ہے سیاست کے پیشواؤں سے
یہ خاک باز ہیں، رکھتے ہیں خاک سے پیوند
ہمیشہ مُور و مگس پر نگاہ ہے ان کی
جہاں میں ہے صفَتِ عنکبوت ان کی کمند
خُوشا وہ قافلہ، جس کے امیر کی ہے متاع
تخیلِ مَلَکُوتی و جذبہ ہائے بلند!

خاک باز: مٹی سے کھیلنے والا، مادہ پرست، روحانیت سے دور رہنے والا. پیوند: تعلق. مُور: چیونٹی. مگس: مکھی. عنکبوت: مکڑی. کمند: رسّی کا پھندا. خوشا: مبارک ہے، بہت اچھا ہے. متاع: پونجی، سرمایہ. تخیلِ ملکوتی: فرشتوں کی سی سوچ اور فکر.

نفسیاتِ غلامی

سخت باریک ہیں اَمراضِ اُمم کے اسباب
کھول کر کہیے تو کرتا ہے بیاں کوتاہی
دِینِ شیری میں غلاموں کے امام اور شیوخ
دیکھتے ہیں فقط اِک فلسفۂ رُوباہی
ہو اگر قُوّتِ فرعون کی در پردہ مُرید
قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیم اللّٰہی!

نفسیات: ذہنی حالت، ذہنیت. اَسباب: جمع سبب، وجہ. کھول کر کہنا: صاف صاف بات کہنا. دینِ شیری: مراد دلیری اور بے خوفی کے انداز. شیوخ: جمع شیخ، مذہبی رہنما. فلسفۂ روباہی: لومڑی کا فلسفہ، مراد بزدلی، چالاکی اور مکاری کے طور طریقے. قوتِ فرعون: فرعون کی طاقت، مراد ظالم اور جابر حکمران کی طاقت. در پردہ: پردے میں. کلیم اللّٰہی: مراد حضرت موسیٰؑ کی سی معجزے والی قوت.

غلاموں کی نماز

(تُرکی وفدِ ہلالِ احمر لاہور میں)

کہا مجاہدِ تُرکی نے مجھ سے بعدِ نماز
طویل سجدہ ہیں کیوں اس قدر تمھارے امام
وہ سادہ مردِ مجاہد، وہ مومنِ آزاد
خبر نہ تھی اُسے کیا چیز ہے نمازِ غلام
ہزار کام ہیں مردانِ حُر کو دُنیا میں
انھی کے ذوقِ عمل سے ہیں اُمتوں کے نظام
بدن غلام کا سوزِ عمل سے ہے محروم
کہ ہے مُرور غلاموں کے روز و شب پہ حرام
طویل سجدہ اگر ہیں تو کیا تعجب ہے
ورائے سجدہ غریبوں کو اَور کیا ہے کام
خدا نصیب کرے ہند کے اماموں کو
وہ سجدہ جس میں ہے مِلّت کی زندگی کا پیام!

ہلالِ احمر: سرخ چاند۔ وہ مسلم تنظیم جو حادثے وغیرہ میں زخمی ہونے والوں کی دیکھ بھال اور علاج معالجہ کرتی ہے. مجاہد تُرکی: مراد آزاد ملک ترکی کا مسلمان. مردانِ حُر: آزاد لوگ، آزاد قومیں. ذوقِ عمل: جدوجہد سے بیحد دلچسپی. نظام: انتظام، بندوبست، حکومت کرنے کے طریقے. سوزِ عمل: عمل یا جدوجہد کی تپش. مُرور: گردش، گزرنے کی حالت. ورائے سجدہ: سجدے کے علاوہ.

فلسطینی عرب سے

زمانہ اب بھی نہیں جس کے سوز سے فارغ
میں جانتا ہُوں وہ آتش ترے وجود میں ہے

تری دَوا نہ جنیوا میں ہے، نہ لندن میں
فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے

سُنا ہے مَیں نے، غلامی سے اُمتوں کی نجات
خودی کی پرورش و لذّتِ نمود میں ہے!

وجود: ذات، ہستی، جسم. جنیوا: وہ مقام جہاں لیگ آف نیشنز قائم ہوئی، مراد یورپی قومیں. رگِ جاں: وہ رگ جس میں جان ہوتی ہے، شہ رگ، مراد جان. پنجۂ یہود: یہودیوں کا پنجہ، مراد یہودیوں کا غلبہ. خودی کی پرورش: اپنی مخفی قوتوں اور صلاحیتوں کو ترقی دینا. لذتِ نمود: ظاہر ہونے کی لذت.

مشرق و مغرب

یہاں مرض کا سبب ہے غلامی و تقلید
وہاں مرض کا سبب ہے نظامِ جمہوری
نہ مشرق اس سے بری ہے، نہ مغرب اس سے بری
جہاں میں عام ہے قلب و نظر کی رنجوری

نفسیاتِ حاکمی

(اِصلاحات)

یہ مہر ہے بے مہریِ صیّاد کا پردہ
آئی نہ مرے کام مری تازہ صفیری
رکھنے لگا مُرجھائے ہُوئے پھول قفس میں
شاید کہ اسیروں کو گوارا ہو اسیری!

مغرب: مرا یورپ. تقلید: پیروی، کسی کے پیچھے چلنا. نظامِ جمہوری: عوام کی حکومت کا بندوبست / طریقہ. بَری: آزاد، بچا ہوا. قلب و نظر کی رنجوری: دل اور نظر یعنی جذبوں اور بصیرت کی بیماری / خرابی.

نفسیات: ذہنی کیفیت، ذہنیت. حاکمی: حکومت، حکمرانی کرنے کا انداز. اِصلاحات: جمع اصلاح، بہتری اور ترقی کے لیے اقدام کرنے کا عمل. مہر: محبت، مہربانی کا سلوک. صیّاد: شکاری. پَردہ: مراد دھوکا، چال. تازہ صفیری: آواز اونچی کرنے کی شروع کی حالت، مراد احتجاج کا انداز.

محرابِ گُل افغان
کے
افکار

محرابِ گُل افغان کے افکار

(۱)

میرے کُہستاں! تجھے چھوڑ کے جاؤں کہاں
تیری چٹانوں میں ہے میرے اَب وجَد کی خاک
روزِ ازل سے ہے تُو منزلِ شاہین و چرغ
لالہ و گُل سے تہی، نغمۂ بلبل سے پاک
تیرے خم و پیچ میں میری بہشتِ بریں
خاک تری عنبریں، آب ترا تاب ناک
باز نہ ہوگا کبھی بندۂ کبک و حمام
حفظِ بدن کے لیے رُوح کو کردوں ہلاک!
اے مرے فقرِ غیور! فیصلہ تیرا ہے کیا
خِلعتِ انگریز یا پیرہنِ چاک چاک!

محرابِ گُل: ایک فرضی کردار جس کا کوئی وجود نہیں. کُہستاں: جہاں کئی پہاڑ ہوں، پہاڑی علاقہ. اَب و جَد: باپ دادا. روزِ ازل: مراد شروع ہی سے. چرغ: باز اور شکرے کی قسم کا ایک شکاری پرندہ. تہی: خالی. خم و پیچ: اُلٹے سیدھے، مراد پہاڑی راستے جو ہموار نہیں ہیں. بہشتِ بریں: اوپر کی یعنی آسمانی بہشت، مراد فردوس. عنبریں: چمکتا ہوا، مراد شفاف. باز: مشہور پرندہ. بندہ: غلام. کبک: تیتر کی قسم کا ایک پرندہ، چکور. حمام: کبوتر. حفظِ بدن: بدن کی حفاظت. فقرِ غیور: غیرت مند فقر. خِلعت: اعلیٰ قسم کا لباس. پیرہنِ چاک چاک: جگہ جگہ سے پھٹا ہوا لباس.

(۲)

حقیقتِ ازَلی ہے رَقابتِ اقوام
نگاہِ پیرِ فلک میں نہ مَیں عزیز، نہ تُو

خودی میں ڈُوب، زمانے سے نااُمید نہ ہو
کہ اس کا زخم ہے درپردہ اہتمامِ رفو

رہے گا تُو ہی جہاں میں یگانہ و یکتا
اُتر گیا جو ترے دل میں 'لَا شَرِیکَ لَہٗ'

حقیقتِ ازَلی: مراد شروع سے چلی آنے والی سچائی. رقابتِ اقوام: قوموں کی آپس کی ضِد اور دشمنی. پیرِ فلک: آسمان کا بوڑھا، مراد آسمان. عزیز: پیارا، پسند. در پردہ: پیٹھ پیچھے، غائبانہ. اِہتمام: بندوبست، انتظام. رفو: سینا، پیوند لگانا. یگانہ: مراد بے مثل. یکتا: بے مثل. دل میں اُترنا: دل پر پورا پورا اثر کرنا. ''لاشریکَ لَہٗ: اُس کا کوئی شریک نہیں یعنی صرف اللہ تعالیٰ ہی عبادت کے لائق ہے۔ مراد خدا کی توحید.

(۳)

تری دُعا سے قضا تو بدل نہیں سکتی
مگر ہے اس سے یہ ممکن کہ تُو بدل جائے

تری خودی میں اگر انقلاب ہو پیدا
عجب نہیں ہے کہ یہ چار سُو بدل جائے

وہی شراب، وہی ہائے و ہُو رہے باقی
طریقِ ساقی و رسمِ کدُو بدل جائے

تری دُعا ہے کہ ہو تیری آرزُو پوری
مِری دُعا ہے تری آرزُو بدل جائے!

قضا: خدا کا حکم. چار سُو: چاروں طرف، مراد ماحول. ہائے و ہُو: شور ہنگامہ، اِس دنیا کی ''ہُو حق''. ساقی: شراب پلانے والا. کدُو: بڑا پیالہ جو کدو کے چھلکے کو سکھا کر بناتے ہیں اور صوفیا وغیرہ اسے پیالے کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔ یہاں مراد شراب کا پیالہ.

(۴)

کیا چرخِ کج رَو، کیا مِہر، کیا ماہ
سب راہرَو ہیں واماندۂ راہ

کڑکا سکندر بجلی کی مانند
تجھ کو خبر ہے اے مرگِ ناگاہ

نادر نے لُوٹی دِلّی کی دولت
اِک ضربِ شمشیر، افسانہ کوتاہ

افغان باقی، کُہسار باقی
اَلحُکمُ لِلّٰہ! اَلمُلکُ لِلّٰہ!

حاجت سے مجبور مردانِ آزاد
کرتی ہے حاجت شیروں کو رُوباہ

محرم خودی سے جس دَم ہُوا فقر
تُو بھی شہنشاہ، مَیں بھی شہنشاہ!

قوموں کی تقدیر وہ مردِ درویش
جس نے نہ ڈُھونڈی سُلطاں کی درگاہ

چرخِ کج رَو: ٹیڑھا چلنے والا آسمان، مراد انسانی خواہش کے مطابق نہ چلنے والا آسمان. مہر: سورج. ماہ: چاند. راہرو: راستہ چلنے والا، مسافر. واماندۂ راہ: راستے میں پیچھے رہ جانے والا. کڑکا: گرجا، یعنی غرور کے ساتھ اونچا بولا. سکندر: مراد سکندرِ اعظم جسے سکندرِ مقدونی بھی کہتے ہیں. مرگِ ناگاہ: اچانک موت. نادر: مراد نادر شاہ جس نے ۱۲۳۹ھ میں دہلی کو لُوٹا اور کئی دن تک قتلِ عام جاری رکھا۔ اس کے تکبر اور سختی کی بنا پر درباریوں نے اسے ۱۰ مئی ۱۷۴۷ء کو قتل کروا دیا. ضربِ شمشیر: تلوار کا وار. افسانہ کوتاہ: بات مختصر، مراد بات ختم ہوئی. کُہسار: پہاڑ. باقی: پیچھے رہ جانے والا. "الحکم للہ": حکم صرف اللہ ہی کے لیے ہے یعنی وہی حاکمِ مطلق ہے. رُوباہ: لومڑی. محرم: واقف. شہنشاہ: شاہانِ شاہ: یعنی بڑا بادشاہ، عظیم حکمران. مردِ درویش: اللہ کا فقیر، مردِ خدا مست. درگاہ: دربار، چوکھٹ.

(۵)

یہ مدرسہ یہ کھیل یہ غوغائے روارَو
اس عیشِ فراواں میں ہے ہر لحظہ غمِ نَو

وہ عِلم نہیں، زہر ہے اَحرار کے حق میں
جس عِلم کا حاصل ہے جہاں میں دو کفِ جَو

ناداں! ادَب و فلسفہ کچھ چیز نہیں ہے
اَسبابِ ہُنر کے لیے لازم ہے تگ و دَو

فطرت کے نَوامیس پہ غالب ہے ہُنرمند
شام اس کی ہے مانندِ سحر صاحبِ پرتَو

وہ صاحبِ فن چاہے تو فن کی بَرَکت سے
ٹپکے بدنِ مِہر سے شبنم کی طرح ضَو!

غوغائے روارَو: بھاگ دوڑ یا دَوڑ لگانے کا شور وغل جو اکثر تعلیمی اداروں میں ہوتا ہے. عیشِ فراواں: بہت زیادہ عیش، بیحد آرام کی زندگی. ہر لحظہ: ہر گھڑی. غمِ نَو: نیا غم. اَحرار: حُر کی جمع، آزاد لوگ. دو کف جو: دو مٹھی جو، مراد معمولی روزی. اسبابِ ہُنر: فن کے ذریعے. تگ و دَو: بھاگ دَوڑ. نوامیس: جمع ناموس، چُھپے ہوئے راز، بھید. صاحبِ پرتَو: مراد روشنی والی. صاحبِ فن: فنکار، مثلاً مُصوّر، شاعر وغیرہ. بدنِ مہر: سورج کا جسم، مراد سورج. ضَو: روشنی.

(۶)

جو عالمِ ایجاد میں ہے صاحبِ ایجاد
ہر دَور میں کرتا ہے طواف اس کا زمانہ

تقلید سے ناکارہ نہ کر اپنی خودی کو
کر اس کی حفاظت کہ یہ گوہر ہے یگانہ

اُس قوم کو تجدید کا پیغام مبارک!
ہے جس کے تصوّر میں فقط بزمِ شبانہ

لیکن مجھے ڈر ہے کہ یہ آوازۂ تجدید
مشرق میں ہے تقلیدِ فرنگی کا بہانہ

عالمِ ایجاد: ایسی دنیا جہاں نئی نئی چیزیں پیدا کی جائیں. صاحبِ ایجاد: نئی چیز تخلیق کرنے والا. طواف: کسی چیز کے گرد چکر کاٹنا. ناکارہ: بیکار، جو کسی کام نہ آئے. یگانہ: بے مثال، قیمتی. تجدید: کوئی کام نئے سرے سے شروع کرنا. تصوّر: کسی چیز کو خیال میں مجسّم کرنا. بزمِ شبانہ: رات کی محفل، مراد اسلام کا شاندار ماضی. آوازہ: بلند آواز، شہرت.

(۷)

رُومی بدلے، شامی بدلے، بدلا ہندُستان
تُو بھی اے فرزندِ کُہستاں! اپنی خودی پہچان
اپنی خودی پہچان
او غافل افغان!

موسم اچّھا، پانی وافر، مٹّی بھی زرخیز
جس نے اپنا کھیت نہ سینچا، وہ کیسا دہقان
اپنی خودی پہچان
او غافل افغان!

اُونچی جس کی لہر نہیں ہے، وہ کیسا دریاے
جس کی ہوائیں تُند نہیں ہیں، وہ کیسا طوفان
اپنی خودی پہچان
او غافل افغان!

ڈُھونڈ کے اپنی خاک میں جس نے پایا اپنا آپ
اُس بندے کی دہقانی پر سُلطانی قربان
اپنی خودی پہچان
او غافل افغان!

تیری بے عِلمی نے رکھ لی بے عِلموں کی لاج
عالم فاضِل بیچ رہے ہیں اپنا دین ایمان

اپنی خودی پہچان
او غافل افغان!

رومی: یعنی اٹلی کے رہنے والے. شامی: اہل شام. فرزندِ کہستاں: مراد پہاڑ کے رہنے والے. زرخیز: سونا دینے والی، مراد بہت فصل دینے والی. نہ سینچا: کھیت کو پانی نہ دیا. دہقانی: کھیت بونے اور کاٹنے وغیرہ کا کام. سُلطانی: غلبہ، بادشاہت. بے علمی: علم نہ ہونا. لاج: شرم، عزت. عالم فاضل: بہت پڑھے لکھے لوگ.

(۸)

زاغ کہتا ہے نہایت بدنُما ہیں تیرے پَر
شَپَّرَک کہتی ہے تجھ کو کور چشم و بے ہُنر

لیکن اے شہباز! یہ مُرغانِ صحرا کے اچھوت
ہیں فضائے نیلگوں کے پیچ وخم سے بے خبر

ان کو کیا معلوم اُس طائر کے اَحوال ومَقام
رُوح ہے جس کی دمِ پرواز سر تا پا نظر!

زاغ: کوّا. بے ہُنر: جسے کوئی کام نہ آتا ہو، اناڑی. مُرغانِ صحرا: ریگستان کے پرندے. اچھوت: پلید، جسے کوئی ہاتھ نہیں لگاتا. احوال ومقام: مرتبے، تصوف کی اصطلاح میں مشق کی مختلف کیفیتیں. دمِ پرواز: اُڑتے وقت. سَر تا پا نظر: مکمل نگاہ، مراد جس کی اپنے ماحول پر گہری نظر ہو.

(۹)

عشق طِینت میں فرومایہ نہیں مثلِ ہوَس
پرِ شہباز سے ممکن نہیں پروازِ مگس

یوں بھی دستورِ گُلستاں کو بدل سکتے ہیں
کہ نشیمن ہو عنادِل پہ گراں مثلِ قفس

سفر آمادہ نہیں منتظرِ بانگِ رحیل
ہے کہاں قافلۂ موج کو پروائے جرَس!

گرچہ مکتب کا جواں زندہ نظر آتا ہے
مُردہ ہے، مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفَس

پرورِش دل کی اگر مدِّ نظر ہے تجھ کو
مردِ مومن کی نگاہِ غلَط انداز ہے بس!

فرومایہ: گھٹیا. پروازِ مگس: مکھی کی اُڑان. عنادل: جمع عندلیب، بلبلیں. سفر آمادہ: سفر پر چلنے کو تیار. بانگِ رحیل: قافلے کے کُوچ کے وقت گھنٹی کی آواز. قافلۂ موج: لہر کا قافلہ، لہریں. جَرس: گھنٹی. مکتب: مدرسہ، مراد مغربی طرزِ تعلیم کے ادارے. مُردہ: مرا ہوا، مراد بے حس. نفَس: سانس. دل کی پرورش: مراد دل میں جذبے اور ولولے پیدا کرنا. مدِّ نظر: نظر کے سامنے. نگاہِ غلط انداز: سرسری نظر.

(۱۰)

وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا
شباب جس کا ہے بے داغ، ضرب ہے کاری

اگر ہو جنگ تو شیرانِ غاب سے بڑھ کر
اگر ہو صُلح تو رعنا غزالِ تاتاری

عجب نہیں ہے اگر اس کا سوز ہے ہمہ سوز
کہ نَیستاں کے لیے بس ہے ایک چنگاری

خدا نے اس کو دیا ہے شکوہِ سُلطانی
کہ اس کے فقر میں ہے حیدری و کرّاری

نگاہِ کم سے نہ دیکھ اس کی بے کُلاہی کو
یہ بے کُلاہ ہے سرمایۂ کُلہ داری

آنکھ کا تارا: بہت پیارا. شباب: جوانی. بے داغ: بُرائیوں سے پاک. ضرب: وار، حملہ. کاری: سخت، جس کا پورا پورا اثر ہو. شیرانِ غاب: جنگل یا کچھار کے شیر. رعنا: جوان، خوبصورت. غزالِ تاتاری: تاتار کے ہرن، تاتار ہرنوں کے لیے مشہور ہے. ہمہ سوز: سب کو جلا دینے والا، مراد سب کے دلوں میں عشق کی آگ لگانے والا. نیستاں: بانس کا جنگل. بس ہے: کافی ہے. شکوہِ سُلطانی: بادشاہت کی عظمت، شاہی دبدبہ. حیدری و کرّاری: مراد حضرت علیؓ کی سی قوت اور دبدبہ. بے کُلاہی: سر پر ٹوپی نہ ہونا، مراد ظاہری شان و شوکت نہ ہونا. بے کُلاہ: ٹوپی کے بغیر، ظاہری شان و شوکت کے بغیر. کُلہ داری: ٹوپی رکھنا، مراد تاج رکھنا یعنی شان، عظمت والا.

(۱۱)

جس کے پرتَو سے منوّر رہی تیری شبِ دوش
پھر بھی ہو سکتا ہے روشن وہ چراغِ خاموش

مردِ بے حوصلہ کرتا ہے زمانے کا گِلہ
بندۂ حُر کے لیے نشترِ تقدیر ہے نوش

نہیں ہنگامۂ پیکار کے لائق وہ جواں
جو ہُوا نالۂ مُرغانِ سحر سے مَدہوش

مجھ کو ڈر ہے کہ ہے طفلانہ طبیعت تیری
اور عیّار ہیں یورپ کے شکر پارہ فروش!

پرتَو: روشنی، سایہ. منور: روشن. شبِ دوش: گزری ہوئی کل رات، مراد اسلام کا تابناک ماضی. چراغِ خاموش: بُجھا ہوا دِیا، مراد جذبۂ جہاد کا سویا ہونا. مردِ بے حوصلہ: ہمت سے عاری آدمی. بندۂ حُر: آزاد انسان، مراد مردِ مومن. نشتر: زخم چیرنے کا آلہ. نوش: شہد. ہنگامۂ پیکار: مراد بیحد جدوجہد. نالہ: مراد چہچہانا. مُرغانِ سحر: صبح کے پرندے. مدہوش: مَست، بیہوش. طفلانہ: بچوں کی سی. عیار: چالاک، مکار. شکر پارہ فروش: شکر پارہ بیچنے والا، مراد بچوں کو مٹھائی دے کر بہلانے پھسلانے والے.

(۱۲)

لا دینی و لاطینی، کس پیچ میں اُلجھا تُو
دارُو ہے ضعیفوں کا 'لا غالِبَ اِلاّ ھُو'

صیّادِ معانی کو یورپ سے ہے نومیدی
دِلکش ہے فضا، لیکن بے نافہ تمام آہُو

بے اشکِ سحرگاہی تقویمِ خودی مشکل
یہ لالۂ پیکانی خوشتر ہے کنارِ جو

صیّاد ہے کافر کا، نخچیر ہے مومن کا
یہ دَیرِ کُہن یعنی بُتخانۂ رنگ و بو

اے شیخ، امیروں کو مسجد سے نِکلوا دے
ہے ان کی نمازوں سے محراب تُرش ابرُو

لا دینی و لاطینی: اشارہ ہے مصطفیٰ اتاترک کے اس فرمان کی طرف جس میں اس نے عوام کو بے دینی کی تہذیب اختیار کرنے اور رسم الخط میں لاطینی (LATIN) حروف استعمال کرنے کی ہدایت کی تھی. پیچ: چکّر. 'لا غالِبَ اِلاّ ھُو': یعنی اللہ کے سوا کوئی غالب یا حاکم نہیں، وہی حاکم مطلق ہے. صیّادِ معانی: حقیقتوں کا شکاری، مراد حقائق تلاش کرنے والا. نومیدی: مایوسی. بے نافہ: جس میں نافہ نہ ہو۔ نافۂ مُشک کی وہ تھیلی جو ہرن کی ناف سے نکلتی ہے. آہُو: ہرن. اشکِ سحرگاہی: صبح کے وقت اللہ کے حضور عاجزی کرنے اور گڑگڑانے کی حالت. تقویمِ خودی: خودی کو قائم کرنا، مراد خودی کی تربیت کرنا. لالۂ پیکانی: لالہ کا وہ پھول جو ابھی کھلا نہ ہو. خوشتر: بہت اچھا. کنارِ جو: ندی کے کنارے. نخچیر: شکار. دَیرِ کُہن: پُرانا مندر، مراد دنیا. بتخانۂ رنگ و بو: مراد کائنات جس میں کئی رنگ کی مخلوق وغیرہ ہے. شیخ: مسلم مذہبی رہنما. تُرش ابرو: غُصّے کی حالت.

(۱۳)

مجھ کو تو یہ دُنیا نظر آتی ہے دِگرگُوں
معلوم نہیں دیکھتی ہے تیری نظر کیا

ہر سینے میں اک صُبحِ قیامت ہے نمودار
افکار جوانوں کے ہُوئے زیر و زبر کیا

کر سکتی ہے بے معرکہ جینے کی تلافی
اے پیرِ حرم تیری مُناجاتِ سحَر کیا

ممکن نہیں تخلیقِ خودی خانقہوں سے
اس شُعلۂ نم خوردہ سے ٹُوٹے گا شرَر کیا!

زیر و زبر: نیچے اوپر، مراد اُلٹ پلٹ. بے معرکہ: ہنگامے یعنی جدوجہد کے بغیر. پیرِ حرم: مراد مُلّا، مذہبی رہنما. مناجاتِ سحر: صبح کے وقت اللہ کے حضور دعا و عبادت. تخلیقِ خودی: خودی پیدا کرنے کی حالت. شعلہ نم خوردہ: ایسا شعلہ جس میں کچھ گیلا پن آ گیا ہو. شرر ٹوٹنا: چنگاری نکلنا.

(۱۴)

بے جُرأتِ رِندانہ ہر عشق ہے رُوباہی
بازُو ہے قوی جس کا، وہ عشق یدُاللّٰہی

جو سختیِ منزل کو سامانِ سفر سمجھے
اے وائے تن آسانی! ناپید ہے وہ راہی

وحشت نہ سمجھ اس کو اے مَردکِ میدانی!
کُہسار کی خَلوَت ہے تعلیمِ خود آگاہی

دُنیا ہے روایاتی، عُقبیٰ ہے مُناجاتی
در باز دو عالم را، این است شہنشاہی!

جُرأتِ رِندانہ: مراد عاشق یا آزاد کی سی دلیری. روباہی: مکاری، چالاکی. یدُاللّٰہی: اللہ کے ہاتھ والا، مراد
بی قوت والا. اے وائے: افسوس ہے. راہی: مسافر. وحشت: مراد گھبراہٹ یا پاگل پن. مردکِ میدانی:
نی علاقے کا رہنے والا آدمی. کُہسار: پہاڑ. خود آگاہی: اپنی خودی سے پوری طرح باخبر ہونا. روایاتی:
ے پہلے رواج پر چلنے والی. عقبیٰ: آخرت. مناجاتی: صرف اللہ کی طرف رجوع اور اس کی عبادت کرنے والا.
تو دونوں دنیاؤں سے ہاتھ اُٹھالے یعنی ان سے بے نیاز ہو جا کہ حقیقی بادشاہت یہی ہے۔

(۱۵)

آدم کا ضمیر اس کی حقیقت پہ ہے شاہد
مشکل نہیں اے سالِکِ رہ! علمِ فقیری

فولاد کہاں رہتا ہے شمشیر کے لائق
پیدا ہو اگر اس کی طبیعت میں حریری

خوددار نہ ہو فقر تو ہے قہرِ الٰہی
ہو صاحبِ غیرت تو ہے تمہیدِ امیری

افرنگ زخود بے خبرت کرد وگرنہ
اے بندۂ مومن! تو بشیری، تو نذیری!

آدم: انسان. سالکِ رہ: راستے پر چلنے والا، صوفی. علم فقیری: درویشی یعنی مادی دنیا سے بے نیازی اور عشق حقیقی کا علم. فولاد: سخت قسم کا لوہا. حریری: ریشم کی طرح نرم. خوددار: غیرت والا. فقر: درویشی، مادی دنیا سے بے نیازی. تمہید: مراد آغاز. ☆ یورپ نے تجھے تیری ذات یعنی خودی سے بے خبر کر دیا ورنہ اے مردِ مومن تو ہی ایسا انسان ہے جو خوشخبری دینے اور خدائی عذاب سے ڈرانے والا ہے۔

(۱۶)

قوموں کے لیے موت ہے مرکز سے جُدائی
ہو صاحبِ مرکز تو خودی کیا ہے، خدائی!

جو فقر ہُوا تلخیِ دوراں کا گِلہ مند
اُس فقر میں باقی ہے ابھی بُوئے گدائی

اس دور میں بھی مردِ خُدا کو ہے میسّر
جو معجزہ پربت کو بنا سکتا ہے رائی

در معرکہ بے سوزِ تو ذوقے نتواں یافت
اے بندۂ مومن تُو کُجائی، تُو کُجائی

خورشید! سرا پردۂ مشرق سے نکل کر
پہنا مِرے کُہسار کو ملبوسِ حنائی

صاحبِ مرکز: مرکز والی. تلخیِ دَوراں: زمانے کی تلخی/ سختی. گِلہ مند: شکایت کرنے والا. بُوئے گدائی: بھیک مانگنے کی بُو، بھِک منگوں کا سا انداز. میسّر: ہاتھ آنا، حاصل ہونا. پربت: پہاڑ. رائی: سرسوں کی قسم کا ایک چھوٹا سا دانہ. ☆ جہاد یا جدوجہد کے معرکہ میں تیرے جذبوں کی حرارت وگرمی کے بغیر کوئی بھی شوق وجذبہ نہیں پایا جا سکتا۔ اے مردِ مومن تو کہاں ہے؟ تو کہاں ہے؟ یعنی اللہ کرے کوئی مومن پیدا ہو جائے۔ خورشید: سورج، مراد مردِ مومن. سرا پردۂ مشرق: مشرق کا شاہی خیمہ، مراد مشرق. ملبوسِ حنائی: سرخ لباس، مراد جذبوں کی روشنی پھیلا دے.

(۱۷)

آگ اس کی پھونک دیتی ہے بَرنا و پیر کو
لاکھوں میں ایک بھی ہو اگر صاحبِ یقیں

ہوتا ہے کوہ و دشت میں پیدا کبھی کبھی
وہ مرد جس کا فقر خزَف کو کرے نگیں

تُو اپنی سرنوِشت اب اپنے قلم سے لکھ
خالی رکھی ہے خامۂ حق نے تری جبیں

یہ نیلگوں فضا جسے کہتے ہیں آسماں
ہمّت ہو پَر کُشا تو حقیقت میں کچھ نہیں

بالائے سر رہا تو ہے نام اس کا آسماں
زیرِ پَر آ گیا تو یہی آسماں، زمیں!

پھونک دیتی ہے: جلا دیتی ہے. برنا: جوان. پیر: بوڑھا. صاحبِ یقیں: یقین والا، مراد مردِ مومن، مضبوط خودی والا. دشت: جنگل، بیاباں. خزف: ٹھیکری. نگیں: نگ، قیمتی پتھر. سرنوشت: تقدیر کا لکھا، تقدیر. خامۂ حق: خدا کی قلم، مراد خدائی قلم. جبیں: ماتھا. نیلگوں: نیلی. فضا: زمین سے آسمان تک کی خالی جگہ. پر کُشا: اُڑنے والی. بالائے سر: سر کے اوپر. زیرِ پر: پروں کے نیچے، مراد بلند اُڑان.

(۱۸)

یہ نُکتہ خُوب کہا شیر شاہ سُوری نے
کہ امتیازِ قبائل تمام تر خواری

عزیز ہے انھیں نامِ وزیری و محسود
ابھی یہ خِلعتِ افغانیَت سے ہیں عاری

ہزار پارہ ہے کُہسار کی مسلمانی
کہ ہر قبیلہ ہے اپنے بُتوں کا زُنّاری

وہی حرم ہے، وہی اعتبارِ لات و منات
خُدا نصیب کرے تجھ کو ضربتِ کاری!

نکتہ: گہری اور باریک بات. شیر شاہ سوری: ہمایوں کو شکست دے کر ہندوستان پر سولھویں صدی عیسوی کے آغاز میں قابض ہوا۔ اس نے اپنے بھائیوں کو چھوٹے چھوٹے قبیلوں میں بٹنے سے بچنے کی تلقین کی تھی. امتیازِ قبائل: ایک قبیلے کی بجائے مختلف قبیلوں میں بٹے ہونے کی حالت، قبیلوں کی تفریق. وزیری و محسود: قبیلوں کے نام. خلعتِ افغانیت: افغان ہونے کی خلعت، مراد مختلف قبیلوں میں بٹے ہونے کی بجائے ایک ملت ہونا. عاری: خالی، محروم. ہزار پارہ: ہزار ٹکڑے، مراد کئی ٹکڑوں یا قبیلوں میں بٹی ہوئی. مُسلمانی: مسلمانوں کی، مراد مسلمان کی قوم، اُمت مُسلمہ. زُنّاری: بت پرست، بت پوجنے والا. حرم: چار دیواری، مرکز اسلام یعنی کعبہ. اِعتبارِ لات و منات: لات اور منات کی عزت، مراد مختلف صورتوں یعنی قبیلہ اور رنگ و نسل کے بتوں کی عزت.

(۱۹)

نگاہ وہ نہیں جو سُرخ و زرد پہچانے
نگاہ وہ ہے کہ محتاجِ مہر و ماہ نہیں

فرنگ سے بہت آگے ہے منزلِ مومن
قدم اُٹھا! یہ مقام انتہائے راہ نہیں

کھلے ہیں سب کے لیے غربیوں کے میخانے
عُلومِ تازہ کی سرمستیاں گناہ نہیں

اسی سُرور میں پوشیدہ موت بھی ہے، تری
ترے بدن میں اگر سوزِ 'لا اِلٰہ' نہیں

سُنیں گے میری صدا خانزادگانِ کبیر؟
کلیم پوش ہُوں مَیں صاحبِ کُلاہ نہیں!

سرخ و زرد پہچاننا: مراد ظاہری چیزوں میں فرق جاننا. مہر: سورج. ماہ: چاند. فرنگ: انگریز. انتہائے راہ: راستہ ختم ہونے کی جگہ. غریبوں کے میخانے: مغرب والوں کے شراب خانے، مراد جدید سائنسی اور مغربی علوم کے اِدارے. علومِ تازہ: مراد سائنسی علوم، جدید علوم. سرمستیاں: مراد زور و شور یا رونقیں. سُرور: مَستی، نشہ. پوشیدہ: چھپی ہوئی. سوزِ: حرارت. لا اِلٰہ: لا اِلٰہ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں. خانزادگانِ کبیر: مراد قبیلوں کے سرداروں کے بڑے بڑے فرزند. کلیم پوش: گدڑی پہنے ہوئے، درویش، فقیر. صاحب کلاہ: ٹوپی والا، مراد بادشاہ.

(۲۰)

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مردِ کہستانی

دنیا میں مُحاسب ہے تہذیبِ فُسوں گر کا
ہے اس کی فقیری میں سرمایۂ سُلطانی

یہ حُسن و لطافت کیوں، وہ قُوّت و شوکت کیوں
بلبل چَمَنِستانی، شہباز بیابانی!

اے شیخ! بہت اچھی مکتب کی فضا، لیکن
بنتی ہے بیاباں میں فاروقی و سَلمانی

صدیوں میں کہیں پیدا ہوتا ہے حریف اس کا
تلوار ہے تیزی میں صہبائے مسلمانی!

بندۂ صحرائی: ریگستانی علاقے کا رہنے والا. مردِ کہستانی: پہاڑی علاقے کا رہنے والا. محاسب: پوچھ گچھ کرنے والا. تہذیبِ فسوں گر: جادوگر تہذیب، مراد مغربی تہذیب. فقیری: فقیر ہونا، مراد جذبۂ عشق سے سرشار ہونے کی حالت. سرمایۂ سُلطانی: بادشاہت کی دولت. لطافت: نزاکت، پاکیزگی. قوت و شوکت: طاقت اور شان. چمنستانی: چمن کی رہنے والی، مراد نازک، کمزور. بیابانی: بیابان یعنی دشت کا رہنے والا، مراد سخت جان، تکلیفوں مصیبتوں سے ٹکرا جانے والا. فاروقی: فاروق سے تعلق رکھنے والا ہونا، یعنی حضرت عمر فاروقؓ کی مانند بہترین حکمران، مدبّر، منتظم، سیاست دان اور زبردست فاتح ہونے کی حالت. سلمانی: سلمان سے تعلق ہونا، مراد حضرت سلمان فارسیؓ کی مانند اسلام اور حضور اکرمؐ سے بیحد عشق، فیاضی، رحمدلی اور علم و معرفت جیسی خصوصیات رکھنا. صہبائے مسلمانی: اسلام کی شراب، مراد اسلام کا جوش و جذبہ.

ارمغانِ حجاز (اُردو)

علّامہ مُحمّد اقبال

مکتبۂ جمال
تیسری منزل، حسن مارکیٹ
اُردو بازار لاہور فون نمبر: 7232731
E-mail: maktaba jamal@email.com

فہرست

1 ابلیس کی مجلسِ شوریٰ 1079
2 بڈھے بلوچ کی نصیحت بیٹے کو 1092
3 تصویر و مصوّر 1094
4 عالمِ برزخ 1096
5 معزول شہنشاہ 1100
6 دوزخی کی مناجات 1101
7 مسعود مرحوم 1103
8 آوازِ غیب 1107

رُباعیات

1 مِری شاخِ امَل کا ہے ثمر کیا 1109
2 فراغت دے اسے کارِ جہاں سے 1109
3 دِگرگُوں عالمِ شام و سحر کر 1110
4 غریبی میں ہُوں محسودِ امیری 1110
5 خرد کی تنگ دامانی سے فریاد 1111
6 کہا اقبالؔ نے شیخِ حرم سے 1111

7 کہن ہنگامہ ہائے آرزو سرد 1112
8 حدیثِ بندۂ مومن دِل آویز 1112
9 تمیزِ خار و گُل سے آشکارا 1113
10 نہ کر ذکرِ فراق و آشنائی 1113
11 ترے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے 1114
12 خِرَد دیکھے اگر دل کی نگہ سے 1114
13 کبھی دریا سے مثلِ موج اُبھر کر 1115

مُلّا زادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض

1 پانی ترے چشموں کا تڑپتا ہُوا سیماب 1116
2 موت ہے اک سخت تر جس کا غلامی ہے نام 1118
3 آج وہ کشمیر ہے محکوم و مجبور و فقیر 1119
4 گرم ہو جاتا ہے جب محکوم قوموں کا لہو 1120
5 دُرّاج کی پرواز میں ہے شوکتِ شاہیں 1121
6 رِندوں کو بھی معلوم ہیں صوفی کے کمالات 1122
7 نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبّیری 1123
8 سمجھا لہو کی بُوند اگر تُو اسے تو خیر 1124
9 کھلا جب چمن میں کتب خانۂ گُل 1125
10 آزاد کی رگ سخت ہے مانندِ رگِ سنگ 1127
11 تمام عارف و عامی خودی سے بیگانہ 1128
12 دِگرگُوں جہاں ان کے زورِ عمل سے 1129

13 نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا 1130
14 چہ کافرانہ قمارِ حیات می بازی 1132
15 ضمیرِ مغرب ہے تاجرانہ، ضمیرِ مشرق ہے راہبانہ 1134
16 حاجت نہیں اے خطۂ گُل شرح و بیاں کی 1136
17 خود آگاہی نے سِکھلا دی ہے جس کو تن فراموشی 1137
18 آں عزمِ بلند آور آں سوزِ جگر آور 1137
19 غریبِ شہر ہُوں مَیں، سُن تو لے مِری فریاد 1138

1 سر اکبر حیدری صدرِ اعظم حیدر آباد دکن کے نام 1139
2 حُسین احمد 1140
3 حضرتِ انسان 1141
4 اشاریہ 1143

اُردو نظمیں

اِبلیس کی مجلسِ شُوریٰ

۱۹۳۶ء

اِبلیس

یہ عناصِر کا پُرانا کھیل، یہ دُنیائے دُوں
ساکنانِ عرشِ اعظم کی تمنّاؤں کا خوں!
اس کی بربادی پہ آج آمادہ ہے وہ کارساز
جس نے اس کا نام رکھّا تھا جہانِ کاف ونوں
مَیں نے دِکھلایا فرنگی کو مُلوکیّت کا خواب
میں نے توڑا مسجد و دَیر و کلیسا کا فسوں
مَیں نے ناداروں کو سِکھلایا سبق تقدیر کا
مَیں نے مُنعِم کو دِیا سرمایہ داری کا جنوں
کون کر سکتا ہے اس کی آتشِ سوزاں کو سرد
جس کے ہنگاموں میں ہو اِبلیس کا سوزِ دروں
جس کی شاخیں ہوں ہماری آبیاری سے بلند
کون کر سکتا ہے اُس نخلِ کُہن کو سرنگُوں!

پہلا مُشیر

اس میں کیا شک ہے کہ محکم ہے یہ اِبلیسی نظام
پختہ تر اس سے ہُوئے خوئے غلامی میں عوام
ہے ازَل سے ان غریبوں کے مقدّر میں سجود
ان کی فطرت کا تقاضا ہے نمازِ بے قیام
آرزو اوّل تو پیدا ہو نہیں سکتی کہیں
ہو کہیں پیدا تو مر جاتی ہے یا رہتی ہے خام
یہ ہماری سعیِ پیہم کی کرامت ہے کہ آج
صوفی و مُلّا مُلوکیّت کے بندے ہیں تمام
طبعِ مشرق کے لیے موزُوں یہی افیون تھی
ورنہ 'قوالی' سے کچھ کم تر نہیں 'علمِ کلام' !
ہے طواف و حج کا ہنگامہ اگر باقی تو کیا
کُند ہو کر رہ گئی مومن کی تیغِ بے نیام
کس کی نومیدی پہ حجت ہے یہ فرمانِ جدید؟
'ہے جہاد اس دَور میں مردِ مسلماں پر حرام!'

دُوسرا مُشیر

خیر ہے سُلطانیِ جمہور کا غوغا کہ شَر
تُو جہاں کے تازہ فتنوں سے نہیں ہے باخبر!

پہلا مُشیر

ہُوں، مگر میری جہاں بینی بتاتی ہے مجھے
جو ملوکیّت کا اک پردہ ہو، کیا اُس سے خطر!
ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جُمہوری لباس
جب ذرا آدم ہُوا ہے خود شناس و خود نِگر
کاروبارِ شہریاری کی حقیقت اور ہے
یہ وجودِ مِیر و سُلطاں پر نہیں ہے مُنحصَر
مجلسِ ملّت ہو یا پرویز کا دربار ہو
ہے وہ سُلطاں، غیر کی کھیتی پہ ہو جس کی نظر
تُو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جُمہوری نظام
چہرہ روشن، اندرُوں چنگیز سے تاریک تر!

تیسرا مُشیر

رُوحِ سُلطانی رہے باقی تو پھر کیا اِضطراب
ہے مگر کیا اُس یہودی کی شرارت کا جواب؟
وہ کلیمِ بے تجلّی، وہ مسیحِ بے صلیب
نیست پیغمبر ولیکن در بغل دارد کتاب
کیا بتاؤں کیا ہے کافر کی نگاہِ پردہ سوز
مشرق و مغرب کی قوموں کے لیے روزِ حساب!
اِس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا طبیعت کا فساد
توڑ دی بندوں نے آقاؤں کے خیموں کی طناب!

چوتھا مُشیر

توڑ اس کا رومۃُ الکبریٰ کے ایوانوں میں دیکھ
آلِ سیزر کو دِکھایا ہم نے پھر سیزر کا خواب
کون بحرِ روم کی موجوں سے ہے لپٹا ہُوا
'گاہ بالد چوں صنوبر، گاہ نالد چوں رباب'

تیسرا مُشیر

مَیں تو اُس کی عاقبت بینی کا کچھ قائل نہیں
جس نے افرنگی سیاست کو کیا یوں بے حجاب

پانچواں مُشیر

(اِبلیس کو مخاطب کر کے)

اے ترے سوزِ نفَس سے کارِ عالَم اُستوار!
تُو نے جب چاہا، کیا ہر پردگی کو آشکار
آب و گِل تیری حرارت سے جہانِ سوز و ساز
اَبلہِ جنت تری تعلیم سے دانائے کار
تجھ سے بڑھ کر فطرتِ آدم کا وہ مَحرم نہیں
سادہ دل بندوں میں جو مشہور ہے پروردگار
کام تھا جن کا فقط تقدیس و تسبیح و طواف
تیری غیرت سے ابَد تک سرنگون و شرمسار
گرچہ ہیں تیرے مُرید اَفرنگ کے ساحر تمام
اب مجھے ان کی فراست پر نہیں ہے اعتبار
وہ یہودی فتنہ گر، وہ رُوحِ مَزدک کا بُروز
ہر قبا ہونے کو ہے اس کے جُنوں سے تار تار

زاغِ دشتی ہو رہا ہے ہمسرِ شاہین و چرغ
کتنی سُرعت سے بدلتا ہے مزاجِ روزگار
چھا گئی آشفتہ ہو کر وسعتِ افلاک پر
جس کو نادانی سے ہم سمجھے تھے اک مُشتِ غبار
فتنۂ فردا کی ہیبت کا یہ عالَم ہے کہ آج
کانپتے ہیں کوہسار و مَرغزار و جُوئبار
میرے آقا! وہ جہاں زیر و زبر ہونے کو ہے
جس جہاں کا ہے فقط تیری سیادت پر مدار

اِبلیس

(اپنے مُشیروں سے)

ہے مِرے دستِ تصرّف میں جہانِ رنگ و بو
کیا زمیں، کیا مِہر و مہ، کیا آسمانِ تُو بتُو
دیکھ لیں گے اپنی آنکھوں سے تماشا غرب و شرق
مَیں نے جب گرما دیا اقوامِ یورپ کا لہو
کیا امامانِ سیاست، کیا کلیسا کے شیوخ
سب کو دیوانہ بنا سکتی ہے میری ایک ہُو

کارگاہِ شیشہ جو ناداں سمجھتا ہے اسے
توڑ کر دیکھے تو اس تہذیب کے جام و سبو!
دستِ فطرت نے کیا ہے جن گریبانوں کو چاک
مَزدکی منطق کی سوزن سے نہیں ہوتے رفُو
کب ڈرا سکتے ہیں مجھ کو اِشتراکی کُوچہ گرد
یہ پریشاں روزگار، آشفتہ مغز، آشفتہ مُو
ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اُس اُمّت سے ہے
جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرارِ آرزو
خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں وہ
کرتے ہیں اشکِ سحرگاہی سے جو ظالم وضو
جانتا ہے، جس پہ روشن باطنِ ایّام ہے
مزدکیّت فتنۂ فردا نہیں، اسلام ہے!

(۲)

جانتا ہُوں مَیں یہ اُمّت حاملِ قُرآں نہیں
ہے وہی سرمایہ داری بندۂ مومن کا دِیں
جانتا ہُوں مَیں کہ مشرق کی اندھیری رات میں
بے یدِ بیضا ہے پیرانِ حرم کی آستیں

عصرِ حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبر کہیں
الحذر! آئینِ پیغمبر سے سَو بار الحذر
حافظِ ناموسِ زَن، مرد آزما، مرد آفریں
موت کا پیغام ہر نوعِ غلامی کے لیے
نے کوئی فغفور و خاقاں، نے فقیرِ رہ نشیں
کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک صاف
مُنعِموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں
اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب
پادشاہوں کی نہیں، اللہ کی ہے یہ زمیں!
چشمِ عالَم سے رہے پوشیدہ یہ آئیں تو خوب
یہ غنیمت ہے کہ خود مومن ہے محرومِ یقیں
ہے یہی بہتر الٰہیّات میں اُلجھا رہے
یہ کتابُ اللہ کی تاویلات میں اُلجھا رہے

(۳)

توڑ ڈالیں جس کی تکبیریں طلسمِ شش جہات
ہو نہ روشن اُس خدا اندیش کی تاریک رات

ابنِ مریم مر گیا یا زندۂ جاوید ہے
ہیں صفاتِ ذاتِ حق، حق سے جُدا یا عینِ ذات؟
آنے والے سے مسیحِ ناصری مقصود ہے
یا مجدّد، جس میں ہوں فرزندِ مریم کے صفات؟
ہیں کلامُ اللہ کے الفاظ حادِث یا قدیم
اُمّتِ مرحوم کی ہے کس عقیدے میں نجات؟
کیا مسلماں کے لیے کافی نہیں اس دَور میں
یہ الٰہیّات کے ترشے ہُوئے لات و منات؟
تم اسے بیگانہ رکھّو عالَمِ کردار سے
تا بساطِ زندگی میں اس کے سب مُہرے ہوں مات
خیر اسی میں ہے، قیامت تک رہے مومن غلام
چھوڑ کر اَوروں کی خاطر یہ جہانِ بے ثبات
ہے وہی شعر و تصوّف اس کے حق میں خوب تر
جو چُھپا دے اس کی آنکھوں سے تماشائے حیات
ہر نفَس ڈرتا ہُوں اس اُمّت کی بیداری سے مَیں
ہے حقیقت جس کے دِیں کی احتسابِ کائنات
مست رکھّو ذکر و فکرِ صبح گاہی میں اسے
پختہ تر کر دو مزاجِ خانقاہی میں اسے

ابلیس: شیطان. مجلسِ شوریٰ: جس محفل میں باہم مشورکرنے والے ہوں. عناصر کا پرانا کھیل: مراد یہ دنیا جو بہت قدیم ہے اور آگ، پانی، ہوا اور مٹی سے بنی ہے. دُنیائے دوں: گھٹیا یا کمینی دنیا، یہ کائنات. عرشِ اعظم: بڑا تخت. تمناؤں کا خوں: مراد تمنائیں پوری نہ ہونا، ناکامی. آمادہ: تیار. کارساز: کام بنانے والا، مراد خدا. جہانِ کاف ونوں: "کُن" کا جہان۔ ایک قرآنی آیت کے مطابق جب خدا کچھ پیدا کرنا چاہتا ہے تو "کُن" (ہو جا) فرما دیتا ہے اور وہ ہو جاتی ہے۔ مراد یہ دنیا. مُلوکیت: بادشاہت، مراد حکمرانی. دَیر: مندر. کلیسا: گرجا. فسوں: افسوں، جادو. تقدیر کا سبق: سب کچھ تقدیر پر ڈال دینے کا سبق. منعم: دولت مند. سرمایہ داری: دولت اکٹھی کرنے کی حالت. آتشِ سوزاں: جلا دینے والی آگ. سوزِ دروں: اندر یعنی باطن کی گرمی یا آگ. آبیاری: کھیت یا درخت کو پانی دینا. نخلِ کہن: پرانا درخت، مراد مضبوط جڑوں والا درخت. سرنگوں کرنا: مراد نیچے گرانا. ابلیسی نظام: شیطانی کاموں کا سلسلہ. پختہ تر: مراد زیادہ پکّی (عادت). خوئے غلامی: غلامی کی عادت. سجود: سجدہ. نمازِ بے قیام: مراد غلامی میں جُھکے رہنا، آزاد قوم کی طرح سر بلند نہ رکھنا. خام: کچی. سعیِ پیہم: لگاتار کوشش. کرامت: ایسا کام جو عام انسان کے بس میں نہ ہو. مُلوکیت کا بندہ: بادشاہت کا غلام، حکمرانوں کا غلام. طبعِ مشرق: مراد مشرقی قوموں کا مزاج. موزوں: مناسب. افیون: افیم. قوالی: چند آدمیوں کا مِل کر نعتیہ اور حمدیہ کلام گانا. علمِ کلام: وہ علم جس میں اسلامی عقیدے دلیلوں سے ثابت کیے جاتے ہیں. طواف: کعبہ کے گرد چکر لگانے کا عمل. حج کا ہنگامہ: مراد حج کے موقع پر مسلمانوں کا زوردار اجتماع. کُند: جو تیز نہ ہو. تیغ بے نیام: ننگی تلوار، مراد جوش و جذبہ، جدوجہد. نومیدی: مایوسی. حجت: دلیل. فرمانِ جدید: نیا حکم۔ اشارہ ہے قادیانی رہنما میرزا غلام احمد کے اس فتوے کی طرف کہ اب اِس دَور میں جہاد کی ضرورت نہیں. حرام: منع کیا گیا. سلطانیِ جمہور: عوام کی حکومت، جمہوریت. غوغا: شور، ہنگامہ. تازہ فتنے: نئے نئے جھگڑے. جہاں بینی: دنیا کے معاملات اور حالات پر گہری نظر ہونے کی کیفیت. مُلوکیت کا اِک پردہ: مراد جمہوریت کی آڑ میں دراصل بادشاہت ہی کا عمل دخل ہے. جمہوری لباس: عوامی لباس، مراد بادشاہت کو جمہوریت کے جعلی نام سے برقرار رکھا ہے. آدم: مراد انسان. خودشناس: اپنی ذات سے پوری طرح باخبر. خودنگر: اپنی ذات پر نظر رکھنے والا. کاروبارِ شہریاری: بادشاہت کے معاملے. وجودِ میر و سُلطاں: بادشاہوں اور حکمرانوں کی ذات / ہستی. منحصر: جس پر انحصار ہو. مجلسِ ملّت: نیشنل اسمبلی. پرویز: مشہور ایرانی بادشاہ خسرو پرویز، مراد کوئی بھی بادشاہ. کسی چیز پر نظر ہونا: مراد اسے لُوٹنے کا ارادہ رکھنا. مغرب: یورپ. جمہوری نظام: عوامی حکومت کا طریقہ، ڈیموکریسی. چہرہ روشن: مراد ظاہر میں ایک اچھا نظام. اندرُوں: باطن، دل. چنگیز: وہ ظالم منگول سردار جس نے تیرھویں صدی عیسوی میں ایران میں مسلمانوں کا قتلِ عام کیا. تاریک تر: مراد بیحد ظالم. رُوحِ

سلطانی: بادشاہت کی اصل. **اِضطراب:** بے چینی. **اُس یہودی کی شرارت:** مراد مشہور جرمن یہودی سوشلسٹ کارل ہنرخ مارکس (۵ مئی ۱۸۱۸ء۔ ۱۴ مارچ ۱۸۸۳ء) جس نے سرمایہ داری کے خلاف کتاب ''داس کیپٹل'' لکھی۔ اس کا نظریہ تھا کہ محنت کے بغیر دولت بیکار ہے. **کلیمِ بے تجلّی:** ایسا پیغمبر جسے اللہ کا جلوہ نصیب نہ ہوا۔ مراد یہودی کارل مارکس، دنیا بھر کے مزدور جس کے معتقد ہیں. **مسیحِ بے صلیب:** مراد کارل مارکس جسے صلیب پر تو نہیں لٹکایا گیا لیکن اس کی زندگی حضرت عیسیٰؑ کی مانند تنگی میں کٹی. ''نیست پیغمبر و لیکن در بغل دارد کتاب'': ترجمہ: وہ (کارل مارکس) باقاعدہ پیغمبر تو نہیں ہے لیکن پیغمبروں کی مانند اس کی بغل میں یعنی اس کے پاس بھی کتاب (داس کیپٹل) ہے. **نگاہِ پردہ سوز:** ایسی نگاہ جو چھپی چیزوں کو بھی پوری طرح دیکھ لے/ رازوں کو جان لے. **روزِ حساب:** قیامت کا دن. **بندہ:** غلام، محکوم. **آقا:** مالک، حکمران. **توڑ دی..... خیموں کی طناب:** خیموں کی رسّی، مراد آقاؤں کی آقائی ختم کر دی، خود آقا بن گئے. **توڑ:** علاج، چارہ. **رُومۃ الکبریٰ:** مراد اٹلی (جو کبھی بہت بڑی سلطنت تھی)، جہاں مسولینی اب آمر بن گیا ہے. **آلِ سیزر:** مراد جولیس سیزر کی اولاد جو قدیم روم کا فرماں روا تھا۔ مراد اطالیہ کے لوگ جو اس کی عظمت اور اقتدار کے وارث ہیں. **سیزر کا خواب:** مراد قیصر روم بننے کا منصوبہ. **بحرِ روم:** اٹلی/ اطالیہ جس کے ساحل پر واقع ہے.

☆ کبھی تو وہ سرو کے درخت کی طرح اونچا ہوتا ہے اور کبھی رباب کی طرح نالہ کرتا ہے، یعنی اس مقصد کے حصول کے لیے ہر طرح کی کوشش کر رہا ہے۔ **عاقبت بینی:** انجام پر نظر رکھنے کی کیفیت. **قائل:** ماننے والا. **افرنگی سیاست:** یورپ کی سیاست. **بے حجاب:** بے پردہ، یعنی عیب وغیرہ ظاہر کر دیے. **سوزِ نفس:** سانس/ ذات کی گرمی. **کارِ عالَم:** کائنات/ دنیا کا معاملہ. **اُستوار:** مضبوط، پختہ. **پردگی:** چھپی ہوئی چیز، راز. **آب و گِل:** پانی اور مٹی، مراد یہ دنیا. **جہانِ سوز و ساز:** مراد ایسی دنیا جس میں ہنگاموں اور فتنوں وغیرہ کی گرمی ہے. **ابلہِ جنت:** جنت کے سیدھے سادے لوگ، اشارہ ہے حدیثِ حضور اکرمؐ کی طرف کہ جنت کے لوگ سیدھے سادے ہوں گے. **دانائے کار:** معاملات پر جس کی پوری گرفت اور نظر ہو. **محرم:** واقف، باخبر. **سادہ دل:** چالاکی اور فریب سے پاک دل والا. **تقدیس:** اللہ کی پاکی بیان کرنا. **طواف:** کعبہ کے گرد چکر لگانا (مراد مذہب سے لگاؤ). **تسبیح:** پروئے ہوئے دانوں پر اللہ کے نام کا وِرد. **اَبد تک:** ہمیشہ ہمیشہ کے لیے. **سرنگوں:** اُلٹا سر کیے، مراد شرمندہ. **ساحر:** جادوگر. **فراست:** ذہانت، دانائی. **یہودی فتنہ گر:** یہودی فتنہ فساد پھیلانے والا، مراد مارکس. **رُوحِ مَزدک:** مَزدک کی روح، مَزدک پانچویں صدی عیسوی کا ایرانی مذہبی رہنما اور اس فلسفے کا بانی کہ دولت، زمین اور عورت پر سب کا یکساں حق ہے. **بُروز:** کسی کی روح کا کسی دوسری شکل میں ظاہر ہونا. **قبا تار تار ہونا:** لباس پھٹ جانا، مراد سرمایہ داری/ بادشاہت کا خاتمہ ہونا. **زاغِ دشتی:** جنگلی کوا، مراد مزدور. **ہمسر:**

برابری کرنے والا. چَرغ: باز کی قسم کا ایک شکاری پرندہ، دونوں سے مراد سرمایہ دار یا بڑے لوگ. مزاجِ روزگار بدلنا: زمانے کے حالات بدلنا. آشفتہ ہونا: بکھرنا، مراد پھیلنا. اَفلاک: فلک کی جمع، آسمان، پوری فضا. مشتِ غبار: مٹی کی مٹھی، مراد معمولی شے. فتنۂ فردا: مستقبل کا ہنگامہ، مراد سوشلزم / اشتراکیت. عالَم: حالت، کیفیت. مَرغزار: جہاں پرندے اور سبزہ زیادہ ہو، جانوروں کے چَرنے کی جگہ. جوئبار: ندی، تینوں سے مراد پوری دنیا. زیر و زبر ہونا: اوپر نیچے ہونا، مراد بہت بڑی تبدیلی آنا. سیادت: سرداری، سرپرستی. مدار: اِنحصار.

ابلیس.. (اپنے مشیروں سے)

دستِ تصرف میں ہونا: مراد اختیار اور قبضے میں ہونا. جہانِ رنگ و بو: یہ کائنات / دنیا. مہر و مہ: سورج اور چاند. تو بتو: تہ در تہ، اوپر نیچے. غرب و شرق: مغربی اور مشرقی مُلک. لہو گرمانا: جوش دلانا. اِمامانِ سیاست: بڑے بڑے سیاست دان / سیاسی رہنما. شیوخ: جمع شیخ، مراد عیسائی پادری، مذہبی لوگ. ہُو: نعرہ، آواز. کارگاہِ شیشہ: شیشے کا کارخانہ، مراد بہت نازک شے. تہذیب: مراد سرمایہ داری، بادشاہت وغیرہ. جام و سبو: مراد طور طریقے. دستِ فطرت: قدرت کا ہاتھ یعنی قدرت. گریباں چاک کرنا: مراد مختلف تعصبات کا پیدا ہونا مثلاً نسلی، جغرافیائی اور طبقاتی تعصب. مَزدکی منطق: مزدک کا فلسفہ یعنی دولت، زمین اور عورت پر سب کا یکساں حق ہے. سوزن: سُوئی. رفو ہونا: ٹانکا لگنا. اشتراکی کوچہ گرد: گلی گلی یعنی آوارہ پھرنے والے اشتراکی / سوشلسٹ. پریشاں روزگار: مراد جن کی زندگی بے چینیوں کی شکار ہے. آشفتہ مغز: سر پھرے، پاگل. آشفتہ مو: بال بکھرائے ہوئے، فکرمند. شرارِ آرزو: آرزو مراد جذبوں کی چنگاری. خال خال: مراد بہت کم، اِکا دُکا. اَشکِ سحرگاہی: صبح سویرے اللہ کے حضور رونے اور گڑگڑانے کا عمل، عشقِ حقیقی میں ڈوبے ہونا. مَزدکیت: مَزدک کا فلسفہ. فتنۂ فردا: مستقبل کا ہنگامہ یا خطرہ.

(۲)

حاملِ قرآں: قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے والی. مشرق کی اندھیری رات: مراد مشرقی ملکوں میں جہالت اور نادانی کا دور دَورہ. بے یدِ بیضا: روشن ہاتھ کے بغیر، یدِ بیضا حضرت موسیٰؑ کا ایک معجزہ تھا، مراد عظیم جذبوں اور عمل سے خالی. پیرانِ حرم: مسلم رہنما. شرعِ پیغمبرؐ: شریعت محمدیؐ. آئینِ پیغمبرؐ: قانونِ محمدیؐ. ناموسِ زن: عورت کی عزت و شرم. مرد آزما: دلیروں کو پرکھنے والا. مرد آفریں: بڑے بڑے دلیر پیدا کرنے والا. فغفور: قدیم چین کے ایک بادشاہ کا لقب، مراد بادشاہ. خاقان: ترکستان کے بادشاہ کا لقب، مراد بادشاہ. فقیرِ رہ نشیں: راہ میں بیٹھنے والا گداگر، معمولی آدمی. آلودگی: گندگی. فکر و عمل کا انقلاب: سوچ، خیالات اور جدوجہد کے انداز میں تبدیلی. چشمِ عالَم: مراد دنیا والوں کی نظر. محرومِ یقیں: خود اعتمادی سے عاری. اِلٰہیات: اللہ کی ذات

سے متعلق فلسفیانہ مسئلے. **تاویلات**: جمع تاویل، ظاہری مطلب سے ہٹ کر دوسرا غلط مطلب لینے کے طریقے.

(۳)

تکبیر: اللہ کی بڑائی کا اعلان، اللہ اکبر. **طلسم**: جادو. **شش جہات**: مراد ساری کائنات. **خدا اندیش**: خدا کی یاد میں ڈوبا رہنے والا. **تاریک رات**: کالی رات، مراد بے عملی کی حالت. **ابنِ مریم**: مریم کا بیٹا، حضرت عیسیٰؑ. **زندۂ جاوید**: ہمیشہ زندہ یا برقرار رہنے والا. **صفاتِ ذاتِ حق**: اللہ تعالیٰ کی ہستی کی صفتیں. **عین ذات**: مکمل طور پر ذات ہیں. **مسیحِ ناصری**: مراد نصاریٰ یا نصرانیوں کا مسیح، یعنی حضرت عیسیٰؑ جو قیامت کے قریب پھر اس دنیا میں آئیں گے. **مجدّد**: ایک روایت کے مطابق ہر صدی میں ایک کامل ولی پیدا ہوتا ہے جو لوگوں کو نئے سرے سے اسلامی اصول اور قوانین کی طرف متوجہ کرتا ہے. **فرزندِ مریم کے صفات**: حضرت عیسیٰؑ کی سی صفتیں (مثلاً مُردے میں نئی روح پھونکنا). **حادِث یا قدیم**: فلسفہ الٰہیات کی ایک بحث مراد قرآنی الفاظ آفرینش دنیا کے بعد تخلیق ہوئے یا خدا کی طرح قدیم ہیں. **اُمتِ مرحوم**: جس قوم پر اللہ کی رحمت ہوئی ہے، ملّتِ اسلامیہ. **ترشے ہوئے لات و منات**: مراد بنائے ہوئے بت یعنی فلسفہ الٰہیات کی مذکورہ بحثیں جن میں مسلمان اُلجھے ہوئے ہیں. **بیگانہ رکھو**: دُور رکھو. **عالَمِ کردار**: مراد جدوجہد کی دنیا. **بساطِ زندگی**: زندگی کی شطرنج، زندگی. **مُہرے مات ہونا**: شطرنج کی بازی ہارنا، ناکامی. **جہانِ بے ثبات**: فانی دنیا. **خوب تر**: بہت اچھا، بہتر. **تماشائے حیات**: زندگی کے ہنگامے اور ولولے. **بیداری**: مراد جذبوں کا زندہ ہونا. **احتسابِ کائنات**: مراد دنیا کو بُرے کاموں سے روکنا اور اچھے کاموں کا حکم دینا. **ذکر و فکر صبح گاہی**: مراد صرف عبادت ہی میں مصروف رہیں، دنیا کی فلاح پر توجہ نہ دیں. **پختہ تر**: مراد زیادہ عادی. **مزاجِ خانقاہی**: خانقاہ میں رہنے کی عادت، مراد بے عملی کی زندگی.

بُڈّھے بلوچ کی نصیحت بیٹے کو

ہو تیرے بیاباں کی ہَوا تجھ کو گوارا
اس دشت سے بہتر ہے نہ دِلّی نہ بخارا

جس سمت میں چاہے صفَتِ سَیلِ رواں چل
وادی یہ ہماری ہے، وہ صحرا بھی ہمارا

غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دَو میں
پہنائی ہے درویش کو تاجِ سرِ دارا

حاصل کسی کامل سے یہ پوشیدہ ہُنر کر
کہتے ہیں کہ شیشے کو بنا سکتے ہیں خارا

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملّت کے مقدّر کا ستارا

محروم رہا دولتِ دریا سے وہ غوّاص
کرتا نہیں جو صحبتِ ساحل سے کنارا

دِیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو مِلّت
ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارا

دُنیا کو ہے پھر معرکۂ رُوح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درِندوں کو اُبھارا

اللہ کو پامردیِ مومن پہ بھروسا
اِبلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

تقدیرِ اُمَم کیا ہے، کوئی کہہ نہیں سکتا
مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اِشارا

اِخلاصِ عمل مانگ نیاگانِ کُہن سے
'شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را!'

گوارا: موافق، پسندیدہ. دشت: بیابان. دلی: ہندوستان کا ایک شہر. بخارا: روس کا ایک شہر، مراد کوئی بھی بڑا مُلک. سَیلِ رواں: بڑھتا ہوا سیلاب، تیز رفتار طوفان. جہانِ تگ و دَو: بھاگ دوڑ کی دنیا. تاجِ سرداراں: قدیم ایرانی بادشاہ دارا کے سر کا تاج، مراد عظمت اور شان و شوکت. کامِل: ماہر. پوشیدہ ہُنر: چُھپا ہوا فن. خارا: سخت پتھر. اقوام: جمع قوم، قومیں. مُقدّر کا ستارہ: مراد تقدیر کو سنوارنے والا. دولتِ دریا: مراد سمندر میں پائے جانے والے موتی. غوّاص: غوطہ لگانے والا. صحبتِ ساحل: کنارے پر بیٹھے رہنے کا عمل. ہاتھ سے دینا: چھوڑ دینا. خسارا: خسارہ، گھاٹا، نقصان. کنارہ کرنا: علیحدگی اختیار کرنا. معرکۂ روح و بدن: مادیت اور روحانیت کا ٹکراؤ. درندے: مراد ظالم نمائندے. تہذیب: جدید یورپی تہذیب. اُبھارا: جوش دلایا. پامردی: ثابت قدمی، اپنی جگہ پر ڈٹے رہنا. یورپ کی مشینیں: مراد مادی زندگی کے آلات. فراست: دانائی، ذہانت. اِخلاصِ عمل: ایسا عمل جو خالصۃً اللہ کی رضا کے لیے ہو. نیاگانِ کہن: پرانے آبا و اجداد. ''شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا'': ترجمہ: اگر بادشاہ..... مہربانی فرما دیں تو حیرانی کی بات نہ ہوگی (یہ حافظ شیرازی کی ایک غزل کا مصرع ہے).

تصویر و مُصوّر

تصویر

کہا تصویر نے تصویر گر سے
نمائش ہے مِری تیرے ہُنر سے
ولیکن کس قدر نامُنصِفی ہے
کہ تُو پوشیدہ ہو میری نظر سے!

مصوّر

گراں ہے چشمِ بینا دیدہ وَر پر
جہاں بینی سے کیا گزری شرَر پر!
نظر، درد و غم و سوز و تب و تاب
تُو اے ناداں، قناعت کر خس و خ

تصویر

خبر، عقل و خِرد کی ناتوانی
نظر، دل کی حیاتِ جاودانی
نہیں ہے اس زمانے کی تگ و تاز
سزاوارِ حدیثِ 'لن ترانی'

مصوّر

تُو ہے میرے کمالاتِ ہُنر سے
نہ ہو نومید اپنے نقش گر سے
مِرے دیدار کی ہے اک یہی شرط
کہ تُو پنہاں نہ ہو اپنی نظر سے

مُصوّر: تصویر بنانے والا. تصویر گر: تصویر بنانے والا. نمائش: ظاہر ہونا، وجود میں آنا. نا منصفی: ناانصافی. گراں: بوجھل، بھاری. چشمِ بینا: گہری نظر والی آنکھ، صاحب بصیرت. دیدہ وَر: صاحب نظر. جہاں بینی: دنیا کو دیکھنا. نظر: مراد غور و فکر کی صلاحیت. سوز: جلن، تپش. تب و تاب: بے قراری. ناداں: بے خبر. قناعت کر: جو تھوڑا بہت ملے اس پر راضی ہو جا. خبر: حواسِ خمسہ کے ذریعے حاصل ہونے والی معلومات. خرد: عقل. دِل: مراد جذبوں کا زندہ رہنا. حیاتِ جاودانی: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی. تگ و تاز: دوڑ دھوپ، بھاگ دوڑ، ہنگامے. سزاوار: لائق، مناسب. حدیث: بات. ''لن ترانی'': حضرت موسیٰؑ کے تقاضا پر خدا نے فرمایا تھا: تُو میرا جلوہ نہیں دیکھ سکتا. کمالات: جمع کمال، مہارتیں، خوبیاں. ہُنر: فن. نومید: مایوس. نقش گر: تصویر بنانے والا، مُصوّر. دیدار: نظارہ، دیکھنے کا عمل. پنہاں: چھپی ہوئی.

عالَمِ برزخ

مُردہ اپنی قبر سے

کیا شے ہے، کس اِمروز کا فردا ہے قیامت
اے میرے شبستانِ کُہن! کیا ہے قیامت؟

قبر

اے مُردۂ صد سالہ! تجھے کیا نہیں معلوم؟
ہر موت کا پوشیدہ تقاضا ہے قیامت!

مُردہ

جس موت کا پوشیدہ تقاضا ہے قیامت
اُس موت کے پھندے میں گرفتار نہیں مَیں
ہر چند کہ ہُوں مُردۂ صد سالہ ولیکن
ظُلمت کدۂ خاک سے بیزار نہیں مَیں
ہو رُوح پھر اک بار سوارِ بدنِ زار
ایسی ہے قیامت تو خریدار نہیں مَیں

صدائے غیب

نے نصیبِ مار و کژدُم، نے نصیبِ دام و دَد
ہے فقط محکوم قوموں کے لیے مرگِ ابَد
بانگِ اِسرافیل اُن کو زندہ کر سکتی نہیں
رُوح سے تھا زندگی میں بھی تہی جن کا جسَد
مَر کے جی اُٹھنا فقط آزاد مَردوں کا ہے کام
گرچہ ہر ذی رُوح کی منزل ہے آغوشِ لحَد

قبر

(اپنے مُردے سے)

آہ، ظالم! تُو جہاں میں بندۂ محکوم تھا
مَیں نہ سمجھی تھی کہ ہے کیوں خاک میری سوز ناک
تیری میّت سے مِری تاریکیاں تاریک تر
تیری میّت سے زمیں کا پردۂ ناموس چاک
الحذَر، محکوم کی میّت سے سَو بار الحذَر
اے سرافیل! اے خدائے کائنات! اے جانِ پاک!

صدائے غیب

گرچہ بَرہم ہے قیامت سے نظامِ ہست و بُود
ہیں اسی آشوب سے بے پردہ اَسرارِ وجود
زلزلے سے کوہ و دَر اُڑتے ہیں مانندِ سحاب
زلزلے سے وادیوں میں تازہ چشموں کی نمود
ہر نئی تعمیر کو لازم ہے تخریبِ تمام
ہے اسی میں مشکلاتِ زندگانی کی کُشود

زمین

آہ یہ مرگِ دوام، آہ یہ رزمِ حیات
ختم بھی ہوگی کبھی کشمکشِ کائنات!
عقل کو مِلتی نہیں اپنے بُتوں سے نجات
عارف و عامی تمام بندۂ لات و منات
خوار ہُوا کس قدر، آدمِ یزداں صفات
قلب و نظر پر گراں ایسے جہاں کا ثبات
کیوں نہیں ہوتی سحَر حضرتِ انساں کی رات؟

عالمِ برزَخ: دنیا اور آخرت کا درمیانی زمانہ. **اِمروز:** آج، حال کا زمانہ. **فردا:** آنے والا کل، مستقبل. **شبستانِ کہن:** رات رہنے کی پرانی جگہ مراد قبر. **مُردۂ صد سالہ:** مراد صدیوں پیچھے مَرا ہوا انسان. **پوشیدہ:** چُھپا ہوا. **تقاضا:** اصرار، طلب. **پھندا:** رسّی کا حلقہ. **گرفتار:** پھنسا ہوا. **ہر چند:** اگرچہ. **ظلمت کدۂ خاک:** مٹی کا تاریک گھر، مراد قبر. **بیزار:** ناخوش، خفا. **بدنِ زار:** کمزور جسم. **صدائے غیب:** مراد خدائی آواز. **نَے:** نہ، نہیں. **نصیب:** حصہ، قسمت. **مار:** سانپ. **کژدُم:** بچھو. **دام و دَد:** چرنے والے جانور اور درندے. **محکوم:** غلام. **مرگِ اَبد:** ہمیشہ ہمیشہ کی موت. **بانگِ اسرافیل:** قیامت کے روز حضرت اسرافیل کا صور پھونکنا. **تہی:** خالی، مراد جذبوں سے خالی. **جسد:** جسم، بدن. **ذی روح:** مراد زندہ. **آغوش:** گود. **لحد:** قبر. **بندۂ محکوم:** غلامی کی زندگی گزارنے والا انسان، غلام. **سوز ناک:** جلنے والی. **تاریکیاں تاریک تر:** اندھیروں میں بہت اضافہ ہونا. **پردۂ ناموس:** عزت و عظمت کا پردہ. **چاک:** پھٹا ہوا. **الحذر:** خدا کی پناہ ہے. **سرافیل:** حضرت اسرافیلؑ. **برہم:** اُلٹ پلٹ. **نظامِ ہست و بود:** مراد اس دنیا کا نظام. **آشوب:** ہنگامہ. **بے پردہ:** ظاہر، آشکار. **اسرارِ وجود:** مراد کائنات کے بھید. **کوہ و در:** پہاڑ اور درّے. **سحاب:** بادل. **نمود:** ظاہر ہونے کا عمل. **تعمیر:** آبادکاری کا عمل. **تخریب:** مراد ویرانی کا عمل. **تمام:** مکمل، پوری. **کشود:** حَل. **مرگِ دوام:** ہمیشہ ہمیشہ کی موت. **رزمِ حیات:** زندگی کی جنگ یعنی زندگی کی بقا کے لیے جدوجہد. **کشمکش:** کھینچا تانی. **عارف:** خدا کی معرفت رکھنے والا. **عامی:** عام آدمی. **بندۂ لات و منات:** لات و منات کا پجاری، مراد خواہشوں وغیرہ ایسے بتوں کا پُجاری، دنیاوی خواہشات کا غلام. **آدمِ یزداں صفات:** خدائی صفتیں رکھنے والا انسان. **گراں:** بھاری، بوجھل. **ثبات:** پائداری. **سحر:** صبح. **حضرتِ انساں:** مراد انسان.

معزول شہنشاہ

ہو مبارک اُس شہنشاہِ نِکو فرجام کو
جس کی قُربانی سے اَسرارِ مُلوکیّت ہیں فاش

'شاہ' ہے برطانوی مندر میں اک مٹّی کا بُت
جس کو کر سکتے ہیں، جب چاہیں پُجاری پاش پاش

ہے یہ مُشک آمیز افیوں ہم غلاموں کے لیے
ساحرِ انگلیس! مارا خواجۂ دیگر تراش

معزول شہنشاہ: اشارہ ہے برطانیہ کے بادشاہ ایڈورڈ ہشتم کی طرف جس نے ایک طلاق یافتہ امریکی عورت سے شادی کرنا چاہی لیکن برطانیہ کے سب سے بڑے پادری اور وزیرِ اعظم کی مخالفت کے سبب اس نے ۷ دسمبر ۱۹۳۶ء کو تخت و تاج ہی چھوڑ دیا۔ نکو فرجام: اچھے انجام والا۔ قربانی: تخت و تاج سے دست برداری۔ اسرارِ ملوکیت: بادشاہت کے بھید۔ برطانوی مندر: مراد برطانوی نظامِ حکومت۔ مٹّی کا بُت: مراد جس کے اختیار میں کچھ نہ ہو، نمائشی بادشاہ۔ پاش پاش: ٹکڑے ٹکڑے۔ مشک آمیز افیوں: مراد ظاہر میں دل کو بھانے والی لیکن حقیقت میں غافل کر دینے والی شے۔ ''ساحرِ انگلیس! مارا خواجۂ دیگر تراش'': ترجمہ: اے انگریز جادوگر! ہمارے لیے اب کوئی نیا آقا تیار کر۔

دوزخی کی مُناجات

اس دَیرِ کُہن میں ہیں غرض مند پُجاری
رنجیدہ بُتوں سے ہوں تو کرتے ہیں خدا یاد

پُوجا بھی ہے بے سُود، نمازیں بھی ہیں بے سُود
قسمت ہے غریبوں کی وہی نالہ و فریاد

ہیں گرچہ بلندی میں عمارات فلک بوس
ہر شہر حقیقت میں ہے ویرانۂ آباد

تیشے کی کوئی گردشِ تقدیر تو دیکھے
سیراب ہے پرویز، جگر تشنہ ہے فرہاد

یہ عِلم، یہ حکمت، یہ سیاست، یہ تجارت
جو کچھ ہے، وہ ہے فکرِ مُلوکانہ کی ایجاد

اللہ! ترا شکر کہ یہ خِطۂ پُرسوز
سوداگرِ یورپ کی غلامی سے ہے آزاد!

مُناجات: دُعا. دَیرِ کہن: پرانا مندر، مراد یہ دنیا. غرض مند: مطلبی. رنجیدہ: ناراض. بے سُود: بے فائدہ، بیکار. نالہ وفریاد: چیخ پکار. عمارات: جمع عمارت. فلک بوس: مراد بہت بلند. ویرانہ آباد: مراد دیکھنے میں آباد، لیکن اُس میں ہم خیال کوئی نہیں. تیشہ: پتھر توڑنے کا اوزار. گردشِ تقدیر: تقدیر کا چکّر. سیراب: تر و تازہ، مراد کامیاب. پرویز: خسرو پرویز، قدیم ایرانی بادشاہ اور شیریں کا شوہر. جگر تشنہ: مراد ناکام. فرہاد: شیریں کا عاشق، جس نے اس کی خاطر پہاڑ کھودا. فکرِ مُلوکانہ: بادشاہوں، حکمرانوں کی سوچ. ایجاد: نئی پیدا کردہ چیز. خطۂ پُرسوز: آگ سے تپتی ہوئی جگہ. سوداگرِ یورپ: یورپ کے سوداگر، برطانیہ، انگریزوں نے تجارت کے بہانے برّصغیر پر قبضہ کیا تھا.

مسعود مرحوم

یہ مہر و مہ، یہ ستارے یہ آسمانِ کبود
کسے خبر کہ یہ عالَم عدَم ہے یا کہ وجود
خیالِ جادہ و منزل فسانہ و اَفسُوں
کہ زندگی ہے سراپا رحیلِ بے مقصود
رہی نہ آہ، زمانے کے ہاتھ سے باقی
وہ یادگارِ کمالاتِ احمد و محمود
زوالِ علم و ہُنر مرگِ ناگہاں اُس کی
وہ کارواں کا متاعِ گراں بہا مسعود!
مجھے رُلاتی ہے اہلِ جہاں کی بیدردی
فغانِ مُرغِ سحرخواں کو جانتے ہیں سرود
نہ کہہ کہ صبر میں پنہاں ہے چارۂ غمِ دوست
نہ کہہ کہ صبر معمائے موت کی ہے کشود
"دلے کہ عاشق و صابر بود مگر سنگ است
ز عشق تا بہ صبوری ہزار فرسنگ است"

(سعدیؔ)

نہ مجھ سے پوچھ کہ عمرِ گریز پا کیا ہے
کسے خبر کہ یہ نیرنگ و سیمیا کیا ہے
ہُوا جو خاک سے پیدا، وہ خاک میں مستور
مگر یہ غَیبتِ صغریٰ ہے یا فنا، کیا ہے!
غبارِ راہ کو بخشا گیا ہے ذوقِ جمال
خرد بتا نہیں سکتی کہ مُدّعا کیا ہے
دِل و نظر بھی اسی آب و گِل کے ہیں اعجاز
نہیں تو حضرتِ انساں کی انتہا کیا ہے؟
جہاں کی رُوحِ رواں 'لا اِلٰہَ اِلّا ھُوَ'
مسیح و میخ و چلیپا، یہ ماجرا کیا ہے!
قصاص خونِ تمنّا کا مانگیے کس سے
گُناہ گار ہے کون، اور خُوں بہا کیا ہے

غمیں مشو کہ بہ بندِ جہاں گرفتاریم
طلسم ہا شکنَد آں دلے کہ ما داریم

خودی ہے زندہ تو ہے موت اک مقامِ حیات
کہ عشق موت سے کرتا ہے امتحانِ ثبات
خودی ہے زندہ تو دریا ہے بے کرانہ ترا
ترے فراق میں مُضطَر ہے موجِ نیل و فرات

خودی ہے مُردہ تو مانندِ کاہ پیشِ نسیم
خودی ہے زندہ تو سلطانِ جُملہ موجودات
نگاہ ایک تجلّی سے ہے اگر محروم
دو صد ہزار تجلّی تلافیِ مافات
مقام بندۂ مومن کا ہے ورائے سپہر
زمیں سے تا بہ ثُریّا تمام لات و منات
حریمِ ذات ہے اس کا نشیمنِ ابدی
نہ تیرہ خاکِ لحد ہے، نہ جلوہ گاہِ صفات
خود آگہاں کہ ازیں خاکداں بروں جَستند
طلسمِ مہر و سپہر و ستارہ بشکستند

مسعود: سر راس مسعود (۲۴ مئی ۱۸۵۰ء۔ ۸ مئی ۱۹۰۳ء) جو جسٹس محمود کے بیٹے اور سرسیّد احمد خان کے پوتے تھے۔ ریاست بھوپال کے وزیرِ تعلیم رہے۔ علاّمہ سے انھیں بیحد محبت تھی. مرحوم: رحمت کیا گیا. آسمانِ کبود: نیلا آسمان. عدم: جس کا وجود نہ ہو، فنا. جادہ: راستہ. فسانہ و افسوں: مراد بیکار قسم کی باتیں. سراپا: پورے طور پر. رحیلِ بے مقصود: بے مقصد کوچ / روانگی. یادگار: نشانی. کمالات: جمع کمال، خوبیاں، مہارتیں. احمد: سرسیّد احمد خان. محمود: سرسیّد کے بیٹے جسٹس محمود. مرگِ ناگہاں: اچانک کی موت. کارواں: قافلہ. متاعِ گراں بہا: بہت قیمتی پونجی / سرمایہ. بیدردی: سخت دِلی، ظلم. فغان: فریاد. مُرغِ سحر خواں: صبح سویرے چہچہانے والا پرندہ. سرود: نغمہ. پنہاں: چُھپا ہوا. چارہ: علاج. معمائے موت: موت کی پہیلی. کشود: حَل، بوُجھ. ☆ ایسا دل جو عاشق بھی ہو اور صبر کرنے والا بھی تو وہ دل نہیں پتھر ہے، اس لیے کہ عشق اور صبر میں ہزاروں میلوں کا فاصلہ ہے یعنی دونوں کا اکٹھا ہونا ممکن نہیں۔ (یہ سعدی کا شعر ہے) گریز پا: جلد گزر جانے والی. نیرنگ: جادو، مراد انقلاب. سیمیا: طلسم، جادو. مستور: چُھپا ہوا. غیبت صغریٰ: مراد وقتی طور پر غائب ہونے کا عمل. غبارِ راہ: راستے

کی گرد، مراد انسان. **ذوقِ جمال**: حُسن سے دلچسپی/لگاؤ کا انداز. **خرد**: عقل. **آب و گل**: پانی اور مٹی، انسان. **اعجاز**: کرامت، بہت بڑا کارنامہ. **روحِ رَواں**: چلتی پھرتی روح، مراد ایک اٹل حقیقت. ''لا اِلٰہ اِلا ھُو'': اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ توحیدِ خداوندی. **میخ**: کیل. **چلیپا**: صلیب، سُولی. ☆☆ اس بات کا غم مت کر کہ ہم دنیا کے شکنجے میں آئے ہوئے ہیں، ہمارا دل ایک ایسی قوت ہے جو بڑے بڑے جادو مٹا کے رکھ دے گا۔ **خونِ تمنّا**: آرزوؤں کا خون، آرزو پوری نہ ہونا. **مقامِ حیات**: زندگی کی منزل. **امتحانِ ثبات**: ثابت قدمی کی آزمائش. **بے کرانہ**: بہت وسیع. **مُضطر**: بے چین، بیقرار. **نیل و فرات**: مصر کا دریائے نیل جس میں فرعون غرق ہوا اور عراق کا دریائے فرات جس کے کنارے امام حسینؓ کو شہید کیا گیا۔ مراد خودی کی آزمائش کے مواقع. **مانندِ کاہ**: مراد تنکے کی طرح. **پیشِ نسیم**: صبح کی ہوا کے آگے. **سُلطان**: حاکم، غالب. **موجودات**: کائنات. دو صد ہزار تجلّی: ہزاروں لاکھوں جلوے. **تلافیِ مافات**: نقصان کی کمی پوری کرنا. **ورائے سپہر**: آسمان کے اُس پار. **تا بہ ثریّا**: مراد زمین سے آسمان تک کی فضا. **حریمِ ذات**: باری تعالیٰ کا وہ مقام جو انسانی سمجھ سے بالا ہے. **نشیمنِ ابدی**: ہمیشہ ہمیشہ کا ٹھکانا. **تیرہ**: تاریک. **جلوہ گاہِ صفات**: اللہ تعالیٰ کی صفتیں ظاہر ہونے کی جگہ مراد یہ کائنات. ☆☆☆ اپنی ذات/خودی سے پوری طرح واقف جو لوگ مٹی کے اِس گھر یعنی دنیا سے باہر نکل گئے انھوں نے سورج، آسمان اور ستاروں کا جادو بے کار کر کے رکھ دیا۔ مراد دنیاوی رکاوٹوں وغیرہ سے نکل کر ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی پا گئے۔

آوازِ غیب

آتی ہے دمِ صبح صدا عرشِ بریں سے
کھویا گیا کس طرح ترا جوہرِ اِدراک!

کس طرح ہُوا کُند ترا نشترِ تحقیق
ہوتے نہیں کیوں تجھ سے ستاروں کے جگر چاک

تُو ظاہر و باطن کی خلافت کا سزاوار
کیا شعلہ بھی ہوتا ہے غلامِ خس و خاشاک

مِہر و مہ و انجم نہیں محکوم ترے کیوں
کیوں تیری نگاہوں سے لرزتے نہیں اَفلاک

اب تک ہے رواں گرچہ لہو تیری رگوں میں
نے گرمیِ افکار، نہ اندیشۂ بے باک

روشن تو وہ ہوتی ہے، جہاں بیں نہیں ہوتی
جس آنکھ کے پردوں میں نہیں ہے نگہِ پاک

باقی نہ رہی تیری وہ آئینہ ضمیری
اے کُشتۂ سُلطانی و مُلّائی و پیری!

جوہرِ ادراک: فہم اور شعور کی اہلیت / لیاقت. کُند: جو تیز نہ ہو، بیکار. نشترِ تحقیق: مراد حقیقت کی تہ تک پہنچنے کا شعور. چاک: زخمی، پھٹنا. ظاہر و باطن کی خلافت: مراد اِس کائنات پر اللہ کا خلیفہ / نائب ہونے کی کیفیت. سزاوار: لائق، مناسب. خس و خاشاک: تنکے وغیرہ. انجم: جمع نجم، ستارے. لرزنا: کانپنا. اَفلاک: جمع فلک، آسمان. ☆ نہ تو خیالات میں جوش و جذبہ اور گرمی ہے اور نہ غور و فکر ہی میں بے خوفی ہے۔ جہاں بیں: دنیا دیکھنے والی، کائنات کے بھید پا لینے والی. نگہِ پاک: دنیاوی آلودگیوں سے پاک نظر. آئینہ ضمیری: دل اور سینے کا آئینے کی طرح شفاف ہونا، آلودگیوں سے پاک. ☆☆ تو جو حکمرانوں، مُلّاؤں اور پیروں کا مارا ہوا ہے۔

رُباعیات

مِری شاخِ امَل کا ہے ثمر کیا
تری تقدیر کی مجھ کو خبر کیا
کلی گُل کی ہے محتاجِ کشود آج
نسیمِ صبحِ فردا پر نظر کیا!

✦✦

فراغت دے اُسے کارِ جہاں سے
کہ جُھوٹے ہر نفَس کے امتحاں سے
ہُوا پیری سے شیطاں کُہنہ اندیش
گناہِ تازہ تر لائے کہاں سے!

امَل: آرزو، تمنا. ثمر: پھل. محتاج: ضرورت مند. کشود: کِھلنا. نسیم: صبح کی ہوا جس سے پھول کھلتے ہیں. صبحِ فردا: آنے والی صبح، مستقبل.

فراغت: مہلت، فرصت. کارِ جہاں: دنیا کے کام. ہر نفس: ہر سانس. امتحاں: آزمائش. پیری: بڑھاپا. کہنہ اندیش: پرانی سوچ رکھنے والا. گناہِ تازہ: نیا گناہ.

دِگرگُوں عالمِ شام و سحَر کر
جہانِ خشک و تر زیر و زبر کر
رہے تیری خدائی داغ سے پاک
مِرے بے ذوق سجدوں سے حذَر کر

✧✧

غریبی میں ہُوں محسودِ امیری
کہ غیرت مند ہے میری فقیری
حذَر اُس فقر و درویشی سے، جس نے
مسلماں کو سِکھا دی سربزیری

دِگرگوں کرنا: بدلنا. عالَمِ شام وسحر: صبح وشام کا وقت، یہ دنیا. جہانِ خشک وتر: خشک اور تر کی دنیا، مراد یہ دنیا. زیروزبر کرنا: اُلٹ پلٹ کرنا، بدل دینا. بے ذوق سجدے: جن سجدوں میں حضوری (مکمل توجہ) نہ ہو، جن سجدوں میں تڑپ نہ ہو. حذر کرنا: بچنا.

محسود: حسد کیا گیا. سربزیری: سر جُھکانے کی حالت.

خِرَد کی تنگ دامانی سے فریاد
تجلّی کی فراوانی سے فریاد
گوارا ہے اسے نظّارۂ غیر
نِگہ کی نامسلمانی سے فریاد!

✧✧

کہا اقبالؔ نے شیخِ حرم سے
تہِ محرابِ مسجد سو گیا کون
ندا مسجد کی دیواروں سے آئی
فرنگی بُت کدے میں کھو گیا کون؟

خرد: عقل. تنگ دامانی: جھولی کا چھوٹا ہونا. نظارۂ غیر: اللہ کے سوا دوسری قوتوں یا مظاہر پر توجہ. نامُسلمانی: سچا مسلمان نہ ہونے کی کیفیت.

شیخِ حرم: مُلّا. تہ: نیچے. ندا: آواز. فرنگی بُت کدہ: مراد یورپی تہذیب اور علوم وغیرہ جو دین کے راستے میں رکاوٹ ہیں.

کُہن ہنگامہ ہائے آرزو سرد
کہ ہے مردِ مسلماں کا لہو سرد
بتوں کو میری لادینی مبارک
کہ ہے آج آتشِ 'اللہ ھُو' سرد



حدیثِ بندۂ مومن دل آویز
جگر پُر خوں، نفَس روشن، نِگہ تیز
مُیَسّر ہو کسے دیدار اُس کا
کہ ہے وہ رونقِ محفل کم آمیز

کہن: پُرانے. ہنگامہ ہائے آرزو: مراد اعلیٰ مقاصد کی تکمیل کے لیے بیحد جدوجہد. سرد: ٹھنڈے. لہو سرد ہونا: جوش و جذبہ ٹھنڈا پڑ جانا. لا دینی: مذہب سے دُوری / بیزاری. "اللہ ھُو": صرف اللہ حاکمِ مطلق ہے. آتش سرد ہونا: آگ ٹھنڈی ہونا، بجھنا.

حدیث: بات. دل آویز: دل کو بھانے والی. جگر پُر خوں: مراد دل عشقِ خدا اور رسولؐ سے پُر. نفس روشن: باطن / دل نورِ ایمان سے روشن. نگہِ تیز: گہری نظر، بصیرت. رونقِ محفل: بزم کی چہل پہل. کم آمیز: دوسروں کے ساتھ کم ملنے بیٹھنے والا.

تمیزِ خار و گُل سے آشکارا
نسیمِ صبح کی رَوشن ضمیری
حفاظت پھول کی ممکن نہیں ہے
اگر کانٹے میں ہو خُوئے حریری

✦✦

نہ کر ذکرِ فراق و آشنائی
کہ اصلِ زندگی ہے خود نُمائی
نہ دریا کا زیاں ہے، نے گُہر کا
دلِ دریا سے گوہر کی جُدائی

تمیز: فرق. خار: کانٹا. آشکارا: ظاہر. روشن ضمیری: دل کے ایمانی نور سے روشن ہونے کی حالت، زندہ دلی.
خوئے حریری: ریشم کی سی نرمی کی عادت.

آشنائی: واقفیت، دوستی محبت. اصل: حقیقت. گُہر: موتی. دلِ دریا: سمندر / دریا کی گہرائی یا وَسط.

ترے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے
خودی تیری مسلماں کیوں نہیں ہے
عبَث ہے شکوۂ تقدیرِ یزداں
تُو خود تقدیرِ یزداں کیوں نہیں ہے؟

✧✧

خِرَد دیکھے اگر دل کی نِگہ سے
جہاں رَوشن ہے نُورِ 'لا اِلٰہ' سے
فقط اک گردشِ شام و سحَر ہے
اگر دیکھیں فروغِ مِہر و مہ سے

دریا میں طوفاں ہونا: دریا میں جوش ہونا، یہاں مراد دل میں جذبے بیدار ہونا. عبث: فضول، بے کار
یزداں: خُدا.

خرد: عقل. دل کی نگہ: بصیرت، بغور دیکھنے کا عمل. روشن ہے: مراد توحید کی نشانیاں ظاہر ہیں. نورِ "لا اِلٰہ"
خدا کی توحید کا نور. گردش: چکّر. فروغ: روشنی. مہر و مہ: سورج اور چاند.

کبھی دریا سے مثلِ موج اُبھر کر
کبھی دریا کے سینے میں اُتر کر
کبھی دریا کے ساحل سے گزر کر
مقام اپنی خودی کا فاش تر کر !

اُبھرنا: اوپر اٹھنا. فاش تر: زیادہ ظاہر، نمایاں.

مُلّا زادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض

(۱)

پانی ترے چشموں کا تڑپتا ہُوا سیماب
مُرغانِ سحَر تیری فضاؤں میں ہیں بیتاب
اے وادیِ لولاب!

گر صاحبِ ہنگامہ نہ ہو منبر و محراب
دِیں بندۂ مومن کے لیے موت ہے یا خواب
اے وادیِ لولاب!

ہیں ساز پہ موقُوف نَوا ہائے جگر سوز
ڈِھیلے ہوں اگر تار تو بیکار ہے مِضراب
اے وادیِ لولاب!

مُلّا کی نظر نُورِ فراست سے ہے خالی
بے سوز ہے میخانۂ صُوفی کی مَے ناب
اے وادیِ لولاب!

بیدار ہوں دل جس کی فُغانِ سَحَری سے
اس قوم میں مُدّت سے وہ درویش ہے نایاب
اے وادیِ لولاب!

ملا زادہ ضیغم لولابی: ایک فرضی نام. ضیغم: شیر. بیاض: ڈائری. سیماب: پارا. مُرغانِ سحر: صبح کے وقت چہچہانے والے پرندے. لولاب: سری نگر اور بارہ مولا کے درمیان ایک وادی. صاحب ہنگامہ: ہنگامہ برپا کرنے والا یعنی جدوجہد اور جذبوں سے سرشار آدمی، مراد مومن. منبر و محراب: مراد مذہبی ادارے، مسجد وغیرہ. نواہائے جگر سوز: دل کو جلا دینے والے، دل کو بیحد متاثر کرنے والے عشقِ حقیقی کے نالے. مضراب: زخمہ، ڈنکا، ستار بجانے کا آلہ. نورِ فراست: بصیرت کی روشنی. بے سوز: جذبوں کی گرمی سے خالی. میخانۂ صوفی: صوفی کا شراب خانہ، مراد تصوف کی تعلیم / خانقاہیں. مَے ناب: خالص شراب، حقیقی جوش و جذبہ. فغانِ سحری: صبح سویرے خدا کے حضور عاجزی و فریاد. نایاب: جو کہیں نہ ملے.

(۲)

موت ہے اک سخت تر جس کا غلامی ہے نام
مکر و فنِ خواجگی کاش سمجھتا غلام!

شرعِ مُلوکانہ میں جدّتِ احکام دیکھ
صُور کا غوغا حلال، حشر کی لذّت حرام!

اے کہ غلامی سے ہے رُوح تری مُضمحل
سینۂ بے سوز میں ڈھونڈ خودی کا مقام!

مکر و فنِ خواجگی: حکمرانوں کے فریب اور چالیں. کاش: خدا کرے. شرعِ ملوکانہ: حکمرانی کی شریعت / دستور اور قانون. جدّتِ احکام: نئے نئے فرمان، فرمانوں کا نیا پن. صُور کا غوغا: صور کا شور جسے سن کر مُردے قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے. حلال: جائز. حشر کی لذت: بیدار ہونے / اُٹھنے کا مزہ. حرام: منع کیا گیا. مضمحل: کمزور. سینۂ بے سوز: جذبوں کی حرارت سے خالی دل.

(۳)

آج وہ کشمیر ہے محکوم و مجبور و فقیر
کل جسے اہلِ نظر کہتے تھے ایرانِ صغیر

سینۂ اَفلاک سے اُٹھتی ہے آہِ سوز ناک
مردِ حق ہوتا ہے جب مرعوبِ سُلطان و اَمیر

کہہ رہا ہے داستاں بیدردیِ ایّام کی
کوہ کے دامن میں وہ غم خانۂ دہقانِ پیر

آہ! یہ قومِ نجیب و چرب دست و تر دماغ
ہے کہاں روزِ مکافات اے خُدائے دیر گیر؟

اہلِ نظر: بصیرت والے. ایرانِ صغیر: چھوٹا ایران، مختلف خوبیوں کی بنا پر ایران کے بعد دوسرا ملک. سینۂ افلاک: مراد آسمان. آہِ سوز ناک: دلوں کو ہلا دینے والی فریاد. مردِ حق: مردِ مومن. مرعوب: ڈرا ہوا. سلطان و امیر: مختلف قسم کے حکمران. بیدردیِ ایام: زمانے کے ظلم و ستم. دامن: وادی. غم خانہ: غموں کا گھر. دہقانِ پیر: بوڑھا کسان. نجیب: خاندانی شریف، اچھی نسل والا. چرب دست: ماہر، ہنر مند. تر دماغ: ذہین، باشعور. روزِ مکافات: مراد جزا اور سزا کا دن. دیر گیر: دیر سے پکڑنے/سزا دینے والا.

(۴)

گرم ہو جاتا ہے جب محکوم قوموں کا لہو
تھرتھراتا ہے جہانِ چار سُوے و رنگ و بو

پاک ہوتا ہے ظن و تخمیں سے انساں کا ضمیر
کرتا ہے ہر راہ کو روشن چراغِ آرزو

وہ پُرانے چاک جن کو عقل سی سکتی نہیں
عشق سیتا ہے اُنھیں بے سوزن و تارِ رفُو

ضربتِ پیہم سے ہو جاتا ہے آخر پاش پاش
حاکمیّت کا بُتِ سنگیں دِل و آئینہ رُو

لہو گرم ہونا: جوش و جذبہ بیدار ہونا. تھرتھرانا: کانپنا. جہانِ چار سُوے و رنگ و بو: مراد یہ کائنات. ظن: گمان. تخمیں: اندازہ. چراغِ آرزو: مراد اعلیٰ مقاصد پانے کے لیے سخت جدّوجہد. پُرانے چاک: پرانے زخم یا پرانے پھٹے ہوئے حصّے، مراد کائنات کے بھید کو عقل نہیں پا سکتی. بے سوزن: سُوئی کے بغیر. تارِ رفو: مراد دھاگا یا ڈورا. ضربتِ پیہم: مسلسل وار. پاش پاش: ٹکڑے ٹکڑے. حاکمیت: حکمرانی، بادشاہت. بتِ سنگیں دل: ظالم / سخت دل بت. آئینہ رُو: شیشے کے چہرے والا، مراد بہت نازک.

(۵)

دُرّاج کی پرواز میں ہے شوکتِ شاہیں
حیرت میں ہے صیّاد، یہ شاہیں ہے کہ دُرّاج!

ہر قوم کے اَفکار میں پیدا ہے تلاطُم
مشرق میں ہے فردائے قیامت کی نمود آج

فطرت کے تقاضوں سے ہُوا حشر پہ مجبور
وہ مُردہ کہ تھا بانگِ سرافیل کا محتاج

دُرّاج: تیتر. شوکت: شان. صیّاد: شکاری. تلاطم: موجوں کا بپھرنا، مراد افکار و خیالات کی بھرمار ہونا. مشرق: مراد مشرقی ممالک. فردائے قیامت: قیامت کا آنے والا دن. نمود: ظاہر ہونے کی حالت. حشر: اُٹھنا، بیداری. مُردہ: مرا ہوا، مراد بے عمل اور سوئی ہوئی غلام قوم. بانگِ سرافیل: حضرت اسرافیلؑ کے صُور / بگل کی آواز جس سے مُردے اُٹھ کھڑے ہوں گے.

(۶)

رِندوں کو بھی معلوم ہیں صُوفی کے کمالات
ہر چند کہ مشہور نہیں ان کے کرامات

خودگیری و خودداری و گلبانگِ 'اَنا الحق'
آزاد ہو سالک تو ہیں یہ اس کے مقامات

محکوم ہو سالک تو یہی اس کا 'ہمہ اوست'
خود مُردہ و خود مرقد و خود مرگِ مفاجات!

رِند: عیاش، شرابی، جو شرع کا پابند نہ ہو. کمالات: جمع کمال، ہنر. ہر چند: اگرچہ. خودگیری: اپنے عملوں پر خود نظر رکھنا. خودداری: غیرت مندی، اپنے وقار کا احساس. گلبانگ: سُریلی آواز. "اَنا الحق": "میں خدا ہوں"۔ منصور کا نعرہ. سالک: چلنے والا، مراد صوفی. مقامات: جمع مقام، مرتبے، منزلیں. محکوم: غلام. "ہمہ اوست": سب کچھ خدا ہے اور کسی شے کا وجود نہیں۔ صوفیا کا عقیدہ. مرقد: قبر. مرگِ مفاجات: اچانک موت.

(۷)

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبّیری
کہ فقرِ خانقاہی ہے فقط اندوہ و دِلگیری

ترے دِین وادب سے آ رہی ہے بوئے رُہبانی
یہی ہے مرنے والی اُمّتوں کا عالَمِ پیری

شیاطینِ مُلوکیّت کی آنکھوں میں ہے وہ جادو
کہ خود نخچیر کے دل میں ہو پیدا ذوقِ نخچیری

چہ بے پروا گذشتند از نوائے صبح گاہِ من
کہ بُرد آں شور و مستی از سِیہ چشمانِ کشمیری!

رسمِ شبّیری: حضرت امام حسینؓ والا عمل کہ جان دے دی، باطل قوت کے آگے سر نہیں جُھکایا. فقرِ خانقاہی: صوفیوں کا خانقاہوں میں مصروفِ عبادت ہو کر جہد و عمل سے دور رہنا. اندوہ: رنج و غم. دل گیری: دل گرفتہ یعنی غم زدہ ہونا. بوئے رہبانی: دنیا سے بے تعلقی یعنی بے عملی کا اثر. مرنے والی اُمتیں: مراد غلامی میں پھنس کر اپنی شناخت ختم کرنے والی قومیں. عالمِ پیری: بڑھاپے کی حالت. شیاطین: جمع شیطان مراد بدفطرت ظالم حاکم. مُلوکیت: حاکمیت، بادشاہت. نخچیر: شکار. ذوقِ نخچیری: خود شکار ہونے کا شوق. ☆ میرے صبح کے نغمے یعنی شاعری سے کس قدر بے توجہ ہو کر یہ حسین کشمیری آگے نکل گئے، ان کا جوش و جذبہ کون اُڑا لے گیا۔

(۸)

سمجھا لہو کی بوند اگر تُو اسے تو خیر
دِل آدمی کا ہے فقط اک جذبۂ بلند

گردش مہ و ستارہ کی ہے ناگوار اسے
دل آپ اپنے شام و سحَر کا ہے نقش بند

جس خاک کے ضمیر میں ہے آتشِ چنار
ممکن نہیں کہ سرد ہو وہ خاکِ ارجمند

نقش بند: تصویر بنانے والا، مراد تعین کرنے والا. اپنے شام و سحر: اپنی شام اور صبح، مراد مقدر / تقدیر. خاک کا ضمیر: مراد سرزمین یا اہلِ سرزمین کا دل. آتش: آگ. چنار: ایک درخت جس کے پتے سرخ ہوتے ہیں. آتشِ چنار: چنار کی آگ مراد جذبہ و جوش کی گرمی. خاکِ ارجمند: باعزّت، رتبے والی سرزمین.

(۹)

کھلا جب چمن میں کُتب خانۂ گُل
نہ کام آیا مُلّا کو علمِ کتابی

متانت شِکن تھی ہَوائے بہاراں
غزل خواں ہُوا پیرکِ اندرابی

کہا لالۂ آتشیں پیرہن نے
کہ اَسرارِ جاں کی ہُوں مَیں بے حجابی

سمجھتا ہے جو موت خوابِ لَحد کو
نہاں اُس کی تعمیر میں ہے خرابی

نہیں زندگی سلسلہ روز و شب کا
نہیں زندگی مستی و نیم خوابی

حیات است در آتشِ خود تپیدن
خوش آں دم کہ ایں نکتہ را بازیابی

اگر ز آتشِ دل شرارے بگیری
تواں کرد زیرِ فلک آفتابی

کتب خانۂ گُل: پھولوں کی جگہ، باغ مراد پھول جنھیں دیکھ کر انسان اللہ کی معرفت حاصل کرتا ہے۔ **علمِ کتابی**: کتاب کا علم جو کائنات کے مطالعے اور مشاہدے میں کام نہیں آتا۔ **متانت شکن**: سنجیدگی توڑنے والی، مراد اُمنگ پیدا کرنے والی۔ **غزل خواں**: غزل گانے والا۔ **پیرکِ اندرابی**: اندراب کا ایک بزرگ، اندراب کشمیری قصبہ ہے۔ **آتشیں پیرہن**: سرخ لباس والا۔ **اَسرارِ جاں**: جان کا راز۔ **خوابِ لحد**: قبر کی نیند، مراد جسمانی موت۔ **نہاں**: چھپی ہوئی۔ **سلسلۂ روز و شب**: وقت کی گردش۔ **مَستی و نیم خوابی**: فرائڈ کے مطابق زندگی مستی یعنی جنسی کیف کا نام ہے زندگیِ جاوید دراصل اپنے جذبوں اور جدّوجہد کی آگ میں جلنے کا نام ہے۔ وہ وقت بڑا مبارک ہوگا جب تو اس اہم بات کو پالے گا۔ اگر تو دل کی آگ سے ایک چنگاری لے لے تو اس سے دنیا کو روشن کیا جاسکتا ہے۔

(۱۰)

آزاد کی رگ سخت ہے مانندِ رگِ سنگ
محکوم کی رگ نرم ہے مانندِ رگِ تاک

محکوم کا دل مُردہ و افسردہ و نومید
آزاد کا دل زندہ و پُرسوز و طرَب ناک

آزاد کی دولت دلِ روشن، نفَسِ گرم
محکوم کا سرمایہ فقط دیدۂ نم ناک

محکوم ہے بیگانۂ اِخلاص و مروّت
ہر چند کہ منطق کی دلیلوں میں ہے چالاک

ممکن نہیں محکوم ہو آزاد کا ہمدوش
وہ بندۂ افلاک ہے، یہ خواجۂ افلاک

رگِ سنگ: مراد پتھر. رگِ تاک: انگور کی بیل کی باریک شاخ، مراد بہت کمزور. مُردہ: جوش و جذبہ سے خالی. افسردہ: بُجھا ہوا. نومید: مایوسی کا شکار. زندہ: جوش و جذبہ سے پُر. پُرسوز: جذبوں کی حرارت سے پُر. طربناک: خوشی سے پُر. دلِ روشن: دل کا نورانی ہونا. نفسِ گرم: عشق کی حرارت سے پُر سانس. دیدۂ نم ناک: روتی آنکھ. بیگانہ: ناواقف، بے خبر. اِخلاص: خُلوص. مروّت: مہربانی، لحاظ. ہر چند: اگرچہ. منطق: عقلی دلیلوں کا علم. ہمدوش: برابر. بندۂ افلاک: مراد حالات یا تقدیر کا غلام. خواجۂ افلاک: مراد اس دنیا کا مالک، حکمران.

(۱۱)

تمام عارف و عامی خودی سے بیگانہ
کوئی بتائے یہ مسجد ہے یا کہ میخانہ

یہ راز ہم سے چُھپایا ہے میر واعظ نے
کہ خود حرم ہے چراغِ حرم کا پروانہ

طلسمِ بے خبَری، کافری و دِیں داری
حدیثِ شیخ و بَرہمن فُسون و افسانہ

نصیبِ خطہ ہو یا رب وہ بندۂ درویش
کہ جس کے فقر میں انداز ہوں کلیمانہ

چُھپے رہیں گے زمانے کی آنکھ سے کب تک
گُہر ہیں آبِ وُلر کے تمام یک دانہ

عارف: واقف، عالم. عامی: عام آدمی، جاہل. بیگانہ: ناواقف. میر واعظ: مراد بڑا واعظ، بڑا مولوی. حرم: کعبہ. چراغِ حرم کا پروانہ: مراد سچے مسلمانوں سے محبت کرنے والا. طلسمِ بے خبری: ناواقفیت کا جادو، بیحد بے خبری. حدیث: بات. فسون و افسانہ: صرف قصہ کہانی، بے حقیقت. کلیمانہ انداز: حضرت موسیٰؑ کا انداز تا کہ موجودہ فرعونوں کو غرق کر دیا جائے. گُہر: موتی، مراد کشمیری عوام. آبِ وُلر: کشمیر کی جھیل ولر، مراد سرزمینِ کشمیر. یک دانہ: بہت قیمتی، بے مثل.

(۱۲)

دِگرگُوں جہاں اُن کے زورِ عمل سے
بڑے معرکے زندہ قوموں نے مارے
مُنجّم کی تقویمِ فردا ہے باطل
گِرے آسماں سے پُرانے ستارے
ضمیرِ جہاں اس قدر آتشیں ہے
کہ دریا کی موجوں سے ٹُوٹے ستارے
زمیں کو فراغت نہیں زلزلوں سے
نُمایاں ہیں فطرت کے باریک اشارے
ہمالہ کے چشمے اُبلتے ہیں کب تک
خضر سوچتا ہے وُلر کے کنارے!

زورِ عمل: جدوجہد کی شدّت. مُنجّم: نجومی، ستاروں کی مدد سے قسمت کا حال بتانے والا. تقویمِ فردا: مستقبل کی جنتری، مراد مستقبل کا حال بتانا. پرانے ستارے گرنا: نام نہاد ملاؤں وغیرہ کے پڑھے ہوئے پرانے علوم کا بیکار رہ جانا. ضمیرِ جہاں: کائنات کا باطن / اندر، کائنات میں جو کچھ ہے. آتشیں: آگ سے پُر، مراد دلوں میں جوش پیدا کرنے والا. ستارے ٹوٹنا: مراد مسلسل انقلاب / تبدیلیاں آنا. باریک اشارے: جنھیں صرف اہلِ بصیرت سمجھ سکتے ہیں. ہمالہ کے چشمے اُبلنا: مراد ہمالہ کے دامن میں آباد قوموں کا بیدار ہونا.

(۱۳)

نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا
کہ صُبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں

کمالِ صِدق و مروّت ہے زندگی ان کی
معاف کرتی ہے فطرت بھی ان کی تقصیریں

قلندرانہ ادائیں، سکندرانہ جلال
یہ اُمتیں ہیں جہاں میں برہنہ شمشیریں

خودی سے مردِ خود آگاہ کا جمال و جلال
کہ یہ کتاب ہے، باقی تمام تفسیریں

شکوہِ عید کا منکر نہیں ہُوں مَیں، لیکن
قبولِ حق ہیں فقط مردِ حُر کی تکبیریں

حکیم میری نواؤں کا راز کیا جانے
ورائے عقل ہیں اہلِ جُنوں کی تدبیریں

زندہ قومیں: جدوجہد کرنے والی آزاد قومیں. کمالِ صدق و مروّت: بھرپور خلوص اور دوسروں سے محبت و ہمدردی. تقصیریں: جمع تقصیر، خطائیں. قلندرانہ ادائیں: خدا مست لوگوں کے سے طور طریقے. سکندرانہ

جلال: مراد بہت شاہانہ رعب داب. برہنہ شمشیریں: ایسی تلواریں مراد قومیں جو اپنی آزادی کے لیے ہر وقت تیار رہتی ہیں. مردِ خود آگاہ: اپنی خودی سے پوری طرح باخبر. شکوہِ عید: عید کی شان و شوکت. منکر: نہ ماننے والا. قبولِ حق: یعنی خدا قبول کرتا ہے. مردِ حُر: آزاد یعنی مردِ مومن. تکبیریں: اللہ کی عظمت کا ذکر (نمازِ عید کے موقع پر "اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا إلٰہ إلا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد" پڑھتے ہوئے مسجد جاتے ہیں. ورائے عقل: عقل سے دور، مراد عقل کے بس میں نہیں. اہلِ جنوں: حقیقی عاشق، خدا مست.

(۱۴)

چہ کافرانہ قمارِ حیات می بازی
کہ با زمانہ بسازی بخود نمی سازی

دِگر بمدرسہ ہائے حرم نمی بینم
دلِ جُنید و نگاہِ غزالی و رازی

بحکمِ مفتیِ اعظم کہ فطرتِ ازلیست
بدینِ صعوہ حرام است کارِ شہبازی

ہماں فقیہِ ازَل گُفت جُرّہ شاہیں را
بآسماں گرَوی با زمیں نہ پردازی

منم کہ توبہ نہ کردم ز فاش گوئی ہا
ز بیمِ ایں کہ بسُلطاں کنند غمّازی

بدستِ ما نہ سمرقند و نے بخارا ایست
دُعا بگو ز فقیراں بہ تُرکِ شیرازی

چہ کافرانہ قمار..... بخود نمی سازی: تو زندگی کا جوا کیسا کافروں یعنی دنیا پرستوں کی طرح کھیل رہا ہے کہ زمانے کے ساتھ تو تو موافقت کر رہا ہے اور اپنی ذات سے موافقت نہیں کر رہا۔ دگر بمدرسہ ہائے..... نگاہ

غزالی و رازی: میں جب اپنے دینی مدرسوں کو دیکھتا ہوں تو مجھے مایوسی ہوتی ہے کہ اب پہلے کی طرح ان میں جُنید جیسے دل، غزالی اور رازی جیسی بصیرت والا کوئی نظر نہیں آتا۔ بحکم مفتی اعظم..... حرام است کارِ شہبازی: بڑے مفتی یعنی ازلی قدرت کا یہ فتویٰ/ حکم ہے کہ مولے (چھوٹا سا پرندہ) کے دین میں شہباز جیسے کام منع ہیں۔ یعنی مولے کے بس میں ایسا نہیں ہے۔ ہماں فقیہہ ازل..... باز میں نہ پردازی: اُسی ازلی مفتی نے ژ باز سے یہ کہا کہ دیکھو آسمانی فضاؤں میں یعنی بلندیوں پر اُڑنا نیچے زمین یعنی پستی سے تعلق نہ رکھنا۔ منم کہ توبہ نہ کردم..... سلطان کنند غمازی: صرف اس خیال اور ڈر سے کہ لوگ، حاکمِ وقت (انگریز) سے میری چغلیاں کھائیں گے میں نے صاف صاف باتیں (جابر و ظالم حکمرانوں کی مسلم دشمنی) کہنے سے توبہ نہ کی۔ بدست مانہ سمرقند..... بہ ترک تازی: ہمارے پاس کوئی سمرقند ہے اور نہ کوئی بخارا، لہٰذا ہم فقیروں کی طرف سے اس شیرازی تُرک یعنی محبوب کو بس دعا ہی کہہ دینا (حافظؔ کے اس شعر کی طرف اشارہ ہے جس میں اس نے کہا کہ اگر وہ شیرازی تُرک ہمارا دل لے لے تو میں اُس کے چہرے پر سیاہ تل کے بدلے میں سمرقند و بخارا دے دوں گا)

(۱۵)

ضمیرِ مغرب ہے تاجرانہ، ضمیرِ مشرق ہے راہبانہ
وہاں دِگرگُوں ہے لحظہ لحظہ، یہاں بدلتا نہیں زمانہ

کنارِ دریا خضر نے مجھ سے کہا بہ اندازِ محرمانہ
سکندری ہو، قلندری ہو، یہ سب طریقے ہیں ساحرانہ

حریف اپنا سمجھ رہے ہیں مجھے خدایانِ خانقاہی
اُنھیں یہ ڈر ہے کہ میرے نالوں سے شق نہ ہو سنگِ آستانہ

غلام قوموں کے علم و عرفاں کی ہے یہی رمزِ آشکارا
زمیں اگر تنگ ہے تو کیا ہے، فضائے گردُوں ہے بے کرانہ

خبر نہیں کیا ہے نام اس کا، خدا فریبی کہ خود فریبی
عمل سے فارغ ہُوا مسلماں بنا کے تقدیر کا بہانہ

مِری اسیری پہ شاخِ گُل نے یہ کہہ کے صیّاد کو رُلایا
کہ ایسے پُرسوز نغمہ خواں کا گراں نہ تھا مجھ پہ آشیانہ

ضمیرِ مغرب: مغربی قوموں کا باطن / دل. تاجرانہ: سوداگروں کا سا، یعنی مادہ پرستی کا رجحان. ضمیرِ مشرق: مشرقی قوموں کا دل و دماغ. راہبانہ: ترکِ دنیا، بے عملی اور جدوجہد سے خالی زندگی. دِگرگوں ہے: تبدیلی آ

رہی ہے. بہ اندازِ محرمانہ: رازدارانہ طریقے سے. سکندری: سکندرِ اعظم کی سی ظاہری شان وشوکت. قلندری: مراد موجودہ دَور کا صوفی یا قلندر ہونا. ساحرانہ: جادوگر کے سے. حریف: مقابل، دشمن. خدایانِ خانقاہی: خانقاہ کے مالک، خانقاہ نشین صوفیا جو جدّوجہد کی زندگی کے خلاف ہیں. میرے نالے: مراد اقبال کی شاعری. شق ہونا: پھٹ جانا، ٹوٹ جانا، مراد ٹھپ ہو جانا. سنگِ آستانہ: دہلیز کا پتھر، مراد مذہب کے نام پر لوگوں کو اُلّو بنانے کا کام. رمز: اشارہ، بھید. فضائے گردوں: آسمانی فضا. بے کرانہ: بہت وسیع. خدا فریبی: تقدیر کے حوالے سے اللہ کو دھوکا دینے کی کیفیت. عمل سے فارغ ہونا: تقدیر کے بہانے کوئی جدّوجہد نہ کرنا. اَسیری: قید. پُرسوز نغمہ خواں: جس کے نغموں یعنی شاعری سے لوگوں کے دلوں میں گرمی اور جوش پیدا ہو.

(۱۶)

حاجت نہیں اے خطۂ گُل شرح و بیاں کی
تصویر ہمارے دلِ پُرخوں کی ہے لالہ

تقدیر ہے اک نام مکافاتِ عمل کا
دیتے ہیں یہ پیغام خدایانِ ہمالہ

سرما کی ہواؤں میں ہے عُریاں بدن اس کا
دیتا ہے ہُنر جس کا امیروں کو دو شالہ

اُمّید نہ رکھ دولتِ دُنیا سے وفا کی
رَم اس کی طبیعت میں ہے مانندِ غزالہ

خطۂ گُل: چمن، گلستان، مراد کشمیر. مکافاتِ عمل: مراد جیسا عمل ویسی جزا یا سزا. خدایانِ ہمالہ: مراد کوہ ہمالیہ کے دامن میں رہنے والے برہمن اور رشی. عُریاں: لباس کے بغیر، ننگا. دوشالہ: اُونی چادر دو پرتوں والی. رم: وحشت، ڈر کر بھاگنا. غزالہ: ہرنی.

(۱۷)

خود آگاہی نے سِکھلا دی ہے جس کو تن فراموشی
حرام آئی ہے اُس مردِ مجاہد پر زِرہ پوشی

(۱۸)

آں عزمِ بلند آور آں سوزِ جگر آور
شمشیرِ پدر خواہی بازُوے پدر آور ☆

خود آگاہی: اپنی ذات کی چھپی اور ظاہری قوتوں سے باخبر ہونے کی حالت. تن فراموشی: جسم کو بھولنے کی کیفیت. مردِ مجاہد: جہاد کرنے والا، مراد مردِ مومن. زِرہ پوشی: حملے سے بچنے کے لیے زرہ بکتر پہننے کا عمل.

☆ وہ یعنی پہلے مجاہدین والا، بلند ارادہ اختیار کر اور ان جیسا جوش و جذبہ پیدا کر۔ اگر تجھے باپ کی تلوار کی خواہش ہے تو باپ جیسے بازو یعنی طاقت پیدا کر۔

(۱۹)

غریبِ شہر ہُوں مَیں، سُن تو لے مری فریاد
کہ تیرے سینے میں بھی ہوں قیامتیں آباد

مری نوائے غم آلُود ہے متاعِ عزیز
جہاں میں عام نہیں دولتِ دلِ ناشاد

گِلہ ہے مجھ کو زمانے کی کور ذوقی سے
سمجھتا ہے مری محنت کو محنتِ فرہاد

"صدائے تیشہ کہ بر سنگ میخورد دگر است
خبر بگیر کہ آوازِ تیشہ و جگر است" ☆

غریبِ شہر: پردیسی، مراد بے عمل لوگوں کے ملک میں پردیسی. قیامتیں آباد ہونا: جدوجہد کے لیے جوش اور جذبے پیدا ہونا. نوا: نغمہ، شاعری. غم آلود: غم سے بھری، قوم کے درد سے پُر. متاعِ عزیز: قیمتی سرمایہ اپونجی. دلِ ناشاد: ناخوش دل، قوم کی غلامی کے سبب آزردہ دِل. کور ذوقی: اچھا مذاق نہ رکھنے کی کیفیت. محنت فرہاد: پہاڑ کھودنے کا عمل، بے ثمر محنت.

☆ پتھر پر جو تیشہ مارا جائے اس کی آواز کچھ اَور طرح کی ہوتی ہے، ذرا توجہ سے سُن کہ یہ تو دل پر تیشہ پڑنے کی آواز ہے۔ (صدائے تیشہ الخ یہ شعر مرزا جان جاناں مظہر علیہ الرحمۃ کی مشہور بیاض "خریطۂ جواہر" میں ہے)

سر اکبر حیدری، صدرِ اعظم حیدر آباد دکن کے نام

'یومِ اقبال' کے موقع پر توشہ خانۂ حضور نظام کی طرف سے، جو صاحبِ صدرِ اعظم کے ماتحت ہے، ایک ہزار روپے کا چیک بطور تواضع موصول ہونے پر

تھا یہ اللہ کا فرماں کہ شکوہِ پرویز
دو قلندر کو کہ ہیں اس میں مُلوکانہ صفات

مجھ سے فرمایا کہ لے، اور شہنشاہی کر
حُسنِ تدبیر سے دے آنی و فانی کو ثبات

مَیں تو اس بارِ امانت کو اُٹھاتا سرِ دوش
کامِ درویش میں ہر تلخ ہے مانندِ نبات

غیرتِ فقر مگر کر نہ سکی اس کو قبول
جب کہا اُس نے یہ ہے میری خدائی کی زکات!

سر اکبر حیدری: محمد اکبر نذر علی حیدری۔ ولادت بمقام بمبئی ۸ نومبر ۱۸۶۹ء۔ ۱۹۱۹ء میں والیِ دکن نے انھیں صدر المہام مالیات مقرر کیا. شکوہِ پرویز: مراد شاہانہ شان و شوکت. مُلوکانہ صفات: مراد بادشاہوں کی سی خوبیاں. شہنشاہی کر: خوب مزے کر. حُسنِ تدبیر: اچھا غور و فکر اور کوشش. آنی و فانی: جو وقتی اور فنا ہونے والی ہو. ثبات: برقرار رہنے والی. بارِ امانت: امانت کا بوجھ. سرِ دوش: کندھے پر. کامِ درویش: درویش کا حلق / گلا. تلخ: کڑوی شے. نبات: مصری. میری خدائی: مراد وزیرِ اعظم کی آقائی / حکمرانی.

حُسین احمد

۱ عجم ہنوز نداند رموزِ دِیں، ورنہ
ز دیوبند حُسین احمد! ایں چہ بوالعجبی است

۲ سرود برسرِ منبر کہ مِلّت از وطن است
چہ بے خبر ز مقامِ محمدِؐ عرَبی است

۳ بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی، تمام بولہبی است

حسین احمد: مولانا حسین احمد مدنی (۱۸۷۹۔۱۹۵۷ء)۔ دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی اور پھر وہیں ایک عرصہ تک قرآن وحدیث کا درس دیا۔ جمیعت العلماءِ ہند کے صدر رہے۔ دیوبند میں دفن ہوئے۔

۱۔ عجم یعنی غیر عرب مسلمان ابھی تک دین کی حقیقتوں سے واقف نہیں ہیں، ورنہ دیوبند کے حسین احمد سے یہ انتہائی حیران کن بات کیوں سرزد ہوئی۔

۲۔ انھوں (مولانا) نے منبر پر کھڑے ہو کر یہ کہا کہ ملّت کا تعلق مُلک / وطن سے ہے (اشارہ ہے نیشنلزم کی طرف)، یعنی ہر ملک میں بسنے والے لوگ ایک ملّت ہیں۔ وہ (مولانا) حضور اکرم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ سے کس قدر بے خبر ہیں۔

۳۔ تُو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے خود کو وابستہ کر لے کہ حضورؐ مکمل دین ہیں۔ اگر تُو نے حضورؐ سے وابستگی پیدا نہیں کی (مراد ملت کے بارے میں حضورؐ کے ارشادِ گرامی پہ عمل نہیں کرتا) تو تیرے سارے عمل ابولہب کے سے ہیں یعنی کفر اور شرک۔ (ابولہب، حضور اکرمؐ کا چچا جو حضورؐ اور اسلام کا بہت بڑا دشمن تھا)

حضرتِ انسان

جہاں میں دانش و بینش کی ہے کس درجہ ارزانی
کوئی شے چُھپ نہیں سکتی کہ یہ عالَم ہے نورانی

کوئی دیکھے تو ہے باریک فطرت کا حجاب اتنا
نمایاں ہیں فرشتوں کے تبسّم ہائے پنہانی

یہ دنیا دعوتِ دیدار ہے فرزندِ آدم کو
کہ ہر مستور کو بخشا گیا ہے ذوقِ عُریانی

یہی فرزندِ آدم ہے کہ جس کے اشکِ خونیں سے
کِیا ہے حضرتِ یزداں نے دریاؤں کو طوفانی

فلک کو کیا خبر یہ خاکداں کس کا نشیمن ہے
غرَض انجم سے ہے کس کے شبستاں کی نگہبانی

اگر مقصودِ کُل مَیں ہُوں تو مجھ سے ماورا کیا ہے
مِرے ہنگامہ ہائے نو بہ نو کی انتہا کیا ہے؟

دانش و بینش: دانائی اور بصیرت. ارزانی: سستاپن، عام ہونا. فطرت: قدرت. حجاب: پردہ. نمایاں: ظاہر،

روشن.تبسم ہائے پنہانی: چھپی ہوئی مسکراہٹیں.دعوتِ دیدار: دعوت نظارہ، مراد کائنات کی اشیا میں خدا کو جلوہ گر پانا.فرزندِ آدم: آدم کا بیٹا، مراد انسان.مستور: چھپا ہوا.ذوقِ عریانی: ظاہر ہونے کا شوق.حضرتِ یزداں: خدا تعالیٰ.خاکداں: مراد یہ دنیا.نشیمن: ٹھکانا.غرض: مقصد، ارادہ.انجم: جمع نجم، ستارے.شبستاں: رات کے آرام کی جگہ.نگہبانی: حفاظت، چوکیداری.مقصودِ کل: تمام کائنات وجود میں لانے کی اصل غرض.
مَیں: مراد انسان.ماورا: پیچھے، مراد بڑھ کر.ہنگامہ ہائے نو بہ نو: نئے نئے ہنگامے، نت نئے کارنامے یا ہر لحظہ نئی رونقیں.

اشاریہ

ابراہیمؑ، حضرت (خلیل اللہ): 196، 352، 358، 372، 426، 427، 452، 460، 461، 467، 478، 479، 481، 486، 644، 654، 660، 677، 701، 725، 841، 846، 859۔

ابلیس: 774، 775، 806، 816، 892، 893، 998، 1026، 1031، 1044، 1079، 1080، 1083، 1084، 1093۔

ابولہب: 399، 502، 727، 919، 1140۔

اخوت: 62، 162، 357، 480، 483، 917۔

ارمغانِ حجاز: 1074۔

اسرار: 334، 344، 351، 450، 459، 548، 592، 623، 631، 646، 692، 715، 746، 760، 777، 784، 801، 803، 814، 861، 879، 897، 911، 930، 948، 950، 968، 973، 1014، 1017، 1029، 1098، 1100، 1125۔

اسرافیلؑ، حضرت: 570، 597، 644، 889، 958، 1014، 1097، 1121۔

اسلام: 100، 254، 255، 256، 283، 284، 321، 359، 427، 467، 470، 477، 839، 863، 866، 874، 895، 908، 910، 916، 917، 1031، 1085۔

اسمٰعیلؑ، حضرت: 554، 644۔

اشتراکی: 1085۔ اشتراکیت: 1017۔

افلاطون: 577، 671، 895، 924، 964، 1003۔

اقبالؔ: 99، 100، 101، 137، 166، 173، 180، 183، 184، 187، 212، 229، 236، 239، 240، 243، 246، 247، 249، 252، 282، 288، 314، 343، 348، 397، 427، 430، 435، 492، 493، 496، 498، 499، 523، 548، 568، 585، 614، 621، 627، 629، 633، 637، 659، 672، 694، 731، 784، 837، 846، 939، 981، 995، 1008، 1031، 1041، 1111۔

انقلاب: 158، 262، 704، 706، 736، 788، 796، 1019، 1054، 1086۔

انگریز: 860، 917، 1052۔ انگریزی: 504۔

ایاز: 228، 292، 314، 464، 500، 678، 751، 779، 958، 977، 1005۔

اُردو: 34، 150، 508۔

آدمی: 45، 46، 47، 55، 159، 198، 235، 287، 409، 413، 440، 481، 484، 587، 764، 856، 878، 954، 958، 1124۔

آدم: 77، 118، 132، 189، 344، 351، 352، 462، 467، 538، 546، 564، 590، 595، 650، 659، 691، 700، 718، 731، 741، 751، 758، 759، 764، 775، 777، 779، 806، 846، 868، 878، 892، 909، 910، 962، 1005، 1009، 1037، 1068، 1081، 1083، 1098، 1141۔

آرزو: 29، 71، 76، 77، 108، 111، 119، 125، 148، 150، 162، 168، 176، 214، 233، 242، 243، 245، 263، 272، 274، 277، 304، 312، 411، 449، 452، 470، 478، 548، 554، 582، 636، 686، 692، 695، 726، 727، 746، 774، 788، 1054، 1080، 1085، 1112، 1120۔

آزادیِ افکار: 816، 936۔ آزادیِ نسواں: 965۔

آزادی: 46، 52، 76، 84، 119، 129، 156، 168، 210، 325، 332، 376، 404، 448، 463، 465، 495، 521، 587، 595، 605، 639، 652، 779، 893، 904، 916۔

آزاد: 53، 55، 65، 71، 76، 111، 119، 214، 235، 251، 284، 298، 306، 344، 353، 357، 358، 384، 388، 391، 408، 413، 414، 448، 465، 467، 503، 542، 554، 567، 571، 657، 676، 745، 808، 816، 821، 874، 886، 889، 891، 904، 916، 930، 937، 939، 945، 975، 993، 1010، 1012، 1040، 1048، 1055، 1092، 1097، 1101، 1122، 1127۔

آزر: 149، 196، 229، 283، 352، 372، 426، 452، 464، 556، 660، 800۔

آفتاب: 64، 75، 87، 191، 200، 217، 263، 270، 374، 400، 404، 412، 419، 461، 463، 467، 477، 664، 705، 724، 726، 727، 736، 783، 789، 869، 886، 895، 1125۔

آئین: 29، 56، 76، 116، 120، 189، 213،
232، 260، 272، 296، 310، 314، 321، 322،
325، 329، 332، 353، 354، 386، 414، 465،
631، 652، 1086۔

بالِ جبریل: 524۔

بانگِ درا: 87، 220، 282، 299، 359۔

بت خانہ: 149، 186، 330، 495، 652، 747،
752، 800، 903، 974، 982، 1012، 1065۔

بت کدہ: 66، 232، 281، 325، 426، 452،
537، 725، 974، 1018، 1111۔

بت: 118، 132، 146، 229، 283، 291، 294،
296، 352، 357، 464، 480، 509، 556، 590،
599، 616، 744، 791، 800، 813، 841، 842،
859، 886، 1071، 1098، 1100، 1101،
1112، 1120۔

بدر (جنگ): 485، 725، 766۔

برہمن: 92، 146، 325، 332، 357، 425، 440،
465، 508، 509، 517، 584، 657، 813، 846،
860، 917، 982، 1009، 1031، 1128۔

بلالؓ، حضرت: 129، 296، 355، 361، 429۔

بلبل: 29، 49، 55، 56، 67، 72، 79، 82، 92،
108، 136، 139، 148، 149، 176، 182، 209،
236، 266، 274، 289، 297، 298، 299، 304،
332، 335، 361، 377، 384، 398، 402، 406،
410، 414، 435، 448، 477، 479، 485، 493،
495، 668، 811، 904، 992، 1052، 1073۔

بہشت: 540، 608، 733، 793، 1052۔

پرویز، خسرو: 368، 548، 558، 575، 601، 657،
904، 1008، 1034، 1081، 1101، 1139۔

پورس: 429۔

تاتاری: 144، 359، 482، 485، 595، 795،
796، 1063۔

تصوف: 98، 100، 744، 872، 874، 1087۔

تعلیم: 84، 94، 133، 139، 276، 368، 431،
432، 437، 440، 506، 514، 718، 843، 862،
923، 948، 953، 954، 966، 967، 1042،
1067، 1083۔

تقدیر: 90، 114، 125، 190، 223، 236، 337،
362، 381، 406، 419، 459، 470، 478، 481،
483، 564، 577، 592، 607، 623، 626، 629،
633، 634، 637، 647، 682، 705، 710، 719،
757، 760، 777، 786، 796، 798، 843، 857،
892، 920، 953، 982، 988، 992، 1001،
1011، 1024، 1029، 1033، 1038، 1044،
1055، 1064، 1079، 1092، 1093، 1101،
1109، 1114، 1130، 1134، 1136۔

تلوار: 133، 235، 290، 291، 317، 716، 750،
861، 862، 897، 1073۔

توحید: 118، 281، 283، 286، 291، 293، 294،
295، 332، 338، 344، 360، 361، 426، 569،
678، 744، 791، 858، 861، 903، 950۔

تہذیب: 235، 236، 251، 254، 255، 262،
283، 357، 397، 404، 466، 484، 506، 507،
521، 567، 571، 595، 666، 677، 678، 723،
734، 737، 800، 929، 965، 967، 1021،
1030، 1036، 1037، 1039، 1041، 1073،
1085، 1093۔

تیمور، امیر: 389، 575، 605، 623، 637، 786،
796۔

جبرئیلؑ، حضرت: 461، 481، 524، 538، 570،
577، 582، 608، 618، 644، 656، 699، 701،
724، 748، 774، 775، 816، 889، 913، 931،
1014۔

جگنو: 49، 93، 138، 139، 140، 153، 277،
404، 730، 745۔

جم (جمشید): 30، 85، 118، 189، 256، 283،
467، 587، 660، 687، 904، 1007۔

جمعیتِ اقوامِ مشرق: 1033۔

جمعیتِ اقوام: 910، 1044۔

جمعیت: 30، 290، 330، 333، 334، 438، 444،
910۔

جمہوریت: 465، 467، 601، 722، 806، 1035،
1050، 1081۔

جنت: 118، 132، 134، 145، 181، 221، 312،
347، 350، 462، 467، 484، 607، 733، 758،

760،763،806،889،1083۔

جہاد: 380،482،506،762،862،1080۔

جہنم: 56،313،484۔

چاندنی: 94،128،139،201،210،226،261،306۔

چاند: 94، 127، 138، 139، 190، 207، 227، 245، 264، 304، 307، 350، 376، 367، 625، 626، 751، 805، 844، 877۔

چکور: 748، 812۔

چنگیز خان: 575، 601، 864، 904، 1081۔

حافظ شیرازی: 370، 423، 516، 1012۔

حلاج: 570، 995۔

حنین (جنگ): 485، 725۔

خضرؑ: 60، 160، 186، 217، 277، 348، 423، 432، 458، 459، 461، 465، 687، 775، 887، 1129، 1134۔

خلافت: 326، 360، 362، 455، 469، 1107۔

خودی: 94، 483، 569، 577، 597، 599، 608، 610، 612، 614، 616، 626، 627، 629، 636، 644، 661، 669، 676، 680، 684، 692، 693، 721، 731، 750، 751، 752، 759، 767، 781، 791، 796، 804، 814، 821، 836، 841، 846، 866، 867، 868، 871، 872، 898، 921، 924، 927، 930، 933، 934، 935، 937، 939، 942، 943، 953، 954، 962، 963، 970، 971، 979، 987، 990، 994، 995، 1000، 1001، 1004، 1005، 1007، 1008، 1013، 1019، 1020، 1025، 1042، 1049، 1053، 1054، 1055، 1058، 1059، 1060، 1065، 1066، 1069، 1104، 1105، 1114، 1115، 1118، 1128، 1130۔

خورشید: 37، 54، 87، 89، 90، 91، 92، 118، 125، 127، 179، 201، 204، 205، 206، 210، 211، 223، 270، 271، 276، 333، 338، 450، 482، 483، 525، 760، 809، 951، 966، 980، 1001، 1010، 1069۔

دارا: 109، 321، 429، 498، 587، 631، 1092۔

دہقان: 36، 37، 55، 92، 267، 335، 705، 722، 732، 791، 954، 1037، 1038، 1059، 1119۔

دین: 84، 133، 167، 283، 296، 314، 354، 357، 408، 438، 444، 452، 460، 469، 492، 504، 514، 548، 601، 646، 703، 704، 721، 725، 734، 761، 763، 766، 767، 769، 791، 795، 846، 851، 853، 859، 864، 866، 917، 933، 945، 953، 954، 958، 967، 970، 1028، 1031، 1040، 1047، 1060، 1065، 1085، 1087، 1092، 1112، 1116، 1123، 1128، 1132، 1140۔

رازی: 560، 590، 631، 660، 671، 681، 958، 1132۔

رمضان: 353۔

رومی: 468، 548، 560، 578، 599، 631، 652، 660، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 783، 784، 855، 995، 1000۔

زاغ: 454، 731، 766، 813، 1061، 1084۔

زلیخا: 232، 322۔

زن: 402، 505، مزید دیکھیے عورت۔

ساقی: 114، 141، 149، 150، 176، 182، 215، 221، 250، 283، 295، 312، 329، 330، 331، 333، 334، 335، 361، 367، 485، 493، 495، 539، 548، 550، 552، 570، 571، 597، 605، 634، 648، 696، 702، 711، 742، 743، 745، 746، 928، 938، 1054۔

سامری: 452، 464، 928۔

سرمایہ داری: 484۔

سرمایہ دار: 465، 466، 521، 522۔

سرمایہ: 459، 465، 518۔

سکندر: 109، 114، 228، 423، 429، 453، 460، 467، 498، 616، 631، 779، 786، 850، 864، 1043، 1055، 1130، 1134۔

سورج: 72، 138، 158، 245، 266، 309، 358، 583، 689، 741، 759، 805، 925، 980۔

شاعری: 333، 616، 621، 972، 984، 990۔

شاعر، شعرا: 62، 79، 94، 99، 103، 108، 119، 139، 148، 211، 213، 306، 307، 318، 328، 372، 421، 458، 552، 582، 723، 882، 888، 996، 1007، 1009، 1022۔

شاہین: 386، 454، 479، 480، 554، 560، 585، 612، 633، 637، 640، 668، 679، 683، 686، 722، 731، 737، 739، 748، 797، 798، 810، 811، 812، 904، 930، 948۔

شریعت: 98، 99، 100، 245، 744، 806، 860، 880، 882، 916، 933۔

شعر: 55، 85، 99، 149، 315، 552، 616، 648، 672، 694، 696، 970، 973، 987، 1008، 1014، 1087۔

شمس: 34، 89، 141، 406۔

شمشیر: 30، 263، 292، 362، 463، 481، 482، 592، 601، 623، 702، 706، 710، 786، 858، 861، 871، 887، 930، 934، 1007، 1008، 1013، 1029، 1043، 1055، 1068، 1130، 1137۔

شمع: 30، 34، 48، 55، 58، 61، 63، 66، 68، 69، 76، 89، 92، 113، 116، 120، 124، 138، 148، 155، 161، 162، 179، 194، 199، 228، 233، 236، 239، 240، 248، 255، 304، 307، 328، 329، 331، 334، 343، 359، 405، 412، 425، 428، 467، 500، 544، 753، 1010۔

شہبازی: 560، 585، 933، 958، 1132۔

شہباز: 454، 597، 743، 1019، 1061، 1062، 1073۔

شہید: 335، 347، 380، 411، 459، 478، 486، 502، 556، 569، 626، 742، 779، 907۔

شیریں: 120، 368۔

صوفی: **98**، 211، 550، 552، 558، 575، 582، 588، 593، 605، 642، 648، 680، 744، 870، 880، 882، 1006، 1080، 1116، 1122۔

عجم: 299، 452، 496، 502، 548، 556، 560، 597، 610، 618، 662، 678، 725، 744، 745، 804، 895، 933، 943، 1004، 1007، 1008، 1140۔

عرب: 144، 240، 281، 321، 400، 442، 467، 496، 502، 510، 515، 610، 648، 678، 703، 711، 715، 725، 894، 895، 919، 926، 943، 1031، 1045، 1049۔

عشق: 58، 66، 67، 69، 76، 79، 90، 94، 95، 96، 104، 105، 128، 129، 130، 143، 149، 160، 162، 172، 174، 177، 181، 186، 194، 196، 198، 201، 202، 204، 207، 210، 213، 214، 217، 228، 232، 266، 275، 276، 287، 295، 296، 350، 358، 360، 361، 362، 372، 402، 421، 423، 430، 443، 469، 495، 500، 540، 544، 546، 550، 558، 562، 572، 582، 587، 590، 597، 599، 621، 631، 637، 639، 640، 642، 644، 652، 681، 688، 699، 700، 703، 704، 721، 725، 727، 745، 746، 767، 769، 781، 851، 852، 865، 868، 900، 925، 945، 967، 975، 987، 1009، 1062، 1067، 1103، 1104، 1120۔

عقاب: 739، 813، 818۔ **عقابی:** 482، 737۔

عقل: 42، 60، 133، 134، 187، 225، 240، 275، 277، 287، 362، 407، 411، 440، 495، 503، 513، 520، 607، 618، 621، 639، 650، 652، 669، 683، 703، 721، 725، 727، 775، 864، 872، 874، 879، 881، 885، 906، 925، 931، 945، 975، 1018، 1029، 1095، 1098، 1120، 1130۔

علمِ خودی: 939۔ **علمِ فقیری:** 1068۔

علمِ قلندری: 620۔ **علمِ کلام:** 858، 1080۔

علمِ نباتات: 939۔

علم: 34، 48، 56، 61، 80، 109، 125، 144، 161، 184، 247، 322، 356، 406، 408، 459، 481، 484، 550، 570، 607، 644، 646، 662، 669، 718، 721، 727، 737، 761، 769، 779، 851، 852، 859، 864، 872، 900، 941، 946، 967، 1018، 1057، 1060، 1101، 1103، 1125، 1134۔

عورت: 960، 964، 965، 966، 967، 968، 1009، مزید دیکھیے زن۔

عید: 286، 315، 324، 332، 378، 434، 1130۔

عیسیٰؑ، (مسیحؑ): 160، 190، 348، 669، 766، 917، 1082، 1087، 1104۔

غربی: 567، 1072، مزید دیکھیے مغربی۔

غرب: 580، 678، 703، 762، 763، 1084، مزید دیکھیے مغرب۔

غلامی: 119، 129، 225، 293، 352، 353، 465، 481، 570، 571، 625، 652، 677، 745، 843، 853، 854، 868، 911، 948، 956، 977، 987، 993، 1007، 1022، 1027، 1038، 1047، 1049، 1050، 1080، 1086، 1101، 1118۔

غلام: 45، 550، 571، 631، 661، 679، 687، 722، 851، 853، 881، 903، 917، 931، 945، 952، 1020، 1022، 1027، 1028، 1047، 1048، 1087، 1100، 1107، 1118، 1134۔

غوری: 664۔

فارابی: 421، 477، 652۔

فردوس: 56، 95، 398، 408، 433، 437، 546، 566، 733، 760، 816، 995۔

فرشتے: 94، 95، 160، 189، 240، 346، 351، 537، 542، 659، 683، 721، 722، 758، 759، 775، 790، 889، 893، 921، 1141۔

فرعون: 572، 865، 900، 1047۔

فرنگی: 566، 572، 578، 584، 593، 595، 627، 629، 652، 678، 718، 719، 737، 757، 865، 869، 912، 916، 917، 922، 926، 954، 961، 967، 974، 1004، 1031، 1035، 1039، 1040، 1042، 1058، 1062، 1079، 1083، 1111۔

فرنگ: 195، 564، 566، 580، 588، 597، 599، 605، 614، 621، 634، 642، 644، 646، 654، 657، 671، 678، 705، 743، 763، 781، 815، 819، 871، 887، 888، 910، 929، 945، 961، 981، 1020، 1021، 1026، 1033، 1035، 1044، 1049، 1068، 1072، 1083۔

فرہاد: 104، 368، 657، 1012، 1034، 1101، 1138۔

فقر: 321، 356، 452، 480، 560، 570، 575، 605، 616، 662، 669، 693، 703، 726، 779، 801، 802، 803، 850، 851، 861، 865، 866، 868، 897، 898، 900، 903، 937، 956، 958، 1028، 1052، 1055، 1063، 1068، 1069، 1070، 1110، 1123، 1128، 1139۔

فقیری: 592، 631، 642، 652، 680، 734، 746، 781، 790، 958، 1068، 1073، 1110۔

فقیر: 179، 429، 511، 548، 558، 631، 637، 642، 700، 721، 746، 765، 898، 937، 1086، 1119، 1132۔

فلسفہ: 99، 274، 355، 425، 440، 696، 783، 846، 885، 900، 938، 1028، 1047، 1057۔

فلسفی: 317، 657، 810۔

قارون: 585۔

قرآن: 117، 293، 294، 353، 354، 356، 517، 538، 566، 572، 784، 843، 853، 868، 891، 913، 916، 1017، 1085۔

قمری: 99، 109، 113، 251، 298، 493۔

قمر: 32، 34، 141، 189، 192، 194، 201، 207، 211، 226، 258، 383، 384، 386، 406، 976، 1001۔

قومیت: 256، 284، 466۔ قومی: 144، 281۔

قوم: 76، 84، 103، 120، 229، 236، 240، 262، 265، 267، 288، 291، 292، 297، 309، 310، 321، 325، 348، 353، 354، 355، 357، 369، 372، 381، 425، 444، 504، 508، 513، 605، 706، 719، 765، 803، 816، 819، 836، 843، 850، 857، 858، 900، 912، 930، 938، 953، 966، 985، 996، 1007، 1009، 1017، 1022، 1024، 1028، 1036، 1047، 1055، 1058، 1069، 1082، 1085، 1097، 1116، 1119، 1120، 1121، 1129، 1130، 1134۔

قیامت: 40، 62، 179، 298، 435، 484، 570، 571، 676، 767، 913، 1066، 1087، 1096، 1098، 1121، 1138۔

قیصر: 255، 256، 263، 292، 465، 480، 570، 572، 616۔

کافری: 452، 616، 800، 984، 1128۔

کافر: 99، 292، 294، 325، 354، 465، 513، 575، 590، 592، 701، 779، 814، 860، 862، 886، 887، 919، 933، 994، 1065، 1082۔

کبوتر: 479، 739، 748، 811۔

کرگس: 560، 797، 810، 1030۔

کفر: 294، 427، 590۔

کلیسا: 133، 186، 199، 273، 291، 466، 467، 497، 566، 637، 675، 717، 722، 733، 734، 863، 888، 907، 953، 1018، 1021، 1023، 1030، 1040، 1041، 1044، 1079، 1084۔

گیتا: 517۔

لینن: 717۔

مجاہد: 797، 880، 882، 1048، 1137۔

مدرسہ: 556، 612، 650، 654، 657، 667، 725، 944، 945، 948، 951، 967، 972، 1018، 1057، 1132۔

مذہب: 99، 136، 283، 353، 437، 438، 440، 444، 469، 518، 673، 734، 783، 800، 915۔

مرغ: 33، 84، 139، 153، 168، 170، 264، 384، 391، 392، 431، 480، 483، 485، 558۔

مساوات: 718۔

مسجد: 315، 325، 355، 517، 523، 566، 567، 633، 666، 695، 698، 733، 862، 974، 977، 1065، 1079، 1111، 1128۔

مسلمانی: 356، 480، 564، 590، 603، 652، 693، 737، 803، 869، 898، 1071، 1073، 1111۔

مسلمان: 255، 293، 294، 298، 352، 354، 355، 356، 361، 362، 431، 447، 455، 468، 470، 477، 479، 480، 503، 513، 585، 587، 590، 592، 633، 660، 662، 684، 701، 703، 705، 713، 716، 744، 745، 765، 813، 814، 839، 844، 850، 858، 860، 861، 862، 872، 894، 895، 897، 898، 900، 907، 908، 913، 915، 916، 917، 943، 977، 982، 1017، 1080، 1087، 1092، 1110، 1112، 1114، 1134، مزید دیکھیے مسلم۔

مسلم: 254، 255، 256، 265، 281، 283، 286، 288، 290، 321، 324، 325، 326، 343، 344، 354، 355، 356، 374، 376، 386، 387، 395، 397، 401، 404، 405، 427، 431، 437، 438، 469، 470، 478، 509، 518، مزید دیکھیے مسلمان۔

مشرق: 124، 374، 414، 463، 466، 468، 477، 504، 508، 514، 567، 570، 718، 723، 759، 764، 806، 863، 926، 928، 943، 945، 971، 981، 982، 995، 1004، 1007، 1013، 1016، 1025، 1028، 1033، 1050، 1058، 1080، 1082، 1085، 1121، 1134۔

معراج: 447، 577، 737، 844، 947۔

مغربی: 429، 440، 504، 506، 593، 650، 704، 929، 952، 974، 1036، مزید دیکھیے غربی۔

مغرب: 124، 223، 233، 250، 255، 281، 288، 317، 326، 333، 444، 465، 466، 468، 477، 484، 493، 504، 508، 510، 570، 711، 718، 756، 806، 863، 911، 943، 981، 982، 1013، 1016، 1018، 1028، 1050، 1081، 1082، 1134، مزید دیکھیے غرب۔

مکان: 56، 61، 64، 68، 69، 95، 100، 124، 144، 178، 219، 293، 375، 479، 560، 620، 640، 676، 687، 752، 797، 841، 851، 855، 1038۔

ملت: 56، 76، 120، 168، 229، 240، 255، 265، 267، 288، 324، 329، 333، 334، 344، 352، 355، 358، 400، 402، 431، 438، 444، 445، 468، 478، 480، 481، 483، 486، 514، 603، 705، 745، 767، 788، 794، 795، 801، 874، 894، 897، 910، 918، 938، 953، 1041، 1048، 1081، 1092، 1140۔

ملوکیت: 575، 652، 865، 1033، 1034، 1036، 1042، 1045، 1079، 1080، 1081، 1118، 1139۔

ملّا: 550، 564، 587، 588، 590، 639، 648، 657، 660، 673، 733، 797، 856، 858، 874، 882، 938، 972، 1031، 1080، 1108، 1116، 1125۔

موت: 56، 57، 58، 94، 141، 148، 170، 174، 176، 198، 263، 264، 266، 286، 348، 356، 409، 410، 411، 412، 413، 456، 577، 587، 607، 612، 616، 626، 631، 637، 657، 698، 699، 706، 716، 719، 749، 751، 814، 846، 862، 867، 897، 907، 918، 921، 924، 943، 948، 958، 967، 971، 1006، 1009، 1019، 1031، 1069، 1072، 1086، 1096، 1103، 1104، 1116، 1118، 1125۔

موسیقی: 1013، 1014۔

مومن: 85، 477، 481، 567، 588، 592، 646، 650، 671، 680، 702، 711، 715، 716، 737، 840، 843، 846، 850، 853، 860، 861، 868، 886، 887، 889، 898، 913، 920، 958، 977، 1020، 1048، 1062، 1065، 1068، 1069، 1072، 1080، 1085، 1086، 1087، 1093، 1105، 1112، 1116۔

مَلک: 77، 95، 184، 190، 309، 317، 346، 351، 383، 567، 814، 872، 948، 1046۔

جوانوں کو مری آہِ سحر دے
پھر ان شاہیں بچوں کو بال و پر دے
خدایا آرزو میری یہی ہے
مرا نورِ بصیرت عام کر دے!

محمد اقبال

مکتبہ جمال
تیسری منزل، حسن مارکیٹ
اُردو بازار لاہور فون نمبر: 7232731
E-mail: maktaba_jamal@email.com